قُل هُوَ لِلَّذِینَ اٰمَنُوا هُدًی وَّ شِفَآءٌ

[...]ی برحق شافی مطلق کا احسان کہ نسخۂ دافع زلل صوری رافع علل معنوی نافع مومنین

جلد اول و دوم

# مذاق العارفین

ترجمۂ

# احیاء علوم الدین

مترجمہ


اکمل الزمان افضل دوران عالم المعی فاضل لوذعی مولوی محمد احسن صدیقی نانوتوی اکرمہ اللہ العلی القوی



مطبع نامی منشی نولکشور میں طبع ہوا

فدا حسین

# لغات کشوری

## اپنے آپ طلبا تعلیم مین ترقی کرسکتے ہین بذریعہ لغات کشوری

زبان کی یہ سب سے پہلی ڈکشنری ہی جو اپنی ندرت جامعیت
اور طرز بیان مین بھی ایک خصوصیت رکھتی ہی اسکو عالم بیبدیل وفاضل
اپنے آپ نظیر مولوی سید تصدق حسین صاحب رضوی محافظ صحت
مطبع اودھ اخبار نے مرتب ومدون فرمایا ہے جو منشی نولکشور صاحب مالک
مطبع کی جانب سے خاص اس کام کے لیے مامور ہوے تھے جنھون نے
تین سال کی مشقت اور عرقریزی سے تحقیق وتدقیق لغات کے قالب مین ایک
نئی روح پھونکی ہی اور مطبع نے اسکو بڑے اہتمام وانتظام کے ساتھ طبع کیا ہی فارسی
زبان کی دو ایک ڈکشنریان تو پہلے بھی لکھی جا چکی تھین مگر وہ ایسی کم پایہ تھین
جو اُن علم دوست طلبہ کے لیے چندان مفید نہ تھین جو بڑی بڑی درسی کتابین
پڑھتے پڑھاتے ہین ان کتابون سے صرف وہی طلبہ فائدہ اُٹھا سکتے تھے جنکی
تحصیل ابتدائی ہوتی تھی - اسکے علاوہ جسطرح یہ ڈکشنریان تمام درسی لغات پر حاوی
نہ تھین اسیطرح کنایات اور اصطلاحات سے بھی معرا تھین - لیکن لغات کشوری
مین چہارم سے زیادہ ایسے الفاظ ملینگے جنسے مبتدی کیا منتہی طلبہ تک بھی پہلے
واقف نہ تھے - مؤلف علام نے جمع لغات کا جو التزام کیا ہی وہ مثل انگریزی ڈکشنریون
کے ہی - ہر لغت کا حرف اول باب اور حرف ثانی فصل قرار دیا ہی اور تسلسل بیان
مین لغت کے تین تین حرف التزاماً رکھے ہین اور جہان کہین پہلے تین حرف برابر
آگئے ہین جیسے پنج ارکان - پنج پایہ - پنج گاہ وغیرہ وہان چوتھے حرف کا اور ایسطرح
پانچوین اور چھٹے حرف کا بھی التزام رہا ہی اسکے علاوہ جو کتابین اس لغت کی
ماخذ ہین وہ بھی نہایت مستند اور معتبر ہین جیسے صراح - قاموس - منتخب اللغات
مؤید الفضلا - برہان قاطع - غیاث اللغات - بہار عجم - چراغ ہدایت وغیرہم اگرچہ
مشہور ہی کہ جب کسی زبان مین لغت کی متعدد کتابین ہوتی ہین تو اُسنے اور مؤلفین
لغات کو ایک قسم کی آسانی ہوتی ہی لیکن اُس سے کسی مؤلف کی قابلیت اور
لیاقت مین فرق نہین آتا - جوہری نے صحاح تیس برس مین مرتب کی تھی اور
اُسکے بعد مجد الدین فیروز آبادی نے قاموس تین برس مین تالیف کرلی - ایک
عالم علم اللغات کے سامنے صاحب قاموس کی بڑی تعریف کی گئی اُسنے کہا تین
برس نہ کہو بلکہ تینتیس برس - جوہری کے تیس برس بھی اسمین اضافہ کرنا چاہیے

لیکن یہان تو قضیہ بالعکس ہی لائق مولف نے ابتدا سے [انتہا] تک درسی کتابون
کو پڑھ کر لغات اور مصطلحات جمع کیے ہین مثل گلستان - [بوست]ان - یوسف زلیخا
سکندر نامہ - انوار سہیلی - مینا بازار - پنج رقعہ - طاہر وحید - [رقع]ات کسری -
رسائل طغرا - سہ نثر ظہوری - گل کشتی - اخلاق جلالی - اخ[لاق] ناصری وغیرہ
کے اور اسکے بعد کتب لغات سے معانی کی تفسیر اور توضیح [ک]ی - لغت کا قلم
جلی ہی - اور ہر صفحہ مین ۲۵ - سطرین اور تین کالم ہین - بہ[...]ت خوبی یہ رکھی
ہی کہ ہر لغت پر اعراب لگا دیے گئے ہین اسلیے کہ اختلاف [ا]عراب سے اکثر الفاظ
کے معنی بدل جاتے ہین - تبدیل اعراب کے ساتھ جتنی مرتبہ وہ لغت آیا ہی -
اُتنی ہی بار اُسکو شروع سطر سے لکھکر معنی بیان کیے ہین - پھر امتیاز السنہ کے لیے ہر لغت
کے محاذی ع (عربی) ف (فارسی) ت (ترکی) ی (یونانی) مب (معرب)
کا نشان لکھدیا ہی - گو غیاث اللغات اس فن مین ایک بڑی مبسوط کتاب ہی
لیکن اسمین اُس سے بھی تقریباً دو ہزار لغت زیادہ ہین - شیخ ابو الفیض
فیضی فیاضی نے جب تفسیر سواطع الالہام کے لکھنے کا ارادہ کیا تو لغات عرب
پر عبور حاصل کرنے کے لیے ہمیشہ عربی لغت کی کتابین خریدا کرتے تھے ایک
مرتبہ انھون نے اسی غرض سے کئی ہزار روپیہ کی کتابین خریدکین اور جب
اول سے آخر تک دیکھ چکے اتفاقاً کروز مجمع احباب مین کسی نے شیخ سے اُن کتابون کا
حال دریافت کیا فیضی نے کہا مین نے جو حقیر رقم اُن کتابون کی قیمت مین صرف
کی تھی الحمدللہ وہ وصول ہوگئی - اِن کتابون مین صرف دو لغت ایسے پائے
جو پہلے میری نظر سے نہ گذرے تھے - جب فیضی فیاضی جیسے عالم متبحر اور فاضل
اجل نے دو لفظون کی اتنی قدر کی تو لغات کشوری مین تو سیکڑون لفظ
ایسے ہونگے جو طلبہ اور حضرات علم دوست کو بالکل نئے اور اجنبی معلوم ہونگے پس
امید کیجاتی ہی کہ شائقین اور طلبہ فیضی سے بھی بڑھکر اس جدید ڈکشنری یعنی اس
مجموعہ لغات کی قدر کرینگے حجم ۵۹۴ - صفحہ - قیمت عام دو روپیہ سواے محصولڈاک
مطبع منشی نولکشور لکھنؤ وکانپور اور تمام دوکان کتب فروشان ہندوستان
سے یہ کتاب پرمنفعت طلبا کو دستیاب ہوسکتی ہے -

## فہرست مطالب مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم الدین جلد اول


| خلاصہ مطالب | صفحہ |
|---|---|
| [torn] | ۲ |
| [torn] | ۴ |
| [torn] | ۶ |
| [باب اول عل]م کے بیان مین | ۹ |
| [فص]ل اول علم اور طلب علم اور تعلیم کی [فض]یلت مین۔ | 〃 |
| [بیا]ن اول علم کی فضیلت مین۔ | 〃 |
| [بیا]ن دوم طلب علم کی فضیلت مین۔ | ۱۲ |
| [بیا]ن سوم تعلیم کی فضیلت مین | ۱۳ |
| [بیا]ن چہارم دلائل عقلی کے ذکر مین۔ | ۱۴ |
| [فص]ل دوم علم محمود اور مذموم کی قسمون [او]ر حکمون مین۔ | ۱۸ |
| [ب]یان اول اُس علم کا جو فرض عین ہے۔ | 〃 |
| [ب]یان دوم اُس علم کا جو فرض کفایہ ہے۔ | ۲۰ |
| بیان سوم علم طریق آخرت کی تفصیل اجمالی مین | ۲۴ |
| فصل سوم اُن علوم کے بیان مین جنکو لوگ اچھے علوم مین شمار کرتے ہین۔ | ۲۷ |
| بیان اول اس بات کی وجہ مین کہ بعض علوم برے کیون ہوتے ہین۔ | 〃 |
| بیان دوم اُن علوم کے ذکر مین جنکے لفظ بدل گئے ہین۔ | ۳۸ |
| بیان سوم عمدہ علمون مین سے مقدار محمود کے ذکر مین | ۴۵ |
| فصل چہارم اس ذکر مین کہ علم خلاف پر خلق [illegible] کے متوجہ ہونے کا کیا سبب ہے۔ | ۴۹ |
| بیان اول علم خلاف پر لوگون کے متوجہ ہونے کے ذکر مین۔ | 〃 |
| بیان دوم [illegible]ات کی غلطی مین کہ [illegible] صحابہؓ کے شور [illegible] اور اکابر سلف کی تقریرون [illegible] خلاف ہین۔ | ۵۰ |
| بیان سوم مناظرہ کی آفتون کے ذکر مین۔ | ۵۲ |
| فصل پنجم طالب علم اور معلم کے آداب کے ذکر مین | ۵۷ |
| بیان اول طالب علم کے آداب مین اور اُنکے دس ادب ہین۔ | ۵۷ |
| بیان دوم اُستاد کے آداب کے ذکر مین اور اُنمین آٹھ ادب ہین۔ | ۶۴ |
| فصل ششم علم کی آفتون اور علماے آخرت اور بد کی علامتون کے بیان مین۔ | ۶۸ |
| فصل ہفتم عقل کے بیان مین اور اُسکی بزرگی اور حقیقت اور اقسام کے ذکر مین۔ | ۹۵ |
| بیان اول عقل کی بزرگی کے ذکر مین۔ | 〃 |
| بیان دوم عقل کی حقیقت اور قسمون کے ذکر مین۔ | ۹۷ |
| بیان سوم لوگون مین عقل کے کم زیادہ ہونے کے ذکر مین | ۱۰۰ |
| باب دوم عقاید کے قاعدون مین | ۱۰۲ |
| فصل اول بیان مین عقیدہ اہل سنت کے | 〃 |
| فصل دوم اس بات کی وجہ کے بیان مین کہ ارشاد مین تدریج اور اعتقاد کے درجون مین ترتیب چاہیے۔ | ۱۰۵ |
| فصل سوم عقیدے کی روشن دلیلون کے بیان مین۔ | ۱۱۸ |
| فصل چہارم ایمان و اسلام مین۔ | ۱۳۱ |
| باب سوم طہارت کے اسرار مین | ۱۴۱ |
| قسم اول نجاست ظاہری سے پاک ہونے کے ذکر مین۔ | ۱۴۴ |
| بیان اول اُن اشیا کا ذکر جو دور کی جاوین | 〃 |
| بیان دوم اُن چیزون کا ذکر جنسے نجاست دور کیجاوے۔ | ۱۴۵ |
| بیان سوم نجاست کے دور کرنے کی کیفیت مین | ۱۴۷ |
| قسم دوم حدث کی طہارت کے بیان مین | 〃 |
| بیان اول پاخانہ پھرنے کے آداب مین | 〃 |
| بیان دوم وضو کی کیفیت کے ذکر مین | ۱۴۹ |
| بیان سوم غسل کے بیان مین۔ | ۱۵۲ |
| بیان چہارم تیمم کے ذکر مین۔ | ۱۵۳ |
| قسم سوم فضلات ظاہری سے پاک ہونے کے بیان مین۔ | 〃 |
| بیان اول آدمی کے میل اور رطوبتون مین | 〃 |
| بیان دوم بدن کے زوائد اجزا کے ذکر مین جنکا دور کرنا چاہیے۔ | ۱۵۷ |
| باب چہارم نماز کے اسرار کے بیان مین | ۱۶۲ |
| فصل اول نماز اور سجدہ اور جماعت اور اذان وغیرہ کی فضیلت مین۔ | 〃 |
| بیان اول اذان کی فضیلت مین۔ | 〃 |
| بیان دوم فرض نماز کی فضیلت مین | ۱۶۳ |
| بیان سوم ارکان کے پورا کرنے کی فضیلت مین | 〃 |
| بیان چہارم جماعت کی فضیلت مین۔ | ۱۶۴ |
| بیان پنجم سجدہ کی فضیلت مین۔ | ۱۶۵ |
| بیان ششم خشوع یعنی فروتنی کی فضیلت مین | 〃 |
| بیان ہفتم مسجد اور نماز کی جگہ کی فضیلت مین | ۱۶۷ |
| فصل دوم نماز کے اعمال کے ظاہری کی کیفیت اور تکبیر شروع اور اُس سے پہلے کے احوال کے ذکر مین۔ | 〃 |
| فصل سوم نماز کے اندر باطنی شرطون کے ذکر مین۔ | ۱۷۳ |
| بیان اول خشوع اور حضور دل کے شرط ہونے مین۔ | 〃 |
| بیان دوم اُن امور باطنی کا جنسے نماز کی زندگی پوری ہوتی ہے۔ | ۱۷۶ |
| بیان سوم اُس تدبیر کے ذکر مین جو حضور دل مین مفید پڑے۔ | ۱۷۸ |
| بیان چہارم اُن امور کی تفصیل مین جنکا دل مین حاضر ہونا نماز کے ہر ایک رکن اور شرط وغیرہ مین ضرور ہے۔ | ۱۸۰ |
| فصل چہارم امامت کے ذکر مین۔ | ۱۸۹ |
| فصل اول نماز کے بیشتر کے امور مین | 〃 |
| قسم دوم قرات کے اعمال کے ذکر مین۔ | ۱۹۱ |
| قسم سوم ارکان کے اعمال کے بیان مین | ۱۹۲ |
| قسم چہارم اعمال سلام پھیرنے کے وقت کے | 〃 |
| فصل پنجم جمعہ کی فضیلت اور آداب و سنت اور شرطون کے بیان مین۔ | ۱۹۳ |
| بیان اول جمعہ کی فضیلت مین۔ | 〃 |
| بیان دوم جمعہ کی شرطون کے بیان مین۔ | 〃 |
| بیان سوم جمعہ کے آداب مین عادت کی ترتیب کے طور پر۔ | ۱۹۴ |
| بیان چہارم اُن آداب کے ذکر مین جو ترتیب سابق سے خارج ہین اور جمعہ کے سارے دن مین عام ہین | ۱۹۹ |
| فصل ششم متفرق مسائل کے ذکر مین جنمین اکثر لوگ مبتلا ہین۔ | ۲۰۲ |
| فصل ہفتم نفل نمازون کے ذکر مین | ۲۰۶ |
| قسم اول جو دن رات کے ہونے سے ہوتے ہین | ۲۰۷ |
| قسم دوم نوافل کی وہ ہے جو ہفتہ کے مکرر ہونے سے آتے جاتے ہین۔ | ۲۱۰ |
| قسم سوم اُن نوافل کے جو سال کے دوبارہ ہونے سے مکرر ہوتے ہین۔ | ۲۱۳ |
| قسم چہارم نوافل کے وہ ہین جو عارضی سبب سے متعلق ہون | ۲۱۵ |
| باب پنجم اسرار زکوۃ کے بیان مین | ۲۲۰ |
| فصل اول زکواۃ کے اقسام اور اُسکے واجب ہونے کے اسباب کے بیان مین۔ | ۲۲۱ |
| قسم اول چوپایون کی زکوۃ مین۔ | 〃 |
| قسم دوم دہ یکی والی چیزون کی زکوۃ ہے۔ | ۲۲۲ |
| قسم سوم چاندی سونے کی زکواۃ ہے۔ | ۲۲۳ |
| قسم چہارم مال تجارت کی زکوٰۃ ہے۔ | 〃 |

| خلاصہ مطالب | صفحہ |
|---|---|
| قسم پنجم دفینہ اور کان کی زکوٰۃ ہی | ۲۲۳ |
| قسم ششم صدقہ فطر ہی۔ | ″ |
| فصل دوم زکوٰۃ دینے اور اسکے ظاہری اور باطنی شرطون کے ذکر مین۔ | ۲۲۴ |
| بیان اول ظاہری شرط مین۔ | ″ |
| بیان دوم زکوٰۃ کے آداب باطنی کے ذکر مین | ۲۲۶ |
| فصل سوم زکوٰۃ لینے والے اور اسکے اسباب اور لینے کے آداب مین۔ | ۲۳۴ |
| بیان اول استحقاق کے سببون کے ذکر مین | ″ |
| بیان دوم لینے والے کے آداب کے ذکر مین | ۲۳۶ |
| فصل چہارم صدقہ نفل اور اسکی فضیلت اور اسکے لینے اور دینے کے آداب کے ذکر مین | ۲۳۹ |
| بیان اول صدقہ کی فضیلت مین۔ | ″ |
| بیان دوم صدقہ کے پوشیدہ اور ظاہر لینے کے ذکر مین۔ | ۲۴۰ |
| بیان سوم اس باب مین کہ صدقہ لینا افضل ہی یا زکوٰۃ۔ | ۲۴۳ |
| باب ششم روزون کے اسرار کے بیان مین | ۲۴۴ |
| فصل اول روزہ کے واجبات و ظاہری سنتون اور افطار کے لوازم کے ذکر مین | ۲۴۵ |
| بیان اول واجبات ظاہری کے ذکر مین۔ | ″ |
| بیان دوم افطار کے لوازم کے ذکر مین۔ | ۲۴۶ |
| بیان سوم روزہ کی سنتون کے ذکر مین۔ | ″ |
| فصل دوم روزہ کے اسرار اور باطنی شرطون کے ذکر مین۔ | ۲۴۷ |
| فصل سوم نفل روزہ رکھنے کے بیان مین۔ | ۲۵۰ |
| باب ہفتم حج کے اسرار و مہمات کے بیان مین | ۲۵۱ |
| فصل اول فضائل مین مکہ معظمہ اور کعبہ شریف کے | ۲۵۲ |
| بیان اول حج کے فضائل اور کعبہ اور مکہ کی فضیلت اور ان مقامات متبرکہ کی طرف تیاری سفر مین۔ | ۲۵۲ |
| بیان دوم حج کے واجب ہونے اور درست ہونے کی شرطون اور اسکے رکنون اور واجبات اور ممنوعات کے ذکر مین۔ | ۲۵۳ |
| فصل دوم شروع سفر سے لوٹ آنے تک کے اعمال ظاہری کی ترتیب مین۔ | ۲۵۹ |
| بیان اول نکلنے کے آغاز سے احرام تک کی سنتون کے ذکر مین۔ | ″ |
| بیان دوم میقات سے لیکر مکہ مین داخل ہونے تک کے احرام کے آداب مین۔ | ۲۶۱ |
| بیان سوم مکہ معظمہ مین داخل ہونے کے آداب مین | ۲۶۲ |
| بیان چہارم طواف کے ذکر مین | ″ |
| بیان پنجم صفا اور مروہ کے درمیان مین سعی کے ذکر مین۔ | ۲۶۵ |
| بیان ششم عرفات کے ٹھرنے کے ذکر مین | ″ |
| بیان ہفتم وقوف کے بعد کے اعمال یعنے مزدلفہ مین رہنے اور جمرون کو کنکریان مارنے اور ذبح کرنے اور بال منڈانے اور طواف کرنے کے ذکر مین۔ | ۲۶۹ |
| بیان ہشتم عمرہ اور اسکے بعد کے اعمال کے ذکر مین۔ | ۲۷۱ |
| بیان نہم طواف وداع کے ذکر مین۔ | ″ |
| بیان دہم مدینہ کی زیارت اور اسکے آداب کے ذکر مین۔ | ″ |
| فصل سوم حج کے اعمال دقیق اور اعمال باطنی کے ذکر مین۔ | ۲۶۴ |
| بیان اول آداب دقیق کے ذکر مین۔ | ″ |
| بیان دوم اعمال باطنی کے ذکر مین۔ | ۲۷۳ |
| باب ہشتم آداب تلاوت قرآن کے بیان مین | ۲۷۴ |
| فصل اول قرآن مجید اور اسکے پڑھنے والون کی فضیلت اور اسکی تلاوت مین قصور کرنے والون کی برائی مین۔ | ۲۸۵ |
| بیان اول قرآن مجید کی فضیلت کے ذکر مین | ″ |
| بیان دوم غافل شخصون کی تلاوت کی مذمت مین۔ | ۲۸۶ |
| فصل دوم تلاوت کے ظاہری آداب مین | ۲۸۷ |
| فصل سوم تلاوت کے اعمال باطنی کے ذکر مین | ۲۹۲ |
| فصل چہارم اپنی عقل سے قرآن کے سمجھنے اور بدون نقل کے اسکی تفسیر بیان کرنے مین۔ | ۳۰۱ |
| باب نہم ذکر اور دعاؤن کے بیان مین | ۳۰۶ |
| فصل اول آیات و احادیث و آثار سے ذکر کی فضیلت اور فوائد کے بیان مین۔ | ۳۰۷ |
| بیان اول مطلق ذکر کی فضیلت مین۔ | ″ |
| بیان دوم ذکر کی مجلسون کی فضیلت مین | ۳۰۸ |
| بیان سوم لا الہ الا اللہ کہنے کی فضیلت مین | ۳۰۹ |
| بیان چہارم سبحان اللہ اور الحمد للہ اور باقی ذکرون کی فضیلت مین۔ | ۳۱۰ |
| فصل دوم دعا کے آداب و فضیلت مین اور استغفار اور درود شریف کی فضیلت مین | ″ |
| بیان اول دعا کی فضیلت و آداب مین | ″ |
| بیان دوم آنحضرت پر درود بھیجنے کی فضیلت مین۔ | ۳۱۹ |
| بیان سوم استغفار کی فضیلت مین | ۳۲۰ |
| فصل سوم ماثور دعاؤن کے بیان مین۔ | ۳۲۲ |
| فصل چہارم ان دعاؤن مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے اصحابؓ سے مروی ہین۔ | ۳۲۸ |
| فصل پنجم ان دعاؤن کے بیان مین جو کسی کام کے واقع ہونے پر مروی ہین۔ | ۳۳۱ |
| باب دہم اوراد کی ... اوقات وظائف کی ... اور شب بیداری کی فضیلت | [illegible] |
| فصل اول اوراد کی فضیلت اور ترتیب اور احکام کے بیان مین۔ | [illegible] |
| بیان اول اس بات کے ذکر مین کہ اوراد پر مواظبت کرتی ہی اللہ تعالی کی طرف کا طریق ہی۔ | ″ |
| بیان دوم اوقات وظائف کے شمار اور ترتیب کے ذکر مین۔ | [illegible] |
| بیان سوم رات کے وظائف کے اوقات کا | [illegible] |
| بیان چہارم اس امر کے ذکر مین کہ حالات کے مختلف ہونے سے اوقات کے معمولات مختلف ہوجایا کرتے ہین۔ | [illegible] |
| فصل دوم مغرب اور عشا کے درمیان کی عبادت اور رات کی عبادت کی فضیلت مین۔ | [illegible] |
| بیان اول مغرب و عشا کے درمیان کی عبادت وغیرہ کی فضیلت مین۔ | ″ |
| بیان دوم رات کے جاگنے اور عبادت کرنے کی فضیلت مین | ۳۵۵ |
| بیان سوم ان اسباب کے ذکر مین جنسے رات کا اٹھنا سہل ہو۔ | ۳۵۸ |
| بیان چہارم شب کے حصون کی تقسیم کے بیان مین۔ | ۳۶۲ |
| بیان پنجم برس مین جتنے دن اور جتنی راتین عمدہ ہین انکے ذکر مین۔ | ۳۶۳ |
| اختتام جلد ہذا۔ | ۳۶۴ |

قُل هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاء

ہادی برحق شافی مطلق کا احسان کہ نسخۂ دافع زلل صوری رافع علل معنوی نافع مومنین

جلد اول

# مذاق العارفین

ترجمہ

# احیاء علوم الدین

مصنفہ

اکمل زمان افضل دوران عالم المعی فاضل لوذعی مولوی محمد احسن صدیقی نانوتوی ادامہ اللہ العلی القوی

مطبع نامی منشی نولکشور میں طبع ہوا

فدا حسین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات والصلوۃ والسلام علی سیدنا و مولانا محمد صفوۃ الموجودات وعلی آلہ وصحبہ الکافلین لاحیاء علوم الدین المشمرین للطاعات بعد حمد و صلوۃ کے بندۂ ضعیف محمد احسن صدیقی نانوتوی غفر اللہ لہ ولوالدیہ برادران دینی کی خدمت مین عرض کرتا ہی کہ اس نحیف نے بغرض خیرخواہی اہل اسلام کے کتاب احیاء العلوم امام محمد غزالی کا ترجمہ زبان اُردو سلیس مین کیا اور امور مفصلہ ذیل کی رعایت اسمین رکھی **اول** یہ کہ ترجمہ محاورۂ اردو کے موافق ایسا کیا ہی کہ اول نظر مین یہ گمان نہین ہوتا کہ دوسری کتاب کا ترجمہ ہی بلکہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ ابتداءً اردو ہی مین کتاب تالیف ہوئی ہی اسلیے پابندی ترجمہ لفظی کی نہین رہی بہت سی تقدیم و تاخیر الفاظ کی وقوع مین آئی کیونکہ مقصود مطالب کی تفہیم ہی نہ عبارت عربی کی تعلیم **دوسرے** یہ کہ مصنف علیہ الرحمہ نے کتاب موصوف کی چار جلدین کرکے ہر جلد کو دس دس کتابون مین تقسیم کیا ہی اور ہر کتاب پر دیباچہ جدا لگایا ہی اور بعض جا دیباچہ مین فہرست اُس کتاب کی بھی لکھ دی ہی مترجم نے رواج حال کی رو سے زبان اردو مین اس ڈھنگ کا باقی رکھنا مناسب نہ جانا اسلیے شروع جلد کے دیباچہ کے سوا اور دیباچون کو ترک کر دیا ہی اور ہر دیباچہ کی جگہ ایک رباعی مضمون لاحق کے مناسب لکھ دی ہی اور کتاب کو باب سے اور باب کو فصل سے بدل دیا ہی **تیسرے** یہ کہ مذہب مصنف مغفور کا شافعی تھا مسائل عبادات و معاملات اپنے مذہب کے طور پر لکھے ہین مین نے صرف اُنکا ترجمہ کر دیا ہی مذہب حنفی کی تصریح نہین کی ناظرین اگر حنفی مذہب کے موافق کسی مسئلہ کو دریافت کرنا چاہین تو کتب متداولہ مذہب کی طرف رجوع فرمائین **چوتھے** یہ کہ اس کتاب مین ہر مضمون اس بسط و تفصیل کے ساتھ ہی کہ گویا کتاب خود اُسکی شرح ہی اسلیے مین نے اپنی طرف سے کسی مضمون مین کچھ زیادتی نہین کی الا چند جا جو کچھ لکھا ہی تو اُسی جگہ اشارہ بھی کر دیا ہی خواہ **ف** لکھ دی ہی یا لفظ **یعنی** کرکے اپنی عبارت پر خط وحدانی بنا دیا ہی ہان فارسی یا اردو کا شعر مضمون سابق کے مناسب لکھ دینا یا ربط کلام یا نتیجہ عبارت مقدم کے لیے کسی جملہ کا کم و بیش ہونا اکثر ہوا ہی **پانچوین** یہ کہ ترجمہ جلدین اخیرین کا اول کیا گیا اس خیال سے کہ زیادہ کارآمد وہی مضامین ہین ایسا نہو کہ اگر زندگی وفا نہ کرے تو امر مہم ہی ہاتھ سے رہجاے جب خداوند کریم کی عنایت سے آخر کی جلدین ہو چکین تو جلدین اولین کا ترجمہ کیا گیا یہانتک کہ دوسری جلد سب سے آخر مین ترجمہ ہوئی اس سب ترجمہ مین لحاظ قافیہ بندی اور عبارت آرائی کا نہین کیا گیا کہ یہ طور کتب قصص و حکایات مین خوشنما ہی اور تہذیب اخلاق کے صحائف مین

تکلف ظاہری ناز یبا علاوہ ازین اتنی بڑی کتاب مین اُسکا التزام دشوار اور بہ نظر غور وتامل مخل مطلب فہمی اور زائد از کار ہی چھٹے یہ کہ آیات قرآنی کا ترجمہ شاہ عبدالقادر مرحوم کے ترجمہ سے لکھا گیا ہی الا ماشاء اللہ اور جن احادیث کی عبارت تیمن وتبرک کے لیے نقل کی ہو اُنکا ترجمہ حاشیہ پر لکھدیا ہی ساتوین یہ کہ بعض ارباب علم کی صلاح یہ ہوئی کہ جو احادیث احیاء العلوم مین ہین اُنکا حوالہ بھی لکھا جائے کہ کس کتاب مین کیسی سند سے مذکور ہین اور مین نے بھی خیال کیا کہ کچھ اہل علم اسکی احادیث قابل اعتبار نہین جانتے اسلیے مین نے تخریجات عراقی سے ہر حدیث کے مخرج کا حوالہ حاشیہ پر لکھدیا اور جسطرح عراقی نے صرف نام کتاب اور راوی اعلی کے ذکر پر اکتفا کیا تھا مین نے بھی اسکی تبعیت سے ویسا ہی کیا مثلاً اگر اُسمین لکھا ہی مسلم من حدیث ابی ہریرۃ یا الترمذی فی الشمائل من حدیث علی - تو مین نے حاشیہ پر یون لکھا ہی مسلم بروایت ابی ہریرہ - ترمذی در شمائل بروایت علی مرتضیٰ - مگر افسوس کہ تخریجات عراقی ہر چند لکھی ہوئی سنہ ۹۲۱ ہجری کی تھی مگر اسقدر غلط نکلی کہ بعض احادیث کی سند بالکل فروگذاشت کردی - اور باب النکاح کی دوسری فصل سے اگلے باب کی تیسری فصل تک کی تخریج یکقلم نہین لکھی اور دوسرا نسخہ ملا نہین کہ اُسمین دیکھ لیا جاتا ایسی حدیثون مین سے جسقدر کا نشان مجکو ادہر اودہر مین ملگیا مین نے لکھدیا اور جن کا نشان جلد نہین ملا اُنکے لیے حاشیہ پر جگہ چھوڑدی - اور عراقی نے ہر سند کے بعد اُسکی کیفیت لکھی ہی کہ صحیح ہی یا ضعیف وغیرہ مین نے حاشیہ پر صحیح الاسناد کے بعد کچھ نہین لکھا ہان بعض جگہ کسی مصلحت خاص کے لیے سند صحیح یا جید لکھا ہی اور جہان کہین عراقی نے سند مین علت بیان کی ہی اُسکو مین نے بعینہا نقل کردیا ہی تو جس تخریج کے بعد حاشیہ پر کوئی علت نہو اُسکو ناظرین صحیح تصور فرمائین - اور جن احادیث کی سند مین عراقی نے کئی کئی طرق لکھے ہین بعضے صحیح اور بعضے معلل تو ایسی صورت مین مین نے صحیح طریق کو لکھا ہی معلل کو چھوڑ دیا ہی اور بعض جا کلمات حدیث کے اختلاف کو نقل کیا ہی تو اس جگہ مین نے باندک اختلاف لکھدیا ہی غرضکہ حوالہ لکھنے مین عراقی نے بہت تفصیل وتطویل کی ہی مین نے اختصار کی راہ اختیار کی اور یہ بھی التزام کیا ہی کہ جس مخرج کے الفاظ ہون اُنکا نام راوی اعلی کے نام کے پاس لکھا جائے اور ایک یہ کہ اگر حدیث اوپر کسی باب مین گزری ہی تو لفظ پیشتر وغیرہ لکھا ہی - اور اگر اسی باب مین ہو چکی ہی تو اوپر گذری لکھا ہی - اور عراقی نے اپنی کتاب کے دیباچہ مین لکھا ہی کہ مین نے اس بات کا التزام نہین کیا کہ حدیث کو مخرج نے بھی اُنھین الفاظ سے نقل کیا ہو جو احیاء العلوم مین ہین بلکہ اگر روایت بالمعنی ہوئی ہی تب بھی مین نے لکھ دیا ہی کہ فلان مخرج نے اسکو نقل کیا ہی - آٹھوین یہ کہ اس ترجمہ مین اشعار کا ترجمہ اشعار مین کیا ہی اور یہ التزام نہین کہ اشعار اُردو ہی ہون بلکہ بعض جا فارسی بھی ہین جہان بندش فارسی کے الفاظ کی اچھی بن پڑی ہی اور یہ ترجمہ سب ایسی طرح لکھا ہی کہ نوبت مسودہ کی نہین ہوئی فکر اول ہی مین جو عبارت ذہن مین گذری قلم برداشتہ لکھدی اور یہی وجہ جو اشعار کہ کتاب مین مکرر واقع ہوئے ہین اُنکا ترجمہ جگہ جگہ مختلف ہوا ہی اور با اینہمہ مین اپنی کم استعدادی اور قلت بضاعت کا معترف ہو کر اقرار کرتا ہون کہ نہ مین ناظم ہون نہ نثار نہ مقرر نہ فصیح گفتار مگر اپنی جانفشانی اور سر دردی کی داد منصفون سے چاہتا ہون اور سہو وخطا سے اغماض اور اغلاط کی اصلاح کے لیے التماس کرتا ہون شعر ہوش گر بخطائے رسی وطعنہ مزن * کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود * اور نام اس ترجمہ کا بہ نظر تاریخ مذاق العارفین [۱۲۹۱] رکھا گیا - اب مین اللہ تعالی سے امیدوار ہون کہ اسکو قبول فرماوے اور مجکو اور دوسرے طالبان آخرت کو اس سے دارین مین نفع عنایت فرماوے جیسے اسکی اصل سے اُسنے فائدہ مرحمت کیا اور جس جا مین نے مطلب نہ سمجھا ہو یا اور کسی قسم کی لغزش عمداً یا خطاءً ہوئی ہو اُسکو اپنے فضل عمیم سے معاف فرماوے وہو حسبی ونعم الوکیل وصلی اللہ علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین - بعض اقسام احادیث کے جو اس کتاب کے حاشیہ مین متفرق واقع ہین اُنکی تصریح کردی جاتی ہی کہ ناظرین کو دقت نہو

| قسم حدیث | تعریف |
| --- | --- |
| صحیح ....... | وہ حدیث ہی جسکی سند راوی سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو کوئی راوی چھوٹ نہ گیا ہو اور اُسکے |

| | |
|---|---|
| | سب راوی سچے اور یاد کے پکے ہون اور روایت کا خلاف اور پوشیدہ اسباب طعن کے نہ رکھتے ہون + |
| حسن .... | وہ حدیث ہی جسکے راویون مین کسی پر جھوٹ کی تہمت نہ ہوئی ہو نہ روایت کا خلاف ہو اور وہی حدیث دوسری طرح سے مروی ہو اسکا رتبہ صحیح کے رتبے سے کم ہی + |
| مرفوع .... | وہ ہی جو خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا فعل یا تقریر یعنی مقرر رکھنا ہو + |
| متصل .... | وہ ہی جسکی سند برابر ملی ہو کوئی راوی چھوٹا نہو + |
| مسند .... | وہ حدیث ہی جسکے راویون کے نام مذکور ہون + |
| مشہور .... | وہ حدیث ہی کہ خاص اہل حدیث کے نزدیک شائع ہو یعنی ہر زمانے مین بہت سے راویون نے روایت کیا ہو + |
| ضعیف .... | وہ حدیث ہی جسکے راویون مین سے کوئی دروغگو یا فاسق یا کسی اور طرح سے مطعون ہو + |
| موقوف .... | وہ قول و فعل ہی جو کسی صحابی سے روایت کیا جاے + |
| مرسل .... | وہ حدیث ہی جو تابعی آنحضرت سے روایت کرے کہ آپ نے ایسا کہا یا ایسا کیا یعنی ذکر صحابی کا نہ کرے + |
| منقطع .... | وہ حدیث ہی جسکے اسناد برابر نہ ہون شروع مین سے خواہ بیچ مین سے خواہ اوپر سے کوئی راوی چھوٹ گیا ہو مگر اکثر اُس روایت پر بولتے ہین جو تبع تابعی صحابی سے روایت کرے اور تابعی کا ذکر نہ کرے + |
| معضل .... | وہ حدیث ہی جسکی سند مین سے دو یا زیادہ راوی چھوٹے ہون + |
| مضطرب .. | وہ حدیث ہی جس مین روایت مختلف ہو کوئی کسی طرح روایت کرے کوئی دوسری طرح + |
| غریب .... | وہ حدیث صحیح ہی جسکی روایت مین کسی جگہ ایک راوی اکیلا ہوا اور اگر ہر زمانے مین اکیلا ہو گا تو وہ فرد کہلاتی ہی اور اگر راوی ہر جگہ دو ہون تو اُسکو عزیز کہتے ہین + |
| متواتر .... | وہ حدیث ہی کہ اُسکے راوی کثرت سے ہر زمانے مین ہون کہ اُنکا اتفاق جھوٹ پر عادۃً محال ہو + |
| منکر .... | اُس حدیث کو کہتے ہین جو کوئی ثقہ اور معتبر شخص لوگون کی روایت کے خلاف بیان کرے اسی کو شاذ بھی کہتے ہین + |
| معلق .... | اُس حدیث کو کہتے ہین جسکے اسناد کے شروع مین سے ایک یا زیادہ راوی چھوڑ دیے جائین اور اس فعل کو تعلیق کہتے ہین + |
| تدلیس .... | حدیث مین اُس فعل کو کہتے ہین کہ راوی جس شخص سے روایت کرے اُس سے ملاقات کی ہو یا وہ اُسکا ہمعصر ہو مگر اُس سے اُس روایت کو سُنا نہو اور ایسی لفظون سے بیان کرے جس سے یہ وہم ہو کہ سُنا ہوا کہتا ہی + |
| معلل .... | وہ حدیث ہی کہ ظاہر مین تو عیوب سے پاک معلوم ہوتی ہو مگر اُسمین پوشیدہ سبب طعن کے پائے جاتے ہون + |
| مُدرَج .... | وہ ہی کہ حدیث مین کسی راوی کا کلام درج ہو جاے اور یہ گمان ہو کہ یہ کلام بھی حدیث ہی یا دو متن کہ دو اسنادون سے مروی ہون اُنکو ایک اسناد سے روایت کیا جاے + |
| موضوع .... | وہ حدیث ہی جو کسی نے خود بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یا صحابہؓ کی طرف منسوب کر دی ہو + |

## حال مختصر مصنف قدس سرہ العزیز کا

لقب آپ کا امام حجۃ الاسلام زین الدین ہی اور کنیت ابو حامد اور نام محمد بن محمد اور وطن شریف غزالہ ہی طوس کے دیہات مین سے پیدایش آپ کی طوس مین سنہ چارسو پچاس ہجری مین ہوئی تحصیل علوم ابو حامد اسفرائی اور ابو محمد جوینی سے کی اور مذہب امام شافعیؓ

اصول اور فروع کے حافظ تھے ابتداے حال مین آپ طوس مین رہے پھر امام الحرمین ابو المعالی کے پاس مقام نیشاپور مین تشریف
لائے اور یہ کتاب احیاء العلوم ایک ہزار چھبیس دن مین تالیف کی اور اُسکی تحسین و اتقان غایت درجہ کو کی اور ہر روز ایک ختم کرکے دعا
مانگا کرتے کہ الٰہی جو اس کتاب کی عزت کرے اُسکی تو عزت کرنا اور جو اُسکی حقارت کرے اُسکو تو حقیر فرمانا آپ کی تصنیفات کا مجموعہ
چار سو جلدین ہین جن مین سے تفسیر یاقوت التاویل چالیس جلدون مین ہے اور کیمیاے سعادت اور وسیط اور وجیز اور خلاصہ اور مستصفی
اور تہافۃ الفلاسفہ اور محک النظر اور معیار العلم اور مقاصد اور مضنون بہ علی غیر اہلہ اور المقصد الاسنی فی شرح اسماء اللہ الحسنی اور جواہر القرآن
اور مشکوۃ الانوار اور منخول اور احیاء علوم وغیرہا ہین اور اگر آپ کی تالیف بجز اس کتاب احیاء العلوم کے اور نہوتی تب بھی آپ کے فضل و
تقدم پر یہ ایک ہی دلیل کافی ووافی تھی سبحان اللہ عجب کتاب ہے کہ سلوک آخرت کے فن مین اس سے بڑھکر اور کامل تر نہ دیکھی نہ سُنی اگر
اسکو غذاے روح کہیے تو بجا ہے یا نور بصر نام رکھیے تو زیبا آب زر سے صفحۂ قرطاس پر لکھنا اُسکی کسر شان سے ہے ہان سواد چشم سے سویداے
دل پر نقش کرنا اُسکے حال کے شایان ہے جزاہ اللہ المولف احسن الجزاء کہتے ہین کہ جب آپنے کتاب منخول تالیف کی اور اُسکو اپنے استاد
امام الحرمین کی خدمت مین لے گئے تو اُنھون نے فرمایا کہ تمنے مجکو زندہ ہی دفن کر دیا یعنی تمھاری تصنیف کے سامنے میری مصنفات
کی قدر جاتی رہی۔ بغداد کے مدرسہ نظامیہ مین کچھ دنون آپ نے درس دیا آپ کا درس ایسا مقبول عام ہوا کہ جب مدرسے سے مکان کو
آتے تو پانسو فقیہ دہنے بائین پس وپیش آپ کے گرد ہوتے پھر آپ نے زہد اختیار کیا اور درس وغیرہ کو ترک کرکے حج کو تشریف
لے گئے اور وہان سے بیت المقدس مین پہونچ کر عبادت مین مشغول ہوئے پھر چند روز دمشق مین رہکر اپنے وطن مالوف طوس مین
رونق افروز ہوئے اور آخر عمر تک اُسی جگہ مقام فرمایا اور ایک مدرسہ اور ایک خانقاہ بنواکر اپنے اوقات کو تعلیم اور امور خیر مین تقسیم کیا
یہانتک کہ دوشنبہ کے روز چودھوین جمادی الاخری سنہ پانسو پانچ ہجری مین پچپن برس کے ہوکر راہی اعلیین ہوے رضی اللہ عنہ

وارضاہ وجعل الجنۃ مثواہ فقط

## قطعہ

| | |
|---|---|
| پادشاہا ترے دروازے پہ مین سائل ہون | مدعا میرا تو کر فضل سے اپنے پورا |
| دے طبیعت کو مری زور قلم کو تیزی | تا لکھون ترجمہ احیاے علوم دین کا |

## دیباچہ کا ترجمہ

اول مین خداے تعالی کی بہت سی تعریفین پیاپی کرتا ہون اگرچہ اُسکے حق جلال کے آگے تعریف کرنے والون کی تعریف ذلیل و حقیر ہی
دوم درود اور سلام ایسی طرح بھیجتا ہون کہ سب پیغامبرون کو شامل ہو بہمراہی جناب سید المرسلین کے جنکا نام بشیر اور نذیر ہی سوم اللہ تعالی
سے اس امر مین بہتری چاہتا ہون جسکے لیے میرا ارادہ علوم دینی کے زندہ کرنے مین ایک کتاب لکھنے کا ہوا چہارم تیرے تعجب دور
کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہون ای ملامت گر مین ملامت کرنے والے اور غافل منکرون کے زمرون مین زیادہ سرزنش اور انکار
کرنے والے اسلیے کہ اب اللہ تعالی نے میری زبان سے سکوت کی گرہ اُٹھا دی اور گفتگو اور کلام کا ہار میرے گلے مین ڈال دیا مجکو وہ
بات کہنی پڑی جسپر تو مواظبت کرتا ہی یعنی حق صریح سے آنکھین بند کرکے باطل کی نصرت اور جہل کی تعریف مین اصرار کرتا ہی اور اگر کوئی
شخص خلق کی رسمون سے تھوڑا سا نکلنا چاہتا ہی یا رسم کی پابندی کو چھوڑ کر علم کے بموجب عمل کرنے پر راغب ہوتا ہی اس توقع سے
کہ نفس کی صفائی اور قلب کی درستی جسکو اللہ تعالی نے عبادت مقرر کیا ہی حاصل ہو اور تمام عمر کے رایگان جانے کی تلافی سے ناامید
ہوکر اپنے بعضے گناہون ہی کا تدارک کرے اور ان لوگون کے گروہ سے منحرف ہو جنکے حق مین صاحب شریعت جناب فخر المرسلین صلی
اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین اشد الناس عذابا یوم القیامۃ عالم لم ینفعہ اللہ سبحانہ بعلمہ تو تو اُس شخص پر شور اور فتنہ اُٹھاتا ہی اور مجکو یقین ہی کہ انکار پر
تیرے اصرار کا باعث بجز اُس مرض کے نہین جو اکثر لوگون مین پھیل گیا ہی بلکہ عالمگیر ہو رہا ہی یعنی امر آخرت کی بزرگی کے ملاحظے سے قاصر
ہین اور اس بات کو نہین جانتے کہ معاملہ خوفناک ہی اور مہم بڑی ہی آخرت سامنے چلی آتی ہی اور دنیا پشت پھیرے جاتی ہی اور موت قریب ہی
اور سفر بعید توشہ تھوڑا ہی اور اندیشہ مزید راستہ بند اور مسدود ہی اور جو علم و عمل کہ خدا کی ذات کے سوا ہو وہ پرکھنے والے عاقل کے نزدیک
مردود ہی اور راہ آخرت کا چلنا باوجود بہت سی مہلک چیزون کے سد راہ ہونے کے بدون راہ نما اور رفیق کے نہایت سخت اور

ع قیامت کے روز سب لوگون سے زیادہ سخت عذاب اس عالم کو ہوگا جسکو اللہ پاک نے اسکے علم سے کچھ نفع نہ دیا ہو ۱۲ یہ حدیث طبرانی اور بیہقی نے روایت کی ہو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسناد ضعیف کے ساتھ ۱۲

دشوار ہی کیونکہ اس راستے کے راہنما وہ عالم ہین جو انبیا علیہم السلام کے وارث ہین اُنسے دنیا خالی ہی بجز رسمی لوگون کے اور کوئی نہین
رہا اور اکثر پر اُنمین سے شیطان غالب ہی اور سرکشی نے اُنکو گمراہ کر رکھا ہی اور ہر ایک اُنمین سے اپنے سر دست کے فائدہ مین مصروف ہی
اسی وجہ سے یہ حال ہوا ہی کہ اکثر اچھی بات کو بُری اور بُری کو اچھی جانتے ہین یہانتک کہ علم دین بُرانا ہو گیا اور ہدایت کے نشان روے
زمین پر مٹ گئے اور ان لوگون نے خلق کو یہ بات سوجھادی کہ علم یا تو حکومت کا فتوی ہی جس سے حاکم کمینون کے جھگڑے فیصل
کرنے مین مدد لین یا بحث و مناظرہ کا علم ہی کہ فخر اور بڑائی کے چاہنے والے اُسکو اپنے غالب ہونے اور طرف ثانی کے ساکت کرنیکا
وسیلہ کرین یا علم وہ چکنی مقفے باتین ہین جنکو واعظ عوام کے پُھسلانے کا ذریعہ ٹھہراوین اسلیے کہ اُنھون نے سوا ان تین قسمون کے
اور کوئی دام حرام کا اور جال دنیا کے مال کا نہ پایا۔ اور طریق آخرت اور وہ راستہ جسپر اگلے نیک بخت چلتے تھے اُسکا علم لوگون مین سے
تہ ہو گیا اُسکا نام تک نہ رہا حالانکہ اس علم کو خداے تعالے نے اپنی کتاب مجید مین فقہ اور حکمت اور علم اور روشنی اور نور اور ہدایت اور راہ یابی سے
تعبیر فرمایا ہی۔ اور چونکہ یہ امر دین مین رخنہ عظیم اور مصیبت فخیم ہی اسلیے مین نے اس کتاب کے لکھنے مین مصروف ہونا نہایت ضروری جانا
تاکہ دین کے علوم زندہ ہون اور اگلے پیشواؤن کے راستے کُھل جاوین اور وہ علوم جو انبیا علیہم السلام اور اکابر سلف رحمہم اللہ کے نزدیک
مفید ہین معلوم ہو جاوین اس کتاب کی بنا مین نے چار جلدون مین رکھی ہی۔ اول جلد مین عبادات ہین۔ دوم مین عادات یعنی معاملات اور
آداب ہین۔ سوم مین مہلکات یعنی وہ امور ہین جو بندے کو تباہ کرنے والے ہین۔ چہارم مین منجیات یعنی بندے کو نجات دینے والی چیزین ہین
اور ان سب سے پیشتر مین نے باب علم لکھا ہی اس نظر سے کہ وہ نہایت ضروری ہی اور اسکے مقدم کرنے سے یہ غرض ہی کہ اول وہ علم واضح
کر دون جسکی طلب ہر ایک شخص پر اللہ تعالی نے اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی عبادت مقرر کی چنانچہ آپ نے ارشاد
فرمایا ہی کہ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم اس باب مین علم نافع کو مضر سے علیحدہ کر دونگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین نعوذ باللہ
من علم لا ینفع اور زمانے کے لوگون کا راہ صواب سے پھرنا اور چمکتے سراب کو دیکھ کر دھوکا کھانا اور علوم مین سے مغز کو چھوڑ کر پوست پر قانع
ہونا بھی اس باب مین ثابت کرونگا۔ اب یہ جاننا چاہیے کہ ہر جلد اس کتاب کی دس دس بابون پر مشتمل ہی یعنی **عبادات کی جلد مین**
دس باب ہین۔ باب علم باب عقائد کے قواعد کا باب طہارت کے اسرار کا۔ باب نماز کے اسرار کا۔ باب زکوۃ کے اسرار کا۔ باب روزہ کے
اسرار کا۔ باب حج کے اسرار کا۔ باب تلاوت قرآن کے آداب کا۔ باب ذکرون اور دعاؤن کا۔ باب وقتون مین وظیفہ کی ترتیب کا اور
**عادات کی جلد مین** دس باب ہین اول کھانے پینے کے آداب مین دوم نکاح کے اداب مین سوم کسب کے احکام مین چہارم
حلال اور حرام مین پنجم صحبت کے آداب اور اقسام خلق کے ساتھ معاملہ کرنے مین ششم گوشہ نشینی مین ہفتم اداب سفر مین ہشتم راگ کے سُننے اور
حال مین نہم اچھی بات کے کہنے اور بری بات سے منع کرنے مین دہم زندگی کے آداب اور نبوت کے اخلاق مین اور **مہلکات کی**
**جلد** بھی متضمن ہی اور پر دس بابون کے پہلے مین بیان قلب کے عجائب کا ہی دوسرے مین ریاضت نفس کا تیسرے مین شہوت شکم
اور شرمگاہ کی آفتون کا چوتھے مین زبان کی آفتون کا پانچوین مین غصے اور کینے اور حسد کی آفتون کا چھٹے مین دنیا کی برائی کا ساتوین
مین مال اور بخل کی مذمت کا آٹھوین مین جاہ اور ریا کی برائی کا نوین مین تکبر اور خود پسندی کی مذمت کا دسوین مین مغالطہ کھانے کی برائی کا
اور **منجیات کی جلد مین** بھی دس باب ہین اول توبہ کا دوم صبر اور شکر کا سوم خوف اور توقع کا چوتھا فقر اور ترک دنیا کا پانچوان
توکل اور خداے تعالے کو ایک جاننے کا چھٹا محبت اور شوق اور اُنس اور رضا کا ساتوان نیت اور صدق اور اخلاص کا آٹھوان
مراقبہ اور محاسبہ یعنی نفس کی نگرانی اور حساب لینے کا نوان فکر کرنے کا دسوان موت کے یاد کرنے کا۔ جلد عبادات مین ہم عبادات
کے پوشیدہ آداب اور اُنکی سنتون کی باریکیان اور اُنکے معانی کے اسرار وہ لکھینگے جنکی طرف عمل کرنے والا عامل مضطر ہوتا ہی بلکہ

جو شخص اُنپر واقف نہو وہ آخرت کے علما مین سے نہین اور یہ وہ باتین ہین کہ فقہ کی کتابون مین اکثر متروک ہین کسی نے انکو نہین لکھا اور
عادات کی جلد مین اُن معاملات کے اسرار لکھینگے جو خلق مین جاری ہین اور اُنکے طریقون کی باریکیان اور جہان جہان وہ جاری ہین اُن
جگہون کے پوشیدہ ورع مذکور کرینگے اسلیے کہ یہ ایسی چیزین ہین کہ انکی حاجت ہر متدین کو ہوتی ہی۔ اور مہلکات کی جلد مین ہم وہ بُری
عادتین لکھینگے جنکا دور کرنا نفس کو اُنسے پاک کرنا اور دل کو صاف کرنا قرآن مجید مین وارد ہی اور ان عادتون مین سے ہر ایک کی تعریف
اور حقیقت بیان کرینگے پھر وہ سبب لکھینگے جس سے وہ عادت پیدا ہوتی ہی پھر وہ آفتین بیان کرینگے جو اُس عادت پر مترتب
ہوتی ہین پھر اُس عادت کی علامتین پھر طریق علاج کا جسکے باعث اُس عادت سے آدمی نجات پاوے ذکر کرینگے اور ہر ایک امر کی
دلیل آیتون اور حدیثون اور آثار سے لکھتے جاوینگے اور منجیات کی جلد مین ہر ایک عمدہ عادت اور ایسی خصلت جسمین رغبت ہو اور
مقربون اور صدیقون کے عادات مین سے ہو اور جس سے بندہ پروردگار عالم کے نزدیک ہو ذکر کرینگے اور ہر ایک خصلت کی تعریف
اور ماہیت اور سبب جس سے وہ حاصل ہو۔ اور ثمرہ جو اُس سے پیدا ہو اور علامت جس سے وہ جانی پڑے اور فضیلت جسکے
باعث اسکی طرف رغبت ہو مع دلائل شرعی اور عقلی کے جو اُسکے باب مین وارد ہین ذکر کرینگے۔ اور لوگون نے ان باتون مین سے
بعض امور مین کتابین لکھی بھی ہین مگر یہ کتاب اُنکی تصانیف سے پانچ باتون مین علٰحدہ ہی اول جس چیز کو اُنھون نے مجمل اور بے سمجھائے
چھوڑا ہی اُسکو ہمنے کھول کر مفصل لکھا ہی دوم جن باتون کو اُنھون نے متفرق اور پریشان لکھا ہی اُسکو ہمنے ترتیب وار منتظم بیان کیا ہی سوم
جن امور کو اُنھون نے طویل تقریرین لکھا ہی اُسکو ہمنے مختصر طور پر ضبط کیا ہی چوتھے اُنھون نے جو امر مکرر لکھے ہین اُنکو ہمنے حذف کیا ہی صرف
مطلب ثابت رکھا ہی پانچوین ہمنے باریک باتون کی تحقیق کی ہی جنکا سمجھنا فہمون پر دشوار ہوا ہی اور اُنکے ذکر کے درپے کتابون مین کوئی نہین
ہوا اس جہت سے کہ ہر چند سبھون نے ایک ہی طرح لکھا ہی مگر کچھ بعید نہین کہ ہر ایک سالک ایسے امر خفی پر مطلع ہو جاوے جس سے اُسکے
ساتھ والے غافل رہین یا اُنپر آگاہ کرنے سے غفلت تو نہ کرے مگر کتابون مین اُسکو لکھنا بھول جاوے یا بھولے بھی نہین لیکن حقیقت
واقعی لکھنے سے اسکو کوئی مانع ہو غرضکہ اس کتاب کے خواص یہ ہین اور معہذا یہ کتاب ان علوم پر مفصلاً حاوی ہی۔ اور ہمنے جو اس کتاب
کی چار جلدین کی تو اُسکی دو وجہین ہین وجہ اول جو باعث اصلی ہی یہ ہی کہ یہ ترتیب تحقیق اور سمجھانے کے باب مین گویا کہ ضروری ہی اسلیے
کہ جس علم سے آخرت کی طرف توجہ کیجاتی ہی اُسکی دو قسمین ہین ایک علم معاملہ دوم علم مکاشفہ اور علم مکاشفہ سے ہماری غرض وہ علم ہی کہ
جس سے معلوم کے کھلجانے کی طلب کیجاوے۔ اور علم معاملہ سے وہ غرض ہی کہ معلوم کے کشف ہونے کے ساتھ اُسپر عمل کرنا مطلوب ہو
اور اس کتاب مین مقصود صرف علم معاملہ ہی نہ مکاشفہ جسکو کتابون مین لکھنے کی اجازت نہین ہر چند غایت مقصود طالبون کا اور صدیقون
کی تاک کا مقام علم مکاشفہ ہی ہی اور علم معاملہ اُسکا ذریعہ ہی مگر انبیا علیہم السلام نے خلق کے ساتھ صرف علم معاملہ ہی مین گفتگو کی ہی اور اسی کی طرف
راہ بتایا علم مکاشفہ مین کچھ کلام نہین کیا مگر رمز و اشارہ کے ساتھ تمثیل و اجمال کے طور پر باین وجہ کہ اُنکو معلوم تھا کہ خلق کی فہمین اُسکے ادراک اور
برداشت سے قاصر ہین اور چونکہ علماء انبیا علیہم السلام کے وارث ہین تو اُنکو بھی انبیا کی پیروی سے عدول کرنے کی صورت نہین۔ پھر علم
معاملہ کی دو قسمین ہین ایک علم ظاہر یعنی اعضاے ظاہری کے اعمال کا علم دوسرا علم باطن یعنی دلون کے اعمال کا علم اور جو عمل کہ اعضا
پر جاری ہوتے ہین وہ یا عبادت ہین یا عادت اور دل جو کہ حواس سے پردہ ہونے کے حکم مین ہین اُنپر جو عالم ملکوت سے اعمال وارد
ہوتے ہین وہ یا اچھے ہین یا بُرے غرضکہ اس علم کی تقسیم دو حصون مین ضروری ہوئی یا ظاہر دوسرا باطن اور ظاہر جو متعلق اعضا سے
ہی وہ منقسم ہوا عبادت اور عادت مین اور باطن جو دل کے احوال سے اور نفس کی عادتون سے متعلق ہی وہ بھی منقسم ہوا دو قسمون اچھی اور
بُری مین تو سب چار قسمین ہوئین علم معاملہ مین کوئی بات ان قسمون سے باہر نہین ہوتی دوسری وجہ یہ ہی کہ مین نے طالب علمون کی

رغبت صادق اُس فقہ مین دیکھی جو ایسی لوگون کے نزدیک کہ خداے تعالیٰ کا خوف نہین رکھتے ذریعہ فخر کا ہو سکتا ہی اور جاہ و دولت کو رغبت کی چیزون مین قوت مل سکتی ہی اور وہ فقہ بھی چار حصون پر مرتب ہی تو چونکہ محبوب چیز کے پیرایے مین دوسری چیزی محبوب معلوم ہوا کرتی ہی اسلیے مین نے بھی اس باب مین کوتاہی نہ کی کہ اس کتاب کی صورت فقہ کی شکل پر رہے تاکہ دلون کا میل اسطرف ہو اور ہمین وجہ بعض لوگون نے جو رئیسون کے دل کا میل طب کی طرف چاہا تو اُنھون نے اپنی کتاب کو ستارون کی تقویم کی صورت پر جدولون اور رقمون مین لکھا اور اُسکا نام صحت کی تقویم رکھا اس نظر سے کہ رؤسا کو اس جنس کی طرف انس ہوا کرتا ہی تو بیشک اُنکی طبیعت کو یہ طرز مطالعہ کتاب کی طرف کشش کرے گی اور ظاہر ہی کہ ایسا حیلہ کرنا جس سے دل اُس علم کی طرف کھنچ آوین جسمین فائدہ زندگی جاوید کا ہی اُس حیلہ کی نسبت کہ نہایت ضروری ہی جس سے رغبت طب کی طرف ہو جو صرف جسم کی تندرستی کو مفید ہی کیونکہ ثمرہ علم آخرت کا دلون اور روحون کا علاج کرنا ہی ایسی طرح کہ اُس سے زندگی ابدالآباد پر پہونچ جاوین تو ایسے علم کو علم طب کہان پہونچ سکتا ہی جس سے جسمون کا علاج ہوتا ہی اور وہ بالضرور تھوڑے ہی دنون مین جاتے آتے رہین گے۔ اب ہم اللہ تعالیٰ سے توفیق اور رہنمائی کا سوال کرتے ہین کہ وہ کریم اور جواد ہی اور بحسب مرقومہ بالا علم کا باب شروع کتاب مین لکھتے ہین۔

## باب اول ۔ علم کے بیان مین اور اسمین سات فصلین ہین

رباعی گر زندگی ابدی ہی تجکو منظور ٭ کر سعی تو علم دین مین حتی المقدور ٭ احمد کو اسی سے قاب قوسین ملا ٭ موسی پہ ہوا تھا اس سے ہی جلوہ طور

**فصل اول** علم اور طلب علم اور تعلیم کی فضیلت اور اسکے دلائل نقلی اور عقلی کے ذکر مین اور اسمین چار بیان ہین **بیان اول علم کی فضیلت مین**

قرآن مجید سے اُسکے فضائل یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو والملئکۃ و اولو العلم قائما بالقسط تو دیکھو تو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک سے کیسے شروع فرمایا اور دوسرے مرتبہ مین فرشتون کو ذکر فرمایا اور تیسرے مین علم والون کو اور شرف اور فضل اور بزرگی اور اصالت کو اتنا ہی کافی ہی۔ اور فرمایا یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ علما کے درجات ایمانداروں کے اوپر سات سو درجے ہونگے کہ دو درجون کا فاصلہ پانسو برس کی راہ ہوگی اور فرمایا قل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون اور فرمایا انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اور قل کفی باللہ شہیدا بینی و بینکم ومن عندہ علم الکتاب اور فرمایا قال الذی عندہ علم من الکتاب انا اتیک بہ اسمین اس بات کی تنبیہ ہی کہ وہ تخت کے لانے پر بزور علم قادر ہوا اور فرمایا وقال الذین اوتوا العلم ویلکم ثواب اللہ خیر لمن امن وعمل صالحا اسمین بیان فرمایا کہ قدر آخرت کی بزرگی علم سے معلوم ہوتی ہی۔ اور فرمایا وتلک الامثال نضربہا للناس وما یعقلہا الا العالمون اور فرمایا ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم اپنے حکم کو معاملات مین علما کے اجتہاد پر راجع فرمایا اور اُنکے رتبے کو حکم الٰہی کے معلوم کرنے مین انبیا کے رتبے کے ساتھ ملایا اور اس آیت کی تفسیر مین یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوآتکم وریشا ولباس التقوی ذلک خیر بعضون نے کہا ہی کہ لباس سے مراد علم ہی اور ریش سے مراد یقین ہی اور لباس تقوی سے مراد حیا ہی اور فرمایا اللہ جلشانہ نے ولقد جئناہم بکتاب فصلناہ علی علم اور فرمایا فلنقصن علیہم بعلم اور فرمایا بل ہو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم اور فرمایا خلق الانسان علمہ البیان اسکو احسان جتلانے کی جگہہ مین مذکور فرمایا ہی اور اخبار مین یہ فضائل وارد ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین ویلہمہ رشدہ اور فرمایا کہ العلماء ورثۃ الانبیاء یعنی عالم انبیاء کے وارث ہین اور ظاہر ہی کہ کوئی رتبہ نبوت کے درجے سے بڑھکر نہین اس سے معلوم ہوا کہ اس رتبے کی وراثت سے بڑھکر کوئی اور شرف بھی نہین اور فرمایا کہ عالم کے واسطے زمین اور آسمانون مین جو چیز ہی مغفرت طلب کرتی ہی اس سے بڑھکر کونسا منصب ہوگا جس منصب والے

کے لیے آسمان و زمین کے فرشتے مغفرت چاہنے مین مشغول ہون پس وہ تو اپنی نفس مین مشغول رہتا ہی اور فرشتے اُسکے لیے مغفرت چاہنے
مین مشغول رہتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حکمت شریف کی بزرگی زیادہ کرتی ہی اور مملوک کو اتنا اونچا کرتی ہی کہ اُسکو
بادشاہون کی جگہ مین بٹھلا دیتی ہی اس حدیث مین آپ نے علم کا نتیجہ دنیا مین ارشاد فرما دیا اور یہ ظاہر ہی کہ آخرت دنیا کی نسبت کر بہتر اور پایدار
ہوتی ہی اور فرمایا کہ خصلتان لایکونان فی منافق حسن سمت وفقہ فی الدین اس حدیث مین بعض فقہاے وقت کا نفاق دیکھ کر تمکو شک کرنا
چاہیے اسلیے کہ مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فقہ سے وہ علم نہین جسکو تم فقہ خیال کرتے ہو بلکہ فقہ کے معنی آگے مذکور ہونگے اور ادنی
درجہ فقیہ کا یہ ہی کہ اس بات کا یقین رکھتا ہو کہ آخرت دنیا سے بہتر ہی یہ بات جب فقیہ مین ٹھیک اور غالب ہو جاتی ہی تو اسکو نفاق اور نمود سے
بری کر دیتی ہی اور فرمایا کہ آدمیون مین سے بہتر اور ایماندار وہ عالم ہو کہ اگر لوگ اُسکے پاس حاجت لیجاوین تو اُنکو فائدہ دے اور اگر اُس سے بے پروائی
کرین تو وہ اپنی نفس کو بے پروا کرے۔ اور فرمایا کہ ایمان ننگا ہی اور اُسکی پوشش تقوی ہی اور اُسکی آرایش حیا اور اُسکا ثمرہ علم ہی۔ اور فرمایا کہ لوگون
مین سے درجہ نبوت کے قریب تر اہل علم اور اہل جہاد ہین اہل علم اسوجہ سے کہ اُنھون نے لوگون کو وہ باتین بتائین جو رسول لائے تھے
اور اہل جہاد اسوجہ سے کہ اُنھون نے پیغمبرون کی لائی ہوئی شریعت پر اپنی تلوارون سے جہاد کیا۔ اور فرمایا کہ ایک قبیلے کا مرجانا ایک عالم
کے مرنے کی نسبت کر آسان تر ہی۔ اور فرمایا الناس معادن کمعادن الذہب والفضۃ فخیارہم فی الجاہلیۃ خیارہم فی الاسلام اذا فقہوا اور فرمایا
کہ قیامت کے روز علما کی سیاہی شہیدون کے خون سے تولی جاویگی۔ اور فرمایا جو شخص میری امت پر چالیس حدیثین میری سنت کی یاد کرکے
پہونچاوے تو مین اُسکا شفیع اور گواہ قیامت مین ہونگا۔ اور فرمایا کہ جو شخص میری امت مین سے چالیس حدیثین یاد کرلے وہ قیامت کو اللہ تعالے
سے فقیہ او عالم ہو کر ملیگا۔ اور فرمایا جو شخص اللہ تعالی کے دین مین سمجھ پیدا کرے اللہ تعالی اُسکو رنج سے بچاوے اور اُسکو ایسی جگہ سے روزی
پہونچاوے کہ جہان سے اُسکو گمان بھی نہو۔ اور فرمایا کہ خداے تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ ای ابراہیم مین علیم ہون
اور ہر علم والے کو دوست رکھتا ہون۔ اور فرمایا کہ عالم زمین پر خداے تعالے کا امانت دار ہی۔ اور فرمایا کہ میری اُمت مین سے دو قسمین
ایسی ہین کہ جب وہ درست ہون تو سب لوگ درست ہو جاوین اور اگر وہ بگڑ جاوین تو سب لوگ بگڑ جاوین ایک امیر یعنی حکام ہین دوسرے
فقہا۔ اور فرمایا کہ جب میرے اوپر کوئی ایسا دن آوے جسمین مجکو وہ علم نہو جو مجکو خداے تعالی سے قریب کردے تو اُس روز کا آفتاب نکلنا مجکو
نصیب نہوجیو۔ اور عبادت اور شہادت پر علم کو فضیلت دینے مین یون ارشاد فرمایا کہ فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادنی رجل من اصحابی
تو اب دیکھو کہ علم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث مین کیسا نبوت کے درجے کے ساتھ کیا ہی اور جو عمل کہ علم سے خالی ہو اُسکے
رتبے کو کیسا کم فرمایا ہی حالانکہ عابد جس عبادت کو ہمیشہ کرتا ہی اُسکا علم تو رکھتا ہی ہی اگر اُسکا علم نہو تو عبادت نہوگی۔ اور فرمایا فضل العالم علی العابد
کفضل القمر لیلۃ البدر علی سائر الکواکب اور فرمایا یشفع یوم القیامۃ ثلثۃ الانبیاء ثم العلماء ثم الشہداء اس حدیث سے نہایت بڑا رتبہ علم کا ثابت
ہوتا ہی کہ نبوت کے بعد اور شہادت کے اوپر ہی باوجودیکہ شہادت کی فضیلت مین بہت کچھ وارد ہی۔ اور فرمایا کہ خداے تعالی کی عبادت کسی چیز
سے بہتر نہین ہوتی جیسے دین کی سمجھ سے ہوتی ہی اور ایک دین کا سمجھنے والا شیطان پر ہزار عابدون سے سخت تر ہی اور ہر چیز کا ایک ستون ہی
اور اس دین کا ستون فقہ ہی۔ اور فرمایا تمھارے دین مین سے بہتر وہ ہی جو سب سے آسان زیادہ ہو اور بہترین عبادت فقہ ہی۔ اور فرمایا کہ
ایماندار عالم ایماندار عابد سے ستر درجے بڑھکر ہی۔ اور فرمایا کہ تم ایسے زمانے مین ہو جسمین فقیہ بہت ہین اور خطیب کم اور سائل قلیل ہین اور

دینے والے بہت اس زمانے مین عمل کرنا بہ نسبت علم کے بہتر ہی اور عنقریب لوگون پر وہ وقت آویگا جسمین فقیہ کم ہونگے اور خطیب زیادہ دینے والے تھوڑے ہونگے اور مانگنے والے بہت اسمین علم بہ نسبت عمل کے بہتر ہوگا۔ اور فرمایا عالم اور عابد کے بیچ مین سو درجون کا فرق ہی ہر دو درجون مین اتنا فاصلہ ہی جتنا کہ ستر برس مین ایک گھوڑا تیز دوڑ کر قطع کرے۔ اور صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اعمال مین سے کونسا افضل ہی آپ نے فرمایا کہ علم خداے پاک کا لوگون نے عرض کیا کہ ہم اعمال مین سے افضل پوچھتے ہین آپ نے فرمایا کہ علم خداے پاک کا لوگون نے عرض کیا کہ ہم عمل کو پوچھتے ہین اور آپ علم ارشاد فرماتے ہین آپ نے فرمایا کہ علم کے ساتھ تھوڑا سا عمل کارآمد ہوتا ہی اور جہالت کے ساتھ بہت سا عمل بے سود ہی اور فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالی بندون کو اٹھا دیگا پھر علما کو اٹھا کر اُنسے ارشاد فرماویگا کہ اے گروہ علما مین نے جو تم مین اپنا علم رکھا تھا تو تمکو کچھ جانکر ہی رکھا تھا اور مین نے تم مین اپنا علم اسلیے نہین رکھا تھا کہ تمکو عذاب دون جاؤ مین نے تمکو بخشدیا۔ اللہ تعالی سے ہم بھی یہی مراد چاہتے ہین کہ ہمارا انجام بھی ایسا ہی کرے۔ اور علم کے فضائل آثار یعنی صحابہ اور تابعین کے اقوال مین بھی بہت ہین چنانچہ حضرت علیؓ نے کمیل کو ارشاد فرمایا کہ اے کمیل علم مال سے بہتر ہی علم تیری حفاظت کرتا ہی اور تو مال کی علم حاکم ہی اور مال محکوم علیہ مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہی اور علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہی اور یہ بھی آپ ہی کا ارشاد ہی کہ عالم افضل ہی روزہ دار شب بیدار جہاد کرنے والے سے اور جب عالم مرتا ہی تو اسلام مین ایسا رخنہ پڑجاتا ہی کہ اسکو بجز اسکے نائب کے اور کوئی بند نہین کرتا اور نیز آپ نے ایک قطعہ عربی مین فرمایا ہی جسکا ترجمہ یہ ہی **قطعہ** آدمی جتنے ہین وہ صورت مین ہین سب ایک سے ÷ باپ تو سب کا ہی آدم اور حوا سب کی ما ÷ ہو شرف پر اصل کے گر فخر انکو تو کہین ÷ اصل انکی کیا ہی پانی اور مٹی کے سوا ÷ ہان ہان پر عالمون کے ہی قبائے فخر چست ÷ کیونکہ خود ہین راہ یاب اور دوسرونکے رہنما ÷ حسن جس شی سے ہو حاصل ہی وہی انسان کی قدر ÷ جاہلون کو پر عداوت عالمون سے ہی سدا ÷ سیکھ ایسا علم جس سے ہو تو زندہ تا ابد ÷ لوگ سب مردے ہین پر عالم ہی زندہ دائما ÷ اور ابو اسودؒ فرماتے ہین کہ کوئی چیز علم سے بڑھکر عزت والی نہین کہ بادشاہ لوگو نپر حاکم ہوتے ہین اور علما بادشاہو نپر حاکم ہوتے ہین۔ اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کو اختیار دیا گیا تھا کہ علم اور مال اور سلطنت مین سے جو چاہو پسند کر دا نھون نے علم کو پسند پسند فرمایا تو مال اور حکومت علم کے ساتھ انکو عطا ہوئی۔ اور حضرت ابن مبارکؒ سے کسی نے پوچھا کہ آدمی کون ہین انھون نے فرمایا کہ علما پھر پوچھا کہ بادشاہ کون ہین فرمایا کہ زاہد پوچھا کہ کمینے کون ہین فرمایا کہ جو لوگ اپنے دین کو بیچکر کھاتے ہین۔ غرضکہ عالم کے سوا اورون کو آدمی نہ کہا اسلیے کہ جو خاصہ کہ اُس سے انسانکو چوپایون سے تمیز ہوتی ہی وہ علم ہی اور انسان جبھی تک انسان کہلاویگا کہ جس بات سے اسکو شرف ہو وہ اسمین موجود ہو اور انسان کی شرافت نہ تو جسم کے زور کے باعث ہی اسلیے کہ زور مین اُس سے اونٹ مثلا زیادہ ہی نہ بڑے جثہ ہونے کی جہت سے کہ ہاتھی اُس سے بہت بڑا نہ شجاعت کے سبب سے کہ درندے اُس سے بھی زیادہ شجاع ہین نہ کھانے کے لیے کہ بیل کا پیٹ اُس سے کہین زیادہ ہی نہ صحبت کے سبب سے کہ ادنی چڑیا اس باب مین اُس سے بہت بڑھکر ہی بلکہ اسکو شرافت ہی تو صرف علم کی رو سے ہی اور اسی علم کے لیے وہ پیدا ہوا ہی۔ اور بعض حکما کا قول ہی کہ ہمکو کوئی یہ بتاوے کہ جسکو علم نہ ملا اسکو اور کیا ملا اور جسکو علم ملا اُس سے اور کیا باقی رہا۔ اور فتح موصلی کا قول ہی کہ جب مریض کو تین دن کھانا پانی دوا کچھ نہ دیا جاوے تو وہ کیا مر نہین جاویگا لوگون نے کہا بے شک مر جاویگا فرمایا کہ یہی حال دل کا ہی جب اُس سے تین دن علم اور حکمت کو روک دیا جاتا ہی تو مر جاتا ہی اور یہ قول انکا بجا ہی اسلیے کہ دل کی غذا علم اور حکمت ہی اور انھین دونون سے اسکی زندگی ہی جس طرح کہ بدن کی غذا کھانا ہی اور جس شخص کو علم میسر نہین تو اسکا دل بیمار ہی اور موت اُسپر لازم مگر اُس شخص کو اپنے دل کی بیماری اور موت کی خبر نہین ہوتی اسلیے کہ دنیا کی محبت اور اُسکے کاروبار مین لگے رہنے سے اُسکی حس جاتی رہتی ہی جیسے خوف اور نشے کے غلبے مین زخم کا درد اُسوقت معلوم نہین ہوتا اگرچہ واقع مین درد ہوتا ہی لیکن جب موت دنیا کے بوجھ اور علاقے آدمی سے اُتار دیتی ہی تب اپنے دل کی موت کو جانتا ہی اور افسوس کرتا ہی اُسوقت افسوس کچھ فائدہ نہین کرتا جس طرح کہ خوف والے کا خوف یا متوالے کا نشہ دور

ح ابو ضعیفی نے ابن عمرؓ سے بسند ضعیف روایت کیا ہو عمر تسمین ستر درجون کا ذکر ہی ۱۲
ح ۲- ابن عبد البر نے انس رضؓ سے ۱۲
ح ۳ طبرانی نے ابو موسیٰ سے بسند ضعیف ۱۲

ہوجاتا ہی تو اُسکو جہان جہان نشہ یا خوف کیحالت مین زخم لگا ہوتا ہی معلوم ہوتا ہی۔ ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہین اُس روز سے کہ حقیقت حال کھلے اسلیے کہ اب تو لوگ سوتے ہین جب مرینگے تب جاگینگے۔ اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہین کہ عالمون کی سیاہی اور شہیدون کا خون تولا جاویگا تو سیاہی زیادہ ٹھہریگی۔ اور حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہین کہ لوگو علم کو سیکھو پیشتر اس سے کہ علم اُٹھا لیا جاوے اور اُسکا اُٹھانا یہ ہی کہ اُسکے روایت کرنے والے مرجاوین پس قسم ہی مجکو اُس ذات کی جسکے قبضے مین میری جان ہی کہ جو لوگ راہ خدا مین مارے گئے اور شہید ہوئے وہ عالمون کی بزرگیان دیکھکر یہ چاہینگے کہ اللہ تعالی اُنکو عالم اُٹھاتا۔ اور عالم کوئی پیدا تو ہوتا ہی نہین بلکہ سیکھنے سے عالم آتا ہی۔ اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ علم کا تذکرہ تھوڑی سی رات مین کرنا میرے نزدیک تمام رات جاگنے سے اچھا ہی۔ اور یہی مضمون حضرت ابوہریرہؓ اور امام احمد بن حنبلؒ سے مروی ہی۔ اور حضرت حسن بصری اس آیت کی تفسیر مین ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ فرماتے ہین کہ دنیا کے حسنہ سے مراد علم اور عبادت ہی اور آخرت کے حسنہ سے مراد جنت۔ اور بعض حکما سے کسی نے سوال کیا کہ کونسی چیز ذخیرہ کیجاوے جواب دیا کہ وہ چیز ذخیرہ کرنی چاہیے کہ جب تیری کشتی ڈوب جاوے تو وہ تیرے ساتھ تیرنے لگے یعنی علم ذخیرہ کرنے کے قابل ہی کہ جب کشتی بدن غرقاب موت ہوجاوے تو یہی ساتھ رہے۔ اور بعض حکما کا قول ہی کہ جو شخص حکمت کو اپنا لگام بناتا ہی لوگ اُسکو اپنا امام کرتے ہین اور جو شخص حکمت مین معروف ہوتا ہی اُسکو لوگ وقار اور عزت سے دیکھتے ہین اور امام شافعی رح کا قول ہی کہ علم کی شرافت ایک یہ ہی کہ اُسکو جس شخص کی طرف نسبت کرو گو کسی ادنی بات مین کہو مثلاً کہ یہ شخص فلان چیز کا علم رکھتا ہی تو وہ خوش ہوتا ہی اور جس شخص سے اُسکو اُٹھالو مثلاً کہو کہ فلان چیز کا اُسکو علم نہین تو وہ رنجیدہ ہوتا ہی۔ اور حضرت عمرؓ ارشاد فرماتے ہین کہ ای لوگو علم کے پیچھے پڑو کہ اللہ تعالی کے پاس ایک چادر محبت ہی جو شخص کوئی باب علم کا طالب ہوتا ہی اللہ تعالی وہ چادر اُسکو اُڑھاتا ہی پھر اگر وہ شخص کوئی گناہ کرتا ہی تو اللہ تعالی اپنی رضاجوئی اُس سے کرالیتا ہی پھر دوبارہ اگر خطا کا مرتکب ہوتا ہی تب بھی اُس سے رضاجوئی کا طالب ہوتا ہی تیسری بار بھی ایسا ہی معاملہ ہوتا ہی اور غرض اس ہر دفعہ کی رضاجوئی کرانے سے یہ ہوتی ہی کہ اُس سے وہ چادر نہ چھینے اگرچہ اُسکا گناہ بڑھتے بڑھتے موت تک پہونچ جاوے اور احنف رح کا قول ہی کہ علما ایسا معلوم ہوتا ہی کہ مالک بنجاوینگے۔ اور جس عزت کی مضبوطی علم سے نہو تو اُسکا انجام ذلت ہوتا ہی۔ اور سالم بن ابی جعد کہتے ہین کہ میرے آقا نے مجکو تین سو درم کو لے کر آزاد کر دیا تو مین نے سوچا کہ مین کونسا فن سیکھون آخر علم کو حرفہ بنایا ایک برس بھی مجکو نہ گذرا تھا کہ حاکم شہر میری ملاقات کو آیا اور مین نے اُسکو لوٹا دیا اور پاس نہ آنے دیا۔ اور زبیر ابن ابی بکر کہتے ہین کہ مجکو میرے باپ نے عراق مین خط لکھا کہ تو علم کے پیچھے پڑ اسلیے کہ اگر تو مفلس ہوجاویگا تو یہ تیرا مال ہوگا اور اگر تو غنی ہوگا تو اُس سے تیری زینت ہوگی۔ اور لقمانؑ نے جو اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ ای لڑکے علما کے پاس بیٹھ اور اپنا زانو اُنکے زانو سے بھڑا اسلیے کہ اللہ تعالی نور حکمت سے دلون کو ایسا زندہ کرتا ہی جیسے زمین کو بھاری مینھ سے سرسبز کرتا ہی۔ اور بعض حکما فرماتے ہین کہ جب عالم مرجاتا ہی تو اُسپر مچھلیان پانی مین اور پرند ہوا مین روتے ہین اور گو ظاہر مین اُسکا چہرہ نظر نہین پڑتا مگر اُسکی یاد دلون مین نہین بھولتی۔ اور زہری رح فرماتے ہین کہ علم نر ہی اور اُسکو مردون مین سے وہی پسند کرتے ہین جو مرد ہون ؛

## بیان دوم طلب علم کی فضیلت مین

آیتین اس باب مین یہ ہین فلولا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین اور فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون اور حدیثین یہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین من سلک طریقا یطلب فیہ علما سلک اللہ بہ طریقا الی الجنۃ اور فرمایا کہ فرشتے طالبعلم کے کام سے خوش ہوکر اپنے بازو اُسکے لیے بچھاتے ہین۔ اور فرمایا کہ اگر تو جاکر کوئی علم کا باب سیکھے تو اُس سے بہتر ہی کہ سو رکعتین نفل پڑھے۔ اور فرمایا کہ آدمی کو علم کا کوئی باب سیکھنا اُسکے حق مین دنیا اور مافیہا سے بہتر ہی۔ اور فرمایا کہ علم کو طلب کرو اگرچہ چین مین ہو یعنی بہت دور ہو۔ اور فرمایا کہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہی۔ اور فرمایا کہ علم وہ خزانہ ہی جسکی کنجیان سوال ہی پس علم کا سوال کرو کہ اُسمین چار شخصون کو ثواب ملتا ہی اول سوال کرنے والے

دوسرے عالم کو تیسرے سننے والے کو چوتھے اُسکو جو اُنسے محبت رکھتا ہو۔ اور فرمایا کہ جاہل کو نہ چاہیے کہ اپنی جہل پر خاموش ہو رہے اور نہ عالم کو چاہیے کہ اپنے علم پر چپکا رہے یعنی جاہل کو رفع جہالت کے لیے سوال کرنا چاہیے اور عالم کو اُسکا جواب دینا چاہیے۔ اور حضرت ابو ذر کی حدیث مین ارشاد ہی کہ مجلس علم مین حاضر ہونا ہزار رکعتین پڑھنی اور ہزار بیمارون کو عیادت کرنی اور ہزار جنازون کی شرکت کرنے سے بہتر ہی پس کسی نے عرض کیا کہ قرآن تلاوت سے بھی بہتر ہی آپ نے فرمایا کہ قرآن علم کے کب مفید ہی۔ اور فرمایا کہ جس شخص کو موت آوے اور وہ اسلام کے زندہ کرنے کے لیے علم سیکھتا ہو تو اُسکا اور انبیا کا درجہ جنت مین ایک ہوگا۔ اور آثار اس باب مین یہ ہین کہ حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ جب مین طالب علم تھا تو ذلیل تھا اب جو میرے پاس لوگ سیکھنے لگے تو عزت والا ہو گیا اور اسی طرح ابن ابی ملیکہ نے کہا ہی کہ مین نے حضرت ابن عباس کے مثل کوئی نہین دیکھا اگر صورت کو دیکھو تو سب سے اچھی اور اگر گفتگو کرین سب سے فصیح اور فتوی دین تو سب سے زیادہ علم معلوم ہو اور ابن مبارک فرماتے ہین کہ مجکو تعجب آتا ہی اوس شخص پر جو علم کی طلب نکرے کہ اُسکا نفس اُسکو کسی بزرگی کیطرف کیسے بلاتا ہے اور بعض حکما نے کہا ہی کہ مجکو جیسا دو شخصون پر ترس آتا ہی اور کسی پر نہین آتا ایک تو اُسپر کہ علم کا طالب ہی اور سمجھتا نہین اور ایک اُسپر کہ علم کو سمجھتا ہی اور اُسکی طلب نہین کرتا۔ اور حضرت ابو دردا فرماتے ہین کہ اگر مین ایک مسئلہ سیکھون میرے نزدیک تمام رات کی شب بیداری سے اچھا ہی۔ اور یہ بھی اُنھین کا قول ہی کہ عالم اور طالب علم خیر مین شریک ہین اور دوسرے تمام آدمی جھنگے ہین کہ اُنمین کچھ بہتری نہین اور نیز اُن کا ارشاد ہی کہ یا عالم ہو یا طالب علم یا سننے والا ان تین کے سوا چوتھا مت ہو ورنہ ہلاک ہو جاویگا۔ اور عطا رح کا قول ہی کہ ایک مجلس علم کی لہو کی ستر مجلسون کا کفارہ ہوتی ہی۔ اور حضرت عمر ارشاد فرماتے ہین کہ ہزار شب بیدار روزہ دار عابدون کا مرجانا ایسے عالم کی موت سے کم ہی جو خداے تعالی کے حلال اور حرام کا ماہر ہو۔ اور امام شافعی کا قول ہی کہ علم کا طلب کرنا نفل سے افضل ہی۔ اور ابن عبد الحکم نے کہا ہی کہ مین امام مالک کے پاس سبق پڑھتا تھا کہ ظہر کا وقت آگیا مین نے اپنی کتاب نماز پڑھنے کے لیے تہ کی آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے فلان جس کے لیے تو اُٹھا ہی وہ اس سے بہتر نہین جس مین تو تھا بشرطیکہ نیت درست ہو اور ابو دردا فرماتے ہین کہ جس شخص کی یہ تجویز ہو کہ علم کا طلب کرنا جہاد نہین تو وہ اپنی عقل و تجویز مین ناقص ہی

## تیسرا بیان تعلیم کی فضیلت مین

آیتین اسباب مین یہ ہین کہ اللہ تعالی فرماتا ہی ولینذروا قومہم اذا رجعوا الیہم لعلہم یحذرون اس آیت مین انذار سے مراد تعلیم اور ارشاد ہی اور دوسری جگہ فرمایا واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ اس مین تعلیم کا واجب ہونا مذکور ہی اور فرمایا وان فریقا منہم لیکتمون الحق وہم یعلمون اس مین علم کے چھپانے کی حرمت بیان فرمائی جیسے گواہی کے چھپانے کے لیے ارشاد فرمایا ہی ومن یکتمہا فانہ آثم قلبہ اور فرمایا ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا اور فرمایا ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ اور فرمایا ویعلمہم الکتب والحکمۃ اور حدیثین تعلیم کی فضیلت کی بہت ہین چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین کہ اللہ تعالی نے کسی عالم کو جو علم دیا تو اُس سے وہ عہد بھی لے لیا ہی جو پیغمبرون سے لیا ہی کہ اُسکو بیان کرینگے اور چھپا وینگے نہین۔ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل کو یمن کیطرف روانہ فرمایا تو اُنکو یہ ارشاد فرمایا لان یہدی اللہ بک رجلا واحدا خیر لک من الدنیا وما فیہا اور فرمایا کہ جو شخص علم کا ایک باب اسلیے سیکھے کہ اُسکو لوگون کو سکھاوے تو اُسکو ستر پیغمبرون صدیق کا ثواب دیا جاویگا۔ اور حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جو شخص عالم ہو اور علم کے بموجب عمل کرے اور لوگون کو علم سکھا دے وہ آسمان و زمین کے ملکوت مین عظیم کہلاتا ہی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالی عبادت کرنے والون اور جہاد کرنے والون سے ارشاد فرماویگا کہ جنت مین جاؤ عالم عرض کرینگے کہ الٰہی اُنھون نے ہمارے علم کے طفیل سے عبادت اور جہاد کیا یعنے شایان اکرام ہم ہین اللہ تعالی ارشاد فرماویگا کہ تم میرے نزدیک میرے بعض فرشتون کے مثل ہو تم شفاعت کرو تمھاری شفاعت منظور ہوگی پس وہ سفارش کرینگے پھر جنت مین

ح طبرانی اور ابو نعیم نے جابر سے اسناد ضعیف سے اخراج کی اور ابن جوزی نے موضوعات مین لکھا ہو ۱۲ ح دارمی اور ابن سنی نے حسن سے روایت کی ۱۲ ت اور بیا کہ جب ہو نکیا دین اپنی قوم کو تو پھر آوین اونکی طرف شاید وہ بچتے رہین ۱۲ ت اور جب اللہ نے قرار لیا کتاب والون سے کہ اُسکو بیان کرینگے لوگون پاس اور نہ چھپاوینگے ۱۲ ت اور ایک فرقہ ان مین چھپاتے ہین حق کو جانکر ۱۲ ت اور جو کوئی وہ چھپاوے تو اُسکا دل گنہگار ہی ۱۲ ت اور اُس سے بہتر کسکی بات جس نے بلایا اللہ کیطرف اور کیا نیک کام ۱۲ ت بلا اپنے رب کی راہ پر پکی باتین سمجھا کر اور نصیحت کر کر بھلی طرح ۱۲ ت اور سکھاتا ہو اُنکو کتاب اور عقلمندی ۱۲ ح ابو نعیم نے ابن مسعود سے ۱۲ ح اگر تیری برکت سے خداے تعالی ایک آدمی کو ہدایت کردے تو یہ تیرے حق مین دنیا اور اُسکے درمیان کی چیز سے بہتر ہی ۱۲ اُسکو احمد نے معاذ سے روایت کیا ہی اور بخاری اور مسلم مین سہل بن سعد سے روایت ہی کہ یہ قول آپ نے حضرت علی کو

داخل ہون گے اور یہ رتبہ اسی علم کا ہی جو تعلیم سے دوسرونکو پہونچے اُس علم کا نہین جو فقط اُسی شخص کے ساتھ رہے دوسرے کو نہ پہونچے
اور ایک حدیث شریف مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان اللہ عزوجل لاینزع العلم انتزاعا من الناس بعد
ان یؤتیہم ایاہ ولکن یذہب بذہاب العلماء فکلما ذہب عالم ذہب بما معہ من العلم حتی اذا لم یبق الا رؤسا جہالا ان سئلوا افتوا بغیر علم
فیضلون ویضلون اور فرمایا من علم علما فکتمہ الجمہ اللہ یوم القیامۃ بلجام من نار اور فرمایا خوب عطا اور عمدہ ہدیہ کلمہ حکمت ہی جسکو تو سنے اور یاد رکھے
پھر اُسکو اپنے بھائی مسلمان کے پاس لیجاوے اور اُسکو سکھلاوے تو ایک برس کی عبادت کے مساوی ہی۔ اور فرمایا الدنیا ملعونۃ ملعون
ما فیہا الا ذکر اللہ سبحانہ وما والاہ او معلما او متعلما۔ اور فرمایا ان اللہ سبحانہ وملئکتہ واہل سموتہ وارضہ حتی النملۃ فی جحرہا وحتی الحوت فی البحر
لیصلون علی معلم الناس الخیر۔ اور فرمایا مسلمان اپنے بھائی کو اس سے بڑھکر کوئی فائدہ نہین پہونچاتا کہ جو عمدہ بات اُسنے سنی ہو وہ دوسرے
کو سنا دے۔ اور فرمایا ایماندار اگر ایک کلمہ خیر سنے اور سیکھکر اُسکے بموجب عمل کرے تو اُسکے حق مین ایک برس کی عبادت سے بہتر ہی۔ اور ایک
روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے پھر آپ نے دو مجلسین دیکھین کہ ایک تو اللہ تعالی سے دعا مانگتے تھے اور اُسکی طرف راغب تھے
اور دوسرے لوگون کو کچھ سکھلاتے تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجلس اول کے لوگ تو اللہ تعالی سے سوال کرتے ہین اگر وہ چاہے اُنکو
دے اور چاہے نہ دے مگر دوسری مجلس والے لوگون کو تعلیم کرتے ہین اور مجکو بھی خدا نے تعلیم کرنے والا ہی بھیجا ہی پھر آپ دوسری مجلس والون
کیطرف پھرے اور اُنکے پاس بیٹھ گئے۔ اور فرمایا مثل ما بعثنی اللہ عزوجل بہ من الہدی والعلم کمثل الغیث الکثیر اصاب ارضا فکانت منہا
بقعۃ قبلت الماء فانبتت الکلاء والعشب الکثیر وکانت منہا بقعۃ امسکت الماء فنفع اللہ عزوجل بہا الناس فشربوا منہا وسقوا وزرعوا و
کانت منہا طائفۃ قیعان لا تمسک ماء ولا تنبت کلاء اس حدیث مین مثال اول اُن لوگون کی ہی جنکو اپنے علم سے خود فائدہ ہوتا ہی اور
دوسرے اُن لوگون کی جو دوسرون کو فائدہ پہونچاتے ہین اور تیسری مثال ایسے شخصون کی ہی جو دونون باتون سے محروم
ہین۔ اور فرمایا اذا مات ابن ادم انقطع عملہ الا من ثلث علم ینتفع بہ وصدقۃ جاریۃ وولد صالح یدعو لہ بالخیر۔
فرمایا الدال علی الخیر کفاعلہ اور فرمایا لا حسد الا فی اثنین رجل آتاہ اللہ عزوجل حکمۃ فہو یقضی بہا ویعلمہا الناس ورجل آتاہ اللہ
مالا فسلطہ علی ہلکتہ فی الخیر اور فرمایا کہ میرے نائبون پر خدا تعالی کی رحمت ہو لوگون نے عرض کیا کہ آپ کے نائب کون ہین آپنے فرمایا کہ
وہ لوگ ہین جو میرے طریق کو پسند کرتے ہین اور اُسکو خدا تعالی کے بندون کو تعلیم کرتے ہین اور آثار تعلیم کی فضیلت کے یہ ہین کہ حضرت
عمرؓ فرماتے ہین کہ جو شخص کوئی حدیث بیان کرے اور اُسپر عمل کرے تو اُسکو ثواب اُن لوگون کے برابر ملیگا جو وہی عمل کرینگے۔ اور حضرت
ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ جو شخص لوگون کو بہتر بات سکھاتا ہی اُسکے لیے تمام چیزین سمندر مین کی مچھلیون تک استغفار کرتی ہین۔ اور بعض
علما کا قول ہی کہ عالم خدا تعالی اور اُسکی مخلوق مین واسطہ پڑتا ہی سو دیکھو کہ کس طرح واسطہ پڑتا ہی۔ اور روایت ہی کہ حضرت سفیان ثوریؒ
عسقلان مین تشریف لائے اور کچھ دنون رہے اُن سے کسی نے کچھ نہ پوچھا آپنے فرمایا کہ مجکو سواری کرایہ کر دو کہ اس شہر سے مین نکل جاؤن
یہ ایسا شہر ہی کہ اس مین علم مرجاویگا اور یہ اسی واسطے کہا کہ تعلیم کی بزرگی اور اُسکی جہت سے علم کے باقی رہنے کی آپ کو حرص تھی۔ اور عطاؒ

فرماتے ہین کہ مین حضرت سعید بن مسیب کے پاس گیا وہ روتے تھے مین نے رونے کی وجہ پوچھی اُنھون نے فرمایا کہ یہ وجہ ہی کہ مجھسے کوئی کچھ پوچھتا نہین۔ اور بعضون کا قول ہی کہ علما زمانون کے چراغ ہین ہر ایک اپنے وقت مین شمع ہوتا ہی کہ اُس سے اُسکے عہد کے لوگ روشنی حاصل کرتے ہین۔ اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہین کہ اگر علما نہوتے تو آدمی مثل چرپایون کے ہوجاتے یعنی علما لوگون کو تعلیم کی جہت سے حالت بہیمی سے نکالکر سرحد انسانیت پر پہونچا دیتے ہین۔ اور عکرمہ یہ فرماتے ہین کہ اس علم کا کچھ مول ہی کسی نے پوچھا کہ وہ کیا ہی فرمایا کہ وہ یہ ہی کہ اُسکو ایسے کو سکھاوے جو اچھی طرح یاد کرے اور ضائع نکرے۔ اور یحیی ابن معاذؒ فرماتے ہین کہ علماے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ماباپ کر زیادہ رحیم ہین لوگون نے پوچھا کہ یہ کس طرح ہی اُنھون نے فرمایا کہ اسلیے کہ ماباپ تو لوگون کو دنیا کی آگ سے بچاتے ہین اور علما آخرت کی آگ سے بچاتے ہین۔ اور بعض کا قول ہی کہ ابتداے علم سکوت ہی پھر سننا پھر یاد کرنا پھر عمل کرنا پھر اُسکو لوگون مین پھیلانا۔ اور بعض یون فرماتے ہین کہ اپنا علم ایسے کو سکھاؤ جو اُس سے جاہل ہو اور ایسے شخص سے سیکھو کہ جو چیز تمکو نہ آتی ہو اُسکو وہ جانتا ہو جب ایسا کروگے تو جو کچھ نہ آتا ہوگا اُسکو جان جاؤگے اور جو جانتے ہوگے وہ یاد رہیگا۔ اور حضرت معاذ بن جبلؓ کا قول ہی اور مین نے اُسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی پایا کہ علم کو سیکھو اسلیے کہ اسکا سیکھنا خوف الٰہی ہی اور اُسکی جستجو عبادت اور اُسکا درس دینا تسبیح اور اُسکی بحث کرنی جہاد اور جو شخص نہ جانتا ہو اُسکو اُسکی تعلیم کرنی خیرات اور جو اُسکا اہل ہو اُسپر اُسکا خرچ کرنا قرب منزلت ہی یہی علم تنہائی مین انیس اور سفر مین جلیس اور خلوت مین گفتگو کرنے والا اور دین کا راہ نما اور حالت تونگری اور افلاس مین چراغ اور دوستون کے سامنے نائب اور اجنبی شخصون مین قریب کرنے والا اور دشمنون کے حق مین ہتھیار اور راہ جنت کا منار ہی اس علم کی بدولت اللہ تعالی کچھ لوگون کو بلند رتبہ عنایت فرماتا ہی کہ اُنکو امور خیر مین سردار پیشوا ہادی بناتا ہی اُنکی دیکھا دیکھی اورون کو خیر نصیب ہوتی ہی اُنکے قدمون پر لوگ چلتے ہین اور اُنکے افعال کو تاکتے ہین فرشتے اُنکی دوستی کے خواہان ہوتے ہین اور اپنے بازوون سے اُنکو پونچھتے ہین اور تمام خشک و تر اُنکے لیے بخشش چاہتے ہین یہانتک کہ سمندر کی مچھلیان اور کیڑے اور خشکی کے درندے اور چرپائے اور آسمان اور اُنکے ستارے سب دعاے مغفرت کرتے ہین اسلیے کہ علم دل کی زندگی ہی اُسکے باعث جہالت نہین رہتی اور نور ہے کہ جسکے سامنے تاریکی جاتی رہتی ہی اُس سے بدن کو قوت آتی ہی اور ضعف دور ہوتا ہی اُسکے باعث بندۂ نیک لوگون کے مراتب اور بلند درجے حاصل کرتا ہی علم مین فکر کرنا روزہ رکھنے کے برابر ہی اور اُسکے درس مین مشغول رہنا شب بیداری کے مساوی ہی اور اُسی کے باعث خداتعالی کی اطاعت اور توحید اور عبادت اور تمجید ہوتی ہی اُسی سے ورع اور تقوی اور صلۂ ارحام اور معرفت حلال اور حرام حاصل ہی علم امام ہی اور عمل اُسکا تابع ہی نیک بختون ہی کے دل مین اُسکی جگہہ کی جاتی ہی اور بدبخت اُس سے محروم رہتے ہین ہم اللہ تعالی سے حسن توفیق کے خواہان ہین ✣

## چوتھا بیان دلائل عقلی کے ذکر مین ✣

اب دلائل عقلی اسباب مین سنی چاہیین کہ غرض اس جا علم کی فضیلت اور نفاست کے معلوم کرنے سے ہی اور جب تک کہ خود فضیلت کو نہ سمجھو اور جو اُس سے غرض ہی اُسکو نہ معلوم کرو تو علم وغیرہ اشیا کی فضیلت کا جاننا ناممکن ہی جیسے کوئی یہ معلوم کیا چاہی کہ زید حکیم ہی یا نہین اور اُسکو ہنوز حکمت کے معنی اور اُسکی حقیقت معلوم نہو تو بجز راہ بھکنے کے اور اُسکو کیا حاصل ہوگا پس واضح ہو کہ فضیلت فضل سے نکلی ہی جسکے معنی زیادتی کے ہین تو جب دو چیزین کسی بات مین شریک ہون اور ایک مین کوئی بات زیادہ ہو تو اُسکو کہینگے کہ یہ دوسرے سے زیادہ اور افضل ہی لیکن زیادتی ایسی چیز مین ہونی چاہیے جو اُس چیز کا کمال ہو مثلاً گھوڑے کو جو گدھے سے افضل کہتے ہین تو اسی لیے ہی کہ گھوڑا باربرداری مین تو گدھے کا شریک ہی مگر کرو فر اور تگ و دو مین اور خوبصورتی مین اُس سے بڑھکر ہی اب اگر کسی

گدھے کو بہت سا زیور پہنا دین تو یہ نہ کہینگے کہ یہ افضل ہو کیونکہ یہ زیادتی صرف ظاہر کی ہو باطن کی نہین نہ کمال مین اُسکو کچھ دخل ہو اور
جانورون سے غرض اُنکے صفات اور امور باطنی مین نہ ظاہر کا جسم جب یہ معلوم کر چکے تو اب تمپر ظاہر ہو گیا ہو گا کہ اگر علم کو اوراد صفات
کے لحاظ سے دیکھو تو اُس مین ایک طرح کا فضل ہو جیسے گھوڑے کو یہ نسبت اور حیوانات کے فضیلت ہو بلکہ تیزی تگ و دو جو گھوڑے
مین ہو وہ مطلق فضیلت نہین اضافی ہو اور علم کو بالذات اور مطلق فضیلت ہو خواہ کسی کی نسبت کر ہو یا نہو اسلیے کہ یہ خداتعالی کی
صفت کمال ہو اور اسی سے فرشتون اور انبیا کا شرف ہو بلکہ گھوڑون مین سے جسکو تیز ہوتی ہو وہ احمق اور کم فہم سے اچھا ہوتا ہو
اس سے معلوم ہوا کہ علم کو فضیلت مطلق ہو خواہ کسی کی نسبت کر ہو یا نہو اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ نفیس چیز کی رغبت جو ہوتی ہو
اُسکی تین قسمین ہین ایک وہ کہ غیر کے لیے مطلوب ہو اور ایک وہ کہ بالذات مطلوب ہو اور ایک وہ کہ بالذات اور غیر کے لیے دونون
طرح مطلوب ہو ان تینون قسمون مین سے جو بالذات مطلوب ہوتی ہو وہ اول کی نسبت کر اشرف اور افضل ہو اور اول قسم یعنی جو
چیزین غیر کے لیے مطلوب ہین وہ روپیہ اشرفی ہین کہ دونون خود پتھر ہین اُن خود سے کسی طرح کا فائدہ نہین اگر بالفرض خداوندکریم آدمیون
کی حاجتین پوری کرنی اُنسے سہل نفرماتا تو اُنکا اور کنکرون کا ایک سا حال ہوتا اور مطلوب بالذات آخرت کی سعادت اور لذت دیدار
الٰہی ہو اور جو چیز کہ بالذات بھی اور غیر کے لیے بھی مطلوب ہوتی ہو اُسکی مثال بدن کی سلامتی ہو مثلاً پاؤن کی سلامتی اس جہت سے
بھی مطلوب ہو کہ بدن درد سے سلامت رہے اور اسلیے بھی مطلوب ہو کہ اُس سے چل کر اپنے مطالب اور حاجات پورے کرین اب
اس اعتبار سے اگر علم کو دیکھو تو اُسکو خود بھی لذیذ پاؤ گے اور وسیلہ آخرت اور سعادت اخروی اور قرب الٰہی کا ذریعہ بھی پاؤ گے کہ بدون
اُسکے خدائے تعالی کی طرف وصول نہین ہوتا اور آدمی کے حق مین سب رتبون مین بڑھکر سعادت ابدی ہو اور سب چیزون مین
افضل وہ ہی جو سعادت ابدی کا وسیلہ ہو اور ظاہر ہو کہ اُسکا ملنا بدون علم و عمل کے ہرگز نہین ہو سکتا اور عمل بھی بدون اُسکے کہ کیفیت
عمل کا علم ہو نہین ہو سکتا اس سے معلوم ہوا کہ دنیا اور آخرت مین سعادت کی اصل علم ہی ہو اسلیے ثابت ہوا کہ سب اعمال سے افضل
علم ہو اور کیون نہو کہ فضیلت کسی چیز کی اُسکے نتیجہ سے بھی معلوم ہوا کرتی ہو اور یہ پہلے معلوم ہو چکا کہ علم کا نتیجہ قرب الٰہی اور وصول
بزمرۂ ملائکہ اور نزدیکی ملاء اعلی کی ہو یہ امور تو آخرت مین ہونگے اور دنیا مین عزت اور وقار اور سلاطین پر حکم کرنا اور طبیعتون مین عالم کی
قدر و منزلت کا لازم ہونا ہو یہان تک کہ ترکون مین غبی اور عرب کے کم رتبہ لوگ اپنی طبیعتون کو اس بات پر مخلوق پاتے ہین کہ اپنے
بڑون کی توقیر کیا کرین اسلیے کہ اُنکو تجربہ کرتے کرتے کچھ علم زیادہ ہو جاتا ہو بلکہ چوپایون کو دیکھو تو وہ بھی اپنی طبیعت سے انسان کی
توقیر کرتے ہین اسلیے کہ اُنکو اس بات کا شعور ہو کہ جو درجہ ہمکو ہو اُس سے کمال مین انسان بڑھا ہوا ہو۔ یہ فضیلت علم کی مطلق ہو
پھر علوم مختلف ہین چنانچہ اُنکا بیان عنقریب آویگا۔ اور جیسے علوم مین اختلاف ہو اُسی طرح اُنکے فضائل مین تفاوت ہو اور فضیلت
تعلیم اور تعلم کی بھی وجہ مذکورۂ بالا سے ظاہر ہو اسلیے کہ جب یہ ثابت ہو چکا کہ سب باتون سے افضل علم ہو تو اُسکا سیکھنا افضل بات کا
حاصل کرنا ہوگا اور اُسکا سکھانا افضل امر کی تعلیم ہوگی اور اُسکی تقریر اسطرح ہو کہ خلق کے مقاصد دین اور دنیا مین آجاتے ہین اور
دین کا انتظام بدون دنیا کے انتظام کے نہین ہو سکتا کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہو اور جو شخص دنیا کو آلۂ آخرت اور فرودگاہ جانے اُسکے
حق مین دنیا ذریعہ وصول الی اللہ کا ہو بشرطیکہ اُسکو اپنا وطن اور قرارگاہ نکرلے اور دنیا کا انتظام آدمیون کے اعمال سے ہو اور آدمیون
کے اعمال اور کاروبار تین قسمون مین منحصر ہین۔ اول تو اصول ہین کہ بدون اُنکے عالم کا قیام نہین اور اصول چار چیزین ہین ایک
زراعت جسپر کھانا موقوف ہو دوم نوربافی لباس کے لیے سوم تعمیر رہنے کے واسطے چہارم سیاست آپس مین مانوس رہنے اور
اور اجتماع کے لیے اور اسباب معیشت مین ایک دوسرے کی مدد کرنے کے لیے دوسرے وہ اعمال ہین جو ان چارون امور کو

مہیا کرتے ہین اور اُنکے خادم کی طرح ہین مثلاً آہنگری کہ زراعت کی خادم خاصکر ہی اور دوسری صنعتون کے آلات بھی اس سے بنتے ہین اور دھنا اور کاتنا دونون نوربافی کے خادم ہین کہ سوت وغیرہ کا ہونا انپر موقوف ہی تیسرے وہ اعمال ہین کہ اصول کو پورا کرتے ہین اور اُنکو زینت دیدیتے ہین مثلاً پینا اور پکانا زراعت کے لیے اور دھونا اور سینا نوربافی کے لیے اور ان تین طرح کے اعمال کو عالم کے قیام مین ایسا ہی علاقہ ہی جیسے آدمی کے اجزا کو اُسکے تمام وجود کے قیام مین ہی یعنے آدمی کے اجزا بھی تین طرح کے ہین ایک اصول ہین جیسے دل اور جگر اور دماغ مین دوسرے وہ اعضا ہین جو اصول کے خادم ہین جیسے معدہ اور رگین اور شرائین اور پٹھے اور نسین ہین تیسرے وہ اجزا ہین جو زینت کے لیے ہین مثلاً ناخن اور انگلیان اور بھوین اور بال وغیرہ ہین۔ اور ان صنعتون مین سے اشرف اور افضل اصول ہین اور اصول مین سے افضل سیاست ہی جسپر کہ مدارس مانوس رہنے اور آپسمین اچھی طرح بسر کرنے کا ہی اور اسی لیے اس خدمت کے بجالانے والے کو وہ کمال ہونا چاہیے جو اور صنعتون مین درکار نہین ہی اور یہی وجہ ہی کہ اس خدمت والا اور صنعتون والون سے خدمت لیا کرتا ہی اور سب کو اپنا تابع جانتا ہی۔ اور خلق کی درستی کے لیے اور دنیا اور آخرت مین اُنکو راہ راست بتانے کے لیے سیاست کے چار مرتبے ہین۔ اول سیاست جو سب مین برتر ہی سیاست انبیا علیہم السلام کی ہی اور اُنکا حکم خاص اور عام سب پر ظاہر اور باطن ہر حال مین ہی دوسری سیاست خلفا اور ملوک اور سلاطین کی ہی اور اُنکا حکم بھی خاص اور عام سب پر ہی مگر صرف ظاہر پر ہی باطن پر نہین۔ تیسری سیاست اُن علما کی ہی جو اللہ تعالی اور اُسکے دین کے عالم ہین اور یہی علما انبیا کے وارث ہین انکا حکم صرف خاص لوگون کے باطن پر ہی عوام کی سمجھ کا اتنا رتبہ نہین جو اُنسے مستفید ہو اور نہ اُنکو یہ قوت کہ لوگون کے ظاہر پر کسی بات کے لازم کرنے خواہ روک دینے کا تصرف کرین چوتھی سیاست واعظون کی ہی اُنکا حکم صرف عوام کے باطنون پر ہی۔ اب ان سب سیاستون مین نبوت کے بعد اشرف اور افضل علم کی تعلیم اور لوگون کے نفس کو مہلک عادتون اور بُری خصلتون سے بچانا اور عمدہ اخلاق اور سعادت کی طرف راہ بتلانا ہی۔ اور تعلیم سے مراد بھی یہی ہی اور تعلیم کو جو ہمنے اور اعمال کی نسبت کہ افضل بتایا اسکی وجہ یہ ہی کہ کسی پیشہ کا شرف تین باتون سے جانا جاتا ہی یا تو اس قوت کے لحاظ سے جو اس صنعت کے پہچاننے کا ذریعہ ہو مثلاً عقلی علوم لغوی علوم سے افضل ہین اسلیے کہ حکمت تو عقل سے معلوم ہوتی ہی اور لغت کان کے سننے سے اور عقل سننے کی نسبت کہ افضل ہی تو جو چیز عقل سے معلوم ہوگی وہ بھی افضل ہوگی۔ یہ شرف باعتبار فائدے کے عام ہونے کے ہوتا ہی جیسے کھیتی بہ نسبت زرگری کے ہی کہ اول کا فائدہ انسانون اور حیوانون کو عام ہی بخلاف زرگری کے کہ اُسکا فائدہ سب انسانون کے لیے نہین یا شرف باعتبار محل کے ہوتا ہی جسمین اس پیشہ کا اثر ہو جیسے زرگری چمڑا پکانے کی نسبت کہ افضل ہی اسلیے کہ زرگر تو سونے پر اپنا عمل کرتا ہی اور چمڑا پکانے والا مردار کی کھال پر کام کرتا ہی اب تعلیم جو دیکھتے ہین تو یہ تینون وجہین شرف کی اسمین موجود ہین اسلیے کہ علوم دینی یعنے سمجھنا طریق آخرت کا ظاہر ہی کہ عقل کی خوبی اور ذکا کی تیزی اور صفائی ہی سے ہوتا ہی اور عقل تمام صفات انسانی سے اشرف ہی جیسا کہ اُسکا بیان عنقریب آویگا اسلیے کہ عقل ہی کے باعث خداے تعالی کی امانت مقبول ہوتی ہی اور اُسی کی جہت سے قرب الہی تک پہونچا جاتا ہی اور فائدہ کا عام ہونا تعلیم مین خود ظاہر ہی کہ مقام شبہہ نہین کیونکہ اُسکا فائدہ اور ثمرہ سعادت آخرت ہی اور تعلیم کے محل کی شرافت مین بھی کچھ شک نہین کیونکہ تعلیم کرنے والا آدمی کے دلون اور نفسون پر تصرف کرتا ہی اور ظاہر ہی کہ زمین پر موجود چیزون مین سب سے اشرف انسان کی جنس ہی اور انسان کے اجزا مین سب سے عمدہ اور اشرف انسان کا دل ہی اور تعلیم کرنے والا دل کی تکمیل اور جلا دینے اور پاک کرنے اور اُسکو قرب الہی تک پہونچانے مین مشغول رہتا ہی اس سے معلوم ہوا کہ علم کا تعلیم کرنا ایک طور سے تو اللہ تعالی کی عبادت ہی اور ایک طرح سے اُسکی خلافت اور یہ خلافت اللہ تعالی کی نہایت بڑھکر ہی کیونکہ اللہ تعالی نے عالم کے دل پر وہ صفت جو اُسکی صفات مین سے خاص تر ہی مفتوح فرمائی تو گویا عالم کا دل خداے تعالی کے عمدہ خزینون کا خزانچی ہوا پھر اُسکو اجازت ہی کہ جو اُس چیز کا محتاج ملے اُسکو یہ چیز دیڈالے پس اب غور کرو کہ اس سے زیادہ کونسا رتبہ ہوگا کہ آدمی اللہ تعالی اور اُسکی مخلوق مین واسطہ ہو کہ اُنکو خداے تعالی

کی نزدیکی اور جنت فردوس کی طرف باربر کھینچتا رہے **دوسری فصل** علم محمود اور مذموم کی قسمون اور حکمون کے بیان مین اور اسمین تین بیان ہین

## بیان اول اس علم کا جو فرض عین ہے

انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ علم کا طلب کرنا فرض ہی ہر مسلمان پر اور یہ بھی فرمایا کہ علم کو طلب کرو اگرچہ چین مین ہو پس جو علم کہ ہر مسلمان پر فرض عین ہی اُسمین لوگون کا اختلاف ہی اور اس باب مین بیس سے زیادہ فرقے ہو گئے ہین ہم سب کی تفصیل نہین لکھتے مگر حاصل اختلاف یہ ہی کہ ہر فریق نے واجب ہونا اسی علم کا کہا ہی جسکے درپے وہ خود تھا مثلاً کلام کرنے والے کہتے ہین کہ اُس علم سے غرض علم کلام ہی اسلیے کہ توحید اُسی سے معلوم ہوتی ہی اور خداے تعالی کی ذات اور صفات کا علم اُسی سے آتا ہی اور فقہا کہتے ہین کہ وہ علم فقہ اس جہت سے کہ اُس سے عبادات اور حلال اور حرام اور معاملات مین سے جائز اور ناجائز معلوم ہوتے ہین اور علم فقہ سے اُنکی غرض وہ ہی جسکی طرف ہر ایک کو حاجت ہی نہ وہ معاملات جو کمتر واقع ہوتے ہین اور مفسر اور محدث فرماتے ہین کہ وہ علم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہی کہ انھین دونون سے اور تمام علوم آتے ہین اور اہل تصوف کہتے ہین کہ اس علم سے غرض ہمارا علم ہی پس اُنمین سے بعض یون کہتے ہین کہ بندہ کو اپنے حال کا اور خداے تعالے کے نزدیک اپنے مقام کا علم مراد ہی۔ اور بعض کا یہ قول ہی کہ وہ علم اخلاص کا اور نفس کی آفتون کا اور شیطان کے خطرون اور فرشتہ کے الہام مین تمیز کرنے کا ہی اور بعض کا ارشاد ہی کہ وہ علم باطن ہی اور چند خاص لوگون پر واجب ہی جو اُسکے اہل ہین ان لوگون نے لفظ کے عموم کو بدل ڈالا اور اُسکو خاص کر لیا۔ اور ابوطالب مکی فرماتے ہین کہ اُس سے مراد وہ علم ہی جسکو وہ حدیث متضمن ہی جسمین مبانی اسلام کا مذکور ہی یعنی انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی کہ بُنِیَ الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الہ الا اللہ الحدیث اسلیے کہ واجب یہی پانچون چیزین ہین اسی سلیے اُنکے عمل کی کیفیت اور واجب ہونے کی کیفیت کا علم بھی واجب ہونا چاہیے۔ اور جس امر پر طالب کو یقین کرنا چاہیے اور شک نہ کرنا چاہیے وہ وہ ہی جسکو ہم ذکر کرتے ہین اور وہ یہ ہی کہ جیسا ہمنے اس باب کے مقدمہ مین بیان کیا ہی۔ علم کی دو قسمین ہین اول علم معاملہ دوم علم مکاشفہ اور جو علم کہ حدیث مین ہر مسلمان پر فرض مذکور ہوا ہی اُس سے مراد علم معاملہ ہی اور جو معاملات کہ عاقل اور بالغ شخص کو اُنکا حکم ہوتا ہی وہ تین ہین ایک اعتقاد اور ایک کرنا اور ایک نکرنا اب اگر فرض کرو کہ کوئی عاقل آدمی احتلام سے یا عمر کی راہ سے دن کو چاشت کے وقت مثلاً بالغ ہو تو اول واجب اُسپر یہ ہوگا کہ شہادت کے دونون کلمون کو سیکھے اور ان دونون کے معنی سمجھے یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا سیکھنا اور اُنکے معنی کا سمجھنا واجب ہی یہ امر واجب نہین کہ اس باب مین بحث و تکرار کرے اور دلیلون کو لکھ کر اُنکا یقین کرے مگر اسی قدر کفایت کرتا ہی کہ ان کلمون کی تصدیق اور اعتقاد ایسی طرح کرے کہ اُسمین شک کا خلجان اور نفس کا تردد نہ رہے اور اتنی بات بعض اوقات صرف تقلید اور سننے سے بھی بدون بحث اور دلیل کے حاصل ہو جایا کرتی ہی اور بحث و دلیل کے واجب نہ ہونے کی یہ وجہ ہی کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے اجلاف سے صرف تصدیق اور اقرار بدون دلیل جاننے کے کفایت فرمائی غرضکہ اگر آدمی اسقدر جان لیگا تو واجب وقت ادا کریگا اور اسوقت جو علم کہ اُسپر فرض عین تھا وہ کلمون کا سیکھنا اور اُن دونون کو سمجھنا تھا اسوقت مین اسکے سوا اور کوئی چیز اُسکو لازم نہ تھی اسوجہ سے کہ مثلاً اگر بعد ان دونون کلمون کی تصدیق کے مر جاوے تو بلاشبہ خداے تعالی کا مطیع مریگا اور نافرمان نہوگا اور دوسری چیزین بعد کلمون کے جو اُسپر واجب ہوتی ہین وہ عوارض کے باعث ہوتی ہین وہ ہر شخص کے حق مین ضروری نہین اُنسے بعض آدمی جدا بھی ہو سکتے ہین اور یہ عوارض اور اسباب خواہ فعل مین ہوتے ہین خواہ ترک مین خواہ اعتقاد مین فعل کی مثال یہ ہی کہ مثلاً شخص مذکور چاشت کے وقت سے ظہر تک زندہ رہے تو ظہر کے وقت کے داخل ہونے سے ایک نیا واجب اُسپر یہ ہوگا کہ طہارت اور نماز کے مسائل سیکھے پس اگر شخص مذکور وقت بلوغ مین تندرست ہو اور ایسا ہو کہ اگر زوال کے وقت تک کچھ نہ سیکھے اور بعد زوال کے سیکھنا شروع کرے تو عین وقت مین سب سیکھ کے عمل نہ کر سکیگا بلکہ اگر سیکھنے مین مشغول رہیگا تو وقت جاتا رہیگا تو ایسی صورت مین کہا جا سکتا ہی کہ چونکہ ظاہر حال یہی ہی کہ یہ

شخص زندہ رہیگا اسلیے وقت سے پہلے ہی اُسکو سیکھنا واجب ہی اور یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ علم کا واجب ہونا جو عمل کے لیے شرط ہی وہ عمل کے واجب ہونے کے بعد ہوا کرتا ہی پس پہلے وقت سے اُسپر سیکھنا واجب نہین اور اسی طرح باقی نمازون مین حال ہی پھر اگر وہ رمضان تک زندہ رہیگا تو رمضان کے سبب سے اُسپر روزہ کا سیکھنا ایک نیا واجب ہوگا یعنی یہ جاننا کہ روزہ کا وقت صبح صادق سے لیکر آفتاب کے ڈوبنے تک ہی اور روزہ مین واجب نیت ہی اور کھانے اور پینے اور صحبت سے بندرہنا اور یہ بات عید کے چاند دیکھنے خواہ دو گواہون کی گواہی گذرنے تک قائم رہتی ہی اب اگر اُسکے پاس مال ہوجاوے یا بالغ ہونے کے وقت ہی مال ہووے تو اُسکو مقدار واجب زکوۃ کا معلوم کرنا لازم ہوگا مگر اُسوقت لازم نہوگا بلکہ وقت اسلام سے ایک برس پورا ہونے پر لازم ہوگا اور اگر اسکے پاس اونٹون کے سوا اور کچھ نہو تو صرف انھین کی زکوۃ کا سیکھنا بھی لازم ہوگا اسی طرح تمام اقسام مال مین تصور کرنا چاہیے جب اُسپر حج کے مہینے آوین تو اُسپر حج کا علم اُسی وقت جاننا ضروری نہین اسلیے کہ اُسکا ادا عمر مین ہوتا ہی تو سیکھنا بھی فوراً واجب نہوگا ہان علماے اسلام کو چاہیے کہ اگر اُسکے پاس جمعیت بقدر زاد و راحلہ کے ہو تو اُسکو آگاہ کردین کہ حج اُس شخص پر عمر مین فرض ہی جو مالک سامان سفر اور سواری کا ہو تاکہ شاید وہ اپنے نفس پر احتیاط ضروری جانکر جلد ہی ادا کرے پس جسوقت وہ قصد حج کرے اُسوقت اُسکو حج کی کیفیت کا سیکھنا لازم ہوگا اور صرف اُسپر ارکان حج اور اُسکے واجبات کا سیکھنا واجب ہوگا نوافل کا سیکھنا واجب نہوگا اسلیے کہ جس چیز کا کرنا نفل ہی اُسکا سیکھنا بھی نفل ہی تو نفل کا سیکھنا فرض عین نہوگا۔ رہی یہ بات کہ اصل حج کے واجب ہونے پر اُسکو اُسی وقت آگاہ کردینے سے سکوت کرنا حرام ہی امر متعلق فقہ سے ہی غرض کہ سب افعال جو فرض عین ہین اُنکا جاننا بتدریج اسی طرح ہی۔ اور ترک فعل کا معلوم کرنا بھی جب جیسا حال پیش آتا جاویگا اُسی طرح واجب ہوگا یہ امر آدمی کے حال کے مناسب مختلف ہوا کرتا ہی مثلاً گونگے کو واجب نہین کہ جو کلام حرام ہی اُسکو معلوم کرے یا اندھے پر ضرور نہین کہ نظر ناجائز کے مسئلے سیکھے یا جنگل کے رہنے والے پر واجب نہین کہ جن مکانات مین بیٹھنا حرام ہی اُنکو معلوم کرے حاصل یہ کہ اگر معلوم ہو کہ ان اشیا کی ضرورت اس شخص کو نہ پڑے گی اُنکا سیکھنا اُسپر واجب نہین بلکہ جن امور مین وہ مبتلا ہو اُنپر تنبیہ کردینا واجب ہی مثلاً اگر مسلمان ہونے کے وقت مین حریر پہنے ہو یا غصب کی زمین مین بیٹھا ہو یا غیر محرم کی طرف دیکھ رہا ہو تو اُسکو اطلاع ان امور کے ترک کی کردینی ضرور ہی اور جن امور کا مرتکب نہو بلکہ عنقریب اُنمین مبتلا ہوا چاہتا ہو جیسے کھانے پینے کی چیزین ہین تو اُنکا تعلیم کردینا واجب ہی مثلاً اگر کسی شہر مین شراب کا پینا اور سور کے گوشت کا کھانا رائج ہو تو اُسکو اُنکا ترک سکھلانا اور آگاہ کردینا واجب ہی اور جن چیزون کا سیکھنا واجب ہی اُنکا سکھانا بھی واجب ہی اور اعتقادات اور دلون کے اعمال کا علم بھی موافق خطرون کے واجب ہی مثلاً اگر اُسکے دل مین اُن معنون مین شک پیدا ہو جنپر کہ دونون کلمے شہادت کے دلالت کرتے ہین تو اس صورت مین اُسکو ایسی چیز سیکھنی چاہیے جس سے وہ شک دور ہو جاوے پس اگر یہ شک اُسکو نہو اور مر جاوے اور ابھی اس بات کا اعتقاد نہ کیا ہو کہ خداے تعالی کا کلام پاک قدیم ہی اور وہ قابل رویت ہی اور اُسمین تبدیل کو گنجایش نہین اور سوا اُسکے اور باتین جو اعتقادات مین مذکور ہین کسی کا معتقد نہ ہوا ہو تو ایسا شخص سب کے نزدیک اسلام ہی پر مریگا۔ لیکن یہ خطرے جو موجب اعتقادون کے ہوتے ہین بعضے تو خود آدمی کی طبیعت سے اُٹھتے ہین اور بعضے اپنے شہر والون کی گفتگو سننے سے دل مین آتے ہین پس اگر یہ شخص ایسے شہر مین ہو کہ اُسمین گفتگو اور کلام بدعت کے شائع ہون تو چاہیے کہ اُسکو ابتداے بلوغ مین امر حق سکھلا کر بدعت سے محفوظ کردیا جاوے تاکہ امر باطل پہلے نہ جم جاوے اسلیے کہ اگر امر باطل اُسکے سننے مین آجاویگا تو اُسکا دور کرنا اُسکے دل سے واجب ہوگا اور بعض اوقات اُسکا دور کرنا دشوار پڑجاتا ہی مثلاً اگر نو مسلم تاجر ہو اور اُس شہر مین معاملہ سود کا رائج ہو تو اُسپر سود سے بچنے کا سیکھنا واجب ہوگا تو جو علم فرض عین ہی اُسمین بھی امر حق ہی جو ہم نے لکھا یعنی عمل واجب کی کیفیت کا جاننا فرض عین ہی پس جو شخص کہ عمل واجب کو جان لیگا اور اُسکے واجب ہونے کے وقت کو معلوم کرلیگا تو وہ علم جو اُسپر فرض عین تھا اُسکو سیکھ لیگا اور صوفیون نے جو فرمایا ہی کہ اُس علم سے غرض شیطان کے

خطرون اور فرشتہ کے الہام کے جاننے سے ہو تو وہ بھی حق ہو لیکن اُسی شخص کے حق مین جو اُسکا در پے ہوا اور چونکہ غالبًا انسان اسباب شر اور ریا اور حسد سے خالی نہین ہوتا اسلیے اُسکو لازم ہو کہ جلد سوم مہلات مین سے وہ باتین معلوم کرے جنکی طرف اپنے نفس کو محتاج دیکھے اور یہ باتین کیسے واجب نہونگی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ تین چیزین مہلک ہین بخل اطاعت کیا ہوا اور خواہش جسکی پیروی کی جاوے اور آدمی کو اپنے نفس کو برا جاننا۔ اور ان باتون سے کوئی آدمی خالی نہین اور دل کے بُرے حالات مین سے جنکا ہم آگے ذکر کرینگے مثل کبر اور عجب اور اُنکے مثل کے وہ اُن تینون مہلکات کے تابع ہین اور اُنکا دور کرنا فرض عین ہو اور جب تک اُن مہلکات کی تعریف اور اسباب اور علامات کو نہ جان لیا جاوے اور اُنکے علاج کو نہ معلوم کر لیا جاوے تب تک اُنکا دور کرنا ممکن نہین اسلیے کہ جو شخص بدی کو نہین جانتا وہ اُسمین مبتلا ہو جاتا ہو اور علاج اسطرح ہو کہ ہر ایک سبب کے مخالف سے اُسکا مقابلہ کیا جاوے اور یہ امر بدون سبب اور مسبب کے جاننے کے ممکن نہین اور جلد سوم مہلکات مین جو کچھ ہمنے لکھا ہو وہ اکثر فرض عین ہین کہ سب لوگون نے بے فائدہ امور مین مشغول ہونے کی جہت سے اُنکو چھوڑ رکھا ہو اور اگر نو مسلم شخص کسی اور مذہب سے بدل کر نہ آیا ہو تو اُسکو بہشت اور دوزخ اور مرنے کے بعد جینے اور قیامت پر ایمان جلدی سکھانا چاہیے تاکہ ان چیزون پر ایمان لاوے اور اُنکی تصدیق کرے یہ امر بھی دونون شہادت کے کلمون کا تتمہ ہو اسلیے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لا چکا تو اُسکے بعد یہ چاہیے کہ جو کچھ آپ نے پہونچایا ہو اُسکو سمجھے اور وہ یہ ہو کہ جو اطاعت کرے اللہ اور رسول کی اُسکو جنت ہو اور جو اُن دونون کی نافرمانی کرے اُسکو دوزخ ہو جب اس تدریج کو معلوم کر چکے تو اب جان لیا ہوگا کہ مذہب حق یہی ہو اور یہ بھی تحقیق ہو گیا ہو گا کہ ہر شخص پر اُسکے رات دن کے خیالات مین کچھ واقعات عبادتون اور معاملات کے نئے نئے لوازم سے آتے رہتے ہین اسی لیے جو عجیب بات اُسپر واقع ہو اُسکا پوچھنا اُسکو لازم ہو اور جس چیز کے واقع ہونے کی عنقریب توقع غالب ہو اُسکا سیکھنا جلد ضروری ہو پس جب یہ بات ظاہر ہو چکی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد فیض بنیاد[ح] مین طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم اس علم معرفت سے اُس عمل کا علم مراد لیا ہو جسکا واجب ہونا مسلمانون پر مشہور ہو اور کوئی علم مراد نہین لیا تو اس سے صاف وجہ اس بات کی معلوم ہو گئی کہ عمل کے واجب ہونے کے وقت مین تبدریج علم واجب ہوتا جاویگا واللہ اعلم

[ح] بزار اور طبرانی اور بیہقی بروایت انس ح دیباچہ مین گذری ۱۲

## دوسرا بیان اُس علم کا جو فرض کفایہ ہو

واضح ہو کہ جبتک علوم کے اقسام ذکر نکیے جاوینگے تب تک فرض اور غیر فرض مین تمیز نہو گی اور جس فرض کے ہم درپے بیان ہیج رہے ہین اُسکے اعتبار سے علوم کی دو قسمین ہین ایک شرعی دوسری غیر شرعی اور شرعی علوم سے ہم وہ علوم مراد لیتے ہین جو انبیا علیہم السلام سے حاصل ہوے ہون عقل اور تجربہ اور سننا اُنکی طرف ہدایت نکرتا ہو جیسے علم حساب مثلاً کہ عقل سے معلوم ہوتا ہو اور علم طب تجربہ سے اور علم لغت سننے سے اور جو علم کہ شرعی نہین اُنکی تین قسمین ہین ایک اچھے اور ایک بُرے اور ایک مباح اچھے اُنمین سے وہ علم ہین جنسے دنیا کے امور کی مصلحت وابستہ ہو جیسے طب اور حساب ہین اور ان اچھے علوم مین سے بعض فرض کفایہ ہین اور بعضے فقط بہتر ہین مگر فرض نہین فرض کفایہ وہ علوم ہین جنکی حاجت امور دنیا کے قائم رہنے مین پڑے جیسے طب ہو کہ بدنون کے تندرست رہنے کے لیے ضروری ہو اور جسطرح حساب کہ معاملات مین اور وصیتون اور ترکون کے تقسیم وغیرہ مین ضروری ہو اور یہ اسطرح کے علوم ہین کہ اگر شہر مین کوئی نہ جانتا ہو تو شہر والے نہایت دقت اُٹھاوین اور جب ایک بھی اُنکو جان جاوے تو کافی ہو اور دوسرے شخصون سے فرض ساقط ہو جاتا ہو اب اس بات مین تعجب مت کرنا کہ ہمنے طب اور حساب کو فرض کہدیا اسلیے کہ اس اعتبار سے تو اصل صنعتین بھی فرض کفایہ ہین مثلاً نوربافی اور کشتکاری اور سیاست بھی فرض کفایہ ہین بلکہ پچھنے لگانا اور سینا بھی ضروری ہو کہ اگر مثلاً کسی شہر مین خون لینے والا نہو تو جلد مرجاوین اور اپنی جانون کو ہلاک پر پیش کرنیکی دقت اُٹھاوینگے اسلیے کہ جسنے بیماری بھیجی ہو اُسی نے دوا بھی اُتاری ہو اور اُسکے استعمال کا

طریق ہدایت فرمایا اور اسکے اسباب مقرر فرمائے پس ان اسباب کو بیکار چھوڑ کر آپ سے مرجانا درست نہین - اور جو علوم کہ فرض نہین صرف بہتر
ہین وہ یہ ہین کہ مثلاً حساب کے دقائق اور طب کے حقائق مین مشغول ہونا وغیرہ کہ جنکی حاجت نہین پڑتی مگر جسقدر کی ضرورت پڑتی ہی
اسمین قوت اور ملکہ زیادہ ہو جاتا ہی - اور غیر شرعی علوم مین سے برے ایسے ہین جیسے سحر اور طلسمات اور شعبدے اور ہت کھنڈے
ہین - انہین سے مباح یعنی جائز ایسے ہین جیسے اشعار جنمین کچھ نقصان نہو اور علم تاریخ اور جو اسکے قائم مقام ہو سا اور علوم شرعی جنکا
بیان کرنا مقصود ہی وہ سب اچھے ہی ہین لیکن چونکہ کبھی دھوکا ہو جاتا ہی کہ انکو علوم شرعی جانتے ہین اور واقع مین برے ہوتے ہین
اسلیے انکی دو قسمین ہوئین ایک اچھے اور ایک برے جو علوم اچھے ہین وہ کچھ تو اصل ہین اور کچھ فرع اور کچھ مقدمات اور کچھ تتمہ
اور تکملہ کے طور پر یعنی چار طرح کے ہین اول وہ جو اصول ہین اور وہ چار ہین ایک کتاب اللہ دوم سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سوم اجماع امت چہارم آثار صحابہ اور اجماع اس جہت سے اصل ہی کہ وہ سنت پر دلالت کرتا ہی مگر اسکا درجہ سنت کے بعد ہی اور
اسی طرح آثار صحابہ کا حال ہی کہ وہ بھی سنت پر دلالت کرتے ہین اس لیے کہ صحابہ رضی نے وحی کا مشاہدہ فرمایا اور احوال کے قرینون
سے انھون نے وہ باتین معلوم کین جنکا دیکھنا دوسرون سے غائب رہا جو باتین کہ قرینون سے معلوم ہوئی ہین اگر لکھی جاوین تو کیا
عجب ہی کہ تحریر مین گنجایش انکی نہو اور اسی وجہ سے علماے رح نے انکی پیروی کرنی اور انکے آثار کو تمسک گردانا مصلحت جانا ہی
مگر یہ پیروی ایک شرط خاص سے بوجہ خاص ہی جسکا بیان کرنا اس جگہ مناسب نہین - دوسری قسم علوم شرعی کے فروع ہین اور وہ
ایسے علوم ہین کہ ان چارون اصول سے مفہوم ہوتے ہین یہ نہین کہ مقتضاے الفاظ سے سمجھے جاتے ہون بلکہ معانی اور علتون
کی وجہ سے جنپر عقلون کو آگاہی ہوگئی اور انکی وجہ سے احکام کو وسعت ہوگئی حتی کہ لفظ ملفوظ سے اور باتین بھی سمجھ لی جنکے لیے وہ ملفوظ
نہ تھا مثلاً آپ کا ارشاد جو یہ ہی لایقضی القاضی وہو غضبان اس سے یہ بھی سمجھا گیا کہ جس وقت قاضی کو پیشاب کا دباو ہو یا بھوکا ہو یا کسی
مرض سے دردناک ہو اسوقت بھی حکم نہ دیوے - اور یہ علم فروع دو طرح پر ہی ایک وہ کہ دنیا کی بہتری سے متعلق ہی اس علم کو فقہ
شامل ہی اور اسکے کفیل فقہا ہین اور وہ دنیا کے عالم ہین اور دوسرے وہ کہ جس سے آخرت کی بہتری علاقہ رکھتی ہی اور وہ دل کے
حالات اور اسکی اچھی یا بری عادات کا معلوم کرنا اور یہ کہ خداے تعالی کے نزدیک انہین سے کون بات پسند ہی اور کونسی ناپسند اور اس
کتاب کا نصف اخیر اسی علم کے بیان مین ہی - اور جو بات کہ دل سے اعضا پر عبادات اور عادات مین ترشح ہوتی ہی اسکا جاننا بھی اسی
علم مین داخل ہی اور وہ اس کتاب کے نصف اول مین مذکور ہی تیسری قسم علوم شرعی کے مقدمات ہین اور یہ وہ علوم ہین کہ علوم شرعی
کے لیے بمنزلہ آلات کے ہین مثلاً علم لغت اور علم نحو کہ دونون کلام مجید اور حدیث شریف کے لیے آلہ ہین حالانکہ لغت اور نحو خود علم شرعی
نہین مگر انہین خوض کرنا بوجہ شریعت کے لازم ہی اسلیے کہ شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام لغت عربی مین آئی ہی اور ہر ایک شریعت
کا حال اسکی زبان سے ظاہر ہوتا ہی اس وجہ سے لغت عربی کا سیکھنا آلہ ٹھہریگا - اور آلات مین علم کتابت بھی ہی مگر یہ علم ضروری نہین اس
وجہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے اگر فرض کیا جاوے کہ جتنی باتین سنی جاوین انکا یاد کرلینا ممکن ہی تو لکھنے کی کچھ حاجت
نہ رہے مگر چونکہ غالباً لوگ اس طرح کے نہین ہوتے اسلیے کتابت بھی سیکھنی ضروری ہی چوتھی قسم علوم شرعی کے متممات ہین اور وہ قرآن
مین ہین اسلیے کہ متممات مین سے بعض تو متعلق الفاظ سے ہین جیسے قرارت اور حروف کے مخارج کا سیکھنا اور بعض متعلق معنی سے ہین
جیسے علم تفسیر کہ اسکا مدار بھی نقل پر ہی صرف لغت اسکو کافی نہین اور بعض متعلق قرآن کے احکام سے ہین جیسے ناسخ اور منسوخ اور
عام اور خاص کا جاننا اور انکا ایک دوسرے کے ساتھ مین استعمال معلوم کرنا ہی اور یہ وہ علم ہی جسکو اصول فقہ کہتے ہین اور اسمین
حدیث بھی شامل ہی اور حدیثون اور آثارون مین تتمے یہ ہین کہ راویون کے نام اور نسب اور صحابہ کے اسما اور انکے صفات جاننا

رواہ حاکم کہ قاضی جس حالت مین کہ غضبناک ہو ۔ بخاری اور مسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ

اور راویون کی راستی اور حالات کا معلوم کرنا ہو تاکہ حدیث ضعیف کو قوی سے جدا کیا جاوے اور راویون کی عمر کا حال معلوم کرنا بھی تتمہ ہو کہ حدیث مرسل سند سے علٰحدہ ہو جاوے غرض اسی طرح کے امور جو اس فن سے متعلق ہون وہ سب تتمون مین داخل ہین۔ یہ چارون قسمین علوم شرعیہ کی ہین اور یہ سب اچھے ہین بلکہ فرض کفایہ مین سے ہین۔ اب اگر یہ کہو کہ تمنے فقہ کو علم دنیا مین اور فقہا کو دنیا کے عالمون مین کیون شامل کیا تو اسکا جواب یہ ہو کہ اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے نکالا اور انکی اولاد کو چنی ہوئی مٹی اور اچھلتے پانی سے پیدا کرکے باپ کی پشتون مین سے ماکے رحمون مین اور وہان سے دنیا مین نکالا اور دنیا سے قبر مین اور وہان سے حساب کتاب کی پیشی مین پھر جنت یا دوزخ مین ڈالیگا غرض آدمیون کی ابتدا اور انتہا اور منزلین یہی ہین اور اللہ تعالی نے دنیا کو آخرت کے لیے توشہ بنایا ہو کہ اسمین جو چیز قابل توشہ کرنے کے ہو اسکو توشہ کرلیا جاوے پس اگر انسان انصاف سے دنیا کو لیوین تو سب جھگڑے مٹ جاوین اور فقہا بیکار رہ جاوین مگر وہ تو نفس کی خواہش سے اسکو لیتے ہین اسی لیے اسمین جھگڑے پیدا ہوتے ہین اور اسی وجہ سے ایک سلطان کی حاجت ہوئی تاکہ وہ لوگون کو ڈانٹے رکھے اور سلطان کو ایک قانون کی ضرورت ہو جس سے کہ خلق کو ڈانٹے پس فقیہ یعنی فقہ کا عالم قانون سیاست کا ماہر اور درصورت نزاع خلق کو برابر رکھنے کے طریق سے واقف ہوتا ہو غرض کہ فقیہ سلطان کو وہ راہ بتاتا ہو جس سے کہ سلطان خلق کو ڈانٹے اور انکو پریشان نہونے دے تاکہ انکی راستی سے دنیا مین انکے کام منتظم رہین ہان اسمین بھی شبہہ نہین کہ فقہ دین سے بھی متعلق ہو لیکن متعلق خود دین سے نہین بلکہ بواسطہ دنیا کے ہو کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہو اور دین بدون دنیا کے کامل نہین ہوتا اور سلطنت اور دین دونون جوڑوان یعنی ایک ساتھ ہین تو دین اصل ہو اور سلطان اسکا نگاہبان اور جس چیز کی جڑ نہین ہوتی وہ منہدم ہو جاتی ہو اور جس چیز کا نگاہبان کوئی نہین ہوتا وہ تلف ہو جاتی ہو اور سلطنت اور انتظام بدون سلطان کے کامل نہین ہوتا اور جھگڑون کے فیصلہ کرنے مین انتظام فقہ سے ہوا کرتا ہو اور جس طرح سے کہ سلطنت سے خلق پر سیاست کرنی علم دین اول درجہ کا نہین بلکہ جن امور سے کہ دین پورا ہوتا ہو اسکی تکمیل پر یہ سلطنت مددگار رہوتی ہو اسی طرح اس سیاست کے طریق کو جاننا یعنی علم فقہ بھی اول درجہ کا علم دین نہین مثلاً ظاہر ہو کہ حج بدون ایسے آدمی کے ساتھ لیے جو راہ مین بدّوون سے بچاوے پورا نہین ہوتا لیکن حج اور چیز ہو اور چلنا حج کی راہ مین دوسری چیز اور حفاظت کرنی راہ کی جس سے حج پورا ہوتا ہو وہ تیسری چیز ہو اور جاننا طریق حفاظت اور اسکی تدبیرون اور قانونون کا چوتھی چیز اور علم فقہ کا حاصل طریق سیاست اور حفاظت کا معلوم کرنا ہو اور اس امر پر وہ روایت دلالت کرتی ہو جو اسناد کے ساتھ مروی ہو کہ آدمیون مین حکم نہ کرتے مگر تین شخص امیر یا مامور یا متکلف اس حدیث مین امیر سے مراد امام ہو کہ اول امام ہی مفتی ہوا کرتے تھے اور مامور اسکا نائب ہو اور تکلف والا وہ ہو جو نہ امام ہو اور نہ اسکا نائب اور وہ وہی شخص ہو جو اس عہدہ کو بدون حاجت اختیار کرلے۔ اور صحابہؓ کا دستور تھا کہ وہ حکم دیتے یعنی فتوی دینے سے بہت بچتے تھے یہان تک کہ ہر ایک ایک دوسرے پر ٹالدیا کرتا تھا مگر جب کوئی علم قرآن اور طریق آخرت کا حال پوچھتا تھا تو احتراز نہ فرماتے اور بتادیتے اور بعض روایات مین متکلف کی جگہ مرائی یعنی ریاکار آیا ہو اسلیے کہ جو شخص فتوی دینے کو اختیار کرتا ہو حالانکہ اس کام کے لیے کچھ وہی معین نہین تو اسکا ارادہ بجز طلب جاہ اور مال کے اور کچھ معلوم نہین ہوتا اب اگر یہ کہو کہ یہ تقریر تمھاری اگر درست بھی ہو تو زخمون اور حدود اور قصاص کے احکام اور تاوانات اور جھگڑون کے فیصلہ کرنے مین بن سکتی ہو مگر جن امور پر کہ جلد اول اور دوم اس کتاب کی شامل ہو یعنی عبادات مثل نماز اور روزہ کے اور عادات مثل بیان حرام اور حلال معاملات کے اسکو تمھاری تقریر شامل نہین اور فقیہ ان امور مین بھی فتوی دیتا ہو تو اسکا جواب یہ ہو کہ واقع مین اعمال آخرت مین سے جن اعمال کا فقیہ ذکر کیا کرتا ہو وہ زیادہ تر تین ہو سکتے ہین ایک اسلام دوم نماز اور زکوۃ سوم حلال اور حرام لیکن انکے باب مین بھی اگر فقیہ کے منتہاے

نظر کو سوچو تو جان لوگے کہ اُسکی نظر دنیا کے حدود سے آخرت کی طرف تجاوز نہین کرتی اور جب انھین تینون چیزون مین یہ حال ہو تو اور چیزون مین تو صاف ظاہر ہی کہ وہ دنیا ہی کے امور ہین مثلاً اسلام مین اگر فقیہ کچھ کہیگا تو یہ بیان کریگا کہ اُسکا اسلام درست ہوا اور یہ اسلام نادرست ہوا اور شرطین مسلمان ہونے کی یہ ہین مگر اس سب بیان مین اُسکا التفات بجز زبان کے اور طرف نہو گا دل اسکی حکومت سے باہر ہی اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحبان سیف اور سلطنت کو دل کی حکومت سے معزول فرما دیا ہی چنانچہ جس شخص نے کہ اُس آدمی کو مار ڈالا تھا جو زبان سے کلمۂ اسلام کہہ چکا تھا اور یہ عذر آپ کی خدمت مین کیا کہ مقتول نے تلوار کے خوف سے کلمہ کہا تھا اُسکو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہلا شققت عن قلبہ یعنی تو نے اُسکا کیا دل چیر کر معلوم کیا تھا کہ دل سے نہین کہتا - بلکہ فقیہ اسلام کی نصیحت کا حکم تلوارون کے سایہ تلے کرتا ہی باوجودیکہ جانتا ہی کہ تلوار سے اُسکا شبہہ دور نہین ہوا اور دل سے پردۂ جہالت نہین اُٹھا تاہم وہ تلوار والے پر حکم کرتا ہی یعنی تلوار مقتول کی گردن پر کھچی ہی اور ہاتھ اُسکے مال پر دراز ہی مگر زبان سے اس کلمہ کے کہنے سے بحکم فقیہ وہ اپنی گردن اور مال کو بچا لیگا جبتک اُسکی حیات اور مال ہی اس کلمہ کی بدولت دنیا مین کوئی اُسکا معترض نہو گا اور اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ فاذا قالوہا فقد عصموا منی دماءہم واموالہم اس حدیث مین آپ نے اثر اس کلمۂ زبانی کا صرف خون اور مال مین ارشاد کر دیا لیکن آخرت مین زبانی اقوال کار آمد نہین بلکہ دلون کے انوار اور اسرار اور اخلاق مفید ہین اور یہ امور فن فقہ مین سے نہین اور اگر فقیہ انکا بیان کرے تو ایسا ہی جیسے علم کلام اور طب بیان کرنے لگے اور اُسکا بیان خارج از علم فقہ ہو گا - اسی طرح اگر نماز کوئی شخص ظاہر کی سب شرطون سے ادا کرے اور تکبیر اولی کے سوا ساری نماز مین شروع سے آخر تک غافل رہے اور بازار کے معاملات و داد و ستد کو سوچتا رہے تو فقیہ یہی حکم کریگا کہ نماز درست ہو گئی حالانکہ یہ نماز آخرت مین کچھ بہت بکار آمد نہین جیسے زبان سے کچھ صرف کلمہ کا ادا کر لینا اسلام کے باب مین روز جزا مفید نہو گا لیکن فقیہ اسلام کی درستی کا فتوی دیگا اس معنی کر کہ جو کچھ اس شخص نے کیا ہی اُس سے تعمیل صیغۂ امر کی ہو گئی اور قتل اور تعزیر اُسپر سے دور ہو گئی باقی رہا عاجزی اور دل کا حاضر کرنا جو آخرت کا کام ہی اور جس سے ظاہری عمل مفید ہوتا ہی اُسکے درپے فقیہ نہین ہوا کرتا اور اگر بالفرض ہو تو علم فقہ سے علیحدہ ہو گا اور زکوۃ کے باب مین بھی فقیہ کی نظر اُسی صورت پر ہوتی ہی جس سے مطالبہ سلطان کا اُسکے ذمہ نہ رہے یعنی ایسی صورت ہو کہ اگر مالدار زکوۃ کے ادا کرنے سے انکار کرے اور بادشاہ اُسکو زبردستی گرفتار کرے تو اُسپر یہ حکم ہو کہ یہ شخص بری الذمہ ہی اسکے ذمہ زکوۃ نہین - اور روایت ہی کہ قاضی ابو یوسف آخر برس مین اپنا مال اپنی بی بی کو ہبہ کر دیا کرتے تھے اور اُسکا مال اپنے نام اُس سے ہبہ کرا لیتے تھے تاکہ زکوۃ ساقط ہو جاوے یہ بات کسی نے حضرت ابو حنیفہ رح سے نقل کی آپ نے فرمایا کہ یہ امر انکی فقہ کی جہت سے ہی اور درست فرمایا اس لیے کہ یہ حیلہ صرف دنیا کی فقہ کا ہی مگر اُسکا ضرر آخرت مین ہر گناہ سے بڑھکر ہی اور اسے جیسا علم ضرر کرنے والا کہلاتا ہی - اور حلال و حرام کا حال یہ ہی کہ یہ صحیح ہی کہ حرام سے بچنا دین کی بات ہی مگر ورع یعنی حرام سے بچنے کے چار مرتبے ہین اول وہ ہی جو گواہ کے عادل ہونے مین شرط ہی اور اگر وہ نہو تو آدمی گواہی دینے اور قاضی ہونے اور حاکم ہونے کی لیاقت نہ رکھے اس طرح کا ورع تو صرف یہ ہی کہ ظاہر کے حرام سے بچا رہے دوسرا ورع نیک بختون کا ہی یعنی اُن شبہات سے بچنا جن مین احتمالون کی مساوات ہو حلت اور حرمت دونون کے پائے جاتے ہون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین دع ما یریبک الی ما لا یریبک اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ الاثم حواز القلوب یعنی گناہ دلون مین کھٹکنے والا ہوتا ہی تیسرا درجہ ورع متقیون کا ہی اور وہ خالص حلال کو اس وجہ سے چھوڑ دینا ہی کہ اُس سے خوف حرام تک پہونچنے کا ہو چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین لا یکون الرجل من المتقین حتی یدع ما لا باس بہ مخافۃ مما بہ باس اور اس ورع کی مثال یہ ہی کہ مثلاً کوئی شخص لوگون کے حالات بیان کرنے سے بچے اس خوف سے کہ کہین غیبت نہو جائے یا خواہش کی چیزون کے کھانے سے پرہیز کرے

ح مسلم بروایت اسامہ بن زید ۱۲ ح بخاری و مسلم بروایت ابن عمر ۱۲ ... اختیار کر ۱۲ ح ترمذی بروایت امام حسن علیہ السلام ح بیہقی بروایت ابن مسعود ۱۲ ح آدمی متقیون مین سے نہین ہوتا جب تک کہ بعض چیزون کو جن مین کچھ مضائقہ نہین بخوف مضائقہ کی چیز کے نہ چھوڑے ترمذی اور ابن ماجہ اور حاکم بروایت عطیہ سعدی ۱۲

اس خوف سے کہ کہین سرور زیادہ ہو کر سرکشی نہو جاوے جس سے اور ممنوعات کا ارتکاب لازم آتا ہی - چوتھا مرتبہ صدیقون کے ورع کا ہی اور وہ یہ ہی کہ خداے تعالی کے ماسوا سے منھ پھیرنا اس ڈر سے کہ کہین کوئی ساعت زندگی کی ایسی نہ کٹ جاوے کہ جسمین خداوند کریم کی نزدیکی زیادہ نہو گو یہ یقیناً معلوم اور ثابت ہو کہ اُسمین نوبت حرام تک نہ آویگی پس سواے درجۂ اول کے سب درجے فقیہ کی نظر سے علیحدہ ہین اُسکا التفات صرف گواہون اور قاضیون کے ورع پر اور اُن امور پر ہی جو عادل ہونے کے مزاحم ہین اور ایسے ورع پر قائم رہنا اس بات کا منافی نہین کہ آخرت مین گناہ ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وابصہ کو ارشاد فرمایا کہ تو اپنے دل سے فتوی لے اگرچہ لوگ تجکو فتوی دین اور پچھلے جملہ کو تین بار ارشاد فرمایا - فقیہ دل کے خلجانون کا حال بیان نہین کرتا نہ اُنکے ہوتے ہوے عمل کی کیفیت کو بتاوے بلکہ صرف وہ چیزین ذکر کرتا ہی جنسے عدالت جاتی رہتی ہی حاصل اس سب کلام کا یہ ہوا کہ فقیہ کی تمام نظر اس دنیا سے وابستہ ہوتی ہی جس سے کہ طریق آخرت کی بہتری ہو اور اگر دل کے صفات اور آخرت کے احکام کہتا ہی تو یہ ذکر اُسکے کلام مین بطفیل دوسرے ذکر کے آجاتا ہی جس طرح کہ طب اور حساب اور نحو اور علم کلام کا ذکر کبھی آجاتا ہی اور جس طرح کہ حکمت علم نحو اور شعر مین کبھی آجاتی ہی اور اسی وجہ سے حضرت سفیان ثوری جو علم ظاہر کے امام ہین فرمایا کرتے تھے کہ اس علم کی طلب زاد آخرت مین سے نہین ہی اور یہ بات درست ہی اس لیے کہ سبکا اتفاق ہی کہ علم مین شرف اسی سے ہی کہ اُسکے موجب عمل کیا جاوے تو کیسے ہو سکتا ہی کہ وہ علم ظہار اور لعان اور سلم اور اجارہ اور صرف کا ہو اور جو کوئی ان امور کو اس لیے سیکھے کہ اُنکے لین دین سے اللہ تعالی کی طرف نزدیکی ہوگی تو وہ مجنون ہی طاعتون مین عمل تو دل اور اعضا دونون سے ہوتا ہی اور اسی عمل کا علم شریف ہی اب اگر یہ کہو کہ تم نے فقہ اور طب کو برابر کیسے کر دیا کیونکہ طب بھی متعلق دنیا سے یعنی بدن کی صحت سے ہی اور اُسپر بھی دین کی درستی کا مدار ہی اور یہ برابری اجماع کے خلاف ہی تو اسکا جواب یہ ہی کہ ان دونون مین برابری لازم نہین بلکہ دونون مین فرق ہی اس لیے کہ فقہ تین وجہون کے باعث طب سے اشرف ہی اول یہ کہ فقہ علم شرعی ہی یعنی نبوت سے حاصل ہوا ہی بخلاف طب کے کہ وہ علم شرعی نہین دوسرے یہ کہ آخرت کے طریق چلنے والون مین سے ایسا کوئی نہین جسکو فقہ کی حاجت نہو بیمار اور تندرست دونون اُسکی حاجت رکھتے ہین بخلاف طب کے کہ اُسکی حاجت بیمارون کو ہوتی ہی اور وہ کمتر ہوتے ہین تیسرے یہ کہ علم فقہ علم طریق آخرت کا ساتھی ہی اسلیے کہ اُسکا حاصل اعضا کے اعمال مین نظر کرنا اور اعضا کے اعمال کا منشا دلون کے صفات ہین کیونکہ اچھے اعمال اچھی عادتون سے صادر ہوتے ہین اور بُرے اعمال بُرے صفات سے اور اعضا کا دل سے ملا رہنا صاف ظاہر ہی اور صحت اور بیماری کا منشا مزاج اور خلطون کے صفات ہین جو بدن کے اوصاف مین سے ہین نہ دل کے صفات سے تو جب فقہ کو طب کی طرف اس نسبت کر دیکھا جاوے تو فقہ کا شرف ظاہر ہوگا اور جب اُسکو علم طریق آخرت کی طرف نسبت کرکے دیکھا جاوے تو طریق آخرت اُس سے شریف معلوم ہوگا تیسرا بیان علم طریق آخرت کی تفصیل اجمالی کے ذکر مین جس سے اسکے سب عنوانون پر اشارہ ہو جاے گو سب تفصیلون کو ذکر کرنا ممکن نہین - واضح ہو کہ علم طریق آخرت کی دو قسمین ہین ایک علم مکاشفہ دوم علم معاملہ قسم اول کا نام علم باطن ہی اور وہ سب علوم کی انتہا اور علت غائی ہی چنانچہ بعض عارفون نے کہا ہی کہ جس شخص کو اس علم سے بہرہ نہو مجکو اُسکے خاتمہ کے برے ہونے کا خوف ہی اور ادنی بہرہ اس علم کا یہ ہی کہ اُسکی تصدیق کرے اور جو لوگ اُسکے اہل ہین اُنکے لیے اس علم کا ہونا مانے - اور ایک اور شخص نے کہا ہی کہ جسمین دو خصلتین ہون اُسکے لیے اُس علم مین سے کوئی بات معلوم نہوگی وہ دونون خصلتین بدعت اور غرور ہین - اور بعض کا قول ہی کہ جو شخص دنیا سے محبت رکھتا ہو یا خواہش نفس پر اصرار کرتا ہو اُسکو یہ علم حاصل نہوگا گو اور سب علمون کا محقق ہو جاوے اور ادنی عذاب اس علم کے منکر کا یہ ہی کہ اس علم مین سے اُسکو کچھ نہین ملتا حالانکہ یہ علم مکاشفہ صدیقون اور مقربون کا علم ہی اور وہ ایک نور ہوتا ہی کہ جب دل اپنی بُری صفتون سے پاک اور صاف ہوتا ہی اُسوقت اُسمین ظاہر ہوتا ہی اور اس نور سے آدمی کو بہت سی باتین منکشف ہوتی ہین

رواہ احمد بروایت وابصہ بن معبد ۱۲

جنکا پہلے نام سنا کرتا تھا اور انکے لیے کچھ معنی مجمل وہم کرلیتا تھا معنی واضح معلوم نہوتے تھے اب اس نور کے باعث اُن سب کے معنی واضح ہو جاتے ہین یہان تک کہ اس وقت مین خداے پاک کی ذات کی معرفت حقیقی حاصل ہوتی ہو اور اُسکے صفات کاملہ دایمی کی اور اسکے افعال کی اور دنیا اور آخرت کے پیدا کرنے مین حکمت کی اور وجہ آخرت کو دنیا پر مرتب کرنے کی معرفت واقعی آجاتی ہو اور نبوت اور نبی کے معنی اور وحی اور ملائکہ اور شیاطین کے معنی اور انسانون سے شیطانون کی عداوت کی کیفیت اور نبیون کو فرشتون کے معلوم ہونے کی صورت اور اُنکے پاس وحی پہونچنے کی حقیقت اور آسمانون اور زمین کے ملکوت کی حالت اور دل کی معرفت اور اُسکے اندر فرشتون اور شیطانون کے لشکرون کے مقابلے کی کیفیت اور فرشتے کے اُتارے اور شیطان کے خطرہ مین فرق کی شناخت اور آخرت اور جنت اور دوزخ اور عذاب قبر اور پل صراط اور میزان اور حساب کی پہچان اور اس آیت کریمہ کے معنی اقرأ کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا اور اس آیت کے وان الدار الاخرۃ لہی الحیوان لو کانوا یعلمون اور خداے تعالی کی لقا اور اسکی ذات کریم کو دیکھنے کے معنی اور اُس سے نزدیک ہونے اور اُسکے ہمسایہ مین جا اُترنے کی غرض اور ملاء اعلی کی رفاقت اور ملائکہ کی نزدیکی سے سعادت حاصل ہونے کی مراد اور بہشت والون کے درجون مین جو اتنا فرق ہوگا کہ وہ ایک دوسرے کو ایسے دیکھینگے جیسے چمکتا ستارہ آسمان مین معلوم ہوتا ہو اس فرق سے مقصود اور سوا اسکے اور باتین جنکی تفصیل طویل ہو اُس نور کے سبب معلوم ہو جاتی ہین اور اس نور کے پہلے ان امور کے معنون مین لوگ مختلف رہتے ہین انکے اصول کی تصدیق تو کرتے ہین مگر اپنی غرض کے باب مین کچھ کا کچھ کہتے ہین بعضون کا اعتقاد یہ ہو کہ یہ ساری چیزین مثالین ہین اور اللہ تعالی نے جو چیزین اپنے نیک بندون کے لیے تیار کی ہین وہ ایسی ہین کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی نہ کسی آدمی کے دل پر گذری اور یہ کہ خلق کے لیے جنت مین سے بجز صفتون اور نامون کے اور کچھ نہین اور بعضون کا اعتقاد یہ ہو کہ انمین سے بعض باتین تو مثالین ہین اور بعض امور ایسے کہ جو حقیقت اُنکے لفظون سے سمجھ مین آتی ہو اُسی کے موافق ہین اور بعضون کی راے یہ ہو کہ انجام اور کمال خداے تعالی کی معرفت کا اُسکی معرفت سے عاجز ہونے کا اقرار کرنا ہو اور بعض شخص خدا تعالی کی معرفت مین بڑی بڑی باتون کا دعوی کرتے ہین۔ اور بعضے یون کہتے ہین کہ خدا تعالی کی معرفت کی انتہا سب عوام کے اعتقاد کی حد ہو یعنی خدا تعالی موجود جاننے والا قدرت والا سننے والا دیکھنے والا کلام کرنے والا ہو۔ پس ہماری غرض علم مکاشفہ سے یہ ہو کہ ان امور پر سے پردۂ شبہہ برطرف ہو جاوے اور صاف حق واضح ہو جاوے اس طرح کہ گویا آنکھ سے دیکھ لیوے اور شک کی گنجایش اُسکے بعد نہ رہے اور یہ امر انسان کے جوہر مین ہو سکتا ہو بشرطیکہ آئینۂ دل پر دنیا کی خباثتون کے زنگ کی تہین نہ جم گئی ہون اور علم طریق آخرت سے ہماری غرض یہ ہو کہ آئینۂ دل کی جلا کی کیفیت کا علم اُن خباثتون سے جو اللہ تعالی سے اور اُسکے صفات اور افعال کی معرفت سے روکتی ہین اور اُسکی صفائی اور جلا کی تدبیر بجز اسکے نہین کہ شہوتون سے باز رہے اور انبیا علیہم السلام کا اقتدا اُنکی سب حالتون مین کرے اس تدبیر سے جسقدر دل صاف ہوتا جاویگا اور اُسکے مقابل امر حق کا حصہ واقع ہوگا اُسی قدر اُسمین اُسکی حقیقتون کی جھلک واقع ہوگی اور اس جلا کی سبیل بجز ریاضت کے جسکی تفصیل اپنے موقع پر مذکور ہوگی اور بدون سیکھنے کے اور کچھ نہین اور یہ وہ علوم ہین کہ کتابون مین نہین لکھے جاتے اور جس شخص کو خدا تعالی یہ علم کچھ بھی عنایت کرتا ہو وہ اُسکا ذکر دوسرون سے نہین کرتا صرف جو اُسکے اہل ہین اُنسے البتہ کہتا ہو اور وہی اُسکے شریک مذاکرہ اور اسرار کے طور پر ہوتے ہین اور یہ وہی علم پوشیدہ ہو جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین مراد لیا ہو کہ بعض علم مثل ہیئت مکنون کے ہین کہ اُنکو سواے خدا کے عارفون کے اور کوئی نہین جانتا جب وہ اُسکو بولتے ہین تو بجز اللہ تعالی پر مغالطہ کھانے والون کے اور کوئی اُس سے جاہل نہین رہتا پس جس عالم کو خدا تعالی نے اُسمین سے علم دیا ہو اُسکو حقیر مت جانو کیونکہ خدا تعالی نے اُسکو حقیر نہین کیا اسلیے کہ اُسکو علم مذکور عنایت فرمایا اور قسم دوم یعنی علم معاملہ وہ دل کے حالات کا معلوم کرنا ہو خواہ اچھے حالات

ہون جیسے صبر اور شکر اور خوف و رجا اور رضا اور زہد و تقوی اور قناعت اور سخاوت اور سب حالات مین خدائتعالی کے احسان کو پہچاننا اور لوگون سے بسلوک پیش آنا اور خدائتعالی پر گمان اچھا رکھنا اور حسن خلق اور حسن معاشرت اور صدق اور اخلاص اور اُنکے مثل ہین پس اُنکی حقیقتون اور تعریفون اور اُن اسباب کو جاننا جنسے یہ حاصل ہوتے ہین اور اُنکے ثمرون اور علامتون کو پہچاننا اور جو آئین سے ضعیف ہوا ہوا اُسکے قوی ہوجانے کا علاج اور جو حال جاتا رہا ہو اُسکے پیدا کرنے کا طریق معلوم کرنا علم آخرت مین سے ہی۔ خواہ دل کے بُرے حالات ہون جیسے مفلسی کا خوف اور تقدیر پر خفا ہونا اور کینہ رکھنا اور حسد کرنی اور نفاق اور برتری کی طلب اور خواہش ثنا اور دنیا مین مزہ اڑانے کو زیادہ جینے کی محبت اور کبر اور نمود اور غصہ اور شیخی اور عداوت اور بغض اور طمع اور بخل اور حرص اور تکبر اور اترانا اور توانگرون کی تعظیم کرنی اور فقیرون کی اہانت کا خواہان ہونا اور فخر اور آپسمین ایک دوسرے پر بڑائی کسی امر مین کرنی اور حق بات سے تکبر کرنا اور بیفائدہ امر مین خوض کرنا اور زیادہ گفتگو کرنے کی محبت اور دوسرے کی کٹتی بات کہنی اور لوگون کے لیے بن سنور کر رہنا اور دین مین سستی کرنا اور اپنے نفس کو بُرا جاننا اور اُسکی برائیون سے غافل ہوکر لوگون کی عیب چینی کرنی اور دل مین سے فکر کا دور ہونا اور خوف الٰہی کا اُسمین سے جاتا رہنا اور جب نفس کو ذلت پہونچے تو اُسکا بدلہ سختی سے لینا اور حق بات کے انتقام مین ضعف ہونا اور باطن کی عداوت کے لیے ظاہر کے یار بنانے اور عذاب خدا سے بے خوف ہونا کہ جو کچھ اسنے دیا ہی کہین چھین نہ لے اور طاعت پر بھروسا کرنا اور مکر اور خیانت اور فریب اور توقع زیادہ جینے کی اور سخت دلی اور سخت کلامی اور دنیا سے خوش رہنا اور اُسکی جدائی سے رنج کرنا اور مخلوق سے اُنس کرنا اور اُنکی علیحدگی سے وحشت کرنی اور ظلم کرنا اور ہلکا پن اور جلدی کرنی اور حیا و رحم کا کم ہونا اور جو ایسی چیزین ہون سب بُری ہین یہ سب عادتین دل کے صفات مین سے سب برائیون کی اور اعمال بد کی جڑ ہین اور اُسکے مقابل یعنی اچھی عادتین وہ طاعتون اور ثوابون کی اصل ہین غرض کہ ان صفات کی تعریفون اور حقیقتون اور سببون اور ثمرون اور علاجون کو معلوم کرنا علم آخرت ہی اور علماے آخرت کے حکم کے رو سے علم فرض عین ہی پس جو شخص اُنسے مُنہ پھیریگا وہ آخرت مین قہر بادشاہ حقیقی سے ہلاک ہوگا جس طرح کہ اعمال ظاہری سے روگردانی کرنے والا بادشاہان دنیا کی تلوار سے فقہاے دنیا کے فتوی کے بموجب ہلاک ہوتا ہی۔ حاصل یہ کہ فقہا کی نظر فرض عین چیزون مین دنیا کی بہتری کی نسبت کر ہوتی ہی اور یہ علم جو ہمنے ذکر کیا آخرت کی بہتری کی نسبت کر ہی اگر کسی فقیہ سے ان باتون مین سے ایک بھی بات مثلاً توکل یا اخلاص کو پوچھو یا یہ سوال کرو کہ ریا سے بچنے کی کیا صورت ہی تو اس سوال کے جواب مین توقف کریگا حالانکہ یہ بات خود اُسپر فرض عین ہی کہ اُسکے نہ معلوم کرنے مین آخرت مین اُسکی بربادی ہی اور اگر اُس سے لعان اور ظہار اور گھوڑ دوڑ اور تیر اندازی کا مسئلہ دریافت کرو تو تمہارے سامنے اُنکے فروعات دقیق کے دفتر کے دفتر بیان کر دیگا کہ قرنون تک اُنمین سے کسی کی حاجت نہو اور اگر حاجت بھی پڑے تو شہر اُسکے بتانے والے سے خالی نہو گا اور فقیہ مذکور کی محنت کو بجا و یگا کہ رات دن ان فروعات مین اور اُنکے یاد کرنے اور پڑھانے مین مشقت اُٹھاتا ہی۔ اور جو امر خاص اُسکے لیے ضروری ہی اور دین مین اہم ہی اُس غافل ہی اور اگر اُسپر کوئی اس باب مین اعتراض کرتا ہی تو کہتا ہی کہ مین اس علم مین اسلیے مشغول ہوا ہون کہ یہ علم دین اور فرض کفایہ ہی اس دہوکے مین آکر فقہ کو سکھتا ہی اور دوسرون کو دھوکا دیتا ہی عاقل شخص جانتا ہی کہ اگر غرض اُسکی یہی ہوتی کہ فرض کفایہ مین حق الامر ادا کرے تو فرض کفایہ پر فرض عین کو مقدم کرتا بلکہ فرض کفایہ تو اور چیزین بھی ہین اُنکو فقہ پر مقدم کرتا کیونکہ بعض شہر ایسے ہین کہ اُنمین طبیب بجز کفار ذمی کے نہین اور جو احکام فقہی کہ متعلق طبیبون سے ہین اُنمین کفار کی شہادت مقبول نہین مگر باوجود اسکے طب کو نہین سکھتا اور علم فقہ خصوصاً مسائل خلافی اور لڑائی جھگڑے کے سیکھنے مین مبالغہ کرتے ہین حالانکہ شہر مین فقہا اس قسم کے جو فتوی دیتے ہین اور مقدمات مین جواب لکھتے ہین بہت بھرے ہین۔ تو اب ہمکو کوئی یہ بتاوے کہ جب کچھ لوگ اس فرض کفایہ کی بجا آوری پر مستعد ہین تو فقہاے دین کس طرح اُسکے سیکھنے کی اجازت دینگے اور طب کے لیے جو کوئی نہین جانتا چھوڑنے کا حکم کرینگے۔ اسکا سبب اسکے

سوا اور کچھ نہین کہ طب پڑھنے کی جہت سے اوقاف اور وصیتون کا متولی ہونا اور یتیمون کے کا محافظ ہونا اور عہدۂ
قضا اور حکومت کا ملنا اور ہمسرون پر اُسکی جہت سے مقدم ہونا اور دشمنون پر غالب ہونا میسر نہین افسوس صد افسوس کہ بڑے عالمون کے
دھوکے سے دین مٹ گیا ہم اللہ تعالی سے دعا مانگتے ہین کہ ہمکو اس مغالطے سے بچاوے جس سے اُسکی خفگی اور شیطان کی ہنسی ہو
علمائے ظاہر مین سے جو اہل ورع تھے وہ علمائے باطن اور صاحب دلون کی فضیلت کے مقر تھے مثلاً امام شافعی رح شیبان چرواہے
کے سامنے ایسے بیٹھے جیسے لڑکا مکتب مین استاد کے سامنے بیٹھتا ہی اور اُنسے پوچھتے کہ فلان فلان امر مین ہم کیا کرین لوگ امام شافعی سے
کہتے کہ آپ جیسا شخص اس جنگلی آدمی سے پوچھتا ہی آپ فرماتے کہ جو تمنے سیکھا ہی اُسکی اس شخص کو توفیق ملی ہی - اور امام احمد بن حنبل
اور یحیی ابن معین رح معروف کرخی رح کے پاس آیا جایا کرتے حالانکہ علم ظاہر مین وہ ان دونون کے پلے کے نہ تھے اور دونون اُنسے پوچھا
کرتے تھے کہ ہم کیسے کرین - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی جب پوچھا گیا کہ جب ہمکو ایسا امر پیش ہو کہ اُسکو قرآن اور حدیث مین
نہ پاوین تو کس طرح کرین آپ نے فرمایا کہ نیکبختون سے سوال کرو اور اُسکو اُنکے مشورہ پر منحصر کر دو سا اور اسی وجہ سے کہا گیا ہی کہ علمائے
ظاہر زمین اور ملک کی زینت ہین اور علمائے باطن آسمان اور ملکوت کی - اور جنید رح فرماتے ہین کہ مجھسے ایک روز میرے مرشد سری رح
نے فرمایا کہ جب تم میرے پاس سے اُٹھتے ہو کسکے پاس بیٹھتے ہو مین نے کہا کہ محاسبی رح کے پاس فرمایا کہ بہتر اُنکا علم و ادب اختیار کرنا
اور وہ جو کلام اور متکلمون کا خلاف اور رد کرتے ہین وہ مت سیکھنا پھر جب مین آپ کے پاس سے اُٹھا تو سُنا کہ یہ فرمایا کہ تجکو خدا علم اور
حدیث والا صوفی کرے صوفی حدیث والا نہ کرے اس قول سے اس بات کی طرف اشارہ ہی کہ جو شخص حدیث اور علم کو حاصل کرکے
صوفی بنتا ہی وہ فلاح پاتا ہی اور جو پہلے علم سے صوفی بنتا ہی - وہ اپنے نفس کو خطرہ مین ڈالتا ہی - اب اگر یہ کہو کہ تمنے علوم کے اقسام
مین کلام اور فلسفہ کو کیون نہین ذکر کیا اور اُنکے اچھا ہونے یا بُرا ہونے کا بیان کیون نہ کیا تو تمکو کے لیے جان لو کہ جس قدر دلیلین مفید
علم کلام مین پائی جاتی ہین اُنکا حاصل قرآن اور حدیث مین موجود ہی اور جو امور ان دونون سے خارج ہین وہ یا تو بڑے جھگڑے ہین
جو بدعتون مین سے ہین چنانچہ عنقریب اُسکا ذکر ہوگا یا فرقون کے خلافیات کی متعلق تقریرین لغو چیزی یا اُنکی تقریرون کے نقل کرنے
سے طول کلام ہی تو یہ سب باطل اور بیہودہ امر ہین جنکو طبع سلیم معیوب جانتی ہی اور گوش خوش نہ آنکو اپنے اندر جگہ نہین دیتا اور بعض باتین
اس قسم کی ہین کہ وہ دین سے متعلق نہین اور نہ اُنکا وجود قرن اول یعنی صحابہؓ کے وقت مین تھا اسوقت اُنمین خوض کرنا بدعت تھا مگر
اب اُسکا حکم بدل گیا اسلیے کہ بدعتین اس طرح کی بہت ہو گئین جو قرآن اور حدیث کے مقتضا سے منحرف کر دین اور کچھ لوگ ایسے ظاہر
ہوگئے جنھون نے بدعتون کے شبہات کو چکنا دیا اور اُنمین تقریرین بنائین اسلیے گو پہلے اُن امور کے جواب مین خوض کرنا منع تھا مگر
ضرورت کے باعث سے اب جائز بلکہ فرض کفایہ ہو گیا لیکن اُسی قدر کہ اگر بدعتی اپنی بدعت کی طرف میل کرانے کا قصد کرے تو اُسکا
مقابلہ ہوسکے اور اُسکے لیے ایک حد معین ہی جسکو ہم فصل آئندہ یعنی تیسری فصل مین بیان کرینگے - اور فلسفہ کا حال یہ ہی کہ وہ علحدہ علم
نہین ہی بلکہ اُسکے چار حصے ہین اول اقلیدس اور حساب اور یہ دونون جائز ہین جیسا کہ پہلے بیان ہوا اور بجز ایسے شخص کے کہ جسپر یہ خوف
ہو کہ اُنکے پڑھنے سے بڑے علمون کی طرف میل کر جاویگا اور شخص کو اُنسے منع نہ کیا جاویگا اور جسپر خوف ہو اُسکو منع کیا جاوے اسلیے
کہ اُنکے ماہر جو اُنمین کثرت سے مہارت کرتے ہین وہ بدعتون کی طرف میل کر جاتے ہین تو ضعیف الایمان کو ان دونون سے بچانا چاہیے
جیسے چھوٹے بچے کو نہر کے کنارہ پر نہین کھڑا ہونے دیتے کہ کہین نہر مین نہ جا پڑے یا تو مسلم کو کفار کے میل جول رکھنے سے بچاتے ہین
کہ کہین اُنکی صحبت اُسمین اثر نہ کر جاوے بخلاف قوی کے کہ اُسکو کچھ ہرج نہین دوسرا حصہ فلسفہ کا منطق ہی جسمین دلیل کی کیفیت اور
شرطین اور حد کی وجہ اور شرطین مذکور ہوتی ہین اور یہ علم دونون باتین علم کلام مین داخل ہین - تیسرا حصہ الٰہیات ہین یعنی ذات خدا کے

پاک اور اُسکے صفات کو بیان کرنا اور یہ بھی کلام مین داخل ہی فلسفیون نے اس باب مین کوئی علم نئے طور کا ایجاد نہین کیا بلکہ اُنکے مذہب
جداگانہ ہین کہ بعضے کفر ہین اور بعضے بدعت اور جسطرح کہ معتزلی ہو جانا ایک علم جدا نہین بلکہ کلام والون ہی مین سے کچھ لوگون نے بحث
و دلیل کرکے مذہب باطل علیحدہ کرلیے ہین اسی طرح فلسفیون کا حال جانو۔ چوتھا حصہ طبیعیات ہین کہ بعض تو شریعت اور دین حق کے
مخالف ہین وہ سرے سے علم نہین کہ اقسام علوم مین بیان کیے جاوین بلکہ جہل ہین اور بعض مین اجسام کی صفات اور خواص اور
انکا تغیر اور تبدل اور ایک دوسرے سے بدل جانا مذکور ہوتا ہی اُسکا حال طب کے مشابہ ہی فرق یہ ہی کہ طبیب کی نظر خاص بدن انسان
مین باعتبار مرض اور صحت کے ہوتی ہی۔ اور طبیعیات والون کی نظر سب اجسام مین باعتبار تغیر اور حرکت کے ہوتی ہی مگر طب کو طبیعیات
پر فضیلت ہی یعنی طب کی طرف حاجت ہوتی ہی اور طبیعیات کی طرف کچھ حاجت نہین پڑتی۔ حاصل اس تقریر کا یہ ہوا کہ علم کلام
اُن چیزون مین سے ہی کہ جنکا سیکھنا فرض کفایہ ہی تاکہ عوام کے دلون کو بدعتیون کے خیالات سے امن ملے اور اس علم کا وجوب
بدعتون کے پیدا ہونے سے واقع ہوا جیسے راہ حج مین عرب کے ظلم اور رہزنی کے باعث محافظ کی پناہ کی ضرورت ہوگئی ہی اگر بفرض
عرب کے لوگ اپنی تعدی چھوڑ دین تو پھر راہ حج کی شرطون مین سے نگاہبانی محافظین کی نہوگی اسی طرح اگر بدعتی اپنی بک سے باز آوسے
تو پھر علم کلام کی بھی اس مقدار سے زیادہ حاجت نہ رہے جو زمانہ صحابہؓ مین تھی۔ پس کلام سیکھنے والے کو معلوم کرنا چاہیے کہ علم کلام
کی حد دین مین یہانتک ہی اور متکلم کا درجہ دین مین ایسا ہی جیسے راہ حج مین محافظ کا تو اگر محافظ محافظت کے سوا اور کچھ نہ کرے تو وہ ظاہر
ہی کہ حاجیون مین نہوگا بلکہ حج کے اعمال ادا کرنے سے حاجی ہوگا اسیطرح اگر متکلم صرف مناظرہ اور بدعتیون کی روک ہی مین مشغول رہیگا
اور طریق آخرت طے نہ کریگا اور اپنے دل کی خبرگیری اور درستی مین مصروف نہوگا تو وہ بھی دین کے عالمون مین سے ہرگز نہوگا اُسکے پاس
بجز عقیدہ کے جسمین سب عوام شریک ہین اور کیا ہی اور عقیدہ اعمال ظاہری دل اور زبان سے متعلق ہی ہان عوام سے اسقدر تمیز اُسکو ہوگی
کہ بدعتیون سے لڑسکتا ہی اور عوام کی حفاظت کرتا ہی لیکن معرفت خدا تعالی کی اور اُسکے صفات اور افعال کی اور اُن امور کی جنکا بیان ہم نے
علم مکاشفہ مین کیا ہی وہ علم کلام سے حاصل نہین ہوتی بلکہ کیا عجب ہی کہ یہ علم اونکا حجاب اور مانع ہوا اون تک رسائی تو مجاہدہ سے ہی جسکو
اللہ تعالی نے ہدایت کا مقدمہ قرار دیا ہی جیسا کہ ارشاد فرمایا والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین۔ اب اگر یہ کہو کہ تم نے
متکلم کی تعریف بھی کہدی کہ عوام کے عقیدہ کو بدعتیون کے اُلجھاوے سے محفوظ رکھے جیسے محافظ کا حال ہی کہ حاجیون کے کپڑے عرب کی لوٹ
سے بچاتا ہی اور فقیہ کی تعریف یہ بیان کی کہ اسکو وہ قانون یاد ہو جس سے بادشاہ ایک دوسرے کی تعدی کو روک سکے اور علم دین کی نسبت
گر یہ دونون مرتبے کم ہین حالانکہ علماے امت جو اہل فضل مشہور ہین وہ فقہا اور اہل کلام ہین اور وہ لوگ خدا تعالی کے نزدیک افضل ہین
تو تم اُنکے درجون کو کس طرح علم دین کی نسبت کر ایسے پست درجے مین ڈالے دیتے ہو تو اُسکا جواب یہ ہی کہ جو شخص حقکو آدمیون سے
پہچانتا ہی وہ گمراہی کے جنگلون مین خاک چھانتا ہی تمکو چاہیے کہ اول حق کو جانو تب اُسکے اہل کو پہچانو بشرطیکہ طریق حق کے سالک ہوا اور
اگر تقلید پر قانع ہوا اور جو درجے فضیلت کے لوگون مین مشہور ہین اُنہین پر تاک رکھتے ہو تو صحابہؓ کے حالات اور مراتب بلند سے غفلت
نہ کرو جن لوگون کا ذکر تم نے کیا اُن سب کا اتفاق ہی کہ صحابہؓ سب سے بڑھکر ہین۔ اور دین مین کوئی اُنکی چال نہین چل سکتا نہ اُنکی گرد کو
پہونچے حالانکہ اُنکی فضیلت علم کلام اور علم فقہ سے نہ تھی بلکہ علم آخرت اور اُسکے طریق کے اختیار کرنے سے تھی۔ حضرت ابوبکرؓ کو جو اورون
پر فضیلت تھی تو زیادہ روزے رکھنے اور کثرت سے نماز پڑھنے اور بہت سی روایت کرنے سے نہ تھی نہ فتوی دینے اور علم کلام کی جہت سے
بلکہ اُس چیز کی جہت سے تھی جو اُنکے سینے مین کبھی تھی چنانچہ اُسکی شہادت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے لیے فرمائی پس تم کو اُس راز کی جستجو مین
حرص کرنی چاہیے کہ جوہر نفیس اور در مکنون وہی ہی اور جسکو اکثر لوگ متفق ہوکر چند اسباب کی جہت سے جنکی تفصیل طویل ہی ڑاجاتے

ہون اور تعظیم کرتے ہون اُسکو جانتے ہو اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد ہزارون صحابہ چھوڑے جو عالم بااللہ تھے اُنکی تعریف
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اُنمین سے کوئی ایسا نہ تھا جو فن کلام سے اچھا واقف ہو اور سواے کچھ اوپر دس شخصون کے اور
کسی نے اپنے آپ کو فتوی دینے کے لیے مقرر نہ کیا حضرت ابن عمرؓ بھی صحابہ کبار مین سے تھے جب اُن سے کوئی فتوی پوچھتا تو فرماتے کہ فلان
حاکم کے پاس جاؤ جسنے اُن لوگون کے کام اپنے ذمے لے رکھے ہین اور اس سوال کو اُسکی گردن پر رکھو اس جواب مین یہ اشارہ تھا کہ
مقدمات اور احکام مین فتوی دینا ولایت اور سلطنت کا تابع ہی۔ اور جبکہ حضرت عمرؓ کی وفات ہوئی تو حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ علم کے
نو دسوین حصے مرگئے لوگون نے اُنسے عرض کیا کہ آپ یہ قول کیون فرماتے ہین ہم مین تو بڑے بڑے صحابی موجود ہین اُنھون نے فرمایا کہ
میری غرض علم فتوی اور حکم سے نہین میرا مقصود علم خداے تعالی کا ہی بھلا بتاؤ تو کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فن کلام وغیرہ مراد لی تھی اگر
یہ مراد نہ تھی تو پھر تمکو کیا ہوا ہی کہ اُس علم کی معرفت پر حرص نہین کرتے کہ حضرت عمرؓ کے مرنے سے اُسکے نو دسوین حصے مرگئے حالانکہ حضرت
عمرؓ وہ تھے جنھون نے کلام اور جدل کا باب مسدود فرمایا اور جب ضبیع نے آپکے سامنے قرآن کی دو آیتون کے ایک دوسرے کے
مخالف ہونے کے باب مین سوال پیش کیا تو آپنے اُسکو درہ سے مارا اور ملنا چھوڑ دیا اور اُن لوگون کو فرمادیا کہ اُسکو چھوڑ دین اور
یہ تو جو تم کہتے ہو کہ علما مین سے مشہور فقہا اور اہل کلام ہین تو اسکا جواب یہ ہی کہ جس چیز سے خداتعالی کے نزدیک فضیلت ہوتی ہی وہ اور چیز ہی اور جس سے
لوگون مین شہرت ہوتی ہی وہ دوسری چیز ہی چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کی شہرت تو خلافت کی جہت سے تھی اور فضیلت اُس راز کی جہت سے جو اُنکے دل مین منقش
تھا اسی طرح حضرت عمرؓ کی شہرت سیاست کے سبب تھی اور فضیلت اُس علم کی جہت سے جسکے نو دسوین حصے آپ کی موت پر جاتے رہے اور اپنی حکومت
مین جو قصد خداتعالی کی نزدیکی کا اور خلق پر عدل اور شفقت کا کرتے تھے اُسکی جہت سے بزرگی تھی اور وہ ایک امر خفیہ آپکے دل کے اندر تھا آپکے
اور افعال ظاہری جو تھے وہ تو اور لوگون سے بھی سرزد ہونے ممکن ہین جو جاہ اور شہرت اور نام کے طالب راغب ہون غرضکہ شہرت ایسے امر مین ہوتی ہی جو ہلاک
ہو اور فضل ایسی بات مین ہوتا ہی جو خفیہ ہو کسی کو اُسپر اطلاع نہو اب فقہا اور اہل کلام مثل حکام اور قاضیون کے ہین اور کئی طرح کے ہین بعض
تو ایسے ہین کہ اُنھون نے اپنے علم اور فتوی سے خداتعالی کا قصد کیا ہی اور اُسکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کو بچانا منظور ہی نمود اور شہرت اُنکو
مطلوب نہین ان لوگون سے اللہ تعالی راضی ہی اور اُنکی فضیلت خداتعالی کے نزدیک اس وجہ سے ہی کہ اُنھون نے عمل اپنے علم کے
بموجب کیا اور اپنے فتوی اور دلیل سے اُسی کی ذات مراد لی اسلیے کہ ہر ایک علم عمل ہی کیونکہ علم بھی ایک فعل کسبی ہی اور ہر ایک عمل علم نہین ہی
اور طبیب بھی اپنے علم سے خداے تعالی کے تقرب پر قادر ہی تو اُسکو بھی ثواب اسی اعتبار سے ہوگا کہ اپنے علم سے خداتعالی کے لیے کام کرتا ہی
اسی طرح اگر سلطان خلق کا معاملہ خدا کے واسطے کرے تو خداتعالی کے نزدیک پسندیدہ اور قابل ثواب ہوگا نہ اس جہت سے کہ وہ علم دین کا
ذمہ دار ہی بلکہ اس سبب سے کہ اُسنے اُس کام کا ذمہ لیا ہی جس سے قصد خداتعالی کی نزدیکی کا رکھتا ہی۔ اور جن چیزون سے کہ خداتعالی کی
نزدیکی ہوسکتی ہی وہ تین قسم ہین ایک صرف علم وہ تو علم مکاشفہ ہی۔ دوم صرف عمل جیسے بادشاہ کا عدل کرنا اور لوگون کو مجمع انتظام سے رکھنا
سوم مرکب عمل اور علم سے اور وہ طریق آخرت کا علم ہی جو اس علم کا ہی وہ عالم اور عامل دونون ہی پس اب تم اپنے لیے تجویز کرلو کہ قیامت مین خداتعالی
کے عالمون مین ہوگے یا عمل کرنے والون مین یا دونون جماعتون مین ہوکر ہر ایک کے ساتھ اپنا حصہ لگاؤگے یہ بات تمھارے حق مین زیادہ
ضروری اور مہم ہی بہ نسبت محض شہرت کے تقلید کے جیسا کہ کسی کا شعر ہی جسکا ترجمہ یہ ہی شعر لو اُسے جو کچھ کہ دیکھو جو سنو دو اُسکو چھوڑ + ہی زحل
کی کیا ضرورت شمس گر ہو سامنے + علاوہ اسکے ہم یہان اگلے فقہا کا وہ حال لکھتے ہین جس سے تمکو معلوم ہو کہ جو لوگ اُنکے مذہب مین
اپنے آپ کو بتاتے ہین وہ اُنپر ظلم کرتے ہین اور قیامت کو اُنکے بڑے دشمن وہی ہونگے اسلیے کہ فقہاے سلف نے اپنے علم سے بجز رضاے
پروردگار اور کچھ قصد نہین کیا اور اُنکے احوال سے علماے آخرت کی علامتین دیکھی گئی ہین چنانچہ اُنکا بیان علماے آخرت کی علامتون

کے ذکر مین آویگا کیونکہ وہ لوگ صرف علم فقہ ہی کے لیے نہ تھے بلکہ دلون کے علم مین مشغول تھے اور اُنکے نگران رہتے تھے اور اس علم
مین جو اُنھون نے کچھ تصنیف نہین کیا اور اُسکی تدریس نہ کی تو اُسکی وجہ وہی تھی جو صحابہ کو فقہ کے باب مین تدریس اور تصنیف کی مانع تھی
حالانکہ سب صحابہؓ علم فتوی مین جداگانہ فقیہ تھے اور وجہین مانع یقینا ہوئی ہین اُنکے ذکر کی کچھ حاجت نہین ہم اب کچھ حالات اسلام کے
فقہا کا ذکر کرتے ہین جس سے تم جان لوگے کہ جو کچھ ہمنے لکھا ہو وہ فقہاے سلف کے باب مین طعن نہین بلکہ وہ اُن لوگون پر طعن ہو جو انکی پیروی
ظاہر کرتے ہین اور اُنکے مذہبون سے اپنے آپ کو منسوب کرتے ہین حالانکہ وہ عمل مین اُنکے مخالف ہین - پس فقہاے سلف جو فقہ کے
رئیس اور خلق کے پیشوا جنکے پیرو اکثر ہین وہ پانچ ہین امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد بن حنبل اور امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری رح انمین
سے ہر ایک عابد اور زاہد اور علوم آخرت کا ماہر اور دنیا مین خلق کی بہتری کا سمجھنے والا سا اور اپنی فقہ سے خدا تعالی کی رضا کا خواہان تھا تو یہ پانچ
خصلتین ہین جن مین سے اس زمانے کے فقیہون نے صرف ایک خصلت مین انکا اتباع کیا ہو یعنے فروعات سابقہ مین استعداد اور مبالغہ اسلیے
کہ چار خصلتین باقی صرف آخرت ہی کے قابل ہین اور یہ ایک خصلت دنیا اور آخرت دونون کے لیے ہوسکتی ہو اگر اُس سے آخرت کا ارادہ کیاجاوے
مگر دنیا کی بہتری کے لیے اُسپر جھک پڑے ہین اور اس ایک خصلت کے سبب سے دعوی اُن امامون کی مشابہت کا کرتے ہین بھلا لوہار فرشتون
کے مشابہ کیسے ہوسکتے ہین اب ہم ان امامون کے حالات وہ بیان کرتے ہین جنسے وہ چارون خصلتین اُن مین معلوم ہون اور پانچون خصلت یعنی
فقہ کی مہارت تو ظاہر ہے **حضرت امام شافعی رح** کے عابد ہونے پر یہ روایت دلالت کرتی ہو کہ آپ رات کے تین حصے کیا کرتے تھے ایک
علم کے لیے دوم نماز کے لیے سوم سونیکے لیے - ربیع کہتے ہین کہ امام شافعیؒ رمضان مین ساٹھ قرآن ختم کیا کرتے تھے اور سب نماز ہی مین ختم کیا کرتے تھے اور
بویطی جو انکے شاگردون مین سے ہین رمضان مین ایک ختم ہر روز کیا کرتا تھا اور حسن کرابیسی کہتے ہین کہ مین امام شافعیؒ کے ساتھ بہت دفعہ رات کو
رہا ہون آپ کا دستور تھا کہ مقدار سوم حصہ شب کی نماز پڑھا کرتے تھے مین نے آپکو دیکھا کہ پچاس آیتون سے زیادہ نہ پڑھتے تھے اور
جب زیادہ کرتے تو سو آیتین پڑھتے تھے اور جب کسی آیت رحمت پر گذرتے تو اللہ تعالی سے اُسکی دعا اپنے لیے اور سب مسلمانون اور
ایماندارون کے لیے مانگتے تھے اور جب آیت عذاب پڑھتے تو اپنے آپ کو اور مسلمانون کو اُس سے نجات پانے کا سوال کرتے گویا
رجا اور خوف دونون اُنکے لیے ایک ساتھ تھے اس روایت سے سمجھو کہ پچاس آیتون پر آپ کا اکتفا کرنا اسرار قرآنی کو سمجھنے اور اُنپر
عبور ہونے پر کیسی دلالت کرتا ہو اور خود اُنکا ارشاد ہے کہ مین سولہ برس سے شکم سیر نہین ہوا اسلیے کہ شکم سیری بدن کو گران کرتی ہو اور دل کو
سخت اور دانائی کو کھوتی ہو اور نیند لاتی ہو اور آدمی کو عبادات کم کرنے دیتی ہو تو اس قول سے آپ کی حکمت کو دیکھنا چاہیے کہ شکم سیری
کی آفتون کو ذکر کیا پھر عبادت مین کوشش کو لحاظ کرنا چاہیے کہ اُسکے واسطے شکم سیری ترک کر دیا سا اور ظاہر ہو کہ عبادتکی اصل کم کھانا ہی -
اور یہ بھی آپ کا ارشاد ہو کہ مین نے اللہ کی قسم نہ سچی کھائی نہ جھوٹی اس قول سے خیال کرو کہ آپ حرمت اور توقیر خداے تعالی کی کتنی کرتے تھے
اور جلال خداوندی کا کسقدر علم رکھتے تھے - اور آپ سے کسی نے کوئی مسئلہ پوچھا آپ چپ ہو رہے سائل نے کہا کہ آپ پر خدا تعالی
کی رحمت ہو آپ جواب نہین دیتے فرمایا کہ جب تک مجکو یہ نہ معلوم ہو کہ سکوت مین میری بہتری ہی یا جواب دینے مین تب تک مین کچھ جواب
نہ دونگا اس روایت سے تامل کرو کہ آپ اپنی زبان کی نگاہداشت کتنی کرتے تھے حالانکہ فقہا پر سب اعضاے زیادہ زبان مسلط ہو اور اُنکے
ضبط اور قابو سے باہر اور اسی روایت سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہو کہ آپ کا بولنا اور چپ رہنا فضیلت اور ثواب کے حاصل کرنے کے لیے ہوا
کرتا تھا اور احمد بن یحیی بن وزیر روایت کرتے ہین کہ ایکبار آپ قندیلون کے بازار سے نکلے اور ہم آپ کے پیچھے ہوے دیکھا تو ایک شخص
کسی عالم سے اُلجھ رہا ہو اور اُسکو بیہودہ کہتا ہو آپ ہماری طرف متوجہ ہوے اور فرمایا کہ اپنے کانون کو فحش کے سننے سے صاف کرو جیسے
زبان کو فحش بکنے سے صاف کرتے ہو اسلیے کہ سننے والا کہنے والے کا شریک ہو اور کم عقل آدمی اپنے مغز مین جو سب سے زیادہ بری بات

دیکھتا ہو اسکو چاہتا ہو کہ تمھارے مغز مین لوٹ دے اگر اُسکا قول اسی پر لوٹا دیا جاوے یعنی اُسکو کانون مین جگہ نہ دی جاوے تو اُسکا نہ سننے والا نیکبخت ہوگا جیسے بولنے والا بدبخت ہوا۔ اور آپ کا ارشاد ہو کہ ایک حکیم نے دوسرے کو خط لکھا کہ تجکو خدا تعالی نے علم دیا ہو اپنے علم کو گناہون کی تاریکی سے ملامت کر ورنہ جس روز کہ اہل علم اپنے علم کے نور مین چلینگے تو اندھیرے مین رہیگا ۔ اور آپ کا زہد اُن روایتون سے معلوم ہوتا ہو کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص دعوی کرے کہ میرے دل مین محبت دنیا کی اور محبت اُسکے خالق کی ایک ساتھ ہو وہ جھوٹا ہو۔ اور حمیدی کہتے ہین کہ آپ ایکبار بعض حکام کے ساتھ یمن کو گئے اور وہان سے دس ہزار درم لیکر مکے کو پھرے مکہ معظمہ کے باہر ایک گانون مین آپ کے لیے خیمہ کر دیا گیا لوگ آپ سے ملنے آنے گئے آپ نے جبتک وہ سب مال تقسیم نہ کر دیا وہان سے نہ ہلے ۔ اور ایک روز آپ حمام سے نکلے تو حمام والے کو بہت سا مال دے ڈالا ۔ اور ایک دفعہ آپ کا کوڑا ہاتھ سے گر پڑا ایک شخص نے اُٹھا دیا اُسکو آپ نے اُسکے عوض مین پچاس اشرفیان دین اور سخاوت آپ کی مشہور ہو بیان کرنے کی حاجت نہین اور زہد کی اصل سخاوت ہو اسلیے کہ جو شخص کسی چیز سے محبت رکھتا ہو اُسکو روک رکھتا ہو اور جدا نہین کرتا اس صورت مین مال وہی جدا کریگا جسکی نظرون مین دنیا حقیر ہو اور یہی معنی زہد کے ہین ۔ اور آپ کے زہد پر اور خدا تعالی سے زیادہ خوف رکھنے پر اور اپنی ہمت کو آخرت مین مشغول رکھنے پر یہ روایتین بھی دال ہین کہ سفیان بن عیینہ نے آپ کے سامنے ایک حدیث رقت قلب کے بیان مین روایت کی آپ کو غش آگیا لوگون نے سفیان سے کہا کہ آپ مر گئے اُنھون نے فرمایا کہ اگر مر گئے تو اپنے زمانے کے لوگون سے افضل مر گئے ۔ اور عبداللہ بن محمد بلوی کہتے ہین کہ مین اور عمر بن نبانہ بیٹھے ہوے عابدون اور زاہدون کا ذکر کرتے تھے مجھسے عمر نے کہا کہ مین نے پرہیزگار اور فصیح محمد بن ادریس شافعی رح سے کسی کو زیادہ نہین دیکھا کہ مین اور آپ اور حارث بن لبید صفا کی طرف گئے اور حارث صالح مری کا شاگرد تھا اسنے پڑھنا شروع کیا اور یہ شخص خوش آواز تھا جب یہ آیت پڑھی ہذا یوم لا ینطقون ولا یؤذن لہم فیعتذرون مین نے آپ کو دیکھا کہ آپ کا رنگ بدل گیا اور بدن پر بال اُٹھ کھڑے ہوے اور زور سے تڑپ کر بیہوش ہو گئے جب آپکو ہوش آیا تو یون کہنا شروع کیا الہی مین تجھسے پناہ مانگتا ہون جھوٹون کے مقام اور غافلون کے اعراض سے الہی تیرے ہی لیے عارفون کے دل انکسار کرتے ہین اور تیرے ہی لیے مشتاقون کی گردنین جھکتی ہین الہی اپنی جود مجھکو عنایت کر اور مجھکو اپنے پردہ کرم مین چھپا اور اپنی ذات کے کرم کے طفیل سے میری تقصیر سے درگذر کر عبداللہ کہتے ہین کہ پھر وہان سے اُٹھکر ہم سب چلے آئے جب مین بغداد مین پہونچا آپ اُن دنون عراق مین تھے مین نہر کے کنارے نماز کے لیے وضو کرتا تھا ایک شخص میرے پاس گذرا اور کہا کہ بیٹا اپنا وضو اچھی طرح کر خدا تعالی دنیا اور آخرت مین تیرے ساتھ اچھی طرح پیش آویگا مین نے جو پھر کر دیکھا تو معلوم کیا کہ ایک بزرگ جنکے پیچھے بہت لوگ ہین جھٹ پٹ وضو کر کے اُنکے پیچھے ہوا میری طرف متوجہ ہو کر کہا کہ تجھے کچھ کام ہو مین نے کہا کہ ہان یہ مطلب ہو کہ جو علم خدا تعالی نے آپ کو دیا ہو اُسمین سے مجکو بھی کچھ سکھلا دیجیے آپ نے فرمایا کہ جان رکھ کہ جو شخص اللہ تعالی کی تصدیق کرتا ہو وہ چھٹی پاتا ہو اور جو شخص اپنے دین کا خوف رکھتا ہو وہ تباہی سے بچا رہتا ہو اور جو شخص دنیا مین زہد کرتا ہو قیامت کو اللہ تعالی کے ثواب کو دیکھکر اُسکی آنکھین ٹھنڈی ہونگی ۔ اب اور کچھ زیادہ بتاؤن مین نے کہا بہتر آپ نے فرمایا کہ جس شخص مین تین خصلتین ہین اُسنے اپنا ایمان پورا کر لیا ایک یہ کہ اچھی بات کا دوسرے کو حکم کرے اور پہلے آپ مانے دوم یہ کہ برائی سے اورون کو منع کرے اور پہلے آپ باز رہے تیسرے یہ کہ اللہ تعالی نے جو حدین مقرر کی ہین اُنکی نگاہداشت کرے اور اُنسے کسی طرف تجاوز نہ کرے ۔ اب اور کچھ بتاؤن مین نے کہا بہتر فرمایا کہ دنیا مین زاہد رہ اور آخرت کا راغب ہو اور سب باتون مین خدا تعالی کو سچا جان اس سے تو اور نجات پانے والون کے ساتھ مین نجات پاویگا یہ کہکر آپ تشریف لے گئے مین نے لوگون سے پوچھا کہ یہ کون ہین کہا کہ شافعی رح ہین اس روایت سے آپ کے بیہوش ہو جانے کو سوچو پھر نصیحت فرمانے کو خیال کرو کہ اُسمین سے آپ کا زہد اور شدت خوف کتنا معلوم ہوتا ہو اور یہ خوف اور زہد بدون معرفت اللہ تعالی کے حاصل نہین ہوتا کہ خدا تعالی خود فرماتا ہو

انما یخشے اللہ من عبادہ العلما امام شافعی رح نے یہ خوف اور زہد فقہ کے سلم اور اجارہ اور چیزون سے حاصل نہین کیا تھا بلکہ آخرت کے علوم
جو قران اور حدیث سے نکلے ہین اُنسے پیدا کیا تھا کیونکہ تمام اولین اور آخرین کی حکمتین قرآن و حدیث مین بھری ہین۔ اور دل کے اسرار اور
علوم آخرت سے آپ کا واقف ہونا اُن حکمتون سے تمکو معلوم ہوگا جو آپ سے منقول ہین مثلاً کسی نے آپ سے پوچھا کہ ریا کیا ہی آپ نے
بلا تامل فرمایا کہ ریا ایک فتنہ ہی جسکو خواہش نفس نے علما کے دلون کے سامنے لا کھڑا کیا اُنھون نے اُسکی طرف اس وجہ سے کہ نفس بری
بات اختیار کرتا ہی دیکھا اسلیے اُنکے عمل برباد ہو گئے۔ اور یہ آپ کا قول ہی کہ جب تمکو اپنے عمل مین عجب کا خوف ہو تو سوچو کہ تم کسکی رضا
چاہتے ہو اور کس ثواب کے راغب اور کس عذاب سے ترسان اور کونسی عافیت کے شکرگزار اور کونسی مصیبت کو یاد کرتے ہو جب
تم اِن باتون مین سے ایک مین بھی فکر کروگے تو تمھارا عمل تمھاری نظرون مین حقیر ہو جاویگا عجب سے مامون رہیگا پس تامل کرو کہ آپنے
کسطرح ریا کی حقیقت اور عجب کا علاج ذکر فرمایا اور یہ دونون دل کی بڑی آفتون مین سے ہین۔ اور یہ بھی آپ کا ارشاد ہی کہ جس شخص نے
اپنے نفس کو محفوظ نہ رکھا اُسکے علم نے اُسکو فائدہ نہ دیا۔ اور فرمایا کہ جو شخص علم سے خدا تعالی کی اطاعت کرتا ہی وہ اُسکے راز کو سمجھتا ہی۔ اور
فرمایا کہ ہر ایک آدمی کے لیے دوست اور دشمن ضرور ہوتے ہین جب یہ حال ہی تو تم اُنھین لوگون کے ساتھ رہو جو خداے تعالی کے
اہل طاعت ہین۔ اور روایت ہی کہ عبد القاہر بن عبد العزیز ایک مرد نیکبخت پرہیزگار تھے وہ آپ سے پرہیزگاری کے باب مین مسائل
پوچھا کرتے اور آپ اُنکے ورع کی جہت سے اُنکے پاس تشریف لیجایا کرتے تھے ایک روز اُنھون نے شافعی رح سے کہا کہ صبر اور امتحان
اور تمکین مین سے کون چیز بہتر ہی آپ نے فرمایا کہ تمکین انبیا کا درجہ ہی اور وہ بعد آزمایش کے ہوتا ہی پس جب امتحان ہوتا ہی تو صبر ہوتا ہی
اور صبر کے بعد تمکین دیکھو خدا تعالی نے اول حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان لیا پھر اُنکو وقار عنایت کیا۔ اور حضرت موسی اور حضرت
ایوب علیہما السلام کا اول امتحان لیا پھر وقار عنایت فرمایا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا اول امتحان لیا پھر اُنکو تمکین اور ملک عطا کیے
اور تمکین سب درجون سے افضل ہی اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی وکذلک مکنا لیوسف فی الارض اور حضرت ایوب علیہ السلام کو بعد بہت
بڑی آزمایش کے تمکین دی اور فرمایا وآتیناہ اہلہ ومثلہم معہم رحمۃ من عندنا وذکری للعابدین تو یہ جواب امام شافعی رح کا دلالت کرتا ہی کہ آپکو
اسرار قرآنی پر خوب عبور تھا اور جو لوگ انبیا اور اولیا اللہ تعالی کی طرف کے سالک ہین اُنکے مقامات سے خوب واقف تھے اور یہ سب باتین
آخرت کے علوم مین سے ہین۔ اور آپ سے کسی نے سوال کیا کہ آدمی عالم کب ہوتا ہی فرمایا کہ جس علم کو جانتا ہی اُسمین جب محقق ہوکر
دوسرے علمون کے درپے ہوتا ہی اور جو بات اُس سے رہگئی ہی اُسمین تامل کرتا ہی تو اُسوقت عالم ہوتا ہی چنانچہ جالینوس سے کسی نے پوچھا تھا
کہ تم ایک مرض کے لیے بہت سی دوائین مرکب لکھتے ہو اُسنے جواب دیا کہ مقصود ایک ہی دوا ہی دوسری اُسکے ساتھ اسلیے ہین کہ اُسکی تیزی
کم ہو جاوے اسلیے کہ مفرد دوائین قاتل ہین پس اسطرح کی بہت سی باتین اور علوم آخرت مین آپکی معرفت الٰہی علوم مرتبت پر دلالت
کرتی ہین رہی یہ بات کہ آپ خاص فقہ سے اور اُسمین مناظرہ کرنے سے خدا تعالی کی رضا کے خواہان تھے اس امر پر یہ روایتین دال ہین کہ
آپ نے فرمایا کہ مین یہ جانتا ہون کہ اس علم سے لوگ مستفید ہون اور اُسمین سے میری طرف کوئی چیز منسوب نہو تو دیکھو کہ آپ کو علم کی آفت اور
طلب شہرت کی برائی کتنی معلوم تھی اور اس باب مین خالص نیت خدا تعالی کی رضا جوئی کی کرکے شہرت کی طرف دل کی توجہ سے مبرا تھے
اور آپ کا ارشاد ہی کہ مین نے کبھی کسی سے مناظرہ اس طور سے نہین کیا کہ یہ چاہا ہو کہ وہ خطا کرے۔ اور فرمایا کہ جب مین نے کسی سے
گفتگو کی ہی تو یہ چاہا ہی کہ اُسکو توفیق راستی کی اور اعانت ملے اور اُسکے اوپر خدا تعالی کی حمایت اور حفاظت رہے اور جب مین نے کسی سے
کلام کیا ہی تو یہ پروا نہین کی ہی کہ امر حق میری زبان خواہ اُسکی زبان سے نکلے۔ اور فرمایا کہ جب مین نے امر حق اور حجت کو کسی شخص پر پیش
کیا اور اُسنے حق بات کو قبول کیا تو مین اُس سے ہیبت رکھتا ہون اور اُسکی محبت کا معتقد ہوتا ہون اور جو کوئی امر حق پر مجھسے زبردستی

کر کے محبت توڑتا ہی تو وہ میری نظرون سے گرجاتا ہی اُس سے ملنا چھوڑ دیتا ہون - تو یہ علامات مین جنسے معلوم ہوتا ہی آپ کی غرض فقہ سے اور اُسمین مناظرہ کرنے سے خدا تعالی کی رضا جوئی تھی اب دیکھو کہ زمانہ حال کے لوگون نے آپ کا اتباع اِن پانچ باتون مین صرف ایک بات مین کس طرح کیا ہی اور پھر اُسمین بھی اُنکے خلاف کرتے ہین اور اسی لیے ابو ثور رحمہ اللہ نے فرمایا ہی کہ نہ مین نے اور دیکھنے والون نے کوئی شخص شافعی رح کے مثل دیکھا ہی - اور احمد بن حنبل رح فرمایا کہ چالیس برس سے مین نے ایسی کوئی نماز نہین پڑھی جسکے بعد امام شافعی کے لیے دعا نہ مانگی ہو اس روایت سے دعا مانگنے والے کے انصاف کو اور جنکے لیے دعا کی اُنکے درجے کو خیال کرو اور اُسپر اُس زمانے کے علما کے حالات کو مطابق کرو کہ اُنکے دلون مین آپس مین کتنا بغض اور عناد ہی تا کہ تمکو معلوم ہو کہ یہ لوگ جو دعوی سلف کی پیروی کا کرتے ہین اس دعوی مین قصور رکھتے ہین امام احمد رح کے زیادہ دعا مانگنے کی جہت سے اُنکے لڑکے نے اُنسے کہا کہ شافعی کون شخص تھے جنکے لیے تم اسقدر دعا مانگتے ہو اُنھون نے فرمایا کہ بیٹا شافعی رح دنیا کے حق مین مثل آفتاب کے تھے اور لوگون کے حق مین مثل تندرستی کے ثواب بتاؤ کہ ان باتون مین سے کوئی اُنکی نیابت کرتا ہی - اور امام احمد رح فرمایا کرتے کہ جو کوئی اپنے ہاتھ سے دوات چھوے اُسکی گردن پر شافعی کا احسان ہی - اور یحیی بن سعید پنبہ فروش - کہتے ہین کہ مین نے چالیس برس سے جو نماز پڑھی اُسمین شافعی رح کے لیے دعا مانگی اسلیے کہ اللہ تعالی نے اُنکو علم عنایت فرمایا اور اُسمین طریقہ راستی ہدایت کیا - اب ہم آپ کے حالات کو اسیقدر مختصر پر کفایت کرتے ہین اسلیے کہ سب حالات خارج از حد شمار ہین اور یہ مناقب جو ہمنے لکھے ہین اکثر اُس کتاب سے نقل کیے ہین جو نصر بن ابراہیم مقدسی رح نے مناقب شافعی رح مین لکھی ہی اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ بھی ان پانچون خصلتون کے ساتھ موصوف تھے چنانچہ اُنسے کسی نے کہا کہ ای مالک طلب علم مین آپ کیا فرماتے ہین اُنھون نے فرمایا کہ بہتر اور اچھا ہی بلکہ جو شخص صبح سے لیکر شام تک تمھارا ساتھ نہ چھوڑے اُسکا ساتھ تم بھی نہ چھوڑو اور آپ علم دین کی تعظیم مین بہت مبالغہ فرماتے یہانتک کہ جب حدیث بیان کیا چاہتے تو وضو کرتے اور اپنے فرش کے صدر مقام پر بیٹھتے اور ڈاڑھی مین کنگھی کرتے اور خوشبو لگاتے اور بیٹھنے مین وقار اور ہیبت کو ملحوظ رکھتے پھر حدیث ارشاد کرتے لوگون نے جو اس باب مین آپ سے کچھ کہا تو آپ نے فرمایا کہ مین یہ چاہتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی عظمت کرون - اور آپ کا ارشاد ہی کہ علم ایک نور ہی اُسکو خدا تعالی جہان چاہتا ہی وہان کر دیتا ہی کثرت روایت سے نہین ہوتا اور یہ حرمت اور توقیر اس بات پر دال ہی کہ اُنکو اللہ تعالی کے جلال کی معرفت نہایت قوی تھی - اور علم سے آپ کی غرض خدا تعالی کی رضا ہوتی آپ کے اس قول سے معلوم ہوتی ہی کہ فرمایا دین کے باب مین جدل کرنا کچھ بھی نہین اور اس امر پر امام شافعی رح کا قول بھی دلالت کرتا ہی کہ مین آپ کے پاس حاضر ہوا اُسوقت آپ سے اڑتالیس مسئلے پوچھے گئے تھے اُنمین سے بتیس کے جواب مین آپنے فرمایا کہ مجھے معلوم نہین تو جسکو اپنے علم سے خدا تعالی کے سوا اور کچھ غرض ہوتی ہی اُسکا نفس کبھی نہین مانتا کہ یون اقرار کر دے کہ مین نہین جانتا اور اسی لیے امام شافعی رح نے فرمایا ہی کہ جب عالمون کا ذکر ہو تو امام مالک اُنمین نجم ثاقب ہین اور امام مالک سے بڑھکر میرے اوپر کسی کا احسان زیادہ نہین ہوا - اور روایت ہی کہ ابو جعفر منصور نے آپ کو منع کر دیا تھا کہ مکرہ کے طلاق کے باب مین حدیث مت بیان کرنا پھر ایک شخص کو خفیہ کہدیا کہ اُنسے اُس طلاق کا مسئلہ پوچھے جب اُس شخص نے دریافت کیا تو آپ نے سب لوگون کے سامنے کہدیا کہ جس شخص سے زبردستی طلاق کہلائی گئی ہو وہ طلاق نہین ہی ابو جعفر نے آپ کے کوڑے لگائے مگر آپ نے حدیث بیان کرنا ترک نہ کیا - اور امام مالک رح کا ارشاد ہی کہ جو شخص حدیث مین سچا ہوتا ہی اور جھوٹ نہین بولتا اُسکی عقل سے اُسکو نفع دیا جاتا ہی - اور بڑھاپے مین آفت اور فساد عقل طاری نہین ہوتا - اور دنیا مین آپ کا زہد اس روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ امیر المومنین مہدی نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کا کوئی مکان ہی آپ نے فرمایا کہ نہین لیکن اس باب مین مین تمسے ایک حدیث بیان کرتا ہون کہ مین نے ربیعہ بن ابی عبدالرحمن سے سُنا ہی کہ وہ فرماتے تھے کہ آدمی کا نسب ہی اُسکا مکان ہی

اور ہارون رشید نے آپ سے سوال کیا کہ آپ کا مکان ہی آپ نے فرمایا کہ نہین پس رشید نے تین ہزار دینار آپ کو دیئے آپ نے اُنکو لیکر رکھ چھوڑا خرچ نہ کیا جب رشید نے مدینہ منورہ سے چلنا چاہا تو آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ آپ کو بھی ہمارے ساتھ چلنا چاہیے اسلیے کہ مین نے قصد کیا ہی کہ لوگون کو مُوطا کی ترغیب دون جیسے حضرت عثمان رض نے لوگون کو قرآن پر ترغیب دی تھی آپ نے جواب دیا کہ لوگون کو موطا کی ترغیب دینی کی کوئی سبیل نہین اسلیے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد حضرت کے شہرون مین چلے گئے ہین اور حدیثین روایت کی ہین اسی لیے ہر ایک شہر کے پاس علم حدیث موجود ہی اور آپ نے ارشاد فرمایا ہی کہ اختلاف امتی رحمۃ[اح] باقی رہا تمھارے ساتھ چلنا تو وہ بھی نہین ہو سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین المدینۃ خیر لہم لو کانوا یعلمون[اح] اور یہ بھی ارشاد ہی المدینۃ تنفی خبثہا کما ینفی الکیر خبث الحدید اور یہ تمھارے دینار جون کے تون رکھے ہین چاہو لے لو چاہو چھوڑ جاؤ یعنی تم جو مجھسے مدینہ چھوڑایا چاہتے ہو تو اسلیے کہ تمنے مجھپر احسان کیا ہی پس مین دینار کو حضرت کے مدینۂ طیبہ پر ترجیح نہین دیتا ہون غرض کہ دنیا مین آپ کے زہد کی یہ صورت تھی اور جب آپ کے علم اور شاگردون کے منتشر ہونے کی جہت سے سب طرف سے مال آپ کے پاس آنے لگا آپ اسکو امور خیر مین خرچ کردیا کرتے آپ کی سخاوت سے آپکا زہد اور دنیا کی محبت کی کمی معلوم ہوتی ہی اور زہد یون نہین ہوتا کہ آدمی کے پاس مال نہو بلکہ یہی صورت ہی کہ مال سے دل بے پروا ہو چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی سلطنت مین زہد کرتے تھے ۔ اور اس روایت سے حضرت مالک رح کا دنیا کو حقیر جاننا اور بھی معلوم ہوتا ہی کہ امام شافعی رح سے نقل ہی کہ مین نے امام مالک رح کے دروازے پر ایک گلہ خراسان کے گھوڑون اور مصر کے خچرون کا ایسا دیکھا کہ اُس سے عمدہ مین نے نہین دیکھا تھا مین نے آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ یہ کیا عمدہ ہین آپ نے فرمایا کہ ای ابو عبد اللہ یہ میری طرف سے تمکو تحفہ ہی مین نے کہا کہ آپ ایک اُن مین سے اپنی سواری کے لیے رہنے دیجیے آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالی سے شرم آتی ہی کہ جس زمین مین اُسکا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہو اُس زمین کو سواری کے سُم کا پامال کرون اس روایت سے خیال کرو کہ سخاوت آپ مین اسقدر تھی کہ سب گھوڑے خچر ایکبارگی دے ڈالے اور پھر خاک پاک مدینہ طیبہ کی توقیر کا لحاظ کرو ۔ اور آپ کی غرض علم سے خدا تعالی کی رضا ہونی اور دنیا کو حقیر جاننا آپ کی اس حکایت سے ثابت ہی کہ فرماتے ہین کہ مین ہارون رشید کے پاس گیا رشید نے مجھسے کہا کہ آپ ہمارے پاس تشریف لایا کیجیے تاکہ ہمارے لڑکے آپ سے موطا سنین مین نے کہا کہ خدائے تعالی امیر کی ترقی کرے یہ علم تمھین لوگون سے نکلا ہی اگر تم اسکی عزت کروگے تو عزیز ہوگا اور اگر ذلت کروگے تو ذلیل ہوگا علم کے پاس لوگ جایا کرتے ہین علم نہین آیا کرتا رشید نے کہا کہ آپ درست فرماتے ہین اور لڑکون کو حکم دیا کہ مسجد مین جاؤ تاکہ اور لوگون کے ساتھ موطا سنو اور حضرت امام ابو حنیفہ کوفی رح بھی عابد اور زاہد اور خدائے تعالی کے عارف اور اُس سے ڈرنے والے اور اپنے علم سے اُسکی رضا کے خواہان تھے ۔ آپ کی عبادت اس روایت سے معلوم ہوتی ہی جو ابن مبارک سے مروی ہی آپ صاحب مروت تھے اور نماز بہت پڑھتے تھے اور حماد بن ابی سلیمان روایت کرتے ہین کہ آپ تمام شب عبادت کرتے تھے اور روایت یون ہی کہ آپ نصف شب عبادت کیا کرتے تھے ایک روز آپ چلے جاتے تھے ایک شخص نے آپ کی طرف اشارہ کیا دوسرے نے کہا کہ یہ وہ ہین جو تمام شب عبادت کرتے ہین اُس روز کے بعد سے پھر امام صاحب نے تمام شب عبادت کرنی شروع کردی اور فرمایا کہ مجکو خدا تعالی سے شرم آتی ہی کہ اُسکی عبادت جتنی مین نہ کرتا ہون اسقدر لوگ مجھ مین بتادین ۔ اور آپ کا زہد ان روایتون سے ثابت ہی کہ ربیع بن عاصم کہتے ہین کہ مجکو یزید بن عمرو بن ہبیرہ نے بھیجا مین حضرت امام ابو حنیفہ رح کو اُسکے سامنے لیگیا اُسنے چاہا کہ آپ بیت المال کے حاکم ہون آپ نے انکار کیا اُسنے آپ کے بیس کوڑے مارے تو دیکھا حکومت سے کیسے انکار کیا اور مار کو برداشت فرمایا ۔ اور حکم بن ہشام ثقفی نے کہا ہی کہ مجھسے شام مین امام صاحب کے باب مین ایک روایت کسی نے کی کہ آپ سب لوگون سے زیادہ امین تھے اور بادشاہ نے یہ چاہا کہ اُنکو اپنے خزانون کی کنجیان سپرد کردے ورنہ اُنکو پٹوادے آپ نے دنیا کا عذاب اختیار کیا اور خدا تعالی کے عذاب کی جرأت نہ کی ۔ اور ابن مبارک کے سامنے جو آپ کا ذکر ہوا تو کہتے ہین

اح ۱ میری امت کا اختلاف رحمت ہی ۱۲ بیہقی تعلیقاً
۱۲ اح ۲ مدینہ لوگون کے لیے بہتر ہی کاش وہ جانتے ہوتے ۱۲ بخاری و مسلم بروایت سفیان
۱۲ اح ۳ مدینہ اپنے میل کو ایسا چھانٹتا ہی جیسے بھٹی لوہے کا میل دور کرتی ہی ۱۲ بخاری و مسلم بروایت عایشہ ۱۲

کہ انھون نے فرمایا کہ تم ایسے شخص کا کیا ذکر کرتے ہو کہ جسپر تمام دنیا پیش کی گئی اور اُس سے گریز کی۔ اور محمد بن شجاع آپ کے بعض شاگردون سے روایت کرتے ہین کہ آپ سے کسی نے کہا کہ آپ کے لیے امیر المومنین ابو جعفر منصور نے دس ہزار درم دینے کو کہا ہے آپ راضی ہووے اور جب وہ دن ہوا جس مین توقع اس مال کے آنے کی تھی آپ نے صبح کی نماز پڑھی اور مُنھ لپیٹ لیا اور کسی سے کچھ کلام نہ کیا پھر حسن بن قحطبہ کا قاصد وہ مال لیکر آپ کے پاس آیا آپ اُس سے کچھ نہ بولے بعض حاضرین نے کہا کہ آپ ہمسے بھی ایک آدھ بات کبھی کرتے ہین یعنی آپ کی عادت ایسی ہی ہے کہ کلام نہین کرتے اس مال کو تم اس تھیلی مین مکان کے گوشے مین رکھدو پھر مدت کے بعد امام صاحب نے اپنے سب اثاث البیت کی وصیت کی اور اپنے لڑکے سے کہا کہ جب مین مرجاؤن اور مجکو دفن کر چکو تو اس تھیلی کو حسن بن قحطبہ کے پاس لیجانا اور کہنا کہ یہ تمھاری وہ امانت ہے جو تمنے ابو حنیفہ کو سپرد کی تھی آپ کے صاحبزادے نے وصیت کے بموجب تعمیل کی حسن نے فرمایا کہ رحمت ہو خدا کی تیرے باپ پر اسلیے کہ وہ اپنے دین پر نہایت حریص تھے۔ اور روایت ہے کہ اُنسے عہدہ قضا کے لیے کہا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھ مین اسکی لیاقت نہین لوگون نے پوچھا کہ کس وجہ سے آپ نے فرمایا کہ اگر مین سچا ہون تب تو واقع مین اسکے لائق نہین اور اگر اس قول مین جھوٹا ہون تو جھوٹا شخص عہدہ قضا کی لیاقت نہین رکھتا۔ اور آپ کا طریق آخرت سے ماہر ہونا اور امور دینی کے راہ سے واقف ہونا اور خدا تعالی کا عارف ہونا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالی سے بہت ڈرتے تھے اور دنیا مین زاہد تھے چنانچہ ابن جریح رح نے ارشاد فرمایا تھا کہ مجکو یہ خبر پہونچی ہے کہ یہ تمھارا کوفی نعمان بن ثابت خدا تعالی سے بہت ڈرتا ہے۔ اور شریک نخعی کہتے ہین کہ امام اعظم رح سکوت بہت رکھتے اور ہمیشہ فکر مین مستغرق رہتے لوگون سے کلام کم کرتے تو یہ امور صاف دلیل ہین باطن کے علم اور دینی مہمات مین مشغول رہنے پر اس لیے کہ جسکو سکوت اور زہد عنایت ہوا اُسکو علم کامل عطا ہوا یہ ہے مختصر بیان تینون امامون کے احوال کا۔ اور حضرت امام احمد بن حنبل اور سفیان ثوری رح کا حال یہ ہے کہ انکے تابع بہ نسبت اُن تین امامون کے کم ہین اور سفیان ثوری کے تابع امام احمد رح کی نسبت کم ہی ہین لیکن یہ دونون ورع اور زہد مین زیادہ مشہور ہین اور یہ ساری کتاب ان دونون کے افعال اور اقوال سے بھری ہے اسلیے اسوقت کچھ ضرورت تفصیل کی نہین۔ پس اب تم ان تینون امامون کی سیرتون مین غور کرو اور سوچو کہ یہ حالات اور افعال اور اقوال دنیا سے اعراض کرنے کے اور خالص خدا کے لیے ہو رہنے کے بھلا علم فقہ کی فروعات یعنی سلم اور اجارہ اور ظہار اور ایلا اور لعان کے جاننے سے ہوتے ہین یا یہ دوسرے ہی علم سے پیدا ہوتے ہین جو فقہ سے اعلی اور اشرف ہے اور تامل کرو کہ جو لوگ اُنکی پیروی کا دعوی کرتے ہین وہ سچے ہین یا جھوٹے

**تیسری فصل اُن علوم کے بیان مین جنکو لوگ اچھے علوم مین شمار کرتے ہین اور واقع مین وہ علوم ان مین نہین**

اور اس فصل مین تین بیان ہین

**بیان اول** اس بات کی وجہ مین کہ بعض علم بُرے کیون ہوتے ہین۔ شاید تم یہ اعتراض کرو کہ علم کے معنی تو یہ ہین کہ کسی چیز کو جیسی وہ ہے اسی طرح پر جاننا اور علم خدا تعالی کے صفات مین سے بھی ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی چیز علم ہو کر مذموم اور بُری ہووے تو اُسکا جواب یہ ہے کہ علم کی بُرائی خود علم ہونے کی جہت سے نہین ہوتی بلکہ بندون کے حق مین تین وجہون مین سے کسی کے پائے جانے سے برا کہا جاتا ہے اول یہ کہ وہ علم خواہ عالم کے حق مین یا دوسرے کے حق مین انجام کو مضر ہوتا ہو جیسے علم سحر اور طلسمات کو برا کہتے ہین حالانکہ علم سحر حق ہے اسلیے کہ قرآن اُسکا شاہد ہے کہ سحر ایک سبب ہے جس سے خاوند بی بی مین جدائی ڈالنے کا ذریعہ کرتے ہین اور صحیحین مین مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کسی نے کر دیا تھا اور اُسکے سبب سے آپ بیمار ہو گئے تھے یہانتک کہ جبرئیل علیہ السلام نے اُسکی خبر آپ کو دی اور وہ جادو ایک کنوئین کے اندر پتھر کے نیچے سے نکالا گیا اور جادو ایک علم کی قسم ہے کہ جواہر کے خواص اور ستارون کے مطلعون مین حسابی امور کے جاننے سے حاصل ہوتا ہے اس طرح کہ اُن جواہر سے ایک پتلی اُس شخص کی صورت پر بناتے ہین جسپر جادو کرتے ہین اور ایک خاص

وقت کے منتظر رہتے ہین جب وہ وقت ستارے کے نکلنے کا آتا ہی تو اُس پتلی پر چند کلمات کفر اور فحش خلاف شرع بولتے ہین اور اُنکے
ذریعہ سے شیطانون سے مدد چاہتے ہین ان سب تدبیرون سے بحکم عادت جاریہ خدا تعالی کے مسحور شخص مین عجیب حالات پیدا ہوتے ہین
اور معرفت ان اسباب کی اس اعتبار سے کہ معرفت ہی بُری نہین مگر چونکہ بجز خلق کے ضرر کرنے کے اور بدی کا وسیلہ ہونے سے اور کسی
بات کی اُنہین لیاقت نہین اس سبب سے اُنکے جاننے کو علم مذموم کہتے ہین بلکہ اگر کوئی ظالم کسی ولی کے قتل کا درپی ہوا اور وہ اُس سے
ڈر کر کسی مضبوط جگہ مین جا چھپے تو ظالم اگر اُسکا حال پوچھے تو اُسکی جگہ بتانی نہ چاہیے اور جھوٹ اس موقع مین واجب ہی حالانکہ اُسکی جگہ کا
ذکر کرنا بتانا ہی اور حقیقی حال کا جتا دینا لیکن بُرا اسی وجہ سے ہی کہ انجام کو مضر ہی دوم یہ کہ وہ علم غالبًا عالم کے حق مین مضر ہو مثلا علم نجوم
کہ وہ خود اپنی ذات سے بُرا نہین کیونکہ وہ یا تو حساب کے متعلق ہی اور قرآن مجید مین صاف فرما دیا ہی کہ آفتاب اور چاند کی چال حساب سے
ہی چنانچہ ارشاد فرمایا الشمس[۱] والقمر بحسبان اور فرمایا والقمر[۲] قدرناہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم یا احکام ہین جنکا ماحصل سببون سے
واقعات کا بتانا ہی یہ ایسا ہی جیسے طبیب نبض سے بتا دیتا ہی کہ یہ مرض عنقریب پیدا ہوگا غرض کہ اسکا جاننا خلق مین خدا تعالی کی عادت
کا معلوم کرنا ہی مگر شرع نے اُسکو بُرا کہا ہی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ[۳] جب تقدیر کا ذکر ہو تو چپ ہو جاؤ اور جب
نجوم کا ذکر ہو تو چپ ہو رہو اور جب میرے اصحاب کا ذکر ہو تو سکوت کرو اور فرمایا کہ[۴] مین اپنی اُمت پر تین باتون سے ڈرتا ہون ایک
اماموں کا ظلم کرنا دوم نجوم کا معتقد ہونا سوم تقدیر کا نہ ماننا۔ اور حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا ہی کہ نجوم کو اسقدر سیکھو کہ اُس سے خشکی اور
تری مین تمکو راہ ملے پھر رُک رہو اور اُس سے منع کرنے کی تین وجہین ہین اول یہ کہ اکثر خلق کو یہ مضر ہوتا ہی یعنی جب یہ بات دل مین پڑتی ہی کہ
حالات ستارون کے چال کے بعد اسطرح ہوتے ہین تو اُنکے دلون مین بھی جمتا ہی کہ تاثیر کرنے والے ستارے ہی ہین اور یہی معبود ہین جو انتظام
کرتے ہین اسلیے کہ یہ اجسام شریف اور جواہر لطیف آسمان پر ہین اور اُنکی عزت دل مین بڑھ جاتی ہی اور توجہ دلی اُنہین کی طرف رہتی ہی
خیر کی توقع اور شر سے بچاؤ اُنہین کی جہت سے معلوم ہونے لگتی ہی اللہ پاک کا ذکر دل سے مٹ جاتا ہی اسلیے کہ ضعیف آدمی کی نظر
ذریعون تک ہی رہتی ہی اور پکا عالم البتہ واقف ہوتا ہی کہ چاند اور سورج اور ستارے سب خدا تعالی کے امر کے مطیع ہین ضعیف آدمی کہ سورج
کی جوت سورج نکلنے کے باعث دیکھتا ہی اُسکی مثال ایسی ہی جیسے چیونٹی کہ بالفرض اُسکو عقل ہو اور کاغذ پر موجود ہو اور دیکھ رہی ہو کہ قلم کی
سیاہی سے کاغذ سیاہ ہوتا چلا جاتا ہی تو وہ یہی اعتقاد کریگی کہ لکھنا قلم ہی کا فعل ہی اُسکی نظر قلم سے انگلیون پر اور اُنسے ہاتھ پر اور ہاتھ سے
ارادے پر اور ارادے سے کاتب پر جو ارادہ کر رہا ہی اور کاتب سے اُسکی قدرت اور ہاتھ کے بنانے والے پر ہرگز ترقی نہ کرے گی غرض
کہ خلق کی نظر اکثر قریب اور نیچے کے ذریعون پر رہ کر مسبب الاسباب تک ترقی سے باز رہتی ہی اسی لیے نجوم کے سیکھنے کی ممانعت کی گئی۔
دوسری وجہ ممانعت کی یہ ہی کہ نجوم کے احکام صرف اٹکلی ہین ہر فرد خاص کے باب مین نہ یقینی معلوم ہوتے ہین نہ ظنی تو اُسکے ذریعہ سے
حکم کرنا جہالت پر حکم کرنا ہی اس صورت مین اُسکی بُرائی اس اعتبار سے ہی کہ وہ جہل ہی علم ہونے کی جہت سے نہین کیونکہ یہ تو معجزہ حضرت
ادریس علیہ السلام کا ہی جیسا کہ مروی ہی اور یہ علم جاتا رہا اور مٹ گیا اور اگر منجم کی کوئی بات سچی بھی ہوتی ہی تو وہ اتفاقی ہی اسلیے کہ منجم بعض
اوقات کسی سبب پر واقف ہوتا ہی اور مسبب اُسکے بعد بدون بہت سی شرطون کے ہو جانے کے نہین ہوتا اور اُن شرطون پر واقف
ہونا بہت سے آدمی کے اختیار مین نہین پس اگر اتفاقًا خدا تعالی باقی شرطون کو بھی مقدر فرما دیتا ہی تب تو منجم کا قول درست ہو جاتا ہی
اور اگر باقی سبب نہین ہوتے تو اُسکا کہنا غلط ہوتا ہی اور اُسکا حال ایسا ہی جیسے کوئی شخص دیکھے کہ پہاڑون پر سے بادل اُٹھ اُٹھ کر جمع
ہوتے ہین اور چلتے پھرتے ہین تو وہ اٹکل سے کہدے کہ آج مینھ برسیگا حالانکہ اکثر بعد ایسے ابر کے بھی آفتاب نکل آتا ہی اور ابر جاتا رہتا ہی
اور کبھی مینھ بھی برستا ہی تو صرف ابر کا ہونا ہی مینھ کے آنے مین کافی نہین جبتک اور اسباب کا علم نہو اسی طرح ملاح کا قیاس کرنا کہ

[۱] سورج اور چاند کو ایک ایک حساب ہی
[۲] اور چاند کو ہم نے بانٹ دی ہین منزلین یہانتک کہ پھر ہو رہا جیسے ٹہنی پرانی
[۳] طبرانی بروایت ابن مسعود
[۴] صحیح ابن عبد البر روایت بسند ضعیف

کشتی سلامت رہیگی یعنی ہمیشہ سے ہواؤن کا عادی ہو اسی پر اعتماد کر کے کہدیتا ہو حالانکہ اُن ہواؤن کے اور سبب خفیہ بھی ہین کہ اُنپر اُسکو
اطلاع نہین اسی لیے کبھی تو اُسکا کہنا ٹھیک ہوتا ہو اور کبھی اٹکل غلط ہوتی ہو اور اسی وجہ سے قوی شخص کو بھی نجوم کی ممانعت ہوئی تیسری
وجہ یہ ہو کہ اس علم سے کچھ فائدہ نہین اسلیے کہ ادنی مرتبہ یہ ہو کہ امر فضول مین خوض کرنا ہو جسکی حاجت نہین اور ایک امر بیفائدہ مین عمر سی چیز کو
جو زیادہ نفیس سرمایۂ انسان کا تلف کرنا ہو اور یہ بات نہایت درجے کے نقصان کی ہو چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص پر گذرے
کہ لوگ اُسکے گرد جمع تھے آپ نے فرمایا کہ یہ کون ہو لوگون نے عرض کیا کہ یہ بڑا عالم ہو آپ نے فرمایا کس چیز کا عرض کیا کہ شعر کا اور عرب کے
نسبون کا آپ نے فرمایا کہ یہ علم ہو کہ مفید نہین اور جہل ہو کہ مضر نہین اور فرمایا انما العلم آیۃ محکمۃ او سنۃ قائمۃ او فریضۃ عادلۃ اس سے ثابت ہوا
کہ نجوم مین اور اُس جیسے علوم مین خوض کرنا خطر مین پڑنا اور جہالت مین بیفائدہ مصروف ہونا ہو اسلیے کہ جو کچھ تقدیر مین ہو وہ ہونا ہو اُس سے
بچنا ممکن ہو بخلاف طب کے کہ اُسکی طرف ضرورت داعی ہو اور اُسکی اکثر دلیلین ایسی ہین جنپر اطلاع ہو جایا کرتی ہو اور بخلاف تعبیر کے
کہ ہر چند وہ قیاسی ہو مگر نبوت کے حصون مین سے چھیالیسوان حصہ ہو اور اُسمین کچھ اندیشہ نہین تیسری وجہ یہ ہو کہ آدمی اگر ایسی بات
مین خوض کیا کرتا ہو جسکا تحمل اُسکو نہین ہوتا تو وہ اُسکے حق مین مضر ہوتی ہو مثلاً باریک اور خفیہ علوم کا سیکھنا بنسبت ادنی اور ظاہر علمون کے
جسطرح اسرار الٰہی مین بحث کرنی کہ حکما اور اہل کلام نے اُنپر اطلاع چاہی حالانکہ اُنکے حوصلے سے یہ اسرار زائد تھے اُنکی تاب اور اُنمین سے
بعض کے طریقون پر اطلاع بجز انبیا اور اولیا کے اور کسی کو نہین ہو سکتی اسلیے اُنکی بحث سے لوگون کو روکنا اور جسقدر شرع مین وارد ہو اُسکا
معتقد کرنا ضرور ہو کہ توفیق یافتہ شخص کے لیے اُسقدر کافی ہو اسلیے کہ اکثر ایسا ہوتا ہو کہ ایک آدمی علوم مین خوض کرتا ہو اور اُنسے ضرر پاتا ہو
اگر وہ اُنمین خوض نہ کرتا تو اُسکا حال دین مین اُس سے اچھا ہوتا جو علوم مین خوض کرنے سے ہو گیا اور علم کا مضر ہونا بعض لوگون کے حق مین
یقینی ہو اسمین انکار نہین ہو سکتا جیسے پرند کا گوشت اور لطیف حلوے شیر خوار بچہ کو مضر ہین بلکہ بعض باتون آدمیون کو بعض باتون سے جاہل ہی
رہنا مفید پڑ جاتا ہو چنانچہ مروی ہو کہ کسی شخص نے بی بی کے بانجھ ہونے کی شکایت طبیب سے کی طبیب نے اُس عورت کی نبض دیکھی اور کہا
کہ تجکو اب بچہ پیدا ہونے کی دوا کرنی ضرور نہین کیونکہ تیری نبض سے ایسا معلوم ہوتا ہو کہ چالیس دن مین تو مر جاویگی عورت کو نہایت خوف
معلوم ہوا اور زندگی تلخ ہو گئی اور اپنا مال سب تقسیم کر دیا اور وصیت کی اور دانہ پانی سب چھوڑ دیا یہان تک کہ مدت گذر گئی اور نہ مری اُسکا شوہر
طبیب کے پاس آیا اور کہا کہ وہ تو نہین مری طبیب نے کہا کہ مجھے بھی یہ بات معلوم تھی اب تو اُس سے صحبت کر کہ تیرے اولاد اُس سے ہوگی
اُسنے پوچھا کہ یہ کیسے کہا کہ مین نے اُس عورت کو موٹی دیکھی کہ چربی اُسکے بچہ دان کے منھ پر جم رہی ہو مین نے سمجھا کہ یہ بدون موت کے خوف
کے دُبلی نہوگی اسلیے مین نے اُسکو موت سے ڈرا دیا تھا اب کہ وہ دُبلی ہو گئی تو بچہ جننے کی روک جو تھی جاتی رہی۔ اس حکایت سے تمکو معلوم ہوگا
کہ بعض علوم کے واقف ہونے مین خطرہ ہوتا ہو اور اسی سے تمکو معنی اس حدیث شریف کے معلوم ہو جاوینگے نعوذ باللہ من علم لا ینفع تو اُس
حکایت کا اعتبار کرو اور جن علوم کی مذمت شریعت نے کی ہو اور اُنسے منع فرمایا ہو اُنکا حال مت دریافت کرو اور صحابہؓ کی پیروی کو لازم کر لو
اور اتباع سنت پر کفایت کرو کہ سلامتی اتباع مین ہو اور اشیا کی بحث و تحقیق مین خطرہ ہو اور اپنی راے اور عقل اور دلیل و برہان پر مت
بھولو کہ ہم اشیا کی بحث اسلیے کرتے ہین کہ چیزین جون کی تون معلوم ہو جاوین اور علم مین فکر کرنے سے ضرر کیا ہو کیونکہ اس علم کا ضرر تمکو فائدہ
سے زیادہ ہوگا اور اکثر چیزین جنپر تم واقف ہونے ہو ایسی ہین کہ اُنپر تمھارا واقف ہونا اتنا ضرر کریگا کہ آخرت مین اگر خدا تعالی نے اپنی رحمت
سے تدارک نفرمایا تو تمکو تباہ کر ڈالیگا۔ اور واضح ہو کہ جسطرح علاج کے اسرار کو طبیب حاذق جانا کرتا ہو اور ناواقف اُس علاج کو بعید سمجھتا ہی
اسی طرح انبیا علیہم السلام دلون کے طبیب ہین اور آخرت کی زندگی کے اسباب سے واقف پس اُنکے طریق پر اپنی عقل کو فائق نہ کرنا ایسے
ورنہ ہلاک ہو جاوگے دیکھو بعض دفعہ کسی شخص کی انگلی مین کوئی مرض ہوتا ہو تو اُسکی عقل اس بات کو چاہتی ہو کہ انگلی پر لیپ کرے مگر طبیب

حاذق اُسکا علاج بعض اوقات یہ بتاتا ہو کہ دوسری طرف کے شانے پر لیپ کردہ اس بات کو نہایت بعید جانتا ہو اسلیے کہ اُسکو پھوڑون کے پھوٹنے کی کیفیت اور اُنکے نکلنے کی اور بدن پر لپٹنے کی معلوم نہین اور اسی طرح کا حال آخرت کی راہ کا اور شرع کی سنتون اور مستحبات کے دقایق کا ہو۔ اور شرع نے جو عقیدے لوگون کے عبادات کے مقرر کیے ہین اُنین وہ اسرار اور لطیف باتین ہین کہ عقل کا حوصلہ نہین کہ اُنکو معلوم کر سکے جیسے کہ پتھرون کے خواص مین بعض عجیب باتین ہین کہ اہل فنون سے اُنکا علم پوشیدہ ہو مثلاً آج تک کسی کو یہ معلوم نہین ہوا کہ مقناطیس لوہے کو کیون کھینچتا ہو اور دواؤن اور پتھرون کی نسبت عجایب اور غرایب عقیدون مین اور اُن عملون مین بہت زیادہ اور بڑھکر ہین جنسے دلون کی صفائی اور طہارت اور اصلاح ہوتی ہو اور خدا تعالی کے قرب کی طرف ترقی اور اُسکے فضل کے نفحات کی سیر نصیب ہوتی ہو اور جسطرح کہ دواؤن کے کل فائدون کے معلوم کرنے سے عقلین قاصر ہین باوجودیکہ تجربہ ہو سکتا ہو اسی طرح جو باتین کہ آخرت کی زندگی کے لیے مفید ہین اُنکے معلوم کرنے سے بھی عقلین عاجز ہین اور اُسپر طرہ یہ ہو کہ اُنکا تجربہ بھی نہین ہو سکتا ہان تجربہ کی صورت ممکن تھی اگر بالفرض کچھ مردے دنیا مین اگر کہا جایا کرتے کہ جو عمل مقبول اور خدا تعالی کے قرب کے مفید ہین وہ یہ ہین اور جو اُس سے دور کرتے ہین وہ یہ ہین اسی طرح عقائد کا حال کہدیا کرتے مگر اس طرح کے تجربے کی طمع نہین ہو سکتی اس صورت مین عقل کا نفع اسقدر تمکو بس ہو کہ وہ تمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچا جاننے کی طرف ہدایت کرے اور آپ کے اشارون کے منشا اور مورد سمجھا دے پس جب یہ صورت ہو جاوے تو اُسکے بعد عقل کو معزول کر دو کہ کچھ تصرف نہ کرے اور اتباع کو اپنے اوپر لازم کرو کیونکہ تمھاری سلامتی اتباع ہی سے ہوگی اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان من العلم جہلا وان من القول عیا اور ظاہر ہو کہ علم تو جہل نہین ہوا کرتا مگر اسکی تاثیر ضرر پہونچانے مین جہل کی طرح ہوتی ہو اور نیز ارشاد فرمایا کہ تھوڑی سی توفیق بہت سے علم سے بہتر ہو۔ اور حضرت عیسی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہو کہ درخت بہت سے ہین مگر سب بار آور نہین اور پھل بہت سے ہین مگر سب بہتر نہین اور علوم بہت سے ہین الا سب مفید نہین **دوسرا بیان** اُن علوم کے ذکر مین جنکے لفظ بدل گئے ہین۔ واضح ہو کہ برے علم جو شرعی علوم مین مل جل گئے اُسکا سبب یہی ہو کہ لوگون نے عمدہ نامون کو اپنی فاسد غرضون کی جہت سے اور معنون مین بدل ڈالا ہو اور جو غرض اُن الفاظ سے پہلے نیک بخت اور قرن اول کے لوگ لیا کرتے تھے اُس سے اُن الفاظ کو تحریف کرکے اور مقصود ٹھہرالیا ہو اور وہ پانچ لفظ ہین فقہ اور علم اور توحید اور تذکیر اور حکمت یہ الفاظ عمدہ ہین اور جو لوگ اُنکے ساتھ موصوف تھے وہ دین کے رکن ہوتے تھے مگر اب الفاظ برے معنون مین منقول ہو گئے ہین اسی لیے جو ان سے موصوف ہوتا ہو اُسکی مذمت کرنے سے دلون کو نفرت ہوتی ہو کیونکہ یہ تو اول عمدہ لوگون پر بولے جاتے تھے مثلاً **اول** لفظ فقہ ہو اسمین لوگون نے خصوصیت لگانے کا تصرف کیا ہو نقل و تبدیل نہین کی یعنی فقہ کو اس معنی مین خاص کر دیا کہ فتوون کے عجیب فروعات اور اُنکی علتون کے دقائق کو جاننا اور اُنین بہت سی گفتگو کرنی اور جو اقوال اُنسے متعلق ہون اُنکو یاد کرنا فقہ کہلاتا ہو تو جو شخص ان باتون مین خوب غور کرتا ہو اور زیادہ مشغول ہو وہ بڑا فقیہ کہلاتا ہو حالانکہ پہلے زمانے مین لفظ فقہ کے یہ معنی نہ تھے بلکہ مطلق طریق آخرت اور نفسون کی آفتون کے دقائق اور مفسدات عملون کے جاننے اور دنیا کی حقارت کو خوب طرح حاوی ہونے اور لذت آخرت سے اچھی طرح واقف ہونے اور دل پر خوف چھائے رہنے کا نام فقہ تھا اور اُسکی دلیل یہ ارشاد خداوندی ہو لیتفقہوا فی الدین ولینذروا قومہم اذا رجعوا الیہم تو سب فقہ سے کہ ڈرانا اور خوف دلانا ہوتا ہو وہ بھی فقہ ہو جو ہمنے بیان کی نہ طلاق اور عتاق کے مسئلہ اور لعان اور سلم اور اجارہ کے فروعات کہ اُنسے ڈرانا اور خوف دلانا کچھ بھی نہین بلکہ اگر ہمیشہ اُنھین کا ہو رہے تو دل کو سخت کرتے ہین اور خوف کو دل سے نکال لیتے ہین چنانچہ جو لوگ اب اُنھین کے درپے ہو رہے ہین اُنکا حال دیکھتے ہی ہو اور اللہ جل شانہ یہ بھی ارشاد فرماتا ہو لہم قلوب لا یفقہون بہا اس سے ایمان کی باتین نہ سمجھنے سے مراد ہو فتوون کے نہ سمجھنے سے غرض نہین۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہو کہ فقہ اور فہم ایک ہی معنی کے لیے دو لفظ

ہین اور استعمال کی روسے بیشتر اور حال مین انھین معنون مین بولے جاتے تھے جو ہمنے لکھے ہین اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی لانتم اشد رہبۃ فی صدورہم من اللہ ذلک بانہم قوم لایفقھون اسمین خداتعالی سے لوگون کے کم ڈرنے اور خلق کا دبدبہ جاننے کو فقہ کی کمی پر حوالہ فرمایا ہی تو تامل کرو کہ یہ بات فروعات فتاوی کی نہ یاد رکھنے کا ثمرہ ہی یا جن باتون کو ہمنے لکھا ہی اُنکے نہونے کا نتیجہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگون کو جو آپ کی خدمت مین حاضر ہوے تھے فرمایا تھا علماء حکماء فقہاء یعنی یہ لوگ دانا اور حکیم اور فقیہ ہین حالانکہ وہ لوگ فتاوی کے فروعات کو نہ جانتے تھے۔ اور سعد بن ابراہیم زہری رح سے کسی نے پوچھا کہ مدینہ منورہ کے باشندون مین سے کون زیادہ فقیہ ہی اُنھون نے کہا کہ جو شخص خداتعالی سے زیادہ خوف رکھتا ہی گویا اُنھون نے فقہ کے ثمرہ کو بتادیا اور خوف خدا علم باطن کا ثمرہ ہی نہ فتوون اور مقدمات کا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کیا مین تمکو پورا فقیہ نہ بتادون لوگون نے عرض کیا کو ارشاد ہو آپنے فرمایا کہ پورا فقیہ وہ ہی کہ لوگون کو خداتعالی کی رحمت سے ناامید نہ کرے اور اُسکے عذاب سے اُنکو بیخوف نہ کرے اور اُسکے فیض سے اُنکو یاس نہ دلاوے اور قرآن کے سوا دوسری چیز کی رغبت مین قرآن کو ترک نہ کرے۔ اور جب انس بن مالک رض نے اس حدیث کو بیان فرمایا کہ لان اقعد مع قوم یذکرون اللہ تعالی من غدوۃ الی طلوع الشمس احب الی من ان اعتق اربع رقاب تو یزید رقاشی اور زیاد نمیری کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ ذکر کی مجلسین بیشتر ایسی نہ تھین جیسے یہ تمھاری مجلسین ہین کہ تم مین سے ایک قصہ کہتا ہی اور وعظ کہتا ہی اور خطبہ لوگون کے سامنے پڑھتا ہی اور حدیث بہیم بیان کردیتا ہی ہم تو یون کرتے تھے کہ بیٹھکر ایمان کو ذکر کرتے اور قرآن کو سمجھتے اور دین مین فہم لگاتے اور اللہ کی نعمتین اپنے اوپر شمار کرتے اس روایت مین حضرت انس رض نے قرآن کے سمجھنے اور نعمتون کے شمار کرنیکو دین کی سمجھ یعنی تفقہ فرمایا۔ اور ایک حدیث مین یہ ارشاد ہی کہ آدمی پورا فقیہ نہین ہوتا یہانتک کہ خداتعالی ذات پاک مین لوگون کو اپنے اوپر ناخوش نہ کرلے اور قرآن کے لیے بہت سی وجہین نہ اعتقاد کرے یہ روایت ابو درداء پر موقوف بھی مروی ہی اور اسمین اتنا جملہ اور ہی کہ پھر وہ اپنے نفس پر متوجہ ہو اور سب سے زیادہ اُس سے ناخوش رہے اور فرقد سنجی نے حسن بصری رح سے کوئی بات پوچھی آپنے اُسکا جواب دیا اُنھون نے کہا کہ فقہا آپکے خلاف کہتے ہین حضرت حسن رح نے فرمایا کہ ای فرقد تونے فقیہ اپنی آنکھ سے کہین دیکھا ہی فقیہ تو وہ ہی جو دنیا مین زاہد اور آخرت کا راغب اور اپنے دین مین عقل رکھنے والا اور اپنے رب کی عبادت پر مداومت رکھنے والا اور پرہیزگار اور اپنے نفس کو مسلمانون کی اغراض سے بچانے والا اور اُنکے مالون کی طرف رخ نہ کرنے والا اور اہل اسلام کی جماعتون کا خیرخواہ ہو یہ ساری باتین آپنے فرمائین اتنی یہ نہ فرمایا کہ فروعات فتاوی کا حافظ ہو۔ اور ہم یہ نہین کہتے کہ لفظ فقہ احکام ظاہری کے فتاوی کو شامل نہ تھا بلکہ یہ کہتے ہین کہ بطریق عموم یا تبعیت کے اُسپر بھی بولا جاتا تھا اور اکثر سلف صالحین فقہ کو علم آخرت پر ہی بولا کرتے تھے اب جو اُسکو خاص کردیا ہی تو اُس خصوصیت سے بعض لوگون کو دھوکا ہوگیا اور صرف فتاوی کے احکام ہی کے ہورہے اور علم آخرت کو اور دلون کے احکام سے روگردانی کرلی اور اپنی اس تجویز پر طبیعت کی طرف سے ایک سہارا پایا کیونکہ علم باطن تو باریک ہی اور اُسپر عمل کرنا مشکل اور اُسکے باعث اور عہدون اور جاہ و مال کا ملنا دشوار ہی اسلیے شیطان نے اس فقہ ظاہری کی دلون مین جاننے کا خوب ہی موقع پایا کہ وہ فقہ جو شرع مین عمدہ علم تھا اُسکو خاص اس علم فتاوی کے لیے کردیا دوسرا لفظ علم ہی کہ بیشتر خداتعالی کی معرفت اور اُسکے آیات کے جاننے اور بندون مین اور مخلوقات مین اُسکے افعال کو پہچاننے کے لیے بولتے تھے حتی کہ جب حضرت عمر رض کی وفات ہوئی تھی تو حضرت ابن مسعود رض نے فرمایا تھا مات تسعۃ اعشار العلم اس علم کے نوین دسوین حصے جاتے رہے آپ نے علم کو معرفۃ باللہ پھر خود اُسکی تفسیر کردی کہ اللہ تعالی کا علم اس سے مراد ہی اس لفظ مین بھی لوگون نے خصوصیت کا تصرف کیا ہی یعنی اکثر یہ مشہور کر رکھا ہی کہ جو شخص طرف مقابل سے مسائل فقہیہ وغیرہ مین خوب مناظرہ کرے اور اسی مین مصروف رہے حقیقت مین عالم وہی ہی فضیلت کی پگڑی اُسی کے سر ہی اور جو مناظرہ مین مہارت نہ رکھتا ہو یا اسمین پہلو تہی کرے اُسکو ضعیف جانتے اور

سورۂ حشر زیادہ تمھارا ڈر زیادہ ہی اُنکے دل مین اللہ سے یہ اسلیے کہ وہ ایسے گروہ ہین کہ نہین سمجھتے ۱۲ ح ابو نعیم بروایت سودۃ بن الحارث بسند ضعیف ۱۲ ح ابن عبد البر بروایت علی ۱۲ اگر مین ایک جماعت کے ساتھ بیٹھ کر صبح سے آفتاب نکلنے تک اللہ کا ذکر کرون تو مجھ کو یہ بات اچھی ہی کہ چار بردے آزاد کرون ۱۲ ابو داؤد بروایت انس رضی ۵ ابن عبد البر بروایت شداد ابن اوس اور کہا کہ یہ حدیث مرفوع ثابت نہین ۱۲

اہل علم مین شمار نہین کرتے حالانکہ علم کے یہ معنی پہلے نہ تھے یہ اُنھین لوگون کا تصرف ہی بلکہ جو کچھ علم اور علما کی فضیلت مین وارد ہوا ہی
وہ اُنھین علما کی صفت ہی جو خداتعالی اور اُسکے احکام اور افعال اور صفات کو جانتے ہون اب عالم اُسکو کہنے لگے کہ علم شرع سے
تو کچھ بھی نہ جانتا ہو صرف مسائل خلافی مین لڑنے جھگڑنے کا طریق یاد ہو اسی سے یکتا عالمون مین گنے جاتے ہین گو تفسیر اور حدیث
اور مذہب وغیرہ کو خاک نہ جانتے ہون اور یہی امر بہت سے طالب علمون کے حق مین سبب مہلک ہو گیا ہی تیسرا لفظ توحید ہی جسکے
معنی اب یہ ٹھہرے ہین کہ فن کلام اور طریق جدل سے واقف ہونا اور طرف ثانی کی مخالف باتون پر حاوی ہونا اور اُن باتون کے
باب مین بہت سے سوال بنا ڈالنے اور کثرت سے اعتراض نکالنے اور طرف ثانی کو الزام دینا یہانتک کہ اکثر حدیث فرقون نے ایسے
لوگون مین سے اپنا لقب اہل عدل و توحید ٹھہرایا ہی اور کلام والون کا نام توحید کے عالم رکھا ہی باوجودیکہ جو باتین خاص اس فن کی ہین اُنمین
سے کوئی بھی قرن اول مین نہ تھی بلکہ وہ لوگ اُس شخص پر جو جدل اور خصومت کا باب کھولتا تھا سخت انکار سے پیش آتے تھے اور جن
باتون پر کہ قرآن مجید شامل ہی یعنی دلیلین صاف صاف کہ ذہن اُنکے ماننے کو مبادرت کرتے ہین اور سنتے ہی قبول کرتے ہین اُنکو اُنمین
سے ہر ایک شخص جانتا تھا اور قرآن مجید کا علم پورا علم تھا اور اُنکے نزدیک توحید امر آخرت کو کہتے تھے جسکو اکثر کلام والے نہین سمجھتے اور اگر
سمجھتے ہین تو اُسپر عمل نہین کرتے اور وہ یہ ہی کہ سب کامون کا خداتعالی کی طرف سے اعتقاد کرے اس طرح کہ پھر توجہ اسباب اور ذریعہ
کی طرف نہ رہے یعنی خیر اور شر کو بجز خداوند کریم کے اور کسی طرف سے اعتقاد نہ کرے اور یہ توحید ایک بڑا مرتبہ ہی جسکا ایک ثمرہ توکل ہی جسکا
بیان باب توکل مین آویگا اور اسکا ایک ثمرہ خلق کی شکایت نہ کرنی اور اُن پر غصہ نہ کرنا اور خداتعالی کے حکم پر راضی رہنا اور سب کام اُسی
کے حوالہ کر دینے ہین اور اسی توحید کا ایک ثمرہ یہ تھا کہ جب حضرت ابوبکر صدیق بیمار ہوے اور لوگون نے کہا ہم آپ کے لیے طبیب کو بلا دین
تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ طبیب ہی نے مجھے بیمار کیا ہی۔ اور ایک روایت یون ہی کہ جب آپ بیمار ہوے اور لوگون نے کہا کہ طبیب نے آپکے
مرض کے باب مین کیا کہا ہی تو آپ نے فرمایا کہ طبیب نے کہا ہی انی فعال لما یرید یعنی مین جو چاہتا ہون سو کرتا ہون۔ اور عنقریب باب توکل
اور توحید مین انشاء اللہ اسکے دلائل مذکور ہونگے۔ اور توحید ایک جوہر نفیس ہی اور اُسکے دو پوست ہین کہ ایک مغز سے بہ نسبت دوسرے کے
دور ہی لوگون نے لفظ توحید پوست کے لیے اور اُس فن کے لیے جس سے پوست کی حفاظت ہو خاص کر دیا اور مغز کو بالکل چھوڑ دیا پس
توحید کا اول پوست تو یہ ہی کہ اپنی زبان سے کہو لا آلہ الا اللہ اور یہ توحید وہ ہی جو تثلیث کے خلاف ہی جسکے قائل نصاری ہین مگر یہ توحید کبھی
منافق سے بھی سرزد ہوتی ہی جسکا باطن ظاہر کے خلاف ہوتا ہی۔ اور دوسرا پوست توحید کا یہ ہی کہ جو قول زبان سے کہا ہی دل مین اُسکے
مضمون کا خلاف اور انکار نہو بلکہ ظاہر قلب مین اُس مضمون کا اعتقاد اور تصدیق موجود ہو اور یہ توحید عوام کی ہی اور کلام والے اسی
توحید کو اہل بدعت سے بچاتے ہین جیسا پہلے گذرا۔ اور مغز توحید یہ ہی کہ سب امور کو خداتعالی کی طرف اس طرح اعتقاد کرے کہ بیچ کے
واسطون پر التفات نہ رہے اور اُسکی عبادت ایسی طرح کرے کہ اُس سے خاص اُسی کو معبود ٹھہرا دے دوسرے کی عبادت نہ کرے اس
توحید سے جو خواہش نفس کے پیرو ہین وہ خارج ہین اسلیے کہ جو شخص اپنی خواہش کی اتباع کرتا ہی وہ اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیتا ہی
چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی افرایت من اتخذ الٰہہ ہواہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اللہ تعالی کے نزدیک سب سے زیادہ بڑا
معبود جسکی پرستش زمین مین کیجاوے وہ خواہش نفس ہی اور واقع مین اگر کوئی تامل کرے تو جان لے کہ بت پرست بت کی عبادت نہین
کرتا بلکہ اپنی خواہش نفس کی عبادت کرتا ہی اسلیے کہ اُسکا نفس اپنے باپ دادون کے دین طرف مائل ہی اور وہ اُسی میل کا اتباع کرتا ہی
اور نفس کا میل کرنا خوگرفتہ چیزون کی طرف اُنھین باتون مین سے ہی جنکو خواہش نفس کہتے ہین اور اُس توحید سے خلق پر غصہ کرنا اور
اُنکی طرف التفات کرنا بھی خارج ہی اسلیے کہ جو شخص سب باتون کو خداتعالی کی طرف سے اعتقاد کریگا وہ دوسرے پر کیسے غصہ کریگا

غرض کہ پیشتر اس مقام کو توحید کہا کرتے تھے اور یہ مقام صدیقون کا ہی تو دیکھو کہ لوگون نے اُسکو کس چیز کی طرف بدل ڈالا اور کون سے
پوست پر اکتفا کر لیا اور اُسکو مدح اور فخر کے باب مین کیسے تمسک ٹھہرالیا باوجودیکہ جو اصل تعریف کی بات تھی اُس سے بالکل خالی ہین اور
اسکا حال ایسا ہی ہی جیسا کوئی صبح کو اٹھکر قبلہ رخ ہو کر کہتے وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا کہ اگر اُسکے دل کی توجہ خاص
خداے تعالی کی طرف نہوگی تو ہر روز اول ہی اول خداے تعالی سے جھوٹ بولا کریگا اسلیے کہ منہ سے مراد اگر ظاہر کا رخ ہی تو اُسکا رخ تو
کعبے کی طرف ہی اور اُسکو صرف اور جہتون سے پھیر کر کعبے کی طرف کیا ہی اور کعبہ آسمان و زمین بنانے والے کی طرف نہین کہ جو کعبہ
کی طرف متوجہ ہو جاوے وہ تو جہتون کے احاطے سے نرالا ہی اور اگر منہ سے مراد دل کی توجہ ہی جو مقصود عبادت ہی تو جس صورت مین
کہ دل دنیاوی حاجات اور اغراض مین مبتلا ہی اور مال اور جاہ کے جمع کرنے کے حیلے بنا رہا ہی اور بالکل اُسی کی طرف متوجہ ہی اُس صورت
مین یہ قول کیسے سچا ہوگا کہ مین نے اپنا منہ کیا اُسی کی طرف جسنے آسمان و زمین بنائے یہ جملہ اصل حقیقت توحید سے خبر دیتا ہی واقع مین
توحید والا وہی ہی کہ سواے واحد حقیقی کے اور کسی کو نہ دیکھے اور اپنے دل کے رخ کو بجز اُسکے اور طرف نہ پھیرے اور یہ توحید اس ارشاد کا
ماننا ہی کہ قل اللہ ثم ذرہم فی خوضہم یلعبون اور اس سے مراد زبانی قول سے نہین اسلیے کہ زبان تو دل کے حال سے خبر دیتی ہی کبھی سچی
ہوتی ہی اور کبھی جھوٹی اور اللہ تعالی کے دیکھنے کی جگہ دل ہی جو توحید کا معدن اور منبع ہی چوتھا لفظ ذکر و تذکیر ہی جسکے باب مین اللہ تعالی
فرماتا ہی وذکر فان الذکری تنفع المومنین اور ذکر کی مجلسون کی تعریف کے باب مین بہت سی حدیثین وارد ہین مثلاً ارشاد فرمایا اذا مررتم بریاض
الجنۃ فارتعوا قیل وما ریاض الجنۃ قال مجالس الذکر اور دوسری حدیث مین یو ارشاد ہی ان اللہ تعالی ملائکۃ سیاحین فی الھواء سوی ملائکۃ الخلق
اذا راو مجالس الذکر ینادی بعضہم بعضا الا ہلموا الی بغیتکم فیاتونہم ویحفون بہم ویستمعون الا فاذکروا اللہ وذکروا بانفسکم اس ذکر و تذکیر کو لوگون
نے بدل کر ان باتون کا نام رکھدیا جنکو زمانہ حال کے واعظ مدام بیان کرتے ہین یعنی قصے اور اشعار اور شطح اور طامات حالانکہ قصے بدعت
ہین اور اکابر سلف نے قصہ گو کے پاس بیٹھنے سے منع فرمایا ہی چنانچہ ابن ماجہ نے ابن عمر رض سے روایت کی ہی کہ قصے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے وقت مین نہ تھے نہ حضرت ابوبکر رض اور حضرت عمر رض کے وقت مین تھے یہانتک کہ فتنہ پیدا ہوا اور قصہ گو نکل کھڑے ہوے۔ اور ابن عمر رض
سے مروی ہی کہ ایک روز وہ مسجد سے نکلے اور فرمایا کہ مجکو قصہ گو ہی نے مسجد سے نکالا اگر وہ نہوتا تو مین نہ نکلتا۔ اور وہ ضمرہ کہتے ہین کہ مین نے
سفیان ثوری رح سے کہا کہ ہم قصہ گو کی طرف اپنے منہ کرین آنھون نے فرمایا کہ بدعتون کی طرف سے اپنی پیٹھ پھیر لیا کرو۔ اور ابن عون
کہتے ہین کہ مین ابن سیرین رح کے پاس گیا اور عرض کیا کہ آج کچھ اچھا نہوا کہ امیر نے قصہ گوؤن کو قصہ کہنے سے منع کر دیا آپنے فرمایا کہ امیر کو
بہتر توفیق ملی۔ اور اعمش رح بصرہ کی جامع مسجد کے اندر تشریف لیگئے دیکھا کہ ایک شخص بیان کر رہا ہی اور کہتا ہی کہ ہمسے اعمش نے روایت
کی کہ آپ حلقے کے اندر گھس گئے اور اپنی بغل کے بال اُکھاڑنے لگے واعظ نے کہا کہ میان تمھین شرم نہین آتی اعمش نے فرمایا کہ مین کیون
شرم کرون مین تو امر مسنون کرتا ہون اور تو جھوٹا ہی کہ کہتا ہی اعمش نے ہمسے کہا ہی مین اعمش ہون مین نے تجھسے نہین کہا۔ اور احمد رح کا
ارشاد ہی کہ سب لوگون مین زیادہ جھوٹے قصہ گو اور بھیک مانگنے والے ہین۔ اور حضرت علی رض نے بصرہ کی جامع مسجد مین سے قصہ گو کو
نکلوا دیا اور جبکہ حضرت حسن بصری رح کا کلام سُنا تو اُنکو نہ نکالا اسلیے کہ وہ علم آخرت اور موت کے یاد دلانے اور نفس کے عیوب اور آفتون
کے عمل پر متنبہ کرنے اور شیطانون کے وسوسے اور اُنسے بچنے کی تدبیر کے باب مین گفتگو کرتے تھے اور خداے تعالے کی نعمتون کا اور
اُنکی شکر گزاری سے بندہ کا قاصر ہونا ذکر کرتے تھے اور دنیا کی حقارت اور عیب اور ناپائداری اور بیوفائی اور آخرت کا خطرہ اور اُسکے
احوال کا اندیشہ بتاتے تھے حاصل یہ کہ عمدہ تذکیر شرعی یہی ہی جسکے لیے اس حدیث مین ترغیب وارد ہی جو ابو ذر رض سے مروی ہی کہ مجلس
ذکر مین حاضر ہونا ہزار رکعت کے پڑھنے سے بہتر ہی اور مجلس علم مین آنا ہزار بیمارون کی عیادت سے اور ہزار جنازہ کے ساتھ ہونے سے

اچھا ہی کسی نے پوچھا کہ یا حضرت قرآن مجید کی تلاوت سے بھی افضل ہی آپ نے فرمایا کہ قرآن کا پڑھنا بھی علم ہی سے مفید ہی۔ اور عطاؒ کا قول ہی کہ ایک مجلس ذکر کی ستر لہو کی مجلسون کا کفارہ ہو جاتی ہی۔ ان چکنی باتین بنانے والون نے ان باتون کو اپنے نفسون کی صفائی کے لیے ٹھہرالیا ہی اور اپنی خرافات کا نام تذکیر رکھ لیا ہی حالانکہ عمدہ ذکر کی راہ بھول کر قصون مین مصروف ہین جنمین کمی اور بیشی اور اختلاف کو دخل ہی اور جو قصے کہ قرآن مین وارد ہین اُنسے خارج اور زائد ہین اسلیے کہ قصے بعضے ایسے ہین جنکا سننا مفید ہوتا ہی اور بعضون کا سننا مضر ہوتا ہی اگرچہ سچے ہون اور جو شخص اس امر کو اپنے لیے اختیار کرتا ہی اُسپر سچ اور جھوٹ ملجاتا ہی اور مفید اور مضر مین اختلاط ہو جاتا ہی اسی وجہ سے اس سے منع کیا گیا ہی اور یہی وجہ ہی کہ امام احمدؒ نے فرمایا کہ لوگون کو سچے حالات بیان کرنے والے کی بڑی ضرورت ہی پس اگر قصہ کسی نبی کا انبیا علیہم السلام سے ہو اور وہ لوگون کے دین سے متعلق ہو اور کہنے والا بھی سچا ہو تو ایسے قصے کے سننے مین تو ہمکو کچھ مضائقہ نہین معلوم ہوتا مگر بیان کرنے والے کو چاہیے کہ جھوٹ سے احتراز کرے اور نیز اُن احوال کی حکایتون سے جن مین لغزشون اور سستیون اشارہ پایا جاوے جنکے دریافت کرنے سے عوام کی فہم قاصر ہی اور ایسی لغزش نادر کو بھی ذکر نہ کرے جسکے پیچھے لغزش کرنیوالے نے بہت سی نیکیان کی ہون جنسے وہ لغزش چھپ گئی ہو اسلیے کہ عالی شخص اُس سے اپنی لغزش اور خطا پر تمسک کیا کرتا ہی اور اپنے واسطے عذر کی تمہید کر کے حجت یون کیا کرتا ہی کہ فلان مشائخ کے حال مین یون بیان کرتے ہین اور ہم سب گناہون کے درپے رہتے ہین اگر مین نے خطا کی تو کیا عجب ہی فلان شخص جو ایسا بزرگ اور مجھسے افضل تھا اُسنے بھی یہ خطا کی تھی اور اُس بات سے اسکو بدون جانے خدا تعالی پر جرأت ہو جاتی ہی پس ان دونون امر سے اگر قصہ گو بچا رہے تو قصہ بیان کرنے مین کچھ مضائقہ نہین اور ان قیدون کے ساتھ مین عمدہ قصے وہی رہینگے جنکو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ شامل ہین۔ اور بعض لوگ ایسے ہین کہ طاعتون کے باب مین رغبت کی حکایتین گڑھ لینی درست جانتے ہین اور کہتے ہین کہ ہمارا قصد اُنسے خلق کو حق کی طرف بلانے کا ہی اور یہ ایک شیطانی وسوسہ ہی اسلیے کہ سچ مین بہت گنجایش ہی وہ کیا تھوڑا ہی کہ جھوٹ کی حاجت ہو اور جو چیزین کہ اللہ تعالی اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمائی ہین اُنکے ہوتے ہوے وعظ مین نئی بات اختراع کی ضرورت نہین اور کیسے نہو کہ قافیہ کا تکلف مکروہ ٹھہرا ہی اور بناوٹ مین شمار کیا گیا چنانچہ سعد بن ابی وقاص کے بیٹے عمر اُنکے پاس کسی کام کے لیے آئے تھے آپ نے سُنا کہ مقفی عبارت سے حاجت بیان کرتے ہین آپ نے کہا کہ اسی سے مین تجکو بُرا جانتا ہون تیری حاجت کبھی ادا نہ کرونگا جب تک کہ تو یہ نہ کریگا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ سے تین کلمے مقفی سُنکے ارشاد فرمایا کہ اے ابن رواحہ اپنے آپ کو سجع سے دور رکھ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ جو سجع دو کلمون سے زیادہ ہو وہ داخل تکلف اور ممنوع تھا اور اسی جہت سے جب ایک شخص نے جنین کے خونبہا مین یہ الفاظ کہے کیف ندی من لاشرب ولا اکل ولا صاح ولا استھل ومثل ذلک یطل یعنی ہم ایسے کی دیت کیسے دین جسنے نہ پیا نہ کھایا نہ چیخا نہ چلایا اس جیسا تو معافی مین ہوتا ہی آپ نے ارشاد فرمایا کہ عرب کے سجع کے موافق سجع کر۔ اور اشعار کا حال یہ ہی کہ وعظون مین اُنکی کثرت بڑی ہی اللہ تعالے فرماتا ہی والشعراء یتبعھم الغاوون الم تر انھم فی کل واد یھیمون اور فرمایا وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ اور جن شعرون کی عادت واعظون کو ہو رہی ہی اُنمین سے اکثر وہی ہوتے ہین جنمین عشق کا وصف اور معشوق کی خوبصورتی اور وصال کی راحت اور جدائی کا درد مذکور ہوتا ہی اور مجلس واعظ مین عوام اور اجلاف ہی بھرے رہتے ہین اور اُنکے باطن شہوات سے پر ہوتے ہین اور اُنکے دل بھی خوبصورتون کی طرف التفات کرنے سے خالی نہین ہوتے پس اشعار اُنکے دلون مین سے اس چیز کو اُبھارتے ہین جو اُنمین چھپی رہتی ہی اسی لیے شہوات کی آگ اُنمین بھڑک اُٹھتی ہی اور چیختے ہین اور حال کرتے ہین خلاصہ یہ کہ شعرون مین سے اکثر یا سب کا انجام ایک طرح کی خرابی ہوتی ہی اس نظر سے بجز اُن اشعار کے جنمین نصیحت اور حکمت ہو اور وہ بھی دلیل اور اُنس دلانے کے طور پر مذکور ہون اور کسی قسم کا

شعر استعمال نہ کرنا چاہیے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہو ان من الشعر لحکمۃ[۱] اور اگر مجلس مین دین کے خواص جمع ہون اور معلوم ہو کہ انکے دل اللہ تعالی کی محبت مین ڈوبے ہوے ہین اور اُنکے ساتھ کوئی اور نہو تو ایسے لوگون کے حق مین وہ شعر ضرر نہین کرتا جو ظاہر مین خلق کی طرف معلوم ہوتا ہو اسلیے کہ سننے والا جو کچھ سنتا ہو اُسکو اُسی چیز پر ڈھال لیتا ہو جو اُسکے دل پر غالب ہوتی ہو چنانچہ اسکی تحقیق باب السماع مین مذکور ہوگی اور اسی وجہ سے حضرت جنید بغدادی رح کچھ اوپر دس آدمیون مین وعظ کہا کرتے اور اگر زیادہ ہوتے تو کچھ نہ کہتے اور آنکی مجلس مین کبھی پورے بیس آدمی نہوے اور ایکبار ابن سالم کے مکان کے دروازے پر کچھ لوگ جمع ہوے اُنسے کسی نے کہا کہ آپ بیان فرمائیے آپکے یار موجود ہون اُنھون نے فرمایا کہ یہ میرے یار نہین یہ تو مجلس کے لوگ ہین میرے اصحاب خاص لوگ ہین۔ اور شطح سے ہماری غرض کلام کی ان دو قسمون سے ہی جسکو بعض صوفیون نے گڑھا ہی ایک تو عشق الٰہی مین اور وصال ہونے مین بڑے لنبے چوڑے دعوے جسکے بعد اعمال ظاہری کے کچھ حاجت نہ رہی یہانتک کہ بعض لوگ اتحاد کا دعوی کرنے لگتے ہین اور کہتے ہین کہ حجاب اُٹھ گیا اور دیدار کا مشاہدہ ہوتا ہو اور خطاب حضوری حاصل ہو اور کہتے ہین کہ ہمکو یہ حکم ہوا اور تمنے یہ کہا اور اس باب مین حسین بن منصور حلاج کی مشابہت کرتے ہین جو اسی طرح کے چند کلمات کے بولنے سے سولی دیا گیا تھا اور اُسکے انا الحق کہنے کو اور حضرت ابو یزید بسطامی کے قول کو سند لاتے ہین یعنی آپ سے بھی منقول ہو کہ آپ نے سبحانی سبحانی کہا تھا اور یہ فن کلام کا ایسا ہو کہ جسکا ضرر عوام مین بہت ہوا ہی یہانتک کہ بعض کسانون نے اپنا کام چھوڑ کر اسی طرح کے دعوے کرنے شروع کر دیے اسلیے کہ یہ کلام طبیعت کو اچھے معلوم ہوتے ہین کہ اسمین کچھ ظاہری عمل نہین کرنا پڑتا نہ مقامات اور احوال کے لیے نفس کا تزکیہ کرنا پڑے تو پھر کم فہم اپنے لیے ایسا دعوی کیون نہ کرین اور کلمات خبط اور مہمل کیون نہ بکین اور اگر کوئی اُنپر اُس باب مین انکار کرے تو جواب مین یہ کہتے ہین کہ اس انکار کا منشا علم اور مناظرہ ہی اور علم حجاب ہی اور مناظرہ نفس کا عمل ہو اور یہ بات جو ہمکو حاصل ہی بذریعہ مکاشفہ نور حق کے صرف باطن سے معلوم ہوا کرتی ہو غرض کہ اس طرح کے امور جہان مین پھیل گئے اور اُنکا ضرر عوام کو اتنا بڑھ گیا کہ اگر اُنمین سے کوئی اسطرح کی کچھ بات کہے تو اُسکا مار ڈالنا دس آدمیون کے زندہ رکھنے کی نسبت کہ اچھا ہو۔ اور حضرت بایزید سے جو قول منقول ہو اول تو اُسکی صحت مین کلام ہو اور اگر بالفرض اُنسے وہ الفاظ کسی نے سُنے تو غالبًا بر سبیل حکایت خدا تعالی کے ارشاد کو اپنے جی مین مکرر کہتے ہونگے جیسے مثلًا یہ آپ کہتے ہونے انی انا اللہ لا الٰہ الا انا فاعبدنی[۲] تو اس سے یہ سمجھنا نہین چاہیے تھا کہ وہ اپنا حال بیان کرتے ہین بلکہ بطور حکایت ہی جاننا چاہیے تھا۔ دوسری قسم شطح کی وہ کلمات ہین کہ سمجھ مین نہ آوین ظاہر کے تو اچھے ہون اور اُنکے معانی ہولناک اور فائدہ کسی طرح کا اُنسے متعلق نہوا اور یہ کلمات یا تو خود کہنے والے کے بھی سمجھ مین نہین آتے بلکہ اپنی عقل کے خبط اور خیال کی پریشانی کے باعث کہتا ہو اور اس خبط کی وجہ یہ ہو کہ جو کلام اُسکے کان مین پڑتا ہو اُسکے معنی کم یاد کرتا ہو اور اکثر تو ایسا ہی ہو یا خود تو سمجھتا ہو لیکن اُنکو دوسرون کو نہین سمجھا سکتا اور ایسی عبارت نہین بنا سکتا جس سے اُسکا ما فی الضمیر معلوم ہو اس جہت سے کہ علم کی مہارت کم ہو اور طریق معانی کو الفاظ مین ادا کرنے کا نہین سیکھتا اور اس طرح کے کلام سے کچھ فائدہ نہین بجز اسکے کہ دلون کو پریشان اور عقلون اور ذہنون کو حیران کرے یا اُس سے وہ معنی سمجھ لیے جاوین جو اُس سے مقصود نہین اور اُس صورت مین ہر ایک شخص اُسکو اپنی خواہش اور طبیعت کے موجب سمجھیگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو[۳] جو کوئی تم مین سے کسی قوم سے ایسی حدیث بیان کریگا جسکو وہ نہ سمجھین تو وہ اُنپر ایک بلا ہوگی اور فرمایا[۴] لوگون سے وہ باتین کرو جنکو وہ جانتے ہون اور جنکو نہ جانتے ہون اُنکا ذکر نہ کرو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تعالی اور اسکے رسول کی تکذیب ہو اور یہ ایسے کلام کے باب مین ہو کہ کہنے والا تو اُسکو سمجھتا ہو مگر سننے والے کی عقل اُسکو نہ پہونچتی ہو کہ ایسے کلام کا کہنا جائز نہوگا اس سے معلوم ہوتا ہو کہ جس کلام کو خود کہنے والا بھی نہ سمجھے اُسکو کہنا کیسے درست ہوگا۔ اور حضرت عیسی علیہ السلام فرماتے ہین کہ حکمت ایسے لوگون کو

[۱] لح بخاری بروایت ابی بن کعب ۱۲

[۲] ت ۲ یعنی بیشک مین ہی اللہ ہون کسی کی بندگی نہین سوائے میرے سو میری بندگی کر آیہ سورہ طٰہ کی ہے ۱۲ مح

[۳] ابن السنی اور ابو نعیم بروایت ...

[۴] [illegible]

مت سناؤ جو اُسکے لائق نہون ورنہ حکمت پر تمھاری زیادتی ہوگی اور جو اُسکے اہل ہون اُنسے حکمت کو مت روکو کہ انپر ظلم ہوگا اپنا حال نرم دل طبیب کی طرح کرلو کہ جہان مرض دیکھے وہان دوا لگا وے اور ایک روایت مین یون ہی کہ جو شخص حکمت نا اہلون مین بیان کرے وہ جاہل ہی اور جو حکمت کے اہل سے اُسکو روکے وہ ظلم کرتا ہی حکمت کا ایک حق ہی اور کچھ لوگ اُسکے اہل ہین بس ہر ایک اہل حق کو اُسکا حق دینا چاہیے - اور طامات مین وہ امور بھی داخل ہین جو ہمنے شطح مین ذکر کیے ہین اور ایک امر اُنکے علاوہ ہی کہ وہ خاص طامات مین ہی یعنے شریعت کے ظاہر الفاظ سے جو مراد مفہوم ہوتی ہی اُسکو نہ لینا اور اُنسے امور باطنی ایسے نکالنے کہ ذہن مین اُنکا فائدہ نہ آتا ہو جیسے فرقہ باطنیہ قرآن مجید مین تاویلین کرتے ہین تو یہ بھی حرام ہی اور اُسکا نقصان بہت زیادہ ہی اسلیے کہ جب الفاظ کے ظاہری معنی بدون دلیل نقلی شارع کے اور بدون کسی حاجت و ضرورت عقلی کے چھوڑ دیے گئے تو اس سے الفاظ پر اعتماد جاتا رہیگا اور اُس سے کلام خدا اور کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نفع ساقط ہوگا کیونکہ جو کچھ لفظون سے سمجھا جاتا ہی اُسپر تو اعتماد نہ رہا اور باطن سب کا ایک طرح کا نہین ہوتا اُسمین خطرے ایک دوسرے کے خلاف ہوا کرتے ہین اور مختلف طور پر الفاظ کو ڈھال سکتے ہین یہ امر بھی بڑے عام بدعتون مین سے ہی جنکا ضرر زیادہ ہوتا ہی اور طامات والون کا مقصود ایک امر غریب نکالنا ہی اسلیے کہ غریب کی طرف نفس مائل ہوتا ہی اور اُس سے لذت پاتا ہی اس تدبیر سے باطنیہ فرقہ نے ساری شریعت کو برباد کر دیا کہ ظاہر الفاظ کو تاویلین کرکے اپنی رائے کے موافق بنا لیا چنانچہ اُنکے مذہب ہمنے کتاب مستظہری مین جو اس فرقہ کے رد مین بنائی ہی لکھے ہین - اور طامات والون کی تاویل کرنے کی یہ مثال ہی کہ بعض اس آیت کے معنی اذہب الی فرعون انہ طغی[ت۱] یون کہتے ہین کہ اُس مین اشارہ دل کی طرف ہی اور فرعون سے مراد وہی ہی اور سرکش بھی ہر ایک انسان پر وہی ہی اور وان الق عصاک[۲] کے معنی یہ کہتے ہین کہ بجز خدا تعالی کے جس چیز پر بھروسا اور اعتماد ہو اُسکو ڈالدینا چاہیے اور اس حدیث مین کہ تسحروا فان فی السحور برکۃ[ح۲] یہ کہتے ہین کہ مراد سحر کے وقت استغفار سے ہی اور اسی طرح تاویلات کرتے ہین یہانتک کہ قرآن کو اول سے آخر تک ظاہری معنی اور اُس تفسیر سے جو حضرت ابن عباس رض اور دوسرے علما سے منقول ہی بدل دیتے ہین اور ان تاویلون مین سے بعض کا باطل ہونا تو یقینا معلوم ہو جاتا ہی مثلاً فرعون سے دل کو مراد لینا اسلیے کہ فرعون ایک شخص محسوس تھا کہ اُسکا ہونا اور حضرت موسیٰ ع کا اُسکو اسلام کی طرف بلانا متواتر ہمکو پہونچا ہی اور جیسے ابو جہل اور ابو لہب وغیرہما کافرون مین سے کہ موجود شخص تھے اور شیطانون اور فرشتون مین سے نہ تھے جو حس سے معلوم نہین ہوتے تاکہ اُن لفظون کو ڈھال لیا جاوے ایسا ہی حال سحر کے لفظ سے استغفار مراد لینے کا ہی اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھانا اُسوقت نوش فرماتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہلموا الی الغذاء المبارک[ح۳] یعنی اس برکت والے کھانے کی طرف آؤ تو اس طرح کی تاویلین خبر متواتر اور حس سے باطل ٹھہرتی ہین اور بعضی تاویلین غلبہ ظن سے معلوم ہوتی ہین اور وہ ایسے امور ہین کہ حواس یعنی دیکھنے وغیرہ سے متعلق نہون بہر حال یہ سب تاویلین حرام اور گمراہی اور لوگون کے دین کا خراب کرنا ہین اور اُنمین سے کچھ بھی نہ صحابہ رض سے منقول ہوا نہ تابعین سے نہ حضرت حسن بصری رض سے باوجودیکہ وہ خلق کو اسلام کی طرف بلاتے اور اُنکو نصیحت کرنے کے عاشق تھے اور یہ جو حدیث مین آنحضرت ع کا ارشاد ہی من فسر القرآن برایہ فلیتبوء مقعدہ من النار[ح۴] اس کی مراد بھی کچھ اسی طرح کی تاویل کرنے سے ہی یعنی آدمی کی غرض اور رائے ایک امر کے ثابت اور مقرر کرنے کی ہو اور اُس غرض کے ثبوت کے لیے قرآن کو شاہد بنالے اور اُسکے لفظون سے اپنی غرض نکالے بدون اُسکے کہ کوئی دلالت لفظی لغت کی راہ سے یا دلالت نقلی موجود ہو - اور اس حدیث سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ قرآن کی تفسیر استنباط اور فکر سے کرنی نہ چاہیے اسلیے کہ بہت سی آیتین ہین جنمین صحابہ رض اور مفسرین سے پانچ اور چھ اور سات معنی منقول ہین اور معلوم ہی کہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنے ہوئے نہین کیونکہ وہ معانی بعض اوقات ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہین کہ جمع نہین ہو سکتے تو ضرور ہی کہ فہم کی خوبی اور طول فکر سے نکلے ہونگے اور اسی لیے آنحضرت

ت۱ جا طرف فرعون کے اُسنے سر اُٹھایا

ح۲ سحری کھاؤ کہ سحری کھانے مین برکت ہی ۱۲ بخاری مسلم بروایت انس ۱۲

ح۳ ابوداؤد و نسائی بروایت عرباض

ح۴ جو شخص قرآن مین بسا رائے اپنی تفسیر کرے موافق اپنی رائے کے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین بناوے ۱۲ ترمذی بروایت ابن عباس رض

صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباسؓ کو فرمایا تھا اللھم فقہہ فی الدین وعلمہ التاویل اور جو شخص طامات والون مین کا اس جیسے تاویلات کو درست کہتا ہی باوجودیکہ اُسے معلوم ہی کہ یعنی اُن لفظون سے مقصود نہین اور پھر کہتا ہی کہ میرا ارادہ ان سے لوگون کو خدای تعالی کی طرف بلانے کا ہی تو اُسکی مثال ایسی ہی جیسے کوئی ایسے امر مین جو واقع مین حق ہو مگر شریعت مین اُسکا ذکر نہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹی حدیث بناوے یا ہر ایک مسئلہ مین کہ حق سمجھے ایک حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے موضوع کرلے تو یہ امر ظلم اور گمراہی اور اس حدیث شریف کے مضمون مین داخل ہوتا ہی من کذب علی متعمداً فلیتبوء مقعدہ من النار بلکہ الفاظ کی تاویل کرنی اس سے بھی بڑھکر ہی اسلیے کہ اُس سے تو الفاظ کا اعتبار ہی بیکار ہوتا ہی اور قرآن کے سمجھنے اور اس سے فائدہ لینے کے طریق کو بالکل برہم کرتا ہی سو اب تمکو معلوم ہوا کہ شیطان نے لوگون کے ارادہ کو اچھے علمون کی طرف سے کس طرح برے علمون کی طرف پھیر دیا اور یہ ساری باتین علماے بد کے نام بدلنے کی بدولت ہین پس اگر تم اُنکا اتباع صرف شہرت کے اعتبار پر کروگے اور جو معانی کہ اول قرن مین معروف تھے اُنکی طرف توجہ نہ کروگے تو تمھارا حال وہ ہوگا کہ حکمت کے سبب سے شرف کی طلب مین کسی نام کے حکیم کا اس زمانے مین اتباع کرو اور یہ خبر نہو کہ حکمت پہلے کیا تھی اور اب کیا ہی پانچوان لفظ حکمت ہی کہ حکیم کا لفظ اب طبیب اور شاعر اور منجم پر بولتے ہین بلکہ جو شخص شرکون پر عوام کے ہاتھون مین قرعہ ڈالتا ہی اُسکو بھی حکیم کہتے ہین حالانکہ حکمت وہ ہی جسکی خداے تعالی تعریف بیان فرماتا ہی یؤتی الحکمۃ من یشاء ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے باب مین فرمایا کہ حکمت کا ایک کلمہ اگر آدمی سیکھے تو اُسکے حق مین دنیا وما فیہا سے بہتر ہی اب تامل کرو کہ پہلے حکمت کیا تھی اور بالفعل کس طرف منقول ہو گئی اور اسی پر باقی الفاظ کو قیاس کرلو اور علماے بد کے دھوکے اور فریب مین نہ آؤ اسلیے کہ دین پر اُنکی خرابی بہ نسبت شیطانون کے بڑھکر ہی کیونکہ شیطان اُنھین کے ذریعہ سے لوگون کے دلون مین سے دین کو نکالتے ہین اور اسی وجہ سے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے سوال کیا کہ بدترین خلق کون ہین تو آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ الٰہی مغفرت کر یہانتک کہ مکرر پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ علماے بد ہین۔ پس اچھے اور برے علم کو تم جان چکے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ دونون ایک دوسرے مین کس وجہ سے ملتبس ہو جاتے ہین تو اب تمھین اختیار ہی کہ اپنے نفس کی بھلائی چاہو تو سلف کا اقتدا کرو اور اگر چاہ فریب مین گرا چاہو تو پچھلون کی مشابہت اختیار کرو جتنے علوم کہ سلف کو پسند تھے وہ سب مٹ گئے اور جن پر کہ اب لوگ اوندھے مُنھ گرتے ہین وہ اکثر بدعت اور نو پیدا ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا بجا ہی کہ بدأ الاسلام غریبا وسیعود غریبا کما بدأ فطوبی للغربا۔ فقیل ومن الغربا۔ قال الذین یصلحون ما افسدہ الناس من سنتی والذین یحیون ما اماتوہ من سنتی اور دوسری روایت مین ہی کہ وہ لوگ اُس چیز پر متمسک رکھنے والے ہونگے جسپر تم آج متمسک ہو اور ایک اور حدیث ہی کہ غربا کم نیکبخت لوگ ہین بہت سے لوگون مین اور خلق مین اُنسے بغض رکھنے والے بہت ہوتے ہین بہ نسبت دوستی رکھنے والون کے۔ اور یہ علوم اس طرح کے غریب ہو گئے کہ جو کوئی اُنکا ذکر کرتا ہی اُسکے لوگ دشمن ہو جاتے ہین اور اسی لیے سفیان ثوریؒ نے فرمایا ہی کہ جب تم کسی عالم کے دوست بہت دیکھو تو جان لو کہ وہ حق کو باطل کے ساتھ ملانے والا ہی اسواسطے کہ اگر حق ہی کہتا تو لوگ اُس سے عداوت رکھتے تیسرا بیان عمدہ علمون مین سے مقدار محمود کے ذکر مین۔ واضح ہو کہ علم اس اعتبار سے تین قسم پر ہی ایک تو وہ کہ اُسمین سے تھوڑا اور بہت بُرا ہی ہو دوم وہ کہ اُسکا قلیل اور کثیر اچھا ہو اور جسقدر بہت ہووے اسی قدر بہتر اور عمدہ ہی سوم وہ کہ اُسمین سے بقدر کفایت تو اچھا ہو اور مقدار کافی سے زائد قابل تعریف نہو اور یہ تینون قسمین مثل بدن کے حالات کے ہین کہ اُن مین سے بعض حالت خواہ تھوڑی ہو یا بہت اچھی گنی جاتی ہی جیسے تندرستی اور خوبصورتی اور بعض حالات بُری گنی جاتی ہی کم ہو یا زیادہ جیسے بدصورتی اور بدخلقی اور بعض حالتین ایسی ہین کہ اُنمین میانہ روی اچھی متصور ہوتی ہی جیسے مال کا دینا کہ اسراف قابل تعریف نہین گو وہ بھی خرچ کرنا ہی جیسے

شجاعت کہ تہور کی تعریف نہین اگرچہ وہ بھی شجاعت کی جنس ہو اسی طرح علم کا حال ہو اُسکی اول قسم جو تھوڑا ہو یا بہت بُرا ہی گنا جاوے
ایسا علم ہو کہ جسمین نہ دین کا فائدہ ہو نہ دنیا کا یا اُسکا نقصان بہ نسبت فائدہ کے زیادہ ہو جیسے علم سحر اور طلسمات اور نجوم مین کہ بعضون
مین تو کچھ فائدہ نہین اور عمر سی نفیس چیز جو عمدہ سرمایۂ انسانی ہو اُسمین صرف کرنی مفت برباد کرنی ہو اور نفیس چیزون کا برباد کرنا بُرا ہو اور
بعض ایسے ہین کہ بہ نسبت اُس فائدے کے جو اُس علم سے متصور ہوتا ہو یعنی دنیاوی حاجت کبھی کوئی نکل جاتی ہو اُنکا نقصان زائد ہوتا ہو
بلکہ وہ فائدہ بہ نسبت نقصان کے ہیچ معلوم ہوتا ہو۔ اور جو علم اس سرے سے اُس سرے تک اچھا ہی ہو وہ علم خدا تعالی کی معرفت اور اُسکے
صفات اور افعال کا اور خلق مین اُسکی عادت جاری کا اور دنیا پر آخرت کی ترجیح کی حکمت کا ہو اسلیے کہ یہی علم مطلوب بالذات اور وسیلۂ
سعادت اخروی ہو اور اسمین جسقدر کوشش کیجاوے وہ مقدار واجب سے کم ہی ہوگی کیونکہ یہ دریا وہ ہو کہ جسکی تھاہ نہین معلوم ہوتی تمام گھومنے
والے اسکے کنارون پر ہی پھرتے ہین جتنا جس سے ہو سکتا ہو اتنی گردش کرتا ہو اُسکے اندر بجز انبیا اور اولیا اور مضبوط عالمون کے اور کوئی نہین
جاتا وہ البتہ موافق اختلاف اپنے درجون اور قوتون کے جسقدر کہ تقدیر الٰہی نے اُنکے حق مین لکھدیا ہو اُسمین خوض کرتے ہین یہ وہی علم
پوشیدہ ہو کہ کتابون مین لکھا نہین جاتا۔ اس علم پر تنبیہ ہو جانے کے لیے علم سیکھنا اور علماے آخرت کے حالات دیکھنے مفید ہوتے ہین یہ
تو ابتدا مین چاہیے اور انجام کے لیے اس علم پر مدد مجاہدہ اور ریاضت اور قلب کے صاف کرنے اور دنیا کے علاقون سے اُسکو خالی
کرنے اور دنیا مین انبیا اور اولیا کی مشابہت پیدا کرنے سے ملتی ہو جو کوئی اس علم کے لیے اسطرح سعی کریگا تو اُسکو جتنا اُسکے نصیب
مین ہو ملجاویگا بقدر کوشش نہین ملیگا ہان مجاہدہ کی حاجت اسمین ضرور ہو بدون مجاہدہ کچھ نہین ہوتا کہ ہدایت کی کنجی سوا اُسکے اور کوئی نہین
اور تیسری طرح کے علوم جو ایک مقدار خاص تک اچھے ہین وہ وہ ہین جنکو ہم فروض کفایہ مین لکھ آئے ہین کہ اُنمین ہر علم کے تین درجے
ہین ایک بقدر کفایت و حاجت وہ تو ادنی ہو اور ایک متوسط سے زائد کہ آخر عمر تک اُسکی انتہا نہو تو آدمی کو چاہیے کہ دو باتون مین سے
ایک اختیار کرے یا تو اپنے نفس کی فکر کرے یا جب اپنے نفس سے فارغ ہو جاوے تو دوسرے کی فکر کرے مگر ایسا ہر گز نہ کرے
کہ اپنے نفس کی اصلاح سے پیشتر دوسرے کی اصلاح مین مشغول ہو اب اگر تمکو اپنے نفس کا دھندا کرنا ہو تب تو اُسی علم مین مشغول ہو
جو تمپر فرض عین بحسب اقتضاے حالات ہوتا جاوے اور جو اعمال ظاہر کے متعلق ہو مثلاً نماز اور روزہ اور طہارت لیکن بڑا ضروری
اور اہم جسکو سب لوگون نے چھوڑ رکھا ہو وہ دل کی صفتون کا علم ہو اور یہ کہ اُنمین سے کونسی اچھی ہو اور کونسی بُری اسواسطے کہ کوئی آدمی
ایسا نہین جو بُری صفتون سے مبرا ہو اور حرص اور حسد اور ریا اور کبر اور عجب وغیرہ اُسکے اندر نہون اور یہ صفات سب ہلاک کرنے والے
ہین اور اُنکو ویسے ہی چھوڑ دینا اور صرف اعمال ظاہری مین مشغول رہنا ایسا ہو کہ آدمی خارش یا پھوڑون کی تکلیف مین ظاہر بدن پر لیپ
کر لے اور اندر کا مواد فصد اور سینگی سے نکالنے مین سستی کرے۔ اور نام کے علما اور کٹھ ملا اعمال ظاہری ہی بتاتے ہین جیسے سڑکون کے
طبیب ظاہر بدن پر لیپ کرنے کو کہتے ہین اور آخرت کے علما بجز باطن کی صفائی اور دور کرنے مواد شر کے اسطرح کہ اُنکی جڑین اُکھاڑ
ڈالی جاوین اور کچھ نہین بتاتے اور اُنکی جڑین دل کے اندر ہین۔ اور اکثر لوگ جو اعمال ظاہری کے پابند ہین اور دلون کی صفائی نہین
کرتے اسکی وجہ یہ ہو کہ ظاہر اعضا کے اعمال آسان پڑتے ہین اور دل کے اعمال مشکل جیسے کوئی شخص کڑوی اور بدمزہ دوا پینے کو سخت
جانکر ظاہر بدن پر لیپ کر لیتا ہو اور اسی دردسری مین مبتلا رہتا ہو اور مواد بڑھتا جاتا ہو اور اُسکے سبب سے اور روگ دونے ہونے جاتے ہین
پس اگر تمکو قصد آخرت اور طلب نجات اور ہلاک ابدی سے گریز منظور ہو تو باطن کے روگون اور اُنکے علاج کے علم مین مشغول ہو جسطرح
ہمنے جلد ثالث مین اُسکی تفصیل کی ہو اُسکے جاننے سے تم اُن عمدہ مقامات پر بالضرور پہونچ جاؤگے جو جلد چہارم مین مذکور ہین کیونکہ
دل جب بُری بات سے خالی ہوتا ہو تو اچھی بات سے بھرتا ہو اور زمین جب گھاس سے نولائی جاتی ہو تب اُسمین کھیتی اور چمن کی بہار

ہوتی ہو اور جب تک تمکو اس فرض عین سے فراغت نہو تب تک فرض کفایہ مین مصروف نہو خصوص اُسوقت ہین کہ کوئی دوسرا
اُسکو جانتا ہو اور تعمیل کرتا ہو اسلیے کہ جو شخص اپنی جان کو ہلاک کرے اسلیے کہ دوسرے کی اصلاح شاید ہو جاوے تو وہ بیوقوف ہی مثلاً
اگر سانپ اور بچھو کسی کے کپڑون مین گھسے ہوے ہون اور اُسکے قتل کے درپے ہون اور وہ ایک پنکھا ڈھونڈھتا پھرتا ہو جس سے
کہ دوسرے کی مکھی دور کرے اور وہ دوسرا ایسا ہو کہ اگر سانپ اور بچھو اول کو درد و رنج پہونچا دین تو وہ اُسکے کام نہ آوے اور نہ اُنکی مصیبت
سے چھڑاوے تو بھلا اُس سے بڑھکر کون احمق ہوگا کہ اپنی جان کی فکر تو نہ کرے دوسرے کے لیے بیفائدہ کاوش کرے۔ اور اگر تمکو اپنے
نفس کی صفائی سے فراغت ملے اور ظاہر اور باطن کے گناہ چھوڑنے پر قدرت ہو جاوے اور یہ امر ایک عادت دائمی کے طور پر تم مین
حاصل ہو جاوے اور ایسا ہونا کچھ بعید نہین تو اُسوقت البتہ فروض کفایہ مین مشغول ہونا چاہیے اور اُسمین ترتیب اور درجہ کا لحاظ رکھنا
چاہیے یعنی اول کلام مجید پھر حدیث شریف پھر علم تفسیر اور علوم قرآنی ناسخ اور منسوخ اور مفصول اور موصول اور محکم اور متشابہ پہچاننے
اور اسی طرح حدیث کے علوم سیکھنے چاہیین پھر اُنکے فروع مین مشغول ہونا یعنی علم فقہ کے مذہب معتبرہ جاننا چاہیے نہ خلاف کو پھر اصول
فقہ کو اور اسی طرح باقی اور علمون کو جہانتک کہ عمر مین گنجایش ہو اور وقت یاری دے مگر اپنی عمر کو ایک فن خاص مین مستغرق مت کرو اس
لحاظ سے کہ اسمین کمال پیدا کرو اسلیے کہ علوم بہت ہین اور عمر تھوڑی اور یہ علوم دوسرے مقصود کے لیے آلات اور مقدمات ہین خود
مطلوب بالذات نہین اور جو چیز کہ غیر کے لیے مطلوب ہوتی ہو اُسمین یہ نہین چاہیے کہ اصل مقصود بھلا دیا جاوے اور ذریعہ کی کثرت
کیجاوے۔ پس علم لغت مروج سے اسی قدر پر اکتفا کرو جس سے کہ تم عربی زبان کو سمجھ سکو اور بول سکو اور جو لغت کم رائج ہون اُنمین سے اسقدر
جان لو کہ قرآن اور حدیث کے سب الفاظ پر وقوف ہو جاوے اس سے زیادہ مین خوض کرنا کچھ ضرور نہین اسی طرح نحو سے اُسی قدر پر
اکتفا کرو جو قرآن اور حدیث کے متعلق ہو اور جیسا کہ اوپر مذکور ہوا کہ علم کے تین مراتب ہین ایک بقدر کفایت دوم متوسط سوم درجہ کمال تو ہم
حدیث اور تفسیر اور فقہ اور کلام مین اُن تینون مراتب کو بتائے دیتے ہین تاکہ اور علوم کو تم اُنھین پر قیاس کر لو پس علم تفسیر مین مقدار کفایت
یہ ہو کہ حجم قرآن کی دونی ہو جیسے علی واحدی نیشاپوری کی تفسیر ہو جسکا نام وجیز ہو اور متوسط درجہ یہ ہو کہ قرآن کے حجم سے تگنی ہو جیسے تفسیر
نیشاپوری جسکو وسیط کہتے ہین اور درجہ کمال اس سے زائد ہو جسکی کچھ حاجت نہین اور عمر بھر تک اُسکا انجام بھی نہین ہوتا۔ اور حدیث مین
مقدار کفایت یہ ہو کہ مضمون بخاری اور مسلم کا کسی شخص فاضل اور متین حدیث کے واقف سے سمجھ لو اور راویون کے نام کا یاد کرنا ضرور نہین
اسلیے کہ یہ کام تم سے پہلے لوگ کر چکے ہین اور سب کچھ لکھ گئے ہین تمکو اتنا ہی چاہیے کہ اُنکی کتابون کو معتبر سمجھو اور یہ بھی تمپر لازم نہین کہ بخاری
اور مسلم کے الفاظ حدیث کو حفظ کرو بلکہ اس طرح تحصیل کرو کہ ضرورت کے وقت جس مسئلہ کی ضرورت تمکو پڑے اُن مین سے نکال سکو
اور متوسط درجہ یہ ہو کہ جتنی کتابین حدیث کی صحیح ہین اُن سب کو صحیحین کے ساتھ پڑھ لو اور درجہ کمال یہ ہو کہ جو کچھ حدیثین منقول ہون
خواہ ضعیف ہون یا قوی اور صحیح ہون یا معلل سبکو پڑھو اور اُستاد کے بہت سے طریق اور راویون کے حالات اور اُنکے نام
اور اوصاف معلوم کرو اور فقہ مین مقدار کفایت اسقدر ہو کہ جیسے مختصر مزنی رح کی ہو جسکو ہمنے خلاصۃ المختصر مین لکھا ہو اور متوسط وہ ہو جو مختصر کی
تین گنی ہو یعنی اتنی بڑی ہو جتنی بڑی ہماری کتاب فقہ کی وسیط ہو اور درجہ غایت اسکو سمجھو جو ہمنے بسیط مین لکھا ہو مع اور بڑی بڑی کتابون کے
اور علم کلام کا مقصود صرف اتنا ہو کہ جو عقیدے اہل سنت نے سلف صالحین سے نقل کیے ہین وہ محفوظ رہین اور کچھ مطلب نہین
اور اگر ہو تو امور کے حقائق کا کشف ہو جانا بدون طریق کشف کے اُس سے کچھ غرض متعلق نہین ہان مقصود حفظ سنت کے لیے مقدار کافی
علم کلام کی ضرور ہونی چاہیے اور وہ ایک مختصر رسالہ عقائد سے ہو سکتی ہو جسکے مضمون کو باب قواعد العقائد اس جلد کا حاوی ہو اور متوسط
درجہ کی مقدار یہ ہو کہ سو ورق کا رسالہ ہو جیسا کہ ہمنے کتاب الاقتصاد فی الاعتقاد لکھی ہو اور حاجت علم کلام کی اس وجہ سے ہو کہ اس سے

بدعتی کا مناظرہ کیا جاوے اور اسکی بدعت کو ابتر کرکے عامی کے دل مین سے نکال دیا جاوے اور یہ بات صرف عوام ہی کے ساتھ مین کارآمد ہی بشرطیکہ اُنکو تعصب نہ بڑھ گیا ہو اور نہ بدعتی اگر تھوڑا سا بھی مناظرہ جان جاتا ہی تو کم ایسا ہوتا ہی کہ اُسکو کلام مفید ہو کیونکہ اگر اُسکو تقریر مین ساکت بھی کردو تب بھی اپنا مذہب نہ چھوڑیگا اور اپنے نفس کو ناقص سمجھکر فرض کرلیگا کہ اس بات کا جواب ضرور ہوگا مگر مجکو نہین آتا طرف ثانی مجکو مغالطہ دیتا ہی اور قوت مناظرہ سے حق کو مشتبہ کیے ڈالتا ہی اور عامی کا حال یہ ہوتا ہی کہ اگر ذرا سی تقریر مین حق سے منحرف ہو جاتا ہی تو اُسی قدر تقریر مین پھر درست ہو سکتا ہی بشرطیکہ تعصب نہ بڑھ گیا ہو اور اگر تعصب اور اپنی چاو کی پیچ پر آجاویگا تو پھر عامی سے بھی ناامیدی ہو جاتی ہی اسلیے کہ ہیچ بیہودہ کرنی نفسون مین عقیدون کو پختہ کردیتی ہی اور یہ آفت بڑے علما مین ہی کہ حق کے لیے تعصب مین مبالغہ کرتے ہین اور مخالفین کو بچشم حقارت دیکھتے ہین اور اُسکا انجام یہ ہوتا ہی کہ وہ لوگ بھی مکافات اور مقابلہ پر آمادہ ہوتے ہین اور باطل کی مدد زیادہ کرتے ہین اور جس چیز کا اُنپر الزام لگایا جاتا ہی اُسکو خوب مضبوطی سے تمسک کرتے ہین اگر حضرات علما براہ مہر و رحمت اور خیرخواہی کے اُنکو خلوت مین نصیحت کردیتے اور تعصب اور حقارت کے موقع سے قطع نظر کرتے تو غالبا کامیاب ہوتے لیکن چونکہ جاہ بدون لوگون کی پیروی کے راست نہین ہوتا اور پیروی پر میل لوگون کا بدون تعصب اور طرف ثانی کے لعن و دشنام کے نہین آتا اسلیے علما نے تعصب کو اپنی عادت اور حربہ ٹھہرالیا ہی اور کہتے ہین کہ ہم دین کی حفاظت کرتے ہین اور مسلمانون کی طرف سے لڑتے ہین اور واقع مین اس صورت سے خلق کی بربادی اور نفسون مین بدعت کا جمنا حاصل ہی سا اور امور خلافی جو ان پچھلے زمانون مین ایجاد ہوئے ہین اور اُنمین وہ تحریرین اور تصنیفین اور مناظرے نکلے ہین کہ ویسے کبھی زمانہ سلف مین نہ تھے تو اُنکا تم گرد بھی مت پھرنا اور اُنسے ایسی طرح بچنا جیسے زہر قاتل سے اسلیے کہ وہ مرض لا علاج ہی وہی روگ ہی جسنے تمام فقیہون کو آپس کی حرص اور مباہات مین مبتلا کردیا ہی چنانچہ عنقریب اُنکے آفات اور غوائل ہم بیان کرینگے۔ اور کبھی اُس تقریر کو کوئی ویسا ہی عالم سنتا ہی تو کہتا ہی کہ جس شخص کو کوئی بات نہین آتی وہ اُسکا دشمن ہوا کرتا ہی تو تم کو اس کہنے سے یہ گمان نہو کہ ہم بھی اس علم سے ناواقف ہین بلکہ تم نے تو اس فن مین ایک عمر تلف کی اور تصنیف اور تحقیق اور جدال اور بیان مین اول لوگون پر گوے سبقت لیگئے مگر پھر اللہ تعالی نے ہمکو راہ راست الہام کیا اور اس فن کے عیب پر مطلع فرمایا تب ہم اُسکو ترک کرکے اپنے نفس کی فکر مین مشغول ہوے اس نظر سے تمکو نصیحت ہماری قبول کرنی چاہیے کہ تجربہ کار کا کہنا ٹھیک ہی اور اگر کوئی یون کہے کہ فتوی شریعت کا رکن ہی اور اسکی علتین بدون علم خلاف کے معلوم نہین ہوتین اسلیے اُنکا جاننا ضروری ہی تو اس قول سے تم مغالطہ مین نہ آنا کیونکہ مذہب کی علتین خود مذہب مین مذکور ہین اُنسے جو باتین زائد ہین وہ مفت کے جھگڑے ہین کہ قرن اول کے لوگ اور صحابہؓ اُنکو نہ جانتے تھے حالانکہ اورون کی نسبت کر علم فتوی کو زیادہ جانتے تھے بلکہ یہ علتین قطع نظر اس سے کہ علم مذہب مین کچھ مفید نہین فقہ کے مزہ کو خراب کرتی ہین اور ضرر ہو جاتی ہین اسلیے کہ جس شخص کے لیے مفتی کا فکر شاہد ہو جاتا ہی تو اگر مفتی کی طبیعت مین ذوق صحیح فقہ کا ہوتا ہی تو اکثر ایسا ہی ہوتا ہی کہ اُس سے جدل کی شرطون کے بموجب حکم کا اجرا نہین ہو سکتا اور جس شخص کی طبیعت جدل کی رسمون کی عادی ہوتی ہی اُسکا ذہن جدل کے مقتضیات کو مانتا ہی اور فقہ کے ذوق کے ماننے سے پہلوتہی کرتا ہی۔ اور اس فن مین وہی لوگ مشغول ہوتے ہین جنکو شہرت اور جاہ کی طلب ہوتی ہی اور بہانہ یہ کرتے ہین کہ ہم مذہب معتبر کی علتین تلاش کرتے ہین حالانکہ بعض اوقات ساری عمر گذر جاتی ہی اور اُنکی ہمت مذہب کے جاننے پر مصروف نہین ہوتی علتون ہی مین بسر ہو جاتی ہی اسلیے تمکو چاہیے کہ جن کے شیطانون سے بھی بچو اور انسانون کے شیطانون سے بھی احتراز کرو کہ اُن لوگون نے بہکانے اور گمراہ کرنے مین شیاطین جن کو راحت دے دی ہی حاصل اس سب تقریر کا یہ ہی کہ تم جہان مین اپنے نفس کو خدا تعالی کے ساتھ اکیلا فرض کرلو اور جان لو کہ موت اور درپیش اور حساب اور بہشت اور دوزخ سامنے ہین پھر تامل کرو کہ ان سامنے کی چیزون مین کونسی بات تمکو بکار آمد ہی اُسکو تو اختیار کرو اور اسکے

سوا اسکو ترک کر دو والسلام۔ بعض مشائخ نے کسی عالم کو خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ جن علوم سے تم جھگڑا کیا کرتے تھے اور اُنکے باب مین مناظرے
برروے کار لاتے تھے اُنکا احوال کہو عالم نے اپنی ہتھیلی پھیلا کر اُسمین پھونک ماری اور کہا سب خاک کی طرح اوڑ گئے مجکو صرف دو رکعتین کام
آئین جو رات کو مین نے ادا کین صرف وہی میری تھین۔ اور حدیث شریف مین ارشاد ہی ما ضل قوم بعد ہدی کانوا علیہ الا اوتوا الجدل ثم قرء
ما ضربوہ لک الا جدلا بل ہم قوم خصمون اور ایک حدیث مین اس آیت کے معنون مین فاما الذین فی قلوبہم زیغ یہ ارشاد ہی ہم اہل الجدل الذین
عناہم اللہ تعالی بقولہ فاحذرہم ان یفتنوک اور بعض اکابر کا قول ہی کہ آخر زمانے مین کچھ لوگ ہونگے کہ عمل کا دروازہ اُنپر بند کر دیا جاویگا اور جدل
کا دروازہ اُنکے لیے کھل جاویگا اور بعض احادیث مین وارد ہی کہ تم ایسے زمانے مین ہو کہ اُسمین عمل کا الہام ہوا ہی اور عنقریب ایک قوم ایسی
ہوگی کہ اُنکے دلون مین جدل ڈالا جاویگا۔ اور حدیث مشہور مین وارد ہی ابغض الخلق الی اللہ تعالی الالد الخصیم ایک روایت مین یون ہی کہ
جس قوم کو گفتگو ملی وہ عمل سے روک دی گئی۔ اور علی بن بصیر حمصی اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ انھون نے خلیل بن احمد کو بعد انکی
وفات کے خواب مین دیکھا اور کہا کہ ہمکو خلیل سے زیادہ کوئی عاقل نہین ملتا کہ اُس سے کچھ پوچھین خلیل نے فرمایا کہ جس بات مین ہم مصروف
تھے اُسکا حال بھی تمنے معلوم کیا ہمکو تو سوائے اِن کلمات کے اور کوئی چیز مفید نہوئی سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر چوتھی فصل
اس ذکر مین کہ علم خلاف پر خلق کے متوجہ ہونے کا کیا سبب ہی اور مناظرہ کی آفتون کی تفصیل اور اُسکے جائز ہونے کی شرطون مین۔ اس فصل
مین تین بیان ہین بیان اول علم خلاف پر لوگون کے متوجہ ہونے کے ذکر مین واضح ہو کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امر خلافت کے
متکفل خلفاے راشدین مہدیین ہوے یہ لوگ عالم باللہ تھے اور اُسکے احکام سمجھنے والے اور مقدمات کے فتاوی کے ماہر اسی جہت سے
اُن لوگون کو فقیہون سے مدد لینے کی بہت ہی کم حاجت ہوتی تھی فقط ایسے معاملات مین کہ جنمین مشورہ سے گزیر نہ تھا کسی کی ضرورت پڑتی
تھی اسی لیے علما صرف علم آخرت ہی کے ہو رہے تھے اور کچھ شغل نہ رکھتے تھے اور فتاوے اور خلق کے احکام دنیاوی کو ایک دوسرے پر
ٹالتے تھے اور بہمہ ہمت متوجہ الی اللہ تھے چنانچہ انکی سیرتون سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہی جبکہ نوبت خلافت اُن لوگون پر پہونچی تو بے استحقاق
خلافت اور بدون رسوخ علم فتاوے اور احکام کے حاکم ہو گئے تو انکو چار ناچار فقہا سے مدد لینی اور سب حالون مین اُنکو ساتھ رکھنے کی ضرورت
پڑی تاکہ جو حکم جاری کرین اُنسے فتوی طلب کرین اور اُسوقت علماے تابعین مین سے وہ لوگ باقی تھے جو طرز اول قرن کے عادی اور دین
خالص کے ملازم تھے اور علماے سلف کے قدم بقدم چلتے تھے اسیلیے اُنکا یہ حال تھا کہ اگر حکام انکو بلاتے تھے تو وہ بھاگتے تھے اور روگردانی
کرتے تھے لہذا حکام کو انکی طلب مین اصرار کرنا پڑا کہ عہدۂ قضا اور حکومات دیوین پس اُسوقت کے لوگون نے جو علما کی عزت دیکھی کہ حاکم
اور امام اور والی سب انکی طرف متوجہ ہین اور یہ انکو مُنہ نہین لگاتے تو علم کے حاصل کرنے پر متوجہ ہوئے تاکہ حاکمون کی طرف سے عزت اور
جاہ ملے اسی لیے علم فتاوے پر جھک پڑے اور اپنے آپ کو حاکمون کے سامنے پیش کیا اور اُنسے تعارف بہم پہونچا کر عہدے اور انعام لیے
اور بعض تو پھر بھی محروم رہے اور بعض مراد کو پہونچے جو مراد کو پہونچے وہ بھی طلب کی ذلت اور بدون بلائے جا کھڑے ہونے کی خواری سے
نہ بچے غرض کہ فقہا جو مطلوب رہا کرتے تھے اب طالب ہو گئے اور پیشتر جو سلاطین کو مُنہ نہ لگاتے تھے اور عزت سے تھے اب اُنکے پاس
آنے سے ذلیل بنے مگر پھر بھی علماے دین الٰہی مین سے جنکو توفیق عنایت ہوئی وہ ہر وقت مین اس ذلت سے محفوظ رہے۔ اور
اُس زمانے مین اکثر توجہ لوگون کی فتاوے اور مقدمون کے علم پر تھی اسیلیے کہ عہدون اور حکومتون مین اسی کی بڑی ضرورت تھی پھر
اُنکے بعد بعض رؤسا اور امرا ایسے ہوے کہ انھون نے عقائد کے قواعد مین لوگون کی گفتگوئین سنین اور اسباب مین دلائل سننے کا انکو شوق ہوا
جب لوگون کو معلوم ہوا کہ ان امرا کو رغبت علم کلام کے مناظرہ اور جھگڑنے کی ہی تو اُسی کا چرچا شروع کر دیا اور اُسمین بہت سی تصنیفات کین
اور طریق جھگڑنے کے نکالے اور طرف ثانی کے اقوال پر اعتراضات کے ڈھنگ ایجاد کیے اور یہ خیال کیا کہ ہمکو دین الٰہی کی طرف سے

بری باتون کا دفع کرنا اور سنت کی طرف سے لڑنا اور بدعت کا استیصال کرنا منظور ہی جیسا اُنسے پیشتر کے فقہا کہتے تھے کہ ہماری غرض دین کے فتاوے کا اچھی طرح جاننا اور مسلمانون کے احکام کا متکفل ہونا ہی اور اُسمین خلق خدا پر شفقت اور اُنکی خیر خواہی مد نظر ہی - پھر کچھ مدت بعد بعض روسا ایسے ہوے کہ اُنکو علم کلام مین خوض کرنا اچھا نہ معلوم ہوا اس جہت سے کہ اُسمین مناظرہ کا باب مفتوح ہونے سے بڑے بڑے تعصبات اور خصومات پیدا ہوے جنسے نوبت کشت وخون اور شہرون کی بربادی کی پہونچی مگر اُنکو فقہ مین مناظرہ ہونے کا اور خاص امام شافعی اور امام اعظمؒ کے مذہبون مین اولی کے معلوم کرنے ذوق ہوا اسلیے لوگون نے علم کلام اور دوسرے فنون کو ترک کر دیا اور خاص ان دونون اماموں کے مسائل خلافی کی طرف میل کیا جو خلاف کہ امام مالک اور احمد اور سفیان ثوریؒ وغیرہم کے ساتھ ہی اسمین سہولت برتی اور اپنے خیال خام مین یہ سمجھا کہ ہماری غرض شریعت کی باریک باتون کا نکالنا اور مذہب کی علتون کا ثابت کرنا اور فتاوے کے اصول کی بنا ڈالنی ہی اور اس بات مین بہت سی تصانیف لکھین اور طرح طرح کے جھگڑے اُنمین درج کیے اور ابتک اسی پر چلے جاتے ہین نہین معلوم کہ ہمارے بعد کے زمانون مین خداے تعالی نے کیا مقدر کر رکھا ہی غرض کہ باعث خلافیات پر جھکنے کا اور مناظرون پر مائل ہونے کا یہی تھا اور کچھ نہ تھا اگر بالفرض دنیا والون کے نفس کسی اور امام کے ساتھ خلاف معلوم کرنے کے راغب ہو جاوین یا کسی اور علم کی طرف شائق ہون تو علما بھی اُنکے ساتھ ہی جھکینگے اور اس بہانے سے باز نہ آوینگے کہ جس علم مین ہم مشغول ہین یہ علم دین ہی اور ہمکو مطلب سواے خداے تعالی کے اور کچھ نہین دوسرا بیان اس بات کی غلطی مین کہ یہ مناظرے صحابہؓ کے مشورون اور اکابر سلفؒ کی تقریرون کے مشابہ ہین - جاننا چاہیے کہ علما کبھی لوگون کو یہ مغالطہ دیتے ہین کہ ہماری غرض ان مناظرون سے حق بات پر بحث کرنا ہی تاکہ حق کھل جاوے اسلیے کہ امر حق مطلوب ہی اور فکر کرنے مین ایک دوسرے کی مدد کرنی اور بہت سی رایون کا متفق ہو جانا مفید ہی اور صحابہؓ کی عادت بھی اپنے مشورون مین اسی طرح کی تھی مثلاً دادا کے ساتھ مین بھائیون کے محروم ہونے کی صورت اور شراب خواری کی سزا مین اور جب امام چوک جاوے تو اُسپر تاوان کے واجب ہونے مین جیسا اُس مسئلہ مین کہ کسی عورت نے بباعث خوف حضرت عمرؓ کے اپنا بچہ گرا دیا تھا اور اسی مسائل فرائض وغیرہ مین اُنکے مشورے مشہور ہین اور جو خلاف کہ شافعی اور احمد اور محمد اور مالک اور ابو یوسف وغیرہم رحمہم اللہ سے منقول ہی وہ اسی بات کا محمد ہی اور ہم تمکو اس مغالطہ کی تہ بتائے دیتے ہین اور وہ یہ ہی کہ طلب حق پر ایک دوسرے کی مدد چاہنی البتہ دین کی بات ہی مگر اُسکے لیے کئی شرطین اور علامتین ہین اول یہ کہ جب یہ مناظرہ فرض کفایہ ہو تو جو شخص کہ فرض عین سے فراغت نہ کر چکے اُسکو اُسمین مشغول ہونا نہ چاہیے اور جس شخص پر فرض عین ہو اور وہ فرض کفایہ مین مصروف ہو جاوے اور کہے کہ میری غرض طلب حق ہی تو وہ جھوٹا ہی اور اُسکی مثال ایسی ہی کہ کوئی خود تو نماز ترک کر بیٹھے اور کپڑون کے پیدا کرنے اور بننے مین کوشش کرتا پھرے اور کہے کہ میری غرض اس سے یہ ہی کہ جو شخص ننگے بدن نماز پڑھے اور کپڑا نہ میسر ہو اُسکا ستر عورت کر دون کیونکہ یہ بات کبھی ہو بھی جاتی ہی اُسکا واقع ہونا ممکن ہی جیسا فقیہ کہتا ہی کہ جو امور کہ اُنسے خلاف مین بحث ہوتی ہی اُنکا واقع ہونا ممکن ہی گو کم ہوتے ہون - اور جو لوگ مناظرہ مین مشغول رہتے ہین وہ ایسی باتون کو چھوڑے ہوئے ہین جو باتفاق فرض عین ہین اور اگر کوئی ودیعت کو فوراً ادا کرنا چاہے اور کھڑا ہو کر نماز کی نیت باندھ لے جو سب ثوابون سے عمدہ ہی اور کسی شرط وغیرہ کا لحاظ نہ کرے تو ظاہر ہی کہ اس نماز سے وہ نافرمان خداے تعالی کا ہوگا اس سے یہ معلوم ہوا کہ آدمی کے مطیع ہونے مین بھی امر کافی نہین کہ وہ کوئی فعل طاعت کی جنس کا کرتا ہو جب تک کہ اُسمین وقت اور شرط اور ترتیب کا لحاظ نہ کرے دوسرے یہ کہ مناظرہ کی نسبت گر کوئی دوسرا فرض کفایہ اہم نہ دیکھے اگر اُسکی نسبت اور فرض کفایہ اہم اُسکو معلوم ہو اور پھر مناظرہ مین مشغول ہوگا تو نافرمان ہوگا اور اُسکی مثال ایسی ہوگی کہ کوئی شخص ایک جماعت کو دیکھے کہ پیاس کے مارے مرے جاتے ہین اور لوگون نے اُنکو چھوڑ دیا ہی خبر گیری نہین کرتے اور اُسکو اُنکے جلانے کی یعنی پانی پلانے کی قدرت ہی تو اب یہ پانی نہ پلاوے پچھنے لگانے سیکھے اور کہے کہ اسلیے سیکھتا ہون کہ یہ فرض کفایہ ہی اگر شہر مین اسکا جاننے والا نہ رہیگا تو لوگ ہلاک ہو جاوینگے اور کوئی اُس سے

سکے کہ شہر مین تو سینگی لگانے والے بہت ہین اسیقدر کافی ہین تو جواب دیتا ہو کہ اس بات سے اس فعل کا فرض کفایہ ہونا تو نہین گیا غرض کہ جو شخص ایسا کرے اور جو کام کہ نہایت ضرور ہو اسکو نہ کرے یعنی پیاسے مسلمانون کی خبر نہ لے اسکا حال اُس شخص جیسا ہو کہ مناظرہ مین فرض کفایہ جانکر مصروف رہے اور شہر مین جن فرضون کفایہ کو کوئی نہین کرتا اُنمین تنہای نہ کرے مثلاً فتوی ہی ہو کہ اسکے لیے بہت لوگ ہین اور فروض کفایہ ہر ایک شہر مین کچھ نہ کچھ چھوٹے ہوے ہین کہ اُنکی طرف فقہا توجہ بھی نہین کرتے مثلاً سب سے نزدیک طب ہی ہو کہ اکثر شہرون مین مسلمان طبیب نہین جسکی گواہی شرعاً امور طبیہ مین درست ہو اور فقہا مین سے کوئی طب کی رغبت نہین کرتا اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض کفایہ ہو اکثر مناظرہ کرنے والا مجلس مناظرہ مین دیکھتا ہو کہ حریر کا لباس ہو یا فرش بچھا ہو اُسکو چپکا دیکھا کرتا ہو اور ایسے مسئلہ مین مناظرہ کرتا ہو کہ وہ کبھی واقع نہو اور اگر ہو بھی تو اُسکے بتانے والے بہت سے ہون پھر یہ کہتا ہو کہ مین فرض کفایہ مین مشغول ہونے سے خدا تعالی کا قرب چاہتا ہون، اور حضرت انس رض سے روایت ہو کہ کسی شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کب ترک ہو جاوینگے آپ نے فرمایا کہ جب تم سے بہتر لوگون مین مداہنت پیدا ہوگی اور بڑون مین بیحیائی اور چھوٹون مین سلطنت چلی آئیگی اور رذیلون مین فقہ تیسری یہ کہ مناظرہ کرنے والا مجتہد ہو کہ اپنی راے سے فتوی دے مذہب امام شافعی اور امام اعظم وغیرہما پر مقید ہوکر فتوی نہ دے یہانتک کہ اگر اُسکو حق امام ابو حنیفہ کے مذہب سے معلوم ہوا تو امام شافعی کی تجویز کو ترک کرے اور جو کچھ امر حق معلوم ہوا ہو اُسی کے بموجب فتوی دیوے جس طرح کہ صحابہ اور امام کیا کرتے تھے اور جس شخص کو کہ اجتہاد کا رتبہ نہین جیسا کہ حال سب زمانہ بھر کا ہو اور جب اُس سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا ہو تو اپنے امام کا قول نقل کرکے حکم دیتا ہو اور اگر اپنے امام کے مذہب مین کچھ ضعف معلوم ہوتا ہو تو اُس مذہب کا چھوڑنا اُسکو جائز نہین تو ایسے شخص کو مناظرہ سے کیا فائدہ ہو مذہب تو اُسکو معلوم ہی ہو اُسکے سوا اور مذہب پر فتوی دینے کا اُسکو اختیار نہین اور جو بات اُسکو مشکل پڑے تو اُسکے جواب مین یہ کہنا لازم ہو کہ شاید ہمارے امام کے یہان اسکا کچھ جواب ہوگا ہمکو اجتہاد مین اتنا رسوخ نہین کہ اصل شرع مین سے بات نکالین۔ اور اگر ایسے مسائل مین مباحثہ کرتا کہ جنمین اسکے امام سے دو صورتین یا دو قول ہین تو البتہ مناسب تھا کیونکہ وہ مثلاً اکثر ایک روایت کے بموجب حکم دے دیتا ہو تو بحث سے یہ فائدہ ہوگا کہ جونسی روایت قوی ہوگی وہ معلوم ہو جاویگی حالانکہ ایسے مسائل مین کبھی مناظرے نہین ہوتے بلکہ جس مسئلہ مین امام سے دو وجہین یا قول مروی ہون اُسکو چھوڑ دیتے ہین اور ایسا مسئلہ تلاش کیا جاتا ہو جسمین قطعاً دوسرے امام کا خلاف ہو۔ چوتھی یہ کہ مناظرہ ایسی صورتون مین کرے جو ہو چکی ہون یا عنقریب ہونے کو ہون اسلیے کہ صحابہ نے اُنھین واقعات مین مشورہ فرمایا ہو جو نئے ہوے ہین یا جو اکثر ہوا کرتے ہین جیسے فرائض کے مسائل مگر مناظرہ کرنے والون کو نہ دیکھوگے کہ جن مسائل مین لوگ اکثر مبتلا ہوتے ہین اور فتوی کی حاجت ہو اُنکی تحقیق کا اہتمام کبھی کرتے ہون بلکہ ایسے ہی مسائل کو ڈھونڈھتے ہین جنمین گنجائش جھگڑنے کی کسی صورت سے نکل آوے اور اکثر ایسا ہوتا ہو کہ جو بات اکثر واقع ہوتی ہو اُسکو چھوڑ دیتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ مسئلہ حدیث کے متعلق ہو یا مختصر ہو کچھ طویل مسئلہ نہین پس تعجب کی بات ہو کہ مقصود تو امر حق دریافت کرنا ہو اور پھر مسئلہ کو یہ کہکر چھوڑ دین کہ متعلق بہ حدیث ہو اُسکے باب مین امر حق حدیثون سے دریافت ہوتا ہو یا اس وجہ سے ترک کرین کہ مسئلہ طویل نہین کہ اُسمین کلام کو طول دیا جاوے حالانکہ امر حق مین مقصود یہی ہوتا ہو کہ کلام مختصر کرکے جلد مطلوب پر پہونچ جاوین یہ نہین کہ تقریر کو طول دیا جاوے پانچوین یہ کہ خلوت اور تنہائی مین مناظرہ کرنا اچھا معلوم ہوتا ہو بہ نسبت محفلون اور امرا اور حکام کے سامنے ہونے کے اسلیے کہ خلوت مین ہمت مجتمع اور ذہن اور فکر صاف رہتے ہین اور حق کو جلد سمجھتے ہین اور لوگون کے سامنے نمود کے لوازم اُبھر کھڑے ہوتے ہین اور ہر کسی کو فریقین مین سے یہی حرص ہوتی ہو کہ مین ہی برتر ہون اُسکی پروا نہین کہ حق پر ہون یا باطل پر اور تمکو معلوم ہو کہ اب مناظرہ کرنے والے محفلون اور مجمعون مین بحث کرنے کے زیادہ حریص ہین اور ایک شخص دوسرے کے ساتھ مدتون رہتا ہو مگر تنہائی مین کچھ تقریر نہین کرتا بلکہ اگر ایک کچھ پوچھتا ہو تو دوسرا جواب نہین دیتا اور اگر کوئی رئیس وہان ہو یا مجمع ہو تو پھر کوئی دقیقہ باقی نہین رکھتا تاکہ کلام مین مقرر ثابت ہو چھٹی

یہ امر حق کی طلب مین ایسا حال ہو جیسے کوئی کھوئی ہوئی چیز کو ڈھونڈھتا ہو کہ اُس بات کی تمیز نہ کرے کہ وہ میرے ہاتھون ملے یا دوسرے
کے۔ اور بحث کرنے مین طرف ثانی کو اپنا مددگار جانے مقابل اور خصم نہ سمجھے اگر وہ اُسکی غلطی پر آگاہ کردے یا حق بات بتا دے تو اُسکا شکرگزار
اور ممنون ہووے جسطرح کہ گم شدہ چیز کی تلاش مین اگر ایک رستہ چلتا ہو اور دوسرا شخص اُسکو وہ چیز دوسری سڑک پر بتا دے تو یہ شخص دوسرے
کا مشکور ہوتا ہو اُسکی برائی نہین کرتا اور اُس سے خوش ہوتا ہو اُسکو برا نہین جانتا اور صحابہؓ کے مشورون کا بھی حال ایسا ہی تھا یہانتک
کہ ایک عورت نے حضرت عمرؓ کو عین خطبہ مین مجمع کے سامنے ٹوکا اور حق پر آگاہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ عورت نے ٹھیک کہا اور مرد نے
غلطی کی۔ اور ایک شخص نے حضرت علیؓ سے کچھ پوچھا آپ نے جواب دیا اُسنے کہا کہ یا امیر المومنین یہ مسئلہ اس طرح نہین ایسے ہو آپنے فرمایا
کہ تو درست کہتا ہو مین نے خطا کی اور ہر علم والے سے بڑھکر دوسرا علم والا ہو۔ اور حضرت ابن مسعودؓ نے حضرت ابو موسی اشعریؓ کو وہ بات بتادی
جو اُنسے فوت ہوگئی تھی تو اُنھون نے فرمایا کہ جب تک یہ عالم تم مین ہو تب تک مجھسے کچھ نہ پوچھا کرو اور وہ حال اس طرح ہو کہ کسی نے حضرت
ابو موسی سے یہ پوچھا کہ ایک شخص نے خدا کی راہ مین جہاد کیا اور مارا گیا اُسکا حال کیا ہو آپنے فرمایا کہ وہ جنت مین ہو اور اُسوقت آپ کوفہ کے
حاکم تھے حضرت ابن مسعودؓ نے سائل سے فرمایا کہ امیر سے دوبارہ پھر پوچھو شاید وہ تمھارا سوال سمجھے نہین اُسنے دوبارہ وہی سوال کیا آپنے
پھر وہی جواب دیا حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ مین یہ کہتا ہون کہ اگر وہ مارا گیا اور حق کو پہونچا تب جنتی ہو حضرت ابو موسی نے فرمایا کہ حق یہی ہو
جو آپ نے فرمایا اور واقع مین جو طالب حق ہو اُسکو یون ہی انصاف کرنا چاہیے اگر اسطرح کی بات آج کل کسی ادنی فقیہ کے سامنے کوئی ذکر کرتا
تو وہ نہ مانتا اور بعید جانتا اور کہتا کہ مسئلہ مذکور مین حق کو پہونچنے کی قید کی کچھ حاجت نہین کہ یہ تو ہر ایک کو معلوم ہو غرض کہ اپنے اس زمانے کے
مناظرین کو دیکھو کہ اگر امر حق طرف مقابل کی زبان سے ظاہر ہوتا ہو تو اُنکا چہرہ کیسا سیاہ پڑجاتا ہو اور پھر بھیپ کر جہانتک اُنسے بنتا ہو اُس حق کے
انکار مین کوشش کرتے ہین اور جو شخص اُنکو الزام دیتا ہو اُسکی بُرائی عمر بھر کرتے رہتے ہین اور پھر شرم نہین کرتے کہ مناظرے مین اپنے آپکو صحابہ
کے مشابہ بتاتے ہین ساتوین یہ کہ مناظرہ کا شریک اگر ایک دلیل سے دوسری کی طرف آیا ایک اعتراض سے دوسرے پر بدلنا چاہے تو اُسکو
روکنا نہ چاہیے اسلیے کہ سلف کے مناظرے سب ایسی ہی ہوتے تھے اُنکے کلام سے سب جھگڑنے کے دقائق جواب نئے نکلے ہین خارج
تھے مثلاً اس کہنے سے کیا حاصل کہ اس بات کا ذکر مجھپر لازم نہین اور یہ امر تمھاری پہلی تقریر کے خلاف ہو اسلیے نہین مانا جاویگا کیونکہ امر
حق کی طرف رجوع کرنا تو ہمیشہ باطل کے خلاف ہوتا ہو مگر حق کا قبول کرنا واجب ہو اور اب مناظرہ کی مجلسون کو دیکھتے ہو کہ سب ایک دوسرے
کی بات کاٹتے اور لڑائی جھگڑے مین بسر ہو جاتی ہین مثلاً ایک شخص اپنے گمان مین کسی اصل کی ایک علت ٹھہرا کر استدلال کرتا ہو تو دوسرا
اُس سے کہتا ہو کہ اُسکی کیا دلیل ہو کہ اصل مین حکم اسی علت سے ہوا ہو تو وہ جواب دیتا ہو کہ مجھے تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہو اگر تمکو کوئی اور علت
واضح تر اور بہتر معلوم ہوئی ہو تو اُسکو ذکر کرو کہ مین بھی اُسمین تامل کرون تو معترض اصرار کرتا ہو اور کہتا ہو کہ جو علت تمنے ذکر کی اُسکے سوا اور بات ہو
اور مین اُسکو جانتا ہون مگر کہونگا نہین اسلیے کہ مجکو اُسکا کہنا ضروری نہین اور استدلال کرنے والا کہے جاتا ہو کہ جس امر کو تم علت بتاتے ہو اُسکو
ظاہر کرو اور معترض یہی اصرار کرتا ہو کہ مجھپر تو کہنا لازم نہین اور اسی طرح کے سوالون وغیرہ سے مناظرون کی مجلسون مین شور و غوغا رہتا ہو
اور معترض بیچارہ کو یہ معلوم نہین کہ اُسکا یہ کہنا کہ مین جانتا ہون اور علت حکم کو بیان نہین کرتا اسلیے کہ میرے ذمہ پر بیان کرنا ضروری نہین
شریعت پر جھوٹ بولتا ہو اسلیے کہ اگر واقع مین حکم کی علت کو نہین جانتا اور طرف اپنے مقابل شخص کے عاجز کرنے کو دعوی جاننے کا کرتا ہو
تب تو وہ فاسق اور جھوٹا اور خداے تعالی کا نافرمان اور مستحق اُسکی خفگی کا ہو کہ جو بات اُسکو نہین آتی اُسکے جاننے کا دعوی کرتا ہو اور اگر اپنے
دعوی مین سچا ہو تب بھی فاسق ہو اسلیے کہ جو امر شرعی اُسکو معلوم ہو اُسکو چھپاتا ہو حالانکہ اُسکا بھائی مسلمان اُس سے پوچھ رہا ہو تاکہ اُسمین
سمجھکر تامل کرے اگر وہ علت قوی ہو تو خود بھی اُسکو اختیار کرے اور اگر ضعیف ہو تو اُسکا ضعف ثابت کرکے معترض کو جہل کی تاریکی سے

علم کی روشنی مین پہونچا وے۔ اور یہ امر باتفاق ثابت ہی کہ آدمی علوم دین مین سے جو کچھ جانتا ہو اگر کوئی اُس سے پوچھے تو سوال کے بعد اُسکو
بتانا اور ظاہر کرنا واجب اور لازم ہوا کرتا ہی پھر معترض جو یہ کہتا ہی کہ مجکو اُسکا بیان کرنا لازم نہین اس سے یہ غرض ہی کہ اس طریق جدل مین
جو ہمنے بموجب خواہش اور رغبت حیلہ جوئی اور تقریر لڑانے کے ایجاد کیا ہی اس شریعت مین لازم نہین ورنہ شرع محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ
والسلام مین تو اُسپر بیان کرنا لازم ہی اسلیے کہ بیان نہ کرنے سے یا جھوٹا ٹھہرتا ہی یا فاسق۔ اب صحابہؓ کے مشورون اور علماے سلف کی تقریرون
کو دیکھو کہ اُنہین کہین اس طرح کی بات سنی ہی اور کبھی اُنہین سے کسی نے ایک دلیل سے دوسری دلیل کی طرف جانے سے منع کیا ہی اور قیاس
سے قول صحابی کی طرف اور حدیث سے آیت کی طرف میل کرنے سے روکا ہی بلکہ اُنکے تو سب مناظرے اسی طرح کے ہوتے تھے کہ جو اُنکے
دل مین گذرا بجنس اُسی طرح ذکر کر دیا اور پھر اُسمین سب نے تامل کیا آٹھوین یہ کہ مناظرہ ایسے شخص سے کرے جس سے کہ توقع فائدہ اُٹھانیکی
ہو اور جو کہ علم مین مشغول ہو اور اب غالباً یہ رواج ہی کہ مناظرہ کرنے والے بڑے بڑے علماے مناظرہ کرتے ہوے ڈرتے ہین کہ امر حق اُنکی زبان
سے نہ نکل جاوے اور ہماری قلعی کُھل جاوے اور جو لوگ اپنے آپ سے علم مین کم ہین اُنکے ساتھ مناظرہ کرنے کے راغب ہین کہ اُنکے
سامنے باطل کو رواج دین۔ یہ شرطین ہین مناظرہ کی اور اُنکے سوا اور شرطین باریک بہت سی ہین مگر تمکو ان آٹھ شرطون ہی سے مناظرہ کرنے
والے کا حال معلوم ہو جاویگا کہ خداے تعالی کے واسطے مناظرہ کرتا ہی یا کسی اور سبب کے لیے اور حاصل اسکا یہ ہی کہ جو شخص شیطان سے تو
مناظرہ نہ کرے کہ وہ اُسکے دلپر حاوی اور سب مین بڑا دشمن اور ہمیشہ ہلاک کا خواہان ہی اور دوسرے شخص سے اُن مسائل اختلافی مین مناظرہ
کرے کہ اُنہین اجتہاد کرنے والا یا مصیب ہی ہی یا ثواب مین مصیب کا شریک ہی تو وہ شیطان کا کھلونا اور اخلاص والون کے لیے عبرت ہی
اور اسی سے شیطان نے اُس سے راضی ہو کر اُسکو اُن آفات کے گرداب مین غوطہ دیا جنکی شمار اور تفصیل بعون اللہ وحسن توفیقہ ہم آگے لکھتے ہین
تیسرا بیان مناظرہ کی آفتون اور اُن مہلک عادتون کے ذکر مین جو مناظرہ سے پیدا ہوتے ہین۔ واضح ہو کہ جو مناظرہ اس غرض کے لیے ہو کہ
اپنا غالب ہونا اور دوسرے کا ساکت کرنا اور اپنے فضل اور شرف کا اظہار اور لوگون مین اپنی فصاحت اور خوش تقریری اور فخر کو دکھلانا اور
لوگون کے دلون کو اپنی طرف مائل کرنا اُس سے منظور ہو تو ایسا مناظرہ جتنی عادتین کہ خداے تعالی کے نزدیک مذموم اور اُسکے دشمن یعنی شیطان
کے نزدیک اچھی ہین سب کا منبع ہوتا ہی اور باطن کی برائیون سے یعنی کبر اور حسد اور عجب اور حرص اور تزکیہ نفس اور محبت جاہ وغیرہ کو اس
مناظرے سے وہ نسبت ہی جو ظاہر کی خرابیون مثل زنا اور گالی اور قتل اور چوری وغیرہ کو شراب پینے سے ہی اور جس طرح کہ کسی شخص کو شراب
پینے اور ان ساری خرابیون کے کرنے مین اختیار دیا جاوے تو وہ شراب پینے کو ادنی جانکر جرأت کر بیٹھے اور پھر نشے کی حالت مین اس سے باقی
خرابیان بھی سرزد ہون اسی طرح جس کے دل مین محبت دوسرے کی ساکت کرنی اور اپنے غلبہ اور مناظرہ کی اور جاہ و فخر کی طلب غالب
ہوتی ہی تو یہ باتین اُسکو اس امر کی مقتضی ہوتی ہین کہ سب طرح کے خباثتین اُسکے دل مین مخفی ہون اور سب عادات بد ہیجان مین آوین اور
ان عادات بد کی مذمت حدیثون اور آیتون سے جلد ثالث مین ہم بیان کرینگے مگر یہان صرف اُن عادات کو کلیۃً بیان کرتے ہین جو مناظرے سے
اُبھرتی ہین پس ایک اُنہین سے حسد ہی جسکے باب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب[ح] اور مناظرہ
کرنے والا حسد سے خالی نہین ہوتا اسلیے کہ وہ کبھی غالب ہوتا ہی اور کبھی مغلوب اور بعض اوقات اُسکے کلام کی تعریف ہوتی ہی اور بعض اوقات
غیر کے کلام کی تو جبتک دنیا مین ایک بھی ایسا شخص ہوگا جو قوت علمی اور مناظرے مین معروف ہو یا مناظرہ کرنے والے کے گمان مین اُسکا
مناظرہ اور کلام اُس سے بہتر اور قوی ہو تو بالضرور اُسکی حسد کریگا اور خداتعالی کی نعمت کو اُس سے دور ہونا چاہیگا اور یہ پسند کریگا کہ لوگون کے دل
اُس سے پھر پھر کر میری طرف ہو جاوین اور حسد ایک جلتی آگ ہی جو اُسمین مبتلا ہوتا ہی وہ دنیا مین عذاب الیم مین رہتا ہی اور آخرت کا عذاب سخت
اور زیادہ تر ہی اور اسلیے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہی کہ علم کو جہان سے پاؤ حاصل کرو اور فقہا کے اقوال جو ایک دوسرے پر ہون اُنکو مت مانو

ح حسد نیکیون کو ایسا کھاتی ہی جیسے آگ لکڑی کو جلا جاتی ہی ۱۲ ابوداؤد بروایت ابوہریرہ ۱۲

کہ وہ لوگ ریوڑون کے بکرون کی طرح لڑتے رہتے ہین اور ایک لوگون پر تکبر کرنا ہے جسکے باب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین کہ جو شخص تکبر کرتا ہے اللہ تعالی اُسکو پست کرتا ہے اور جو شخص فروتنی کرتا ہے اللہ اُسکو بلند کرتا ہے اور حدیث قدسی مین یون ارشاد ہے کہ العظمۃ ازاری والکبریاء ردائی فمن نازعنی واحدا فیھما قصمتہ اور مناظرہ کرنے والے اپنے اقران اور ہمسرون پر تکبر کرنے اور برائی ڈھونڈھنے اور اپنی لیاقت سے بڑھکر جگہہ پانے سے خالی نہین رہتے یہانتک کہ جو مقام صدر مکان کے قریب یا دور ہوتا ہے یا بلندی یا خواہ پستی مین اُسکی رغبت کیجاتی ہے اُسمین بیٹھنے کے لیے لڑمرتے ہین اور راستے کی تنگی کی صورت مین پہلے جانے پر کشت و خون کرتے ہین اور بعض اوقات اُنمین سے جو ناواقف اور مکار ذہی ہوتا ہے وہ یہ بہانہ کرتا ہے کہ ہمکو عزت علم کی حفاظت منظور ہے اور ایماندار کو اپنے نفس کو ذلیل بنانا بھی شرعاً ممنوع ہے پس اس بہانے سے تواضع کو جسکی صفت اللہ تعالی نے اور اسکے تمام انبیا نے فرمائی ہے ذلت بتاتا ہے اور تکبر کو جو خدا تعالی کے نزدیک برا ہے دین کی عزت سے تعبیر کرتا ہے تاکہ لفظون کو بدل کر خلق خدا کو گمراہ کرے جیسے علم و حکمت کے الفاظ کو بدل کر اور معنی کر لیے اور ایک کینہ ہے کہ مناظرہ کرنے والا کم اس سے خالی ہوتا ہے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ ایماندار کینہ ور نہین ہوا کرتا اور کینہ کی برائی مین بہت کچھ مروی ہے مگر کسی مناظرہ والے کو ایسا نہ پاؤگے کہ جب وہ کسی شخص کو دیکھے کہ میرے کلام مین توقف کرتا ہے اور اچھی طرح نہین سنتا اور طرف ثانی کے کلام پر سر ہلاتا ہے تو بگمان اُسکے اور اُس شخص سے دل مین کینہ نہ رکھے غایت ضبط اگر کریگا تو یہ کہ دل مین نفاق رکھیگا الا کبھی نہ کبھی ظاہر مین بھی غالباً اُسکا اثر آجاویگا اور چونکہ سب سننے والون کا اتفاق ایک شخص خاص کے کلام کی ترجیح دینے پر ممکن نہین کہ سب حالات مین اُسی کے اعتراض اور جواب کو اچھا جانا کرین اسلیے ضرور ہوا کہ مناظرہ والے کے کلام کو نہ ماننے والا بھی مجلس مین ضرور ہو اور یہی وجہ اُسکے نفاق و عداوت کی ہوتی ہے یعنی جہان طرف ثانی کی طرف سے کوئی ادنی سبب ہوا جسکے باعث سے کسی نے مناظرہ والے کے کلام کی طرف کم توجہی کی تو اُسکے دل مین اُسکی طرف سے عمر بھر کو کینہ جم جاتا ہے اور ایک غیبت ہے جسکو اللہ تعالی نے مردار کھانے سے تشبیہ دی ہے اور مناظرہ کرنے والا مردار ہی کھانے کا عادی رہتا ہے کہ ہمیشہ اپنی طرف مقابل کے کلام نقل کر کے اُسکی برائی کیا کرتا ہے۔ اور نہایت احتیاط اُسکی یہ ہے کہ جس بات کو اُسکی نقل کرے سچ سچ بیان کر دے جھوٹ نہ کہے اور اُسمین بھی یہ ہوگا کہ اُسکی ایسی باتین بیان کریگا جس سے اُسکی گفتگو مین قصور اور اُسکا ہار جانا اور فضیلت مین بٹہ لگنا پایا جاوے اور ظاہر ہے کہ اس طرح کا ذکر داخل غیبت ہے اور اگر جھوٹ بولیگا تو بہتان اُسکے ذمہ لگاویگا جو غیبت سے بھی زائد ہے۔ اسی طرح مناظرہ والے سے یہ بھی نہین ہوسکتا کہ جو شخص اسکے کلام سے روگردانی کرے اور اسکے طرف مقابل کے کلام سُننے اور اُسکی طرف متوجہ ہو تو یہ اُسکی ہتک کے درپے نہو اور اُسکو جاہل اور احمق اور کم فہم نہ کہے اور ایک تزکیہ نفس ہے جسکے لیے اللہ تعالی فرماتا ہے فلا تزکوا انفسکم ہو اعلم بمن اتقی اور کسی حکیم سے سوال کیا گیا کہ برا سچ کونسا ہے اُسنے کہا کہ اپنے نفس کی تعریف کرنی اور مناظرہ کرنے والا اپنے نفس کی تعریف قوت اور غلبہ مین اور ہمسرون پر فضل کی رو سے مقدم ہونے مین کیا ہی کرتا ہے بلکہ درمیان مین مناظرہ کے کہہ اُٹھتا ہے کہ مین ایسا نہین کہ اس جیسی باتین مجھپر مخفی رہین اور یہ باتین میری ناخنون مین بھری ہین مین اصول اور احادیث مین طاق ہون اور سوا اُسکے اسی طرح کی باتین کبھی تو شیخی کے طور پر اور کبھی اپنے کلام کے رواج دینے کی ضرورت سے کہا کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ شیخی اور لاف مارنی شرعاً اور عقلاً ممنوع ہین اور ایک عیب جوئی اور بھید کا ٹٹولنا ہے جسکے لیے اللہ تعالی فرماتا ہے ولا تجسسوا یعنی بھید مت ٹٹولو اور مناظرہ کرنے والا اپنے ہمسرون کی لغزشین اور طرف مقابل کے عیب ڈھونڈھتا رہتا ہے یہانتک کہ جب کسی مناظرہ کرنے والے کو اپنے شہر مین آیا ہوا سنتا ہے تو ایسے شخص کی تلاش کرتا ہے جو اُسکے اندرونی حالات بتا دے اور اُسکی سب برائیان پوچھ پوچھکر کہلاتا ہے تاکہ اُنکو اپنے لیے ذخیرہ کر رکھے اور وقت ضرورت اُسکو فضیحت اور شرمندہ کرے حتی کہ اُسکے لڑکپن کے حالات اور بدن کے عیب بھی دریافت کرتا ہے کہ شاید کوئی لغزش یا عیب مثل گنج وغیرہ کے دریافت ہو جاوے پھر مناظرہ کے وقت اگر اُسکی طرف سے ذرا سا غلبہ بھی معلوم ہوتا ہے تو خود اگر وضعدار ہوتا ہے تو اُس عیب کو کنایۃً اُس سے کہتا ہے

اور اس امر کو اور لوگ بھی پسند کرتے ہین اور خود مناظرہ والا اس بات کو ایک لطیف سبب جانتا ہی اور اگر خود پھکڑ باز ہوتا ہی تو کھلا کھلی اور علانیہ
اُس عیب کے جتانے سے نہین رکتا چنانچہ ایک قوم کا حال اسی طرح کا سُنا گیا ہی جو بڑے معتبر مناظرہ کرنے والون مین ہین۔ اور ایک لوگون کی
برائی سے خوش ہونا اور اُنکی خوشی پر رنج کرنا ہی اور جو شخص کہ اپنے بھائی مسلمان کے لیے وہ بات نچاہے جو اپنے لیے چاہتا ہی تو وہ ایمانداروں
کے اخلاق سے بمراحل دور ہی تو جو شخص کہ فضل کے جتانے سے فخر کا طالب ہی اُسکو بالضرور وہ بات اچھی معلوم ہوگی جو اُسکے ہمسرون اور فضل
کے شریکون کو بُری لگے اور اُنمین عداوت ایسی ہی ہوگی جیسے سوتون مین ہوا کرتی ہی تو جس طرح ایک سوت دور سے دوسری کو دیکھکر کانپ
اُٹھتی ہی اور زرد پڑ جاتی ہی اس طرح مناظرہ کرنے والا جب دوسرے کو دیکھتا ہی اُسکا رنگ بدل جاتا ہی اور فکر مین پریشانی آجاتی ہی گویا بھوت
سامنے آگیا یا کوئی درندہ بلا کو مقابل ہوا پس ان لوگون مین وہ اُلفت وراحت کہان ہی جو علماے دین مین ملاقات کے وقت ہوا کرتی ہی اور
جسطرح کا بھائی چارہ اور آپسمین ایک دوسرے کی مدد کرنی اور رنج وراحت مین شریک رہنا اُنسے مروی ہی وہ ان مین کہان ہی حتی کہ امام شافعیؒ
فرماتے ہین کہ فضل اور عقل والون مین علم ایک قرابت قریبہ ہی اب ہمکو نہین معلوم کہ جن لوگون مین کہ علم ایک عداوت قطعی ہوگیا ہی وہ لوگ
امام شافعیؒ کے مذہب کی اقتدا کا کیسے دعویٰ کرتے ہین بھلا کہین ہو سکتا ہی کہ باوجود مباہات اور غلبہ کے طلب کے اُنمین اُنس ثابت ہو یہ ہرگز ہرگز
نہوگا۔ اور اس مناظرے کی برائی تمکو اتنی ہی کافی ہی کہ تم سے مومنون کی عادتین چھوڑا کر منافقون کی عادتین تمھارے ساتھ کردے اور ایک نفاق ہی
جسکی برائی کی دلیلین لکھنے کی کچھ حاجت ہی نہین اور مناظرہ والون کو یہ بھی کرنا پڑتا ہی مثلاً جب طرف ثانی یا اُسکے دوستون اور پیرودون سے ملتے ہین
تو ناچار زبان سے اُنکی دوستی کا اظہار کرتے ہین اور شوق جتاتے ہین اور اُنکے رتبے کے قائل ہوتے ہین حالانکہ کہنے والا اور مخاطب اور
جو کوئی غیر اُنکی باتین سنتا ہی سب جانتے ہین کہ یہ سب جھوٹ اور مکر اور نفاق اور بدکاری ہی کہ ظاہر مین زبان سے تو دوست ہین اور دل سے
دشمن خداے تعالیٰ ایسی عادت سے پناہ دے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جب آدمی علم سیکھین اور اُسپر عمل کرنا چھوڑ دین
اور زبان سے دوست بنے رہین اور دلون سے ایک دوسرے کے دشمن ہون اور قرابتون کو قطع کرین تو اُسوقت مین اللہ تعالیٰ اُنپر لعنت
کرتا ہی پس بہرا کر دیتا ہی اُنکو اور اُنکی بینائی کھو دیتا ہی روایت کیا اُسکو حسن نے۔ اور اس حال کے تجربہ ہو جانے سے معلوم ہوا کہ یہ مضمون سچ ہی
اور ایک حق بات سے برائی رکھنی اور اُس سے نفرت کرنی اور اُسمین لڑنے کی حرص کرنی ہی یہانتک کہ مناظرہ کرنے والے کے نزدیک سب سے
بُری بات یہ ہی کہ طرف ثانی کی زبان سے امر حق ظاہر ہو اور جب ایسا ہوتا ہی تو اُسکے انکار اور نہ ماننے کے لیے اپنی طاقت کے موافق مستعد ہوتا ہی
اور جتنا کہ اُس سے ہو سکتا ہی اُسکے دفع کے لیے مکر و فریب وحیلہ کرتا ہی یہانتک کہ امر حق مین جھگڑنا اُسکی عادت جبلی ہو جاتی ہی کہ کوئی کلام جہان
کان مین پڑے اُسی وقت طبیعت مین سے اُسپر اعتراض کرنے کی سوجھی ہوئے ہوتے یہ امر قرآن مجید کی دلیلون مین اور شریعت کی لفظون
مین بھی اُسکے دل پر غالب ہو جاتا ہی ایک کا مقابلہ دوسرے سے کرتا ہی اور جھگڑنا ایسا برا ہی کہ باطل کے مقابلہ مین بھی اُس سے نہی آئی ہی اسلیے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حق سے باطل پر جھگڑا نہ کرنے کو ارشاد فرمایا چنانچہ ایک حدیث مین یون فرمایا مَن ترک المراء وہو مبطل بنی اللہ
لہ بیتا فی اعلی الجنۃ اور اللہ تعالیٰ نے خود اپنی ذات پر جھوٹ کا افترا کرنے کو اور امر حق کے جھٹلانے کو برابر فرمایا چنانچہ فرمایا ومن اظلم ممن افتری
علی اللہ کذبا او کذب بالحق لما جاءہ اور فرمایا فمن اظلم ممن کذب علی اللہ وکذب بالصدق اذ جاءہ اور ایک ریا اور خلق کو دکھلانا اور اُنکے دلون کے
پھیرنے مین کوشش کرنی ہی اور ریا وہ مرض لا علاج ہی جس سے سب مین بڑا کبیرہ گناہ سرزد ہوتا ہی چنانچہ اُسکا بیان باب الریا مین آویگا اور مناظرہ
کا مقصود صرف خلق مین نمود ہوتی ہی اپنی تعریف مین اُنکی زبان کا گویا ہونا ہی۔ تو یہ سب باطن کی برائیان دس ہوئین جو سب خرابیون کی جڑ ہین
اور جو خرابیان کہ غیر وضعدارون مین ہو جایا کرتی ہین وہ اسکے علاوہ رہین مثلاً اس طرح جھگڑنا کہ نوبت ہشت مشت اور دھول دھپے اور لات
گھونسے اور کپڑے پھاڑنے اور ڈاڑھی پکڑنے اور مان باپ اور اُستادون کو بُرا کہنے اور صریح گالی دینے کی پہونچے اس طرح کے لوگ

زمرۂ انسانیت سے خارج ہین جو لوگ کہ عاقل اور بزرگ ہین اُنہین یہ دسون خصلتین ضرور ہوتی ہین ہان بعض اوقات کوئی مناظرے والا ان عادتون
مین سے بعض سے بچ بھی رہتا ہی بشرطیکہ اُسکا مقابل بظاہر اُس سے کم رتبہ ہو یا بہت بڑھکر ہو یا اُسکے شہر سے اور اسباب معیشت سے دور رہتا ہو اور
جو مناظرہ والے کہ ہمسر اور پاس پاس رہنے والے اور درجے مین مساوی ہون وہ ان دسون سے نہین خالی ہوتے پھر ان دس خصلتون
سے دس اور باجی حرکات متفرع ہوتی ہین جنکی تفصیل ایک ایک کی ہم طول سمجھکر قلم انداز کرتے ہین مثلاً ناک چڑھانی اور غصہ کرنا اور دشمنی اور طمع
اور جاہ و مال کی طلب کی محبت جو غلبہ اور مباہات والے کو ہوتی ہی اور خوش ہونا اور اترانا اور توانگرون اور حکام کی تعظیم اور اُنکے پاس آنا جانا
اور اُنکے مال حرام مین سے لینا اور گھوڑون اور سواریون اور ممنوع لباس سے زینت کرنا اور فخر و تکبر سے لوگون کو حقیر جاننا اور بیفائدہ امر مین
خوض کرنا اور کلام بہت کرنے اور دل مین سے خوف و رجا کا جاتا رہنا اور اُسپر غفلت کا چھا جانا اس درجہ تک کہ اُنمین سے نماز پڑھنے والے
کو یہ معلوم نہو کہ کتنی پڑھی اور کیا پڑھتا ہی اور کس سے مناجات کرتا ہی اور اپنے دل سے خشوع کی خبر تک نہو باوجودیکہ عمر بھر اُن علوم مین دو بار ہے
جو مناظرہ پر ممد ہون یہانتک کہ عبارت کا اچھا بولنا اور لفظ مقفیٰ کہنا اور نادر باتون کا یاد کرنا وغیرہ امور بے شمار مین مصروف رہتا ہی حالانکہ
آخرت مین یہ کچھ کام نہ آوینگے۔ اور مناظرہ کرنے والے مناظرہ مین موافق اپنے درجون کے مختلف ہوتے ہین اور اُنکے درجات بہت سے
ہین اور جو شخص کہ اُنمین سے بڑا دیندار اور زیادہ عاقل ہوتا ہو اُسمین بھی ان اخلاق کے مواد مجتمع رہتے ہین اور غایت اُسکی یہ ہی کہ نفس پر مجاہدہ
کرکے اُنکو پوشیدہ رکھتا ہی۔ اور یہ رذیل عادتین اُس شخص کے ساتھ بھی رہتی ہین جو وعظ و نصیحت مین مشغول رہتا ہی بشرطیکہ اُسکا ارادہ وعظ
سے لوگون مین مقبول ہونا اور جاہ و ثروت و عزت کا حاصل کرنا ہو۔ اگر کوئی شخص علم مذہب اور فتاوی مین لگا رہے اور اُسکی غرض یہ ہو کہ
عہدۂ قضا اور وقفون کی تولیت ملے اور ہمسرون پر فوقیت ہو تو اُسکو بھی یہ عادتین لازم ہونگی۔ حاصل یہ کہ یہ عادتین ایسے شخص کے ساتھ
ہونگی جو علم سے سوائے آخرت کے ثواب آلہی کے غیر چیز کا طالب ہو اور ایسے علم کے ساتھ بھی ہونگی جو عالم کو ویسا ہی نر کھے بلکہ ہمیشہ کو ہلاک
کردے یا زندۂ جاوید بنا دے اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کو سخت تر عذاب آدمیون مین اُس عالم کو
ہو گا کہ اللہ تعالی اُسکو اُسکے علم سے نفع نہ دے تو دیکھو کہ علم نے گو نفع نہ دیا مگر نقصان کیا اور کاش اُس سے اورون کے برابر ہی عذاب ہو کر
نجات ملجاوے مگر یہ کہان ہو سکتا ہی کہ علم کا خطر بہت بڑا ہی اور اُسکا طالب ملک دائم اور دولت قدیم کا طالب ہی تو ضرور ہی کہ یا سلطنت ہی ملے
یا ہلاک ہی ہووے کہ طالب علم کا حال مثل اس شخص کے ہی جو دنیا مین سلطنت کا خواہان ہو کہ اگر اتفاق سے سلطنت نہ ملے تو یہ توقع نہین
کہ ادنی شخصون کی طرح بچار ہے بلکہ بڑی بڑی رسوائیان ہونی ضرور ہین اب اگر یہ کہو کہ مناظرہ کی اجازت دینے مین یہ فائدہ ہی کہ لوگون کو طلب علم
کی رغبت ہوتی ہی اسلیے کہ اگر ریاست کی محبت نہو تو علم ہی مٹ جاوے اس شوق مین پڑھتے تو ہین تو واقع مین یہ تمھارا کہنا ایک طرح سے
درست تو ہی مگر مفید نہین اسلیے کہ اگر لڑکون کو گیند بلے اور چڑیون سے کھیل کا وعدہ نہ کیا جاوی تو اُنکے مکتب کی رغبت نہین ہوتی اس سے
یہ نہین نکلتا کہ اُنہین رغبت کرنی اچھی ہی اسی طرح اگر محبت ریاست نہو تو علم مٹ جاوے یہ جملہ اس بات پر دلالت نہین کرتا کہ جو شخص ریاست
کا طالب ہو وہ نجات کا پانے والا ہی بلکہ وہ تو اُن لوگون مین سے ہی جنکی شان مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین اِنَّ اللہ
لیؤید ہذا الدین باقوام لاخلاق لہم اور دوسری جا ارشاد ہی اِنَّ اللہ لیؤید ہذا الدین بالرجل الفاجر اس سے معلوم ہوا کہ طالب ریاست خود تو ہلاک
ہونے والون مین ہی مگر کبھی اُسکے باعث سے دوسرے کی بہتری ہو جاتی ہی جس صورت مین کہ وہ دوسرون کو ترک دنیا کی طرف بلاتا ہو
اور یہ ایسے رئیسون مین ہوتا ہی جنکا ظاہر حال بظاہر امر مثل علماے سلف کے ظاہر حال کے ہوتا ہی مگر باطن مین جاہ کا قصد پوشیدہ
رکھتے ہین اُنکی مثال شمع کیسی ہی کہ خود تو جلتی ہی اور دوسرے اُس سے روشنی پاتے ہین یعنی دوسرون کی بہتری اُنکے ہلاک ہونے سے
ہوا کرتی ہی لیکن اگر کوئی رئیس دنیا کی طلب کی رغبت دلا دے تو اُسکو آتش سوزان کی طرح جانو جو آپ جلتی ہی اور دوسرون کو پھونکتی ہی۔

غرض

غرض کہ علما تین طرح کے ہین یا تو وہ کہ آپ بھی ہلاک ہون اور دوسرون کو بھی ہلاک کرین وہ تو ایسے ہین جو علانیہ طلب دنیا کی تصریح کرتے ہین اور اسکی طرف متوجہ ہین یا وہ کہ خود بھی سعید ہین اور دوسرون کو سعید کرتے ہین وہ ایسے علما ہین کہ خلق کو ظاہر اور باطن دونون مین خدا تعالی کی طرف بلاتے ہین یا وہ کہ خود ہلاک ہونے والے ہین اور دوسرون کو سعید کرتے ہین وہ ایسے عالم ہین کہ آخرت کی طرف بلاتے ہین اور بظاہر مین دنیا کے تارک ہین مگر دل مین یہی مقصود ہے کہ لوگون مین مقبول ہون اور جاہ قائم ہو۔ اب تم اپنے حال مین غور کر لو کہ تم کونسی قسم سے ہو اور وہ کونسا شخص ہے جسکے لیے تم تیاری مین لگے ہو اور یہ ہرگز مت گمان کرنا کہ خداے تعالی علم و عمل مین سے ایسے کو قبول کریگا جو اسکی ذات پاک کے لیے خالص نہو اور انشاء اللہ ہم باب الریا بلکہ تمام جلد ثالث مین وہ بیان کرینگے جس سے تمکو شک اس بات مین کچھ نہ رہے **پانچوین فصل طالب علم اور معلم کے آداب کے ذکر مین** اور اسمین دو بیان ہین **بیان اول طالب علم کے آداب مین** ہرچند طالب علم کے آداب بہت ہین مگر وہ سب دس آداب مین آجاتے ہین **ادب اول** یہ ہے کہ اپنے نفس کو رذیل عادات اور بُری صفات سے پاک کرے اسلیے کہ علم دل کی عبادت اور باطن کی درستی اور اسکا نزدیک ہونا خداے تعالی سے ہے اور جس طرح نماز کہ وظیفہ اعضاے ظاہری ہے بدون طہارت ظاہر کے حدث اور نجاست سے درست نہین ہوتی اسی طرح عبادت باطن یعنی علم کے باعث دل کی عبادت بھی بدون بُرے اخلاق اور نجس صفات سے پاک ہونے کے درست نہین ہوتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین بنی الدین علی النظافۃ یعنی دین ستھرائی پر مبنی ہوا ہے تو ستھرائی ظاہر و باطن دونون کی چاہیے اللہ تعالی فرماتا ہے انما المشرکون نجس یعنی مشرک ناپاک ہین اسمین عقلون کو اس بات کی آگاہی ہے کہ طہارت اور نجاست ظاہری پر موقوف نہین جو آنکھ سے سوجھے بلکہ مشرک بعض اوقات کپڑے بھی صاف پہنے ہوتا ہے اور نہایا ہوا ہوتا ہے مگر باطن اسکا پلیدیون مین آلودہ رہتا ہے اور نجاست اسکو کہتے ہین جس سے احتراز کیا جاوے اور علیحدگی مطلوب ہو اور صفات باطن کی نجاستین احتراز کیے جانے کے لیے زیادہ اہم ہین اسلیے کہ وہ سر دست تو پلیدی ہی ہین اور انجام کو مہلک ہین اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب اور قلب انسان کا وہ گھر ہے جسمین فرشتون کا گذرا اور اترا اور مقام ہوتا ہے اور بُری صفتین مثل غضب اور شہوت اور کینہ اور حسد اور کبر اور عجب وغیرہ کے بھونکتے کتے ہین تو جب دل مین یہ کتے بھرے ہونگے تو پھر فرشتون کا گذر اسمین کہان ہوگا اور نور علم جو خداے تعالی دل مین پہونچاتا ہے وہ صرف فرشتون کے ذریعہ سے پہونچاتا ہے چنانچہ خود فرماتا ہے وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من ورار حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء اور اسی طرح علوم کی رحمت جو دلون پر بھیجتا ہے اسکے کفیل بھی وہ فرشتے ہوتے ہین جو ان علوم پر مقرر ہین اور فرشتے پاک اور صاف اور صفات مذمومہ سے مبرا ہین تو وہ پاک ہی جگہ دیکھتے ہین اور جو اللہ تعالی کی رحمت کے خزانے انکے پاس ہین انکو پاک ہی دل مین بھرتے ہین۔ اور ہم یہ نہین کہتے کہ حدیث مذکور مین بیت سے مراد دل ہے اور کلب غضب اور صفات مذمومہ ہین تاکہ فرقۂ باطنیہ ہمپر اعتراض کرین کہ جس امر سے ہمکو مانع ہو وہی خود کرتے ہو بلکہ ہم یہ کہتے ہین کہ اس حدیث سے تنبیہ اس مطلب کی پائی جاتی ہے ظاہر لفظون کو بدل کر باطن کے معنی لینے اور بات ہے اور ظاہری معنی قائم رکھکر باطنی معنون کی طرف اس سے تنبیہ پائی جانی اور بات ہے یہ دوسری شق عبرت حاصل کرنے کی ہے اور علما اور نیک بندون کا طریق یہی ہے اسلیے کہ عبرت اسی کو کہتے ہین کہ جو بات دوسرے کو کہی جاوے اس سے اسی پر کفایت نہ کرے بلکہ خود نصیحت حاصل کرے مثلاً اگر کوئی عاقل غیر پر مصیبت دیکھے تو وہ اپنے لیے اسکو عبرت کر لیتا ہے کہ ہم بھی ہدف مصیبت ہین اور دنیا مین انقلاب ہوتا ہی رہتا ہے تو دوسرے کا حال دیکھکر اپنے نفس کی طرف خیال کرنا اور نفس سے اصل اصل دنیا کو سوچنا ایک عمدہ عبرت ہے اسی طرح اس سبب سے جو خلق کا بنایا ہوتا ہے تم بھی دل کی طرف خیال کرو جو خداے تعالی کے گھرون مین سے ایک مکان ہے اور کلب سے جسکی مذمت صفت کے سبب سے یعنی درندگی اور نجاست سے ہوئی ہے نہ صورت کی جہت سے روح سگی کا دھیان کرو جو درندگی ہے۔ اور جان لو کہ جس دل مین غضب اور دنیا کی حرص اور اسپر لڑنا جھگڑنا اور مال پر حریص ہونا اور لوگونکی

ہتک کرنا بھرا ہی وہ دل باطن مین کلب ہی اور ظاہر مین قلب اور نور عقل باطن کو دیکھا کرتا ہو ظاہر کا لحاظ نہین کرتا اور اس جہان مین معانی پر صورتین غالب ہین اور معانی اُنکے اندر ہین اور آخرت مین صورتون کے معانی کارآمد ہونگے اور معانی غالب رہینگے اسی لیے ہر شخص کا حشر اسکی معنوی صورت پر ہوگا مثلاً جو شخص لوگون کی ہتک عزت کرتا ہوگا وہ اُس کتے کی شکل پر اُٹھیگا جو شکار پر چھوٹا ہوا اور جو شخص کہ لوگون کے مال کا حریص ہوگا وہ ظالم بھیڑیے کی صورت پر اور تکبر کرنے والا چیتے کی صورت پر اور ریاست کا طالب شیر کی صورت پر اُٹھیگا اور اس امر پر اخبار وارد ہین اور صاحبان بصیرت و بصارت کے نزدیک عبرت اسپر شاہد۔ پس اگر کوئی کہے بہت سے طالب علم اخلاق بد رکھتے ہین اور اُنھون نے علوم حاصل کیے ہین تو اسکا جواب یہ ہی کہ یہ کبھی نہین ہو سکتا جو شخص اخلاق بد رکھتا ہی اُسکو علم حقیقی جو آخرت مین کارآمد موجب سعادت ابد ہو کبھی نہ آویگا وہ اُس سے بمراحل دور ہی اسلیے کہ اُس علم کے آغاز ہی مین یہ ہی کہ طالب کو یہ بات معلوم ہو جاوے کہ گناہ زہر قاتل اور ہلاک کرنے والے ہین۔ اور تمنے کبھی کسی کو دیکھا ہی کہ زہر کھالیوے باوجودیکہ جانتا ہو کہ یہ زہر قاتل ہی جس علم کو تمنے سنا ہی وہ رسمی لوگون کی ایک بات ہی کہ کبھی اپنی زبان پر اُسکو چکنا دیتے ہین اور کبھی اپنے دلون مین اُسکو بار بار کہتے ہین اُسکو علم مین کچھ دخل نہین حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہین کہ علم کثرت روایت سے نہین ہوتا بلکہ وہ ایک نور ہی کہ دل مین ڈالا جاتا ہی۔ اور بعض اکابر کا قول ہی کہ علم صرف قول الٰہی ہی اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء گویا ان صاحب نے علم کے ثمرات مین جو خاص تر تھا اُسکی طرف اشارہ کر دیا اور اسی جہت سے بعض محققون نے اس جملہ کے معنی کہ تعلمنا العلم لغیر اللہ فابی العلم ان یکون الا للہ یعنی ہمنے غیر خدا کے واسطے علم سیکھا مگر علم نے انکار کیا بجز اُسکے کہ خدا کے لیے ہو اسطرح کہتے ہین کہ علم ہمکو نہ آیا اور اُسکی حقیقت ہمپر نہ کھلی صرف ظاہری الفاظ و عبارت حاصل ہوئی۔ اب اگر کہو کہ ہم تو بہت سے علماے محققین اور فقہا کو دیکھتے ہین کہ فروع و اصول مین فائق اور بڑے ماہرون مین شمار کیے جاتے ہین مگر اُنکے اخلاق بُرے ہین اُنسے وہ پاک و صاف نہین ہوسے تو اسکا جواب یہ ہی کہ جب تم علوم کے مراتب اور علم آخرت کو جان لوگے تو تمکو ظاہر ہوگا کہ جس علم مین یہ علما مشغول ہین وہ علم ہونے کی جہت سے کم مفید ہی اُسکا فائدہ صرف اس جہت سے ہوتا ہی کہ اُسکی طلب اللہ تعالی کے لیے ہو اور مقصود اُس سے خداے تعالی کا قرب ہو چنانچہ اس بات کی طرف ہم اشارہ کر چکے ہین اور عنقریب اس باب مین زیادہ بیان اور توضیح کیجاوے گی انشاء اللہ تعالی دوسرا ادب یہ ہی کہ طالب علم دنیا کے شغل کے علاقے کم کر دے اور اپنے اقارب اور وطن سے دوری اختیار کرے اسلیے کہ علاقے سب حارج اور مانع ہین اور اللہ تعالی نے کسی انسان کے اندر دو دل نہین بنائے تو جب فکر بٹا رہیگا حقیقتون کے دریافت سے قصور کریگا اور اسی لیے کسی نے کہا ہی کہ علم تجکو اپنا تھوڑا حصہ نہ دیگا جبتک تو اُسکو اپنا سب دل و جان حوالہ نہ کرے اور جب تو ایسا کرے گا تو تھوڑا حصہ جو تجکو علم دیگا اُس سے تجکو خطر ہی معلوم نہین کہ نافع ہو یا نہو اور جو فکر کہ بہت کامون مین بٹا رہتا ہی اُسکا حال نالے کا سا ہی جس کا پانی پھیل گیا ہو کہ کچھ تو زمین پی جاتی ہی اور کچھ ہوا اُسکھا دیتی ہی تو اُسمین اتنا نہین رہتا کہ اکٹھا ہو کر کھیتی مین پہونچے تیسرا ادب یہ ہی کہ علم پر تکبر نہ کرے اور نہ استاد پر حکومت بلکہ اپنے معاملے کو ہر حال مین بالکل اُسکے اختیار پر چھوڑ دے اور اُسکی نصیحت کو ایسا مانے جیسے جاہل بیمار طبیب مشفق و حاذق کی مانتا ہی اور چاہیے کہ استاد سے انکسار کے ساتھ پیش آوے اور اُسکی خدمت سے ثواب و شرف کا طالب ہو۔ شعبی روایت کرتے ہین کہ حضرت زید بن ثابتؓ نے ایک جنازے کی نماز پڑھی پھر اُنکا خچر قریب کر دیا گیا کہ اُسپر سوار ہون حضرت ابن عباسؓ تشریف لائے اور اُسکی رکاب تھام لی زید بن ثابتؓ نے فرمایا کہ اے چچازاد بھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ رکاب چھوڑ دین آپ نے فرمایا کہ ہمکو یون ہی حکم ہی کہ علما اور بڑے لوگون سے اسی طرح پیش آوین اُنھون نے آپ کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور کہا کہ ہمکو بھی یہی حکم ہی کہ اپنے پیغمبر کے اہل بیت کے ساتھ اسی طرح کرین۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ ایماندار کی عادت مین نہین کہ خوشامد کرے الا علم کی طلب مین۔ پس طالب علم کو نہ چاہیے

اح خطیب نے بروایت براء سند ضعیف سے مضمون بالا روایت کیا ہی ۱۲ ت ۲ اصفہانی نے سند ضعیف سے [illegible] ۱۲ ح مسلم ابن عدی بروایت سند ضعیف ۱۲

کہ علم پر تکبر کرے مثلاً تکبر علم پر اسطرح بھی ہو سکتا ہی کہ اسی سے پڑھینگے جو معروف و مشہور عالم ہو دوسرے سے پڑھنے مین کیناوے یہ امر عین
حماقت ہی اسلیے کہ علم نجات اور سعادت کا سبب ہی تو جو شخص کسی درندہ ضرر پہونچانے والے سے مفر اور گریز کا طالب ہو وہ اس بات مین
فرق نہ کریگا کہ اسکو گریز کی تدبیر کوئی مشہور آدمی بتاوے یا گمنام اور ظاہر ہی کہ درندہاے آتش کا نقصان خداتعالی کو نجاننے والون پر بہ نسبت
ہر ایک درندہ کے ضرر کے نہایت سخت ہوگا اور حکمت ایماندار کی گم ہوئی چیز ہی جہان ملجاوے اسکو غنیمت جانے اور جو کوئی اسے اس تک
پہونچاوے اسکا احسان مانے خواہ کوئی ہو اور اسی لیے کسی نے شعر کہا ہی جسکا ترجمہ یہ ہی شعر علم کو اہل تکبر سے تنفر ہی مدام ٭ جیسے رکھتی ہی
مکانون سے عداوت سیلاب ٭ غرض کہ علم بدون انکسار اور کان لگانے کے نہین آتا اللہ تعالی فرماتا ہی ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب
او القی السمع وھو شہید اور دل والا ہونے سے یہ غرض ہی کہ علم کی قابلیت اور سمجھنے کی استعداد رکھتا ہو پھر سمجھنے پر قادر ہونا ہی کافی نہین جبتک
کہ کان حضور دل سے نہ لگاوے تاکہ جو کچھ کان مین ڈالا جاوے اسکو اچھی طرح سنکر انکسار اور شکر اور خوشی اور منت کے ساتھ قبول کرلے
استاد کے سامنے شاگرد کو ایسا رہنا چاہیے جیسے نرم زمین جسپر بہت سا مینھ برسے اور وہ سب پی جاوے کہ جب استاد کوئی سا طریق تعلیم کا
اسکو بتاوے اسکی پیروی کرے اپنی راے کو دخل نہ دے اسلیے کہ مرشد اگر خطا پر بھی ہوگا تو وہ خطا خود شاگرد کے صواب سے اسکے حق مین
زیادہ مفید ہی کیونکہ تجربہ سے ایسی باتین باریک معلوم ہوتی ہین جنکے سننے سے تعجب آتا ہی مگر انکا فائدہ بہت ہوتا ہی مثلاً بہت سے بیمار گرم مزاج
ہوتے ہین کہ طبیب اُسکا علاج بعض اوقات مین گرم دواؤن سے کرتا ہی تاکہ حرارت اتنی قوی ہوجاوے کہ علاج کا صدمہ اٹھا سکے تو جس
شخص کو فن علاج مین وقوف نہین اُسکو اس علاج سے تعجب ہوتا ہی اور اللہ تعالی نے حضرت خضر اور حضرت موسی عم کے قصہ سے تنبیہ فرمادی کہ حضرت خضر نے یہ فرمایا
انک لن تستطیع معی صبرا وکیف تصبر علی مالم تحط بہ خبرا پھر شرط کرلی کہ چپ رہنا اور جبتک مین کہون کچھ مت پوچھنا چنانچہ فرمایا فان اتبعتنی فلا تسالنی عن شیٔ حتی
احدث لک منہ ذکرا اگر حضرت موسی علیہ السلام نے صبر نہ کیا اور بار بار انکو ٹوکتے رہے یہانتک کہ یہی دونون مین جدائی کا باعث ہوا حاصل یہ کہ
جو شاگرد اپنے استاد کی راے کے سامنے اپنے آپ راے اور اختیار باقی رکھیگا تو وہ اپنی حاجت سے محروم رہیگا - اب اگر یہ کہو کہ اللہ تعالی
نے فرمایا ہی فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون اس سے تو پوچھنے کی اجازت معلوم ہوتی ہی تو اسکا جواب یہ ہی کہ واقع مین پوچھنا درست ہی لیکن
جن چیزون کے پوچھنے کی اجازت استاد دے وہی پوچھے اسلیے کہ ایسی بات پوچھنی جسکی سمجھ کا رتبہ تمکو حاصل نہین بری ہی اور یہی وجہ تھی
کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسی علیہ السلام کو پوچھنے سے منع فرمادیا تھا غرضکہ وقت سے پیشتر سوال نہ کرنا چاہیے اسلیے کہ
استاد کو خوب معلوم ہی کہ تمکو کس چیز کی حاجت ہی اور وہ کسوقت بتانی چاہیے اور ہر مقام مین درجات کے مراتب سے جبتک کہ بتانے کا وقت
نہین آتا تب تک پوچھنے کا وقت بھی نہین آتا اور حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا ہی کہ عالم کا حق یہ ہی کہ اس سے سوال بہت مت کرو اور جواب مین
اسکو طعنہ مت دو اور جب وہ تھک جاوے تو اصرار نہ کرو اور جب اٹھے تو اسکا کپڑا مت پکڑو اور اسکے بھید کو ظاہر نہ کرو اور نہ اسکے پاس کسی کی
غیبت کرو اور نہ اسکی لغزش کی تلاش کرو اور اگر وہ لغزش کرے تو اسکا عذر قبول کرو اور اسکی عزت و توقیر کو خدا کے واسطے اپنے اوپر لازم سمجھو
جبتک کہ وہ خداے تعالی کے حکم کی حفاظت کرے اور اس سے آگے مت بیٹھو اور اگر اسکو کوئی حاجت ہو تو سب لوگون سے پیشتر اسکے لیے اٹھو
چوتھا ادب یہ ہی کہ طالب علم ابتداے امر مین لوگون کے اختلاف کے سننے سے احتراز کرے خواہ علم دنیا کا طالب ہو خواہ علم آخرت کا اسلیے کہ
اختلافون کے سننے سے مبتدی کی عقل متحیر اور ذہن پریشان اور راے سست ہوجاتی ہی اور ادراک اور اطلاع سے یاس ہوجاتا ہی بلکہ یون
چاہیے کہ اول ایک عمدہ طریقہ جو استاد کے نزدیک پسندیدہ ہو اسکا تو یقین کرلے پھر اسکے بعد اور مذہبون اور انکے شبہون کو سنے اور اگر اسکا استاد
ایک راے کے اختیار کرنے مین پختہ نہو اور اسکی عادت یہی ہو کہ ایک مذہب سے دوسرے مین بدلتا رہتا ہو اور انکے اقوال کو نقل کرتا ہو تو ایسے
استاد سے بچنا چاہیے اسلیے کہ ایسا شخص ہدایت کم کرتا ہی اور گمراہ زیادہ تو بھلا اندھون کو اندھا راہ بتانے کے لائق کب ہی اور اسطرح کا

شخص ہنوز وادی حیرت اور تیہ نابینائی مین ہی ؏ او خویشتن گم ست کرا رہبری کند۔ اور مبتدی کو شبہات سے منع کرنا ایسا ہی جیسے نومسلم کو کفار کے
ملنے سے اور منتہی کو اختلافون مین نظر کرنے کی ترغیب ایسی ہی جیسے قوی الایمان کو کفار کے ملنے کی اسلیئے کہ ہر کارے و ہر مردے اسی وجہ سے
نامرد کو نہین کہا کرتے کہ کفار پر حملہ کر بلکہ شجاع آدمی کو اس کام کے لیے بلاتے ہین۔ اور بعض ضعیفون نے اس دقیقہ سے غافل ہو کر یہ گمان
کرلیا کہ جو مساہلات قوی لوگون سے منقول ہین انمین اقتدا کرنا درست ہی یہ نہ جانا کہ زبردستون کے معاملات کمزورون کے معاملون سے
علیحدہ ہین اور اس باب مین بعض مشایخ نے فرمایا ہی کہ جس شخص نے مجکو ابتدا مین دیکھا وہ توصدیق ہو گیا اور جسنے انتہا مین دیکھا وہ زندیق
ہوا اسلیے کہ انتہا مین اعمال باطن پر جا ٹھہرتے ہین اور ظاہر کے اعضا بجز فرائض کے اور حرکات سے ساکن ہو جاتے ہین تو دیکھنے والون کو یہی
سوجھتا ہی کہ یہ امر سستی اور کسل اور بیکار رہنا ہی حالانکہ ایسا نہین بلکہ یہ تو دل کی نگرانی عین حضوری کے اندر اور مدام ذکر کا ملازم رہنا ہی جو سب اعمال
سے بہتر ہی اور ضعیف آدمی جو قوی کے ظاہر حال کو دیکھکر جانتا ہی کہ یہ لغزش ہی اور خود ویسا کرتا ہی اسکی مثال ایسی ہی کہ کوئی شخص ایک پانی کے
کوزے مین تھوڑی سی نجاست ڈالدے اور اُسکا عذر یہ کرے کہ سمندر مین تو اسکی ہزار گنی نجاست ڈالدیتے ہین اور وہ کوزہ سے کہین بڑا ہی تو جو
بات سمندر کو درست ہی وہ کوزہ کو بطریق اولے ہونی چاہیے اور اُس بیچارہ کو یہ معلوم نہین کہ سمندر اپنی قوت کے باعث نجاست کو پانی بنالیتا ہی
اور سمندر کے غلبہ سے نجاست بھی اُسی طرح کی ہو جاتی ہی اور تھوڑی نجاست کوزے پر غالب ہوتی ہی وہ کوزہ کو اپنی طرح کردیتی ہی۔ اور
اسی طرح کی دلیل کے باعث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وہ بات درست کی گئی جو غیرون کے لیے نہ ہوئی مثلاً آپ کے لیے نو بیبیان
مباح ہوئین اس؏ لیے کہ آپ مین اتنی قوت تھی کہ اُسکے باعث عورتون مین عدل فرماتے تھے گو کتنی ہی بہت ہون اور دوسرا شخص تھوڑی
پر بھی عدل نہین کرسکتا بلکہ اُنکے درمیان کا نقصان خود اُس تک بڑھ آویگا کہ اُنکی رضامندی کی طلب مین نوبت خدا تعالی کی نافرمانی کی پہونچیگی
بھلا جو شخص فرشتون کو کہارون پر قیاس کرے کہین اُسکو فلاح ہوگی **پانچوان ادب** یہ ہی کہ طالب علم عمدہ علوم مین سے کوئی فن اور کوئی
قسم بدون دیکھے نہ چھوڑے اور اس طرح پر دیکھے کہ اسکے مقصود اور علت غائی سے مطلع ہو جاوے پھر اگر زندگی وفا کرے تو اُسمین
کمال پیدا کرنے کا طالب ہو ورنہ جو اہم ہو اُسمین مشغول ہو کر اُسکو تو کامل کرلے اور باقی علوم مین سے تھوڑا تھوڑا حاصل کرلے کیونکہ علوم ایک
دوسرے کے مددگار اور آپس مین وابستہ ہین اور سردست جو اُسکو نہین سیکھتے تو عداوت کی جہت سے ہی کہ جو چیز آدمی کو نہین آتی اُسکا دشمن
ہوا کرتا ہی اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی واذلم یہتدوا بہ فسیقولون ہذا افک قدیم اور کسی کا شعر ہی **شعر** مزہ جس کا ہو مرض سے کڑوا ✤ شیرین پانی
کو وہ جانے کڑوا ✤ غرض کہ عمدہ علوم اپنے مدارج کے موافق یا تو بندہ کو خدائے تعالی کی راہ کا سالک کرتے ہین یا سلوک مین کسی قسم کی
اعانت کرتے ہین اور مقصود سے دوری اور نزدیکی مین ہر ایک علم کا ایک مقام خاص ٹھہرا ہوا ہی جو لوگ اُن علوم سے آگاہ ہین وہ ایسے
ہین جیسے جہاد مین گھاٹیون اور گھاتون کے محافظ ہوتے ہین اور ہر ایک کے لیے اُنمین سے ایک مرتبہ ہی اور اپنے درجے کے موافق
آخرت مین ہر ایک کو ثواب ہی بشرطیکہ اس علم سے خدا تعالی کی رضا قصد کی ہو **چھٹا ادب** یہ ہی کہ علم کے فنون سے کسی فن کو دفعۃً
اختیار نہ کرے بلکہ ترتیب کا لحاظ رکھے اور جو اہم ہو اُس سے شروع کرے اس وجہ سے کہ عمر تو اکثر سب علوم کے لیے کافی نہین ہوا کرتی
اس نظر سے احتیاط کی بات یہ ہی کہ ہر چیز مین سے عمدہ حاصل کرے اور اُسمین سے تھوڑی سی پر قانع ہو اور تھوڑے سے علم کے باعث جتنی
قوت ہوئی ہو وہ سب اُس علم کے پورا کرنے مین صرف کرے جو اشرف علوم ہی یعنے علم آخرت کی دونون قسمون معاملہ اور مکاشفہ مین کہ
علت غائی علم معاملہ کی مکاشفہ ہی اور مکاشفہ کا انجام خدا تعالی کی معرفت ہی اور ہماری غرض علم مکاشفہ سے وہ اعتقاد نہین جسکو عوام باپ دادون
سے سنتے آئے ہون یا زبانی یاد کرلیا ہو اور نہ طریق کلام مراد ہی کہ طرف ثانی کے مقابلہ مین عبارت بنی رہے وہ قدح نہ کرسکے چنانچہ
غایت کلام جاننے والے کی اتنی ہی ہی بلکہ علم مکاشفہ سے ہماری غرض ایک قسم کا یقین ہی جو اُس نور کا نتیجہ ہوتا ہی جسکو خدائے تعالی

بندے کے دل مین ڈالدیتا ہی جب کہ وہ اپنے باطن کو مجاہدہ کرکے خباثتون سے پاک کرلیتا ہی یہانتک کہ ہوتے ہوتے حضرت ابوبکرؓ کے ایمان
کے مرتبے تک پہونچ جاتا ہی جسکی شہادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسطرح فرمائی کہ اگر ابوبکر کا ایمان تمام عالم کے ایمان سے
تولا جاوے تو وہی جھکتا رہیگا۔ ہمارے نزدیک یہ نہین معلوم ہوتا کہ جس بات کا معتقد عامی ہی اور جسکو متکلم بناتا ہی کہ وہ بھی عامی سے صرف
کلام کی صنعت مین بڑھکر ہی اور اسی وجہ سے اُسکے فن کا نام کلام ہوا ہی وہ بات حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ رضی اللہ عنہم
کو نہ آتی تھی اور حضرت ابوبکر اُس مین اُن سے فائق تھے بلکہ اُنکی افضلیت کی بات عامی اور متکلم کے عقائد کے سوا تھی یعنے اُس بھید کے
سبب اُنکو فضل تھا جو اُنکے سینے مین ڈالا گیا تھا اور تعجب اُس شخص سے ہی کہ اس جیسے اقوال صاحب شرع صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے
پھر اُسکے موافق جو کچھ سنے اُسکو حقارت کرے اور کہے کہ یہ صوفیون کی بیہودہ باتین ہین اور کچھ سمجھ مین نہین آتین اس باب مین آدمی
کو تامل کرنا چاہیے کہ اسی جگہہ راس المال جاتا رہتا ہی۔ حاصل یہ کہ تمکو اُس بھید کی معرفت کا حریص ہونا چاہیے جو فقہا اور متکلمین کے
حوصلہ اور سرمایہ سے خارج ہی اور تمکو اُسکا راستہ بجز اُسکے نہ ملیگا کہ اُسکے طلب کے حریص ہو۔ خلاصہ یہ کہ سب علوم مین اشرف اور سب
کی علت غائی خدا تعالی کی معرفت ہی اور وہ ایک دریا ہی جسکی تھاہ معلوم نہین ہوتی اس باب مین سب آدمیون سے بڑھکر انبیا کا درجہ
ہی پھر اولیا کا پھر جو اُنکے متصل ہون۔ اور ایک روایت ہی کہ پہلے حکیمون مین سے دو حکیمون کی تصویر کسی مسجد مین نظر پڑی ایکے ہاتھ مین
ایک پرچہ ہی جسمین یہ لکھا ہی کہ اگر تم ہر ایک چیز کو درست کرلو تو یہ نجانو کہ ایک چیز کو بھی درست کیا ہی جبتک کہ خدا تعالی کو نہ پہچانو اور یہ نہ جانو
کہ مسبب الاسباب اور چیزون کا ایجاد کرنے والا وہی ہی اور دوسرے کے ہاتھ کے پرچے مین یہ ہی کہ خدا تعالی کی معرفت سے پہلے مین پانی
پیتا تھا اور پیاسا رہتا تھا یہانتک کہ جب اُسکو پہچانا تو بدون پیے ہی پیاس بجھ گئی ساتوان ادب یہ ہی کہ کسی فن مین قدم نہ رکھے جبتک کہ
اُس سے پیشتر کے فن کو پورا نہ کرلے اسلیے کہ علوم ایک ترتیب ضروری سے مرتب ہین اور ایک علم دوسرے کا راستہ ہی توفیق یافتہ وہی ہی
جو اس ترتیب اور درجات کا لحاظ رکھے اللہ تعالی فرماتا ہی الذین اٰتینٰھم الکتاب یتلونہ حق تلاوتہ یعنے ایک فن سے آگے نہین پڑھتے جبتک
کہ علم و عمل کے رو سے اُسکو پختہ نہ کرلین اور چاہیے کہ جس علم کا قصد کرے اُسمین نیت اُس سے اوپر کے علم پر ترقی کرنے کی ہو اور اگر
کسی علم مین لوگون کا اختلاف واقع ہو یا کہ ایک شخص اُس مین خطا کرین یا اپنے علم کے بموجب عمل نہ کرین تو چاہیے کہ ان وجہون سے
اس علم کو نکما نہ کہدے جیسے بعض لوگ معقولات اور فقہیات نہین دیکھتے اور کہتے ہین کہ اگر اُنکی کچھ اصل ہوتی تو جو لوگ اُنکے ماہر ہین اُنکو
ملتی اور کتاب معیار العلم مین ہم اس شبہ کا جواب لکھ چکے ہین اور بعض لوگ طبیب کی خطا دیکھکر طب کو نکما سمجھتے ہین اور ایک نجومی کی باتین
اتفاقاً سچ نکلنے سے کچھ لوگ اُسکی درستی کے معتقد ہوتے ہین اور کچھ لوگ دوسرے نجومی کی خطا معلوم کرکے اُسکو بیکار بتاتے ہین حالانکہ
سب غلطی پر ہین بلکہ یون چاہیے کہ چیز کو فی نفسہ جان لین کہ کیسی ہی ہر شخص کسی علم مین اتنا تبحر نہین رکھتا کہ اُسکی سب جزئیات سے
واقف ہو اور اسی لیے حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا ہی کہ حق کو مردون سے مت پہچانو بلکہ حق کو معلوم کرلو پھر حق والون کو خود جان جاؤگے
آٹھوان ادب یہ ہی کہ اُس سبب کو معلوم کرے جس سے علوم کا شرف حاصل ہوتا ہی اور شرف دو چیزون کے باعث سے ہوتا ہی
اول ثمرہ کے شرف سے دوم دلیل کی پختگی اور قوت سے مثلاً علم دین اور علم طب کو جو دیکھتے ہین تو اول کا ثمرہ زندگی ابدی ہی اور دوسرے
کا ثمرہ زندگانی فانی اسی جہت سے علم دین اشرف ہوگا کہ اُسکا ثمرہ اشرف ہی اور علم حساب اور علم نجوم کو اگر دیکھو تو حساب کی دلیلین پختہ اور قوی
ہین اسکو علم نجوم پر شرف ہی اور اگر حساب کو علم طب کے لحاظ سے دیکھین تو اس صورت مین ثمرہ کے اعتبار سے شرف ہی اور حساب کو دلیلون
کی رو سے اور ثمرہ کا لحاظ کرنا بہ نسبت دلیلون کے بہتر ہی اسلیے طب حساب سے اشرف ہی اگرچہ علم طب اکثر تخمین اور قیاس سے ہی۔ اور
اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ سب علوم سے اشرف علم خداے تعالی اور اُسکے فرشتون اور کتابون اور رسولون کا اور وہ علم ہی جو ان علوم تک

ح ابن عدی بروایت ابن عمر بسند ضعیف اور بیہقی نے ابن عمر سے موقوفاً بسند صحیح ۱۲ منہ احقر بخاری کی ہی کتاب وہ اسکو ... ۱۲

پہونچنے کا ذریعہ ہو تو اب تمکو بجز اس علم کے اور علم کی طرف رغبت اور حرص نہ کرنی چاہیے **نوان ادب** یہ ہی کہ طالب علم کا قصد علم سے
سردست تو یہ ہو کہ اپنے باطن کو آراستہ اور فضیلت سے مزین کرے اور انجام کو یہ ہو کہ خداے تعالی کا قرب اور فرشتون اور مقربان ملاء اعلی
کی ہمسایگی حاصل ہو اور علم سے غرض ریاست اور مال و جاہ اور بیوقوفون سے جھگڑنے اور ہمسرون پر فخر کرنے کی نہو اور جس شخص کی نیت
علم سے قرب الٰہی ہو تو بالضرور وہ ایسے علم کو طلب کرے جو اُسکے مقصود سے بہت قریب ہو یعنی علم آخرت کا طالب ہو اور باوجود اِسکے اُسکو نہ
چاہیے کہ علم فتاوے اور علم نحو اور علم لغت جو متعلق کتاب اور سنت کے ہین اور سوا اُنکے اور علوم کو جنکا ذکر ہمنے متدمات اور تمات مین
کیا ہی اور وہ فرض کفایہ علمون کے اقسام مین ہین اُنکو حقارت کی آنکھ سے دیکھے۔ اور ہمنے جو علم آخرت کی تعریف مین بہت سا مبالغہ کیا ہی
اس سے تم یہ مت سمجھنا کہ یہ علوم بُرے ہین اسلیے کہ جو لوگ ان علمون کے عالم ہین اُنکا حال مثل اُن لوگون کے ہی جو گھاٹیون کی محافظت
اور اللہ تعالی کی راہ مین جہاد کرتے ہین یعنے اُن مین سے بعض لوگ تو لڑتے ہین اور بعض لوگ مدد کرتے ہین اور کچھ اُنکو پانی پلاتے ہین اور کچھ
سواریون کی حفاظت اور خدمت کرتے ہین اور اُنمین سے کوئی شخص ثواب سے خالی نہین بشرطیکہ اُسکی نیت خدا تعالی کے بول بالا
کرنے سے ہو یہ نہو کہ لوٹ ملیگی اسی طرح علما کا حال ہی اللہ تعالی فرماتا ہی یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات اور فرمایا ہم درجات
عند اللہ یعنی وہ کئی درجہ ہین اللہ کے نزدیک غرض کہ اہل علوم کی فضیلت اعتباری اور اضافی ہی کہ کسی کی نسبت اعلی ہین اور کسی کے
لحاظ سے ادنی یہ نہین کہ بذات خود حقیر ہون مثلاً اگر صرافون کو بادشاہون کی نسبت کم رتبہ کہا جاوے تو اس سے یہ نہ معلوم ہوگا کہ اگر جاروب
کشون کی نسبت کر اُنکو قیاس کرین تب بھی حقیر ہون گے پس یہ گمان نہ کرنا چاہیے کہ جو علم اعلی رتبہ سے کم ہو وہ بیقدر ہی بلکہ یون جاننا چاہیے
کہ سب سے اعلی رتبہ انبیا کا ہی پھر اولیا کا پھر اُن علما کا جو علم مین مضبوط ہین پھر نیک بندون کا موافق اُنکے درجات کے حاصل یہ کہ جو ذرہ
برابر خیر کریگا اسکا ثواب اُسکو نہ ملیگا اور جو شخص علم سے خدا تعالی کی رضا قصد کریگا خواہ کوئی سا علم ہو تو وہ علم اُسکو مفید ہوگا اور بالضرور اُسکا رتبہ
بلند کریگا **دسوان ادب** یہ ہی کہ علم کی نسبت اصلی مقصود کی طرف معلوم کرے تاکہ جو مقصود سے قریب ہو اُسکو بعید پر ترجیح دے اور جو علم
مہم ہو اُسکو اختیار کرے اور معنی مہم کے یہ ہین کہ جو تمکو فکر مین ڈالے اور ظاہر ہی کہ دنیا اور آخرت مین تمکو بجز تمہارے حال کے اور کوئی چیز فکر مین نہین
ڈالتی اور چونکہ تمسے نہین ہو سکتا کہ دنیا کے مزون اور آخرت کی راحتون کو اکٹھا لے سکو چنانچہ قرآن مجید مین اس امر کا ذکر آچکا ہی اور نور بصیرت بھی
اسکا شاہد ہی جو بمنزلہ آنکھ سے دیکھنے کے ہی تو اس سے معلوم ہوا کہ زیادہ اہم وہی ہی جو ابدالآباد تک رہے اور اس صورت مین دنیا ایک منزل ہو جاویگی
اور بدن سواری اور اعمال مقصود کی طرف کو چلنا۔ اور مقصود بجز دیدار الٰہی کے اور کچھ نہین کہ تمام لذت و راحت اُسمین ہی گو اس جہان مین اُسکی
قدر کم لوگ جانتے ہین اور علوم کو اگر خداے تعالی کی ملاقات اور اُسکی ذات پاک کی دیدار کی نسبت کر دیکھو تو تین قسم کے ہین اور دیدار سے وہ غرض
جسکے طالب انبیا تھے اور وہی اُسکو سمجھتے تھے وہ دیدار مراد نہین جو عوام اور کلام والون کے ذہن مین آتا ہی ان قسمون کو تم ایک مثال سے سمجھ لوگے
وہ یہ ہی کہ اگر کسی غلام سے کہا جاوے کہ اگر تو حج کریگا اور اعمال کو کامل طور پر بجا لاویگا تو تو آزاد بھی ہو جاویگا اور سلطنت بھی ملیگی اور اگر تو حج
کا راستہ شروع کر دیگا اور اُسکی تیاری کریگا اور راہ مین کوئی مانع پیش آویگا تو تو آزاد تو ہو جاویگا اور بند غلامی سے رہائی پاویگا مگر سلطنت کی سعادت
سے مشرف نہوگا تو غلام مذکور کو تین طرح کے کام پیش آوینگے اول سامان سفر کرنا یعنی اونٹ خریدنا اور مشک سینی اور غلہ وغیرہ مول لینا دوم
وطن سے جدا ہو کر کعبہ کو منزل بمنزل چلدینا سوم اعمال حج مین مشغول ہونا اور ایک ایک رکن کو بترتیب ادا کرنا ان تینون حالتون سے اور
احرام اور طواف رخصت سے فارغ ہو کر غلام مذکور مستحق آزادی اور سلطنت کا ہوگا اور ہر حال مین بھی غلام مذکور کے بہت سے مراتب ہین یعنے
شروع سامان سے اُسکے آخر تک اور آغاز سفر سے اُسکے تمام ہونے تک اور ابتداے ارکان حج سے اُسکے انجام تک بہت سے درجات ہین اب
ظاہر ہی کہ جو شخص ابھی زاد اور سواری کی تیاری مین ہو یا چلنا شروع کر دیا ہو وہ سعادت سے اتنا قریب نہوگا جتنا وہ شخص ہوگا جسنے ارکان حج

شروع کردیے کیونکہ وہ دو حالات کو طے کر چکا ہو اور نہایت قریب پہونچ گیا ہو - جب یہ مثال معلوم ہو چکی تو اب علوم کی بھی تین قسمین ہین ایک تو وہ علوم ہین کہ بمنزلہ سامان سفر کے خریدنے کے ہین اور وہ علم طب اور فقہ اور جو علوم کہ دنیا مین بدن کی مصلحتون کے متعلق ہون ہین اور ایک قسم بمنزلہ جنگل کے چلنے اور گھاٹیون کے طے کرنے کے ہین اور وہ صفات کی کدورتون سے بدن کا پاک کرنا اور اُن اونچی گھاٹیون پر چڑھنا ہو جنسے سوائے توفیق یافتہ لوگون کے اگلے پچھلے سب عاجز ہین تو یہ امور راہ کے چلنے مین داخل ہین اور اُنکے علم حاصل کرنا ایسا ہو جیسے راہ کی طرفون اور منزلون کا جان لینا اور جس طرح کہ صرف منزلون اور جنگل کی راہون کا جان لینا بدون اُنکے طے کرنے کے کافی نہین اسی طرح تہذیب اخلاق کا جان لینا کفایت نہین کرتا جبتک کہ تہذیب نہ کرے گو عادتون کی تہذیب بدون علم کے نہین ہو سکتی اور تیسری قسم وہ ہو جو بمنزلہ نفس حج اور اسکے ارکان کے ہو اور وہ خداے تعالی اور اُسکے فرشتون اور صفات اور افعال کا علم اور اُن باتون کا علم ہو جو علم مکاشفہ کے معانی مین ہم لکھ آئے ہین اس قسم کے بعد رہائی اور سعادت ملا کرتی ہو مگر رہائی یعنی سلامتی تو ہر سالک طریق کو نصیب ہوتی ہو بشرطیکہ اسکی غرض مقصد حق ہو اور سعادت کو پہونچنا بجز خداے تعالی کے عارفون کے اور کسی کو نہین ملتا اور یہی لوگ مقرب ہوتے ہین اور انھین پر خدا تعالی کے ہمسایہ مین رحمت و راحت و ریحان و جنت نعیم کا انعام ہوتا ہو اور جو لوگ کمال کے مرتبے سے ادھر رہ گئے ہین اُنکو نجات اور سلامتی حاصل ہوتی ہو چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہو فاما ان کان من المقربین فروح و ریحان وجنة نعیم واما ان کان من اصحاب الیمین فسلام لک من اصحاب الیمین اور جو لوگ کہ متوجہ مقصد نہوے اور اُسکی طرف حرکت نہ کی یا حرکت تو کی مگر بغرض فرمان برداری اور بندگی کے نہ کی بلکہ کسی دنیاوی غرض کے لیے کی تو وہ لوگ اصحاب شمال اور گمراہون مین اُنکے لیے یہ ارشاد ہو فنزل من حمیم و تصلیة جحیم اور جان لینا چاہیے کہ مضبوط علما کے نزدیک یہ امر حق الیقین ہو یعنی اُنھون نے اُنکو اپنے باطن کے مشاہدہ سے دریافت کرلیا ہو جو آنکھون کے مشاہدہ کی نسبت کر قوی تر اور ظاہر تر ہو صرف سننے کی پیروی کی حد سے ترقی کر گئے ہین اور اُنکا حال ایسا ہو جیسا کوئی شخص کوئی خبر سنے اور اُسکو سچ جانے پھر آنکھ سے دیکھ لے اور یقین کرے اور دوسرون کا حال ایسا ہو کہ خبر کی تصدیق اعتقاد و ایمان کی خوبی کی جہت سے کرلے مگر آنکھون سے دیکھنا نصیب نہوا ہو - غرضکہ سعادت علم مکاشفہ کے بعد ہو اور علم مکاشفہ علم معاملہ کے بعد ہو یعنے طریق آخرت کے چلنے اور صفات کی گھاٹیون کے طے کرنے کے بعد ہوتا ہو اور صفات مذمومہ کو مٹانے کی راہ چلنی صفات کے جاننے اور طریق علاج اور چلنے کی کیفیت معلوم کرنے کے بعد ہو اور یہ امر بدن کی سلامتی اور اسباب تندرستی کی موافقت کے جاننے پر منحصر ہو اور بدن کی سلامتی اجتماع اور ایک دوسرے کی مدد کرنے سے جس سے کہ پوشاک اور غذا اور سکونت ملا کرتی ہو دو سلطان کے متعلق ہو اور اُسکا قاعدہ لوگون کو عدل و سیاست کے طور پر منتظم رکھنے کا فقیہ کے مغز مین رہتا ہو اور صحت کے اسباب طبیعت کے مغز مین - اور جس شخص نے کہ کہا ہو کہ علم دو ہین علم بدن اور علم دین اور اس سے اشارہ فقہ کا کیا ہو تو اُسنے علوم مروجہ ظاہری کو مراد لیا ہو علوم باطنی کا ارادہ نہین کیا - اب ہم اس بات کی وجہ لکھتے ہین کہ ہمنے علم طب اور فقہ کو بمنزلہ تیاری زاد و راحلہ کے کیون کہا ہو تو معلوم کرنا چاہیے کہ خداے تعالی کے قرب کے حاصل کرنے کو اُسکی طرف چلنے والا دل ہو بدن نہین اور ہماری غرض دل سے وہ گوشت نہین جو آنکھ سے سوجھا کرتا ہو بلکہ وہ ایک لطیفہ اور بھید ہو خدا تعالی کے لطیفون اور بھیدون مین سے جو اس سے نہین معلوم ہوتا اور کبھی اُسکو روح کہا کرتے ہین اور بعض اوقات نفس مطمئنہ بولتے ہین اور شرع اُسکو دل سے تعبیر فرماتی ہو اسلیے کہ دل اُس بھید کی اول سواری ہو اُسی کے ذریعہ سے تمام بدن اُسکی سواری اور آلہ بن رہا ہو اور اس بھید کا حال بخوبی علم مکاشفہ سے معلوم ہوتا ہو اور وہ راز قابل افشا نہین بلکہ اسکے ذکر کرنے کی اجازت نہین اور غایت اجازت اُسمین یہ ہو کہ اسقدر کہہ دین کہ وہ ایک جوہر نفیس اور گوہر عزیز ہو کہ ان اجسام محسوس کی نسبت کر اشرف ہو اور ایک امر الٰہی ہو چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہو ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی اور کل مخلوقات خدا تعالی کی طرف منسوب ہین مگر اُسکی نسبت تمام اعضا بدن کی نسبت سے اشرف ہو کیونکہ خلق اور امر دونون اللہ ہی کے ہین اور امر خلق کی نسبت کر اشرف ہو اور یہ جوہر نفیس جو خدا تعالی کی امانت کا اٹھانے والا ہو اور اس رتبہ مین آسمانون

اور زمین اور چھاڑون سے مقدم ہی کہ وہ اُس بار کے اُٹھانے سے ڈر کر انکار کر گئے عالم امر سے ہی اور اس بیان سے تم اسکے قدیم ہونے کا اشارہ مت سمجھنا اسلیے کہ جو شخص روح کے قدیم ہونے کا قائل ہی وہ جاہل اور مغالطہ کھانے والا ہی اسکو وقوف نہین کہ کیا کہتا ہی۔ اب ہم عنان بیان کو اس فن سے روکتے ہین کہ جس بات کے ہم درپے ہین اُس سے یہ فن خارج ہی۔ مقصود یہ ہی کہ یہ لطیفہ اپنے رب کی طرف سعی کرنے والا ہوتا ہی اسلیے کہ وہ امر رب سے ہی تو خدا تعالی ہی اسکا مصدر ہی اور اُسی کی طرف اُسکا رجوع اور بدن اُس لطیفے کی سواری ہی جسپر سوار ہو کر اُسکے ذریعہ سے چلتا ہی تو بدن خدا تعالی کی راہ مین دل کے لیے ایسا ہی جیسے بدن کے لیے راہ حج مین اونٹنی ہوتی ہی یا مشک جسمین پانی بھرا رہتا ہی اور بدن کو اُسکی حاجت ہوتی ہی غرضکہ جو علم کہ اُسکا مقصود بدن کی مصلحت ہی وہ سواری کی مصلحتون مین داخل ہی اب ظاہر ہی کہ طب سے بھی بدن کی بہتری مقصود ہی اسلیے کہ بدن کی صحت کی نگاہداشت کے لیے کہین اُسکی ضرورت پڑتی ہی اور اگر انسان بالفرض اکیلا ہوتا تو طب کی حاجت اُسکو ہوتی اور فقہ اور طب مین یہی فرق ہی کہ اگر انسان بالفرض اکیلا ہوتا تو کیا عجب تھا کہ فقہ کی ضرورت نہ پڑتی لیکن اُسکی پیدایش اسطرح ہوتی ہی کہ تنہا نہین زندہ رہ سکتا کیونکہ سب کام اکیلے سے نہو سکینگے کہ کھانے کے لیے جوتنا بونا پیسنا پکانا اور لباس اور سکونت کا حاصل کرنا اور ان سب چیزون کے آلات تیار کرنے ایک شخص کسطرح کرے تو اس نظر سے دوسرون مین ملنا اور اُن سے مدد چاہنی ضرور ہوئی اور جب آدمی ملے اور اُنکی خواہشین اُبھرین تو شہوت کے اسباب کو اُنھون نے کھینچا تانی کی اور آپس مین نزاع اور قتال کرنے لگے اور اُن لڑائی جھگڑون سے برباد ہونے لگے اور سبب ہلاکی کا یہی نزاع و مخالفت ظاہری ہوئی جیسے اندر کی خلطون کے بگاڑ سے برباد ہی اکرتی ہی اور طب سے جو نزاع اور فساد کی خلطون مین ہو جاتا ہی اُسکا بچاو کیا جاتا ہی اور سیاست اور عدل سے ظاہر کے فساد کو دور کر کے اعتدال خواہشون مین کر دیا جاتا ہی اور خلطون کے معتدل رکھنے کا طریق معلوم کرنا طب ہی اور معاملات مین لوگون کے احوال کو معتدل رکھنے کا طور جاننا فقہ ہی اور یہ دونون بدن کی حفاظت کے لیے ہین جو دل کی سواری ہی پس جو شخص صرف علم فقہ اور طب کا ہو رہے اور اپنے نفس پر مجاہدہ نہ کرے وہ ایسا ہی کہ صرف اونٹنی لیکر اسکو گھاس دانہ دیوے اور مشک لیکر اسکو تیار کرے اور راہ حج مین قدم نہ رکھے اور جو شخص کہ عمر بھر اُن کلمات کے دقیقون مین پڑا رہے جو فقہ کی بحثون اور مناظرون مین آتے ہین وہ ایسا ہی کہ عمر بھر ایسے وسیلون مین ڈوبا رہے جیسے حج کے لیے مشک مضبوط اسلیے اور ایسے فقیہون کو اصلاح قلب یعنی ذریعہ علم مکاشفہ کے طریق پر چلنے والون سے وہ نسبت ہی جو مشک کی درستی مین رہنے والون کو راہ حج چلنے والون سے یا اُسکے ارکان کے بجا لانے والون سے ہی پس اس بات کو اول تامل کرو اور اُس شخص کی نصیحت قبول کرو جو تم سے اُسکی مزدوری نہین چاہتا اور اکثر اسی امر مین رہا ہی اور تمکو یہ بات بدون بہت سی سخت محنت کے حاصل نہو گی عوام اور خواص سے علیحدہ ہونے کے لیے جرأت کامل کرنی پڑیگی اور صرف اپنی خواہش کے بموجب اُنکی پیروی کرنے سے باز آنا ہو گا طالب علم کے لیے اتنے ہی ادب کافی معلوم ہوتے ہین دوسرا بیان اُستاد کے آداب کے ذکر مین جاننا چاہیے کہ علم کے باب مین آدمی کے چار حال ہین جیسے مال کے حاصل کرنے مین ہوتے ہین مثلاً مال والا اول تو مال پیدا کرتا ہی اُسوقت کھانے والا کھلاتا ہی دوم اپنی کمائی کو جمع کرتا ہی تو تونگر ہو جاتا ہی کہ حاجت دوسرے سے مانگنے کی نہین رکھتا سوم اُس مال کو خود اپنی ذات پر خرچ کرتا ہی تو اُس سے منتفع اور متمتع ہوتا ہی چہارم اُسکو دوسرون کو دیتا ہی اس صورت مین سخی اور اہل فضل گنا جاتا ہی اور یہ پچھلی حالت مین حالتون سے اشرف ہی اسی طرح علم کا حال ہی وہ بھی مال کی طرح تحصیل کیا جاتا ہی اور چار حالتین اُسکی بھی ہین ایک طلب کا زمانہ اور ایک حاصل کیے ہوئے پر ایسا عبور ہونا کہ حاجت سوال کی نہ رہے اور ایک جس بات کو حاصل کیا ہی اُسمین فکر کر کے اُس سے مستفید ہونا اور ایک دوسرے کو اُس سے فائدہ پہونچانا اور یہ حال سب مین اشرف ہی اسلیے کہ جو شخص علم تحصیل کرے اور عمل کرے اور لوگون علم سکھا دے تو ایسے ہی شخص کو آسمان و زمین کے ملکوت مین عظیم کہا کرتے ہین کہ اُسکا حال آفتاب کی طرح ہی کہ دوسرون کو روشنی دیتا ہی اور آپ بھی روشن ہی یا مشک جیسا ہی کہ دوسرون کو معطر کرتا ہی اور خود بھی خوشبو دار ہی اور

جو شخص دوسرون کو بتاتا ہی آپ علم کے بموجب عمل نہین کرتا اُسکا حال دفتر کا سا ہی کہ دوسرے کو اُس سے فائدہ ہوتا ہی اور وہ خود علم سے خالی ہی یا سان کا سا ہی کہ لوہے کو تیز کر دیتی ہی اور خود نہین کاٹتی یا سوئی کا سا ہی کہ غیرون کے لیے لباس تیار کرتی ہی اور خود ننگی رہتی ہی یا چراغ کی بتی ہی کہ اورونکو روشنی دیتی ہی اور اپنے آپ جلتی ہی چنانچہ کسی شعر ہی شعر بے عمل علم ہی فتیلہ شمع ✤ خود جلے اور ہو اُس سے روشن جمع اور جب آدمی تعلیم مین مشغول ہوا تو ایک بڑا کام اور نہایت درجہ کا خطر اپنے ذمے لیا اس لیے اُسکے آداب و قواعد کو یاد کرنا چاہیے ادب اول یہ ہی کہ شاگردون پر شفقت کرے اور اُنکو اپنے بیٹون کے برابر جانے جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین انما انا لکم مثل الوالد لولدہ یعنی آخرت کی آگ سے شاگردون کو بچانے کا قصد کرے اور یہ بات ماباپ کی اپنے بچے کو دنیا کی آگ سے بچانے کی نسبت کر اہم ہی اور اسی لیے استاد کا حق ماباپ کے حق سے بڑھکر ہی اسلیے کہ باپ اُسکی زندگی اور وجود فانی کا سبب ہی اور استاد زندگانی باقی کا باعث ہی اگر استاد نہوتا تو جو چیز باپ سے حاصل ہوئی تھی وہ ہلاک دائمی کی طرف پہونچاتی استاد ہی کی بدولت زندگانی اخروی ہمیشہ کو ہوتی ہی مگر اُستاد سے ہماری مراد علوم آخرت کا سکھانے والا یا دنیا کے علوم آخرت کی نیت سے بتانے والا ہی نہ دنیا کے ارادہ سے اسلیے کہ تعلیم کرنا دنیا کے ارادے سے تو خود بھی تباہ ہوتا ہی اور دوسرے کو تباہ کرتا ہی ایسی تعلیم سے خدا پناہ دے۔ اور جسطرح کہ ایک شخص کے بیٹون کا دستور ہی کہ آپس مین پیار و محبت سے رہتے ہین اور مقاصد پر ایک دوسرے کی مدد کرتے ہین اُسی طرح ایک استاد کے شاگردون مین دوستی اور یاری ہونی چاہیے اور اگر اُنکا مقصود آخرت ہوتی ہی تب تو ایسے ہی ہوتے ہین اور اگر دنیا مراد ہوتی ہی تو آپس مین حسد اور بغض ہوتا ہی اسلیے کہ علما اور آخرت کے لوگ خدا تعالی کی طرف سفر کرنے والے اور دنیا سے اُسکی طرف گذر جانے والے ہین اور دنیا کے برس اور مہینے اُس راہ کی منزلین ہین اور جو مسافر شہرون کو جاتے ہین راہ مین اُنکو رفیق کا ملنا دوستی اور یاری کا سبب ہو جاتا ہی اور جب جنت اعلی کا سفر ہو تو اُسکے راستے مین رفیق کے ساتھ محبت کیسے نہوگی اور سعادت اخروی مین تنگی نہین ہی کہ ایک کو ملجاویگی تو دوسرا نپاویگا تو اسی جہت سے آخرت کے لوگون مین نزاع اور حسد نہین ہوتا بخلاف دنیا کی سعادات کے کہ اُنمین گنجایش نہین اسی لیے ہمیشہ اُنکے باب مین لڑائی جھگڑے رہتے ہین۔ اور جو لوگ کہ علوم سے طلب ریاست کی طرف مائل ہین وہ اللہ تعالی کے اس قول سے خارج ہین کہ انما المؤمنون اخوۃ اور اس آیت کے مضمون مین داخل الاخلاء یومئذ بعضہم لبعض عدو الا المتقین دوسرا ادب یہ ہی کہ تعلیم کے باب مین صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کا اقتدا کرے یعنے علم سکھانے پر نہ مزدوری طلب کرے نہ اور کسی طرح کے بدلے کی نیت ہو نہ شکر کا خواہان ہو بلکہ صرف خدا تعالی کے واسطے اور اُسکے قرب کے طلب کے لیے سکھاوے اور یہ نجانے کہ شاگردون پر میرا احسان ہوتا ہی بلکہ اُنکا احسان بھی ہونا اور یہ تصور کرنا لازم ہی کہ فضل مجکو اُنھین کے سبب سے ہوا ہی کہ اُنھون نے اپنے دلون کی تہذیب کی اور میرے حوالہ کیے کہ مین اُنمین علوم کو بو کر خدا تعالی کا قرب حاصل کرون جیسے کوئی شخص تمکو اپنی زمین عاریت دے دے تاکہ تم اپنے واسطے اُسمین کھیتی کرو تو ظاہر ہی کہ زمین والے کے فائدے کی نسبت کر اُس سے تمکو فائدہ زیادہ ہوگا پس جب استاد کو تعلیم مین شاگرد کی نسبت کر ثواب خدا تعالی کے نزدیک زیادہ ہوتا ہو تو پھر شاگرد پر احسان رکھنے کے کیا معنی اگر شاگرد نہوتا تو استاد کو یہ ثواب کہان سے ملتا اسی لیے بجز خدائے تعالی کے ثواب اور بدلہ اور کسی سے نہ مانگنا چاہیے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی قل لا اسئلکم علیہ اجرا اسلیے کہ مال اور دنیا کی چیزین بدن کی خادم ہین اور بدن نفس کی سواری ہی اور مخدوم علم ہی کہ اسی کی جہت سے نفس کا شرف ہی تو جو شخص علم کے بدلے مین مال طلب کرے اُسکی مثال ایسی ہی کہ کسی کی جوتی مین نجاست لگ گئی ہو اور وہ اُسکو صاف کرنے کے لیے اپنے مُنھ سے رگڑ لے تو ظاہر ہی کہ اُس مین مخدوم کو خادم کر دیگا اور خادم کو مخدوم اور یہ کمال درجہ کا انقلاب ہی اور اسی طرح کا شخص قیامت مین مجرمون کے ساتھ اپنا سر اوندھائے خدا تعالی کے سامنے کھڑا ہوگا۔ حاصل یہ کہ فضل اور منت اُستاد کو ہی اب دیکھو کہ جو لوگ کہتے ہین کہ ہمارا قصد

خدائے تعالی کی طرف نزدیک ہونے کا ہو اُنکی نوبت علم فقہ اور کلام مین اور اُنکی تدریس مین کہانتک پہونچی ہو کہ مال اور جاہ خرچ کرتے
ہین اور طرح طرح کی ذلتین سلاطین کی خدمت مین جاگیرین لینے کے لیے اٹھاتے ہین اور اگر اس بات کو وہ ترک کردین انکو کوئی نہ پوچھے
اور نہ اُنکے پاس کوئی جاوے پھر اُسپر یہ ہو کہ استاد شاگرد سے بھی توقع رکھتا ہو کہ میری ہر اڑی مین کام آوے اور میرے خیر خواہ کی مدد
کرے اور بدخواہ سے عداوت رکھے اور ضروریات دنیاوی مین گدھے کی طرح لدا کرے اور جب سب حاجات مین فرمان بردار بنا رہے
اور اگر اس امر مین ذرا بھی قصور کرے تو پھر استاد جی اُسکے دلی دشمن ہین پس اسطرح کا عالم نہایت دنی اور خسیس ہو جو اپنے لیے یہ مرتبہ
پسند کرے اور اُسپر خوش ہو اور اس قول سے شرم نہ کرے کہ میری غرض پڑھانے سے علم کا پھیلانا ہو تاکہ اُسکی نزدیکی اور اُسکے دین کی
مدد ہو غرضکہ نشانیون اور علامات کو دیکھو تاکہ تمکو مغالطہ مین پڑنے کے اقسام معلوم ہو جاوین **تیسرا ادب** یہ ہو کہ شاگرد کی نصیحت مین
کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے مثلاً باین طور کہ اگر وہ قابلیت سے پہلے کسی رتبہ کا درپے ہو یا علم ظاہر تحصیل کرنے سے پیشتر علم باطن اور مخفی
مین مشغول ہونا چاہے تو اُسکو منع کرے پھر اسکو تنبیہ کردے کہ علوم کی طلب قرب الٰہی کے لیے کرے نہ ریاست کی طلب اور فخر کرنے کے لیے
اور اس امر کی برائی اُسکے دل مین جسقدر ممکن ہو اول ہی جما دے اس لیے کہ عالم فاجر کی اصلاح کم ہوتی ہو اور خرابی زیادہ پس اگر استاد اپنے
شاگرد کے باطن سے یہ معلوم کرے کہ یہ شخص دنیا ہی کے لیے علم کا طالب ہو تو جس علم کی طلب ہو اُسکو دریافت کرے اگر وہ علم فقہ مین
جھگڑا کرنے کا اور کلام مین اور مقدمات کے فتاوے و احکام مین مناظرہ کرنے کا ہو تو شاگرد کو اُن سے باز رکھے اور منع کردے کہ یہ علوم
آخرت کے علم نہین اور نہ اُن علوم مین سے ہین جنکے باب مین کسی بزرگ کا قول ہو کہ ہمنے علم کو غیر خدا کے لیے سیکھا مگر علم نے انکار کیا
کہ بجز خدا تعالی کے اور کسی کے لیے ہو اور اس طرح کے علوم علم تفسیر اور حدیث اور علم آخرت جسمین سلف کے لوگ مشغول رہتے تھے
اور اخلاق نفس کو پہچاننا اور اُنکی تہذیب کی کیفیت معلوم کرنی ہین پس اگر طالب علم ان علوم کو دنیا کی غرض سے سیکھے تو استاد مزاحم نہو
اسلیے کہ طالب علم وعظ کی طمع اور لوگون کی پیروی کرنے کی لالچ سے اُنپر مستعد ہوتا ہو اور بعض اوقات اثنائے تحصیل مین انجام سے آگاہ
ہو جاتا ہو اسلیے کہ انمین وہ علوم ہین کہ اللہ تعالی سے خوف دلاوین اور دنیا کو نظرون مین حقیر اور آخرت کو بڑی کردین اور اس سے توقع پڑتی
ہو کہ انجام کو طالب مذکور راہ راست پر آجاوے اور جن امور کی نصیحت دوسرون کو کرے اُن سے خود بھی نصیحت مانے - اور لوگون مین مقبول
ہونے اور جاہ پیدا کرنے کی محبت علم کی تحصیل مین ایسی ہو جیسے پرندون کے شکار کے جال کے گرد دانہ ڈالدیتے ہین اور اللہ تعالی نے یہ
امر اپنے بندون کے ساتھ ملحوظ فرمایا ہو کہ شہوت کو پیدا کیا تاکہ خلق کی نسل اُسکے ذریعہ سے باقی رہے اور محبت جاہ کو بھی اسی لیے پیدا کیا ہو
کہ سبب علوم کے قائم رہنے کا ہو اور یہ بات نہین علوم مذکورہ مین ہو سکتی ہو مگر محض خلافی مسائل اور کلام کے جھگڑے اور اُنکے فروعات
عجیبہ کو معلوم کرنا یہ ایسے ہین کہ اگر آدمی انھین کا ہو رہے اور دوسرے علوم سے اعراض کرے تو دل کی سختی اور خدا تعالی سے غافل رہنا
اور گمراہی مین پڑا رہنا اور جاہ کا طالب ہونا اُنسے بڑھتا ہو اور کچھ فائدہ نہین مگر جسکو کہ اللہ تعالی اپنی رحمت سے بچالے یا ان باتون کے ساتھ
اور کوئی علم دینی ملالے تو البتہ فائدہ ہو سکتا ہو اور تجربہ اور مشاہدہ کی طرح اسپر کوئی دلیل نہین پس دیکھکر عبرت کرو اور چشم بصیرت کھولو تاکہ اسکی
تحقیق بندون اور شہرون مین تمکو معلوم ہو اور اللہ سے مدد درکار ہو - ایک بار حضرت سفیان ثوری کو کسی نے ملول دیکھا اور باعث ملال کا پوچھا
فرمایا کہ ہم دنیا دارون کے لیے تجارت گاہ بن گئے کہ علم کے لیے اُنمین سے کوئی ہمارے پیچھے پڑتا ہو یہانتک کہ جب سیکھ لیتا ہو تو قاضی یا عامل
یا خانساماں کردیا جاتا ہو **چوتھا ادب** جو تعلیم کے باب مین عمدہ اور باریک ہو وہ یہ ہو کہ شاگرد کو اخلاق بد سے جہانتک ہو سکے کنایہ اور پیار کی
راہ سے منع کرے تصریح اور توبیخ کے ساتھ نہ جھڑکے اسلیے کہ تصریح ہیبت کا حجاب دور کرتی ہو اور خلاف کرنے پر جرأت کا باعث
اور اصرار پر حریص ہونے کا موجب ہوتی چنانچہ آنحضرت ح[1] صلی اللہ علیہ وسلم جو کل استادون کے استاد ہین ارشاد فرماتے ہین کہ اگر آدمیونکو

مینگنیان توڑنے سے منع کردیا جاوے تو انکو ضرور بچورین اور کہین کہ ہمکو جو اس سے منع کیا ہی تو ضرور اسمین کوئی بات ہی اور اس امر پر قصہ حضرت آدم اور حوا علیہما السلام کا جنکو درخت کے پاس جانے سے منع کردیا گیا تھا ایک خوب شاہد ہی ہمنے جو اس قصہ کو تمکو یاد دلایا تو اسلیے نہین ہی کہ تم کہانی سے جان لو بلکہ اسلیے کہ اس سے عبرت کے طور پر خبردار ہو جاؤ۔ اور ایک وجہ تصریح نہ کرنے کی یہ بھی ہی کہ جو نفوس اچھے اور ذہن تیز ہوتے ہین وہ کنایہ کہنے مین بھی اُسکے معانی نکال لیتے ہین اور مقصود کو سمجھ جانے کی خوشی اُسکے بموجب عمل کرنے کی رغبت دلاتی ہی تاکہ دوسرون کو معلوم ہو کہ یہ بات انکی دانائی سے مخفی نہ رہی **پانچوان ادب** یہ ہی کہ استاد جس علم کو سکھاتا ہو اُسکو چاہیے کہ شاگرد کے دل مین اُس علم کے اوپر کے علوم کی برائی نہ ڈالے جیسے لغت پڑھانے والے کی عادت ہوتی ہی کہ علم فقہ کو برا کہا کرتا ہی اور فقہ سکھانے والے کی عادت ہی کہ علم حدیث اور تفسیر کی برائی بیان کرتا ہی کہ یہ علوم صرف نقلی اور سننے کے تعلق اور بڑھیونکے لیے زیبا ہین عقل کو اُنمین دخل نہین اور کلام والا فقہ سے نفرت کرتا ہی اور کہتا ہی کہ علم فقہ ایک فرع ہی جسمین عورتون کے حیض کا بیان ہی وہ کلام کو کہان پہونچ سکتا ہی جسمین ذکر صفت رحمان ہی تو اُستادون مین یہ عادتین بری ہین اُنسے پرہیز کرنا چاہیے بلکہ جو استاد ایک علم کی تعلیم کا کفیل ہو اُسکو چاہیے کہ شاگرد پر دوسرے علم کے سیکھنے کی راہ بھی نکالدے اور اگر کئی علم کا کفیل ہو تو اُنمین ترتیب کا لحاظ رکھے کہ شاگرد ایک رتبہ سے دوسرے پر ترقی کرتا جاوے **چھٹا ادب** یہ ہی کہ شاگرد کے سامنے بیان کرنے مین صرف اُسکی سمجھ پر کفایت کرے ایسی بات اُس سے نہ کہے جس تک اُسکی عقل نہ پہونچے تاکہ وہ اُس سے نفرت نہ کرنے لگے یا اُسکی عقل خبط ہو اور اس ادب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے کہ آپ نے فرمایا ہی کہ ہم انبیا کے گروہ ہین ہمکو یہ حکم ہی کہ لوگون کو اُنکے مرتبون مین رکھین اور اُنکی عقلون کے موجب اُنسے گفتگو کرین۔ تو اُستاد کو بھی چاہیے کہ شاگرد کے سامنے حقیقت کسی امر کی اُسوقت ظاہر کرے کہ اُسکو معلوم ہو جاوے کہ شاگرد اُسکو بھی طرح سمجھ جاویگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی کسی قوم کے سامنے ایسی بات کہتا ہی کہ جسکو اُنکی سمجھ نہین پہونچتی تو اُنمین سے کچھ لوگون پر فتنہ ہو جاتا ہی۔ اور حضرت علیؓ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اس مین بہت سے علوم ہین بشرطیکہ اُنکے سمجھنے والے ہون یعنی مین اُنکو اسلیے اظہار نہین کرتا کہ اُن علوم کا کوئی تحمل نہین اور آپ نے سچ فرمایا کہ نیک بندون کے دل بھیدون کی قبرین ہین اس سے معلوم ہوا کہ عالم کو نہ چاہیے کہ جو کچھ جانتا ہو اُسکو ہر کسی سے کہدے اور یہ اُس صورت مین ہی کہ طالب علم اُسکو سمجھتا ہو مگر اُس سے فائدہ لینے کا اہل نہو اور جس صورت مین کہ سمجھتا ہی نہو تب تو بطریق اولی ذکر کرنا اُسکے آگے نہ چاہیے اور حضرت عیسی علیہ السلام فرماتے ہین کہ جواہر کو سورون کی گردن مین مت ڈالو کہ حکمت جوہرون سے بہتر ہی اور جو شخص اُسکو برا جانتا ہی وہ سورون سے بدتر ہی اور اسی جہت سے کسی بزرگ نے کہا ہی کہ ہر شخص کو اُسکی عقل کے پیمانے کے بموجب ناپو اور اُسکی سمجھ کی ترازو کے بموجب اُسکے لیے سخن سنج ہو تاکہ تم اُس سے بچے رہو اور وہ تمسے نفع پاوے ورنہ وہ تنگی حوصلہ کے سبب نہ مانیگا اور کسی شخص نے ایک عالم سے کوئی بات پوچھی اُسنے جواب نہ دیا سایل نے کہا کہ تمنے سنا نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص علم مفید کو چھپاویگا روز قیامت مین اُسکے مُنہ مین آگ کا لگام دیا جاویگا عالم نے جواب دیا کہ لگام کو رہنے دو اور چلدو اگر کوئی سمجھنے والا آویگا اور اُس سے مین چھپاؤنگا تو وہ مجکو لگام دے لیگا اور اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی ولا تؤتوا السفہاء اموالکم اسمین بھی یہی تنبیہ ہی کہ علم جس شخص کو خراب کردے اور ضرر پہونچاوے اُسکو اُس سے باز رکھنا بہتر ہی اور مستحق کو چیز کے دینے مین بہ نسبت مستحق کے نہ دینے کے کچھ ظلم کم نہین بلکہ دونون مین ظلم برابر ہی چنانچہ کسی نے قطعہ کہا ہی جسکا ترجمہ یہ ہی

**قطعہ**

سلک گہر کو کرکے مین حیوانون مین نثار ✽ غمگین کیون ہون گر مجھے راعی کہین ہزار ✽ چرواہون کو ہو جہل سے کب جوہرون کی قدر ✽ دانستہ اُنکو کیسے بناؤن گدھون کا ہار ✽ گر فضل سے خدائے کریم ولطیف کے ✽ علم وہنر کا اہل کوئی ہووے آشکار ✽ تب قفل اس خزانے کا کھولون براہ

ع بروایت ابوبکر بن شخیر
کی حدیث کا
حصہ ابو داؤد
نے بروایت عائشہؓ
اور لفظون سے
بیان کیا ہی ۱۲
ع ابو نعیم از روایت
ابن عباس
بسند ضعیف ۱۲
ع ابن ماجہ
بروایت ابو سعید
بسند ضعیف ۱۲
ع ۔ اور حدیث
جو اوپر ذکر ہوئی
بروایت بلال ۱۲

ورنہ چھپادن اسکو مین جون ورشاہوار ؀ تعلیم جو کوئی کرے ناکس کو ہی باد ؀ گر اہل کو سکھا دے نہ کچھ ہی ستم شعار ؀ **ساتوان ادب** یہ ہی کہ جب شاگرد کا حال معلوم ہو جاوے کہ کم سمجھ ہی تو اُستاد کو چاہیے کہ اُسکو موٹی بات جو اُسکے لائق ہو بتاوے اور اُس سے یہ نہ کہے کہ اُسمین کوئی دقیق بات بھی ہی جو ہمنے تجکو نہین بتائی کیونکہ اس کہنے سے شاگرد کی رغبت اُس موٹی بات مین پھیکی پڑجاویگی اور اُسکے دل کو پراگندگی ہوگی اور یہ وہم کریگا کہ مجکو بتانے سے دریغ کرتے ہین کیونکہ اپنے گمان مین ہر کوئی یہی سمجھتا ہی کہ مین ہر ایک علم دقیق کا قابل ہون اور ہر شخص خدا تعالےٰ سے اس بات پر راضی ہی کہ میری عقل کامل بنائی اور بڑا احمق اور کم عقل وہ ہی جو اپنی عقل کے کامل ہونے سے زیادہ خوش ہو اس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ عوام مین سے اگر کوئی شخص شرع کا پابند ہو اور جو عقیدے کہ سلف سے منقول ہین بلاتشبیہ اور بدون کسی تاویل کے اُسکے دل مین جمے ہون اور باوجود اسکے اُسکا باطن بھی اچھا ہو اور اُسکی عقل کو اس سے زیادہ کا تحمل نہو تو ایسے شخص کے اعتقاد کو پریشان نہ کرنا چاہیے بلکہ اُسکو اُسکے کام مین مشغول رہنے دینا چاہیے اسلیے کہ اگر اُسکے سامنے ظاہر کے تاویلات ذکر کیے جاوین تو عوام کی بلندی سے نکل جاویگا اور خواص مین داخل ہونا اُسکو میسر نہوگا تو جو آڑ اُسمین اور گناہون مین تھی وہ دور ہو جاویگی پھر پورا شیطان سرکش بن کر اپنے آپ کو اور غیرون کو ہلاک کریگا پس عوام کے سامنے باریک علمون کی حقیقتین بیان ہی نہ کرنی چاہیین بلکہ اُنکو تو صرف عبادات اور جن کامون مین وہ ہون اُنمین ایمانداری کی تعلیم کرنی مناسب ہی اور قرآن کے مضمون کے بموجب جنت کی رغبت اور دوزخ کے خوف سے اُنکے دلون کو پر کرنا چاہیے اور کسی شبہہ کی تحریک اُنکے سامنے نہ کیجاوے کہ اکثر شبہہ اُنکے دل مین اٹک رہتا ہی اور اُسکا نکلنا دشوار ہو جاتا ہی اور اسی وجہ سے ہلاک اور تباہ ہو جاتے ہین حاصل یہ کہ عوام کے لیے باب بحث مفتوح نہ کرنا چاہیے ورنہ اُنکو اُنکے کام سے کھو دیتا ہی جسپر کہ مدار خلق کے قائم رہنے اور خواص کی زندگی جاوید کا ہی **آٹھوان ادب** یہ ہی کہ اُستاد اپنے علم کے بموجب عمل کرتا ہو ایسا نہو کہ کہے کچھ اور کرے کچھ اسلیے کہ علم تو دل کی آنکھ سے معلوم ہوتا ہی اور عمل ظاہر کی آنکھ سے اور ظاہر بین لوگ بہت سے ہین تو اگر عمل علم کے خلاف کریگا تو ہدایت نہوگی اور جو شخص خود ایک کام کو کرے اور دوسرون کو کہے کہ اُسکو نہ کرو کہ زہر قاتل ہی تو لوگ اس سے تمسخر کرینگے اور تہمت لگاوینگے اور اُس کام کے کرنے کے زیادہ حریص ہونگے اور کہینگے کہ اگر یہ کام اچھا اور مزہ دار نہوتا تو اُستاد جی کیون اختیار کرتے اور اُستاد کو اگر شاگرد کے لحاظ سے دیکھو تو ایسا ہی جیسا نقشکاری کی نسبت کراور لکڑی سایہ کے لحاظ سے تو جس چیز مین خود نقش نہوگا وہ گارے مین کیسے نقش کردیگی اور لکڑی اگر خود سیدھی نہوگی تو اُسکا سایہ کیسے سیدھا ہوگا اسی لیے کسی نے اس مضمون مین شعر کہا ہی **شعر** منع مت کر اُس خطا سے جس مین تو مشغول ہی ؀ یہ بڑا ہی عیب ہی اور نامعقول ہی ؀ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ اور یہین وجہ گناہون کا وبال عالم پر بہ نسبت جاہل کے زیادہ ہوتا ہی اس جہت سے کہ عالم کے مبتلا ہونے سے ایک عالم مبتلا ہو جاتا ہی اور لوگ اُسکی پیروی کرتے ہین اور جو شخص کہ کوئی طریق بد نکالتا ہی تو اُسپر اُسکا گناہ اور جو کوئی اس طریق پر چلے اُسکا گناہ ہوتا ہی اور اسی جہت سے حضرت علیؓ نے فرمایا ہی کہ دو شخصون نے میری کمر توڑی ایک تو اُس عالم نے کہ اپنی عزت کھو دی ہو اور علانیہ مرتکب گناہ ہو دوسرے اُس جاہل نے کہ زاہد بن رہا ہو اسلیے کہ جاہل اپنے زاہد بننے سے لوگون کو دھوکا دیتا ہی اور عالم اپنے ارتکاب خطا سے مغالطہ دیتا ہی واللہ اعلم **چھٹی فصل** علم آفتون اور علماے آخرت اور علماے بد کی علامتون کے بیان مین ۔ علم اور علماے فضائل مین جو کچھ وارد ہوا ہی اُسکو تو ہم بیان کرچکے ہین اور علماے بد کے باب مین بہت سخت وعید آئی ہین جنسے معلوم ہوتا ہی کہ قیامت مین عذاب زیادہ تر سخت اور لوگون کی نسبت کر اُنھین پر ہوگا اسلیے جاننا اُن علامتون کا جو علماے آخرت اور علماے دنیا کو علحدہ کردین بہت ضرور ہوا اور ہماری غرض علماے دنیا سے علماے ہین جنکی غرض علم سے دنیا مین چین اُڑانا اور اہل دنیا کے نزدیک جاہ و منزلت کا ذریعہ ہو جانا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ قیامت کو سب لوگون کی نسبت کر سخت تر عذاب اُس عالم پر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اُسکو اُسکے علم سے نفع نہ دیا ہو اور فرمایا آدمی عالم نہین ہوتا جبتک کہ اپنے علم پر عامل نہو اور فرمایا العلم علمان علم علی اللسان فذلک حجۃ اللہ تعالیٰ علی ابن آدم وعلم

تم کیا حکم کرتے ہو لوگون کو نیک کام کا اور بھولتے ہو اپنکو ۱۲ مح دیا ہ مین گزری ۱۲ مح ابن حبان بروایت ابو درداء موقوفاً ۱۲ مح علم دو ہین ایک علم زبان کا سو یہ تو اللہ تعالیٰ کی حجت ہی اولاد آدم پر اور ایک علم دل کے اندر سو یہی علم نفیع ہی ۱۲ تکمیلہ ترمذی نے مرسل اور خطیب نے بروایت جابر بسند صحیح ۱۲

علی القلب وذالک العلم النافع اور فرمایا کہ آخر زمانے مین عابد جاہل ہونگے اور علما فاسق اور فرمایا علم کو اس غرض سے مت سیکھو کہ اُس سے علما کے ساتھ فخر کرو اور بیوقوفون سے بحث کرو اور لوگون کے مُنھ اپنی طرف پھیرو اور جو کوئی ایسا کریگا تو وہ دوزخ مین جاویگا۔ اور فرمایا جو شخص اپنے پاس کے علم کو چھپاوے اُسکو خدا تعالیٰ آگ کا لگام دیگا۔ اور فرمایا البتہ مین دجال کی نسبت کہ غیر دجال سے تمپر زیادہ خوف کرتا ہون کسی نے عرض کیا وہ کیا ہی آپ نے فرمایا کہ گمراہ کرنے والے امامون سے ڈرتا ہون۔ اور فرمایا جو شخص علم مین زیادہ ہوا اور ہدایت مین زیادہ نہوا وہ اللہ تعالیٰ سے دوری مین زیادہ ہوگا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہین کہ کب تک آخر شب مین چلنے والون کے لیے تم راستہ صاف کروگے اور خود حیرت والون کے ساتھ کھڑے رہوگے غرضکہ یہ اخبار اور انکے سوا اور بھی اس بات پر دلالت کرتے ہین کہ علم کا خطر بڑا ہی اسلیے کہ عالم یا تو ہلاک ابد کا متعرض ہوتا ہی یا سعادت جاوید کا اور علم مین خوض کرنے سے اگر سعادت نہ پاویگا تو سلامت رہنے سے بھی محروم رہیگا اور آثار بھی اس باب مین بہت ہین حضرت عمرؓ فرماتے ہین کہ مجکو اس امت پر زیادہ تر خوف منافق علم والے کا ہی لوگون نے عرض کیا کہ منافق کسطرح علیم ہوسکتا ہی فرمایا کہ زبان کا علیم ہو اور دل اور عمل کے لحاظ سے جاہل۔ اور حضرت حسن بصریؒ کا قول ہی کہ تو اُن لوگون مین نہو کہ علم اور ظرافت کو شل علما اور حکما کے رکھتے ہون اور عمل مین بیوقوفون کے برابر ہون۔ اور ایک آدمی نے حضرت ابوہریرہؓ سے کہا کہ مین علم سیکھنا چاہتا ہون مگر یہ ڈر ہی کہ کہین اُسکو ضائع نہ کردون آپنے فرمایا کہ علم کو ضائع کرنے کے لیے تمھارا چھوڑ بیٹھنا ہی کافی ہی۔ اور ابراہیم بن عقبہ سے کسی نے کہا کہ لوگون مین سب سے زیادہ ندامت کس کو ہوتی ہی آپنے فرمایا کہ دنیا مین تو اُسکو ہوتی ہی جو ایسے شخص پر احسان کرے کہ اُسکا مشکور نہو اور موت کے وقت اس عالم کو ہوگی جسنے عمل مین کوتاہی کی ہو۔ اور خلیل بن احمد نے کہا ہی کہ آدمی چار ہین ایک وہ کہ واقع مین جانتا ہی اور جانتا ہی کہ مین جانتا ہون تو وہ شخص عالم ہی اسکا اتباع کرو اور ایک وہ کہ جانتا ہی اور یہ نہین جانتا کہ جانتا ہون تو وہ سونے والا ہی اور اُسکو ہشیار کرو اور ایک وہ کہ نہین جانتا اور جانتا ہی کہ نہین جانتا ایسا شخص ہدایت کے قابل ہی اُسکو ہدایت کرو اور ایک وہ کہ نہین جانتا اور یہ بھی نہین جانتا کہ نہین جانتا تو وہ جاہل ہی اُسکو ترک کرو۔ اور حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہین کہ علم عمل کو پکارتا ہی اگر عمل نے ہان کہا تو خیر ورنہ علم رخصت ہوتا ہی۔ اور ابن مبارکؒ فرماتے ہین کہ آدمی جبتک طلب علم مین رہتا ہی تب تک عالم ہوتا ہی اور جب یہ گمان کرتا ہی کہ مین جان چکا تب جاہل ہوجاتا ہی۔ اور فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہین کہ مجکو تین شخصون پر ترس آتا ہی ایک وہ شخص کہ اپنی قوم مین عزت رکھتا تھا اور ذلیل ہوگیا اور ایک وہ کہ قوم مین تونگر تھا اور مفلس ہوگیا اور ایک وہ عالم جس سے دنیا بازی کرتی ہو اور حضرت حسنؒ فرماتے ہین کہ علما کا عذاب دل کا مرجانا ہی اور دل کی موت یہ ہی کہ آخرت کے عمل سے دنیا کی طلب ہو اور پھر ایک قطعہ پڑھا جسکا ترجمہ یہ ہی قطعہ عجب ہی اُس سے جو دیکر ہدایت لیوے گمراہی + جو دین کو دیکے دنیا لے تو ہی زائد عجب اُس سے + و لے اُن دونون سے زائد تعجب اُس سے ہی مجکو + کہ بدلے غیر کی دنیا کے اپنے دین کو بیچے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین ان العالم لیعذب عذابا یطیف بہ اہل النار استعظاما لشدۃ عذابہ اس مین مراد عالم بدکار سے ہی اور اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ یون فرماتے تھے یؤتی بالعالم یوم القیامۃ فیلقی فی النار فتندلق اقتابہ فیدور بہا کما یدور الحمار بالرحی فیطوف بہ اہل النار فیقولون مالک فیقول کنت امر بالخیر ولا اتیہ وانہی عن الشر واتیہ اور معصیت کے سبب سے عالم کے عذاب کے مضاعف ہونے کی وجہ یہ ہی کہ اُسنے دانستہ نافرمانی کی اور اسی لیے خدا تعالیٰ فرماتا ہی ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار یعنے منافق دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقے مین رہینگے اسلیے کہ اُنھون نے علم کے بعد انکار کیا ہی اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہودیون کو نصاریٰ سے بدتر فرمایا باوجودیکہ اُنھون نے خدا تعالیٰ کو ثالث ثلثہ تیسرا تین مین کا نہین کہا مگر چونکہ اُنھون نے علم کے بعد انکار کیا چنانچہ خود فرماتا ہی یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم اُسکو جانتے ہین جیسا اپنے

بیٹون کو جانتے ہین اور دوسری جا ارشاد ہی فلما جاءہم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکفرین اسلیے برے ٹھہرے - اور بلعام بن باعورا کے قصے
مین ارشاد ہی واتل علیہم نبا الذی اٰتینٰہ اٰیٰتنا فانسلخ منہا فاتبعہ الشیطان فکان من الغاوین ولو شئنا لرفعنٰہ بہا ولکنہ اخلد الی الارض واتبع ہواہ
فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلہث او تترکہ یلہث یہی حال عالم بدکار کا ہی بلعام کو بھی کتاب اللہ ملی تھی مگر وہ شہوات مین جم گیا اسلیے کتے کے
ساتھ تشبیہ دیا گیا کہ برابر ہی اسکو حکمت ملی یا نہ ملی وہ شہوات کی طرف ہانپتا ہی - اور حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ علماے بد کی مثال ایسی
ہی جیسے کوئی پتھر نہر کے منھ پر رکھ دیا جاوے کہ وہ نہ خود پانی پیوے نہ پانی کو بہنے دے کہ کھیتی مین جاوے اور علماے بد کی مثال ایسی ہی جیسے باغون
مین کے پختہ نالے کہ باہر گچ ہی اور اندر بدبو یا قبر جیسے ہین کہ اوپر سے آباد ہین اور اندر مُردون کی ہڈیان ہین - پس ان اخبار اور آثار سے یہ معلوم
ہوتا ہی کہ جو عالم دنیا دارون مین سے ہی وہ جاہل کی نسبت کر بھی رذیل حال اور سخت عذاب مین ہوگا اور جو لوگ فلاح کو پہونچنے والے اور مقرب
ہین وہ آخرت کے عالم ہین اور انکی بہت سی علامتین ہین ایک یہ کہ اپنے علم کی جہت سے دنیا کی طلب نہ کرے اسلیے کہ کمتر درجہ عالم کا یہ ہی
کہ دنیا کی حقارت اور خست اور کدورت اور ناپائداری اور آخرت کی بزرگی اور پائداری اور اسکی نعمتون کی صفائی اور اسکی سلطنت کی بڑائی معلوم
کرے اور جان لے کہ دنیا اور آخرت ایک دوسرے کی ضد اور مثل دو سوتون کے ہین کہ جب ایک کو راضی کرو تو دوسری ناخوش ہو اور ترازو کے
دو پلون کی طرح ہین کہ جتنا ایک جھکے وتنا ہی دوسرا اُٹھے یا مشرق و مغرب جیسے ہین کہ جتنا ایک سے پاس ہو وتنا ہی دوسرے سے دور ہو یا دو
پیالون کی طرح ہین جن مین سے ایک بھرا ہی اور ایک خالی تو جسقدر بھرے ہوے مین سے خالی مین اُسکے بھرنے کو ڈالوگے وتنا ہی بھرا ہوا
خالی ہوگا - اور جو شخص کہ دنیا کی حقارت اور اسکی کدورت اور اُسکے نوش کا مزہ نیش کے ساتھ نہین جانتا اور نہ یہ جانے کہ جو لذت دنیا دی صاف
بے خلش ہوتی ہی وہ بھی کچھ مدت بعد گدلی ہو جاتی ہی تو ایسا شخص عقل مین فساد رکھتا ہی اسلیے کہ دیکھنے اور تجربہ سے امر مذکور ثابت ہی تو جس
شخص کو عقل ہی نہو وہ علما مین سے کسطرح ہوگا اور جو شخص کہ امر آخرت کی بزرگی اور پائداری کو نہین جانتا وہ کافر مسلوب الایمان ہی تو جس کا
ایمان ہی نہین وہ عالم کیسے ہوگا اور جو شخص دنیا اور آخرت کا ضد ہونا نہین جانتا اور یہ کہ ان دونون کو جمع کرنا ایک طمع بے سود ہی تو وہ سب
انبیا کی شریعتون سے ناواقف ہی وہ قرآن مجید کا اول سے آخر تک منکر ہی تو ایسا شخص بھی علما مین شمار نہین ہو سکتا اور جو شخص ان سب باتون
کو جان کر آخرت کو دنیا پر اختیار نہ کرے تو وہ شیطان کا قیدی ہی کہ اُسکی شہوت نے اُسکو تباہ کر دیا اور بدبختی اُسپر غالب آگئی تو جن لوگون کے یہ درجے
ہون وہ علما کے زمرہ مین کیسے متصور ہو سکتے ہین اور حضرت داؤد علیہ السلام کی روایات مین اللہ تعالی کا ارشاد اس طرح مروی ہی کہ عالم جسوقت
اپنی شہوت کو اختیار کرتا ہی تو ادنی بات اُسکے ساتھ مین یہ کرتا ہون کہ اُسکو اپنی مناجات کے مزہ سے محروم کر دیتا ہون اے داؤد میری کیفیت ایسے
عالم سے مت پوچھنا جسکو دنیا نے متوالا کر دیا ہو ورنہ وہ تجھکو میری محبت کی راہ سے روک دیگا اس قسم کے لوگ میرے بندون کے حق مین
راہزن ہین اے داؤد جب تو کوئی میرا طالب دیکھے تو اُسکا خادم بن اے داؤد جو شخص کسی بندے بھاگے ہوے کو میری طرف ہٹا لاتا ہی مین
اُسکو بڑا ہوشیار خبردار لکھتا ہون اور جسکو ایسا لکھ لیتا ہون اُسکو کبھی عذاب نہین اور اسی جہت سے حضرت حسن بصری نے فرمایا ہی کہ علما کی
سزا دل کا مرجانا ہی اور دل کی موت عمل آخرت کے عوض مین دنیا کا طلب کرنا ہی اور یحیی بن معاذ رازی فرماتے ہین کہ جب علم اور حکمت سے
دنیا طلب کیجاتی ہی تو انکی جوت جاتی رہتی ہی اور سعود بن مسیب نے فرمایا ہی کہ جب تم عالم کو دیکھو کہ وہ بات کا افشا کرتا ہی تو وہ چور ہی - اور حضرت
عمرؓ نے فرمایا ہی کہ جب تم عالم دنیا کا خواہان دیکھو تو تم اُسکو دین مین متہم جانو اسلیے کہ خواہشمند کسی چیز کا اپنی خواہش کی چیز ہی مین گھسا رہتا ہی
او مالک دینارؒ کا قول ہی کہ مین نے بعض پہلی کتابون مین پڑھا ہی کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی کہ عالم جب دنیا کی محبت کرتا ہی تو سب سے ادنی امر
مین اُسکے ساتھ یہ کرتا ہون کہ اپنی مناجات کی حلاوت اُسکے دل مین سے نکال لیتا ہون - اور ایک شخص نے اپنے بھائی کو لکھا کہ تجکو علم
عنایت ہوا ہی اپنے علم کے نور کو گناہون کے اندھیرے سے مت بجھانا ورنہ جس روز اہل علم اپنے علم کے اُجالے مین چلینگے تو تاریکی

تا کھیر جب پہونچی انکو جو پہچان رکھا تھا اس سے منکر ہوگئے سو لعنت ہی اللہ کی منکرون پر ۱۲ ت ۲ اور سنا انکو احوال اس شخص کا کہ ہمنے اسکو دی تھین اپنی آیتین پھر انکو چھوڑ نکلا پھر پیچھے لگا اسکے شیطان تو وہ ہوا گمراہون مین اور ہم چاہتے تو اسکو اٹھاتے ان آیتون سے لیکن وہ ہو رہا زمین کا اور پیچھے ہو لیا اپنی چاہ کے تو اسکا حال جیسے کتا اس پر تو لادے تو ہانپے اور چھوڑ دے تو ہانپے ۱۲

لوگون کا دستور ہی کہ پاخانہ باغون مین بھرتے ہین ۱۲

مین رہیگا۔ اور یحیی ابن معاذ رازیؒ علماے دنیا کو یون کہا کرتے تھے کہ علم والو تمھارے محل قیصر کے سے ہین اور مکانات کسرے کے سے اور کپڑے
بہت ٹیپ ٹاپ کے اور موزے جالوت کی طرح کے اور سواریان قارون کی سی اور برتن فرعون کے سے اور گناہ جاہل کی طرح کے اور مذہب شیطان
کے تو شریعت محمدی کہان ہی کسی کا شعر ہی شعر گرز ندگرگ سے راعی بچاتے ہین گلہ ⁂ وے لے جو خود وہی بن جاوین گرگ تب کیا ہو۔ اور کسی دوسرے
نے کہا ہی شعر نمکین کلام بولے اگر کچھ ہو اُسکو یاد ⁂ مصلح نمک کا کیا ہی پڑے اُسمین جب فساد اور کسی شخص نے ایک عارف سے پوچھا کہ آپکے
نزدیک جس شخص کو گناہون سے راحت ہوتی ہی کیا وہ خدا تعالی کو نہین پہچانتا انھون نے فرمایا کہ مین تو اس باب مین شک نہین کرتا کہ جسکے نزدیک دنیا
بہ نسبت آخرت کے ترجیح رکھتی ہی وہ بھی خداے تعالی کو پہچانتا حالانکہ یہ شخص بہ نسبت پہلے شخص کے بہت کم ہی۔ اور یہ مت گمان کرنا کہ مال کا ترک کرنا
علماے آخرت مین ملنے کے لیے کافی ہی اسلیے کہ جاہ کا ضرر مال سے زیادہ ہی۔ اور اسی وجہ سے بشرؒ نے کہا ہی کہ لفظ حدثنا جو روایت حدیث
کے لیے کہا جاتا ہی دنیا کے دروازون مین سے ایک دروازہ ہی جب تم کسی کو حدثنا کہتے ہوئے سنو تو وہ یہ کہتا ہی کہ مجکو جگہ دو اور انھین بزرگ نے
کچھ اوپر دس بستے کتابون کے دفن کر دیے تھے اور کہتے تھے کہ مجکو خواہش ہی کہ حدیث بیان کرون اگر یہ خواہش جاتی رہے تو حدیث بیان
کرون اور انھین کا اور کسی دوسرے بزرگ کا قول ہی کہ جب تمکو خواہش ہو کہ حدیث کہو تب خاموش ہو رہو اور جب خواہش نہو تب بیان کرو۔
اور اُسکی وجہ یہ ہی کہ تعلیم اور ارشاد کا منصب ملنے سے جاہ کی لذت تمام دنیاوی لذتون سے بڑھکر ہی تو جو اپنی خواہش کو اس باب مین مانیگا وہ
دنیاداروں مین سے ہوگا اور اسی لیے سفیان ثوریؒ نے فرمایا ہی کہ حدیث کا فتنہ مال اور اہل اور اولاد کے فتنہ سے بڑھکر ہی اور کیونکر اُسکا فتنہ
قابل خوف نہو کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد خداوندی ہوا ولولا ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیہم شیئا قلیلا اور سہل تستریؒ فرماتے ہین
کہ علم سب دنیا ہی اُسمین سے آخرت صرف اُسپر عمل کرنا ہی اور عمل بالکل گرد ہی سواے اخلاص کے اور یہ بھی انھین کا ارشاد ہی کہ آدمی عالمون
کے سوا سب مردے ہین اور عالم عاملون کے سوا سب متوالے ہین اور عامل اخلاص والون کے سوا سب مغالطہ مین پڑے ہین اور اخلاص
والون کو یہ ڈر ہی کہ اُنکا انجام کیا ہوگا۔ اور ابو سلیمان دارانی نے فرمایا ہی کہ جب آدمی حدیث کو طلب کرے یا نکاح کرے یا طلب معاش کے لیے
سفر کرے تو وہ دنیا کا مائل ہو چکا اُسمین اُنکی غرض طلب حدیث سے اونچی سندین طلب کرنی یا ایسی حدیث کی طلب سے آخرت مین حاجت
نہو۔ اور حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جس شخص کی رفتار اپنی آخرت کی طرف ہو اور وہ دنیا کی راہ کی طرف متوجہ ہو تو وہ اہل علم کیونکر ہوگا
اور جو شخص کلام کا طالب اسلیے ہو کہ اُس سے امتحان کرے نہ اس غرض سے کہ اُسپر عمل کرے تو وہ اہل علم کیسے ہوگا۔ اور حسان بن صالح بصری
کہتے ہین کہ مین نے بہت سے اکابر اساتذہ سے ملاقات کی وہ سب اللہ سے پناہ مانگتے تھے بدکار عالم حدیث سے۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت
ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من طلب علما مما یبتغی بہ وجہ اللہ تعالی لیصیب بہ عرضا من الدنیا لم یجد عرف الجنۃ یوم القیمۃ اور
اللہ تعالی نے علماے بد کا وصف یہ فرمایا کہ علم کے باعث دنیا کھاتے ہین اور علماے آخرت کی صفت فروتنی اور زہد سے فرمائی چنانچہ
دنیا کے عالمون کے باب مین یہ ارشاد فرمایا واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ فنبذوہ وراء ظہورہم واشتروا بہ ثمنا
قلیلا اور علماے اخرت کی شان مین یہ فرمایا وان من اہل الکتاب لمن یؤمن باللہ وما انزل الیکم وما انزل الیہم خاشعین للہ لا یشترون بآیات
اللہ ثمنا قلیلا اولئک لہم اجرہم عند ربہم اور بعض اکابر سلف نے فرمایا ہی کہ علما انبیا کے جتھے مین اُٹھینگے اور قاضیون کا حشر سلاطین کے
زمرہ مین ہوگا اور جس فقیہ کا قصد اپنے علم سے دنیا کی طلب ہو وہ بھی قاضیون کے حکم مین ہی۔ اور ابو درداء رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ اللہ تعالی نے بعض انبیا کو وحی بھیجی کہ تو اُن لوگون سے جو دین کے سوا اور چیز کے لیے فقیہ بنتے ہین اور
عمل نہ کرنے کے لیے علم سیکھتے ہین اور آخرت کے عمل سے دنیا کو طلب کرتے ہین لوگون کی نظرون مین بکریون کی کھال پہنتے ہین اور اُنکے
دل بھیڑیون کے سے ہین زبان اُنکی شہد سے میٹھی اور دل ایلوے سے زیادہ کڑوے ہین مجکو فریب دیتے ہین اور مجھی سے ٹھٹھول کرتے ہین

ح جو شخص طلب کرے ایک علم ان علوم مین سے کہ انکے باعث خدا تعالی کی رضی طلب کیجاتی ہی اور طلب سے اُسکی غرض یہ ہو کہ دنیا کا کچھ مال بچاوے تو وہ جنت کی بو نپاویگا ۱۲ ابوداؤد اور ابن ماجہ ۱۲
ح ابن عبدالبر بسند ضعیف ۱۲

یہ بات کہدے کہ مین اُنکے لیے ایسا فتنہ برپا کرونگا جس سے حلیم بھی حیران رہ جاوے۔ اور ضحاک حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِس امت کے عالم[۱] دو شخص ہین ایک وہ کہ اللہ تعالی نے اُسکو علم دیا اور اُسنے اُسکو لوگون مین خرچ کیا اور اُسپر کچھ مال کی حرص نہ کی اور نہ اُس سے تھوڑا سا مول لیا تو ایسے شخص پر اوپر کے پرند اور سمندر کی مچھلیان اور زمین کے چوپائے اور کرام کاتبین سب رحمت بھیجتے ہین اور وہ قیامت مین خدا تعالی کے پاس سید اور شریف ہوکر آویگا یہانتک کہ رسولون کے ہمراہ ہوگا اور ایک وہ کہ اللہ تعالی نے اُسکو علم دیا مگر اُسنے اللہ تعالی کے بندون سے اُسپر بخل کیا اور مال کی طمع کی اور اُسکے عوض مین تھوڑا سا مول لیا تو ایسا شخص قیامت کو آگ کا لگام دیا ہوا آویگا اور ایک پکارنیوالا خلق کے سامنے پکاریگا کہ یہ فلان ہے فلان کا بیٹا اُسکو اللہ تعالی نے دنیا مین علم دیا مگر اُسنے علم پر بخل کیا اور اُسکے بندون کو نہ سکھایا اور طمع کا دامن پھیلایا اور علم کے عوض تھوڑا سا مول لیا اُسکو عذاب رہیگا یہانتک کہ سب آدمیون کے حساب سے فراغت ہو جاوے۔ اور اس سے بھی سخت یہ روایت ہے کہ ایک شخص حضرت موسی علیہ السلام کی خدمت کیا کرتا تھا لوگون مین اُسنے کہنا شروع کیا کہ مجھسے موسی صفی اللہ نے ایسا کہا اور موسی نجی اللہ نے یون فرمایا اور موسی کلیم اللہ نے یون ارشاد کیا یہانتک کہ اُسکے پاس بہت سا مال ہوگیا جب حضرت موسی علیہ السلام نے اُسکو نہ دیکھا تو اُسکا حال پوچھنا شروع کیا مگر کہین اُسکا سراغ نہ ملا یہانتک کہ ایک روز ایک شخص آپ کی خدمت مین ایک سور کے گلے مین سیاہ رسی ڈالے ہوئے لایا اور عرض کیا کہ آپ فلان شخص کو جانتے ہین آپنے فرمایا کہ ہان اُسنے کہا کہ یہ سور وہی شخص ہے حضرت موسی علیہ السلام نے جناب الہی مین عرض کیا کہ الہی تو اُسکو اصلی صورت پر کر دے تاکہ مین اس سے پوچھون کہ کس بات سے اس نوبت کو پہونچا اللہ تعالی نے اُنپر وحی بھیجی کہ اگر تم اُن صفات سے مجکو یاد کروگے جو آدم سے لیکر آج تک کے انبیا اور اولیا نے مجکو اُن صفات سے پکارا ہے تب بھی مین اس بات کو نہ مانونگا لیکن جس سبب سے مین نے اسکی صورت مسخ کی ہے وہ بتائے دیتا ہون کہ یہ شخص دین کے بدلے مین دنیا طلب کیا کرتا تھا۔ اور اس سے بھی سخت تر روایت وہ ہے جو معاذ بن جبل رضؓ سے مروی ہے موقوفاً اور ایک روایت مین مرفوعاً کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عالم[۲] کی مصیبت یہ ہے کہ بولنا اُسکے نزدیک سننے سے اچھا ہو حالانکہ تقریر مین زینت اور زیادتی ہو جاتی ہے اور صاحب تقریر خطا سے مامون نہین اور خاموشی مین سلامتی اور علم ہے اور علما مین سے ایک وہ ہے کہ اپنے علم کو جمع کر رکھتا ہے یہ نہین چاہتا کہ وہ دوسرے کے پاس بھی موجود ہو تو وہ شخص دوزخ کے اول طبقے مین ہوگا اور ایک وہ ہے کہ اپنے علم مین بادشاہ کی طرح ہو کہ اگر اُسپر کچھ اعتراض کیا جاوے یا اُسکے حق مین کچھ سستی کیجاوے تو آگ بگولا ہو جاوے یہ شخص دوزخ کے دوسرے طبقے مین رہیگا اور ایک وہ ہے کہ اپنے علم اور عمدہ حدیثون کو خاص شرف اور دولت والون کے لیے کر دیتا ہے اور جنکو اُنکی حاجت ہوتی ہے اُنکو اہل نہین جانتا یہ شخص دوزخ کے تیسرے طبقے مین رہیگا اور ایک وہ ہے کہ اپنے آپکو فتوی کے لیے ٹھہرا لیتا ہے اور سخت حکم کر دیتا ہے حالانکہ اللہ تعالی تکلف والون سے بغض رکھتا ہے یہ شخص دوزخ کے چوتھے طبقے مین ہوگا اور ایک وہ علم ہے کہ یہودیون اور نصاری کی بولیان بولتا ہے تاکہ اپنے علم کو زیادہ کرے ایسا شخص پانچوین طبقے مین ہوگا اور ایک وہ عالم ہے کہ اپنے علم کو لوگون مین بلندی اور یادگار اور مروت ٹھہراتا ہے وہ چھٹے طبقے مین رہیگا اور ایک وہ ہے کہ کبر اور عجب کو خفیف جانتا ہے اگر وعظ کہتا ہے تو درشتی کرتا ہے اور اگر اُسکو کوئی نصیحت کرتا ہے تو ناک چڑھاتا ہے ایسا شخص دوزخ کے ساتوین طبقے مین ہوگا اور تجکو چاہیے کہ علم مین خاموشی اختیار کرے تاکہ شیطان پر غالب ہو اور بدون کسی عجیب بات کے خندہ ہرگز نہ کر اور نہ بدون حاجت کے اپنی جگہ سے ہل اور ایک دوسری حدیث[۳] مین ہے کہ اِن العبد لینشر لہ من الثناء ما بین المشرق والمغرب وما یزن عند اللہ جناح بعوضۃ اور روایت ہے کہ حضرت حسن بصریؒ مجلس وعظ سے اُٹھے ایک خراسان کے شخص نے ایک گٹھری جسمین پانچ ہزار درم اور دس تھان باریک کپڑے کے آپ کی نذر کیے اور عرض کیا کہ درم تو خرچ کے لیے ہین اور کپڑا پہننے کو آپ نے فرمایا کہ خدا تعالی تمکو عافیت سے رکھے یہ خرچ اور تھان اُٹھا لو اپنے ہی پاس رہنے دو ہمکو اسکی حاجت نہین جو شخص میرے

۱ ح طبرانی بسند ضعیف ۱۲ ح ابو نعیم نے روایت کیا ہے اور ابن جوزی نے موضوع لکھا ہے ۱۲ ح آدمی کے برے نعریف اسقدر منتشر ہوتی ہو کہ مشرق اور مغرب کے درمیان کو بھر دے اور وہ اللہ تعالی کے نزدیک مچھر کے پر کی برابر بھی نہین ہوتا ۱۲ یہ حدیث ان لفظون کے ساتھ نہین ملی مگر بخاری اور مسلم مین بروایت ابو ہریرہ رضؓ یون ہے انہ لیاتی الرجل العظیم السمین یوم القیامۃ ولا یزن عند اللہ جناح بعوضۃ یعنی آدمی قیامت مین بڑا اور موٹا آویگا اور اللہ تعالے کے نزدیک مچھر کے بازو کے برابر بھی نہ ہوگا ۱۲ * * * *

مجلس مین بیٹھے اور اس جیسی نذر قبول کرے وہ جس روز اللہ تعالی کے سامنے جاویگا تو دین سے بے بہرہ جاویگا۔ اور جابر رض سے موقوفا اور مرفوعاً روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک عالم کے پاس مت بیٹھو بلکہ اُس عالم کے پاس بیٹھو کہ پانچ امور سے دوسرے پانچ چیز کی طرف بلاوے اول شک سے یقین کی جانب دوم ریا سے اخلاص کی طرف سوم دنیا کی خواہش سے زہد کی طرف چہارم کبر سے تواضع کی جانب پنجم عداوت سے خیر خواہی کی طرف اور اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی فخرج علی قومہ فی زینتہ قال الذین یریدون الحیوۃ الدنیا یالیت لنا مثل ما اوتی قارون انہ لذو حظ عظیم وقال الذین اوتوا العلم ویلکم ثواب اللہ خیر لمن امن وعمل صالحا ولا یلقیھا الا الصابرون اس آیت مین اہل علم کی صفت دنیا پر آخرت کو ترجیح دینے اور اختیار کرنے کی فرمائی اور ایک علامت آخرت کے علما کی یہ ہی کہ اُنکا فعل قول کے خلاف نہو بلکہ کوئی چیز کرنے کو جبھی کہے کہ جب اول اُسکا خود عامل ہولے اللہ تعالی فرماتا ہی اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم اور فرمایا کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون اور حضرت شعیب علیہ السلام کے قصہ مین ارشاد فرمایا وما ارید ان اخالفکم الی ما انہاکم عنہ اور فرمایا واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ اور دوسری جا واتقوا اللہ واعلموا اور بعض جا واتقوا اللہ واسمعوا اور اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ ای مریم کے بیٹے تو اپنے نفس کو نصیحت کر اگر وہ نصیحت پذیر ہو جاوے تب لوگون کو نصیحت کر ورنہ مجھسے حیا کر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مررت لیلۃ اسری بی باقوام کان تقرض شفاہم بمقاریض من نار فقلت من انتم فقالوا کنا نامر بالخیر ولا ناتیہ وننہی عن الشر ولا ناتیہ اور فرمایا کہ میری امت کی بربادی عالم بدکار اور عابد جاہل ہی اور سب برون مین سے برے علماے بد مین اور سب اچھون سے اچھے علماے بہتر ہین۔ اور اوزاعی کہتے ہین کہ نصارے کے مقبرون نے جناب الہی مین شکایت کی کہ کفار کے مردون کی بدبو ہم کو بہت ستاتی ہی اللہ تعالی نے اُنکو حکم بھیجا کہ علماے بد کے پیٹ مین زیادہ بدبو ہی اُس بدبو سے جو تمہارے اندر ہی۔ اور فضیل ابن عیاض فرماتے ہین کہ مین نے ایسا سنا ہی کہ قیامت مین بت پرستون سے پیشتر علماے بد کا حساب ہوگا۔ اور ابو درداؓ نے فرمایا ہی کہ جو شخص نہین جانتا اُسکو تو ایک دفعہ ہلاکی ہی اور جو جانتا ہی اور عمل نہین کرتا اُسکے لیے سات بار خرابی ہی۔ اور شعبیؒ نے فرمایا ہی کچھ لوگ جنت کے دوزخ کے بعض لوگون کو دیکھکر کہینگے کہ تم دوزخ مین کس لیے گئے ہمکو تو خداے تعالی نے تمہاری تعلیم اور تادیب کے طفیل سے جنت مین داخل کیا وہ کہینگے کہ ہم اورون کو خیر کا حکم کرتے تھے خود نیک کام نہ کرتے تھے۔ اور حاتم اصمؒ نے فرمایا ہی کہ قیامت مین اُس عالم سے زیادہ حسرت اور کسی کو نہوگی جسنے لوگون کو سکھایا اور لوگون نے اُسپر عمل کیا اور خود اُسنے عمل نہ کیا تو لوگ تو اُسکے سبب سے اپنے مقصد کو پہونچ گئے اور وہ خود تباہ ہوگیا اور مالک بن دینارؒ نے فرمایا ہی کہ عالم جب اپنے علم کے بموجب عمل نہین کرتا تو اُسکی نصیحت دلون پر ایسی رپٹ جاتی ہی جیسے قطرہ پتھر پر سے ڈھل جاتا ہی اور پھر آپ نے ایک قطعہ پڑھا جسکا ترجمہ یہ ہی قطعہ کرتے ہو ناصحو لوگون کو نصیحت تو مگر ✤ عیب اُن مین جو بتاتے ہو وہ خود کرتے ہو کیا ہوا جہد اگر اُنکے لیے پند مین کی ✤ معصیت کرنے سے جسوقت نہین ڈرتے ہو ✤ دنیا اور مائل دنیا کو برا کہتے ہو لیک ✤ اسپہ سب لوگون سے زائد تو تمہین مرتے ہو ✤ اور کسی دوسرے کا شعر ہی شعر منع کرتے ہو جس قصور سے تم ✤ ننگ ہی تمکو گر کرو اُسکو ✤ اور ابراہیم بن ادہمؒ فرماتے ہین کہ مکہ معظمہ مین میرا گذر ایک پتھر پر ہوا جسپر یہ لکھا تھا کہ مجکو الٹ کر عبرت حاصل کر مین نے اُسکو پلٹا تو اُسپر یہ لکھا تھا کہ تو جو کچھ جانتا ہی اُسپر تو عمل کرتا ہی نہین پس ایسی چیز کا علم کیسے طلب کرتا ہی جو تجکو معلوم نہین۔ اور ابن سماکؒ نے فرمایا ہی کہ بہت سے لوگ ایسے ہین کہ خدا کی یاد دلاتے ہین اور خود اُسکو بھولے ہین اور بہت ایسے ہین کہ اللہ سے ڈراتے ہین اور خود اُسپر دلیر ہین اور بہت اللہ تعالی سے نزدیک کرنے والے ہین کہ خود اُس سے دور ہین اور بہت اُسکی طرف اورون کو بلاتے ہین اور خود اُس سے بھاگتے ہین اور بہت ایسے ہین کہ اللہ تعالی کی کتاب کو پڑھتے ہین اور اُسکے آیات سے علیحدہ ہین۔ اور ابراہیم بن ادہمؒ فرماتے ہین کہ ہمنے اپنے کلام کو فصیح کیا تو اُسمین غلطی نہ کی مگر اعمال مین غلطی کی تو اُسکو درست نہ کیا۔ اور اوزاعیؒ

فرماتے ہین کہ جب خوش تقریری کو دخل ہوتا ہی تو خشوع جاتا رہتا ہی۔ اور مکحول عبدالرحمن بن غنم سے روای ہین کہ اُنھون نے فرمایا کہ مجھسے دس صحابیون نے یہ حدیث بیان کی ہی کہ ہم علم کا چرچا مسجد قبا مین کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ جسقدر چاہو سیکھ لو اللہ تعالی تمکو ثواب ہرگز نہ دیگا جبتک کہ عمل نہ کروگے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو شخص علم سیکھتا ہی اور اُسپر عمل نہین کرتا اُسکی مثال ایسی ہی جیسے کوئی عورت خفیہ زنا کرے اور اُسکو حمل رہجاوے اور جب حمل ظاہر ہو تو رسوا ہو اسی طرح جو شخص اپنے علم کے بموجب عمل نہین کرتا اللہ تعالی اُسکو قیامت کے دن مجمع مین فضیحت کریگا اور حضرت معاذؓ کا قول ہی کہ عالم کی لغزش سے ڈرو اسلیے کہ لوگون مین اُسکی قدر بڑی ہی اُسکی لغزش مین لوگ اُسکی پیروی کرتے ہین۔ اور حضرت عمرؓ نے فرمایا ہی کہ جب عالم لغزش کرتا ہی تو اُسکی لغزش سے ایک عالم کو لغزش ہوجاتی ہی اور یہ بھی آپ ہی کا ارشاد ہی کہ تین باتین ہین جنسے دنیا کے لوگ برباد ہوجاتے ہین ایک اُنمین سے عالم کی لغزش ہی اور حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ہی کہ لوگون پر ایک وقت ایسا آویگا کہ دل کی شیرینی کھاری ہوجاویگی اور عالم کو اُسوقت مین علم سے فائدہ نہوگا اور نہ طالب علم کو کچھ نفع ہوگا اُنکے علما کے دل مثل زمین شور کے ہونگے کہ اُسپر پانی کے قطرے گرتے ہین اور ذرا شیرینی اُنمین نہین معلوم ہوتی اور یہ حال اُسوقت ہوگا کہ علما کے دل دنیا کی محبت کی طرف اور آخرت پر اُسکو ترجیح دینے کی طرف مائل ہونگے اُسوقت اللہ تعالی دلون مین سے حکمت کے چشمے نکال لیگا اور ہدایت کی شمعون کو گل کردیگا جب اُنکے عالمون سے تم ملوگے تو زبان سے کہینگے کہ ہم خدا تعالی سے ڈرتے ہین مگر بدکاری اُنکے عمل مین ظاہر ہوگی زبان کی بڑی ارزانی ہوگی اور دل کی نہایت گرانی قسم ہی اُس ذات کی جسکے سوا اور کوئی معبود نہین کہ یہ امر اسلیے ہوگا کہ اُستادون نے غیر اللہ کے لیے سیکھا اور شاگردون نے غیر اللہ کے واسطے سیکھا۔ اور توریت اور انجیل مین لکھا ہوا ہی کہ جس چیز کو تم نہین جانتے اُسکا علم طلب مت کرو جبتک کہ جسقدر تمکو معلوم ہی اُسپر عمل نہ کرلو۔ اور حذیفہ فرماتے ہین کہ تم ایسے زمانے مین ہو کہ اگر کوئی اپنے علم کے دسوین حصے کو بھی چھوڑ دے تو ہلاک ہوجاوے اور عنقریب ایک ایسا وقت آویگا کہ اگر کوئی اُسمین اپنے علم کے دسوین حصے پر بھی عمل کریگا تو نجات پاویگا اور یہ بات جھوٹون کی کثرت کے باعث ہوگی اور جان لو کہ عالم کی مثال قاضی کی طرح ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی القضاۃ ثلثۃ قاض قضی بالحق وہو یعلم فذلک فی الجنۃ وقاض قضی بالجور وہو یعلم اولا یعلم فہما فی النار اور کعبؓ نے فرمایا ہی کہ آخر زمانے مین ایسے عالم ہونگے کہ لوگون کو دنیا مین زہد کرنے کو کہینگے اور آپ زہد نہ کرینگے اور لوگون کو ڈراوینگے اور آپ نہ ڈرینگے اور احکام کے پاس آنے سے اورون کو منع کرینگے اور خود اُنکے پاس جاوینگے اور دنیا کو آخرت پر اختیار کرینگے اور اپنی زبان کی بدولت کھاوینگے تو انگرون کو اپنے پاس بٹھاوینگے نہ فقیرون کو علم پر ایسا لڑینگے جیسے عورتین مردون پر لڑتی ہین جب کوئی اُنکا ہم نشین دوسرے کے پاس جا بیٹھے گا تو وہ اُسپر غصہ ہونگے یہ لوگ متکبر اور اللہ تعالی کے دشمن ہونگے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان تم پر کبھی علم ہی کے ذریعے سے غالب ہوجاویگا لوگون نے عرض کیا کہ یہ کیسے ہوگا آپنے فرمایا کہ یون کہیگا کہ علم سیکھ اور جبتک سیکھ نہ چکے تب تک عمل مت کر پس آدمی علم مین مصروف رہتا ہی اور عمل مین لیت ولعل کرتا ہی یہانتک کہ مرجاتا ہی اور کچھ عمل نہین کرتا۔ اور سری سقطیؒ فرماتے ہین کہ ایک شخص جو طالب علم ظاہر کا حریص تھا اُسنے عبادت کے لیے عزلت اختیار کی مین نے اُس سے وجہ عزت کی پوچھی اُسنے کہا کہ مین نے خواب مین دیکھا کہ کوئی یون کہتا ہی کہ خدا تجھے کھووے علم کو کب تک کھوویگا مین نے جواب دیا کہ مین تو اُسکو یاد کرتا ہون اُسنے کہا کہ اُسکا یاد کرنا یہ ہی کہ اُسکے بموجب عمل کرے اسلیے مین نے تحصیل علم کو ترک کرکے عمل کی طرف توجہ کی۔ اور حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ہی کہ علم کثرت رعایت سے نہین ہوتا بلکہ علم خوف خدا ہی۔ اور حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ جتنا چاہو علم سیکھ لو خدا تعالی ثواب ہرگز نہ دیگا جبتک کہ عمل نہ کروگے اسلیے کہ بیوقوفون کا مقصود علم سے رعایت کرنا ہی اور علما کی غرض رعایت اور پاسداری ہی۔ اور مالکؒ کا ارشاد ہی کہ علم کا تحصیل کرنا اور اُسکا پھیلانا دونون اچھے ہین بشرطیکہ نیت درست ہو مگر دیکھیو کہ جو چیز صبح سے بے کرم شام تک تمھارے ساتھ رہے اُسپر دوسری چیز کو اختیار مت کرو۔ اور حضرت ابن مسعودؓ کا قول ہی کہ قرآن اسلیے

نازل ہوا ہی کہ تم اُسپر عمل کرو تم نے اُسکے پڑھنے پڑھانے کو عمل ٹھہرالیا اور عنقریب کچھ لوگ ایسے ہونگے کہ وہ اُسکو نیزہ کی طرح سیدھا کرینگے وہ کچھ
بہتر نہونگے۔ اور عالم جو عمل نہین کرتا اُسکی مثال ایسی ہی جیسے بیمار کہ دوا کی صفت بیان کرے یا بھوکا شخص جو لذیذ کھانون کے نام لے اور مزے
بیان کرے اور اُسکو وہ کھانے نہ ملین اور اس جیسے شخص کے باب مین یہ قول اللہ تعالی کا ہی ولکم الویل مما تصفون اور حدیث شریف مین ہی کہ جن
چیزون سے مین اپنی امت پر ڈرتا ہون اُنمین سے عالم کی لغزش ہی اور قرآن مین منافق کا جھگڑا **اور ایک** علامت علماے آخرت کی یہ ہی کہ اُنکی
توجہ ایسے علم کی تحصیل کی طرف ہو جو آخرت مین کام آوے اور طاعت مین رغبت دلاوے اور اُن علوم سے اجتناب کرے جنکا فائدہ کم ہو اور گفتگو
اور لڑائی جھگڑا اُنمین بہت ہو اسلیے کہ جو شخص اعمال کے علم سے روگردان ہو کر لڑائی جھگڑے کے فن مین مشغول ہوا اُسکی مثال ایسی ہی کہ کسی بیمار کو بہت سے
روگ ہون اور وہ کسی طبیب حاذق سے ملے اور وقت بھی تنگ ہو کہ وہ شاید جلد چلا جاوے اور ایسے وقت مین وہ طبیب مذکور سے دواؤنکی خاصیت
اور طب کی عجیب باتین پوچھنے لگے اور جس ضرورت مین خود گرفتار ہی اُسکو دریافت نہ کرے تو اُسکی حماقت مین کیا شک ہی اور ایک روایت مین ہی
کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھکو کچھ علم کی عجیب باتین سکھلائے آپ نے فرمایا کہ تو نے اصل
اصل علم مین کیا کیا ہی اُسنے عرض کیا کہ اصل علم کیا ہی آپ نے فرمایا کہ تو نے اللہ تعالی کو پہچانا اُسنے کہا کہ ہان آپنے فرمایا کہ تو نے اُسکے حق مین کیا کیا
اُسنے عرض کیا کہ کچھ نہین آپ نے فرمایا کہ تو نے موت کو پہچانا عرض کیا کہ ہان آپنے فرمایا کہ اُسکی تیاری کیا کی کہا کہ کچھ نہین آپ نے فرمایا کہ تو
اب جا اور پہلے ان امور مین پختہ ہو تب تجکو علم کے غرایب بھی بتاوینگے۔ بلکہ سیکھنا اُس جنس کا ہونا چاہیے جیسے شقیق بلخی رح کے شاگرد حاتم اصم تھے
کہ مروی ہی کہ ایک روز شقیق رح نے حاتم رح سے پوچھا کہ تم کتنے دنون سے میرے ساتھ ہو اُنھون نے کہا تینتیس برس سے شقیق رح نے فرمایا کہ اس عرصے
مین تم نے مجھسے کیا سیکھا حاتم نے کہا کہ آٹھ مسئلے اُنھون نے فرمایا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون میری اوقات تمھارے اوپر ضائع ہو گئی کہ تمنے صرف
آٹھ مسئلے سیکھے حاتم نے کہا کہ یا استاد زیادہ مین نے نہین سیکھے اور جھوٹ بولنے کو مین ناپسند کرتا ہون اُنھون نے فرمایا کہ اچھا بتاؤ کون سے
آٹھ مسئلے ہین کہ مین بھی سنون حاتم نے کہا کہ اول یہ ہی کہ مین نے خلق کو دیکھا تو معلوم کیا کہ ہر ایک شخص کا ایک محبوب ہوتا ہی اور قبر تک وہ اپنے
محبوب کے ساتھ رہتا ہی جب قبر مین پہونچ جاتا ہی تو اپنے محبوب سے جدا ہو جاتا ہی اسلیے مین نے اپنا محبوب نیکیون کو ٹھہرالیا کہ جب قبر مین
جاؤن تو میرا محبوب بھی میرے ساتھ رہے شقیق رح نے فرمایا کہ تمنے بہت اچھا سیکھا اب باقی سات باتین کہو اُنھون نے کہا کہ دوسرا مسئلہ یہ ہی
کہ مین نے اللہ تعالی کے اس ارشاد مین تامل کیا واما من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الہوی فان الجنۃ ہی الماوی اور سمجھا کہ خداے تعالی
کا فرمانا درست ہی اسلیے اپنے نفس پر خواہش کے دور کرنے کی محنت ڈالی یہانتک کہ وہ خدائتعالی کی اطاعت پر جم گیا تیسرا یہ ہی کہ اس دنیا کو جو
دیکھا تو یہ پایا کہ جس شخص کے پاس کوئی چیز قدر و قیمت کی ہی اُسکو اُٹھا کر رکھ چھوڑتا ہی اور حفاظت کرتا ہی پھر اللہ تعالی کے قول کو دیکھا تو فرماتا ہی
ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق تو جو کچھ قدر و قیمت کی چیز میرے ہاتھ لگی اُسکو مین نے خدائتعالی کی طرف کو پھیر دی تا کہ اُسکے پاس موجود رہے چوتھا
یہ کہ لوگون کو جو دیکھا تو ہر ایک کا میل مال اور حسب اور نسب اور شرافت کی طرف پایا اور ان امور مین جو غور کیا تو ہیچ معلوم ہوے پھر اللہ تعالی کے
ارشاد کو سوچا کہ فرماتا ہی ان اکرمکم عند اللہ اتقکم اسلیے مین نے تقوی اختیار کیا کہ خدائتعالی کے نزدیک کریم اور بزرگ ہو جاؤن پانچوان یہ کہ لوگون
کو دیکھا کہ آپس مین ایک دوسرے پر گمان بد کرتے ہین اور برا کہتے ہین اور اسکی وجہ حسد ہی اور پھر اللہ تعالی کے قول کیطرف میل کیا تو یہ پایا نحن قسمنا
بینہم معیشتہم فی الحیوۃ الدنیا اسلیے مین نے حسد کو چھوڑ کر خلق سے کنارہ کیا اور جان لیا کہ قسمت اللہ پاک کے یہان سے ہی اسلیے خلق کی عداوت
چھوڑدی چھٹا یہ کہ لوگون کو دیکھا کہ ایک دوسرے سے سرکشی اور کشت و خون کرتے ہین اور اللہ تعالی کے قول کی طرف رجوع کیا تو فرماتا ہی ان
الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا اس بنا پر مین نے صرف اُس اکیلے کو اپنا دشمن ٹھہرالیا اور اسی بات پر کوشش کی کہ اُس سے بچتا رہون
اسلیے کہ اللہ تعالی نے اسکی عداوت کی گواہی فرمائی ہی اسی جہت سے اُسکے سوا مین نے اور مخلوق کی عداوت چھوڑی ساتوان یہ کہ لوگون کو

دیکھا کہ ہر ایک پارۂ نان کے خواہان اور اُسکے باب مین اپنے نفس کو ذلیل کرتے ہین اور ایسے امور مین قدم دھرتے ہین کہ اُنکو جائز نہون اور اللہ تعالے کے ارشاد پر غور کیا تو فرمایا ہی وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا مین نے بھی سمجھا کہ مین خدا تعالیٰ کے اُن حیوانون مین سے ہون جنکا رزق اُسکے اوپر ہی اسلیے مین اُن باتون مین مشغول ہوا جو اللہ تعالیٰ کے حقوق مجھپر ہین اور میرا رزق جو خداے تعالیٰ کے ذمے ہی اُسکی طلب ترک کر دی آٹھوان یہ کہ مین نے خلق کو دیکھا تو سب کو کسی چیز پر بھروسا کرتے پایا کوئی اپنی زمین پر بھروسا رکھتا ہی کوئی تجارت پر کوئی حرفے پر اور کوئی اپنے بدن کی تندرستی پر غرضکہ ہر ایک مخلوق کو اپنے طرح کی مخلوق پر بھروسا پایا اور خدا نے تعالیٰ کے قول کی طرف جو رجوع کیا تو یہ ارشاد پایا وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ اسلیے مین نے خدا تعالیٰ پر توکل کیا کہ وہی مجھے کافی ہی شفیق بلخیؒ نے فرمایا کہ اے حاتم خدا تعالیٰ تمکو توفیق دے مین نے جو توریت اور انجیل اور زبور اور قرآن کے علوم پر نظر کی تو اُن سب کی اصل انھین آٹھ مسئلون کو پایا وہ سب انمین آجاتے ہین جو کوئی ان آٹھون پر عمل کرے وہ گویا چارون آسمانی کتابون کا عامل ہو۔ حاصل یہ کہ اس طرحکے علم کے ادراک اور سمجھنے کا قصد علماے آخرت ہی کرتے ہین اور علماے دنیا تو اُن امور مین مشغول ہوتے ہین جنسے مال اور جاہ کی پیدا ہو اور اُن علوم کو چھوڑ دیتے ہین جنکے لیے خدا تعالیٰ نے تمام انبیا علیہم السلام کو بھیجا ہی اور ضحاک رح کہتے ہین کہ مین نے اکابر کو ایسا پایا کہ ایک دوسرے سے بجز ورع کے اور کچھ نہ سیکھتے تھے اور آج بجز کلام کے اور کچھ نہین سیکھتے اور ایک علامت علماے آخرت کی یہ ہی کہ کھانے اور پینے مین آسایش کی طرف اور لباس مین فراوٹنا نے اور مکان اور اسباب مین زینت کی طرف مائل نہو بلکہ ان سب امور مین میانہ روی اختیار کرے اور اس باب مین سلف کے اکابر کی مشابہت پیدا کرے اور سب امور مذکورہ مین مقدار قلیل پر گذر کرے جسقدر کہ ان چیزون کی طرف خواہش کی قلت ہوگی اُسی قدر اللہ تعالیٰ کا قرب بڑھیگا اور علماے آخرت کے مرتبے کی طرف ترقی کریگا اور یہ روایت اُسکی شاہد ہی جو ابی عبداللہ خواص کہ حاتم اصمؒ کے شاگرد ہین روایت کرتے ہین کہ مین حاتم کے ساتھ رے مین گیا ہمارا قافلہ تین سو بیس آدمیون کا تھا حج کے ارادے سے نکلے سب کمل پوش تھے کسی کے پاس توشہ دان اور کھانا نہ تھا ہم ایک شخص سوداگر کے یہان اُترے جو بہت مقدور نہ رکھتا تھا مگر فقیر دوست تھا اُسنے اُس شب ہماری ضیافت کی جب صبح ہوئی تو اُسنے حاتم سے کہا کہ آپ کو کچھ ضرورت ہو تو فرما دیجیے کہ مین ایک فقیہ کی عیادت کو جانا چاہتا ہون اُنھون فرمایا کہ مریض کی بیمار پرسی مین ثواب ہی اور فقیہ کو دیکھنا عبادت ہی مین بھی تمھارے ساتھ چلتا ہون اور وہ فقیہ جو بیمار تھا محمد بن مقاتل رے کا قاضی تھا جب ہم دروازے پر پہونچے تو دروازہ کرسی دار بہت اچھا تھا حاتم ششدر رہ گئے کہ عالم کا دروازہ ایسا ہی پھر جب اجازت کے بعد اندر گئے تو دیکھا کہ مکان وسیع خوبصورت فرش اور پردے کا ہی حاتم اور بھی متحیر ہوئے پھر اُس مقام پر گئے جہان قاضی تھا وہان فرش نرم بچھا ہوا اور اُسپر قاضی لیٹا ہوا تھا اور سر کے پاس ایک غلام پنکھا لیے کھڑا تھا پس تاجر قاضی کے سرہانے کی طرف بیٹھا اور حال پوچھا اور حاتم کھڑے رہے قاضی نے اُنکو بیٹھنے کے لیے اشارہ کیا فرمایا کہ مین بیٹھنے کا نہین پوچھا کہ تمکو کچھ حاجت ہی کہا کہ ہان پوچھا کہ کیا ہی فرمایا کہ ایک مسئلہ پوچھنا ہی کہا کہ دریافت کرو فرمایا کہ تم اُٹھکر بیٹھ جاؤ تو پوچھون قاضی اُٹھ بیٹھا حاتم نے کہا کہ تم نے علم کس سے سیکھا ہی کہا معتبر علماے جنھون نے میرے سامنے حدیث بیان کی کہا اُنھون نے کس سے کہا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ صحابہؓ نے کس سے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ نے کس سے کہا کہ جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ جبرئیل نے کس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے فرمایا کہ جو علم خداے تعالیٰ کے بیان سے جبرئیل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچایا اور آپ نے صحابہؓ کو اور اُنھون نے علماے معتبر کو اور علما نے تمکو اُسمین تمنے کہین یہ بھی سنا ہی کہ جس شخص کے گھر مین کرسی ہو اور وسعت زیادہ ہو اُسکا مرتبہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا ہوتا ہی قاضی نے کہا کہ نہین حاتم نے پوچھا کہ پھر کیسے سنا ہی کہا کہ یون سُنا ہی کہ جو شخص دنیا مین زہد کرے اور آخرت کی خواہش کرے اور مساکین سے محبت رکھے اور آخرت کے لیے سامان مقدم کر لے تو اُسکا مرتبہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ہوگا حاتم نے فرمایا کہ پھر تمنے کسکا اقتدا کیا ہی آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُنکے اصحابؓ اور صلحا رحمہم اللہ کا اقتدا کیا ہی یا فرعون اور نمرود کی پیروی کی ہی جنھون نے اول گچ اور اینٹ سے عمارت

بنائی تھی ای علماے بدتھین جیبون کو جاہل آدمی جو دنیا پر لڑتے ہین اور اُسکے حریص ہین دیکھ کر کہتے ہین کہ عالم اس حال پر ہین تو ہم اُنسے کیا بدتر حال بھی نہون یہ کہکر حاتم اُسکے پاس سے چلے آئے ابن مقاتل کی بیماری اور زیادہ ہوگئی اور رَے کے لوگون کو معلوم ہوا کہ حاتم مین اور قاضی مین یہ گفتگو ہوئی اسلیے اُنسے کہا کہ قزوین مین طنافسی اُس قاضی کی نسبت کر بھی بہت زیادہ ہین حاتم اُسکے پاس قصداً گئے اور اندر جاکر کہا کہ مین ایک عجمی شخص ہون مین یہ چاہتا ہون کہ تم مجکو میرے دین کا آغاز اور مفتاح نماز یعنی وضو سکھلا دو طنافسی نے کہا کہ بہت بہتر غلام سے کہا کہ ایک برتن مین پانی لے آؤ وہ پانی لے آیا طنافسی نے بیٹھ کر وضو کیا اور تین تین بار اعضا دھوئے پھر کہا کہ اس طرح وضو کرتے ہین حاتم نے کہا کہ آپ کھڑے رہین تاکہ تمھارے سامنے وضو کرون اور جو بات مجھے منظور ہو وہ پختہ ہو جاوے طنافسی کھڑے رہے اور حاتم وضو کرنے کو بیٹھے اور وضو مین اپنے ہاتھ چار چار مرتبہ دھوئے طنافسی نے کہا کہ میاں صاحب تمنے اسراف کیا حاتم نے کہا کہ کس بات مین کہا کہ تمنے اپنے ہاتھ چار بار دھوئے حاتم نے فرمایا کہ سبحان اللہ مین نے ایک چلو پانی مین اسراف کیا تم نے ان سب ناز و نعم کے جمع مین اسراف نہین کیا طنافسی نے جان لیا کہ اُنکو وضو سیکھنے کی غرض نہ تھی بلکہ یہی امر جتانا منظور تھا سنکر گھر مین چلے گئے اور چالیس روز تک لوگون کے سامنے نہوے۔ پھر جب حاتم بغداد مین گئے تو بغداد والے اُنکے پاس آئے اور کہا کہ ای ابو عبدالرحمن تم ایک عجمی شخص ہو اور رُک کر بات کہتے ہو مگر جو کوئی تمسے تقریر کرتا ہی تم اُسکو زک دیتے ہو فرمایا کہ میرے پاس تین خصلتین ہین جنسے مین اپنے طرف ثانی پر ورر رہتا ہون اول یہ کہ جب طرف ثانی امر راست کہتا ہی تو مین خوش ہوتا ہون اور جب وہ خطا کرتا ہی تو رنج کرتا ہون اور اپنے نفس کو قابو مین رکھتا ہون کہ طرف ثانی پر جہالت نکرے یہ خبر حضرت امام احمد بن حنبلؒ کو پہونچی اُنھون نے فرمایا کہ سبحان اللہ وہ بڑے عاقل شخص ہین چلو ہمکو بھی اُنکے پاس لے چلو جب یہ مجمع حاتم کے پاس آیا تو امام احمد نے اُن سے پوچھا کہ ای ابو عبدالرحمن سلامتی کس بات مین ہی حاتم نے فرمایا کہ ای ابو عبداللہ جبتک تم مین چار خصلتین نہونگی تب تک دنیا سے سلامت نہ رہوگے اول یہ کہ لوگ اگر جہالت کرین تو تم درگذر کرو دوسری اپنی جہل کو اُنسے روکو تیسری اپنی چیز اُنکو دو چوتھی اُنکی چیز سے مایوس ہو جب ایسے ہو جاؤگے تو سلامت رہوگے پھر حاتم مدینہ منورہ کو گئے وہان کے لوگ آپ کے استقبال کو آئے آپنے پوچھا کہ یہ کونسا مدینہ ہی لوگون نے کہا کہ مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی آپنے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محل کہان ہی کہ مین بھی اُسمین نماز پڑھون لوگون نے کہا کہ آپ کا تو کوئی محل نہ تھا آپ کا تو گھر بہت پست تھا حاتمؒ نے کہا کہ آپ کے اصحابؓ کے محل ہی بتادو اُنھون نے کہا کہ اُنکے محل نہ تھے اُنکے تو گھر زمین سے لگے لگے تھے حاتم نے کہا کہ لوگو یہ شہر فرعون کا ہی لوگون نے اُنکو گرفتار کیا اور سلطان کے پاس لیگئے اور کہا کہ یہ عجمی کہتا ہی کہ یہ مدینہ فرعون کا ہی حاکم نے کہا کہ کس لیے ایسا کرتا ہی حاتم نے کہا کہ جلدی نہ کرو مین ایک آدمی عجمی مسافر ہون جب شہر مین آیا تو لوگون سے پوچھا کہ یہ کسکا مدینہ ہی اُنھون نے جواب دیا کہ مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مین نے کہا کہ آپ کا محل کہان ہی اور سب ماجرا حرف بحرف کہکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یون فرماتا ہی لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اب مین یہ پوچھتا ہون کہ تمنے کسکا اتباع کیا ہی آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی یا فرعون کا جسنے اول اینٹ اور گچ سے عمارت بنائی حاکم نے لاجواب ہوکر اُنکو رہا کر دیا تو حاتم اصم کی یہ حکایت تھی اور اکابر سلف کی عادت زہد اور زینت کے ترک کرنے مین اپنے مقام مین اور بھی مذکور ہوگی جو اس مدعا پر شاہد ہی۔ اور تحقیق یہ ہی کہ امر مباح سے زینت کرنا حرام تو نہین لیکن اُسمین گھسا رہنا موجب اس سے اُنس کا ہو جاتا ہی یہانتک کہ اُسکا ترک کرنا دشوار ہو جاتا ہی اور ہمیشہ زینت مین پڑا رہنا بدون ایسے سامان کے ممکن نہین ہوتا کہ اکثر اُسکی رعایت کرنے سے مداہنت اور خلق کی طرفداری اور اُنکی نمایش وغیرہ امور ممنوعہ کا ارتکاب لازم آتا ہی اور احتیاط اسی مین ہی کہ اس سے اجتناب کیا جاوے اسلیے کہ جو دنیا مین گھستا ہی یقیناً اُس سے سلامت نہین نکلتا اور اگر باوجود دنیا مین مصروف رہنے کے سلامتی ہو جایا کرتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ترک دنیا مین کبھی مبالغہ نہ فرماتے یہانتک کہ مردی ہی نزع القمیص المعلم اور نزع خاتم الذہب فی اثناء الخطبۃ اور اُنکے سوا اور اُمور جنکا بیان عنقریب آویگا ترک دنیا مین آپ سے مروی ہین۔ اور ہسے کہتے ہین کہ یحیی ابن

یزید نوفلی نے حضرت مالک بن انس کو ایک خط لکھا اسطرح بسم الله الرحمن الرحیم وصلی الله علی رسوله محمد فی الاولین والآخرین یحیی بن یزید کی طرف سے مالک بن انس کو بعد حمد وصلوٰۃ کے معلوم ہو کہ مین نے سنا ہی کہ تم باریک کپڑے پہنتے ہو اور پتلی چپاتیان کھاتے ہو اور نرم بچھونے پر بیٹھتے ہو اور اپنے دروازہ پر دربان مقرر کرتے ہو حالانکہ تم مجلس علم مین بیٹھے ہو تمھارے پاس راہ دور دراز سے لوگ سوار ہوکر آتے ہین اور تمکو اپنا پیشوا کر رکھا ہی اور تمھارے کہنے سے راضی ہین تو تمکو خوف خدا چاہیے اور تواضع اور انکسار کو اپنے اوپر لازم سمجھنا چاہیے تمکو مین نے یہ خط نصیحت کے طور پر لکھا ہی اور اسکی خبر بجز خدا تعالی کے اور کسی کو نہین والسلام حضرت مالک بن انس رضہ نے اس خط کا جواب یہ لکھا بسم الله الرحمن الرحیم وصلی الله علی محمد وآله وصحبه وسلم مالک بن انس کی طرف سے یحیی بن یزید کو ہو کہ خدا تعالی کا سلام تمپر ہو آپ کا خط پہونچا اور شفقت اور ادب مین نصیحت کے موقع پر لگا خدا تعالی تمکو تقوی سے متمتع کرے اور اس نصیحت کے عوض مین جزاے خیر دیوے اور مین بھی الله تعالی سے توفیق مانگتا ہون گناہون سے بچنے اور اسکی طاعت بجالانے کی طاقت بدون اسکی مدد کے نہین ہی باقی یہ جو آپ نے لکھا کہ مین باریک کپڑے پہنتا ہون اور پتلی چپاتی کھاتا ہون اور نرم فرش پر بیٹھتا ہون اور دربان رکھتا ہون سو واقع مین ایسا کرتا ہون اور خدا تعالی سے مغفرت چاہتا ہون مگر الله تعالی فرماتا ہی قل من حرم زینة الله التی اخرج لعباده والطیبات من الرزق اور مین یہ جانتا ہون کہ انکا ترک کرنا بہ نسبت کرنے کے بہتر ہی اور تم اپنی خط و کتابت سے ہمکو فراموش مت کرنا ہم بھی خط و کتابت آپ سے نہ چھوڑینگے والسلام اب امام مالک صاحب کے اقرار کو دیکھو کہ دیا کہ اس امر کا نہ کرنا ارتکاب کی نسبت کرا اچھا ہی اور یہ بھی حکم کیا کہ یہ امر مباح ہی اور واقع مین دونون باتون مین سچ ارشاد فرمایا اور امام مالک جیسا مرتبے والا اس جیسی نصیحت مین اگر انصاف اور اعتراف اپنے نفس پر گوارا کرے تو اسکا نفس مباح کی حدود کو معلوم کرنے پر بھی قادر ہوگا تاکہ امور مباح کو کرنے سے مداہنت اور ریا اور مکروہات مین مبتلا ہونے سے محفوظ رہے مگر دوسرے شخص کو یہ حوصلہ نہین کہ مباح کی حدون پر قانع رہے اسلیے مباح سے لذت حاصل کرنے مین بہت خوف ہی اور خوف الٰہی سے یہ امر بہت دور ہی اور علماے آخرت کی خاصیت خوف الٰہی ہی اور خوف خدا مقتضی اسی کا ہی کہ خطر کی جگہ سے دوری اختیار کرے اور ایک علامت علماے آخرت کی یہ ہی کہ حکام سے دور رہے اور جبتک انسے علیحدگی کی صورت ممکن ہو کبھی انکے پاس نہ جاوے بلکہ انکے ملنے سے احتراز کرے گو وہ خود اسکے پاس آوین اسلیے کہ دنیا شیرین اور سبز ہی اور اسکی باگ حکام کے قبضے مین ہی اور جو شخص حکام سے ملتا ہی اسکو کچھ نہ کچھ تکلف انکی رضاجوئی اور دلداری مین کرنا پڑتا ہی باوجودیکہ وہ ظالم ہوتے ہین اور ہر دیندار کو انسے رکنا اور انکے ظلم کو اظہار کرکے انکو دلتنگ کرنا اور انکے حرکات کی برائی بیان کرنی واجب ہی اور جو انکے پاس جاویگا وہ یا تو انکی زینت کی طرف توجہ کریگا اور اپنے اوپر خدا تعالی کی نعمت کو حقیر جانیگا یا انپر انکار کرنے سے خاموش رہیگا تو مداہنت مین مبتلا ہوگا یا اپنے کلام کو بتکلف انکی مرضیون کے موافق انکے افعال کو درست کرنے کے لیے ادا کریگا اور یہ صریح جھوٹ ہوگا یا اس بات کی طمع ہوگی کہ انکی دنیا مین سے کچھ ملے اور یہ حرام ہی اور باب حلال و حرام مین مذکور ہوگا کہ حکام کے مالون مین کسکا لینا جائز ہی اور کسکا ناجائز خواہ راتب ہو یا انعام و جاگیر وغیرہ۔ حاصل یہ کہ انسے ملنا تمام خرابیون کی کلید ہی اور علماے آخرت کا طریق احتیاط کا ہی اور آنحضرت صلی الله علیه وسلم فرماتے ہین من بدا جفا ومن اتبع الصید غفل ومن اتی السلطان افتتن اور فرمایا سیکون علیکم امراء تعرفون منهم وتنکرون فمن انکر فقد بری ومن کره فقد سلم ولکن من رضی وتابع ابعده الله تعالی قیل افلا نقاتلهم قال صلی الله علیه وسلم لا ما صلوا اور سفیان ثوری رح فرماتے ہین کہ جہنم مین ایک جنگل ہی جس مین وہی عالم رہینگے جو بادشاہون کی زیارت اور ملاقات کو جاتے ہین۔ اور حذیفہ رضہ نے ارشاد فرمایا ہی کہ اپنے آپ کو فتنہ کی جگھون سے بچاو لوگون نے پوچھا کہ وہ کونسی جگہین ہین فرمایا امیرون کے دروازے کہ جب کوئی تم مین سے امیر کے پاس جاتا ہی تو جھوٹ پر اسکی تصدیق کرتا ہی اور اسکی شان مین وہ بات کہتا ہی جو اسکا اندر واقع مین نہین ہی اور آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے فرمایا ہی کہ علما خدا تعالی کے بندون پر رسولون کے امین ہین جبتک کہ سلاطین سے میل جول نہ کرین اور جب ایسا کرین تو انھون نے رسولون کی خیانت کی ان سے ڈرو اور الگ ہو جاو روایت کیا اسکو انس رضہ نے اور اعمش رضہ سے کسی نے

ت (ف) تو کہہ کس نے زینت کی جو رونق اسکی جو پیدا کی اس نے اپنے بندون کے واسطے اور ستھری چیزین کھانے کی ۱۲ مع

جو شخص جنگل مین رہتا ہی جفا کرتا ہی اور جو شکار کے پیچھے پڑتا ہی وہ غفلت کرتا ہی اور جو بادشاہ کے پاس آتا ہی وہ فتنہ مین مبتلا ہوتا ہی ۱۲ ابو داود ترمذی بروایت ابن عباس رضہ ۱۲ مع

ترجمہ کہ تم پر حاکم ہونگے جنکو تم جانتے بھی ہوگے اور نہین بھی جانتے ہوگے پس جس شخص نے انکی شناسائی نہ کی وہ بچا ہی اور جس شخص نے انکو برا سمجھا وہ بچ گیا مگر جو شخص انسے راضی ہوا اور انکی پیروی کی اسکو الله تعالی رحمت سے دور کریگا کسی نے عرض کیا کہ ہم ان سے جہاد نہ کرین آپ نے فرمایا کہ نہین جبتک وہ نماز پڑھین آپ جہاد نہ کرو ۱۲ مسلم بروایت ام سلمہ ۱۲ مع

عقیلی نے بسند ضعیف روایت کیا اور ابن جوزی نے موضوعات مین لکھا ہی ۱۲ مع

کہا کہ تمنے علم کو زندہ کردیا اس جہت سے کہ آپ سے بہت لوگ سیکھتے ہین فرمایا کہ ذرا صبر کرو جتنے سیکھتے ہین اُنمین سے ایک تہائی تو بختہ ہونے سے پیشتر ہی مرجاتے ہین اور ایک تہائی سلاطین کے دروازون پر جا جمتے ہین وہ لوگ سب خلق سے برے ہین رہے تہائی اُنہین سے کمترین لوگون کو فلاح ہوتی ہی۔ اور اسی وجہ سے سعید بن المسیبؓ نے فرمایا کہ جب تم عالم کو دیکھو کہ امرا کو گھیرتا ہی تو اُس سے احتراز کرو کہ وہ چور ہی۔ اور اوزاعی فرماتے ہین کہ اللہ تعالی کے نزدیک کوئی چیز اُس عالم سے زیادہ بُری نہین جو حاکم کے پاس جاوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ بدترین علما وہ ہین جو امیرون کے پاس جاتے ہین اور بہترین حکام وہ ہین جو علما کے پاس آتے ہین۔ اور مکحول دمشقی کہتے ہین کہ جو شخص قرآن سیکھے اور دین مین تفقہ پیدا کرے پھر خوشامد اور طمع کی جہت سے سلطان کی صحبت اختیار کرے تو وہ بقدر اپنے قدمون کے دوزخ کی آگ مین گھستا ہی۔ اور سمنون کہتے ہین کہ عالم کے حق مین کیا ہی برا ہی کہ کوئی مجلس مین آوے اور عالم کو نہ پاوے اور جب اُسکا حال پوچھے تو یہ کہین کہ وہ حاکم کے یہان ہی اور اُنھون نے یہ بھی فرمایا ہی کہ مین سنتا تھا کہ قول بزرگون کا ہی کہ جب عالم کو دیکھو کہ دنیا سے محبت رکھتا ہی تو اُسکو تم اپنے دین مین متہم جانو یہانتک کہ اس مضمون کا مین نے تجربہ کرلیا یعنے جب مین حاکم کے یہان گیا اور وہان سے نکلنے کے بعد اپنے نفس کا محاسبہ لیا تو معلوم ہوا کہ اُسکو بہت دوری ہوگئی حالانکہ جس ڈھنگ سے مین حاکم سے ملتا ہون اُسکو تم دیکھتے اور جانتے ہو کہ سخت اور درشت رکھتا ہون اور اکثر اُسکی خواہش کی مخالفت کرتا ہون اور یہی چاہتا ہون کہ اُس تک جانے کی نوبت ہی نہ پہونچے اور باوجود اسکے مین اُس سے کچھ لیتا نہین نہ اُسکے گھر کا پانی پیون پھر فرمایا کہ اب ہمارے زمانے کے علما بنی اسرائیل کے علما سے بھی بدتر ہین کہ بادشاہون کو جائز امور بتاتے ہین اور جو اُنکی مرضی کے موافق ہون ایسی باتین سناتے ہین اور اگر اُنکو وہ اُمور سکھاوین جو اُنپر واجب ہین اور جنمین اُنکی نجات ہی تو حاکم اُنسے نفرت کرین اور اپنے پاس اُنکا آنا برا سمجھین اور یہ امر اللہ تعالی کے نزدیک اُنکی نجات کا باعث ہی۔ اور حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ ان لوگون مین جو تمسے پہلے تھے ایک بزرگ تھے جو اسلام مین بڑھے ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت یافتہ تھے عبداللہ بن مبارک کہتے ہین کہ ان بزرگ سے سعد بن ابی وقاصؓ مراد ہین حسن فرماتے ہین کہ وہ سلاطین کے پاس نہ جاتے تھے اور اُنسے نفرت کرتے تھے اُنکے بیٹون نے اُنسے کہا کہ جو لوگ کہ اسلام کی زیادتی اور صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین تمھارے برابر نہین وہ بادشاہون کے پاس جاتے ہین اگر آپ بھی جاوین بہتر ہو اُنھون نے فرمایا کہ بیٹو دنیا مُردار ہی اور کچھ لوگون نے اُسکو گھیر رکھا ہی بخدا مین حتی الوسع اُنکا شریک نہونگا اُنھون نے کہا تو تم لاغری مین مرجاوگے فرمایا کہ مین ایمان کے ساتھ لاغری مین مرجانا اس سے اچھا جانتا ہون کہ نفاق کے ساتھ موٹا ہوکر مرون حسنؒ فرماتے ہین کہ بخدا آپنے اُنکو ہرا دیا اور خوب حجت نکالی اسلیے کہ جان لیا کہ مٹی گوشت اور فربہی کو کھاویگی اور ایمان کو نہ کھاویگی اور اسمین اشارہ ہی کہ بادشاہ کے پاس جانے سے آدمی نفاق سے یقیناً نہین بچتا جو ایمان کی ضد ہی اور حضرت ابو ذر غفاریؓ نے سلمہؓ سے فرمایا کہ اے سلمہ بادشاہون کے دروازون پر مت جائیو اسلیے کہ تمکو اُنکی دنیا مین سے جبھی کچھ ملیگا کہ جب تمھارے دین مین سے وہ اُس سے بہتر لے لینگے۔ اور علما کے لیے یہ امر ایک بڑا فتنہ ہی اور شیطان کا ایک سخت ذریعہ علما پر ہی خصوصاً ایسے عالم پر جسکی آواز اچھی اور کلام شیرین ہو اسلیے کہ شیطان ہمیشہ اُسکو یہی سوجھاتا ہی کہ سلطانون کے پاس جانے اور اُنکو نصیحت کرنے سے وہ لوگ ظلم سے باز رہینگے اور شریعت کے احکام اُنمین جاری اور قائم ہوجاوینگے اور ہوتے ہوتے یہ خیال دل مین ڈال دیتا ہی کہ تمھارا اُنکے پاس جانا دین مین داخل ہی پھر جب اُنکے پاس جاتا ہی تو یہ نہین ہوسکتا کہ کلام مین نرمی اور مداہنت نہ کرے اور اُنکی تعریف اور خوشامد کی نہ لے اور ان باتون مین دین کی خرابی ہی۔ اور اکابر سلف یون کہا کرتے تھے کہ علما جب جان لیتے تھے تو عمل کرتے تھے اور عامل ہونے پر مشغول ہوتے تھے اور شاغل ہونے کے بعد گمنام ہوتے تھے اور گمنام ہونے کے پیچھے اُنکی طلب ہوتی تھی اور طلب پر بھاگا کرتے تھے۔ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حضرت حسن بصریؒ کو خط لکھا کہ بعد حمد و صلوٰۃ کے یہ التماس ہی کہ آپ مجکو ایسے لوگ بتادین جنسے مین خدا تعالی کے امر مین مدد لیا کرون آپنے جواب مین یہ لکھا کہ اہل دین تو تمھارے پاس آنے کے نہین اور دنیا والون

لہ ابن ماجہ نے اس مضمون کے اول حصہ کو روایت ابن عباس سے بسند ضعیف روایت کیا ہی ۱۲

سے تمکو غرض نہین تاہم تم اشراف اپنے ساتھ رکھو کہ وہ لوگ اپنے شرف کو آلودگی خیانت سے محفوظ رکھتے ہین۔ یہ حال عمر بن عبدالعزیز کو لکھا جو اپنے زمانہ مین سب سے زیادہ زاہد تھے تو جب اہل دین کو ایسے حاکم کے پاس سے بھی گریز کرنا شرط ہو تو دوسرے حاکم کی طلب اور اُس سے میل جول رکھنا کیسے ٹھیک ہوگا اور سلف کے علما مثل حسن بصری اور سفیان ثوری اور ابن مبارک اور فضیل بن عیاض اور ابراہیم بن ادہم اور یوسف بن اسباط دنیا کے علما یعنے مکہ اور شام وغیرہ کے عالمون مین دو عیب بتایا کرتے تھے یا دنیا کا مائل ہونا یا سلاطین سے ملنا اور ایک علامت علماے آخرت کی یہ ہے کہ فتوٰی دینے مین جلدی نہ کرے بلکہ جبتک اُس سے بچے رہنے کی سبیل معلوم ہو تب تک توقف اور احتراز ہی کرے پس اگر ایسا مسئلہ کوئی پوچھے جسکو قرآن یا قطعی حدیث یا اجماع یا قیاس ظاہر سے یقیناً جانتا ہو تب تو حکم تبلادے اور اگر ایسا مسئلہ پوچھے جسمین شک ہو تو کہدے کہ مجھے معلوم نہین اور اگر ایسا مسئلہ پوچھے جسکا حکم غالباً اپنے اجتہاد اور تخمین سے اُسکو صحیح معلوم ہے تو اُس مین احتیاط کرے اور دوسرے پر حوالہ کردے کہ اُس سے پوچھ لو اگر دوسرا ٹھیک بتا سکتا ہو احتیاط کا مرتبہ یہی ہے اسلیے کہ اجتہاد کا خطر اپنی گردن پر رکھنا بہت بڑا ہے اور حدیث مین وارد ہے العلم ثلثہ کتاب ناطق وسنۃ قائمۃ ولا ادری شعبیؒ کہتے ہین کہ لا ادری نصف علم ہے اور جو شخص ایسے موقع مین کہ نہ جانتا ہو خداے تعالیٰ کے واسطے چپ رہ جاوے تو اُسکو اُس شخص سے ثواب کم نہوگا جو راست راست جواب بتا دے اسلیے کہ نہ جاننے کا اقرار کرنا نفس پر نہایت سخت ہے غرض کہ عادت اصحابؓ اور اکابر کی اسطرح تھی حضرت ابن عمرؓ کا دستور تھا کہ جب کوئی فتوی پوچھتا تو فرماتے کہ اُس حاکم کے پاس جاؤ جو لوگون کے امر کا کفیل بن رہا ہے اور اس مسئلہ کو اُسکی گردن پر رکھ دو۔ اور حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہین کہ جو شخص لوگون کو ہر ایک مسئلہ مین فتوی دے وہ بیشک مجنون ہے اور فرمایا کہ علم کی سپر لا ادری ہے اگر آدمی اُسکو چوک جاوے تو پھر اُسکی خیر نہین۔ اور ابراہیم بن ادہمؒ فرماتے ہین کہ شیطان پر اس عالم سے زیادہ سخت کوئی نہین جو علم ہی سے بولے اور علم ہی کے ساتھ سکوت کرے شیطان کہتا ہے کہ اُس شخص کو دیکھو کہ اُسکے بولنے سے اُسکا چپکا رہنا مجھ پر بہت بھاری ہے۔ اور بعض اکابر نے ابدال کی صفت کی ہے کہ اُنکی غذا فاقہ ہے اور کلام ضرورت یعنی جبتک اُنسے کوئی کچھ نہ پوچھے تب تک نہین بولتے اور جب کوئی کچھ پوچھتا ہے اور ایسا شخص دیکھتے ہین کہ وہ بتا دیگا تو چپ رہتے ہین اور اگر مجبور ہی ہوتے ہین تو خود جواب دیتے ہین اور یہ لوگ سوال سے پہلے بولنے کو تقریر کی خفیہ خواہش مین شمار کیا کرتے تھے۔ اور حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ ایک شخص پر گذرے کہ وہ لوگون کے سامنے کچھ تقریر کر رہا تھا ارشاد فرمایا کہ یہ یون کہتا ہے کہ مجھے جان لو۔ اور بعض اکابر کا قول ہے کہ عالم وہ ہے کہ جب کسی مسئلہ کو اُس سے دریافت کیا جاوے تو اُسے یہ معلوم ہو کہ گویا میری ڈاڑھ نکالی جاتی ہے۔ اور حضرت ابن عمرؓ فرمایا کرتے کہ تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ ہمکو پل بناؤ اور ہمپر سے دوزخ کی طرف عبور کرو۔ اور ابو حفص نیشاپوری فرماتے ہین کہ عالم وہ ہے کہ سوال کے وقت اس بات سے ڈرے کہ قیامت کو کہین یہ پوچھ نہو کہ کہان سے جواب دیا تھا۔ اور ابراہیم تیمی سے اگر کوئی مسئلہ پوچھتا تو روتے اور فرماتے کہ تمکو کوئی دوسرا نہ ملا کہ مجھ پر چڑھائی کی۔ اور ابو العالیہ ریاحی اور ابراہیم نخعی اور ابراہیم ادہم اور سفیان ثوری رحمہم اللہ دو یا تین شخصون کے سامنے کچھ بیان کیا کرتے اور جب لوگ زیادہ ہو جاتے تو رک جاتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین ما ادری اعزیر نبی ام لا وما ادری اتبع ملعون ام لا وما ادری ذوالقرنین نبی ام لا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ سب جگھون مین بہتر کون سی ہے اور بدتر کون سی آپ نے فرمایا کہ مجکو معلوم نہین یہانتک کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے آپنے اُنسے دریافت کیا اُنھون نے عرض کیا کہ مجھے معلوم نہین حتی کہ خداے تعالیٰ نے اُنکو جتایا کہ سب جگھون مین بہتر مسجدین ہین اور سب مین بدتر بازار ہین۔ اور حضرت ابن عمرؓ سے اگر کوئی دس مسئلے پوچھتا تھا تو آپ ایک کا جواب دیتے تھے اور نو کے جواب مین سکوت کرتے تھے۔ اور حضرت ابن عباسؓ نو کا جواب دیتے تھے اور ایک کے جواب سے خاموش رہتے تھے اور فقہاے سلف مین ایسے لوگ بہت تھے جو یہ کہدیتے تھے کہ مین نہین جانتا اور جانتا ہون کہنے والے کم تھے سفیان ثوری اور مالک بن انس اور احمد بن حنبل اور فضیل بن عیاض اور بشر بن حارث سب ایسے ہی تھے کہ لا ادری اکثر کہتے تھے اور عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کہتے ہین کہ مین نے اس مسجد مین ایک سو بیس صحابہؓ دیکھے

وہ سب ایسے ہی ہلے تھے کہ جب کسی سے کوئی فتوی پوچھا جاتا یا حدیث پوچھی جاتی تو یہی چاہتا کہ کوئی دوسرا بھائی اس سوال سے ہمین بچاوے۔ اور ایک روایت اُنسے یون ہی کہ جب کوئی سوال اُنین سے کسی پر پیش ہوتا تو وہ اُسکو دوسرے کے پاس بھیجتے اور وہ تیسرے کے پاس یہانتک کہ ہوتے ہوتے پھر اول کے پاس آجاتا۔ اور مروی ہی کہ اصحاب صفہ مین کسی کے پاس ایک سری بھنی ہوئی بطور ہدیہ آئی اور وہ سب اُسوقت بہت عسرت سے بسر کرتے تھے انھون نے دوسرے کو ہدیہ کردی اور دوسرے نے تیسرے کو اسی طرح رفتہ رفتہ پھر اول صحابیؓ کے پاس آگئی۔ تو اب تامل کرو کہ فی زماننا علما کا معاملہ کیسا الٹا ہو گیا کہ جس چیز سے پہلے لوگ بھاگتے تھے وہ اب مطلوب ہو گئی اور جو مطلوب تھی اُس سے نفرت کرنے لگے اور فتوی دینے کی کفالت سے بچنے کی خوبی اس حدیث سے بھی معلوم ہوتی ہی جو بعض اکابر نے مرفوع بیان کی ہی کہ لوگون کو فتوی نہ دین مگر تین آدمی امیر یا مامور یا متکلف۔ اور بعض اکابر فرماتے ہین کہ صحابہؓ چار چیزون کو ایک دوسرے پر ٹالا کرتے تھے اولؔ امامت دومؔ وصیت سومؔ امانت چہارمؔ فتوی۔ اور بعض یہ فرماتے ہین کہ جسکو علم کم ہوتا تھا وہ تو جلد فتوی دینے کو تیار ہو جاتا تھا اور جو زیادہ پرہیزگار ہوتا تھا وہ فتوی کو سب سے زیادہ دوسرے پر ٹالتا تھا اور صحابہؓ اور تابعین کا شغل پانچ چیزون مین تھا قرآن کی تلاوت مسجدون کی آبادی اللہ تعالی کا ذکر اچھی بات کا امر کرنا بری بات سے منع کرنا اور اُسکی وجہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا کہ آپنے فرمایا کل کلام ابن آدم علیہ لا لہ الا ثلثة امر بمعروف او نہی عن منکر او ذکر اللہ تعالی اور اللہ تعالی فرماتا ہی لاخیر فی کثیر من نجوٰھم الا من امر بصدقة او معروف او اصلاح بین الناس الآیة اور بعض علمانے کسی کو اجتہاد کرنے والون اور فتوی دینے والون مین سے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ تم جو فتوی دیا کرتے تھے اور قیاس کیا کرتے تھے اسکا کیا حال پایا اُسنے ناک چڑھائی اور مُنھ پھیر لیا اور کہا کہ ہمنے اُسکو کچھ نہ پایا اور اُسکا انجام ہمکو اچھا نہ معلوم ہوا۔ اور ابن حصین کہتے ہین کہ عالم ایسے سوال کا جواب کہدیتے ہین کہ اگر وہ حضرت عمرؓ کے سامنے پیش ہوتا تو اُسکے لیے تمام اہل بدر کو جمع کرتے۔ غرضکہ سکوت کرنا ہمیشہ سے اہل علم کا قاعدہ رہا ہی بدون ضرورت ہرگز نہ کہتے تھے۔ اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ جب تم کسی کو دیکھو کہ خاموشی اور زہد اُسکو عنایت ہوا ہی تو اُس سے قریب ہو کہ اُسکو حکمت تعلیم کیجاتی ہی۔ اور بعض اکابر کہتے ہین کہ عالم دو ہین ایک عوام کا عالم وہ تو مفتی ہی یہ لوگ بادشاہون کے مصاحب ہوتے ہین اور ایک خواص کا عالم وہ توحید اور دل کے اعمال کا عالم ہی ایسے لوگ متفرق اور تنہا رہتے ہین۔ اور اول مشہور تھا کہ امام احمد بن حنبل مثل دجلے کے ہین کہ ہر شخص اُسمین سے چلو بھر لیتا ہی اور بشر بن حارث مثل میٹھے کنوین اوپر سے ڈھکے ہوئے کے ہین کہ اُسپر ایک ایک ہی شخص قصد کرتا ہی اور پہلے یون کہا کرتے تھے کہ فلان شخص عالم ہی اور فلان متکلم اور فلان کو کلام مین زیادہ دستگاہ ہی اور فلان علم مین زیادہ ہی۔ اور ابو سلیمانؒ فرماتے ہین کہ کلام کی نسبت کر معرفت سکوت سے زیادہ قریب ہی۔ اور بعض نے فرمایا کہ جب علم بہت ہوتا ہی تو کلام کم ہو جاتا ہی اور جب کلام زیادہ ہوتا ہی تو علم کم ہو جاتا ہی۔ اور حضرت سلمان فارسیؓ نے حضرت ابو دردا‌ؓ کو ایک خط لکھا اور اُن دونون مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھائی چارہ کر دیا تھا چنانچہ بخاری مین ابو جحیفہ سے یہ مضمون روی ہی خط کا مطلب یہ تھا کہ بھائی مین نے سنا ہی کہ تمکو لوگون نے مسند طبابت پر بٹھایا ہی اور مریضون کا علاج کرتے ہو مگر سوچ لو اگر واقع مین تم طبیب ہو تب تو بولنا کہ تمھاری گفتگو شفا ہی اور اگر بتکلف طبیب ہو گئے ہو تو بھائی خدا سے ڈرو مسلمان کو جان سے مت مارو بعد اس خط کے حضرت ابو درداؓ سے کوئی دوا پوچھتا تو توقف کیا کرتے۔ اور حضرت انسؓ سے جب کوئی سوال کرتا تو فرماتے کہ ہمارے آقا امام حسن علیہ السلام سے پوچھو اور حضرت ابن عباسؓ سے اگر کوئی سوال کرتا تو فرماتے کہ جابر ابن زیدؓ سے پوچھو اور حضرت ابن عمر فرماتے کہ سعید بن المسیبؒ سے دریافت کرو۔ اور نقل ہی کہ ایک صحابی نے حضرت حسن بصریؒ کے سامنے بیس حدیثین بیان کین کسی نے اُنکی تفسیر پوچھی انھون نے فرمایا کہ مین بجز روایت کے اور کچھ نہین جانتا پس حضرت حسن بصریؒ نے ایک ایک حدیث کی تفسیر جدا جدا فرمائی لوگون کو اُنکی تفسیر اور یادداشت کی خوبی سے تعجب ہوا صحابیؓ نے ایک مٹھی کنکرون کی اُٹھا کر اُن لوگون کے ماری اور کہا کہ تم مجھسے علمی بات پوچھتے ہو حالانکہ یہ عالم تمھارے یہان موجود ہی اور ایک علامت علماے آخرت کی یہ ہی کہ علم باطن کے سیکھنے کا اور دل کی نگرانی اور طریق آخرت کے پہچاننے اور اُسکے چلنے کا زیادہ اہتمام رکھے اور مجاہدہ و مراقبہ

سے ان امور کی حقیقت معلوم کرنے کی امید صحیح اور سچی کرے اسلیے کہ مجاہدہ سے مشاہدہ اور دل کے علوم کی بارکیبان پیدا ہوتی ہین اور پھر اُنسے دل مین حکمت کے چشمے پھوٹتے ہین اور کتابین اور تعلیم اس باب مین کافی نہین بلکہ اگر آدمی مجاہدہ کرے اور دل کا نگران رہے اور اعمال ظاہری اور باطنی بجالاوے اور اللہ تعالی کے سامنے خلوت مین حضور دل اور فکر صاف سے بیٹھے اور اُسکے ماسوا سے اسی کی طرف منقطع ہو جاوے تب حکمت بے حد وحساب اُسکے دل پر مفتوح ہو کہ کلید الہام اور منبع کشف یہی امور ہین اسلیے کہ بہت سے طالب علم ایسے ہین کہ بہت دنون تک سیکھتے رہے مگر جسقدر سُنا تھا اُس سے ایک لفظ بھی آگے نہ بڑھے اور بہت ایسے ہین کہ ضروری علم پر کفایت کرکے عمل پر اور دل کی نگرانی پر جو جھکے تو اللہ تعالی نے لطیف حکمتین اُنکے لیے ایسی کھولدین جن مین عاقلون کی عقل متحیر ہو جاوے اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ[1] جو شخص عمل کرے بموجب اُسکے جو اُسنے سیکھا دیتا ہی اُسکو اللہ تعالی علم اُس چیز کا کہ اُسنے نہین سیکھی۔ اور بعض پہلی کتابون مین وارد ہی کہ اے بنی اسرائیل یہ مت کہو کہ علم آسمان مین ہی اُسکو زمین پر کون اُتاریگا یا علم زمین کی تہون مین ہی اُسکو اوپر کون چڑھاوے یا علم سمندر پار ہی اُسکو پار کرکے کون لاوے علم تو تمھارے دلون مین رکھا ہوا ہی تم میرے سامنے روحانیون کے سے آداب برتو اور صدیقون کے اخلاق اختیار کرو مین تمھارے دلون مین وہ علم ظاہر کردونگا کہ تمکو ڈھانپ لے۔ اور سہیل بن عبد اللہ تستری فرماتے ہین کہ علما اور عابد اور زاہد سب دنیا سے گئے اور اُنکے دل مقفل رہے بجز صدیقون اور شہیدون کے دلون کے اور کسی کے دل نہ کھلے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو آخر تک۔ اور اگر اہل دل کے دل کا اور اُنکے نور باطن سے علم ظاہر پر حاکم اور غالب نہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد نہ فرماتے کہ[2] اپنے دل سے فتوی لے گو اور لوگ حکم دین اور فتوی لگادین اور ایک حدیث قدسی مین یون ارشاد فرمایا[3] لا یزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ آخر حدیث تک اسلیے کہ بہت سے باریک معنی قرآن مجید کے اسرار کے ایسے شخص کے دل مین آجاتے ہین جو صرف ذکر اور فکر مین لگا رہتا ہی اور وہ معنی تفسیرون مین کہین نہین ہوتے اور نہ بڑے بڑے مفسرون کو معلوم ہون اُسی شخص کو معلوم ہوتے ہین جو بارادہ معرفت اپنے دل کا نگران رہے اور اگر یہ معنی مفسرین کے سامنے پیش کیے جاوین تو وہ بھی اُنکو اچھا بتاوین اور جان لین کہ یہ پرتوہ صاف دلون اور خدا تعالی کے الطاف کا ہی کہ اُسکی طرف ہمتون کے متوجہ کرنے سے حاصل ہوا اور یہی حال مکاشفہ کے علمون اور معاملہ کے علوم کے اسرار اور دلون کے خطرون کی باریکیون کا ہی کیونکہ اُنمین سے ہر ایک علم ایسا دریا ہی جسکی تھاہ نہین معلوم ہوتی ہر ایک طالب اپنی قسمت کے موافق اور جسقدر حسن عمل کی توفیق اُسکو ملتی ہی اُسی قدر اُسمین غوطہ لگاتا ہی اور اُنھین علما کی صفت مین حضرت علی نے ایک بڑی حدیث مین ارشاد فرمایا ہی کہ آدمیون کے دل ظروف ہین اُن سب مین بہتر وہ ہین جنکے اندر خیر زیادہ ہو اور آدمی تین قسم ہین ایک عالم ربانی دوم بطور نجات کے سیکھنے والے سوم بے وقوف سفلے کہ ہر باطل پر بلانے والے کے تابع ہو جاوین جدھر کا جھوکا چلے ادھر ہی کو پھر جاوین ان لوگون نے نہ علم کے نور سے روشنی حاصل کی نہ کسی مضبوط چیز کا سہارا لیا علم مال سے بہتر ہی علم تیری حفاظت کرتا ہی اور تو مال کی حفاظت کرتا ہی علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہی اور مال اُس سے کم ہوتا ہی اور علم کی محبت ایک دین قابل اختیار ہی جس سے زندگی مین طاعت کمائی جاتی ہی اور مرنے کے بعد ذکر خیر علم حاکم ہی اور مال محکوم اور مال کا فائدہ اُسکے جلتے رہنے سے دور ہو جاتا ہی جو لوگ کہ مالدار تھے اور اُنکے جتھے کے جتھے تھے سب مرگئے اور علما زندہ رہین گے جبتک کہ زمانہ باقی ہی پھر آپ نے ایک لنبا سانس لیا اور اپنے سینۂ مبارک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ ہا یہان علم بہت ہی بشرطیکہ اسکے یاد کرنے والے مجکو ملین بلکہ مین تو طالب مامون نہین پاتا یا تو ایسا پاتا ہون کہ دین کے آلہ کو دنیا کی طلب مین استعمال کرتا ہی اور اللہ تعالی نعمتون سے اُسکے اولیا پر تکبر کرتا ہی اور اُسکی حجت سے اُسکی مخلوق پر بڑائی چاہتا ہی یا ایسا پاتا ہون کہ اہل حق کا مطیع و منقاد تو ہی مگر اول ہی شبہہ سے اُسکے دل مین شک جم جاتا ہی آگاہ رہو کہ باطن کے بوجھ نہ یہ رکھتا ہی نہ وہ بلکہ لذات کے حریص اور طلب شہوات کے بندے اور خدمتگار ہین یا مال کے جمع کرنے اور رکھ چھوڑنے کے فریفتہ اور اپنی خواہش کے فرمان بردار نہایت

[1] ابو نعیم بروایت انس بسند ضعیف ۱۲
[2] احمد بروایت وابصہ ... دوسری فصل مین گذری ۱۲
[3] بندہ میری طرف ہمیشہ نوافل سے تقرب کرتا رہتا ہی یہانتک کہ مین اسکو دوست رکھتا ہون اور جب اسکو محبت کرنے لگتا ہون تو اسکا کان ہوجاتا ہون جس سے وہ سنتا ہی ۱۲ بخاری بروایت ابی ہریرہ ۱۲

قریب مشابہت اُن دونون کو چرنے والے چوپایون سے ہی الٰہی جب علم کے یاد کرنے والے مرجاوینگے تو کب علم یون جاتا رہیگا نہین بلکہ
زمین ایسے لوگون سے خالی نہوگی جو اللہ تعالیٰ کی حجت اُسی کے واسطے قائم کرین یا تو ظاہر اور علانیہ ہونگے یا چھپے ہوے مغلوب تاکہ اللہ تعالیٰ
کی حجتین اور دلیلین بیکار نہ رہین اور یہ لوگ کتنے ہین اور کہان ہین یہ لوگ شمار مین کم اور قدر مین اعظم ہین اُنکے وجود ظاہر مین مفقود اور اُنکی
تصویرین دلون مین موجود ہین اللہ تعالیٰ اُنکے سبب سے اپنی حجتون کی حفاظت کرتا ہی تاکہ وے اُن حجتون کو اپنے جی سے لوگون کے
حوالہ کرین اور اُنکے دلون مین اُنکو بو دین علم نے اُنکو حقیقت امر پر پہونچا دیا تو یقین کی روح سے جا ملے اور جس بات کو دولتمند مشکل جانتے تھے
اُسکو اُنھون نے سہل پایا اور جس امر سے غافلون کو وحشت تھی اُس سے اُنھون نے دل بہلایا دنیا مین ایسے بدنون سے جنکی روحین محل
اعلیٰ سے وابستہ رہین یہ لوگ خداے تعالیٰ کی مخلوقون مین سے اُسکے اولیا اور امین ہین اور اُسکے دین کی طرف بلانے والے اور اُسکی زمین
کے سلاطین پھر آپ روئے اور فرمایا کہ مجکو اُنکے دیدار کا بہت بڑا اشتیاق ہی پس یہ مضمون جو آپ نے آخر کو ذکر فرمایا علماے آخرت کا وصف
ہی اور وہی علم ہی جو اکثر عمل سے اور کثرت مجاہدہ سے حاصل ہوتا ہی اور ایک علامت علماے آخرت کی یہ ہی کہ یقین کے قوی کرنے
مین اُسکی توجہ بہت ہو اسلیے کہ یقین دین کا راس المال ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ الیقین الایمان کلہ یعنے یقین ایمان
کامل ہی تو علم یقین کا سیکھنا ضروری ہوا یعنے اسکی ابتدا سیکھے پھر دل کو اُسکا طریق خود ظاہر ہوجاویگا اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ یقین کو سیکھو اُسکے معنے یہ ہین کہ یقین والون کے پاس بیٹھو اور اُنسے علم یقین کو سنو اور اُنکی پیروی پر مداومت کرو تاکہ تمھارا یقین
قوی ہوجاوے جیسا اُنکا قوی ہوگیا اسلیے کہ تھوڑا سا یقین بہت سے عمل سے بہتر ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب بیان کیا گیا
کہ آدمی کا یقین اچھا ہی اور گناہ بہت کرتا ہی اور ایک شخص عبادت مین محنت کرتا ہی اور یقین کم ہی تو آپ نے فرمایا کہ کوئی آدمی ایسا نہین جو گناہ
نہ رکھتا ہو لیکن جسکی سرشت عقل ہی اور عادت یقین اُسکو گناہ ضرر نہین کرتے اسلیے کہ جب گناہ کرتا ہی تو توبہ اور استغفار کرتا ہی اور پشیمان
ہوتا ہی اسلیے گناہون کا کفارہ ہوجاتا ہی اور کچھ زیادتی بچ جاتی ہی جس سے وہ جنت مین جاتا ہی اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جو چیز تمکو کم دی گئی وہ یقین اور عزیمت صبر ہی اور جسکو ان دونون مین سے بہرہ ملا اُسکو پروا نہین اگر شب بیداری اور دن کے روزے
اُسکو نہ ملین سا اور لقمان نے اپنے بیٹے کو جو نصیحت کی ہی اُسمین یہ بھی ہی کہ بیٹا عمل کی استطاعت بدون یقین کے نہین ہوتی اور آدمی اُتنا ہی
کرتا ہی جتنا اُسکو یقین ہوتا ہی اور عامل کا یقین جبتک کم نہین ہوتا ہی تب تک وہ عمل مین کوتاہی نہین کرتا۔ اور یحیی بن معاذ فرماتے ہین کہ توحید
کا ایک نور ہی اور شرک کی آگ ہی تو شرک کی آگ سے جتنی نیکیان مشرکون کی جلتی ہین اُس سے زیادہ توحید کے نور سے موحدون کی برائیان جھلس
جاتی ہین اور نور سے مراد اُنکی یقین ہی اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید مین چند جا موقنین کے ذکر سے اشارہ فرمایا ہی کہ یقین خیرات اور سعادت
کا ذریعہ ہی اب اگر یہ کہو کہ یقین کے معنے کیا ہین اور اُسکے قوی اور ضعیف ہونے سے کیا مراد ہی تاکہ اول اُسکو سمجھ لین پھر اُسکی طلب مین
مشغول ہون کیونکہ جبتک اُسکی صورت سمجھ مین نہ آویگی اُسکی طلب ممکن نہین تو اُسکا جواب یہ ہی کہ یقین ایک لفظ مشترک ہی دو فریق اُسکو دو معنی
مختلف مین بولتے ہین اول اصطلاح مناظرہ والے اور اہل کلام کی ہی کہ شک کے نہونے کو یقین کہتے ہین اسلیے کہ نفس جو کسی چیز کی
تصدیق کرتا ہی اُسکے چار مقامات ہین ایک یہ کہ تصدیق اور تکذیب برابر ہون اُسکو تو شک کہتے ہین مثلاً اگر تمسے کسی خاص شخص کی نسبت
دریافت کیا جاوے کہ خدا تعالیٰ اُسکو عذاب کریگا یا نہین اور اُسکا حال تمکو معلوم نہین تو تمھارا نفس اثبات اور نفی مین سے کسی طرف
میل نہ کریگا اور کچھ حکم نہ لگاوگے بلکہ دونون باتین تمھارے نزدیک ہو سکتی ہین برابر ہونگی تو اُسکو تو شک کہتے ہین دوسرے یہ کہ تمھارا
نفس دونون باتون مین سے ایک طرف کو مائل ہو اور یہ بھی جانتے ہو کہ دوسری بھی ہو سکتی ہی مگر اُسکا ہوسکنا ایسا ہی کہ وہ اول کی
ترجیح کا مانع نہین مثلاً جس شخص کو تم نیکبخت اور متقی جانتے ہو اگر اُسکا حال تمسے پوچھا جاوے کہ یہ اگر اسی حالت پر مرجاوے تو عذاب ہوگا یا نہین

تو تمھارا دل اُسکے عذاب نہ ہونے پر زیادہ مائل ہوگا بہ نسبت عذاب ہونے کے اسلیے کہ نیکبختی کی علامتین ظاہر ہین اور باوجود اسکے تم اسکے باطن مین کوئی امر عذاب کے ہونیکا موجب تجویز کر سکتے ہو تو یہ تجویز اول میل کے ساتھ ہو مگر اُسکی ترجیح کی مانع نہین اس حالت کا نام ظن ہی تیسری یہ کہ نفس کسی چیز کی تصدیق کی طرف اس طرح مائل ہو کہ وہ تصدیق نفس پر چھا جاوے اور اُسکا خلاف دل مین نہ گذرے اور اگر گذرے تو نفس اسکے قبول کرنے سے انکار کرے مگر یہ تصدیق معرفت واقعی کے ساتھ نہو یعنے اگر اس حال والا اُس امر مین خوب تامل کرے اور شک ڈالے اور تجویز کو سنے تو اُسکے نفس مین گنجایش اس شبہہ کے ممکن ہونے کی ہو جاوے اس حال کو اعتقاد قریب یقین کے کہتے ہین جیسے عوام کا اعتقاد تمام امور شرعیہ مین ہی کہ صرف سننے کی جہت سے اُنکے دلون مین جم گیا ہی یہانتک کہ ہر فرقہ اپنے مذہب کے صحیح ہونے کا اعتقاد کرتا ہی اور اپنے امام اور پیشوا کو جانتا ہی کہ وہی ٹھیک کہتے ہین اور اگر کوئی اُنکے سامنے بیان کرے کہ تمھارے امام سے خطا بھی ہو سکتی ہی تو اس بات کو قبول نہ کرینگے چوتھی تصدیق اور معرفت حقیقی ہی جو دلیل سے حاصل ہوتی ہی کہ جسمین نہ خود شک ہو نہ دوسرے کا شک مین ڈالنا متصور ہو تو جب اُسمین شک کا ہونا اور ہو سکنا دونون نہ ہووین وہ اہل مناظرہ اور کلام کے نزدیک یقین کہلاتا ہی اور اُسکی مثال یہ ہی کہ مثلاً اگر کسی عاقل سے کہا جاوے کہ عالم مین کوئی چیز موجود ایسی بھی ہی جو قدیم ہو تو وہ بالبداہت یعنی فوراً اُسکی تصدیق نہین کر سکتا اسلیے کہ قدیم محسوس چیز نہین نہ آفتاب اور چاند جیسے ہی کہ اُسکے وجود کی تصدیق آنکھ کی حس سے ہوتی ہی اور کسی چیز قدیم ازلی کا جاننا بدیہی اور اولی نہین کہ بلا تامل کہدیا جاوے جیسے یون جاننا کہ دو زیادہ ہین ایک سے بلکہ ایسا بھی نہین جیسا اس جملہ کو جاننا کہ کسی حادث کا وجود بدون سبب کے محال ہی کہ اس جملہ کا علم بھی بدیہی ہی کچھ تامل کا محتاج نہین اس سے معلوم ہوا کہ عقل کی طبیعت کا اقتضا یہ ہی کہ قدیم کے وجود کی تصدیق بداہت کے طور پر کرنے مین توقف کرے پھر اُسمین بعض لوگ تو ایسے ہین کہ اس بات کو سنکر ایسی تصدیق پکی کرتے ہین کہ اُسی پر چلے جاتے ہین تو اس قسم کی تصدیق تو اعتقاد ہی اور یہ سب عوام کا حال ہی اور بعض لوگ ایسے ہین کہ وہ قدیم کے وجود کو دلیل سے تصدیق کرتے ہین شلاً یون کہا جاوے کہ اگر کوئی قدیم موجود نہو تو سب موجودات حادث رہینگے اور جب سب حادث ہونگے تو یا کل بلا سبب حادث ہونگے یا ایک بلا سبب حادث ہوگا اور یہ محال ہی تو جس بات سے محال لازم آوے وہ خود محال ہی اس دلیل سے عقل مین کسی قدیم کے موجود ہونے کی تصدیق یقینا لازم آویگی اسلیے کہ موجودات تین قسم ہو سکتے ہین یا کل قدیم ہون یا کل حادث یا بعض قدیم ہون اور بعض حادث اگر سب قدیم ہون تو مطلب حاصل ہی اسلیے کہ قدیم کا وجود ثابت ہو گیا ہوا اور اگر کل حادث ہون تو محال ہی کیونکہ اس سے بدون سبب کے حادث کا وجود لازم آتا ہی تو تیسری قسم خواہ اول قسم ثابت ہوگی اور وہی مطلوب ہی اور جو علم کہ اس طرح پر حاصل ہوتا ہی وہ ان لوگون کے نزدیک یقین کہلاتا ہی خواہ دلیل سے ہو جیسا ہمنے ذکر کیا خواہ حس سے یا عقل کی سرشت سے ہو جیسے حادث کے بدون سبب محال ہونے کا علم ہی یا متواتر سننے سے جیسے کہ مکے موجود ہونے کا علم ہی یا امتحان کرنے سے جیسے اس بات جاننا کہ محمودہ جوش دادہ دست آور ہی غرضکہ اہل مناظرہ کے نزدیک یقین کے بولنے کی شرط شک کا نہونا ہی تو جس علم مین شک نہوگا وہ اُنکے نزدیک یقین کہلاویگا اور اس اصطلاح کے بموجب یقین کو قوی اور ضعیف نہین کہہ سکتے اسلیے کہ شک کے نہونے مین کچھ فرق قوت وضعف کا نہین کہ اُسکے بموجب یقین مین بھی قوت وضعف ہو۔ دوسری اصطلاح فقیہون اور اہل تصوف اور اکثر علما کی ہی اس اصطلاح کے بموجب یقین وہ ہی کہ اُین لحاظ ہو سکے اور شک کا نہ کیا جاوے بلکہ اسکا دل پر استیلا اور غلبہ دیکھا جاوے تاکہ یون کہہ سکین کہ فلان شخص کا یقین موت پر ضعیف ہی باوجویکہ موت مین وہ شک نہین جانتا یا یہ کہ فلان شخص کا یقین روزی پہونچنے پر قوی ہی حالانکہ ہو سکتا ہی کہ بعض اوقات اسکو روزی نہ ملے حاصل یہ کہ جب نفس کسی چیز کی تصدیق پر مائل ہو اور یہ تصدیق دل پر اس طرح غالب اور مستولی ہو جاوے کہ نفس مین تصرف اور حکم اُسی کا ہو اور اُسی کی جہت سے رغبت اچھی چیز کی اور امتناع بری چیز سے ہو تو اس حالت کو یقین کہتے ہین اب ظاہر ہی کہ موت کے باب مین سب لوگون کو پہلی اصطلاح کے بموجب یقین برابر ہی یعنے اُسمین کسی طرح کا شک

کسی کو نہین مگر دوسری اصطلاح کے بموجب یقین سبکو نہین ہی اسلیے کہ بعض لوگ ایسے ہین کہ وہ موت کی طرف کبھی دھیان ہی نہین کرتے
اور نہ اسکی تیاری کرین گویا انکو اسکا یقین نہین اور بعضون کے دل پر یہ یقین ایسا چھایا ہی کہ اپنی تمام ہمت کو اسی کی تیاری مین مستغرق کر رکھا ہی
اور دوسری چیز کی اسمین گنجائش ہی نہین رکھی تو اس جیسی حالت کو یقین کا قوی ہونا بولتے ہین اور اسی جہت سے بعضون نے کہا ہی کہ جس
یقین مین شک نہو اور وہ مشابہ ہوجاوے ایسے شک کے جسمین یقین نہو موت کے سوا دوسرا مجھے معلوم نہین ہوتا اور اس اصطلاح کے
بموجب یقین کی صفت قوت اور ضعف کے ساتھ ہو سکتی ہی۔ اور ہمنے جو علامت علماے آخرت کی یہ لکھی کہ انکی توجہ یقین کے پختہ اور
قوی کرنے کی طرف ہو تو ہماری غرض اس یقین سے ہی جو دونون اصطلاحون کے موافق ہو یعنے اول تو شک کا دور ہونا پھر نفس پر یقین کا
مسلط ہونا اسطرح کہ غلبہ اور حکم نفس پر اور تصرف اسکے اندر یقین ہی کا ہوجاوے اور جب تم یہ معلوم کر چکے تو اب تمکو اس قول کی غرض معلوم
ہو جاویگی کہ یقین تین قسمون پر منقسم ہوتا ہی اول اسکا قوی اور ضعیف ہونا دوم زیادہ اور کم ہونا سوم پوشیدہ اور ظاہر ہونا یعنی قوی اور ضعیف
ہونا بموجب دوسری اصطلاح کے ہی کہ دل پر استیلا اور غلبہ اسکا کیسا ہی اور قوت اور ضعف مین یقین کے معانی کے درجے بے انتہا ہین اور موت
کی تیاری مین خلق بھی انھین یقین کے معنون کے فرق کے بموجب مختلف ہی اور یقین کی پوشیدگی اور ظہور مین بھی انکار نہین ہو سکتا نہ تو اصطلاح
دوم کے بموجب اور نہ اول اصطلاح کے موافق مثلاً تمکو جو تصدیق مکہ اور فدک کے موجود ہونے کی ہی اور حضرت موسیٰ اور یوشع علیہما السلام کے
وجود کا یقین ہی باوجودیکہ تمکو ان دونون تصدیقون مین شک نہین اسی لیے کہ منشا دونون کا خبر متواتر ہی مگر اول تصدیق کو تم اپنے دل مین روشن
اور ظاہر پاتے ہو بہ نسبت دوسری کے اسی لیے کہ سبب اول مین قوی تر ہی یعنی بہت سے مخبرون کا ہونا اسی طرح مناظرہ کرنے والا پوشیدگی
اور ظہور کا فرق اپنی نظریات مین دیکھتا ہی جو دلیلون سے معلوم ہوتے ہین کیونکہ جو بات ایک دلیل سے واضح ہوگی وہ اتنی ظاہر نہ ہوگی جو بہت سی
دلیلون سے واضح ہوگی باوجودیکہ شک کے نہ ہونے مین دونون برابر ہین اور اس فرق کو کبھی اہل کلام انکار کرتے ہین جو علم کو کتابون اور سننے
سے حاصل کرتے ہین اور اپنے نفس کے ادراک پر غور نہین کرتے کہ ہر حال مین متفاوت رہتا ہی۔ اور یقین کی کمی اور زیادتی متعلقات کی
کمی بیشی سے ہوتی ہی جیسے کہتے ہین کہ فلان شخص اس سے علم مین زیادہ ہی یعنے اسکی معلومات زیادہ ہین اور اسی وجہ سے کبھی عالم تمام
شرع کی باتون پر یقین قوی رکھتا ہی اور کبھی بعض باتون مین قوی الیقین ہوا کرتا ہی۔ اب اگر یہ کہو کہ ہمنے یقین کی قوت اور ضعف اور قلت
اور کثرت اور پوشیدگی اور ظہور کے معنے بموجب اصطلاح اول یعنے نفی شک کے اور بموجب اصطلاح ثانی یعنے دل پر استیلا ہونے کے
تو سمجھ لیے مگر متعلقات یقین کے معنے کیا ہین اور یقین کے محل کون سے ہین اور کن چیزون مین یقین مطلوب ہوتا ہی کہ ہمکو جبتک یہ معلوم
نہو کہ یقین کونسی چیزون مین مطلوب ہوتا ہی تو ہم اسکی طلب کیسے کر سکینگے تو اسکا جواب یہ ہی کہ یقین کی محل وہ چیزین ہین جو انبیا علیہم
السلام اول سے آخر تک لاے ہین اسلیے کہ یقین ایک معرفت مخصوص کا نام ہی اور اسکے متعلق وہ معلومات ہین جنکو شریعتین لائی ہین تو اس
سے معلوم ہوتا ہی کہ انکے شمار کرنے کی ہوس نہین ہو سکتی مگر ہم انمین سے بعض بتائے دیتے ہین جو یقین کے محلون کی اصل ہین مثلاً انہین
سے ایک توحید ہی یعنے تمام اشیا کو مسبب الاسباب سے سمجھنا اور درمیانی وسیلون پر التفات نہ کرنا بلکہ وسیلون کو اسکا فرمان بردار سمجھنا اور
انکا اثر کچھ نہ جاننا تو جو شخص ان امور کی تصدیق کریگا وہ موحد ہوگا پھر اگر تصدیق کے ساتھ دل مین سے شک بھی دور ہوجاویگا تب تو پہلی
اصطلاح کے بموجب موقن ہوگا اور اگر ایمان کے ساتھ تصدیق اس طرح غالب ہوجاویگی کہ درمیانی چیزون پر غصہ ہونا اور انسے راضی ہونا
اور انکا مشکور ہونا دل سے دور ہوجاوے اور انکو اپنے دل مین ایسا سمجھے جیسے قلم اور ہاتھ انعام کے فرمان لکھنے والے کی نسبت کرین
کہ وہ قلم اور ہاتھ کا نہ مشکور ہوا اور نہ انپر غصہ کرے بلکہ انکو آلہ اور مسخر منعم کا جانا کرتا ہی تو اس صورت مین دوسری اصطلاح کے موافق اہل یقین
ہوگا اور یہ یقین اشرف ہی اور پہلے یقین کا ثمرہ اور فائدہ اور روح ہی اور جب آدمی کے نزدیک ثابت ہوجاوے کہ آفتاب اور چاند اور ستارے

اور جمادات اور نباتات اور حیوانات اور تمام مخلوق خدا تعالی کے امر کی اس طرح مسخر ہین جیسے قلم کاتب کے ہاتھ مین اور قدرت ازلی ہی سب کی مصدر ہی تو اُسکے دل پر توکل اور رضا اور تسلیم کا غلبہ مستولی ہو جاویگا اور غضب اور کینہ اور حسد اور بدخلقی سے بری اور پاک ہو جاویگا ایک محل یقین کا تو یہ ہوا دوسرا یہ ہی کہ اللہ تعالی نے جو رزق کی کفالت فرمائی ہی اس آیت مین ف۱ وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا اُسپر اعتماد اور یقین کرے کہ یہ رزق ضرور پہونچیگا اور جو کچھ میری قسمت مین ہی وہ میرے پاس بھیج دیا جاویگا اور جب یہ بات دل پر غالب ہو جاویگی تو طلب رزق شرعی طور پر کریگا اور جو چیز اس سے فوت ہو جاویگی اُسپر افسوس نہ کریگا نہ حرص وطمع کا دامن دراز کریگا اور اس یقین سے بھی کچھ طاعات اور عمدہ اخلاق ظاہر ہونگے تیسرا یہ کہ دل پر مضمون اس آیت کا غالب ہو ف۲ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ یعنی ثواب اور عذاب کا یقین ہو یہانتک کہ یہ سمجھے کہ طاعات کو ثواب سے ایسی نسبت ہی جیسے روٹی کو ہی پیٹ بھرنے سے اور گناہون کو عذاب سے وہ علاقہ ہی جیسے زہرون اور سانپون کو ہی ہلاک کرنے سے تو جیسے شکم سیری کے لیے روٹی حاصل کرنے کا حریص ہوتا ہی اور تھوڑی بہت کتنی ہی ہو اُسکی حفاظت کیا کرتا ہی اسی طرح طاعتون کا حریص ہو اور تھوڑی بہت سب کو بجالانے کا مشتاق ہو اور جس طرح زہر قلیل اور کثیر سے اجتناب کرتا ہی اسی طرح گناہون ادنی اور اعلی اور تھوڑے بہت سے اجتناب کرے اس امر مین یقین بموجب اصطلاح اول کے تو اکثر ایمانداروں کو ہوتا ہی مگر اصطلاح ثانی کے موافق خاص مقرب شخصون کو ہوا کرتا ہی اور اس یقین کا ثمرہ یہ ہوتا ہی کہ آدمی اپنے حرکات اور سکنات اور خطرون کو دیکھتا رہتا ہی اور تقوی مین اور ہر قسم کی بُرائی سے بچنے مین مبالغہ کرتا ہی اور جسقدر یہ یقین غالب ہوگا اسی قدر گناہون سے احتراز اور طاعات کے لیے تیاری زیادہ ہوگی چوتھے یہ کہ یقین کرے کہ اللہ تعالی میرے ہر حال مین مجھپر مطلع ہی اور میرے دل کے وسوسون اور خفیہ خطرون اور فکرون کو دیکھتا ہی اس بات کا یقین بموجب اصطلاح اول کے تو ہر ایماندار کو ہوتا ہی یعنی کسی کو اس امر مین شک نہین مگر دوسری اصطلاح کے بموجب اسکا یقین کمیاب ہی اور وہی مقصود ہی البتہ صدیقون کو اس مرتبے کا یقین ہوا کرتا ہی اور اس یقین کا ثمرہ یہ ہی کہ انسان تنہائی مین بھی اپنے سب کامون مین ادب سے رہتا ہی جیسے کوئی شخص کسی بڑے بادشاہ کی نظرون کے سامنے بیٹھا ہو کہ ہر وقت گردن جھکائے اپنے سب اعمال مین ادب کا لحاظ رکھتا ہی اور ایسی حرکت سے جو مخالف ادب کے ہو احتراز کیا کرتا ہی اسی طرح جب یہ معلوم کرلے کہ اللہ تعالی میرے باطن پر ایسا مطلع ہی جیسا خلق کے لوگ ظاہر پر مطلع ہوتے ہین تو ظاہر کے اعمال اور باطن کی فکر مین یکسان رہنا چاہیے بلکہ باطن کی آبادی اور صفائی اور زینت اور پاکی مین جو خدا تعالی کی نظر مین ہر دم ہی زیادہ مبالغہ کرنا چاہیے بہ نسبت ظاہر کے بناو کے جو لوگون کے لیے کرتے ہین اور یہ مقام یقین کا حیا اور خوف اور انکسار اور ذلت اور سکنت اور خضوع اور کچھ اخلاق عمدہ کا مورث ہوا کرتا ہی اور یہ اخلاق بڑی بڑی طاعتون کے موجب ہوتے ہین۔ حاصل یہ کہ ان امور مین سے کسی امر مین یقین کا حال مثل درخت کے ہی اور یہ اخلاق دل مین مثل شاخون کے ہین جو اُس درخت سے نکلے ہون اور اعمال اور طاعات جو اخلاق سے صادر ہوتے ہین وہ بمنزلہ پھلون اور کلیون کے ہین کہ شاخون سے نکلتی ہین غرضکہ یقین اصل اور اساس ہی اور اُسکے محل اور مقام بہ نسبت مقامات مذکورۂ بالا کے بہت زیادہ ہین چنانچہ عنقریب جلد چہارم منجیات مین انشاء اللہ اُنکا بیان ہوگا یہان لفظ کے معنے سمجھانے کے لیے اس قدر کافی ہی اور ایک علامت علماے آخرت کی یہ ہی کہ غمگین انکسار کے ساتھ سر جھکائے خاموش رہے صورت اور لباس اور سیرت اور حرکت اور سکون اور گفتگو اور خاموشی سب مین خوف کا اثر ظاہر ہو جب اُسکی صورت کوئی دیکھے تو خدا یاد آوے اور ظاہر حال ہی اُسکے عمل کی دلیل ہو جاوے اور مضمون صورت مین حالش مپرس کا مصداق ہو علماے آخرت کی فروتنی اور ذلت اور سکینت اُنکے بشرے ہی سے معلوم ہو جاتی ہی۔ اور بعض اکابر کا قول ہی کہ اللہ تعالی نے بندہ کو کوئی لباس اس سے بہتر نہین پہنایا کہ وقار کے ساتھ فروتنی ہو یہ لباس انبیا علیہم السلام کا ہی اور نیکبخت صدیقون اور علما کی علامت ہی اور گفتگو نیا دم

ف۱ کوئی نہین پانون پر چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہی اُسکی روزی ہی
ف۲ جسنے کی ذرہ بھر بھلائی وہ دیکھ لیگا اور جسنے کی ذرہ بھر برائی وہ دیکھ لیگا ۱۲

کرنی اور خوش تقریری مین پڑا رہنا اور ہنسی مین ڈوبا رہنا اور حرکت اور کلام مین تیزی کرنی یہ سب علامتین شیخی اور خدا تعالی کے عذاب عظیم اور شدت غضب سے بیخوف اور غافل رہنے کی ہین اور اُن دنیاداروں کا طریق ہی جو اللہ تعالی کو بھولے ہین علماے باللہ کا یہ طور نہین ہی اسلیے کہ عالم بموجب قول سہیل تستری کے تین ہین ایک وہ کہ خداے تعالی سے اور اُسکے امر سے واقف ہین مگر اُسکے ایام سے ناواقف یہ وہ لوگ ہین کہ حلال اور حرام کے باب مین حکم کرتے ہین اُس طرح کا علم خوف خدا کا مورث نہین ہوتا اور ایک وہ کہ خدا کو جانتے ہین اور اُسکے امر اور ایام کو نہین جانتے یہ لوگ عوام ایماندار ہین اور ایک وہ کہ خداے تعالی کو بھی جانتے ہین اور اُسکے امر اور ایام سے بھی واقف ہین یہ لوگ صدیق ہین اور خوف اور فروتنی صرف انھین پر غالب ہوتی ہی ایام سے اُنکی مراد اقسام عقوبات پوشیدہ اور باطنی نعمتین جنکو اللہ تعالی پہلے اور پچھلے قرنون پر رحمت فرماتا ہی پس جس شخص کا علم اُن چیزون پر محیط ہوگا اُسکو خوف بھی بڑا ہوگا اور فروتنی بھی ظاہر ہوگی اور حضرت عمرؓ نے فرمایا ہی کہ علم کو سیکھو اور علم کے لیے وقار اور حلم کو سیکھو اور جس شخص سے سیکھتے ہو اُسکے لیے تواضع کرو اور جو شخص تمسے سیکھے اُسکو چاہیے کہ تمسے فروتنی کرے اور علماے جابرت بنو کہ تمھارا علم جہل کی برابر بھی نہو۔ اور کسی نے فرمایا کہ جب اللہ تعالی کسی بندہ کو علم دیتا ہی تو اُسکو علم کے ساتھ حلم اور فروتنی اور خوش خلقی اور نرمی بھی دیتا ہی علم مفید اسی کا نام ہی اور کسی بزرگ کا ارشاد ہی کہ جس شخص کو اللہ تعالی علم اور زہد اور تواضع اور خلق حسن عنایت فرماوے تو وہ متقیون کا امام ہی اور حدیث شریف مین ہی کہ بعض لوگ میری امت مین سے بہتر ایسے ہین کہ ظاہر مین تو خداے تعالی کی رحمت کے وسیع ہونے سے ہنستے ہین اور خفیہ اُسکے عذاب کے خوف سے روتے ہین اُنکے بدن زمین مین ہین اور دل آسمان مین اُنکی جانین دنیا مین ہین اور عقلین عقبی مین وقار کے ساتھ چلتے ہین اور وسیلے سے تقرب اللہ تعالی کا کرتے ہین یعنے جس امر کو باعث تقرب جانتے ہین اُسکو بجالاتے ہین ۔ اور حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا ہی کہ حلم علم کا وزیر ہی اور نرمی اُسکا باپ ہی اور تواضع اُسکا لباس ۔ اور بشر بن حارث کہتے ہین کہ جو شخص علم سے ریاست کا طالب ہو تو اللہ تعالی کا تقرب اُس سے عداوت رکھتا ہی اسلیے کہ وہ آسمان اور زمین مین مبغوض ہی ۔ اور بنی اسرائیل کی حکایات مین مروی ہی کہ ایک حکیم نے تین سو ساٹھ کتابین حکمت مین لکھین یہانتک کہ حکیم نامی ہوا اللہ تعالی نے اُنکے نبی پر وحی بھیجی کہ فلان شخص سے کہدو کہ تونے اپنی نکب سے زمین بھردی اور اُسمین سے کسی چیز سے تونے میری نیت نہین کی اور مین تیری نکب سے کچھ نہین قبول کرتا جب اُس حکیم کو خبر ہوئی تو نادم ہوا اور وہ بات ترک کی اور عوام مین ملگیا اور بازارون مین پھرا اور بنی اسرائل کے ساتھ کھانا پینا اختیار کیا اور اپنے جی مین فروتنی کی پھر اللہ تعالی نے اُنکے نبی پر وحی بھیجی کہ اُس سے کہدو کہ اب تجکو توفیق میری رضامندی کی ملی ۔ اور اوزاعیؒ بلال بن سعد کا حال بیان کرتے ہین کہ وہ کہا کرتے تھے کہ تم مین سے کوئی اگر شحنہ کے سپاہی کو دیکھتا ہی تو خداے تعالی سے اُس سے پناہ مانگتا ہی اور اگر علماے دنیا کو دیکھتا ہی جو اپنی عادتین بناے رکھتے ہین اور ریاست کے شائق ہین تو اُنکو برا نہین سمجھتا حالانکہ سپاہی کی نسبت کر زیادہ مستحق نفرت اور دشمنی کے یہ لوگ ہین ۔ اور مروی ہی کہ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اعمال مین سے افضل کونسا ہی آپ نے فرمایا کہ محرمات سے بچنا اور ہمیشہ خدا کی یاد مین رطب اللسان رہنا پھر کسی نے سوال کیا کہ یارون مین سے کونسا اچھا ہوتا ہی آپنے فرمایا کہ وہ عمدہ ہی کہ جب تم ذکر خدا کرو تو تمھاری مدد کرے اور اگر تم اللہ تعالی کو بھول جاؤ تو تمھین یاد دلاوے پھر پوچھا کہ ساتھیون مین برا کونسا ہی آپ نے فرمایا کہ سب مین برا وہ ساتھی ہی کہ جب تم خدا کو بھولو تو وہ یاد نہ دلاوے اور جب اُسکا ذکر کرو تو مدد نہ کرے پھر پوچھا کہ لوگون مین سے زیادہ عالم کونسا ہی آپ نے فرمایا کہ جو خداے تعالی سے زیادہ خوف رکھتا ہو پوچھا کہ آپ ہمکو ہم مین سے بہتر لوگ ارشاد فرماوین کہ ہم اُنکے پاس بیٹھا کرین آپنے فرمایا کہ ایسے لوگ وہ ہین کہ جب اُنپر نظر پڑے خدا یاد آوے پوچھا کہ سب لوگون مین برے کونسے ہین آپ نے فرمایا کہ الٰہی مین تجھسے مغفرت چاہتا ہون (یہ کلمہ اُنکے شر سے پناہ مین رہنے کے لیے ارشاد فرمایا) لوگون نے مکرر عرض کیا کہ آپ ہمکو بتلا دین

آپ نے فرمایا کہ وہ علما ہین جب بگڑ جاوین - اور ایک حدیث مین آپ نے ارشاد فرمایا ہو کہ قیامت کے دن سب لوگون سے زیادہ امین اسکو ہوگا جو دنیا مین فکر زیادہ کرتا تھا اور سب مین زیادہ آخرت مین وہ ہنسے گا جو دنیا مین سب سے زیادہ رویا ہوگا اور سب سے زیادہ خوش وہ ہوگا جو دنیا مین بہت دنون رنج مین رہا ہوگا - اور حضرت علیؓ نے اپنے ایک خطبے مین ارشاد فرمایا ہو کہ میرا ذمہ ہو اور مین اس بات کا ضامن ہونگا کہ کسی قوم کی زراعت عمل کو تقوی کے ہوتے ہوئے زردی اور تباہی کا نقصان نہین اور نہ کسی کام کی جڑ کو ہدایت کے ہوتے خشکی کا زیان اور لوگون مین سے جاہل تر وہ ہو جو خوف خدا کی قدر نہ جانے اور اللہ تعالی کے نزدیک سب سے برا وہ شخص ہو کہ جو علم کو ہر جگہ سے جمع کر کے فتنہ کی تاریکیون مین چھاپا مارے ایسے ویسے اور رذیل لوگون نے اسکا نام عالم رکھ دیا اور وہ علم مین ایک دن بھی سلامت نہ جیا صبح کو اٹھتے ہی وہ چیز بہت سی لی جسمین سے تھوڑی بہ نسبت بہت کے اچھی ہو یہانتک کہ جب سڑے پانی سے سیراب ہو جاتا ہو اور بے فائدہ امور کی کثرت کرتا ہو تو لوگون کے واسطے مفتی بن بیٹھتا ہو کہ جو امر غیر پر مشتبہ ہو اسکو اس سے خلاص کرے اور جب کوئی مبہم بات اسکے سامنے پیش ہوتی ہو تو اسکے لیے اپنی تجویز سے ایک لغو قیاس بنا لیتا ہو تو وہ شخص شبہون کی تاریکی سے مکڑی کے سے جالے مین ہو یہ نہین جانتا کہ مین چوک گیا یا ٹھیک کہا بہت سی جہالتون کا مرتکب اور بے سمجھے عقلی تکے مارتا ہو جس چیز کو نہین جانتا اسکا عذر نہین کرتا کہ بچ جاوے اور نہ علم کو دانتون سے مضبوط پکڑے کہ غنیمت پاوے خون ناحق اسکے ہاتھون روتے ہین اور اسکے حکم سے زنا حلال ہوتے ہین بخدا کہ جو سوال اسپر پیش ہوا نہ اسکے جواب کی قدرت اسکو حاصل ہو اور نہ جو امر کہ اسکو تفویض ہوا اسکے وہ قابل یہی لوگ ہین کہ عذاب اور عقاب کے مستحق ہوے اور زندگی بھر نوحہ اور گریہ کے لائق - اور یہ بھی آپ کا ارشاد ہو کہ جب تم علم کو سنو تو خاموش رہو اور اسکو ہزلیات مین مت ملاؤ ورنہ دل مین اسکی تاثیر نہوگی - اور بعض سلف کا قول ہو کہ عالم جب ایک دفعہ ہنستا ہو تو ایک لقمہ علم کا منہ سے نکال ڈالتا ہو اور بعضون نے یہ کہا ہو کہ استاد مین اگر تین باتین ہون تو انکے سبب سے شاگرد پر پوری نعمت ہوگی اول صبر کرنا دوم تواضع سوم خوش خلقی اور جب شاگرد مین تین امر ہون تو انسے استاد پر نعمت کامل ہو جاتی ہو ایک عقل دوسرے ادب تیسرے اچھی سمجھ - حاصل یہ کہ جو اخلاق کلام اللہ مین مذکور ہین علماے آخرت انسے خالی نہین ہوتے وہ لوگ قرآن مجید کو عمل کے واسطے سیکھتے ہین صرف پڑھنے پڑھانے کے واسطے نہین سیکھتے حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہین کہ ہماری عمر گذری کہ یہی دیکھا کئے کہ اصحاب کو قرآن مجید سے پیشتر ایمان عطا ہوا تھا اور جب سورت نازل ہوتی تھی تو ہم اسکے حلال اور حرام اور امر اور نہی کو جان لیتے تھے اور سورت مین جس جگہ توقف چاہیے وہ مقام معلوم کر لیتے تھے اور اب مین ایسے لوگون کو دیکھتا ہون کہ انکو ایمان سے پیشتر قرآن ملتا ہو اور وہ الحمد سے لے کر آخر قرآن تک پڑھ جاتے ہین یہ نہین جانتے کہ اسمین حکم کیا ہو اور منع کس امر سے ہو اور کس جگہ توقف کرنا چاہیے اسکو سڑے چھوہارون کیطرح بکھیرتے چلے جاتے ہین - اور ایک روایت مین اسی کے قریب وارد ہو کہ ہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید سے پیشتر ایمان عنایت ہوا تھا اور عنقریب تمہارے بعد کچھ لوگ آوینگے کہ انکو ایمان سے پہلے قرآن ملیگا کہ وہ اسکے الفاظ و حروف کو تو درست کرینگے اور اسکے حدود یعنی امر و نہی کو ضائع کرینگے اور کہینگے کہ ہمنے پڑھا ہو ہمسے زیادہ پڑھنے والا کون ہو اور ہمنے جانا ہمسے زیادہ جاننے والا کون ہو انکا حصہ قرآن سے اسی قدر ہو اور بعض روایت مین یہ بھی آیا ہو کہ یہ لوگ اس امت کے برے ہین - اور بعض کا قول ہو کہ پانچ اخلاق ہین جو علماے آخرت کی علامت ہین اور وہ قرآن مجید کی پانچ آیتون سے سمجھے جاتے ہین اول خوف دوم خشوع سوم فروتنی چہارم حسن خلق پنجم آخرت کو دنیا پر اختیار کرنا جو سب کی اصل ہو خوف تو اس آیت سے مفہوم ہوتا ہو انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اور خشوع اس آیت سے خاشعین للہ لا یشترون بآیات اللہ ثمنا قلیلا اور فروتنی اس سے واخفض جناحک لمن اتبعک من المومنین اور حسن خلق اس سے فبما رحمۃ من اللہ لنت لہم اور زہد اس سے وقال الذین اوتوا العلم ویلکم ثواب اللہ خیر لمن آمن وعمل صالحا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ملی کمبخو تمہارے خرابی تمہارے اللہ کا دیا ثواب بہتر ہو انکو جو یقین لائے اور کیا بھلا کام ۱۲ ح حاکم و بیہقی بروایت ابن مسعود ۱۲

یہ آیت پڑھی فمن یرد اللہ ان یہدیہ یشرح صدرہ للاسلام تو کسی نے عرض کیا کہ اس شرح سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا کہ نور جسوقت دل مین ڈالا جاتا ہے اُسکے لیے سینہ کھل جاتا ہے عرض کیا کہ اُسکی کوئی پہچان بھی ہے آپ نے فرمایا کہ ہان دنیا سے علیحدہ رہنا اور دار پایدار کی طرف رجوع کرنا اور موت کے آنے سے پیشتر اُسکی تیاری کرنی اور ایک علامت علماے آخرت کی یہ ہے کہ اکثر گفتگو علم و اعمال کی کرے اور جو چیزین کہ عمل کو فاسد کرتی ہین اور دلون کو پریشان کرتی ہین اور وسواس کو ابھارتی ہین اور شر کو اُٹھا کھڑا کرتی ہین اُنکے حال سے بحث کرے کیونکہ دین کی اصل شر سے بچنا ہے اور اسی لیے کسی نے کہا ہے قطعہ بدی کے علم سے ہمکو بدی نہین منظور ٭ ولے بچے رہین اُس سے یہی ہے اپنی مراد ٭ کہ شر کے حال سے جو آدمی نہین آگاہ ٭ بعید کیا ہے کہ وہ شر مین پڑکے ہو برباد ٭ اور ایک وجہ یہ ہے کہ اعمال جو فعلی ہین وہ آسان ہین اُن سب مین اعلی یہ ہے کہ زبان و دل سے اللہ تعالی کے ذکر کی مداومت کرے لیکن اسکی خوبی جب ہے کہ جو چیز اعمال کی مفسد اور دل کی پریشان کرنے والی ہو اسکو پہچانے اور اُسکی شاخین اور فروعات بہت سی ہین اور طریق آخرت کے چلنے مین اکثر اُنکی طرف ضرورت ہوتی ہے اور سب اُنمین مبتلا ہوتے ہین اسلیے اُنکا پہچاننا ضروری ہے باقی رہے علماے دنیا تو وہ حکومات اور مقدمات کے نادر تفریعات سیکھا کرتے ہین اور اُنھین کے درپے رہتے ہین اور ایسی صورتون کے گڑھنے مین محنت اُٹھاتے ہین کہ قرنون تک کبھی واقع نہون اور اگر ہون تو اُنکے لیے نہون بلکہ غیرون کے لیے ہون اور اُنکے واقع ہونے کی صورت مین بھی اُنکے بتانے والے بہت سے ہون اور جو چیزین کہ ان علما کے ساتھ ہر دم ہین اور رات اور دن مین اُنکے خطرون اور وسوسون اور اعمال مین مکر ہوتی رہتی ہین اُنکو چھوڑے بیٹھے ہین اور جو شخص کہ اپنی ضرورت لازم ہر وقت ہونے والی کو ترک کرے اور دوسرے کی ایسی مہم اختیار کرے کہ جو کمتر ہوتی ہے اور غرض اس سے خلق کے تقرب اور مقبول ہونے کو خدا تعالی کے تقرب اور قبول پر اختیار کرتا ہو اور یہ لالچ ہو کہ ہمکے دنیا دار ہمکو فاضل محقق اور عالم مدقق کہین تو اُسکے برابر سعادت سے دور اور کوئی نہوگا اور اسکا بدلہ خدا تعالی کی طرف سے یہ ہے کہ نہ تو دنیا مین خلق کے نزدیک مقبول ہو کر منتفع ہون نہ آخرت مین خدا تعالی کے یہان بلکہ زمانے کے مصائب سے زندگی تلخ گذرے پھر قیامت مین مفلس تہی دست جاوین اور علماے آخرت کے نفع اور مقربون کی فلاح کو دیکھ کر پچھتاوین یہ بڑا بھاری ٹوٹا ہے حضرت حسن بصریؒ لوگون کی نسبت کلام کرنے مین زیادہ تر مشابہ انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے تھے اور سیرت اور طریق مین اصحاب رضی اللہ عنہم کے زیادہ تر قریب اورون سے تھے اُنکے ان دونون امرون مین سب کا اتفاق ہے اور اُنکا وعظ اکثر دلون کے خطرون اور اعمال کی خرابیون اور نفسون کے وسوسون اور نفس کی خواہشون مین سے خفیہ اور دقیق کے باب مین ہوا کرتا تھا کسی نے اُنسے یہ بھی پوچھا کہ آپ ایسی تقریر فرماتے ہین کہ جو ہم اورون سے نہین سنتے آپ نے تقریر کس سے سیکھی فرمایا کہ حذیفہ بن الیمان رضؓ سے اور حضرت حذیفہ بن الیمان سے کسی نے پوچھا کہ آپ وہ گفتگو کرتے ہین کہ آپ کے سوا صحابہ مین اور کسی سے ہم نہین سنتے آپنے یہ کہان سے سیکھی فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجکو اس تقریر سے خاص فرما دیا ہے لوگ تو آپ سے خیر کا حال پوچھا کرتے تھے اور مین آپ سے بدی کا حال پوچھتا تھا اس ڈر سے کہ کہین اُسمین مبتلا نہو جاؤن اور یہ مین نے جان لیا تھا کہ خیر میرے پاس نہ آویگی اور ایک روایت مین یہ ہے کہ مین نے جان لیا کہ جو شر کو نہین پہچانتا وہ خیر کو بھی نہین جانتا اور ایک مین اسطرح ہے کہ آپنے فرمایا کہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کرتے تھے کہ جو شخص ایسا ایسا کام کرے اسکو کیا ثواب ہے یعنی اعمال اور اُنکے فضائل کا حال پوچھتے تھے اور مین پوچھا کرتا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلان فلان اعمال کو کون چیز فاسد کر دیتی ہے جب آپ نے مجکو دیکھا کہ عمل کی آفتون ہی کا حال پوچھتا ہون تو مجکو خاص یہی علم تعلیم فرمایا اور حضرت حذیفہ منافقون کے جاننے مین بھی مخصوص تھے علم نفاق اور اُسکے اسباب اور فتنہ کی باریکیون کے جاننے مین یکتا تھے حضرت عمرؓ اور عثمانؓ اور بڑے بڑے صحابیؓ اُنسے احوال عام اور خاص فتنون کا پوچھا کرتے اور لوگ اُنسے منافقون کا حال پوچھتے تو جتنے باقی ہوتے اُنکے شمار بتلا دیتے نام نہ بتاتے اور حضرت عمرؓ اُنسے اپنا حال پوچھا کرتے کہ مجھ مین تو کوئی نفاق کی بات نہین پاتے وہ آپ کو بری اور صاف فرما دیتے اور

جب حضرت عمرؓ کسی جنازے کی نماز پڑھنے کو بلائے جاتے تو آپ دیکھتے اگر حضرت حذیفہؓ کو جنازے کے ساتھ شریک اور موجود پاتے تب
تو نماز پڑھتے اور اگر وہ وہان نہوتے تو نماز نہ پڑھتے اور حضرت حذیفہ کا نام صاحب السر یعنی رازدار تھا۔ غرضکہ دل کے مقامات اور احوال پر توجہ
رکھنی علماے آخرت کا قاعدہ ہی اسلیے کہ قرب الٰہی کی طرف سعی کرنے والا دل ہی ہی اور اب یہ فن کمیاب اور پرانا ہوگیا اور اگر کوئی عالم اس
فن مین کسی چیز کے درپے ہوتا ہی تو لوگون کو عجیب معلوم ہوتا ہی اور بعید جانتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ صرف واعظون کا دھوکا ہی تحقیق کہان ہی
تحقیق صرف جھگڑے کی باتون مین سمجھتے ہین واقع مین کسی نے سچ کہا ہی قطعہ طریقے ہین بہت سے پر رہ حق ہی جداگانہ ✤ جو سالک اس
طریقے کے ہین وہ بھی ہوتے ہین یکتا ✤ نہ اُنکو کوئی جانے اور نہ کوئی اُنکے مطلب کو ✤ مزے مین وہ غرض چلتے ہین اس مقصود کا رستا ✤ بنے یا
جون سے مطلب کو اس سے لوگ ہین غافل ✤ کہ اکثر خلق راہ حق سے غفلت مین ہی سرتاپا ✤ بالجملہ اکثر لوگ ایسی ہی چیز کی طرف راغب ہین
جو سہل تر اور اُنکی طبیعت کے موافق ہو اسلیے کہ حق تلخ ہی اور اُسپر آگاہ ہونا مشکل ہی اور اُسکا دریافت کرنا نہایت سخت ہی اور اُسکا طریق دقیق
ہی خصوصًا دل کے صفات کو معلوم کرنا اور اُسکو برے اخلاق سے پاک کرنا کہ یہ تو ہمیشہ کی جان کندنی ہی اور جو شخص اسکے درپے ہوتا ہی وہ ایسا
ہی جیسے دوا پینے والا کہ دوا کی تلخی پر بامید شفاے آیندہ صبر کرتا ہی یا ایسا ہی کہ گویا عمر بھر روزے رکھتا ہی کہ وہ بھی سختیون کی برداشت اسلیے کرتا ہی
کہ مرنے پر اسکی عید ہو جاوے پس ایسے طریق کی رغبت کس طرح بہت ہو سکتی ہی اور اسی وجہ سے مشہور ہی کہ بصرے مین ایک سو بیس واعظ
تھے جو نصیحت و پند کیا کرتے تھے مگر علم الیقین اور دلون کے حالات اور باطن کے صفات پر کوئی سواے تین شخصون کے گفتگو نہ کرتا تھا
سہل تستری اور صبیحی اور عبدالرحیم تھے اور ان کے وعظ مین اتنے لوگ ہوتے تھے کہ شمار سے زائد ہون اور ان تین کے وعظ مین بہت کم
ہوتے تھے کبھی ایسا ہوتا ہوگا کہ دس سے زیادہ ہوتے ہون اسلیے کہ نفیس اور عمدہ چیز کے اہل خاص ہی لوگ ہوتے ہین اور جو چیز عوام کو دیجاتی
ہی وہ سہل ہوتی ہی اسکے خواستگار بہت ہو جاتے ہین اور ایک علامت علماے آخرت کی یہ ہی کہ اپنے علوم مین اعتماد اپنی بصیرت اور
دل کی صفائی کے اور اک پر کرے کتابون اور صحیفون پر نہ کرے اور نہ اُس چیز پر جو دوسرے سے سنے تقلید کے لیے صرف صاحب شریعت
صلی اللہ علیہ وسلم ہین جس بات کا آپ نے امر فرمایا اور جسکو کہا کہ اُسمین آپ ہی کی تقلید کرے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی تقلید بھی اس جہت سے
کرے کہ انکا کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہی کہ انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوگا پھر جب پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپکے
اقوال اور افعال کے قبول کرنے مین بجالاوے تو چاہیے کہ انکے اسرار کے سمجھنے کا حریص ہو اسلیے کہ پیروی فعل اسی لیے کرتا ہی کہ صاحب
شریعت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو کیا ہی اور آپ کا کرنا ضرور ہی کہ کسی راز کے باعث ہوگا اسی لیے چاہیے کہ اعمال اور اقوال کے اسرار
کے باب مین خوب تلاش کرے کیونکہ اگر جو کچھ سنیگا اسکو یاد کریگا تو علم کا ظرف ہو جاویگا عالم نہوگا اور اسی لیے پہلے زمانے مین اس قسم کے
آدمی کو کہا کرتے تھے کہ فلان شخص علم کے ظروف مین سے ہی اور عالم نہ کہتے تھے پس جس حال مین کہ علم والا یاد کرلے اور فعل کی حکمت
اور اسرار سے ناواقف ہو تو اسکو عالم نہ کہینگے اور جسکے دل سے پردہ اُٹھ گیا ہو اور نور ہدایت سے منور ہوگیا ہو وہ بذات خود متبوع اور
پیشوا ہو جاتا ہی اسکو نہ چاہیے کہ دوسرے کی تقلید کرے اور اسی لیے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہی کہ سواے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے کوئی ایسا شخص نہین ہی کہ اسکی ساری باتین مان لیجاوین بعض مان لیجاتی ہین اور بعض نہین مانی جاتین اور حضرت ابن عباس
نے فقہ حضرت زید بن ثابتؓ سے سیکھی تھی اور قرأت حضرت ابی بن کعبؓ کو سنائی تھی پھر ان دونون علمون مین دونون استادون کا اختلاف
کیا۔ اور بعض اکابر نے فرمایا ہی کہ جو کچھ ہمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہونچا ہی اسکو تو ہم بسر و چشم مانتے ہین اور جو صحابہؓ سے پہونچا ہی
اُسمین سے بعض کو اختیار کرتے ہین اور بعض پر عمل نہین کرتے اور جو تابعین سے پہونچا ہی تو وہ بھی آدمی ہین اور ہم بھی آدمی اور صحابہ کو
فضیلت اسوجہ سے ہی کہ انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کے قرائن کو دیکھا اور جو باتین کہ قرائن سے معلوم ہوئین

اح طبرانی [illegible]

انپر انکا دل متعلق ہوا اور اسی تعلق سے ٹھیک صواب پر رہے اور مشاہدہ قرینون کا ایسا ہی کہ روایت اور الفاظ مین داخل نہین ہوتا بلکہ انپر نور
نبوت کا فیضان اتنا تھا کہ اکثر خطا سے محفوظ رہین۔ اور جبکہ غیر سے سنی ہوئی بات پر اعتماد کرنا ناپسند تقلید ہی تو کتابون اور تصنیفون پر اعتماد
کرنا تو زیادہ بعید ہی بلکہ کتابین اور تصنیفین نئی چیزین ہین کہ زمانہ صحابہؓ اور کسی قدر تابعین کے شروع زمانے مین کوئی کتاب یا تصنیف نہ تھی
ہجرت کے ایک سو بیس برس پیچھے تمام صحابہؓ اور کچھ تابعین کی وفات کے بعد مثل وفات سعید بن مسیبؒ اور حسن بصریؒ اور دوسرے عمدہ تابعین
کے تالیف ہوئین بلکہ اول کے لوگ حدیث کی کتابون کا لکھنا اور تصنیف کرنا برا جانتے تھے اس غرض سے کہ لوگ ان کتابون کے باعث یاد کرنا اور
قرآن کا پڑھنا اور سمجھنا کہین نہ چھوڑ بیٹھین اور کہتے تھے کہ جیسے ہم یاد کیا کرتے تھے ویسے تم بھی یاد کرو اور اسی لیے حضرت ابو بکر صدیقؓ اور کچھ
اور صحابہؓ نے قرآن مجید کا مصحف مین جمع کرنا مناسب نہ سمجھا اور فرمایا کہ ہم کس طرح ایسی بات کرین جسکو رسول اللہ علیہ وسلم نے نہین کیا
اور اس بات سے ڈرے کہ لوگ کہین لکھے ہوئے قرآن پر بھروسا کر کے اسکی تلاوت نہ چھوڑ دین اور یہ کہا کہ قرآن کو ایسا ہی رہنے دو کہ ایک
دوسرے سے سیکھ پڑھ لیا کرے تاکہ انکا شغل اور مقصود بنا رہے یہانتک کہ حضرت عمرؓ اور باقی اصحابؓ نے قرآن کے لکھنے کو کہا اس خوف
سے کہ لوگ سستی اور کسل نہ کر جاوین یا یہ کہ اگر پڑھنے مین کسی کلمہ یا متشابہات کے خلاف ہو تو کوئی اصل ایسی نہ ملے جس سے اس خلاف
کو دور کرین پس حضرت ابو بکر صدیقؓ کا دل بھی اس بات کے لیے کھل گیا اور قرآن مجید کو ایک مصحف مین جمع کیا اور امام احمد بن حنبل امام مالک
پر موطا بنانے مین انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جو بات صحابہؓ نے نہین کی اسکو تم پیدا مت کرو۔ اور کہتے ہین کہ سب سے اول کتاب
جو اسلام مین بنی وہ ابن جریجؒ کی کتاب ہی جس مین آثار اور تفسیرین جو مجاہد اور عطا اور شاگردان حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہین مندرج
ہین یہ کتاب مکہ معظمہ مین تصنیف ہوئی اسکے بعد معمر بن راشد صنعانی کی کتاب متضمن سنن ماثورہ نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام یمن مین
تیار ہوئی پھر امام مالکؒ کی موطا مدینہ مین پھر سفیان ثوریؒ کی جامع تالیف ہوئی پھر چوتھے قرن مین کلام کی تصنیفات ایجاد ہوئین اور
جنگ وجدل اور مقالات بیہودہ مین خوض کثرت سے ہونے لگا اور لوگون کو اسطرف رغبت ہوئی اور قصون اور وعظ گوئی کا شوق
ہوا تو اسوقت سے علم یقین کم ہونے لگا اور بعد کو تو یہ حال ہوا کہ دلون کا علم اور نفس کے صفات کا حال دریافت کرنا اور شیطان کے
فریبون کا معلوم کرنا ایک عجیب بات ہو گئی اور سب لوگون نے اسطرف سے منھ پھیر لیا صرف چند لوگ رہ گئے جنکو ان علوم کا شوق ہے
اب عالم وہی کہلاتا ہی جو مناظرہ کرنے والا اور کلام والا ہو یا وعظ مین قصون کو خوب چکنے الفاظ سے یا مقفی عبارتون سے بیان کرے اور
اسکی وجہ یہ ہی کہ انکے سننے والے عوام ہوتے ہین انکو یہ تمیز نہین کہ علم واقع مین کونسا ہی اور غیر واقع کونسا اور صحابہؓ کی سنت اور علوم انکو
معلوم نہین تاکہ اسکی نسبت سے دیکھ لیتے کہ اب کے عالم انکے بالکل مخالف ہین اسی جہت سے جسکو کچھ کہتے سنا عالم کہدیا اور اسی طرح
پچھلے بھی اگلون کی پیروی کرتے آئے اور علم آخرت تہ ہو گیا اور بجز چند خواص کے اور لوگون مین علم اور کلام مین کا فرق بھی اٹھ گیا البتہ
خواص سے اگر کوئی پوچھتا کہ فلان زیادہ علم رکھتا ہی یا فلان تو وہ کہدیتے تھے کہ فلان علم مین زیادہ ہی اور دوسرا کلام مین غرض کہ علم مین
اور کلام پر قدرت ہونے پر انکو تمیز تھی جب اگلے زمانے مین دین ایسا سست ہو گیا تو اب اس زمانے کا کیا حال پوچھتے ہو کہ نوبت
اس حدتک پہونچی ہی کہ اگر کوئی کلام وغیرہ سے انکار کرے تو دیوانہ کہلاتا ہی اسی لیے بہتر یہ ہی کہ آدمی اپنے نفس کے فکر مین لگے اور چپ
ہو رہے اور ایک علامت علماے آخرت کی یہ ہی کہ بدعتون سے اور نو ایجاد چیزون سے بہت بچے گو اسپر تمام عوام نے اتفاق کر لیا ہو
جو چیز صحابہؓ کے بعد نئی ہوئی ہو اسپر لوگون کے اتفاق کر لینے سے مغالطہ نہ کھاوے بلکہ صحابہؓ کے حالات اور سیرت اور اعمال کی جستجو کا
حریص ہو اور یہ دریافت کرے کہ انکی ہمت اکثر کن باتون مین مصروف تھی آیا درس دینے اور تصنیف کرنے اور مناظرہ کرنے اور قاضی
اور حاکم ہونے اور وقفون کے متولی اور یتیمون اور وصیتون کے مال کے امین بننے اور سلاطین سے ملنے اور انسے اچھی

طرح صحبت رکھنے مین وہ لوگ مصروف تھے یا خوف اور اندوہ اور فکر اور مجاہدہ اور ظاہر و باطن کے مراقبہ اور چھوٹے بڑے گناہون کے بچنے اور نفس کی خفیہ خواہشون کے معلوم کرنے اور شیطان کے حیلون کو دریافت کرنے وغیرہ علوم باطن مین مشغول تھے اور یہ بات قطعًا جان لو کہ زمانے کے لوگون مین سے زیادہ عالم اور حق سے قریب تر وہ ہی جو صحابہؓ کے زیادہ مشابہ ہوا اور اکابر سلف کے طریق سے واقف تر اسلیے کہ دین انھین لوگون سے لیا گیا ہی اور اسی لیے حضرت علیؓ نے فرمایا ہی کہ ہم مین سے بہتر وہ شخص ہی جو اس دین کا زیادہ تابع ہوا اور یہ آپ نے اسوقت ارشاد فرمایا تھا کہ کسی نے آپ کی خدمت مین عرض کیا تھا کہ آپ نے فلان شخص کا خلاف کیا۔ غرضکہ اگر تم زمانۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہو تو اس بات کی پروا نہ کرو کہ اپنے زمانے کے لوگون کی مخالفت ہو کیونکہ لوگون نے اپنی طبیعتون کی خواہش کی جہت سے ایک قیاس ٹھہرالیا اور انکا نفس اس بات کو گوارا نہین کرتا کہ اقرار کرین کہ ہماری رائے جنت سے محروم ہونے کی موجب ہی تو اسی بات کے مدعی ہوے کہ جنت کی سبیل بجز اس رائے کے اور کوئی نہین اور اسی جہت سے حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا ہی کہ اسلام مین دو نئے شخص پیدا ہو گئے ایک تو وہ کہ جسکی رائے خراب ہی وہ کہنے لگا کہ جنت اسی کے لیے ہی جسکی رائے میری رائے جیسی ہو دوسرے وہ دولتمند کہ دنیا پرست ہی اسی کے لیے ناخوش ہوتا ہی اور اسی کے واسطے راضی اور اسی کی طلب کرتا ہی پس تم ان دونون کو ترک کرو اور جہنم مین جانے دو اور اگر کوئی شخص اس دنیا مین ایسا ہو کہ ادھر تو توانگر اسکو اپنی دنیا کی طرف بلاتا ہو اور ادھر بدعتی اپنی رائے فاسد کی طرف اور اس شخص کو خدا تعالی نے دونون سے محفوظ رکھا ہو اور وہ سلف صالح کا مشتاق ہو کہ اُنکے افعال کو پوچھتا ہو اور اُنکے آثار کا اقتدا کرکے اجر عظیم کا خواہان ہو تو تم بھی ویسے ہی ہو جاؤ اور حضرت ابن مسعودؓ سے یہ روایت موقوف اور مرفوع دونون طرح آئی ہی کہ آپ نے فرمایا کہ دو ہی باتین ہین ایک کلام دوسری سیرت تو کلام مین سے عمدہ تو خدا تعالی کا کلام ہی اور سیرت مین سے بہتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہی آگاہ رہو کہ اپنے آپ کو نئے امور سے دور رکھو کہ سب امور سے بدتر نئے امور ہین اور جو نئی بات ہی وہ بدعت ہی اور جو بدعت ہی وہ گمراہی ہی خبردار رہو کہ اپنی عمر کو زیادہ مت سمجھو ورنہ تمھارے دل سخت ہو جاوینگے یہ جان رکھو کہ جو چیز آنے والی ہی وہ نزدیک ہی دور وہی ہی جو آتی نہین۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبے مین ارشاد فرمایا کہ خوشحالی ہی اسکو جس نے اپنے عیب دیکھکر دوسرے لوگون کے عیب سے پہلوتہی کی اور جو مال کہ بدون معصیت کمایا اُسمین سے خرچ کیا اور فقہ اور حکمت والون سے میل کیا اور لغزش اور معصیت کے لوگون سے احتراز۔ خوشحالی ہی اُسکو جو اپنے جی مین ذلیل بنا اور اُسکی عادت اچھی ہوئی اور باطن درست ہوا اور لوگون کو اُسکی ایذا نہ پہونچی خوشحالی ہی اُسکو جسنے اپنے علم کے بموجب عمل کیا اور جو کچھ مال اُسکے پاس بچا وہ دے ڈالا اور جو بات کہ زائد از حاجت ہوئی اسکو زبان سے نہ نکالا طریق سنت اسپر محیط رہا اور اُسنے اُس سے بدعت کی طرف تجاوز نہ کیا۔ اور حضرت ابن مسعودؓ کہا کرتے تھے کہ آخر زمانے مین سیرت کا بہتر ہونا بہت سے عمل کی نسبت کر اچھا ہوگا اور فرمایا کہ تم لوگ ایسے زمانے مین ہو کہ تم مین سے بہتر اب وہ ہی جو امور خیر مین جلدی کرتا ہی اور عنقریب تمھارے بعد ایک ایسا وقت آویگا کہ اُسمین بہتر وہ ہوگا جو ثابت قدم رہے اور کام کی بجا آوری مین توقف کرے اسلیے کہ شبہات بہت سے ہونگے۔ اور یہ بات آپ نے سچ فرمائی اسلیے کہ اُسوقت مین اگر کوئی شخص توقف نہ کرے اور جن امور مین سب مبتلا ہین اُنمین اُنکی موافقت کرے اور اُنھین کی سی باتون مین خوض کرے تو جیسے وہ تباہ ہوے ایسا وہ بھی تباہ ہو جاوے۔ اور حضرت حذیفہؓ نے اس سے بھی عجیب تر بات فرمائی ہی کہ تم لوگون کی نیکی اسوقت مین پہلے زمانے کی برائی ہی اور جسکو تم اب برائی جانتے ہو وہ پہلے وقت مین بھلائی تھی اور تم جبھی تک خیر سے رہوگے جبتک کہ حق کو پہچانوگے اور تمھارے عالم امر حق نہ چھپاوینگے۔ اور واقع مین آپ نے درست فرمایا کہ اس زمانہ کی اکثر بھلائیان ایسی ہین کہ صحابہؓ کے وقت مین اُنپر انکار ہوتا تھا مثلاً آج کل بھلائی کے دھوکے مین مسجدون کی زینت اور آراستگی کرتے ہین اور اُسکی عمارت کے باریک کامون مین بڑے مال لگاتے ہین اور عمدہ عمدہ

ح ابن ماجہ بسند جید

ح ابو نعیم ... بروایت انس بسند ضعیف ۱۲

فرش بچھاتے ہین حالانکہ پہلے مسجد مین بوریون کا بچھانا بھی بدعت گنا جاتا تھا اور کہتے ہین کہ یہ فرش وغیرہ حجاج بن یوسف کا ایجاد ہی اکابر
سلف تو مسجد کی مٹی پر بہت کم فرش بچھاتے تھے یہی حال مناظرہ اور جدل کی دقیق باتون مین مشغول ہونے کا ہی کہ اسکو بھی اس زمانے کے
لوگ بہت بڑا سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ بڑے ثواب کی بات ہی حالانکہ سلف مین یہ امر برا تصور ہوتا تھا اور اسی مین داخل ہی قرآن اور اذان
مین راگ کی سی آواز کرنی اور صفائی مین مبالغہ کرنا اور طہارت مین وسوسہ کرنا اور کپڑون کی نجاست دور کے سبب سے فرض کر لینی مگر
کھانون کے حلال اور حرام مین تساہل برتتے ہین جو سب سے اول باب ہی اور اسکے سوا بہت سی باتین ہین اور حضرت ابن مسعودؓ نے سچ
فرمایا ہی کہ آج تم ایسے زمانے مین ہو جس مین خواہش نفس علم کے تابع ہی اور تم پر ایک زمانہ ایسا آویگا کہ اسمین علم خواہش نفس کا تابع ہوگا اور
امام احمد بن حنبلؒ فرمایا کرتے کہ لوگون نے سنت کو چھوڑ کر غرایب باتون پر توجہ کی انہین علم نہایت کم ہی خدا مدد کرے۔ اور مالک بن انسؓ
فرماتے ہین کہ زمانہ گذشتہ مین لوگ وہ امور نہین پوچھتے تھے جو آج پوچھتے ہین اور نہ علما حرام اور حلال کو بیان کرتے تھے مین نے انکو
دیکھا کہ یہ کہا کرتے تھے کہ مستحب ہی اور مکروہ ہی اس سے یہ غرض ہی کہ ان لوگون کی نظر کراہت اور استحباب کے دقائق مین ہوا کرتی تھی حرام
سے تو ظاہر ہی کہ بچا ہی کرتے تھے۔ اور ہشام بن عروہ کہا کرتے تھے کہ علما سے آج وہ باتین پوچھو جو انھون نے اپنے جی سے تراشی ہین
اسلیے کہ انکا جواب انھون نے بنا رکھا ہی بلکہ انسے سنت کا طریق پوچھو کہ اسکو جانتے ہی نہین۔ اور ابو سلیمان دارانی کہا کرتے تھے کہ جس
شخص کے دل مین کوئی امر خیر الہام کیا جاوے تو اسکو چاہیے کہ اسپر عمل نہ کرے جبتک کہ اسکا ہونا آثار سے نہ سن لے اگر آثار مین اس امر
کا وجود پایا جاتا ہو تو خدا تعالی کا شکر کرے کہ جو بات اسکے دل مین پڑی وہ آثار کے مطابق ہوئی اور یہ بات آپ نے اسلیے فرمائی کہ اب جو
رائین نئی نئی بہت سی ہو گئی ہین انکو سنکر آدمی کبھی دل مین جما لیتا ہی اور اس سے بعض اوقات دل کی صفائی مین فرق آجاتا ہی اور اسکے
باعث سے امر باطل کو حق خیال کرنے لگتا ہی اسلیے احتیاط ضرور ہوا کہ جو امر دل مین پڑے اسکی پشتی آثار کی تائید سے کر لے۔ اور اسی وجہ سے
جب نماز عید مین مروان نے عیدگاہ کے قریب منبر بنوایا تو حضرت ابو سعید خدریؓ نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ ای مروان یہ کیا بدعت ہی مروان نے
کہا کہ یہ بدعت نہین بلکہ یہ بہتر ہی اس سے کہ تم جانتے ہو آدمی بہت ہو گئے ہین اسلیے مین نے چاہا کہ آواز سب کو پہونچے آپ نے فرمایا کہ جو
مین جانتا ہون اس سے بہتر تم کبھی نہ کروگے اور بخدا کہ مین آج تیرے پیچھے نماز نہ پڑھونگا۔ اور حضرت ابو سعیدؓ نے منبر کو اسلیے برا جانا اور
مروان پر اعتراض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے خطبے اور استسقا کی دعا مین کمان پر یا لاٹھی پر سہارا دے لیا کرتے تھے منبر پر نہ پڑھتے
تھے اور ایک حدیث مشہور مین آیا ہی کہ من احدث فی دیننا ما لیس منہ فہو رد [۲] اور ایک دوسری حدیث[۳] مین آیا ہی کہ جو شخص دھوکا دے
میری امت کو اسپر لعنت ہی خدا تعالی اور فرشتون اور کل آدمیون کی کسی نے عرض کیا کہ آپ کی امت کا دھوکا دینا کیا ہی آپ نے
فرمایا کہ یہ ہی کہ ایک بدعت پیدا کرے اور لوگون کو اسپر ترغیب دے اور ایک حدیث[۴] مین یون ارشاد ہی کہ خدا تعالی کا ایک فرشتہ ہی کہ ہر روز
یون پکارتا ہی کہ جو کوئی خلاف کرے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو اسکو شفاعت آپ کی نصیب نہوگی۔ اور جو شخص بدعت خلاف
سنت ایجاد کر کے دین مین خطاوار ہوتا ہی اسکی نسبت دوسرے گناہگار سے ایسی ہی جیسے کسی بادشاہ کی سلطنت اکھاڑنے والے
کو ہی اس آدمی کی طرف جو صرف کسی خدمت خاص مین بادشاہ کے کہنے کے خلاف کرے اور یہ تقصیر بادشاہ کبھی معاف بھی کر دیتا ہی
مگر سلطنت کے درہم برہم کرنے کا قصور معاف نہین کرتا۔ اور بعض اکابر سلف نے ارشاد فرمایا کہ جس بات مین سلف نے گفتگو کی ہی
اس سے سکوت کرنا ظلم ہی اور جس بات مین انھون نے سکوت کیا ہی اسمین گفتگو کرنی تکلف ہی۔ اور کسی دوسرے نے کہا ہی کہ امر حق
گران ہی جو شخص اس سے بڑھتا ہی وہ ظالم ہی اور جو اسمین کمی کرتا ہی وہ عاجز ہی اور جو اسپر توقف کرتا ہی وہ کفایت کرتا ہی اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی لازم پکڑو طریق اوسط کو جسکی طرف آگے جانے والا لوٹ آوے اور پیچھے چلنے والا بڑھ جاوے[۵]

[۱] [illegible]
[۲] ح وہ شخص جو ہمارے دین مین ایسی نئی بات کرے جو اسمین سے نہ ہو وہ رد ہی ۱۲ بخاری و مسلم بروایت عائشہ رض
[۳] ح دارقطنی بروایت انس بسند ضعیف ۱۲
[۴] ح اسکی اصل نہین ملی ۱۲
[۵] ح ابو عبیدہ موقوفا بر علی رض اور صحابہ ۱۲

اور حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ گمراہی والون کے دلون مین اُسکی بھی حلاوت معلوم ہوتی ہو اور اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہو وذر الذین اتخذوا دینہم لعبا ولہوا اور فرمایا افمن زین لہ سوء عملہ فراٰہ حسنا تو جو چیز کہ بعد صحابہ کے پیدا ہوئی اور مقدار ضرورت اور حاجت سے زائد ہو وہ لہو ولعب مین داخل ہو۔ ابلیس علیہ اللعن کی حکایت کرتے ہین کہ زمانہ صحابہ مین اُسنے اپنا لشکر اُن لوگون مین متفرق کر دیا وہ سب اُسکے پاس بہت تھکے ماندے پھر آے اُسنے پوچھا کہ تمھارا کیا حال ہو کہا کہ ہمنے صحابہ جیسے لوگ نہین دیکھے کسی بات مین ہمارا داؤ اُنپر نہین چلتا ہمکو تھکا مارا ابلیس نے کہا کہ واقع مین تم اُنپر قدرت نہ پاؤ گے اسلیے کہ وہ اپنے نبی کی صحبت مین رہے اور کلام اللہ کے اُترنے کو دیکھا ہو مگر عنقریب اُنکے بعد کچھ لوگ ہونگے کہ اُنسے تمھاری غرض نکلیگی جب تابعین کا زمانہ ہوا تو پھر شیطانون کو پھیلایا اور وہ بدستور شکستہ حال واپس آئے اور کہا کہ ہمنے اُنسے عجیب تر لوگ دیکھے ہی نہین اگر کہین ہمارا داؤ چل گیا اور کچھ گناہ کرایا تو جب شام ہونے لگتی ہو وہ اپنے رب سے مغفرت چاہتے ہین اللہ تعالی اُنکی برائیون کو نیکیون سے بدل دیتا ہو ابلیس نے کہا کہ تمکو ان سے کچھ نہ ملیگا اسلیے کہ اُنکی توحید درست ہو اور اپنے نبی کی سنت کے اتباع مین چست ہین مگر بعد کو ایک قوم ہوگی کہ اُنسے تمھاری آنکھین ٹھنڈی ہونگی اور تم اُنسے خوب کھیلو گے اور خواہش نفس کی باگون سے انکو جدھر چاہو گے کھینچ لو گے اگر وہ استغفار پڑھینگے اور طلب مغفرت کرینگے تو انکو معاف نہ کیا جائیگا اور توبہ کرنے کے نہین کہ خدا تعالی اُنکی بُرائیون کو بھلائیون سے بدل دے راوی کہتا ہو کہ جب اول قرنون کے بعد لوگ ہوئے تو ابلیس نے اُنمین بدعتین پھیلا دین اور اُنکو اُنکی نظرون مین اچھا کر دیا اسی لیے اُنھون نے بدعتون کو حلال جانا اور اُنکو دین ٹھہرا لیا کہ نہ اُنسے استغفار کرتے ہین نہ توبہ اُنپر دشمن غالب ہو گئے ہین جدھر چاہتے ہین ادھر کھینچتے ہین اب اگر یہ کہو کہ ابلیس تو سوجھتا نہین نہ کسی سے باتین کرتا ہو تو اس حکایت بیان کرنے والے نے کیسے جانا کہ ابلیس نے یون کہا تھا تو اسکا جواب یہ ہو کہ اہل دل کو جو ملکوت کے حال اور اسرار معلوم ہوتے ہین تو کبھی تو الہام کے طور پر معلوم ہوتے ہین کہ دل مین بطور خطرہ کے پڑ جاتے ہین ایسی طرح کہ انکو خبر نہین اور کبھی بطور سچے خواب کے اور کبھی جاگتے مین مثالون کے دیکھنے سے معانی ظاہر ہو جاتے ہین جیسے خواب مین ہوا کرتا ہو اور جاگنے مین معلوم ہو جانا اسرار کا نبوت کے عالی درجون مین سے ہو جیسے سچی خواب چھیالیسوان حصہ نبوت کا ہوتی ہو اور خبردار تم یہ علم پڑھکر ایسا نہ کرنا کہ جو چیز تمھاری عقل ناقص کی حد سے باہر ہو اُسکو انکار کرنے لگو کہ اس مین بڑے بڑے ماہر تباہ ہو گئے جنکو دعوی تھا کہ ہم علوم معقول سب جانتے ہین جو علم عقلی کہ اولیا اللہ کی ان جیسی باتون کے انکار کی طرف بلاوے اُس سے جہالت ہی بہتر ہو اور جو شخص ان باتون کا انکار اولیاء اللہ کے لیے کرتا ہو اسکو انبیا علیہم السلام کا بھی انکار کرنا پڑتا ہو اور دین سے بالکل باہر ہو جاتا ہو بعض عارفون نے فرمایا ہو کہ ابدال جو اطراف زمین مین چلے گئے اور عوام کی نظرون سے چھپ گئے اسکی وجہ یہ ہو کہ انکو اس زمانے کے علما کے دیکھنے کی تاب نہین اسلیے کہ علما اُنکے نزدیک خداے تعالی کو نہین جانتے حالانکہ اپنے گمان مین اور جاہلون کے عندیہ مین عالم ہین۔ سہیل تستری فرماتے ہین کہ بڑی معصیت ہو جہالت سے جاہل رہنا اور عوام کی طرف نظر کرنی اور اہل غفلت کے کلام سننے اور جو عالم کہ دنیا مین گھسا ہوا ہو اُسکا قول سننا نہ چاہیے بلکہ جو کچھ کہے اُسمین اُسکو متہم جاننا چاہیے اسلیے کہ ہر آدمی کا دستور ہو کہ اپنی محبوب چیز مین گھسا رہتا ہو اور جو چیز محبوب کے موافق نہین ہوتی اسکو دفع کیا کرتا ہو اور اسی لیے اللہ تعالی فرماتا ہو ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ہواہ وکان امرہ فرطا اور عوام گناہگار اُن لوگون کی نسبت کہ اچھے ہین جو دین کے طریق سے ناواقف ہین اور اپنے آپ کو علما سے جانتے ہین اسلیے کہ عامی گناہگار اپنی تقصیر اور خطا کا اقرار کر کے استغفار اور توبہ کرتا ہو اور یہ جاہل جو اپنے آپ کو عالم خیال کرتا ہو وہ انھین علوم مین مشغول رہتا ہو جو دنیا کے وسیلے ہون اور طریق دین کے چلنے سے غافل رہ کر نہ توبہ کرتا ہو اور نہ استغفار بلکہ مرتے دم تک اسی اپنی دھن مین لگا رہتا ہو۔ اور چونکہ بجز اُن لوگون کے جنکو خدا بچا دے اکثر لوگون پر یہی حال غالب ہو اور اُنکی درستی کی طمع نہین رہی تو اہل دین محتاط آدمی کے لیے اسلم طریق یہی ہو کہ اُنسے علیحدہ ہو کر گوشہ مین بیٹھ رہے چنانچہ اسکا ذکر باب عزلت مین انشاء اللہ تعالی آویگا۔

اور اسی وجہ سے یوسف بن اسباط نے حذیفہ مرعشی کو لکھا تھا کہ تم میرے باب مین کیا خیال کرتے ہو مین تو ایسا رہ گیا کہ کوئی میرے ساتھ خدا تعالی کی یاد کرنے والا نہین جو ملتا ہی تو اسکے ساتھ ذکر کرنا گناہ اور معصیت ہی ہوتا ہی اور اسکی وجہ یہ ہی کہ ذکر کا اہل کوئی نہین ملتا - اور یہ اُنھون درست فرمایا اسلیے کہ لوگون سے ملنا غیبت کرنے اور سننے سے خالی نہین یا بُری بات کو دیکھکر چپ رہنا پڑتا ہی اور بہتر حال آدمی کا یہ ہی کہ علم سکھاوے یا سیکھے اور اگر تامل کرے تو جان لے کہ سیکھنے والے کی غرض یہی ہی کہ علم کو ذریعۂ طلب دنیا اور وسیلۂ شر بنا دے تو ظاہر ہی کہ استاد اس باب مین اسکا معین اور مددگار اور اسباب شر کا تیار کرنے والا ہو گا جیسے وہ شخص کہ تلوار رہزنون کے ہاتھ بیچے اور علم بھی مثل تلوار کے ہی اسمین خیر کی لیاقت ایسی ہی جیسے تلوار مین جہاد کی ہی اسی وجہ سے تلوار کو ایسے شخص کے ہاتھ بیچنا کہ اُسکے حال کے قرینون سے معلوم ہوتا ہو کہ رہزنی کے لیے چاہتا ہی جائز نہین - غرض کہ یہان تک علماے آخرت کی علامتین بارہ ہوئین اُنمین سے ہر ایک مین کچھ کچھ اخلاق علماے سلف کے موجود ہین تو تمکو دو شخصون مین سے ایک ہونا چاہیے یا تو ان صفات کے ساتھ متصف ہو جاؤ یا اپنی تقصیر کے مقر ہو کر ان صفات کے قائل رہو مگر خبردار ان دو کے سوا تیسرے مت ہونا ورنہ تمھارے دل مین شبہہ پڑ جاویگا کہ دنیا کے ذریعہ کو دین کہنے لگو گے اور جھوٹون کی سیرت کو علماے راسخین کی عادت قرار دو گے اور اپنے جہل اور انکار کے باعث ہلاک ہونے والون کی جماعت مین ملجاؤ گے جنکے بچنے کی امید نہین ہم اللہ تعالی سے شیطان کے فریبون سے پناہ مانگتے ہین کہ انھین مین سب ہلاک ہوے اور اسی سے درخواست کرتے ہین کہ ہمکو اُن لوگون مین سے کر دے جنکو دنیا کی زندگی اور ابلیس مکار دھوکا اور مغالطہ نہ دے

## ساتوین فصل عقل کے بیان مین اور اُسکی بزرگی اور حقیقت اور اقسام کے ذکر مین

اور اسمین تین بیان ہین

### بیان اول عقل کی بزرگی کے ذکر مین

واضح ہو کہ عقل کا شرف اُن اشیا مین سے ہی جنکے بیان کرنے کے لیے حاجت تکلف کی نہین خصوص ایسے حال مین کہ اول علم کا شرف معلوم ہو گیا اور یہ جانتے ہین کہ عقل علم کا منبع اور مطلع اور اصل ہی علم عقل کی نسبت کر نگاہ ہی تو جو چیز دنیا اور آخرت کی سعادت کا وسیلہ ہو وہ اشرف کیسے نہو گی اور اسمین کیسے شک ہو گا کہ چوپایہ باوجود اپنی تمیز کے کم ہونیکے عقل سے دبتا ہی یہانتک کہ چوپایون مین جو بدن مین سب سے بڑا ہو اور ضرر مین اور رعب مین زیادہ وہ بھی جب انسان کی صورت دیکھتا ہی تو اُس سے دبتا ہی اور خوف کھاتا ہی اسلیے کہ اُسکو اتنا شعور ہی کہ انسان مجھپر غالب ہو جاویگا کیونکہ تدابیر اور حیلون کے معلوم کرنے مین مخصوص ہی اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی[ح۱] کہ بوڑھا اپنی قوم مین ایسا ہی جیسا نبی اپنی امت مین - اور یہ بات اسکے مال کی کثرت اور جثہ کے بڑے ہونے اور طاقت کے زیادہ ہونے سے نہین ہوتی بلکہ تجربہ کے زیادہ ہونے سے ہی جو عقل کا ثمرہ ہی اور اسی وجہ سے ترکون اور کُردون اور عرب کے اجلاف اور تمام خلق کے جہال کو دیکھتے ہو کہ باوجودیکہ چوپایون کے مرتبے سے قریب ہی ہوتے ہین مگر اپنی سرشت سے بوڑھون کی توقیر کرتے ہین اور اسی جہت سے جب بعضے معاندون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنا چاہا جب اُنکی نظر آپ کے چہرۂ مبارک پر پڑی اور وہ روشنی مرئیہ چشم بصیرت ہوئی تو تھرا گئے اور نور نبوت آپ کے عارض تابان کا اُنکی نظرون مین جھلکنے لگا گویہ نور عقل کی طرح آپ کی ذات مجمع کمالات مین پوشیدہ تھا غرض کہ عقل کا شرف تو بداہۃً معلوم ہوتا ہی مگر ہمارا قصد یہ ہی کہ جو آیات اور حدیثین اسکے شرف کے باب مین آئی ہون اُنکو ذکر کرین اللہ تعالی نے عقل کا نام نور فرمایا ہی اس آیت مین[ت۲] اللہ نور السموات والارض اور جو علم کہ عقل سے حاصل ہوتا ہی اُسکو روح اور وحی اور حیات سے تعبیر فرمایا چنانچہ ارشاد ہی[ت۳] وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا اور فرمایا[ت۴] اومن کان میتا فاحییناہ وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس اور جہان کہین نور اور تاریکی کا ذکر فرمایا ہی وہان مراد علم اور جہل سے ہی جیسا اس آیت مین[ت۵] یخرجہم من الظلمات الی النور اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین[ح۶] کہ اے لوگو اپنے خدا کو سمجھو اور آپسمین ایک دوسرے کو نصیحت عقل کی کرو اس سے جس بات کا تمکو حکم ہوا ہی اور جس سے منع کیے گئے ہو جان لو گے اور جان لو کہ عقل تمکو تمھارے رب کے پاس بزرگی دیگی اور جان لو کہ عاقل وہ ہی جو اطاعت اللہ تعالی کی کرے اگرچہ صورت مین بُرا اور قدر مین حقیر اور مرتبہ مین کم اور شکستہ حال ہو اور جاہل وہ ہی جو خدا تعالی کی نافرمانی کرے گو صورت کا اچھا اور قدر کا بڑا مرتبہ کا شریف اور خوشحال

---

ح ۱ ابن حبان بروایت ابن عمر و بیہقی بروایت ابی رافع بسند ضعیف ۱۲

ت ۲ اللہ روشنی ہی آسمانون کی اور زمین کی ۱۲

ت ۳ اور اسی طرح بھیجا ہم نے تیری طرف روح اپنے حکم سے ۱۲

ت ۴ بھلا ایک شخص مردہ تھا پھر ہم نے اُسکو زندہ کیا اور دیا اُسکو روشنی کہ لیے پھرتا ہی لوگون مین ۱۲

ت ۵ نکالتا ہی اُنکو اندھیرون سے روشنی مین ۱۲

ح ۶ داؤد بن المحبر ۱۲

اور فصیح وگویا ہو جو شخص خدا تعالی کی نافرمانی کرے اسکی نسبت کر سورا اور بندر زیادہ عاقل ہین اور دنیادار اگر تمھاری تعظیم کرین تو اس سے مغالطہ مین ست آو ورنہ خسارہ والون مین سے ہوجاوکے ساور فرمایا کہ سب سے پہلے خدائے تعالی نے عقل کو پیدا کیا اور اُسکو فرمایا کہ سامنے ہو وہ سامنے ہوئی پھر فرمایا کہ پشت پھیر اُسنے پشت پھیری پھر اللہ تعالی نے فرمایا کہ قسم ہو اپنی عزت اور بزرگی کی کہ مین نے کوئی مخلوق تجھسے زیادہ اپنے نزدیک اکرم نہین پیدا کی مین تجھی سے لونگا اور تجھی سے دونگا اور تیرے ہی سبب سے ثواب دونگا اور تیرے ہی سبب سے عذاب کرونگا اب اگر کوئی یون کہے کہ عقل اگر عرض ہو تو اجسام سے پہلے کیسے پیدا ہوئی اور اگر جوہر ہو تو جوہر کیسے ہوسکتا ہو کہ اپنی ذات سے قائم ہو اور کسی مکان مین نہو تو اسکے جواب مین ہم کہتے ہین کہ عقل کی پیدایش علم مکاشفہ مین سے ہو اسکا ذکر کرنا علم معاملہ مین مناسب نہین اور ہماری غرض علوم معاملہ کے ذکر سے ہی ہو اور حضرت انس سے مروی ہو کہ آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کی تعریف بیان کی گئی یہانتک کہ لوگون نے مبالغہ کیا آپ نے لوگون سے ارشاد فرمایا کہ اُس شخص کی عقل کیسی ہو انھون نے عرض کیا کہ ہم عبادت اور اقسام خیرات مین اس شخص کی محنت آپکی خدمت مین ذکر کرتے ہین اور آپ اُسکی عقل کا حال دریافت فرماتے ہین آپ نے فرمایا کہ احمق آدمی اپنی جہالت کے باعث بدکار کی بدکاری سے زیادہ کرلیتا ہو اور فردائے قیامت مین خدا تعالی سے قریب ہونے کے درجات موافق عقلون ہی کے بلند دیے جاوینگے اور حضرت عمرؓ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کی کمائی مین عقل کی زیادتی کے برابر کوئی چیز نہین یہ عقل کی زیادتی اُسکو ہدایت کی طرف رہنما ہوتی ہو اور ہلاکی سے باز رکھتی ہو اور آدمی کا نہ ایمان پورا ہو نہ دین راست و درست ہو جب تک کہ اُسکی عقل پوری نہو اور ایک حدیث مین یون ارشاد ہو ان الرجل یدرک بحسن خلقہ درجۃ الصائم القائم ولایتم لرجل حسن خلقہ حتی یتم لہ عقلہ فعند ذلک تم ایمانہ واطاع ربہ وعصی عدوہ ابلیس اور حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر چیز کا ایک تکیہ ہو اور ایماندار کا سہارا عقل ہو تو اسکی عبادت اُسکی عقل ہی کے بموجب ہوگی کیا تمنے سنا نہین کہ بدکار دوزخ مین یون کہینگے لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر اور حضرت عمرؓ سے مروی ہو کہ اُنھون نے تمیم داری سے پوچھا کہ تم مین سرداری کیا چیز ہو کہا کہ عقل آپ نے فرمایا کہ تمنے درست کہا مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہی سوال کیا تھا جیسا تمسے کیا اور آپ نے بھی یہی جواب دیا جو تمنے دیا اور پھر ارشاد فرمایا کہ مین نے جبرئیل علیہ السلام سے سوال کیا کہ سرداری کیا چیز ہو جبرئیل نے کہا کہ عقل ہو۔ اور براء بن عازبؓ سے مروی ہو کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے کثرت سے سوال کیے تو آپ نے فرمایا کہ اے لوگو ہر چیز کی ایک سواری ہو اور مرد کی سواری عقل ہو اور تم مین دلیل اور حجت مین بہتر وہ ہو جو عقل مین بڑھکر ہو۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہو کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد سے مراجعت فرمائی تو لوگون کو کہتے سنا کہ فلان شخص فلان سے زیادہ بہادر ہو اور فلان شخص سفر آزمودہ تر ہو جبتک کہ فلان سفر آزمودہ اور تجربہ کار ہو اور دوسری اسی طرح کی باتین کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان باتون کا علم تمکو نہین لوگون نے عرض کیا کہ یہ کس طرح ہو آپ نے فرمایا کہ اُن لوگون نے قتال اسقدر کیا جسقدر اللہ تعالی نے انکو عقل عنایت کی تھی اور اُنکی جیت اور نیت بھی اُنکی عقلون کے بموجب ہوئی پس اُنہین سے جو کوئی پہونچا وہ مقامات مختلف پر پہونچا جب قیامت کا دن ہوگا تو اپنی نیتون اور عقلون کے بموجب مراتب پاوینگے۔ اور براء بن عازبؓ سے مروی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتون نے خدائے پاک کی طاعت مین کوشش اور اجتہاد عقل سے کیا اور ایماندارون نے آدمیون مین سے کوشش اپنی عقلون کے موافق کی تو جو شخص خدا تعالی کی طاعت زیادہ کرتا ہو وہی عقل مین بھی زیادہ ہوتا ہو۔ اور حضرت عایشہؓ فرماتی ہین کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ لوگون کو فضیلت دنیا مین کون سی چیز سے ہو آپ نے فرمایا کہ عقل سے مین نے عرض کیا کہ آخرت مین کس چیز سے ہو آپ نے فرمایا کہ عقل سے مین نے عرض کیا کہ اپنے اعمال کے عوض انکو جزا نہوگی آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے عایشہ انھون نے عمل بھی اتنا ہی کیا ہوگا جتنی اللہ تعالی نے انکو عقل دی ہوگی تو جتنی عقل ملی اُتنے ہی عمل ہونگے اور جسقدر عمل

ح طبرانی نے مختصر روایت کیا ہو ۱۲ ح ابن المحبر و حکیم ترمذی ۱۲ ح ابو الحارث عن داؤد بن المحبر ۱۲ ح آدمی اپنی خوش خلقی سے روزہ دار شب بیداری کا پاتا ہو اور کسی شخص کی خوش خلقی پوری نہین ہوتی جبتک کہ اسکی عقل کامل نہو پس اسوقت اسکا ایمان کامل ہوتا ہو اور اپنے رب کا فرمان بردار اور اپنے دشمن شیطان کا نافرمان ہوتا ہو ۱۲ ح ترمذی مختصر ابن المحبر ۱۲ ح عائشہ ۱۲ ح اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو دوزخ والون مین نہوتے ۱۲ ح حارث عن ابن المحبر ۱۲ ح ابن المحبر ۱۲ ح حکیم ترمذی و دیلمی

کیا ہوگا اسکی جزا ہوگی۔ اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شی کا ایک لازمہ اور سامان ہو اور ایماندار کا سامان اور آلہ عقل ہو اور ہر ایک چیز کی ایک سواری ہو اور مرد کی سواری عقل ہو اور چیز کا رکن ہو اور دین کا رکن عقل ہو اور ہر ایک قوم کی ایک غایت ہو اور بندون کی غایت عقل ہو اور ہر ایک قوم کا ایک نگہبان ہو اور عابدین کا نگاہبان عقل ہو اور ہر سوداگر کی ایک بضاعت ہوتی ہو اور اجتہاد کرنے والون کی بضاعت عقل ہو اور ہر اہل بیت کے لیے ایک منتظم ہو اور صدیقین کے گھر کا منتظم عقل ہو اور ہر جاے کی ایک آبادی ہو اور آخرت کی آبادی عقل ہو اور ہر آدمی کے لیے ایک پیچھے رہنے والا ہوتا ہو جسکی طرف وہ منسوب ہوتا ہو اور اسکے باعث ذکر کیا جاتا ہو اور صدیقون کا پیچھے رہنے والا جسکی طرف کہ وہ منسوب ہون اور جسکے باعث ذکر کیے جاوین عقل ہو اور ہر سفر کے لیے ایک بڑا خیمہ ہوتا ہو اور ایمانداروں کا خیمہ عقل ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایمان والون مین سب سے زیادہ محبوب خدا تعالی کے نزدیک وہ ہو جو اللہ تعالی کی طاعت مین قائم ہو اور اسکے بندون کی خیرخواہی کرے اور اسکی عقل پوری ہو اور اپنے نفس کو نصیحت کرے اور بینا ہو کر بموجب عقل کے زندگی بھر عمل کرے اور فلاح ونجات کو پہونچے اور فرمایا کہ تم مین سے عقل مین کامل تر وہ ہو جو اللہ تعالی سے زیادہ خوف رکھتا ہو اور جس چیز کا اسکو حکم ہوا ہو اور جس سے منع کیا گیا ہو اسمین اسکی نظر سب سے اچھی ہو اگرچہ تطوع مین تمسے کم تر ہو **دوسرا بیان عقل کی حقیقت اور اسکی قسمون کے ذکر مین۔** جاننا چاہیے کہ عقل کی تعریف مین اور اسکی حقیقت کے باب مین لوگون نے اختلاف کیا ہو اور اکثرون نے اس بات کا دھیان نہین رکھا کہ یہ لفظ مختلف معنون پر بولا جاتا ہو اور یہی بات انکے مختلف ہونے کی وجہ ہوئی اور اس باب مین حق ظاہر یہ ہو کہ لفظ عقل مشترک ہو اور چار معنون پر بولا جاتا ہو جیسا لفظ عین چند معنون پر بولا جاتا ہو یا جو اور ایسا ہی لفظ ہو تو یون نہ چاہیے کہ سب اقسام کی ایک تعریف تلاش کیجاوے بلکہ ہر ایک قسم کا حال جدا گانہ کھولنا چاہیے **اول** عقل سے مراد وہ وصف ہو جسکے باعث انسان سب چوپایون سے ممتاز ہو یعنی جسکے باعث علوم نظری کے قبول کرنے اور خفیہ صناعات فکری کے سوچنے کی اسکو استعداد ہوتی ہو اور یہ وہی معنی ہین جو حارث بن اسد محاسبی نے مراد لیے ہین چنانچہ عقل کی تعریف مین انھون نے کہا ہو کہ وہ ایک قوت ہو کہ جس سے آدمی علوم نظری کے ادراک کے لیے مستعد ہوتا ہو اور گویا کہ وہ ایک نور ہو جو دل مین ڈالا جاتا ہو جسکے باعث آدمی ادراک کے قابل ہوجاتا ہو اور جس شخص نے کہ اس تعریف کا انکار کیا اور عقل کو صرف بدیہی علم کے جاننے پر منحصر رکھا اسنے انصاف نہین کیا اسلیے کہ جو شخص علوم سے غافل ہو یا سوتا ہو ان دونون کو عاقل کہتے ہین باوجودیکہ علوم انکو اسوقت نہین ہوتے مگر صرف اس قوت کے موجود ہونے سے عاقل کہلاتے ہین اور جس طرح کہ زندگی ایک قوت ہو کہ جس سے جسم حرکات اختیاری اور ارادی پر مستعد ہوجاتا ہو اور جسکی چیزین ادراک کرتا ہو اسی طرح قوت عقل بھی ایسی ہو کہ جس سے بعض حیوانات علوم نظری کے قابل ہو جاتے ہین اور بالفرض انسان اور گدھے کا قوت طبیعی اور محسوس چیزون کے ادراک کرنے مین برابر کرنا جائز ہو اور یون کہا جاوے کہ ان دونون مین کچھ فرق نہین بجز اسکے کہ اللہ تعالی اپنی عادت جاری کے بموجب انسان مین علوم پیدا کردیتا ہو اور گدھے اور چار پایون مین انکو پیدا نہین کرتا تو یہ بھی جائز ہوسکتا کہ گدھے مین اور جمادات مین زندگی کے باب مین برابر کردی جاوے اور کہا جاوے کہ ان دونون مین اور کچھ فرق نہین بجز اسکے کہ خدا تعالی گدھے مین خاص حرکتین بموجب اپنی عادت جاری کے پیدا کردیتا ہو کیونکہ اگر کوئی گدھا مردہ پتھر فرض کرلیا جاوے تو واجب ہوگا کہ جو حرکت اس سے معلوم ہوتی ہو اسکو یون کہا جاوے کہ اللہ تعالی اس حرکت کو اسمین جس ترتیب سے کہ سوجھتی ہو پیدا کرنے پر قادر ہو اور جسطرح کہ یہ کہنا واجب ہو کہ گدھے اور جماد کی حرکات مین یہی فرق ہو کہ گدھے مین ایک قوت خاص ہو جسکو حیات کہتے ہین اسی طرح انسان کو چوپایہ سے ممتاز ہونے مین کہنا چاہیے کہ انسان علوم نظری کے ادراک کرنے مین ایک قوت رکھتا ہو جسکو عقل کہتے ہین اور عقل مثل آئینہ ہو جو دوسری چیزون سے اس بات مین ممتاز ہو کہ صورتون اور رنگون کی نقل کردیتا ہو اور ان صورتون وغیرہ کا اسمین منعکس

ہونا ایک صفت خاص کی جہت سے ہی جو جلا کہلاتی ہی اسی طرح آنکھ بھی بینائی سے اُن صفات اور حالات مین علیحدہ ہی جنسے اُسکو لیاقت دیکھنے کی ہوئی ہی اور اس قوت کو علوم کی طرف وہ نسبت ہی جیسے آنکھ کو ہی نگاہ کی طرف اور قرآن و شریعت کو اس قوت کی طرف علوم کے واضح ہونے مین وہ علاقہ ہی جیسے آفتاب کی روشنی کو نور نگاہ سے ہی پس اس قوت کو اسی طرح سمجھنا چاہیے دوم عقل سے مراد وہ علوم ہین جو تمیز دار لڑکے کی ذات مین ہوا کرتے ہین یعنی جائز چیزون کے جائز ہونے اور محال چیزون کے محال ہونے کا علم مثلاً اس بات کا علم کہ دو زیادہ ہین ایک اور ایک شخص کا ایک ہی وقت مین دو جگہ رہنا ممکن نہین اور یہ معنی وہ ہین کہ بعض اہل کلام نے عقل کی تعریف مین مراد لیے ہین چنانچہ کہا ہی کہ عقل بعض بدیہی علوم ہین جیسے جائز چیزون کے ہوسکنے کا علم اور محال باتون کے محال ہونے کا علم ہی اور یہ معنی بھی فی نفسہ درست ہین اسلیے کہ یہ علوم موجود ہین اور انکو عقل کہنا بھی ظاہر ہی مگر خرابی اس مین ہی کہ اُس قوت مذکورۂ بالا کا انکار کیا جاوے اور کہا جاوے کہ بجز ان علوم بدیہی کے عقل اور کچھ نہین سوم عقل اُن علوم کو کہتے ہین جو حالات روزمرہ کے دیکھنے سے اور اُنکے تجربون سے حاصل ہووین کیونکہ جو شخص تجربون مین مشاق اور طریقون سے واقف ہوجاتا ہی اُسکو رسم کے بموجب عاقل کہا کرتے ہین اور جو تجربہ وغیرہ سے متصف نہین ہوتا اُسکو جاہل اور غبی اور ناتجربہ کار کہا کرتے ہین غرض کہ علوم تجربہ کی بھی ایک جداگانہ قسم علوم کی ہی جسکو عقل کہا کرتے ہین چہارم عقل اُسکو کہتے ہین کہ اس قوت طبیعی کی طاقت اتنی ہوجاوے کہ امور کے انجامون کو جاننے لگے اور جو خواہش کہ سردست کی لذت کی خواہان ہو اُسکو اکھاڑ دے اور دبائے رکھے جب یہ قوت آدمی مین آجاتی ہی تو اُس قوت والے کو عاقل کہتے ہین اس اعتبار سے کہ وہ اُمور پر اقدام اور جرأت اس طرح کرتا ہی جس طرح کہ انجامون کا فکر مقتضی ہی یہ نہین کہ بموجب سردست کی خواہش کے مرتکب ہوجاوے اور یہ قسم ہی انسان کے خواص مین سے کہ انسان اور حیوانون سے علیحدہ ہی حاصل یہ کہ اول معنی عقل کے تو سب کی جڑ اور بنیاد اور منبع ہی اور دوسری اول کی فرع اور اس سے قریب ہی اور تیسری اول اور دوم کی فرع ہین اسلیے کہ قوت طبیعی اور علوم بدیہی سے تجربون کا علم حاصل ہوتا ہی اور چوتھی معنی ثمرۂ آخری اور علت غائی ہی پس اول کی دونون عقلین تو سرشتی ہین اور اخیر کی دونون کسب سے حاصل ہوتی ہین اور اسی لیے حضرت علیؓ نے فرمایا ہی **قطعہ**

دو ہین عقلین میرے نزدیک اے پسر ٭ ایک طبعی ایک سمعی یاد کر ٭ فائدہ سمعی سے کچھ ہوتا نہین ٭ جب نہو طبعی کا دل مین کچھ اثر ٭ جیسے سورج سے نہین کچھ منفعت ٭ گر نہووے آنکھ مین نور نظر ٭

اور اول مراد ہی اس قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین[1] اللہ تعالی نے کوئی مخلوق اپنے نزدیک بزرگ تر عقل سے نہین پیدا کی اور چوتھی قسم مراد ہی اس حدیث[2] شریف مین کہ جب آدمی اقسام نیکی اور اعمال صالحہ سے تقرب حاصل کرین تو تو اپنی عقل سے تقرب حاصل کر اور یہی مراد ہی اس ارشاد مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو[3] درداءؓ کو فرمایا کہ تو عقل مین زیادہ ہوتا کہ اپنے رب سے قرب مین زیادہ ہوجاوے اُنھون نے عرض کیا کہ فدا ہون آپ پر میرے ما اور باپ مجھسے یہ کیسے بن آویگا آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالی کے محارم سے اجتناب کر اور اُسکے فرائض ادا کر تو عاقل ہوجاویگا اور اعمال مین سے نیک کو کیا کر تو اس دنیا مین تیری بڑائی اور کرامت بڑھیگی اور اُنکی جہت سے اپنے رب کریم کا قرب اور عزت تجکو حاصل ہوگی سا اور سعید بن مسیبؓ سے مروی[4] ہی کہ حضرت عمر اور ابی بن کعب اور ابوہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگون مین سے زیادہ عالم کون ہی آپ نے فرمایا کہ عاقل عرض کیا کہ سب مین عابد زیادہ کون ہی آپ نے فرمایا کہ عاقل پھر عرض کیا کہ سب مین افضل کون ہی آپ نے فرمایا کہ عاقل اُنھون نے عرض کیا کہ عاقل وہی نہین جو مروت کامل رکھتا ہو اور ظاہر مین فصیح ہو اور ہاتھ کا سخی اور منزلت مین بڑا آپ نے فرمایا کہ یہ سب باتین تو دنیا کی زندگی کی چیزین ہین اور خدائے تعالی کے نزدیک متقیون کے لیے آخرت بہتر ہی عاقل وہ ہی جو متقی ہو اگرچہ دنیا مین خسیس اور ذلیل ہو سا اور ایک اور حدیث[5] مین ارشاد ہی کہ عاقل وہی ہی جو اللہ تعالی پر ایمان لاوے اور اُسکے رسولون کی تصدیق کرے اور اُسکی طاعت بجا لاوے راوی ٹھیک ایسا معلوم ہوتا ہی کہ لفظ عقل اصل لغت مین اور استعمال مین اُسی قوت جبلی کے لیے موضوع تھا اور علوم پر جو استعمال ہوا تو صرف

[1] ح حکیم ترمذی بروایت حسن از چند صحابہ بسند ضعیف
[2] ح ابونعیم بسند ضعیف
[3] ح ابن المحبر
[4] ح ابن المحبر
[5] بروایت سعید بن المسیب مرسلاً

اسی جہت سے کہ علوم اُس قوت کے ثمرات ہین جیسے چیز کی تعریف اُسکے ثمرہ سے کردیا کرتے ہین مثلاً کہدیتے ہین کہ علم خوف خدا ہی اور عالم
وہی ہی جو خداے تعالی سے ڈرے اس لیے کہ خوف خدا علم کا ثمرہ ہی اسی طرح لفظ عقل کو اگر اُسکے کسی ثمرہ پر بول دین تو یہ بھی مجاز کی طرح پر ہوگا
مگر ہمکو مقصود لغت کی بحث سے نہین بلکہ یہ مطلب ہی کہ عقل کی یہ چارون قسمین موجود ہین اور لفظ عقل ان سب پر بولا جاتا ہی اور ان چارون مین سے
بجز اول قسم کے اور کسی کے وجود مین اختلاف نہین اور صحیح یہی ہی کہ وہ بھی موجود بلکہ سبکی اصل ہی اور یہ علوم سب کے سب اُس قوت سرشتی مین آئے
ہوے ہین لیکن ظاہر جب ہوتے ہین کہ کوئی سبب ایسا ہو جو انکو موجود کردے یہان تک کہ یہ علوم ایسے تو نہین ہین جو اس قوت پر باہر سے
آتے ہون تو ضرور ہی کہ اسمین چھپے ہوے ہون اور پھر کسی وجہ سے ظاہر ہو جاوین اور اسکی مثال ایسی ہی جیسے پانی کہ کنوان کھودنے سے نکل
آتا ہی اور جمع ہوکر محسوس ہو جاتا ہی یہ نہین کہ باہر سے اُسمین کوئی چیز اُسکے لیے ڈالی جاتی ہو اسی طرح بادام مین تیل اور گلاب کے پھول مین گلاب
رہتی ہی اور اسی بنا پر اللہ تعالی نے فرمایا ہی واذ اخذ ربک من بنی ادم من ظہورہم ذریتہم واشہدہم علی انفسہم الست بربکم قالوا بلی اس آیت مین
مراد اقرار وحدانیت سے نفسون کا اقرار ہی نہ زبانون کا کیونکہ زبانی اقرار کے اعتبار سے تو کوئی مقر ہی اور کوئی منکر اور ایسا ہی حال ہی اس ارشاد
خداوندی مین ولئن سالتہم من خلقہم لیقولن اللہ یعنی اگر اُسکے احوال کا اعتبار کیا جاوے تو اُنکے نفس اور باطن اُسکے شاہد ہونگے اور فرمایا فطرۃ اللہ
التی فطر الناس علیہا یعنی ہر آدمی کی سرشت اسی بات پر ہوئی ہی کہ خداے عزوجل پر ایمان لاوے بلکہ چیزون کو اُنکی ماہیت کے بموجب پہچانے
یعنے سرشت انسانی گویا کہ اس معرفت کے متضمن ہی اسلیے کہ اسمین لیاقت اسکے ادراک کی بہت قریب ہی پھر چونکہ سرشت کے اعتبار سے
ایمان نفسون مین گڑا ہوا ہی اسی لیے لوگون کی دو قسمین ہوئین ایک وہ جنہنے روگردانی کی اور اپنی سرشت کی چیز کو بھول گیا تو وہ کافر ہین اور ایک
وہ جنہنے اپنے خیال کو دوڑایا اور اسکو یاد آگیا جیسے کوئی گواہ بدا جاتا ہی اور کسی غفلت کی وجہ سے اس امر کو بھول جاتا ہی پھر یاد آجاتا ہی اور اسی
وجہ سے اللہ تعالی نے یاد دہانی کے لفظ بہت جا ارشاد فرمائے جیسے لعلہم یتذکرون اور ولیذکر اولوا الالباب اور واذکروا نعمۃ اللہ علیکم ومیثاقہ
الذی واثقکم اور ولقد یسرنا القران للذکر فہل من مدکر اور اس قسم کا نام تذکر رکھنا بعید نہین کہ تذکر دو قسم ہی ایک یہ کہ صورت دل مین حاضر ہو اور
وجود کے بعد جاتی رہی ہو اسکو یاد کرے اور دوسری یہ کہ وہ صورت سرشت سے آدمی مین آئی ہوئی ہو اسکو یاد کرے اور یہ حقیقتین اُس شخص کے
سامنے جو نور عقل سے دیکھتا ہی ظاہر ہین اور جسکا تکیہ تقلید اور سننے پر ہی نہ کشف اور دیکھنے پر اُسپر البتہ یہ باتین ثقیل ہین اور اسی واسطے اُسکو دیکھتے
ہو کہ ان جیسی آیتون مین خبط مین پڑتا ہی اور تذکر کے معنون اور نفوس کے اقرار کی تاویل مین طرح طرح کے تکلف کرتا ہی اور احادیث اور آیات
مین اُسکے خیال مین بہت سے اختلافات معلوم ہونے لگتے ہین اور کبھی یہ امر اتنا اُسپر غالب ہوتا ہی کہ اُنکو بچشم حقارت دیکھتا اور اُنمین بے معنی
اور لغو ہونے کا معتقد ہو جاتا ہی ایسے شخص کی مثال ایسی ہی جیسے کوئی اندھا کسی گھر مین جاوے اور برتن جو اُسمین بترتیب رکھے ہون اُنپر پھسل
پڑے اور کہے کہ یہ برتن راہ مین سے کیون نہین علیحدہ کیے جاتے اور اپنے موقع پر کیون نہین رکھے جاتے تو اُس سے یہ کہا جاوے کہ برتن
تو سب اپنے ٹھکانے ہین مگر نظر کا خلل ہی یہی حال نظر باطنی کا ہی کہ اُسکے نقصان کے باعث آیات اور احادیث مین اختلاف اور ابتری سوجھی ہی
حالانکہ اُنمین اختلاف کچھ نہین اپنی عقل کا قصور ہی بلکہ نظر باطن کا نقصان بہ نسبت آنکھ کے نقصان کے زیادہ اور بڑا ہی اسلیے کہ نفس مثل سوار
کے ہی اور بدن مثل گھوڑے کے ہی اور ظاہر ہی کہ سوار کا اندھا ہونا بہ نسبت گھوڑے کے اندھے ہونے کے زیادہ مضر ہی اور باطن کی بصیرت
کو ظاہر کی بصارت سے مشابہت کے لیے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ما کذب الفواد ما رای اور فرمایا وکذلک نری ابراہیم ملکوت السموات
والارض اور اسکی ضد کو نابینائی فرمائی چنانچہ ارشاد فرمایا فانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور اور فرمایا ومن کان فی ہذہ
اعمی فہو فی الاخرۃ اعمی واضل سبیلا اور یہ امور جو انبیا علیہم السلام کو ظاہر ہوے تھے وہ بعض تو چشم ظاہر کے سبب سے اور بعضے چشم باطن
سے معلوم ہوے تھے مگر سبکا نام دیکھنا ہی فرمایا۔ حاصل یہ کہ جسکی چشم بصیرت پکی نہوگی اُسکو دین سے بجز پوست اور مثالون کے اور کچھ

نہ آویگا اُسکے مغز اور حقیقت کو نہ پہونچیگا یہ بیان واقعی اُن الفاظ کا ہوا جپر لفظ عقل بولا جاتا ہی تیسرا بیان لوگون مین عقل کے کم زیادہ ہونے
کے ذکر مین عقل کے کم زیادہ ہونے کے باب مین بھی لوگون نے اختلاف کیا ہی مگر جن لوگون کو علم کم ہی اُنکی تقریر کے نقل کرنے سے کیا فائدہ
اہم اور مناسب یہ ہی کہ جو امر حق صریح ہو اُسکے بیان کرنے کی طرف متوجہ ہون۔ تو اس باب مین حق صریح یہ ہی کہ کمی زیادتی عقل کی سب قسمون
مین سوائے قسم دوم کے ہو سکتی ہی یعنی علم بدیہی جائز چیزون کے ہو سکنے اور محالات کے ممتنع ہونے کا ایسا ہی کہ اسمین کمی بیشی نہین مثلاً جو
یہ جانیگا کہ دو ایک سے زیادہ ہین وہ یہ بھی جانیگا کہ ایک جسم کا دو جگہ مین ہونا محال ہی اور ایک ہی چیز کا قدیم اور حادث ہونا نہین ہو سکتا اسی طرح
اور مثالین اور وہ امور ہین جنکو محقق طور پر بدون شک کے معلوم کرے مگر تین قسمون باقی مین کمی بیشی ہوتی ہی جیسے چوتھی قسم یعنی قوت کا اس درجہ پر
زیادہ ہونا کہ شہوات کو اکھاڑ دے اسمین ظاہر ہی کہ لوگ متفاوت ہوتے ہین بلکہ اس باب مین صرف ایک شخص کے حالات مین بھی کمی بیشی ہوا
کرتی ہی اور یہ تفاوت کبھی تو شہوت کے تفاوت کی جہت سے ہوا کرتا ہی کیونکہ عاقل کبھی بعض شہوات کے چھوڑنے پر قادر ہوتا ہی اور بعض
پر نہین ہوتا گو انکا ترک کرنا کچھ امر محال نہین مثلاً جوان آدمی زنا کے ترک سے عاجز ہوتا ہی اور جب بڑا ہو جاتا ہی اور اسکی عقل پوری ہو جاتی ہی
تب اُسکے چھوڑنے پر قادر ہوتا ہی اور شہوت نمود اور ریاست کے بڑے ہونے سے قوت مین بڑھتی جاتی ہی نہ ضعف مین اور کمی بیشی اس
قسم کی کبھی اس وجہ سے ہوتی ہی کہ شہوت کا ضرر جس علم سے معلوم ہوتا ہی اُسمین تفاوت ہوتا ہی اور اسی وجہ سے بعض مضر کھانون سے
طبیب تو پرہیز کرنے پر قادر ہوتا ہی اور دوسرا شخص جو عقل مین طبیب کے برابر ہوتا ہی اُس سے نہین ہو سکتا کہ پرہیز کرے گو اُسکو فی الجملہ
اعتقاد ہوتا ہی کہ اس کھانے مین ضرر ہی مگر چونکہ طبیب کا علم کامل ہی اس وجہ سے اُسکا خوف بھی زیادہ ہوتا ہی تو اس صورت مین خوف
شہوت کے اکھاڑنے مین عقل کا سپاہی اور سامان ہو جاتا ہی اسی طرح جاہل کی نسبت کر عالم گناہون کے چھوڑنے پر زیادہ قدرت رکھتا ہی
کیونکہ معاصی کے ضرر کو خوب جانتا ہی اور ہماری غرض عالم سے عالم حقیقی ہی جبہ بازا اور ریکبون سے مقصود نہین پس اگر تفاوت شہوت کی
جہت سے ہی تب تو عقل کے تفاوت کی طرف رجوع نہ کریگا اور اگر علم کی جہت سے ہوگا تو ہم اس قسم کے علم کو بھی عقل کہہ چکے ہین اس جہت
سے کہ یہ علم قوت طبیعی کی طاقت کو بڑھاتا ہی تو گویا اس علم کا تفاوت بعینہ عقل کا تفاوت ہوا اور کبھی یہ تفاوت صرف عقل کی قوت مین
تفاوت ہونے کی جہت سے ہوتا ہی مثلاً جب وہ قوت قوی ہوگی تو ظاہر ہی کہ شہوت کا قلع و قمع بھی بہت کریگی۔ تیسری قسم جو علم تجربون
کا ہی اُسمین بھی لوگ کم و بیش ہوتے ہین بعضے جلد بات کو پا جاتے ہین اور اُنکی رائے اکثر ٹھیک ہی ہوتی ہی اور بعضے ایسے نہین ہوتے پس
اس قسم مین تفاوت کا انکار نہین ہو سکتا کہ ظاہری تفاوت یا تو اختلاف طبیعت کے باعث ہوگا یا مواظبت کے تفاوت کی وجہ سے۔
اور قسم اول جو اصل ہی یعنی قوت طبیعی تو اُسکے متفاوت ہونے مین انکار کو راہ نہین کیونکہ اُسکا حال مثل ایک نور کے ہی جو نفس پر چمکتا ہی
اور اسکا مطلع اور ابتداء چمک سن تمیز کے وقت ہوتا ہی پھر ہمیشہ بڑھتا اور زیادہ ہوتا رہتا ہی یہانتک کہ آہستہ آہستہ قریب چالیس برس کی
عمر کے کامل ہو جاتا ہی اور اُسکی مثال ایسی ہی جیسے صبح کی روشنی کہ ابتدا مین ایسی خفیہ ہوتی ہی کہ اُسکا معلوم کرنا مشکل پڑتا ہی پھر بتدریج بڑھتی
جاتی ہی یہانتک کہ آفتاب کے نکلنے پر پوری ہو جاتی ہی اور فرق کمی بیشی کا نور بصیرت مین مثل آنکھ کے نور کے ہی کہ چندھے اور تیز بینائی والے مین
فرق معلوم ہوتا ہی بلکہ خدا تعالی کی عادت اپنی مخلوق مین اسی طرح جاری ہی کہ ایجاد بتدریج ہوتا ہی یہانتک کہ قوت شہوت لڑکے مین بالغ ہونے کے
وقت یکبارگی نہین ظاہر ہوتی بلکہ تھوڑی تھوڑی ظاہر ہوتی ہی اسی طرح سب قوتون اور صفتون کا حال جاننا چاہیے پس جو شخص کہ اس
قوت طبیعی مین کمی بیشی کا منکر ہو وہ گویا دائرہ عقل سے خارج ہی اور جو شخص یہ سمجھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل ایسی ہی تھی جیسے
کسی قصباتی یا گنوار کی ہوتی ہی تو وہ شخص خود گنوار سے کمتر ہی اس قوت مین کمی بیشی کا انکار کیسے ہو سکتا ہی اگر اُسمین تفاوت نہوتا تو علوم
کے سمجھنے مین لوگ متفاوت کیون ہوتے اور ایسے کیون ہوتے کہ کوئی تو کم ذہن ہو کہ بہت سا سمجھانے اور استاد کے مغز مارنے سے

سمجھے اور کوئی ذہن تیز ہوکہ ادنی رمز واشارہ مین سمجھ جاوے اور کوئی ایسا کامل ہو کہ خود اسکے نفس سے امور کے حقائق جوش مارتے ہون سیکھنے کی نوبت نہ پہونچے جیسا اللہ تعالی نے فرمایا ہی یکاد زیتھا یضیئ ولولم تمسسہ نار نور علی نور اور یہ لوگ کاملین انبیا علیہم السلام ہین کہ انکو وہ باریک باتین خود انکے دلون مین بدون سیکھنے اور کسی سے سننے کے کھل جاتی ہین انکو الہام سے تعبیر کیا کرتے ہین اور اسی جیسی بات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد مین بیان فرمایا کہ روح القدس نے میرے دل مین ڈالدیا ہی کہ جسکو تم چاہو دوست بنا لو اس سے تمکو جدا ہونا ہوگا اور جتنا چاہو جی لو تم مرنے والے ہو اور جو عمل چاہو کرو اسکی جزا تمکو ہوگی ۔ اور فرشتون کا نبیون کو اس طرح خبر دینا وحی سے علیحدہ ہی اس لیے کہ وحی مین کان سے آواز کا سننا اور آنکھ سے فرشتے کا دیکھنا ہوتا ہی اور الہام مین یہ بات نہین اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا کہ دل مین ڈال دیا اور لفظون سے ارشاد نہین فرمایا اور وحی کے درجات بہت سے ہین اور انمین خوض کرنا علم معاملہ کے مناسب نہین بلکہ علم مکاشفہ سے متعلق ہی اور تم یہ گمان مت کرنا کہ وحی کے درجات کا معلوم کرلینا وحی کے رتبے کا مقتضی ہوتا ہی اسلیے کہ کسی چیز کا جاننا اور چیز ہی اور اسکا پا جانا اور چیز مثلاً کچھ بعید نہین کہ کوئی طبیب بیمار صحت کے درجات سے واقف ہو اور عالم بدکار عدل ہونے کے درجات جانتا ہو حالانکہ طبیب مین صحت اور عالم مذکور مین عدالت کا وجود نہین اسی طرح جو شخص کہ نبوت اور ولایت کو جان لے وہ ضرور نہین کہ نبی اور ولی ہو جاوے یا جو تقوی اور ورع کو پہچانے تو وہ متقی ہووے اور آدمیون مین سے بعض کا ایسا ہونا کہ خود اپنے نفس سے تنبہ ہو کر سمجھ لے اور بعض بدون تنبیہ اور تعلیم کے نہ سمجھین اور بعض کو تنبیہ اور تعلیم بھی کارگر نہو اسکی مثال ایسی ہی جیسے زمین ہوتی ہی کہ اسکی بھی تین قسمین ہین ایک تو وہ ہی جسمین پانی جمع ہوتا ہی اور روز بڑہتا ہی اور خود چشمہ اسمین سے بہنے لگتا ہی اور دوسری قسم وہ ہی جسمین حاجت کنوان کھودنے کی ہوتی ہی اور پانی بدون کھودنے کے نہین نکلتا اور تیسری وہ قسم ہی کہ اسمین کھودنے سے بھی پانی نہین نکلتا خشک ہی رہتی ہی اور اس تقسیم ہونے کی وجہ یہ ہی کہ زمین کے جوہر اپنی صفتون مین مختلف ہوتے ہین اسی طرح حال نفسون کا قوت عقل کے مختلف ہونے مین ہی اور عقل کی کمی بیشی پر دلیل نقلی وہ روایت ہی کہ حضرت عبد اللہ بن سلام رض سے مروی ہی کہ انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے ایک حدیث طویل فرمائی اور اسکے آخر مین عرش کی عظمت کو مذکور فرمایا اور یہ کہ فرشتون نے خدا تعالی سے عرض کیا کہ الہی تو نے کوئی چیز عرش سے بھی بڑی پیدا کی ہی ارشاد فرمایا کہ ہان عقل عرش سے بڑی ہی عرض کیا کہ اسکی مقدار کتنی ہی حکم ہوا کہ اسپر تمھارا علم محیط نہو گا تمکو بالو کے شمار کا علم ہی عرض کیا کہ نہین اللہ تعالی نے فرمایا کہ مین نے عقل کو بھی موافق شمار ریگ کے مختلف پیدا کیا ہی کہ بعضے لوگون کو ایک رتی ملی ہی اور بعضون کو دو اور کسی کو تین اور کسی کو چار رتی بھر اور کوئی ایسا ہی جسکو ایک فرق کی مقدار یعنی قریب آٹھ سیر کے عنایت ہوئی اور بعض کو ایک وسق یعنی اونٹ کے لادنے کے برابر اور کسی کو اس سے بھی زائد مرحمت ہوئی اب اگر یہ کہو کہ جب عقل کا یہ حال ہی تو صوفی عقل کو اور معقول کو کیون برا کہتے ہین تو اسکی وجہ یہ ہی کہ لوگون نے لفظ عقل اور معقول کو اصلی معنی چھوڑ کر مجادلہ اور مناظرہ کے واسطے نقل کر لیا ہی جسکو فن کلام کہتے ہین کہ اب معقول یہی رہ گیا ہی کہ جھگڑنا اور طرف ثانی کا الزام دینا ہو سکے تو صوفیون سے یہ تو ہو نہ سکا کہ لوگون سے یہ تقریر کرتے کہ تمنے اس علم کو غلطی سے معقول ٹھہرا لیا ہی اسلیے کہ یہ بات تو لوگون کے دل مین جم گئی ہی اور زبان پر رائج تو صوفیون کے غلط بتانے سے انکے دلون سے کب مٹ سکتی تھی اس لیے انھون نے عقل اور معقول کی مذمت کی جسکو کہ لوگ عقل اور معقول کہتے ہین ورنہ نور بصیرت باطنی جس سے کہ اللہ تعالی کو پہچانا جاتا ہی اور اسکے رسولون کی تصدیق کی جاتی ہی اسکی مذمت کیسے متصور ہو سکتی ہی اسکی تعریف تو خداے تعالی نے خود فرمائی ہی اگر اسی کی مذمت کیجاویگی تو تعریف کونسی چیز کی ہوگی کیونکہ اگر شرع قابل تعریف ہی تو اسکی درستی کا علم کونسی چیز سے ہی اگر اسی بری عقل سے ہی جسپر کہ اعتبار نہین تو شریعت بھی بری ٹھہرتی ہی اور اگر کوئی کہے کہ شریعت کی صحت کا علم چشم یقین اور نور ایمان سے

معلوم ہوتا ہی تو اس قول پر لحاظ نہ کرنا چاہیے اسلیے کہ ہماری غرض جو کچھ عقل سے ہی وہی عین الیقین اور نور ایمان سے ہی یعنی وہ صفت باطنی جس سے کہ آدمی چوپایون سے ممتاز ہوتا ہی یہانتک کہ اُسی کے باعث امور کی حقیقتین معلوم کرتا ہی۔ اور اکثر اسطرح کے خبط ان لوگون کی جہالت سے اُٹھتے ہین جو حقیقتون کو الفاظ سے طلب کرتے ہین اور چونکہ الفاظ مین لوگون کی اصطلاحین خبط ہو رہی ہین اسلیے وہ بھی خبط کرتے ہین۔ عقل کے بیان مین اسقدر کلام کافی معلوم ہوتا ہی واللہ اعلم۔ باب العلم خدا تعالی کی عنایت سے پورا ہوا اسکے بعد دوسرا باب قواعد عقائد کا مذکور ہوتا ہی انشاءاللہ تعالی والحمد للہ اولا و آخرا و صلی اللہ علی سیدنا محمد و علی کل عبد مصطفی من اہل الارض والسماء

## دوسرا باب عقائد کے قاعدون مین اور اسمین چار فصلین ہین

**رباعی** اسلام زبانی سے برآمد نہین کار ٭ صحت پہ عقائد کے ہی ایمان کا مدار ٭ تاثیر دوا کی ہوتی ہی پینے سے ٭ کب نام لیے سے ہووے اچھا بیمار

**فصل اول** بیان مین عقیدۂ اہل سنت کے درباب دو جملون کلمۂ طیبہ یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے جنکی گواہی دینی اسلام کے پانچون رکنون مین سے ایک رکن ہی جاننا چاہیے کہ اول جملہ اس کلمۂ طیبہ کا توحید پر متضمن ہی اور دوسرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر اسلیے دونون کی تفصیل جدا جدا لکھتے ہین **پہلا جملہ توحید** پر مشتمل ہی اسمین یہ باتین چاہیین **اول وحدانیت** یعنی یہ جاننا کہ خدا تعالی اپنی ذات مین اکیلا ہی کوئی اسکا شریک نہین یکتا ہی کوئی اس جیسا نہین صمد ہی کوئی اسکا مقابل نہین نرالا ہی کوئی اسکے جوڑ کا نہین قدیم اور ازلی ہی جسکا اول اور ابتدا نہین ہمیشہ کو قائم ابدی ہی جسکا آخر اور انتہا نہین قیوم ہی کہ اسکو انقطاع نہین اور دائم ہی جسکو کبھی فنا نہین بزرگی کی صفتون سے موصوف ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہیگا زمانون اور مدتون کے گذرنے اور طے ہو جانے سے اسکو نہین کہہ سکتے کہ ہو چکا بلکہ وہی سب سے اول اور وہی سب سے پیچھے اور وہی ظاہر اور وہی باطن ہی **دوم تنزیہ** یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ خدا تعالی نہ جسم صورت دار ہی نہ جوہر محدود اور ذی مقدار منقسم ہو سکنے مین اجسام کا مشابہ نہین نہ خود جوہر ہی نہ اسمین کوئی جوہر حلول کیے ہوے ہی اور نہ وہ عرض ہی نہ اسمین کوئی عرض حلول کیے ہوے بلکہ نہ وہ کسی موجود کے مشابہ ہی نہ اسکے کوئی موجود مانند نہ اسکے جوڑ کا کوئی نہ وہ کسی کے جوڑ کا نہ وہ کسی مقدار مین محدود ہوا اور نہ اطراف و جہات اسکو محیط ہون اور نہ آسمان و زمین اسکو گھیر سکین اور یہ کہ وہ عرش پر اُس طرح ہی جس طرح کہ اُسنے خود فرمایا اور جس اعتبار سے کہ اُسنے قصد کیا ہی یعنی عرش کو چھونے اور اسپر جمنے اور جگہ پکڑنے اور اسمین حلول کرنے اور دوسری جگہ ٹلنے سے پاک ہی عرش اسکو نہین اُٹھاتا بلکہ عرش اور حاملین عرش سب کو اسکی لطف قدرت اُٹھائے ہوے ہی اور سب اُسکے قبضۂ قدرت مین دبے ہوے ہین اور وہ عرش اور آسمان اور حدود زمین تک کی سب چیزون کے اوپر ہی اور اسکی فوقیت اس طرح کی ہی کہ اُس سے اسکو نہ عرش سے قرب ہوا اور نہ زمین سے دوری بلکہ عرش اور آسمان کے نزدیک ہونے اور زمین اور خاک سے دور ہونے سے اسکے مراتب بلند ہین اور باوجود اسکے وہ ہر موجود چیز سے قریب ہی اور بندے کی رگ گردن سے بھی قریب تر ہی اور سب چیزون کے پاس موجود کیونکہ اسکی نزدیکی اجسام کے نزدیک ہونے کے مشابہ نہین جسطرح کہ اسکی ذات اجسام کی ذات سے مشابہ نہین اور یہ کہ وہ کسی چیز مین حلول نہین کرتا اور نہ اسمین کوئی چیز حلول کرے اس بات سے برتر ہی کہ اسکا محیط کوئی مکان ہو جیسے اس بات سے پاک ہی کہ کوئی وقت اسکو گھیر سکے بلکہ وہ مکان اور زمان کے بننے سے پیشتر موجود تھا اور وہ اب بھی ویسا ہی ہی جیسا پہلے تھا اور یہ کہ وہ اپنی مخلوق سے اپنی صفات سے جدا ہی نہ اسکی ذات مین اسکے سوا دوسرا اور نہ کسی دوسرے مین اسکی ذات اور یہ کہ وہ بدلنے اور انتقال سے مقدس ہی نہ حوادث اسمین حلول کرین نہ عوارض آمیز نزول بلکہ وہ اپنی بزرگی صفات مین فنا اور زوال سے ہمیشہ منزہ رہتا ہی اور اپنی صفات کمال مین کسی زیادتی کی اسکو حاجت نہین جس سے اسکا کمال پورا ہوا اور یہ کہ عقلون کے سبب سے اسکا وجود بذات خود معلوم ہی اور اسکا انعام اور احسان

اچھے لوگون پر جنت مین یہ ہی کہ اپنی دولت دیدار اور لذت رویت کو پورا کرنے کے لیے اپنی ذات کو آنکھون سے دکھاویگا سوم زندگی اور قدرت یعنی یہ اعتقاد کرنا کہ اللہ تعالی زندہ اور قادر ہی اور جبار اور قاہر نہ اُسکو ماندگی عارض ہو نہ قصور اور نہ غفلت ہو نہ خواب نہ فنا اُسپر آوے نہ موت وہی ہی ملک اور ملکوت والا اور عزت وجبروت کا مالک سلطنت اور قہر اور خلق اور امر سب اسیکا ہی آسمان اُسکے دہنے ہاتھ مین لپٹے ہین اور مخلوقات سب اُسکی مٹھی مین وہ بے پیدا کرنے اور اختراع مین وہی نرالا ہی اور ایجاد اور ابداع مین وہی یکتا خلق کو اور اُنکے اعمال کو پیدا کیا اور اُنکے رزق اور موت کا اندازہ مقرر فرمایا کوئی قدرت کی چیز اُسکے قبضے سے جدا نہین اور نہ اُسکی قدرت سے کامون کے تغیرات علیحدہ نہ اُسکی قدرت کی چیزون کا احصا ہو سکتا ہی نہ اُسکے معلومات کی انتہا **چہارم علم** یعنے یہ جاننا کہ خداتعالی سب معلومات کو جانتا ہی زمین کی تہون سے لیکر آسمانون کے اوپر تک جو کچھ ہوتا ہی سب پر محیط ہی اُسکے علم سے ایک ذرہ بھر بھی آسمان اور زمین مین چھپتا نہین بلکہ کالی رات مین سخت پتھر پر چینٹی کے رینگنے کو اور ہوا کے بیچ مین ذرہ کے چلنے کو جانتا ہی چھپی اور کھلی بات کو معلوم کر لیتا ہی اور دلون کے وسوسون اور خطرون کے حرکات اور باطن کے پوشیدہ اسرار پر مطلع ہوتا ہی اُسکا علم قدیم ازلی ہی جس سے وہ ازل الآزال مین موصوف رہا ہی ایسا علم نہین کہ اُسکی ذات مین حلول اور انتقال سے نیا پیدا ہوا ہو **پنجم ارادہ** یعنی یہ اعتقاد کرنا کہ خدائے تعالی نے کائنات کو ارادے سے بنایا اور نوپیدا چیزون کا انتظام وہی کرتا ہی کہ ملک اور ملکوت مین جو کچھ تھوڑا یا بہت چھوٹا یا بڑا خیر یا شر نفع یا ضرر ایمان یا کفر معرفت یا جہالت کامیابی یا محرومی یا زیادتی یا کمی طاعت یا معصیت ہوتی ہی وہ سب اُسکے حکم اور تقدیر اور حکمت اور خواہش سے ہوتی ہی کہ جس چیز کو چاہا وہ ہوئی اور جسکو نہ چاہا وہ نہوئی کوئی پلک کا جھپکنا یا خطرہ کا ناگہان آنا اُسکی خواہش سے باہر نہین بلکہ وہی مبدی ہی اور وہی معید ہی جو چاہتا ہی وہ کرتا ہی کوئی اُسکے حکم کا رد کرنے والا نہین اور نہ کوئی اُسکی قضا کا پیچھے ہٹانے والا اور نہ بجز اُسکی توفیق ورحمت کے بندہ کو اُسکی نافرمانی سے کوئی مفر کی صورت اور نہ سوا اُسکی خواہش اور ارادہ کے اُسکو اُسکی طاعت کی طاقت اگر سب انسان اور جن اور فرشتے اور شیطان متفق ہو کر عالم مین کسی ذرہ کو بدون اُسکے ارادے اور خواہش کے حرکت یا سکون دیا چاہین تو یہ اُنسے کبھی نہو سکیگا اسکا ارادہ تمام اور صفتون کے ساتھ اُسکی ذات سے قائم ہی اور وہ ہمیشہ سے ان اوصاف کے ساتھ متصف رہا چیزون کے ہونے کو جن وقتون مین کہ مقرر فرمایا ارادہ ازل مین کیا تو جیسا ارادہ کیا اسی طرح اپنے اپنے وقت مین بدون کسی طرح کے تقدم اور تاخر کے موجود ہوئین بلکہ اُسکے علم کے موافق اور ارادے مطابق بدون کسی طرح کے تبدل اور تغیر کے واقع ہوئین امور کا انتظام اس طرح فرمایا کہ اُسمین نہ فکرون کی ترتیب کی نوبت ہوئی نہ کچھ دیر کا انتظار اور اسی وجہ سے کوئی شان اور حال اُسکو دوسری شان سے غافل نہین کرتا **ششم سننا اور دیکھنا** یعنی یہ اعتقاد کرنا کہ اللہ تعالی سمیع اور بصیر ہی سنتا دیکھتا ہی کوئی سننے کی چیز کیسی ہی خفیہ ہو اور دیکھنے کی چیز کیسی ہی باریک ہو اُسکے سننے اور دیکھنے سے بچ نہین رہتی نہ دوری اُسکے سننے کی مانع ہو نہ تاریکی اسکے دیکھنے کی مزاحم دیکھتا ہی مگر حدقہ چشم اور پلک سے منزہ ہی اور سنتا ہی مگر کانون اور اُنکے سوراخ سے مبرا ہی جیسے علم مین دل سے اور پکڑنے مین عضو سے اور پیدا کرنے مین آلہ سے پاک ہی اسلیے کہ جیسے اُسکی ذات پاک مخلوق کی ذات کی طرح نہین اسی طرح اُسکی صفتین بھی مخلوق کی صفات کے مشابہ نہین **ہفتم کلام** یعنی یہ جاننا کہ اللہ تعالی کلام کرنے والا ہی اور اپنے کلام ازلی قدیم سے جو اُسکی ذات کے ساتھ قائم ہی امر اور نہی اور وعدہ وعید فرمایا ہی اسکا کلام خلق کے کلام کے مشابہ نہین کہ ہوا کے اندر سے یا اجرام کے صدمے سے آواز ہوتی ہو یا زبان کی حرکت اور ہونٹھون کی مطابقت سے حرف پیدا ہون بلکہ ان سب سے جداگانہ ہی اور قران اور توریت اور انجیل اور زبور اُسکی کتابین ہین کہ اُسکے انبیا علیہم السلام پر اُترین اور قرآن مجید کی تلاوت زبانون سے ہوتی ہی اور اوراق پر لکھا جاتا ہی اور دلون مین حفظ کیا جاتا ہی اور باوجود اسکے وہ قدیم ہی اور خداتعالی کی ذات پاک کے ساتھ قائم اُس سے جدا نہین ہو سکتا کہ علیحدہ ہو کر اوراق مین منتقل ہو جاوے اور حضرت موسی علیہ السلام نے خداتعالی کے کلام بدون آواز اور حروف کے سنے جسطرح کہ ابرار آخرت مین اللہ تعالی کی ذات کو بدون جوہر اور عرض کے دیکھینگے اور جبکہ اللہ تعالی مین یہ صفات ہین

تو وہ زندہ اور عالم اور قادر اور مرید اور سمیع اور بصیر اور متکلم صرف اپنی ذات سے نہین بلکہ حیات اور قدرت اور سمع اور بصر اور کلام سے ہی ہشتم
**افعال** یعنی یہ اعتقاد کرنا کہ جو چیز سوا اسکے موجود ہی وہ اسی کے فعل سے حادث اور اسی کے عدل سے فیضیاب ہی اور سب سے اچھی طرح
اور اکمل اور اتم اور اعدل طور پر اسکا ظہور ہوا ہی اور اللہ تعالی اپنے افعال مین حکیم اور اپنے احکام مین عادل ہی اسکے عدل کو بندون کے
عدل پر قیاس نہین کر سکتے اسلیے کہ بندے سے ظلم متصور ہو سکتا ہی بایں طور کہ غیر کے ملک مین تصرف کرے اور خدا تعالی سے ظلم متصور
نہین ہو سکتا کیونکہ اسکو غیر کی ملک ملتی ہی نہین کہ اسمین اسکا تصرف ظلم کہلاوے غرض کہ جو کچھ اسکے سوا ہی انسان اور جن اور فرشتہ
اور شیطان اور آسمان و زمین اور حیوان اور سبزہ اور جماد اور جوہر اور عرض اور مدرک اور محسوس وہ سب حادث ہین اُسنے اپنی قدرت
سے اُنکو عدم سے اختراع کیا اور پردہ نیستی سے نکالکر ہست فرمایا کیونکہ ازل مین وہ اکیلا موجود تھا دوسرا کوئی اسکے ساتھ نہ تھا بعد اسکے
اپنی قدرت کے ظاہر کرنے اور ارادۂ سابق کے متحقق کرنے کے لیے خلق کو پیدا کیا یہ نہین کہ اُسکو خلق کی طرف کچھ حاجت اور ضرورت
ہو پیدا کرنے اور اختراع کرنے اور تکلیف مین صرف فضل کرتا ہی نہ یہ کہ اُسپر یہ امور واجب ہون اور انعام اور اصلاح مین صرف جود کرتا ہی
نہ اس طور سے کہ اسکے ذمہ لازم ہو پس فضل اور احسان اور نعمت اور منت سب اسی کے لیے سزاوار ہی اسلیے کہ وہ اس بات پر قادر
تھا کہ اپنے بندون پر طرح طرح کے عذاب ڈال دیتا اور انکو اقسام مصائب اور آلام مین مبتلا کر دیتا اور یہ امور اس سے عدل کے طور
پر ہی ہوتے نہ برے ہوتے نہ ظلم اور اللہ تعالی اپنے ایماندار بندون کو طاعتون پر اپنے کرم اور وعدہ کے بموجب ثواب عنایت فرماتا ہی
بندے کے استحقاق کی جہت سے اور اپنے اوپر لازم ہونے کے سبب سے نہین دیتا اسلیے کہ اُسپر کسی کے لیے کوئی فعل واجب
نہین اور نہ اُس سے ظلم متصور ہو سکے اور نہ کسی کا اُسپر کوئی حق واجب اور اُسکا حق طاعتون مین خلق پر واجب ہی اسی نے اپنے انبیا
علیہم السلام کی زبانون سے واجب کیا ہی صرف عقل کی رو سے واجب نہین کیا بلکہ رسولون کو بھیجا اور انکا سچ ظاہر معجزون سے
ثابت کیا تو انھون نے اسکے حکم اور نہی اور وعدہ اور وعید کو خلق مین پہونچایا اسلیے خلق پر رسولون کو سچا جاننا اور جو احکام وہ لائے
ہین انکا ماننا واجب ہی اب دوسرے جملہ کے معنی یعنی رسولون کی گواہی دینے کو سنو کہ یہ اعتقاد کرنا چاہیے کہ اللہ تعالی نے نبی امی
قریشی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عرب اور عجم اور جن اور انسانون کی طرف رسول کر کے بھیجا اور انکی شریعت سے تمام شریعتون کو
منسوخ کیا بجز اُنکے جنکو انہین سے برقرار رکھا اور آپ کو تمام انبیا پر فضیلت دی اور آپ کو آدمیون کا سردار بنایا اور لا الہ الا اللہ کی توحید پر
گواہی دینے کو ایمان کامل نہین مانا جبتک کہ اسمین رسول کی شہادت یعنی محمد رسول اللہ نہ ملایا جاوے اور جس بات کی خبر آپ نے
دنیا اور آخرت کے امور مین سے دی ہی خلق پر لازم کر دیا کہ آپ کو اسمین سچا جانین اور کسی بندے کو ایمان قبول نہین فرماتا جبتک کہ
وہ مرنے کے بعد کے حالات پر جنکی خبر آپ نے دی ہی ایمان نہ لاوے اُن حالات مین سے **اول** منکر اور نکیر کا سوال ہی یہ دونون
وہ شخص ہولناک مہیب صورت ہین کہ بندے کو قبر مین روح اور جسم کے ساتھ سیدھا بٹھلاتے ہین اور اس سے توحید اور رسالت کا
حال دریافت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ تیرا رب کون ہی اور تیرا دین کیا ہی اور تیرا نبی کون ہی اور وہ دونون قبر کے امتحان لینے والے
ہین اور مرنے کے بعد اول آزمایش انکا سوال ہوتا ہی اور قبر کے عذاب پر ایمان لاوے کہ وہ بیشک ہی اور حکمت اور عدل کے ساتھ
روح اور جسم دونون پر جسطرح خدا تعالی کی مرضی ہوگی ہوگا اور میزان پر ایمان لانا چاہیے کہ اسکے دو پلے اور ایک زبانہ بیچ مین بلکر
اُٹھانے کا ہوگا اور اسکے پلے اتنے بڑے ہونگے جتنے آسمان و زمین کے طبقات ہین اسمین اللہ تعالی کی قدرت سے اعمال تولے
جاوینگے اور باٹ اُس روز ذرہ اور رائی بھر کے ہونگے تاکہ عدل خوب کامل ہو اور نیکیون کے صحیفے اچھی صورت مین نور کے پلے
مین ڈالے جاوینگے اور جسقدر اُن نیکیون کے درجے خدا تعالی کے نزدیک ہونگے اسی قدر اُنسے ترازو اللہ کے فضل و کرم سے

[حاشیہ:] ح ترمذی و ابن حبان بروایت ابی ہریرہ ۱۲ ح ۲ احمد و ابن حبان بروایت ابن عمر ۱۲ ح مسلم ... نہین ملا ح بخاری و مسلم بروایت عائشہ ۱۲ ح بیہقی بروایت عمر ۱۲

بھاری ہوگی اور بدیون کے صحیفے بری صورت مین اندھیرے پلے مین ڈالے جاوینگے اور اللہ تعالی کے عدل کے باعث ترازو اُنسے ہلکی ہوجاویگی اور پل صراط پر ایمان لانا چاہیے کہ دوزخ کی پشت پر ایک پل تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک بنا ہوا ہی جسپر سب کا گذر ہوگا خدای تعالی کے حکم سے کافرون کے پانون اُسپر پھسلینگے اور دوزخ مین گرجاوینگے اور ایمان والون کے پانون اللہ تعالی کی عنایت سے اُسپر جمینگے اور وہ دارالقرار کو پہونچا دیے جاوینگے اور حوض پر ایمان لانا چاہیے جسپر ایمانداروں کا گذر ہوگا یہ حوض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی حوض اسکا پانی جنت مین داخل ہونے سے پیشتر اور پل صراط سے اترنے کے بعد پیوینگے جو کوئی اُسمین سے ایک گھونٹ پانی پیویگا وہ بعد کو کبھی پیاسا نہوگا اُسکا عرض ایک مہینے کی راہ ہی اُسکا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہی اور اسکے گرد آبخورے بموجب شمار آسمان کے تارون کے ہین اور اُسمین دو پرنالے جنت کے چشمۂ کوثر سے گرتے ہین اور حساب پر ایمان لانا چاہیے کہ لوگ حساب کے باب مین مختلف ہونگے بعضون سے تو حساب مین باریکی کیجاویگی بعضون سے چشم پوشی اور کچھ ایسے ہونگے کہ وہ بحساب جنت مین داخل ہونگے اور وہ لوگ مقرب اللہ تعالی کے ہونگے اور اللہ تعالی نبیون مین جس سے چاہیگا سوال کریگا کہ تمنے مضمون رسالت کا پہونچا دیا اور کافرون مین سے جس سے چاہیگا رسولون کے جھٹلانے کی بازپرس کریگا اور بدعتیون سے سنت کا حال اور مسلمانون سے اعمال کا سوال کریگا اور توحید پر ایمان لانا چاہیے کہ اہل توحید سزا کے بعد دوزخ سے نکلینگے یہان تک کہ خدا تعالی کے فضل سے جہنم مین کوئی موحد نرہیگا اس سے معلوم ہوا کہ موحد ہمیشہ دوزخ مین نرہیگا اور شفاعت پر ایمان لانا چاہیے کہ اول انبیا کرینگے پھر علما پھر شہدا پھر اور سب مسلمان اور ہر ایک کی جتنی عزت اور منزلت اللہ تعالی کے نزدیک ہوگی اسی قدر اسکی سفارش منظور ہوگی اور جو ایماندار ایسے رہینگے کہ انکی سفارش کسی نے نہ کی ہوگی انکو اللہ تعالی اپنے فضل سے دوزخ سے نکالیگا پس دوزخ مین کوئی ایماندار ہمیشہ نرہیگا بلکہ جسکے دل مین ذرہ بھر ایمان ہوگا وہ بھی اسمین سے باہر ہوگا اور یہ اعتقاد کرے کہ صحابہ افضل ہین اور انکی ترتیب افضلیت مین اسطرح ہی کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سب لوگون مین افضل حضرت ابوبکر ہین اُنکے بعد حضرت عمر اُنکے بعد حضرت عثمان اُنکے بعد حضرت علی اور صحابہ سے اچھا گمان رکھے اور انکی تعریف کرے جیسے اللہ تعالی اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سب کی تعریف فرمائی ہی اور یہ سب امور ایسے ہین کہ احادیث مین مذکور ہین اور آثار اُن پر شاہد پس جو شخص اُن امور پر یقین سے معتقد ہوگا وہ اہل حق اور سنت جماعت والون مین ہوگا اور گمراہی اور بدعت والون کی جماعت سے علیحدہ رہیگا ہم اپنے لیے اور تمام مسلمانون کے واسطے خدا تعالی سے دعا مانگتے ہین کہ کمال یقین عنایت فرماوے اور دین پر اپنی رحمت کاملہ سے ثابت رکھے کہ وہ ارحم الراحمین ہی وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

**دوسری فصل** اس بات کی وجہ کے بیان مین کہ ارشاد مین تدریج اور اعتقاد کے درجون مین ترتیب چاہیے - جاننا چاہیے کہ جو کچھ ہمنے فصل اول مین لکھا ہی وہ لڑکون کو ابتدائے سن تمیز مین سکھانا چاہیے تاکہ اُسکو یاد کرلین پھر بڑا ہونے پر اُنکو اُسکے معنی تھوڑے تھوڑے کھلتے جاوینگے غرض کہ لڑکون کی ابتدا تو یاد کرلینا ہی پھر سمجھنا پھر اعتقاد اور یقین اور اسکا تصدیق کرنا اور یہ بات لڑکون مین بدون دلیل کے آجاتی ہی کیونکہ اللہ تعالی کا فضل انسان کے دل پر یہ ہی کہ ابتدا بڑھنے مین اُسکو ایمان کی طرف بلاحجت اور برہان کے کھول دیا ہی اور اسکا انکار نہین ہوسکتا اسلیے کہ سب عوام کے عقیدون کا آغاز صرف تلقین اور تعلیم محض ہی - ہان جو اعتقاد کہ صرف تقلید سے حاصل ہوتا ہی وہ ابتدا مین کسی قدر ضعف سے خالی نہین ہوتا یعنی اگر اُسکے دل مین اعتقاد مذکور کا خلاف ڈال دیا جاوے تو اعتقاد سابق دور ہوسکتا ہی اگر اُسکے اس اعتقاد کو لڑکون کے اور عامی کے دل مین خوب تقویت کر دینی چاہیے تاکہ پختہ ہوجاوے اور جنبش نہ کرے اور اعتقاد کی تقویت کا طریق یہ نہین کہ فن جدل اور کلام کو جان لے بلکہ اُسکی راہ یہ ہی کہ قرآن مجید کی تلاوت اور اُسکی تفسیر اور حدیث پڑھنے اور اُسکے معانی سمجھنے مین مشغول ہو اور عبادت روزمرہ کی بجا آوری مین لگے تو اس تدبیر سے جو کچھ قرآن مجید کی دلیلین اور حجتین اُسکے

ا ح بخاری و مسلم بروایت ابی ہریرہ رضی ۱۲
ح مسلم بروایت انس رضی ۱۲ ح بخاری و مسلم بروایت عبداللہ بن عمر رضی ۱۲
ح مسلم بروایت ثوبان رضی ۱۲
ح بیہقی بروایت عمر رضی ح بخاری بروایت ابوسعید رضی ۱۲
ح ابن ماجہ بروایت عائشہ رضی
ح بخاری و مسلم بروایت ابی ہریرہ رضی
ح ابن ماجہ بروایت عثمان بن عفان رضی
ح بخاری بروایت ابن عمر رضی ۱۲
ح ترمذی بروایت عبداللہ بن مغفل

کان مین پہونچینگی اور حدیث مین اُنکے شاہد دیکھیگا اور عبادات کے انوار سے منور ہوگا اور نیکبختون کے مشاہدے اور انکی ہم نشینی سے متاثر ہوکر اللہ تعالی کے حضور مین اُنکی فروتنی اور مسکنت اور اُنکے ڈرنے کو دیکھیگا تو یہ سب امور اس بات کے باعث ہونگے کہ اُسکا اعتقاد روز بروز مضبوط ہوتا جاوے پس اول لڑکپن مین ان عقیدون کا سکھلا دینا بمنزلہ سینے مین بیج ڈالنے کے ہی اور یہ لوازم اسکے لیے مثل پانی دینے اور نولاسنے کے ہین تاکہ پیڑ بڑھکر زور پکڑ جاوے اور ایک شجرۂ طیبہ ہو جسکی جڑ جمی رہے اور شاخ آسمان مین پہونچے۔ اور چاہیے کہ لڑکون کے کان جدل اور کلام سے نہایت درجہ کو بچائے جاوین اسلیے کہ جھگڑے سے اتنی بات دل مین بیٹھتی نہین جتنی اُکھڑ جاتی ہی اُس سے بناؤ کم ہی اور بگاڑ زیادہ بلکہ لڑکون کے عقیدون کو جدل سے تقویت کرنے کی مثال ایسی ہی کہ کوئی ہتوڑا لیکر درخت کی جڑ مین مارا کرے کہ میری غرض یہ ہی کہ اُسکی جڑ مضبوط ہو اور موٹائی پکڑے حالانکہ ہتوڑا بعید نہین کہ اجزا کو متفرق کرکے درخت کو بگاڑ دے اور اکثر یون ہی ہوتا ہی اسکے سوا مشاہدہ کے سامنے کچھ بیان کی ضرورت نہین مصرع شنیدہ کی بود مانند دیدہ + جو لوگ کہ عوام مین سے نیکبخت اور پرہیزگار ہین اُنکے عقیدون کو کلام والون اور جدل کے ماہرون کے عقائد سے مقابلہ کر دیکھو معلوم ہوگا کہ عوام کے عقیدے تو اونچے پہاڑ کی طرح جمے ہوئے ہین کہ کسی آفت اور بجلی سے نہین ہل سکتے اور کلام والے جو اپنے عقیدون کی حفاظت فن جدل سے کرتے رہتے ہین اُنکے عقیدے ایسے ہونگے جیسے کوئی ڈورا ہوا مین لٹکا دیا جاوے کہ ہوا سے کبھی تو وہ اُدھر جھک جاتا ہی کبھی اِدھر جھک جاتا ہی کیونکہ جو کوئی انمین سے اعتقاد کی دلیل سنتا ہی اُسکو تقلید ہی کی راہ سے مانتا ہی جیسے خود اعتقاد کو تقلید کے طور پر حاصل کرتا ہی یعنی دلیل کے سیکھنے اور مدلول کے سیکھنے مین کچھ فرق نہین دونون مین تقلید ہوتی ہی تو دلیل کا سیکھنا اور بات ہی اور نظر کا مستقل ہونا اور چیز ہی جو اُس سے بہت دور ہی۔ پھر لڑکے کا اُبھار اگر اس عقیدے پر ہوا تو اگر وہ دنیا کمانے مین مشغول ہو جاویگا تب اُسکو سواے اس عقیدے کے اور کچھ واضح نہوگا مگر اہل حق کا سا اعتقاد کے رکھنے کی جہت سے آخرت مین سلامت رہیگا اسلیے کہ شرع نے عرب کے اجلاف کو اتنا ہی حکم دیا ہی کہ ظاہر عقائد کے بموجب اپنی تصدیق پکی کرلین اور بحث اور تفتیش اور دلیلون کو بتکلف بنانے کا حکم ہرگز نہین کیا اور اگر شخص مذکور طریق آخرت کے چلنے والون مین سے ہونا چاہیگا اور توفیق اُسکی رفیق ہوگی یہانتک کہ عمل مین مشغول ہوکر تقوی کے پیچھے پڑیگا اور نفس کو خواہش سے باز رکھکر ریاضت اور مجاہدہ مین مشغول ہوگا تو اسکے لیے ہدایت کے دروازے کھل جاوینگے اور ایک نور الٰہی سے جو مجاہدہ کے سبب اُسکے دل مین پڑیگا ان عقیدون کی حقیقتین واضح ہو جاوینگی کیونکہ مجاہدہ سے اس نور کے دل مین ڈالنے کا خداتعالی نے وعدہ فرمایا ہی چنانچہ ارشاد ہی والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین اور یہ نور ایک جوہر نفیس ہی کہ صدیقون اور مقربون کے ایمان کی غایت وہی ہی اور جو راز کہ حضرت ابوبکر صدیق رضکے دل مین ڈالا گیا اور اُسکی جہت سے آپ تمام خلق سے افضل ہوے وہ بھی اسی نور کی طرف اشارہ ہی اور اس راز کے کھلنے بلکہ سب اسرار کے معلوم ہونے کے بہت سے درجات ہین جتنا کوئی مجاہدہ کریگا اور اپنے باطن کو جسقدر صاف اور غیر اللہ سے پاک رکھیگا اور نور یقین سے روشنی حاصل کریگا اسی قدر اسرار بھی کھلینگے اور اسکو ایسا سمجھنا چاہیے جیسے طب اور فقہ اور دوسرے علوم کے اسرار مین کو لوگ موافق اپنی محنت کے اور بقدر اپنی ذکا اور دانائی سرشتی کے مختلف ہوا کرتے ہین تو جسطرح پر یہ درجات علم کے بے انتہا ہین اسی طرح درجات اسرار بھی غیر منحصر ہین مسئلہ جدل اور کلام سیکھنا نجوم کی طرح برا ہی یا مباح خواہ مستحب ہی جواب اس مسئلے مین دونون طرفون کو بہت سا مبالغہ اور اسراف ہی یعنی بعض تو یہ کہتے ہین کہ اُسکا سیکھنا بدعت اور حرام ہی اور بندہ شرک کے سوا کوئی سا گناہ کرکے مرے اس سے بہتر ہی کہ خداتعالی کے سامنے علم کلام کے ساتھ جاوے اور بعض کہتے ہین کہ اُسکا سیکھنا واجب اور فرض کفایہ یا فرض عین ہی اور یہ سب اعمال سے بہتر اور ثواب کی چیزون مین عمدہ ہی اسلیے کہ اُسکا سیکھنا علم توحید کا تحقیق کرنا اور خداتعالی کے دین کی طرف سے لڑنا ہی۔ اور امام شافعی اور مالک اور احمد رح اور سفیان ثوری اور سب اہل حدیث سلف کے اُسکی حرمت کے قائل ہین۔ ابو عبدالاعلی کہتے ہین کہ جس روز امام شافعی رح نے حفص فرد سے مناظرہ

کیا تھا جو کہ معتزلہ مین سے علم کلام کا ماہر تھا مین سنے سنا کہ امام صاحب فرماتے تھے کہ اگر بندہ شرک کے سوا ہر ایک گناہ کے ساتھ خدا تعالی سے ملے اس سے بہتر ہی کہ کچھ بھی علم کلام کے ساتھ اسکے سامنے جاوے اور مین نے حفص کی بھی ایک کلام سنی جسکو مین نقل نہین کر سکتا اور یہ بھی امام شافعیؒ فرماتے ہین کہ مین اہل کلام کی ایک ایسی بات پر مطلع ہوا ہون کہ مجکو کبھی اُسکا گمان نہ تھا اور اگر بندہ خدا تعالی کے تمام منہیات مین سوائے شرک کے مبتلا ہو اُسکے حق مین اُس سے بہتر ہی کہ علم کلام مین نظر کرے۔ اور کرابیسی روایت کرتے ہین کہ امام شافعیؒ سے کسی نے کوئی مسئلہ علم کلام کا پوچھا تو آپ نے غصہ ہو کر فرمایا کہ اسکا حال حفص فرد اور اُسکے ساتھیون سے پوچھنا چاہیے خدا تعالی اُنکو رسوا کرے۔ اور جب امام شافعیؒ بیمار ہوے تو حفص فرد اُنکے پاس گیا آپ نے پوچھا کہ کون ہی اُسنے کہا مین ہون حفص فرد آپ نے فرمایا کہ خدا تیری حفاظت اور نگہبانی نہ کرے یہانتک کہ جس امر مین تو مبتلا ہی اُس سے توبہ نہ کر لے اور یہ بھی آپکا ارشاد ہی کہ اگر آدمیون کو معلوم ہو جاوے کہ علم کلام مین کتنی بدعتین ہین تو اُس سے ایسا بھاگین جیسے شیر سے بھاگتے ہین۔ اور فرمایا کہ جب تم کسی کو یہ کہتے سنو کہ اسم خواہ مسمی ہی یا مسمی کا غیر ہی تو جان لو کہ وہ کلام والون مین سے ہی اور اسکا کوئی دین نہین زعفرانی کہتے ہین کہ امام شافعیؒ نے فرمایا ہی کہ اہل کلام کے باب مین میری تجویز یہ ہی کہ اُنکے بتین لگوا کر تمام قبیلون مین پھرایا جاوے اور منادی کیجاوے کہ یہ سزا ہی اُسکی جو کتاب اللہ اور حدیث کو چھوڑ کر علم کلام مین مشغول ہو۔ اور امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہین کہ اہل کلام کو فلاح کبھی نہو گی اور جو شخص کلام کو دیکھے اُسکو ایسا کم پاؤ گے کہ اُسکے دل مین نقصان نہو اور کلام کی برائی مین آپ نے یہان تک مبالغہ کیا کہ حارث محاسبی سے باوجود اُنکے زہد اور پرہیزگاری کے ملنا چھوڑ دیا اس جہت سے کہ اُنھون نے ایک کتاب بدعتیون کے رد مین لکھی تھی اور فرمایا کہ کمبخت پہلے تو تو اُنکی بدعت نقل کرتا ہی تب اُسکا جواب لکھتا ہی تو گویا لوگون کو اپنی تصنیف سے رغبت دلاتا ہی کہ بدعت کو دیکھین اور اُن شبہون کا مطالعہ کرین پھر یہی امر اُنکو راے اور بحث کا موجب ہو جاوے۔ اور یہ بھی امام احمدؒ کا قول ہی کہ علماے کلام بددین ہین۔ اور امام مالکؒ فرماتے ہین کہ بھلا اگر کلام والے کے مقابل ایسا شخص آوے جو اُس سے زیادہ لڑاک ہو تو ہر روز ایک نیا دین اپنے لیے ایجاد کیا کریگا اس سے یہ غرض ہی کہ لڑنے والون کی کلام ایک دوسرے کی ضد ہوا کرتی ہی تو جو غالب ہوگا دوسرے کو اسی کی رائے اختیار کرنی پڑیگی۔ اور یہ بھی آپ نے فرمایا کہ بدعت اور ہوا والون کی گواہی درست نہین اور بعض آپ کے شاگرد کہتے ہین کہ اہل اہوا سے آپ کی غرض اہل کلام ہین خواہ کسی مذہب پر ہون۔ اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا ہی کہ جو شخص علم کی طلب کلام سے کرتا ہی وہ بددین ہو جاتا ہی۔ اور حسنؒ کا ارشاد ہی کہ اہل ہوا سے نہ جدل کرو اور نہ اُنکے پاس بیٹھو اور نہ اُنکا قول سنو۔ اور سلف کے سب اہل حدیث کا کلام کی برائی پر اتفاق ہی اور جتنی تاکیدین شدید اُنھون نے اس باب مین فرمائی ہین وہ خارج از حد شمار ہین اور کہا ہی کہ صحابہؓ نے جو باوجود حقائق کے زیادہ واقف ہونے اور دوسرون کی نسبت کر الفاظ کی ترتیب مین فصیح تر ہونے کے کلام سے سکوت کیا اسکی وجہ یہی تھی کہ وہ لوگ جو کچھ خرابی اس سے پیدا ہوتی ہی اُس سے واقف تھے اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا ہلک المتنطعون یعنی ہلاک ہوے وہ لوگ کہ بحث اور کلام مین زیادہ خوض کرتے ہین اور اہل حدیث یہ حجت بھی پیش کرتے ہین کہ اگر علم کلام دین سے ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکا امر ضرور ہی فرما دیتے اور اُسکا طریق سکھلا دیتے اور اُسکے عالمون کی تعریف کر دیتے کیونکہ صحابہؓ کو استنجا تک تو تعلیم فرمایا اور فرائض کے یاد کرنے کا ارشاد کیا اور اُنکی تعریف کی اور تقدیر مین کلام کرنے کو منع فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ تقدیر کے باب مین خاموش رہو اور اسی پر صحابہؓ بھی جمے رہے پس استاد پر زیادتی کرنی سرکشی اور ظلم ہی اور صحابہ ظاہر ہی کہ پیشوا اور استاد ہین اور ہم پیرو اور شاگرد ہین۔ **اور دوسرا فرقہ** جو علم کلام کو اچھا جانتے ہین وہ یون دلیل کرتے ہین کہ اگر علم کلام مین یہ خرابی ہی کہ اُسمین جوہر اور عرض اور دوسری اصطلاحین نادر جو صحابہؓ کے عہد مین نہ تھین موجود ہین تب تو کچھ سہل بات ہی اسلیے کہ ہر ایک علم مین اُسکے سمجھانے کے لیے اصطلاحین نئی نئی ہین مثلاً حدیث اور تفسیر اور فقہ مین بہت اصطلاحین اس قسم کی ہین کہ اگر اُنکو صحابہؓ پر

پیش کرتے تو وہ انکو نہ سمجھتے جیسے قیاس کی اصطلاحین نقض اور کسر اور ترکیب اور تعدید اور فساد وضع ہین غرض کہ الفاظ کا بنانا مقصود صحیح پر دلالت کرنے کے لیے ایسا ہی جیسا ایک نئی صورت کا برتن بنا کر مباح چیز مین استعمال کرین اسمین کچھ خرابی نہین اور اگر علم کلام مین خرابی لفظ کے اعتبار سے نہین غرض اور معنون کے اعتبار سے ہی تو ہماری غرض اس سے صرف یہ ہی کہ عالم کے حادث ہونے کی اور خداے تعالی کی وحدانیت اور صفات کی دلیل پہچانین جس طرح پر کہ وہ شرع مین ثابت ہون پس خداے تعالی کو دلیل کے ساتھ پہچاننا حرام کہان سے ہوا اور اگر علم کلام مین یہ خرابی ہی کہ اسکا انجام شور و شغب اور تعصب اور عداوت اور کینہ ہی تو یہ بیشک حرام ہی اس سے بچنا واجب ہی جیسے کہ علم حدیث اور تفسیر اور فقہ کے جاننے سے بعض لوگون کو کبر اور عجب اور غرور اور طلب ریاست ہو جاتی ہی کہ انکی بھی حرمت مین کچھ شک نہین اور انسے احتراز کرنا واجب مگر علم سے منع کرنا نہ چاہیے اس خیال سے کہ انجام کو یہ خرابی اس سے ہوگی اور دلیل کا ذکر کرنا اور اسکا طلب کرنا اور اسکے حال سے بحث کرنی ممنوع کیسے ہو سکتی ہی کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی قل ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین اور فرمایا لیہلک من ہلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ اور فرمایا قل ہل عندکم من علم فتخرجوہ لنا اور فرمایا ان عندکم من سلطان بہذا یعنی اسکی کچھ حجت اور برہان بھی ہی اور فرمایا قل فللہ الحجۃ البالغۃ اور فرمایا الم تر الی الذی حاج ابراہیم فی ربہ ان اتاہ اللہ الملک یہانتک کہ فرمایا فبہت الذی کفر اس آیت مین اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم کا حجت کرنا اور جدل کرنا اور دشمن کو ساکت کر دینا تعریف کے طور پر ارشاد فرمایا اور فرمایا وتلک حجتنا اتیناہا ابراہیم علی قومہ اور فرمایا قالوا یا نوح قد جادلتنا فاکثرت جدالنا اور فرعون کے قصے مین ارشاد فرمایا وما رب العالمین یہان تک کہ کہا او لو جئتک بشیء مبین غرض یہ کہ قرآن مجید اول سے آخر تک کفار کے ساتھ حجتین ہین چنانچہ عمدہ دلیل متکلمون کی توحید مین یہ آیت ہی لو کان فیہما الہۃ الا اللہ لفسدتا اور نبوت کے باب مین یہ آیت ہی وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ اور محشر مین اٹھنے کے باب مین یہ آیت ہی قل یحییہا الذی انشاہا اول مرۃ اور سوا اسکے اور آیتین اور دلیلین ہین اور ہمیشہ سب رسول صلوات اللہ علیہم منکرون سے لڑتے اور جھگڑتے جدال و حجت کرتے آئے ہین اللہ تعالی فرماتا ہی وجادلہم بالتی ہی احسن اور صحابہ بھی منکرون سے حجت اور جدال کیا کرتے تھے مگر حاجت کے وقت کرتے تھے اور انکے وقت مین حاجت کم تھی اور سب سے اول بدعتیون سے حضرت علیؓ نے مجادلہ کا ڈھنگ ڈالا کہ حضرت ابن عباسؓ کو خارجیون سے بحث کرنے کو بھیجا اور انھون نے انسے یہ تقریر کی کہ تم اپنے امام کی عقوبت کے خواہان کیون ہو انھون نے جواب دیا کہ اس وجہ سے کہ انسے قتال کیا اور قیدی اور غنیمت ہمکو نہین دی حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ امر کفار کی لڑائی مین ہوتا ہی بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر حضرت عایشہؓ جمل کے روز کی لڑائی مین قید ہو جاتین اور وہ تم مین سے کسی کے حصے مین پڑتین تو کیا تم انسے وہی معاملہ برتتے جو اپنی لونڈیون سے کرتے ہو حالانکہ وہ نص قرانی کی رو سے تمھاری ما ہین خارجیون نے جواب مین عرض کیا کہ یہ کبھی نہوتا غرض کہ اس مجادلے سے وہ ہزار آدمی آپ کی اطاعت مین آگئے اور مروی ہی کہ حضرت حسنؓ نے ایک شخص تقدیر کے منکر سے مناظرہ کیا اور وہ اپنے مذہب سے تائب ہوا اور حضرت علیؓ نے ایک قدریے سے مناظرہ کیا اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے یزید بن عمیرہ سے ایمان کے باب مین مناظرہ کیا اور اسمین یہ فرمایا کہ اگر تم یہ کہو کہ مین ایماندار ہون تو یہ ضرور ہی کہ کہو کہ مین جنت مین جاؤنگا یزید بن عمیرہ نے کہا کہ ای صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ کی خطا ہی ایمان تو اسی کا نام ہی کہ ہم اللہ پر اور اسکے فرشتون اور کتابون اور رسولون پر اور مرنے کے بعد اٹھنے اور وزن اعمال پر ایمان لاوین

جو اتارا ہمنے اپنے بندے پر تو لے آؤ ایک سورت اس قسم کی ۱۲ ات تو کہ انکو جلا دیگا جسنے بنایا انکو پہلی بار ۱۲ ات ۱۲ اور الزام دے انکو جسطرح بہتر ہو ۱۲

اور نماز اور روزہ اور زکوۃ کو بجالاوین اور ہمارے کچھ گناہ ہین اگر ہمکو یقین ہو کہ وہ بخشدیے جائینگے تب البتہ ہم کہینگے کہ ہم اہل جنت مین سے
ہین اور اُنھین گناہون کی وجہ سے ہم کہتے ہین کہ ایماندار ہین مگر یہ نہین کہتے کہ اہل جنت مین سے ہین حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ واقع
مین تمنے درست کہا بخدا مجھ سے خطا ہوئی ۔ اب رہا یہ کہ صحابہ اُسمین خوض کم کرتے تھے بہت مصروف نہوتے تھے اور تھوڑی تقریر کرتے تھے
زیادہ نہوتی تھی اور وہ بھی حاجت کے وقت بلا تصنیف وتدریس کرتے تھے اُسکو کوئی فن نہین مقرر کیا تھا تو اُسکے لیے ہم کہینگے کہ صحابہ کا
اُسمین کمتر مصروف ہونا تو اسوجہ سے تھا کہ حاجت کم تھی کیونکہ اُس زمانہ مین بدعت کم ظاہر ہوتی تھی اور تقریر کے مختصر ہونے کی وجہ
یہ تھی کہ تقریر طرف ثانی کے ساکت کرنے اور اُسکے قائل ہونے اور شبہہ کے دور ہونے اور امر حق کے واضح ہونے کے لیے ہوا کرتی ہی
پس اگر طرف ثانی کا اعتراض یا اُسکا اصرار زیادہ ہوگا تو ضرور ہی کہ اُسکا الزام بھی لنبا چوڑا ہوگا صحابہؓ بعد تقریر کے شروع فرمانے کے کسی
ترازو یا پیمانہ سے اُسکی مقدار مقرر نہین کرتے تھے کہ اس سے زیادہ نہ ہوگی اور تدریس اور تصنیف کے جو درپے نہوئے تو اپنی عادت کی جہت سے
نہوئے چنانچہ فقہ اور تفسیر اور حدیث مین بھی تدریس اور تصنیف نہین فرمائی تو اگر فقہ مین تصنیف کرنا اور نادر صورتون کا بنانا جو کمتر واقع
ہون ۔ درست ہی باین لحاظ کہ اگر اسطرح کی صورت ہو جاوے تو مسئلہ کام آوے یا صرف جودت طبع اور تیزی ذہن طالبون کی منظور ہو تو
ہم بھی مجادلہ کے طریقون کو بہین لحاظ ترتیب دیتے ہین کہ شاید شبہہ کے اُبھرنے اور بدعتی کے جوش وخروش کرنے کے وقت کار آمد
ہون یا ذہن طالبعلمون کا تیز ہو جاوے کہ وقت پر فوراً بے تامل جواب دے سکین رُک نہ رہین جیسے لڑائی کے لیے ہتھیار بنایا کرتے ہین
کہ موقع سے پہلے بیکار ہوتے ہین مگر وقت پر کام آتے ہین ۔ یہ دونون طرف کی تقریرین ہین اور ہمارے نزدیک اگر مختار اور تحقیق پوچھو تو
یہ ہی کہ ہر حال مین مطلق کلام کو برا کہنا یا ہر حال مین اُسکی تعریف کرنی دونون بیجا ہین بلکہ اس باب مین تفصیل ہونی چاہیے اسکے لیے
اول یہ معلوم کرنا چاہیے کہ حرمت دو قسم ہی ایک وہ کہ کوئی چیز اپنی ذات سے حرام ہو جیسے شراب اور مردار ہی اور اپنی ذات سے حرام ہونے سے
ہماری غرض ہی کہ اُسکے حرام ہونے کی علت خود اُسکے اندر کوئی وصف ہو جیسے شراب مین نشہ کرنا اور مردار مین موت ہی پس اسطرح کی
چیز کو جب ہمسے کوئی پوچھیگا تو ہم یہی کہینگے کہ مطلقاً حرام ہی اُسکا دھیان نہ کرینگے کہ اضطرار کے وقت مردار مباح ہی یا گلے مین ٹکڑا اٹک
جاوے اور اُسکے اترنے کے لیے سوا شراب کے اور کوئی چیز بہنے والی نہو تو شراب اس غرض کے لیے مباح ہی ۔ اور ایک وہ ہی کہ
غیر کی جہت سے حرام ہو جیسے کوئی مسلمان بیع کر چکا اسپر خیار کے وقت مین بیع کرنی یا اذان جمعہ کے وقت بیع کرنی یا مٹی کا کھانا کہ اُسکی
حرمت اسوجہ سے ہی کہ اُسمین ضرر ہی اور جو چیز ایسی ہو اُسکی دو نوع ہین ایک تو وہ کہ اُسکی تھوڑی اور بہت دونون مضر ہون تو اُسکو بھی مطلق یہی
کہا جاویگا کہ حرام ہی جیسے مثلاً زہر ہی کہ تھوڑا اور بہت اُسمین سے قاتل ہی اور ایک نوع وہ ہی کہ کثرت کے وقت مضر ہوتی ہی جیسے شہد ہی کہ اگر
گرم مزاج والا کثرت سے کھاوے تو مضر ہی یا جیسے مٹی کا کھانا کہ اُسکی کثرت مضر ہی تو ایسی چیز پر مباح ہونے کا اطلاق کیا جاویگا غرض کہ
شراب پر حرمت کا اطلاق اور شہد پر حلت کا بولنا باعتبار غالب احوال کے ہی پس اگر کوئی ایسی چیز ہو کہ جس مین حالات ایک دوسرے
کے مخالف ہون تو اسکے حکم مین بہتر اور التباس سے دور تر یہ ہی کہ تفصیل وار بیان کیا جاوے اب ہم علم کلام کو جو دیکھتے ہین تو اس مین نفع
بھی پاتے ہین اور ضرر بھی اسلیے کہتے ہین کہ علم کلام اپنے نفع کے اعتبار سے نفع کے موقع مین حلال ہی یا مستحب یا واجب جس طرح کا حال
مقتضی ہو اور اپنے ضرر کے رو سے ضرر کے محل مین حرام ہی ضرر علم کلام کا یہ ہی کہ شبہون کو اُبھارتا ہی اور عقیدون کو ہلا کر یقین اور پختگی سے
اُنکو دور کر دیتا ہی یہ بات علم کلام کے شروع مین ہو جاتی ہی اور دلیل سے پھر پختگی پھر آنے مین شک ہی اسباب مین لوگ مختلف ہوتے ہین کوئی
دلیل کے بعد درست ہو جاتے ہین بعضے درست نہین ہوتے یہ ضرر تو اسکا امر حق کے اعتقاد مین ہی اور ایک ضرر اسمین اور ہی کہ بدعتیون کا
اعتقاد بدعت پر جم جاتا ہی اور دلون مین ایسی طرح ٹھہرتا ہی کہ اسی کے لوازم ظہور مین آتے ہین اور اسپر اصرار کے زیادہ حریص ہو جاتے ہین

مگر یہ ضرر اسی تعصب کی وجہ سے ہوتا ہی جو جدل کے باعث ہیجان مین آتا ہی اور اسی واسطے تم دیکھتے ہو کہ عامی بدعتی کا اعتقاد نرمی سے بہت جلد زائل ہو سکتا ہی لیکن جس صورت مین کہ اُسکا نشو ونما ایسے شہر مین ہو جس مین جدل و تعصب ہو تب تو اگر اگلے پچھلے سب اُسپر متفق ہو کر آوین تب بھی اُسکے سینے سے بدعت نہ نکال سکینگے بلکہ خواہش نفس اور تعصب اور بغض جدل کرنے والون اور فرقہ مخالف کی خصومت اُسکے دلپر ایسی غالب ہوتی ہی کہ حق بات کے ادراک سے اُسکو باز رکھتی ہی یہانتک کہ اگر اُس سے کہا جاوے کہ تمکو یہ منظور ہی یا نہین کہ اللہ تعالے تمھارے سامنے سے پردہ دور کردے اور تم آنکھون سے دیکھ لو کہ امر حق طرف ثانی کی طرف ہی تو وہ اس امر کو اس نظر سے بُرا جانے گا کہ اس سے طرف ثانی کو خوشی ہوگی اور یہ بڑا روگ اور مرض ہی جو شہرون اور بندون مین پھیل گیا ہی اور یہ ایک قسم کا فساد ہی جسکو جدل کرنے والون نے تعصب کی جہت سے برپا کیا ہی پس یہ تو علم کلام کا ضرر ہی اور فائدہ اس علم کا یہی گمان مین آتا ہی کہ حقیقتون کا منکشف ہونا اور انکی ماہیت اصلی کا پہچاننا ہی لیکن واقعی یہ ہی کہ کلام مین یہ مطلب سترگ نہین غالبا کشف حقیقت اور معرفت ماہیت کی نسبت کر خبط مین ڈالنا اور گمراہی زیادہ ہوتی ہی اور اس بات کو اگر تمھارے سامنے کوئی محدث یا کٹھ ملا کہے گا تب تو تم اپنے دل مین یہ کہوگے کہ چونکہ یہ اس علم سے ناواقف ہین اور آدمی جس چیز کو نہین جانتا اُس کا دشمن ہوا کرتا ہی اس لیے بُرا کہتے ہین لیکن اُسکو ہمسے سنو کہ ہمنے اس علم کا خوب امتحان کیا اور اُسکے اقصے غایت تک پہونچے اور جو علم اس سے مناسبت رکھتے تھے اُن مین بھی خوب مہارت پیدا کی مگر بعد کو یہی پایا کہ اس علم کے ذریعہ سے معرفت حقائق کی راہ مسدود ہی اور اسی وجہ سے اس علم سے ہمکو نفرت ہوگئی ہان اسمین کچھ شک نہین کہ بعض امور کے انکشاف اور وضوح سے علم کلام خالی نہین مگر یہ بات بہت کم ہی اور ایسے امور ظاہر مین ہوتی ہی کہ فن کلام مین غور نہ کرنے سے بھی غالبًا وہ سمجھ مین آجاوین تو اس نفع کا تو کچھ اعتبار نہین بلکہ علم کلام کا نفع صرف ایک بات ہی یعنی جس عقیدہ کو ہم نے بیان کیا ہی اس علم کے ذریعے سے اُسکی حفاظت عوام پر متصور ہی اور بدعتیون کے شک وشبہہ ڈالنے سے اور جدل کرنے سے بچاؤ انکا ہو سکتا ہی اسلیے کہ عامی آدمی ضعیف ہوتا ہی بدعتی کا جدل اُسکو گھبرا لیتا ہی پس وہ بیچارہ کلام کی جہت سے اُسکا مقابلہ کر سکتا ہی گو یہ مقابلہ فاسد بات کا فاسد بات سے ہی مگر پھر بھی اُسکے اعتراض کو ہٹا دیتا ہی اور آدمیون کے واسطے وہی عقیدہ عبادت شمار کیا جاتا ہی جسکو ہم لکھ چکے ہین اسلیے کہ وہ شریعت مین وارد ہی بدین لحاظ کہ اسمین خوبی اُنکے دین ودنیا کی ہی اور سلف صالح نے اسی پر اجماع کیا ہی اور علما کے لیے اُسکی حفاظت عوام کے حق مین بدعتیون کے دھوکون سے کرنی داخل عبادت ہی جیسے سلاطین کے واسطے اُنکے مالون کو ظالمون اور غاصبون کی لوٹ کھسوٹ سے بچانا امر ثواب ہی سا ور جب اس علم کا فائدہ اور ضرر معلوم ہو چکا تو علما کو چاہیے کہ جیسے طبیب حاذق دوائے پرخطر کو استعمال کرتے ہین اور بدون اُسکے محل اور حاجت کے استعمال نہین کرتے اسی طرح علم کلام کو بھی بوقت حاجت اور بقدر حاجت استعمال کرین اور اسکی تفصیل یہ ہی کہ عوام جو اپنے پیشون اور حرفون مین مشغول ہین اُنکو واجب ہی کہ جو عقیدے اُنھون نے سیکھے ہین اُنھین پر چھوڑ دیے جاوین بشرطیکہ عقائد حق طور پر ہون جیسے ہمنے لکھے ہین اسلیے کہ ایسے لوگون کو کلام کا سکھلانا اُنکے حق مین ضرر محض ہی کیونکہ اکثر اُنکو شک ابھر کھڑا ہوتا ہی اور اعتقاد جنبش کرتا جاتا ہی اور بعد کو اُسکا برپا رہنا اصلاح سے ممکن نہین ہوتا اور جو عامی کہ معتقد بدعت کا ہو اسکو امر حق کی طرف نرمی کے طور پر کلام لطیف سے بلانا چاہیے اور ایسی گفتگو اُسکے آگے کرنی چاہیے جس سے نفس کو قناعت اور دل مین تاثیر ہو اور دلائل قرآن مجید اور حدیث کے ڈھنگ کے قریب ہو اور کسی قدر اسمین نصیحت اور تخویف بھی ملی ہوئی ہو تعصب کی راہ سے سمجھانا نہ چاہیے کیونکہ اُسکے حق مین جدل کی نسبت کر نرمی اور نصیحت ہی زیادہ کارآمد ہی اسلیے کہ عامی جب متکلمون کی شرط کے بموجب جدل سنے گا تو اُسکو یہ اعتقاد ہوگا کہ یہ ایک فن مناظرہ کا ہی جسکو طرف ثانی نے سیکھا ہی تاکہ بتدریج لوگون کو اپنے اعتقاد کی طرف گھسیٹے اور اگر جواب سے عاجز ہوگا تو فرض کرلیگا کہ میرے مذہب والے بھی اسکا دفعیہ کر سکتے ہونگے پس ایسے آدمی کے ساتھ اور اول کے ساتھ جدل حرام ہی اور اسی طرح

اس شخص کے ساتھ کہ شک مین پڑگیا ہو اسلیے کہ شک کا دور کرنا نرمی اور وعظ اور ان دلیلون سے چاہیے جو فہم سے قریب اور مقبول
اور کلام کے اشکالات سے بعید ہون اور جدل کو غایت درجہ تک پہونچا دینا صرف ایک جگہ مین مفید ہی اور وہ یہ صورت ہی کہ کسی عامی
نے ایک قسم کا جدل سنکر مثلاً بدعت کا اعتقاد کرلیا ہو تو اس جدل کا مقابلہ اسی جیسے جدل سے کیا جاوے تاکہ عامی مذکور اعتقاد حق کی
طرف پھر آوے اور یہ ایسے شخص کے حق مین ہوگا جسکا حال یہ معلوم ہو کہ وعظ اور عام تخویفات پر قانع نہوکر مجادلے سے اُنس رکھتا ہی
اسلیے کہ اسکی نوبت ایسی حالت پر آگئی ہی کہ بدون جدل کے علاج کے اور تدبیر اسکو مفید نہوگی تو ایسے کو جدل بتانا مضائقہ نہین اور
یہ امر ان شہرون مین ہی کہ بدعت کم ہوا اور مذہب انمین مختلف نہون تو ایسے شہرون مین اول اُنھین اعتقادات کے بیان پر اکتفا کرنی
چاہیے جو ہمنے ذکر کیے ہین اور دلیلون کے درپے ہونا نہ چاہیے اور شبہہ پڑنے کا منتظر رہنا چاہیے جب کوئی شبہہ واقع ہو تو بقدر حاجت
اسکا ذکر دینا چاہیے اور اگر بدعت پھیلی ہوئی ہوا اور خوف ہو کہ کہین لڑکے فریب مین نہ آجاوین تو ایسے وقت مین اسقدر دلائل جو ہمنے
اپنے رسالہ قدسیہ مین بیان کیے ہین لڑکون کو سکھا دینے کا مضایقہ نہین کہ اُسکے سبب سے بدعتون کے مجادلون کی تاثیر سے بچے رہین
اور یہ مقدار دلائل کی مختصر ہی اور چونکہ وہ رسالہ بھی مختصر ہی اسلیے ہمنے اُنکو اُس مین درج کیا ہی پس اگر مبتدی صاحب ذکا ہوا اور اپنی طبیعت
کی تیزی سے سوال کی جگہ پر واقف ہو جاوے یا اسکے دل مین شبہہ اُٹھ کھڑا ہو تو ایک پرخطر روگ پیدا ہوا اب جائز ہوا کہ اُس مقدار تک
ترقی کی جاوے جسکو ہمنے اقتصاد فی الاعتقاد مین مذکور کیا ہی اور وہ بقدر چھ سات جزون کے ہوگی اُسمین قواعد عقائد کے اور مباحثہ
متکلمین وغیرہ کے سوا اور طرف نظر نہین پس اگر یہ کتاب اُسکو کافی ہو تب تو استاد اور کچھ اس فن مین اُسکو نہ سکھاوے اور اگر اُسپر وہ قانع
نہو تو روگ پرانا ہوگیا اور مرض بڑھگیا اب اُستاد کو حتی الوسع اُسکے ساتھ نرمی برتنی چاہیے اور انتظار کرنا چاہیے کہ اللہ تعالی اپنے حکم سے
کوئی تنبیہ کرکے اسپر امر حق کو واضح کردیتا ہی یا وہ شک پر اور شبہہ پر اصرار کرکے کردنی خویش آمدنی پیش کا مصداق بنا چاہتا ہی کیونکہ جسقدر
مضمون کو کتاب اقتصاد خواہ اور اسی جیسی تصنیف شامل ہی اسقدر سے توقع ہی کہ مفید ہی باقی مضامین جو علم کلام مین ہین اور احاطہ نفع
سے خارج وہ دو قسم ہین ایک تو وہ کہ قواعد کے عقائد کے سوا اور امور ہون جیسے اعتمادات یعنی اسباب و علل اور ادراکات یعنی علوم و قوی
اور اکوان یعنی موجودات کے حال سے بحث کرنی اور اس بات مین خوض کرنا کہ آیا رویت کے مخالف کا نام منع ہی یا نابینائی سب غیرمرئی
چیزون کے لیے ہر ایک ہی منع ہی یا جتنی چیزین کہ انکی رویت ممکن ہی اُنکے لیے موافق اُنکے شمار کے منع ثابت ہی جیسے عنصریات کی بحث
ہوتی ہی اور سوا اُنکے اور اسی طرح کی واہیات گمراہ کرنے والی ہین اور دوسری قسم یہ ہی کہ عین اُنھین قواعد عقائد کی دلیلون مین بہت
سی تقریر اور زیادہ سوال جواب کیے جاوین اسطرح پر بھی تقریر کو غایت درجہ پر پہونچانا ایسے شخص کے حق مین جو اس قدر پر قانع نہو گمراہی
اور جہالت کے سوا اور کچھ فائدہ نہین کرتا اسلیے کہ بہت سے کلام اسطرح کے ہین کہ طول دینے اور بڑھانے سے اُسمین دقت ہوجاتی ہی
اور اگر کوئی یون کہے کہ ادراکات اور اعتمادات کی حکمتون کے حالات بیان کرنے سے دلون کے تیز ہوجانے کا فائدہ ہی اور دل
دین کا آلہ ہی جیسے تلوار جہاد کا آلہ ہی تو دل کے تیز کرنے مین کچھ مضائقہ نہین تو یہ قول اُسکا ایسا ہوگا جیسے یون کہے کہ شطرنج کا کھیلنا
دل کی تیزی کے لیے ہی تو وہ کھیل بھی دین مین سے ہی غرض کہ اس طرح کا حیلہ ایک خیال خام ہی شریعت کے جتنے علوم ہین اُن سب
سے دل کو تیزی ہوتی ہی اور اُنمین سے کسی مین کسی طرح کے ضرر کا خوف نہین۔ اس تقریر سے تمکو علم کلام مین سے جسقدر عمدہ ہی
اور جسقدر بری ہی معلوم ہوگئی اور وہ حال بھی دریافت ہوگیا جسمین کہ مذمت اور تعریف کلام کی ہوتی ہی اور جسکو وہ مفید ہی اور جسکو
مضر ہی اُسکی تفصیل بھی واضح ہوگئی۔ اب اگر یہ کہو کہ اسکا تو تم اقرار کرچکے کہ بدعتیون کے دفع کرنے کے لیے علم کلام کی طرف حاجت
ہی اور اس زمانے مین بدعتین بہت ہوگئین اور یہ مصیبت عام ہوگئی اور اسکی حاجت نہایت قوی ہی تو ضرور ہی کہ اس علم کا جاننا فرض

کفایہ ہو جیسے اموال کی حفاظت اور عہدۂ قضا اور تولیت وغیرہ کا بجالانا ہو اور جبتک کہ علما اس علم کے پھیلانے اور تدریس اور بحث مین مشغول نہونگے تو وہ باقی کیسے رہیگا اور اگر بالفرض اُسکو ترک کر دیا جاوے تو ظاہر ہو کہ نابود ہو جاویگا اور صرف طبیعتون مین اتنا مادہ نہین کہ بدعتیون کے شبہہ کا حل کر دیا کرین جبتک کہ اس فن کو نہ سیکھین اس سے معلوم ہوتا ہو کہ اس فن کی تدریس اور بحث اس زمانہ مین فرض کفایہ ہو بخلاف زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے کہ اس وقت مین اس علم کی طرف حاجت نہ تھی پس اسکے جواب مین ہم کہتے ہین کہ واقع مین ہر ایک شہر مین اس علم کا جاننے والا جداگانہ چاہیے کہ جو بدعتی اُس شہر کے شبہہ کرین وہ انکو جواب دیا کرے اور یہ بات بدون تعلیم کے ہمیشہ قائم نرہیگی لیکن ہماری غرض یہ ہو کہ اس علم کا علی العموم سبکو سکھانا اچھا نہین جیسے فقہ اور تفسیر کی تحصیل ہوتی ہو کیونکہ فقہ اور تفسیر تو بمنزلہ غذا کے ہین اور کلام مثل دوا کے ہو غذا کے ضرر کا خوف نہین کیا جاتا اور دوا کا ضرر خوف کے قابل ہو چنانچہ ہم اُسکے ضرر کے اقسام کو بیان کر چکے ہین پس جو شخص اس علم کا عالم ہوا اُسکو چاہیے کہ جس شخص مین تین خصلتین پاوے خاص اُسی کو یہ علم سکھاوے اول یہ کہ سیکھنے والا علم ہی کی تحصیل کے لیے ہوا ور اسی کا حریص ہو اسلیے کہ اگر طالب پیشہ ور ہوگا اور اپنے کام مین لگ جاویگا تو یہ شغل اُسکو علم کی تکمیل اور شبہات کے دور کرنے کا مانع ہوگا جب کبھی اسکو شکوک پیش آوین دوسرے یہ کہ صاحب ذکا اور فطنت اور فصاحت ہو اسلیے کہ غبی آدمی کو اسکے سمجھنے سے فائدہ نہوگا اور بے گینڈے تقریر کرنے والے کی حجت کچھ مفید نہین ہوتی اسلیے اسکے حق مین کلام کے ضرر کا خوف ہو اور فائدہ کی توقع نہین تیسرے یہ کہ اُسکی طبیعت مین صلاحیت اور دیانت اور تقوی ہو اور شہوتین اُسپر غالب نہون اسلیے کہ بدکار آدمی ادنی شبہہ سے دین سے علیحدہ ہو جاتا ہو اور جو آڑ کہ اُسمین اور اُسکی لذتون مین ہوتی ہو وہ اس شبہہ سے رفع ہو جاتی ہو تو اُسکو یہ خواہش نہین ہوتی کہ شبہہ کو دور کیجیے بلکہ شبہہ کو غنیمت جانتا ہو کہ دین کی تکلیفات کی برداشت سے رہائی ملی تو ایسے آدمی سے جسقدر خرابی ظہور مین آتی ہو وہ اصلاح کی نسبت کر زیادہ ہوتی اور جب تم ان قسمون کو معلوم کر چکے تو تمکو واضح ہوا ہوگا کہ علم کلام مین حجت عمدہ وہی ہو جو قرآن کی حجتون کی جنس سے ہو یعنی کلمات نرم اور دلون مین تاثیر کرنے والے اور نفسون کو قانع کرنے والے اُسمین بولے جاوین ایسی تقسیمات اور دقیق باتون کو اُسمین دخل نہ دیا جاوے جسکو اکثر آدمی نہ سمجھین اور اگر سمجھین تو یہ اعتقاد کرین کہ یہ اس مقرر کا ایک شعبدہ اور ہنر ہو جسکو لوگون کے دھوکا دینے کے لیے سیکھا ہو اور اگر کوئی اسی جیسا ہنر والا اسکے مقابلہ مین ہو تو اُسکو زیادتی کچھ بھی نہو اور یہ بھی تمنے معلوم کر لیا ہوگا کہ امام شافعیؒ اور دوسرے اکابر سلف نے جو اس علم مین خوض کرنے اور اسی کے ہو رہنے سے منع فرمایا ہو تو اسکی وجہ وہی تھی کہ اُسمین وہ نقصان پائے جاتے ہین جنپر ہم اشارہ کر آئے ہین اور حضرت ابن عباسؓ سے جو خارجیون کے ساتھ اور حضرت علیؓ سے تقدیر وغیرہ کے باب مین مناظرے منقول ہین وہ کلام صاف اور ظاہر اور حاجت کے وقت مین تھے اور اس طرح کا مناظرہ ہر حال مین بہتر ہو۔ ہان ہر ایک زمانہ مین حاجت کی کمی بیشی مین اختلاف ہوا کرتا ہو تو کچھ بعید نہین کہ اُسکی وجہ سے حکم بھی ہر زمانے مین مختلف ہو۔ پھر جو عقیدہ خلق کے لیے عبادت مقرر ہوا ہو اُسکا حکم اور اُسکی طرف سے جھگڑنے اور اُسکے بچانے کا طور یہ ہو جو اُوپر ذکر کیا گیا مگر شبہہ کا دور کرنا اور حقیقتون کا واضح ہونا اور اشیا کو جون کی تون معلوم کرنا اور اس عقیدۂ حق کے الفاظ سے جو امور سمجھے جاتے ہین اُنکے اسرار کو معلوم کرنا بجز اُسکے میسر نہین ہو سکتا کہ مجاہدہ کرے اور شہوات کو جڑ سے اُکھاڑے اور بالکل خدا تعالی کی طرف متوجہ ہو اور جدل کے شائبہ سے اپنی فکر کو صاف کرکے اُسپر مداومت کرے اور یہ بات اللہ تعالی کی رحمت ہو جو شخص اُسکے در پر ہو اُسکو جتنا نصیب مین ہوتا ہو موافق درپے ہونے کے اور موافق استعداد محل کے اور بموجب دل کی پاکی کے عنایت ہوتی ہو اور یہ وہ سمندر ہو جسکی نہ تھاہ معلوم ہو سکے نہ کنارہ پر پہونچا جاوے مسئلہ اگر کہو کہ تمہاری اس تقریر سے یہ بات پائی جاتی ہو کہ ان علوم کے معانی ظاہر ہین اور اسرار ہین اور بعض اُنمین صاف ہین کہ اول ہی معلوم ہو جاتے ہین اور بعض پوشیدہ ہین کہ مجاہدہ اور ریاضت اور طلب کامل اور فکر صاف اور

باطن کو مطلوب کے سوا ہر ایک دنیاوی شغل سے خالی رکھنے سے واضح ہوتے ہین اور یہ بات عجیب نہین کہ شریعت کے مخالف ہو اسلیے کہ
شریعت کا ظاہر اور باطن دو نہین اُسکا تو ظاہر اور باطن ایک ہی ہو تو اُسکا جواب یہ ہو کہ ان علوم کا دو قسم ہونا یعنی پوشیدہ اور ظاہر ہونا ایسا ہو
کہ کوئی عاقل اُسکا انکار نہ کریگا اسکا انکار وہی لوگ کم ہمت کرتے ہین جنھون نے لڑکپن مین کوئی چیز سیکھی اور اُسی پر جم گئے اور بلندی کی غایت
اور علما اور اولیا کے درجات پر ترقی نہ کی ورنہ علوم کا منقسم ہونا دو قسمون مذکور پر شرع کی دلیلون سے ظاہر ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہین ان للقرآن ظاہرا وباطنا وحدا ومطلعا اور حضرت علیؓ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہان علوم بہت سے ہین بشرطیکہ
اُنکے یاد کرنے والے مجھے ملین۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیا کو حکم ہو کہ لوگون سے اُنکی عقلون کے موافق کلام کرین
اور فرمایا کہ جسنے کسی قوم سے ایسی حدیث بیان کی جسکو اُنکی عقل نہ پہونچی تو وہ اُنکے لیے فتنہ ہو اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہو وتلک الامثال نضربہا للناس
وما یعقلہا الا العالمون اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض علم مثل دُر مکنون کے ہو کہ اُسکو بجز خدا تعالیٰ کے جاننے والون کے
اور کوئی نہین جانتا آخر حدیث تک چنانچہ باب العلم مین ہم اُسکو لکھ آئے ہین اور فرمایا لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا ولبکیتم کثیرا اب ہمکو کوئی
یہ بتا دے کہ اگر یہ امر راز نہ تھا تو لوگون کے ادراک کے قصور کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے آپ اُسکے بتانے سے کیون رُک رہے اور صحابہؓ پر
اُسکا افشا کیون نہ فرمایا اسمین تو کچھ شک ہی نہین کہ اگر آپ اُنسے ذکر فرماتے تو وہ اُسکی تصدیق ضرور کرتے۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے اس
آیت کے باب مین ارشاد فرمایا اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن یتنزل الامر بینہن کہ اگر مین اُسکی تفسیر کردون تو تم مجکو سنگسار
کر دو اور ایک روایت مین یہ ہو کہ تم مجکو کافر بتاؤ۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو علم کے ظرف
یعنی محل یاد کیے ہین ایک تو مین نے لوگون مین منتشر کر دیا اور اگر دوسرے کو منتشر کردون تو میرے یہ گلے کی نرخری کٹ جاوے۔ اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکرؓ تم پر روزون اور نماز کی زیادتی سے افضل نہین ہوا بلکہ ایک راز کی وجہ سے جو اُسکے سینے مین ڈالا گیا ہو
اور اسمین کچھ شک نہین کہ یہ راز دین کے قواعد کے متعلق تھا اُنسے خارج نہ تھا اور جو بات کہ قواعد دین مین سے ہوتی ہو وہ اپنے ظاہر کے اعتبار
سے دوسری چیز کی نسبت کہ پوشیدہ نہین ہوتی ہو۔ اور سہیل تستریؒ فرماتے ہین کہ عالم کے لیے تین علم ہوتے ہین ایک علم ظاہر جسکو وہ ظاہر
والون کو دیتا ہو اور ایک علم باطن کہ اُسکا مقدور نہین کہ سوائے اُسکے اہل کے اور کسی کے سامنے اُسکو ظاہر کرے اور ایک وہ علم جو اُسکے
اور خدا تعالیٰ کے درمیان ہو اُسکو کسی کے سامنے ظاہر نہین کرتا اور بعض عارفون نے ارشاد فرمایا ہو کہ ربوبیت کا راز کھولنا کفر ہو۔ اور
بعضون نے فرمایا ہو کہ ربوبیت کا ایک راز ہو اگر وہ ظاہر ہو جاوے تو نبوت بیکار ہو جاوے اور نبوت کا ایک راز ہو کہ اگر عیان ہو تو علم نکما
ہو جاوے اور خدا تعالیٰ کے جاننے والون کا ایک راز ہو کہ اگر وہ اُسکو افشا کرین تو احکام بیکار ہو جاوین اس شخص نے اگر اپنے قول سے نبوت
کا بیکار ہونا ضعیفون کے حق مین بوجہ اُنکے قصور فہم کے مراد نہین لیا تو جو کچھ کہا ہو وہ ٹھیک نہین بلکہ صحیح یہ ہو کہ اسمین کچھ تناقض نہین اور
کامل وہی ہو جسکا نور معرفت نور ورع کو گل نہ کرے اور ورع کا مدرک نبوت ہو مسئلہ اگر پوچھو کہ ان آیات اور اخبار مین تاویلین ہوا کرتی ہین
تو ظاہر اور باطن کے اختلاف کی کیفیت کو بتانا چاہیے اسلیے کہ اگر باطن ظاہر کے خلاف ہو تب تو شریعت بیکار ہوئی جاتی ہو اور یہ اُن
لوگون کا قول ہو جو کہتے ہین کہ حقیقت خلاف شریعت کے ہو حالانکہ یہ قول کفر ہو اسلیے کہ شریعت ظاہر سے مراد ہو اور حقیقت باطن سے
پھر اگر باطن مخالف ظاہر کے نہین تو باطن اور ظاہر دونون ایک ہی ہین اس سے تقسیم نہ رہیگی اور شریعت کا کوئی راز ایسا نہ ٹھہریگا جسکا
افشا نہ کیا جاوے۔ پس اِسکا جواب یہ ہو کہ یہ سوال ایک بڑے امر کی سلسلہ جنبانی کرتا ہو اور علوم مکاشفہ مین لے ڈالتا ہو اور علم معاملہ جو
ہمارا مقصود ہو اور ان باتون مین ہمکو وہی بیان کرنا منظور ہو اُس سے باہر کیے دیتا ہو کیونکہ جو عقائد ہمنے ذکر کیے ہین وہ دلون کے
اعمال سے متعلق ہین اور ہمکو یہی حکم ہو کہ اُنکو قبول کرکے دل کو اُنکی تصدیق پر پکا کردین اس بات کا امر نہین کہ کسی ذریعہ سے اُنکی

ح قرآن کا ایک ظاہر ہو اور ایک باطن اور ایک نہایت اور مقام ترقی ۱۲ اور ابن حبان بروایت ابن مسعودؓ ۱۲

ع باب العلم مین اسکی سند گذر چکی ۱۲

ح باب العلم مین گذر چکی ۱۲

ع اور یہ کہاوتین ہین بیان کرتے ہین ہم لوگون کے واسطے اور اُنکو بوجھتے وہی ہین جنکو سمجھ ہو ۱۲

ح اگر تم جانو جو مین جانتا ہون تو تھوڑا ہنسو اور بہت سا گریہ کرو ۱۲ بخاری اور مسلم بروایت عائشہؓ و انسؓ ۱۲

ع اللہ وہ ہو جسنے بنائے سات آسمان اور زمین بھی اُتنی اُترتا ہو حکم اُنکے بیچ ۱۲

ح باب العلم مین گذر چکی

حقیقتوں کے کُھلنے کے خواہان ہوں اس بات کا حکم عام خلق کو نہیں ہوا اور اگر عقائد اعمال میں سے نہوتے تو ہم انکو اس کتاب میں درج نہ کرتے اور اگر ظاہر دل کے متعلق نہوتے اسکے باطن سے متعلق ہوتے تو اس کتاب کے نصف اول میں نہ لکھتے کیونکہ حقیقت کا کھلنا دل کے باطن اور سر کی صفت ہے مگر چونکہ ظاہر اور باطن کے خلاف ہونے کے باب میں تقریر کی نوبت آگئی اسلیے اس مشکل کے حل کرنے کے لیے کچھ مختصر تقریر کی ضرورت ہوئی پس جو شخص یہ کہتا ہے کہ حقیقت شریعت کے خلاف ہے یا باطن ظاہر کی نقیض ہے تو وہ ایمان کی نسبت کفر سے قریب ہے اصل یہ ہے کہ جو اسرار کہ صرف مقربوں کو معلوم ہوئے ہیں اور انکے علم میں اکثر لوگ مقربوں کے شریک نہیں اور مقربوں کو انکے افشا سے منع کر دیا گیا ہے وہ پانچ قسمیں ہیں قسم اول یہ ہے کہ وہ چیز بذات خود دقیق ہو جسکے سمجھنے سے اکثر فہم عاجز ہوتے ہوں تو اسکے ادراک کے لیے خواص لوگ مخص ہوتے ہیں اور ان پر لازم ہے کہ اسکا افشا ایسے لوگو پر نکریں جو اسکے اہل نہوں ورنہ اُسکا افشا ہونا انکے حق میں فتنہ ہوگا اس نظر سے انکے فہم اسکے معلوم کرنے سے قاصر ہیں اور اسی قسم سے ہے راز روح کا مخفی رکھنا اور اسکے بیان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا باز رہنا اسلیے کہ روح کی حقیقت اُن اشیا میں سے کہ فہم اسکے ادراک سے عاجز ہیں اور وہم اُسکے تصور ماہیت سے قاصر اور یہ مت گمان کرنا کہ یہ حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی واضح نہ تھی کیونکہ جو شخص روح کو نہ جانیگا وہ گویا اپنے نفس سے واقف نہوگا اور جو اپنے نفس کو نجانیگا وہ اپنے رب کو کس طرح پہچانیگا اور یہ بھی بعید نہیں کہ روح کی حقیقت بعض اولیا اور علما کو معلوم ہو جاوے گو وہ انبیا نہوں مگر چونکہ شریعت کے آداب کے پابند ہوتے ہیں اسلیے جس سے شرع نے سکوت کیا ہے اس سے وہ بھی سکوت کرتے ہیں بلکہ خداے تعالیٰ کی صفات میں بعض خاص طرح کے ہیں کہ عوام کی سمجھ اُن کے ادراک سے قاصر ہوتی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنمیں سے صرف ظاہر کو ذکر کر دیا مثلاً علم و قدرت وغیرہ کو ایسی طرح بیان فرمایا کہ خلق نے اپنے علم و قدرت کے ساتھ اُنکی مشابہت وہم کر کے سمجھ لیا کیونکہ اُن میں جو اوصاف مسمی بعلم و قدرت تھے اُنھوں نے ایک قسم کے قیاس سے اسکے علم و قدرت کو وہم کر لیا اور اگر خداے تعالےٰ کے صفات میں سے ایسے ذکر کیے جاویں جنکے مناسب اور مشابہ خلق میں نہ پائے جاویں تو اسکو نہ سمجھینگے بلکہ جماع کی لذت کو اگر لڑکے اور نامرد کے سامنے ذکر کیا جاوے تو وہ دونوں اسکو کھانے کی چیز کی مناسبت سے سمجھینگے اور اس طرح کی سمجھ اصلی طور پر نہوگی اور جتنا فرق کہ کھانے اور جماع کی لذت میں ہے اُس سے کہیں زیادہ تفاوت خلق کے علم و قدرت اور خداے تعالیٰ کے علم و قدرت میں ہے۔ حاصل یہ کہ انسان بجز اپنے نفس اور اپنے ایسے صفات کے جو اسکو اسوقت حاصل ہیں اور چیز کا ادراک نہیں کرتا یا کوئی صفت اسکو پہلے حاصل تھی اسکے قیاس سے دوسری چیز کو سمجھتا ہے پھر کبھی اسکو مانتا ہے کہ میری صفت اور دوسری صفت میں شرف اور کمال کی رو سے فرق ہے مثلاً آدمی کی طاقت میں صرف اتنی ہی بات ہے کہ خداے تعالیٰ کے لیے وہ باتیں ثابت کرے جو کہ اسمیں خود موجود ہیں یعنے فعل اور علم اور قدرت اور ارادہ وغیرہ اور اس بات کی تصدیق کرے کہ اسکے یہ صفات کامل تر اور اشرف ہیں غرضکہ انسان کی بڑی دوڑ یہی ہے کہ اپنے صفات کے گرد پھرا کرے اور جس بزرگی اور جلال کے ساتھ خدایتعالیٰ خاص ہے اُس تک رسائی نہو اور اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علیٰ نفسک[۱] اسکے یہ معنی نہیں کہ جو کچھ میں نے معلوم کیا ہے اسکے بیان کرنے سے عاجز ہوں بلکہ یہ مراد ہے کہ کُنہ جلال کے ادراک سے قصور کا مقر ہوں۔ اور اسی لیے کسی عارف نے کہا ہے کہ حقیقت کے ساتھ خدایتعالیٰ کو بجز اسکی ذات پاک کے اور کسی نے نہیں پہچانا۔ اور حضرت صدیق اکبر رضؓ نے ارشاد فرمایا کہ شکر ہے اُس خدا کا جسنے خلق کے واسطے اپنی معرفت کی سبیل سواے معرفت سے عاجز رہنے کے اور کچھ نہیں مقرر کی۔ اب ہم شبدیز قلم کی باگ اُس طرف سے روک کر غرض کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ پوشیدہ اُمور میں سے ایک قسم وہ ہے جسکے ادراک سے فہم عاجز ہوں اور اس قسم میں روح اور بعض اللہ تعالیٰ کی صفتیں داخل ہیں اور غالباً اسی جیسے بات کی طرف اشارہ ہے اس حدیث شریف میں ان للہ سبحانہ سبعین حجابا من نور لو کشفہا لاحرقت سبحات وجہہ کل من ادرکہ بصرہ[۲] **دوسری قسم** پوشیدہ اُموروں میں سے جسکے ذکر سے انبیا اور صدیقین باز رہتے ہیں وہ باتیں ہیں کہ بذات خود سمجھ میں آتی ہیں

[۱] یعنی میں احاطہ نہیں کر سکتا ہوں تیری تعریف کا تو ایسا ہی ہے جیسا تو نے خود اپنی تعریف کی ہے ۱۲ مسلم از روایت عائشہ رضؓ

[۲] بیشک اللہ پاک کے نور کے ستر پردے ہیں اگر انکو کھولدے تو اسکی ذات کی روشنیاں جلادیں تمام چیزوں کو جو اسکی نظر کے نیچے ہوں یعنی تمام مخلوق کو ... روایت کیا اسکو ابن حبان ... ابن ماجہ ۱۲

اور فہم اُنکے ادراک سے قاصر نہین مگر اُسکا ذکر کرنا اکثر سننے والون کو ضرر کرتا ہی جیسا انبیا اور صدیقین کو مضر نہین راز تقدیر جسکے افشا سے نہی کی گئی ہی وہ اسی قسم مین داخل ہی اور یہ کچھ بعید نہین کہ بعض حقیقتون کا ذکر کرنا بعض خلق کو مضر ہو جیسے آفتاب کی روشنی شپرون کے حق مین مضر ہوتی ہی یا گلاب کی بو گبروئے کو ضرر کرتی ہی دیکھو اگر ہم کہین کہ کفر اور زنا اور گناہ اور بدی سب خدا تعالی کے حکم اور ارادہ اور خواہش سے ہی تو یہ بات فی نفسہ درست ہی مگر اسکا سننا بعض لوگون کو مضر ہوا یعنی انکو اس بات سے یہ وہم ہوا کہ یہ امر کم عقلی پر دلالت کرتا ہی اور حکمت کے خلاف اور بری بات پر راضی ہونا اور ظلم اس سے نکلتا ہی اور ابن راوندا ور دوسرے مردود اسی جیسے وہم سے ملحد ہو گئے۔ اور راز تقدیر اگر افشا کیا جاوے تو اکثر لوگون کو خداے تعالی کے عاجز ہونے کا وہم ہو جاوے کیونکہ جس بات سے کہ یہ وہم اُن کا دور ہو اُسکے سمجھنے سے اُنکے فہم قاصر ہین۔ اور اگر کوئی شلاً یون کہے کہ قیامت کی مدت اتنی ہی اور وہ بعد ہزار برس کے یا زیادہ خواہ کم کے ہوگی تو یہ مضمون سمجھ مین آتا ہی مگر اُسکا ذکر بندون کی مصلحت اور ضرر کے خوف سے نہین کیا گیا کہ شاید اگر مدت بہت ہوئی اور نفسون نے عذاب مین دیر سمجھی تو کچھ پروا نکرینگے اور اگر خداے تعالی کے علم مین قریب ہوتے اور ذکر کر دیے جاتے تو خوف زیادہ ہوتا اور آدمی اعمال سے روگردان ہو جاتے اور دنیا خراب ہوتی تو یہ تقریر اگر وجہ پکڑ جاوے اور درست ہو تو دوسری قسم کی ایک مثال ہو سکتی ہی **تیسری قسم** وہ ہی کہ اگر اُسکو صریح ذکر کیا جاوے تو سمجھ مین آوے اور اُسمین کوئی ضرر بھی نہو مگر اُسکا ذکر بطور استعارہ اور اشارہ کے کیا جاتا ہی تاکہ اُسکا اثر سننے والے کے دل مین زیادہ ہو اور مصلحت اُسمین یہی ہو کہ اُس بات کا اثر زیادہ ہو مثلاً اگر کوئی کہے کہ مین نے فلان شخص کو دیکھا کہ خوکون کی گردن مین موتیون کا ہار ڈالتا ہی تو اُسنے اس قول مین اشارہ کیا کہ علم اور حکمت نااہلون کو سکھاتا ہی پس سننے والا کبھی اُسکے ظاہری معنی سمجھیگا اور محقق جب دیکھیگا اور جانیگا کہ اُس شخص کے پاس نہ موتی تھے اور نہ اُسکے مسکن مین خوک ہی تو وہ راز باطن کو سمجھ جاویگا اور اس باب مین آدمی مختلف ہوتے ہین اور اسی طرح کا مضمون اس قطعہ مین کسی شاعر نے کہا ہی **قطعہ** خیاط اور اُسکے مقابل سفید باف ✤ دونون یہ کام کرتے ہین بالاے آسمان ✤ بنتا ہی ایک خرقہ مدبر کو دائما ✤ سیتا دوم ہی جامۂ مُقبل کو جاودان ✤ اس قطعہ مین شاعر نے سبب آسمانی کو اقبال اور ادبار کے باب مین دو شخصون کاریگر سے تعبیر کیا ہی۔ غرضکہ اس قسم کا مآل یہ ہی کہ معنی کو اُس صورت مین بیان کرین کہ خود ہی معنی اُسمین پائے جاوین یا اسطرح کے ہون اور اُسی قسم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ مسجد رینٹ سے ایسی سکڑتی ہی جیسے کھال آگ پر سکڑتی ہی اور تمکو معلوم ہی کہ مسجد کا صحن ظاہر مین رینٹ سے نہین سکڑتا بلکہ یہ معنی ہین کہ مسجد کی روح بزرگ اور قابل تعظیم ہی اور اُسمین رینٹ کا ڈالنا اُسکی حقارت کرنی ہی اور مسجدیت کے خلاف ہی جیسے آگ کھال کے اجزا کے خلاف ہی اور اسی طرح یہ ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اما یخشی الذی یرفع راسہ قبل الامام ان یحول اللہ راسہ راس حمار اور یہ امر ظاہر مین تو نہ کبھی ہوا اور نہو مگر معنون کی راہ سے ہوا کرتا ہی یعنی گدھے کا سا سر رنگ اور شکل مین نہین ہوتا بلکہ خاصیت مین یعنی بیوقوفی اور کم ذہنی مین ہو جاتا ہی کہ جو شخص اپنا سر امام سے پہلے اُٹھاتا ہی تو بیوقوفی اور احمقاپن مین اُسکا سر گدھے کا سا ہو گیا اور یہی مقصود ہی صورت مقصود نہین وہ تو معنون کا سانچا ہوتی ہی اور اُسکی بیوقوفی کی وجہ یہ ہی کہ امام کا اقتدا بھی کرتا ہی اور اُس سے آگے بھی بڑھتا ہی تو نہایت حمق ہی کہ دو باتین جو ایک دوسرے کے خلاف ہین انکو جمع کرتا ہی۔ اور اس راز کا خلاف ظاہر ہونا یا تو دلیل عقلی سے معلوم ہوتا ہی یا دلیل شرعی سے عقلی تو اس طرح ہی کہ حقیقی معنی پر اُسکا عمل کرنا ممکن نہو جیسے اس حدیث شریف مین قلب المومن بین اصبعین من اصابع الرحمن کیونکہ اگر بالفرض ہم مومنون کے دلون کو تلاش کرین تو اُنمین انگلیان نہونگی اس سے جانا گیا کہ انگلیون سے اشارہ قدرت سے ہی جو انگلیون کا سر اور روح مخفی ہی اور قدرت سے انگلیون کے ساتھ اس وجہ سے کنایہ فرمایا کہ اقتدار تمام کے سمجھانے مین اُسکو بڑا اثر ہی جیسے کہتے ہین کہ یہ چیز یا آدمی یا کام ہماری چٹکی مین ہی۔ اور اسی قبیل سے ہی قدرت سے کنایہ کرنا اس آیت مین انما قولنا لشیء اذا اردناہ ان نقول لہ کن فیکون کہ اسمین ظاہر معنی نہین ہو سکتے کیونکہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد کن چیز کے خطاب کے لیے اگر اُسکے وجود سے پہلے ہو تو محال ہو اسلیے کہ معدوم چیز خطاب نہین سمجھتی اور اگر بعد وجود کے ہو تو اُسکو پیدا کرنے کی حاجت نہین مگر چونکہ اسطرح کا کنایہ نہایت درجہ کے اقتدار کے سمجھانے مین بہت اثر رکھتا ہو اسلیے اس کنایہ کی طرف رجوع فرمایا اور دلیل شرعی اسطرح ہو کہ ظاہری معنون پر اُسکا محمول کرنا ممکن ہو مگر شریعت مین مروی ہو کہ اس سے ظاہر کے سوا اور معنی مراد لیے گئے ہین جیسے اس آیت کی تفسیر مین انزل من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرہا فاحتمل السیل زبدا رابیا الآیۃ کہ یہان پانی سے مراد قرآن ہو اور جنگلون سے دل ہین کہ بعضون نے بہت سی قرآن کی برداشت کی اور بعضون نے کم کی اور بعضون نے بالکل نہ کی اور جھاگ سے مثال کفر اور نفاق کی فرمائی کہ اگرچہ وہ ظاہر اور پانی کے اوپر ہوتا ہو مگر اُسکو قیام نہین اور ہدایت جو لوگون کے کارآمد اور مفید ہو وہ ٹھہرتی ہو اور اس قسم مین بعضون نے اتنا غوطہ لگایا کہ جو اُمور آخرت مین وارد ہوے ہین یعنی میزان اور پل صراط وغیرہ کو بھی تاویل کر لیا حالانکہ اُنکے معنی بدلنے بدعت ہین کیونکہ شریعت سے بطریق روایت وہ معنی پہونچے نہین اور ظاہر کے بموجب اُنکا ہونا محال نہین تو ظاہر پر اُنکا محمول کرنا واجب ہو چوتھی قسم یہ ہو کہ آدمی اول ایک چیز کو مجمل معلوم کرے پھر اُسکو مفصلاً تحقیق اور ذوق کے ساتھ ادراک کرے اسطرح کہ وہ شے اُسکا حال اور کیفیت لازم ہو جاوے تو ان دونون علمون مین فرق ہوگا اور اول تو مثل پوست کے ہوگا اور دوسرا مثل مغز کے اور اول مثل ظاہر کے ہوگا اور دوسرا مثل باطن کے مثلاً کسی انسان کو اندھیرے مین یا فاصلہ سے ایک وجود دکھائی دیوے تو اُسکو اُسوقت کسی قدر علم ہوگا مگر جب اُسکو نزدیک سے یا اندھیرے کے دور ہونے کے بعد دیکھیگا تو پہلے علم مین اور اس علم مین فرق پاویگا لیکن یہ دوسرا علم اول کی ضد نہوگا بلکہ اُسکا کامل کرنے والا ہوگا اسی طرح علم اور ایمان اور تصدیق کے حال کو سمجھنا چاہیے مثلاً آدمی کبھی عشق اور مرض اور موت کے وجود کی تصدیق کرتا ہو مگر جب اُنمین مبتلا ہوتا ہو تب اُنکا علم پہلے کی نسبت کر زیادہ متحقق ہوتا ہو بلکہ انسان کے حالات شہوت اور عشق اور دوسری چیزون مین تین طرح کے جُدا جُدا ہین اور ہر ایک کا ادراک مختلف ہو اول تو اُس حال کو واقع ہونے سے بیشتر معلوم کرنا دوم واقع ہونے کے وقت اُسکی تصدیق کرنی سوم بعد اُسکے گذر جانے کے ادراک کرنا مثلاً بھوک کا ادراک اگر بعد جاتے رہنے کے کرو تو وہ اُس ادراک کے علاوہ ہوگا جو زوال گرسنگی سے بیشتر تھا پس یہی حال علوم دینی کا ہو کہ بعض علوم ذوق ہو کر کامل ہو جاتے ہین اور پہلے کی نسبت کر مثل باطن کے ہوتے ہین مثلاً اگر بیمار آدمی کو تندرستی کا علم ہو اور تندرست کو بھی ہو تو دونون کے علم مین بہت فرق ہو غرض کہ ان چارون قسمون کی اشیا مین خلق کم و بیش ہوتی ہو اور اُنمین سے کسی مین باطن ظاہر کے خلاف نہین بلکہ اُسکا متمم اور مکمل ہو جیسے مغز پوست کا مکمل ہوتا ہو پانچوین قسم یہ ہو کہ زبان حال کو زبان قال سے تعبیر کیا جاوے پس کم فہم آدمی ظاہر پر واقف ہو کر اُسکو بولنا اعتقاد کر لیتا ہو اور جو شخص حقیقتون کا بینا ہوتا ہو وہ اُسکے راز کو معلوم کر لیتا ہو مثلاً اگر یون کہین کہ دیوار نے میخ سے کہا کہ تو مجھکو کیون چیرے ڈالتی ہو میخ نے جواب دیا کہ اُس سے پوچھ جو مجھکو ٹھوکتا ہو جو پتھر میرے سر پر لگتا ہو وہ مجھکو میری راہ پر نہین چھوڑتا تو یہ مثال ہو زبان قال سے زبان حال کو تعبیر کرنے کی اور اسی قبیل سے ہو مضمون اس آیت کا ثم استوی الی السماء وہی دخان فقال لہا وللارض ائتیا طوعا او کرہا قالتا اتینا طائعین پس کم فہم آدمی اسکے سمجھنے مین آسمان و زمین کے لیے زندگی اور عقل اور خطاب کا سمجھنا اور خطاب کو آواز اور حرفون سے ہونا کہ جسکو وہ دونون سنین اور پھر آواز و حرف سے کہین کہ ہم آئے اپنی خوشی سے فرض کر لیتا ہو اور دانا آدمی جانتا ہو کہ یہ زبان حال ہو اور اس سے یہ جتلانا منظور ہو کہ وہ دونون مسخر اور حکم کے تابع ہین اور اُنکی طرف اُنکو بے اختیار آنا پڑتا ہو اور اسی طرح ہو مضمون اس آیت کا وان من شیء الا یسبح بحمدہ کہ غبی آدمی کو اسمین ضرورت پڑتی ہو کہ جمادات کے لیے زندگی اور عقل اور آواز اور حروف سے بولنا فرض کرے تاکہ وہ سبحان اللہ اپنی بولی مین کہین اور اُنکی تسبیح ثابت ہو اور اہل بصیرت جانتے ہین کہ اس سے مراد زبان کی گفتگو نہین بلکہ اپنے وجود سے زبان حال سے گویا اور اُسکی تسبیح اور تقدیس اور وحدانیت کی شاہد ہو جیسے کسی کا شعر ہو شعر ہر گیاہی کہ از زمین روید ٭ وحدہ لاشریک لہ گوید ٭ یا جیسے یون کہتے ہین کہ یہ پکی صنعت اپنے صانع کی حسن تدبیر اور کمال علم پر شاہد ہو اسکے یہ معنی نہین ہین کہ وہ زبان سے کہتی ہو کہ مین گواہ ہون بلکہ اپنی ذات اور

حال سے اسکی شہادت مراد ہوتی ہے اسی طرح جتنی چیزین ہین وہ اپنی ذات سے ایجاد کرنے والے کی محتاج ہین جو انکو پیدا کرکے باقی رکھے اور اُنکے اوصاف کو قائم رکھے اور ہر حال مین اُنکو بدلتا رہے تو وہ اپنی حاجت کی جہت سے اپنے خالق کی پاکی پر شاہد ہین اور اُنکی شہادت اہل بصیرت کو معلوم ہوتی ہے نہ اُن لوگون کو جو ظاہر پر جمے ہوے ہین اور اسی وجہ سے اللہ تعالی نے فرمایا ولکن لاتفقہون تسبیحہم اور جنکے فہم مین قصور ہے وہ تو بالکل ہی نہین سمجھتے مگر مقرب اور علماے راسخ اپنی اپنی عقل اور بصیرت کے موافق سمجھتے ہین اُسکی ماہیت اور کمائی کو وہ بھی نہین سمجھتے اسلیے کہ ہر چیز مین اللہ تعالی کی تقدیس اور تسبیح پر بہت سی شہادتین ہین شعر ہزار نکتۂ باریکتر زمو اینجاست ✤ نہ ہر کہ مو بتراشد قلندری داند ✤ تعداد اُن شہادتون کی علم معاملہ مین بیان کرتی زیبا نہین حاصل یہ کہ یہ فن بھی اُن چیزون مین سے ہے جنکے علم مین اصحاب ظواہر اور ارباب بصائر مختلف ہین اور جیسے باطن کا جدا ہونا ظاہر سے پایا جاتا ہے اور اس مقام مین صاحبان مقامات کو زیادتی اور میانہ روی ہے تو بعضے زیادتی کی طرف یہان تک ڈھلے کہ سب الفاظ ظاہر یا اکثر کو بدل ڈالا حتی کہ آخرت مین جو امور ہونگے اُنکو بھی کہتے ہین کہ زبان حال سے ہونگے مثلاً اللہ تعالی کا ارشاد ولکلمنا ایدیہم وتشہد ارجلہم بما کانوا یکسبون اور یہ ارشاد قالوا لجلودہم لم شہدتم علینا قالوا انطقنا اللہ الذی انطق کل شی اور اسی طرح سب خطاب جو منکر نکیر سے ہونگے اور میزان اور پل صراط اور حساب مین اور دوزخیون کے اور جنتیون کے مناظرے اور دوزخیون کا اُنسے استدعا کرنا کہ پانی یا جو کچھ تمکو خداے تعالی نے دیا ہے ہمکو دو ان سبکو زبان حال ہی سے کہتے ہین۔ اور دوسرون نے یہ مبالغہ کیا کہ تاویل کو بالکل اُڑا دیا اُنھین مین سے امام احمد بن حنبلؒ ہین یہان تک کہ اللہ تعالی کے ارشاد کن فیکون مین بھی تاویل کو منع کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ خطاب حرف اور آواز سے اللہ تعالی کی جانب سے ہر لحظہ موافق شمار ہونے والی چیزون کے ہوتا رہتا ہے حتی کہ مین نے اُنکے بعض شاگردون سے سنا ہے کہ آپ نے بجز تین جگہ کے اور جگہ سے تاویل اُڑا دی ہے اور وہ تین جگہ یہ ہین اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد الحجر الاسود یمین اللہ فی ارضہ دوم یہ حدیث قلب المومن بین اصبعین من اصابع الرحمن تیسری یہ حدیث انی لاجد نفس الرحمن من جانب الیمن اُنکے سوا اورون مین تاویل نہین کرتے اور تاویل کے دور کرنے کی طرف اصحاب ظواہر نے بھی میل کیا ہے اور امام احمدؒ پر گمان یہی ہوتا ہے کہ وہ قطعاً جانتے ہونگے کہ استوا سے مراد اُسپر ٹھہرنا نہین اور نہ نزول سے غرض نقل مکانی ہے مگر تاویل کے دور کرنے کے لیے اُنھون نے تاویل سے منع فرمایا کہ خلق کی بہتری کی رعایت اسمین ہے کیونکہ اگر باب تاویل مفتوح ہو تو کام ہاتھ سے نکل جاے اور ابتری کا سنبھالنا مشکل پڑے اور میانہ روی کی حد سے تجاوز کر جاوے اسلیے کہ میانہ روی کی حد کا کوئی ضابطہ مقرر نہین کہ اُس تک بس کیجاوے پس ایسی صورت مین تاویل سے منع کرنے کا مضائقہ نہین اور سلف کی سیرت بھی اسی کی شاہد ہے کہ وہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ ان اُمور کو جس طرح آئے ہین اُسی طرح رہنے دو یہان تک کہ جب حضرت امام مالکؒ سے کسی نے استوا کا حال پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ استوا کے معنی تو معلوم ہی ہین اور کیفیت مجہول ہے اور ایمان اُسپر واجب ہے اور اُسکا حال پوچھنا بدعت ہے اور بعض لوگون نے میانہ روی کی طرف میل کیا ہے اور جو امور کہ صفات الٰہی سے متعلق ہین اُنمین تاویل کو دخل دیا ہے اور جو باتین آخرت سے متعلق ہین اُنکو ظاہر لفظون کے بموجب چھوڑ کر تاویل سے منع کیا ہے یہ لوگ تابعین ابوالحسن اشعری کے ہین اور معتزلون نے یہ زیادتی کی کہ خداے تعالی کی صفات مین سے رویت کی تاویل کی اور اُسکے سمیع اور بصیر ہونے مین تاویل کی اور معراج مین تاویل کرکے کہا کہ جسم سے نہین ہوئی اور عذاب قبر اور میزان اور پل صراط اور تمام احکام آخرت مین تاویل کر ڈالی لیکن جسمون کے اُٹھنے اور حشر ہونے کے اور جنت اور دوزخ کے مقر ہین کہ جنت مین کھانے کی اور پینے کی اور سونگھنے کی چیزین اور نکاح اور جمیع محسوس لذتین موجود ہین اور دوزخ کا جسم محسوس ہے اور کھالون کا جلاتا ہے اور چربیون کا پگھلاتا ہے اور ان لوگون نے جو ترقی اس درجہ تک کی تو فلسفہ والے اُنسے بھی بڑھ گئے اُنھون نے جتنی باتین آخرت مین ہونگی سب کے معنی بدل دیے اور اس بات کے قائل ہوئے کہ رنج اور لذتین صرف عقلی اور روحانی ہونگی جسمون کا حشر نہوگا صرف نفس ہی باقی رہینگے اور اُنپر عذاب یا راحت اس قسم کے ہونگے کہ حواس سے اُنکا ادراک نہو اور یہ سب فرقے اعتدال سے بڑھے ہوے ہین امر حق اور میانہ روی کی حد تو یہ ہے کہ بالکل تاویل مین

اتنا کھل جاوے جیسے یہ فرقے مذکور ہوے اور نہ اتنا بند ہو جیسے حنبلی فرقہ ہی مگر یہ حد بہت باریک ہی کہ اُسپر بجز توفیق یافتہ لوگون کے جو اُمور کو نور الٰہی سے دیکھتے ہین صرف سننے سے نہین ادراک کرتے اور کوئی واقف نہین اور ان لوگون کو جب اُمور کے اسرار بموجب اصل حقیقت کے واضح ہو جاتے ہین تب یہ الفاظ وارادہ کو دیکھتے ہین اور اس وقت اگر الفاظ کو مطابق اس امر کے پایا جو نور یقین سے اُنھون نے مشاہدہ کیا ہی تب تو اُنکو ویسا ہی ثابت رکھتے ہین اور اگر خلاف پایا تو اُسکی تاویل کرتے ہین لیکن جو شخص کہ ان اُمور کی معرفت صرف سننے سے حاصل کرتا ہی اُسکا قدم اس مین نہین جمتا اور نہ اُسکے ٹھہرنے کی کوئی جگہ معین ہی پس ایسے شخص کے لیے مناسب تر امام احمد کا مقام ہی۔ اب چونکہ ان اُمور مین میانہ روی کی حد کو خوب واضح کرنا علم مکاشفہ مین داخل ہی اور اُسکا بیان بہت طویل لہذا ہم اُسمین خوض نہین کرتے اور غرض اس جا یہ تھی کہ ظاہر کی باطن سے موافقت اور مخالفت کا بیان کیا جاوے سوان پانچون قسمون سے بہت سی باتین واضح ہوگئین۔ اور جو عقیدے کہ ہم فصل اول مین لکھ آئے ہین وہ ہماری دانست مین جمہور عوام کے لیے کافی معلوم ہوتے ہین کہ اول درجہ مین اُنکو بجز اُن باتون کے معتقد ہونے کے اور کسی چیز کا حکم نہین ہوتا مگر جس صورت مین کہ بدعت کے شائع ہونے سے اُس عقیدے کی ابتری کا خوف ہو اس وقت دوسرے درجہ مین ایسے عقیدے کی طرف ترقی کرنی پڑتی ہی جس مین مختصر اور روشن دلیلین بدون تعمق کے موجود ہون نظر برین ہم اُس باب مین وہ روشن دلیلین لکھتے ہین اور اس بیان پر اکتفا کرتے ہین جو ہمنے قدس والون کو لکھا ہی اور اُسکا نام رسالہ قدسیہ در قواعد عقائد رکھا ہی اس رسالہ کو اس باب کی فصل تیسری مین بعینہا نقل کرتے ہین

## تیسری فصل عقیدے کی روشن دلیلون کے بیان مین

یعنے رسالہ قدسیہ کے ذکر مین اور اُسکا ترجمہ مع دیباچہ کیا گیا تاکہ علیحدہ بھی ہو سکے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سزاوار حمد وہ ذات ہی جس نے جماعت اہل سنت کو انوار یقین سے ممتاز کیا اور اہل حق کو دین کے رکنون کی راہ بتانے کے لیے سرفراز فرمایا اور کجون کی کجی اور ملحدون کی گمراہی سے اُنکو بچا کر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا نصیب کی اور آپ کے صحابہ اکرم رضی اللہ عنہم کی پیروی کی توفیق دی اور سلف صالحین کے اعمال واقوال کا اتباع اُنپر ایسا آسان کر دیا کہ اُنھون نے عقلون کے مقتضیات مین سے حبل متین پر تمسک کیا اور پہلے لوگون کی سیرت وعقائد مین صاف راستہ بے کھٹکے اختیار کیا عقلون کے نتیجون اور شرع منقول کے مقدمات کو قبول کرنے مین ایک ساتھ کر کے جان لیا کہ جس کلمۂ طیبہ کا کہنا ہمارے لیے عبادت ٹھہرا ہے یعنے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صرف زبان سے اُسکی شہادت دینے مین کچھ فائدہ اور ثمرہ مترتب نہین جبتک کہ اُنکے وہ اُصول جنپر مدار اس کلمہ کے جملون کا ہی نہ جان لیے جاوین۔ اور پہچان گئے کہ یہ دونون جملے باوجود اپنے اختصار کے چار باتون کو متضمن ہین اول خدا تعالیٰ کی ذات کا اثبات دوم اُسکی صفات کا سوم اُسکے افعال کا چہارم اُسکے رسولون کی تصدیق کا اور اسی سے معلوم کر لیا کہ ایمان کی بنا چار رکنون پر ہی اور ہر ایک رکن کا مدار دس اصلون پر ہی **رکن اول** خدا تعالیٰ کی ذات اور وحدانیت کی معرفت مین اور اُسکا مدار دس اصلون پر ہی یعنی یہ جاننا کہ وہ[۱] موجود ہی ازلی[۲] ہی ابدی[۳] ہی جوہر[۴] نہین جسم[۵] نہین عرض[۶] نہین کسی[۷] جہت سے خصوصیت نہین رکھتا کسی مکان[۸] پر ٹھہرا ہوا نہین بلکہ اپنے عرش پر چڑھا ہوا ہی آخرت[۹] مین اُسکا دیدار ہو گا اکیلا[۱۰] ہی بدون شریک اور مثل کے **پہلی اصل** خدا تعالیٰ کے موجود ہونے کی پہچان مین اسباب مین عمدہ طریقہ وہ ہی جسکی ہدایت قرآن مجید فرماتا ہی اسلیے کہ اللہ تعالیٰ کے بیان سے بڑھکر اور کوئی بیان نہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہی الم نجعل الارض مہادا والجبال اوتادا وخلقناکم ازواجا وجعلنا نومکم سباتا وجعلنا اللیل لباسا وجعلنا النہار معاشا وبنینا فوقکم سبعا شدادا وجعلنا سراجا وہاجا وانزلنا من المعصرات ماء ثجاجا لنخرج بہ حبا ونباتا وجنات الفافا اور دوسری جا ارشاد ہی ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا بہ الارض بعد موتہا وبث فیہا من کل دابۃ وتصریف الریاح والسحاب المسخر بین السماء والارض لایات لقوم یعقلون اور اور جا ارشاد ہی الم تروا

ت کیا نہین بنائی زمین بچھونا اور پہاڑ میخین اور تمکو بنایا جوڑے جوڑے اور بنائی نیند تمھاری دفع ماندگی اور بنائی رات اوڑھنا اور بنایا دن روزگار کو اور چنی تمپر سات مضبوط اور بنایا ایک چراغ چمکتا اور اُتارا نچڑتی بدلیون سے پانی کا ریلا کہ نکالین اُس سے اناج اور سبزہ اور باغ پتون مین لپٹے ہوے ۱۲ ت ۲ آسمان وزمین کا بنانا اور رات دن کا بدلتے آنا اور کشتی جو لیکر چلتی ہی دریا مین جو چیزین کام آوین لوگون کے اور وہ جو اللہ نے اُتارا آسمان سے پانی پھر جلایا اُس سے زمین کو مرگئے پیچھے اور بکھیرے اُس مین سب قسم کے جانور اور ہوا کا پھیرنا اور ابر جو حکم کا تابع ہی درمیان آسمان وزمین کے ان مین نمونے ہین عقلمند لوگون کو ۱۲ ت کیا نہین دیکھا کیسے بنائے اللہ نے سات آسمان تہ پر تہ اور رکھا چاند انمین اُجالا اور رکھا سورج چراغ چلتا اور اللہ نے اُگایا تمکو زمین سے جماکر پھر دوہرا کر ڈالے گا تمکو اُسمین اور نکالے گا تمکو باہر ۱۲

کیف خلق اللہ سبع سموات طباقاً وجعل القمر فیہن نوراً وجعل الشمس سراجاً واللہ انبتکم من الارض نباتاً ثم یعیدکم فیہا ویخرجکم اخراجاً اور ارشاد فرمایا افرایتم ما تمنون أانتم تخلقونہ ام نحن الخالقون یہانتک کہ فرمایا نحن جعلناہا تذکرۃ ومتاعاً للمقوین پس ظاہر ہی کہ جسکو ادنی شعور بھی ہو وہ اگر ان آیتون کے مضمون مین ادنی تامل کرے اور آسمان و زمین کے عجائب مخلوقات الٰہی مین اپنی نظر کو گردش دے اور حیوانات اور نباتات کی پیدائش نادر کو دیکھے تو جان لیگا کہ اس امر عجیب اور ترتیب محکم کا کوئی بنانے والا ضرور ہی جو اسکو منتظم اور محکم رکھتا ہی اور وقتاً فوقتاً انکو مقدر کرتا ہی بلکہ غالباً النفوس کی اصل پیدایش اسبات کی شاہد ہی کہ وہ بالکل اسکی تسخیر کے نیچے دبے ہوے اور اسکی تدبیر کے موافق بدلتے رہتے ہین اور اسی لیے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہی افی اللہ شک فاطر السموٰت والارض اور اسی جہت سے سب انبیا علیہم السلام کو بھیجا کہ خلق کو توحید کیطرف بلاوین تاکہ مخلوق یہ کلمہ کہین کہ لا الہ الا اللہ اور انکو یہ کہنے کا حکم نہوا کہ ہمارا ایک معبود ہی اور عالم کا کوئی معبود ہی کیونکہ یہ بات تو شروع پیدائش سے انکی عقلون کی سرشت مین موجود تھی اور اسی جہت سے اللہ تعالی نے فرمایا ولئن سالتہم من خلق السموٰت والارض لیقولن اللہ اور فرمایا فاقم وجہک للدین حنیفاً فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ ذلک الدین القیم غرضکہ خدا یتعالی کے موجود ہونے کے بیان مین انسان کی سرشت اور قرآن مجید کی دلیلین اتنی ہین کہ حاجت دلیل کے ذکر کرنے کی نہین مگر ہم تاکید کے طور پر علماے مناظرین کی تقلید کرکے اُسکی دلیل بھی عقلی لکھتے ہین وہ یہ ہی کہ بدیہی بات ہی کہ حادث چیز اپنے پیدا ہونے مین کسی سبب کی محتاج ضرور ہوتی ہی جو اسکو حادث کردے اور عالم بھی حادث ہی تو ضرور ہی کہ وہ بھی اپنے حدوث مین کسی سبب کا محتاج ہو اب ہمارا یہ قول کہ حادث اپنے حدوث مین کسی سبب کا محتاج ہوتا ہی یہ صاف بات ہی کیونکہ جو حادث ہی وہ کسی وقت سے خصوصیت رکھتا ہی کہ عقل مین اُسوقت سے اُسکا پہلے اور پیچھے ہونا بھی جائز ہی پس اُسوقت خاص کے ساتھ اُسکا مخصوص ہونا اور اُس سے پہلے اور پچھلے وقت سے مخصوص نہونا ظاہر ہی کسی سبب سے ہوگا اور ہمارا یہ کہنا کہ عالم حادث ہی اسکی بُرہان یہ ہی کہ اجسام حرکت اور سکون سے خالی نہین اور حرکت اور سکون دونون حادث چیزین ہین اور جو چیز کہ حادث چیزون سے خالی نہو وہ بھی حادث ہی پس عالم حادث ہی اس برہان مین تین دعوی ہین **اول** یہ کہ اجسام حرکت اور سکون سے خالی نہین یہ بات بدیہی ہی اور اسمین فکر و تامل کی حاجت نہین اسلیے کہ اگر کوئی شخص کسی جسم کو یہ سمجھے کہ نہ متحرک ہی نہ ساکن تو وہ پابند جہالت اور خارج از عقل و فراست ہی **دوم** یہ کہ حرکت و سکون دونون حادث ہین اسکی دلیل یہ ہی کہ دونون ایک دوسرے کے بعد آتے ہین اور ایک کا وجود دوسرے کے بعد ہوتا ہی اور یہ بات سب جسمون مین مشاہدہ ہوتی ہی اسلیے کہ جو ساکن ہی اُسپر عقل حکم کرتی ہی کہ حرکت کرسکتا ہی اور جو متحرک ہی اُسکا ساکن ہونا عقل مین ممکن ہی جو حالت اُس وقت اُن دونون مین سے جسم پر طاری ہوگی وہ تو طاری ہونے کی جہت سے حادث ہوگی اور اس سے پہلے حالت بسبب عدم کے حادث ٹھہرے گی اسلیے کہ اگر وہ حادث نہو قدیم ہو تو اُسکا عدم محال ہوگا چنانچہ اُسکا بیان خدا یتعالی کے بقا کے اثبات مین عنقریب آویگا **سوم** یہ کہ جو چیز حوادث سے خالی نہوگی وہ حادث ہوگی اور اسکی دلیل یہ ہی کہ اگر ایسا نہو تو ہر حادث کے پیشتر بہت سے حوادث ہونگے جنکا شروع نہوگا اور اگر یہ حوادث سب منقطع نہونگے تو جو حادث اب موجود ہی اُسکے وجود کی نوبت نہ پہونچی ہوگی اور جس چیز کی نہایت نہو اُس کا منقطع ہونا محال ہی اور ایک وجہ یہ ہی کہ اگر بالفرض آسمان کے دورے ایسے ہون کہ اُنکی انتہا نہو تو ضرور ہی کہ اُنکی شمار یا جفت ہوگی یا طاق یا جفت اور طاق دونون یا نہ جفت نہ طاق اور دو صورتین آخر کی محال ہین اسلیے کہ اجتماع نفی اور اثبات کا ہوا جاتا ہی کیونکہ جفت کے ثابت کرنے مین طاق کی نفی ہوتی ہی اور اسکے نفی کرنے مین طاق کا اثبات ہی اور صرف جفت بھی نہین ہوسکتی کیونکہ جفت ایک کے زیادہ ہونے سے طاق ہوجاتی ہی تو بے انتہا چیز ایک کی زیادتی سے کیسے بدل سکتی ہی اور طاق بھی نہین ہوسکتی کیونکہ طاق ایک کی زیادتی سے جفت ہوجاتا ہی تو جسکے اعداد کی انتہا نہین وہ ایک کی زیادتی سے کس طرح بدل جاویگا اور یہ بھی نہین ہوسکتا کہ نہ طاق ہو نہ جفت کیونکہ اُسکے لیے انتہا ہی اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ عالم جو

حادث سے خالی نہین وہ بھی حادث ہے اور جب اُسکا حادث ہونا ثابت ہوا تو اُسکا اپنے حادث کرنے والے کی طرف محتاج ہونا بداہۃً معلوم ہوتا ہے **دوسری اصل** یہ جاننا کہ اللہ تعالی قدیم ازلی ہے جسکے وجود کی ابتدا نہین بلکہ ہر ایک چیز سے پہلے اور ہر زندہ اور مردہ سے پیشتر وہی ہے اور اُسکی برہان یہ ہے کہ اگر اللہ تعالی قدیم نہو حادث ہو تو وہ بھی کسی حادث کرنے والے کا محتاج ہوگا اور وہ دوسرا تیسرے کا یہانتک کہ یہ تسلسل بے نہایت ہو جاوے اور جو شی متسلسل ہوتی ہے وہ حاصل نہین ہوتی یا یہ کہ ایک ایسے محدث پر نوبت پہونچے کہ وہ قدیم اور سب سے اول ہو اور اُسی سے ہماری غرض ہے اُسی کا نام ہمنے عالم کا بنانے والا اور حادث کرنے والا اور ظاہر کرنے والا اور خالق اور موجد رکھا ہے **تیسری اصل** یہ جاننا کہ خداے تعالی باوجود ازلی ہونے کے ابدی بھی ہے کہ اُسکے وجود کا انجام نہین بلکہ وہی اول ہے اور وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اسلیے کہ جسکا قدیم ہونا ثابت ہوگیا اُس کا معدوم ہونا محال ہے اور اُسکی دلیل یہ ہے کہ وہ اگر معدوم ہو تو دو حال سے خالی نہین یا خود بخود معدوم ہو یا کسی معدوم کرنے والے کے مقابل کے باعث سے معدوم ہو پہلی صورت باطل ہے کیونکہ اگر جس شی کا دوام متصور ہے اُسکا معدوم ہونا اپنے آپ جائز ہو تو یہ بھی جائز ہوگا کہ کوئی چیز خود بخود موجود بھی ہو جایا کرے اسلیے کہ جیسے وجود کا حادث ہونا سبب کا محتاج ہے اسی طرح عدم کا طاری ہونا بھی سبب کا محتاج ہے اور یہ بھی نہین ہو سکتا کہ کسی معدوم کرنے والے مقابل کی جہت سے اُسکا وجود معدوم ہوا اسلیے کہ یہ مقابل اگر قدیم ہے تو اُسکے ہوتے ہوے وجود کیسے ہوا اور پہلی دونون اصلون سے وجود کا ہونا اور اُسکا قدیم ہونا ثابت ہو چکا تو جس صورت مین کہ مقابل ساتھ تھا وجود کیسے ہو سکتا ہے اور اگر مقابل حادث ہے تب بھی باطل ہے اسلیے کہ وجود اس حادث کا اُسی قدیم کے باعث سے ہے تو یہ نہین ہو سکتا کہ حادث تو قدیم کے مقابلے مین پڑکر اُسکے وجود کو قطع کردے اور قدیم اُسکی ضد مین اُسکے وجود کو دفع بھی نہ کرے حالانکہ دفع کرنا بہ نسبت قطع کے آسان ہے اور قدیم بہ نسبت حادث کے قوی تر اور اولی ہے **چوتھی اصل** یہ جاننا کہ خدایتعالی جوہر کسی جگہ مین گھرا ہوا نہین بلکہ وہ مکان وحیز کی مناسبت سے پاک و برتر ہے اور اُسکی برہان یہ ہے کہ ہر ایک جوہر ایک جگہ مین گھرا ہوا وہ اُس جگہ سے خصوصیت رکھتا ہے اور ضرور ہے کہ اُسمین یا ٹھہرا ہوا ہوگا یا اُسمین سے حرکت کرتا ہوگا غرض کہ حرکت خواہ سکون سے خالی نہوگا اور یہ دونون چیزین حادث ہین اور جو چیز حوادث سے خالی نہو وہ حادث ہوتی ہے اور اگر کوئی جوہر مکان مین گھرا ہو قدیم متصور ہو سکے تو عالم کے جوہرون کا قدیم ہونا بھی متصور ہو سکیگا اور اگر خدایتعالی کو کوئی شخص جوہر کہے اور مکان مین گھرا ہوا نہ کہے تو لفظ کے اعتبار سے خطاوار ہوگا معنون کی راہ سے نہوگا **پانچوین اصل** یہ جاننا کہ خدایتعالی جسم مرکب جوہرون سے نہین اسلیے کہ جسم اُسی کو کہتے ہین جو جوہرون سے مرکب ہو اور جبکہ اسکا جوہر ہونا اور مکان خاص مین متحیز ہونا باطل ٹھہرا تو اُسکا جسم ہونا بھی باطل ہوا کیونکہ ہر ایک جسم ایک حیز کے ساتھ مخصوص ہے اور جُدے جدے جوہر سے مرکب ہے اور اُسکا خالی ہونا علیحدہ ہونے اور جمع ہونے اور حرکت اور سکون اور صورت اور مقدار سے محال ہے اور یہ سب علامتین حادث ہونے کی ہین اور اگر یہ درست ہو جاوے کہ عالم کا بنانے والا جسم ہے تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آفتاب یا ماہتاب یا اقسام جسم مین سے کسی اور چیز کے خدا ہونے کا اعتقاد کر لیا جاے پھر اگر کوئی گستاخ خدایتعالی کو جسم بتاوے اور جوہر سے مرکب ہونے کا ارادہ نکرے تو یہ اُسکی اصطلاح لفظون مین غلط ہوگی مگر جسمیت کی نفی اس سے بھی پائی جاویگی **چھٹی اصل** یہ جاننا کہ اللہ تعالی عرض نہین کہ کسی جسم سے قائم ہو یا کسی محل مین حلول کیے ہو اسلیے کہ جسم تو سب یقیناً حادث ہین اور اُنکا حادث کرنے والا اُن سے پیشتر موجود ہوگا پس خدایتعالی کسی جسم مین کیسے حلول کر سکتا ہے وہ تو ازل مین سب سے پہلے تنہا موجود تھا اور اُسکے ساتھ کوئی دوسرا نہ تھا پھر اجسام اور اعراض کو اپنے بعد پیدا فرمایا اور ایک وجہ یہ ہے کہ خدایتعالی علم اور قدرت اور ارادہ اور پیدا کرنے کے ساتھ موصوف ہے چنانچہ اسکا بیان آگے آتا ہے اور یہ اوصاف اعراض پر محال ہین بلکہ یہ اوصاف اُسی موجود کے لیے سمجھ مین آتے ہین جو خود بخود قائم اور اپنی ذات سے مستقل ہو اور ان چھون اصول سے یہ حاصل ہوا کہ اللہ تعالی موجود اور اپنے آپ قائم ہے نہ جوہر ہے نہ جسم اور نہ عرض اور عالم سب کا سب جوہر اور عرض اور جسم ہے اس سے ثابت ہوا کہ خدایتعالی کسی کے مشابہ نہین اور نہ کوئی اُسکے مشابہ بلکہ وہ زندہ اور قیوم

کہ اُسکے مانند کوئی چیز نہین اور کہین خالق مخلوق کے مشابہ ہو سکتا ہو یا قادر مقدور کے یا مصور تصویر کے مانند ہو سکتا ہو اور اجسام اور اعراض سب اُسکی پیدائش اور صنعت مین سے ہین تو اُنکو یہ کہنا کہ اُسکے مثل اور مشابہ ہین محال ہو **ساتوین اصل** یہ جاننا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات طرفون کی خصوصیت سے پاک ہو اسلیے کہ طرفین چھ ہین یا اوپر یا نیچے یا دہنے یا بائین یا آگے یا پیچھے اور یہ سب طرفین خدایتعالیٰ ہی نے بذریعہ انسان کے پیدا کرنے کے پیدا فرمائی ہین اسلیے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی دو طرفین ایسی بنائین کہ ایک زمین پر ٹکے اُسکو پانون کہتے ہین اور دوسری اُسکے مقابل جسکا نام سر ہو پس لفظ اوپر اُس جہت کے لیے بنا جو سر کی طرف ہو اور نیچے اُسکا نام ہوا جو پانون کی طرف ہو یہانتک کہ چیونٹی اگر چھت مین اُلٹی ہو کر چلے تو اُسکے حق مین کڑیون کی جانب نیچے ہو جاویگی گو ہماری نسبت کر وہ اوپر کہلاتی ہو اور انسان کے لیے دو ہاتھ خدایتعالیٰ نے بنائے کہ اکثر اُنمین سے ایک بہ نسبت دوسرے کے قوی تر ہوتا ہو تو جو قوی تر تھا اُسکے لیے داہنا نام ہوا اور اُسکے مقابل کا نام بایان رکھا گیا اور جو جہت کہ اول کی طرف پڑی اُسکا نام داہنی اور بائین کی طرف والی کا نام بائین ہوا اور نیز اُسکے لیے دو جانب بنائے کہ ایک طرف سے دیکھتا ہو اور اُس طرف کو چلتا ہو تو جس طرف کو چلتا ہو اُسکا نام آگے ہوا اور اُسکے مقابل کا نام پیچھے ٹھرا پس یہ چھون جہتین انسان کے پیدا ہونے سے پیدا ہوئین اگر انسان بالفرض اس وضع پر نہ پیدا ہوتا بلکہ گول مثل گیند کے ہوتا تو ان جہتون کا وجود بھی نہوتا پس خدایتعالیٰ ازل مین کسی جہت سے خاص کس طرح ہو سکتا ہو کہ جہتین تو حادث ہین اور نہ اب کسی طرح کسی جہت سے خاص ہو کہ انسان کی پیدائش کے وقت تو خاص کسی سمت سے نہ تھا اور وہ منزہ ہو اس بات سے کہ اُسکے لیے اوپر ہو کیونکہ وہ اس بات سے برتر ہو کہ اُسکا سر ہو اور اوپر اُسی جہت کو کہتے ہین جو سر کی جانب ہو اسی طرح اُسکے لیے نیچے بھی نہین کیونکہ نیچے اُس سمت کا نام ہو جو پانون کی جانب ہو اور خدا تعالیٰ پانون سے مبرا ہو اور یہ سب باتین عقل کے نزدیک محال ہین اور ایک وجہ یہ ہو کہ اگر خدایتعالیٰ کسی جہت سے مختص ہو تو یون عقل مین آتا ہو کہ یا جواہر کی طرح اپنے حیز سے خصوصیت رکھے یا اعراض کی طرح جوہر سے مخصوص ہو اور چونکہ اُسکا جوہر اور عرض ہونا دونون محال ہو چکے تو اُسکا مختص ہونا جہت سے بھی محال ہو اور اگر جہت کے معنی سوا ان دونون معنون کے کچھ اور لیے جاوین تو وہ لفظ کے اعتبار سے غلط ہونگے گو معنی درست رہتے ہون۔ اور ایک وجہ یہ ہو کہ اگر خدایتعالیٰ عالم کے اوپر ہو تو اُسکے محاذی ہوگا اور کسی جسم کا محاذی یا اُسکے برابر ہوتا ہو یا اُس سے چھوٹا یا بڑا اور یہ تینون امر ایسے ہین کہ اُنسے مقدار کی ضرورت خدایتعالیٰ کے لیے ماننی پڑیگی حالانکہ اُسکی ذات اس سے بری ہو۔ اب باقی رہا یہ کہ دعا کے وقت ہاتھ آسمان کی طرف کیون اُٹھاتے ہین تو اسکی وجہ یہ ہو کہ دعا کا قبلہ وہی سمت ہو اور اُسمین یہ بھی اشارہ ہو کہ جس سے دعا کی طلب ہو اُسمین صفت جلال اور کبریائی ہو اسلیے کہ بلندی کی جہت مجد اور برتری پر دال ہو اور اللہ تعالیٰ قہر اور بزرگی اور غلبے کی جہت سے ہر ایک موجود کے اوپر ہو **آٹھوین اصل** یہ جاننا کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہو اُن معنون سے جو اُسنے استوا سے مراد لیے ہین یعنی وہ معنی کہ اُسکے کبریا کے مخالف نہین اور نہ اُسمین حدوث اور فنا کی علامتون کو دخل ہو اور وہی معنی آسمان پر مستوی ہونے سے مقصود ہین اس آیت مین ثم استوی الی السماء وہی دخان اور وہ معنی صرف قہر اور غلبے کی جہت سے ہو سکتے ہین جیسے اس شعر مین کسی شاعر کے شعر اب بشر استوی ہوا ملک عراق پر تلوار کی نہ خون کی ہوئی احتیاج اُسے ۔ اور اہل حق کو بمجبوری اس تاویل کی طرف رجوع کرنا پڑا جسطرح اہل باطل کو اس آیت کی تاویل کرنی پڑی وہو معکم اینما کنتم یعنی وہ تمھارے ساتھ ہو جہان تم رہو کہ سب نے اسکے معنی یہی کہے ہین کہ ساتھ ہونے سے غرض احاطہ اور علم ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو قلب المومن بین اصبعین من اصابع الرحمن قدرت اور قہر پر محمول کیا ہو اور الحجر الاسود یمین اللہ فی ارضہ کو بزرگی اور تعظیم پر محمول کیا اسلیے کہ اگر اُنکو ظاہر الفاظ کے بموجب رہنے دیا جاوے تو محال لازم آتا ہو اسی طرح اگر استوا کو ٹھہرنے اور جگہ پکڑنے کے معنون مین رکھا جاوے تو لازم آویگا کہ جو جگہ پکڑے وہ جسم ہو اور عرش سے لگا ہوا ہو یا تو اُسکے برابر ہو خواہ اُس سے چھوٹا یا بڑا ہو اور یہ محال ہو تو جس بات سے محال لازم آوے وہ خود محال ہو **نوین اصل** یہ کہ خدایتعالیٰ باوجود صورت اور مقدار سے

منزہ ہونے اور جہات واطراف سے مقدس ہونے کے دار آخرت مین آنکھون سے دکھائی دیگا اسلیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ اور دنیا مین نہین دکھائی دیتا اس ارشاد خداوندی کے صحیح ہونے کی جہت سے لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار اور اس وجہ سے کہ حضرت موسی علیہ السلام کے جواب مین خود ارشاد فرمایا لن ترانی تو مجکو ہرگز نہ دیکھ سکیگا۔ اب ہمکو کوئی یہ بتاوے کہ جو صفت اللہ تعالیٰ کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معلوم نہوئی اُسکو معتزلی کیسے پہچان گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے باوجود دیدار کے محال ہونے کے کسطرح دیدار کا سوال کیا غالبًا تو یہی معلوم ہوتا ہی کہ جس بات سے انبیا صلوات اللہ علیہم جاہل رہے اُس سے اہل بدعت کندۂ ناتراش بطریق اولیٰ جاہل رہین اور آیت رویت کو جو آخرت مین ظاہر پر محمول کیا گیا اُسکی وجہ یہ ہی کہ اُس سے محال لازم نہین آتا اسلیے کہ دیکھنا ایک قسم کا علم اور کشف ہی فرق یہ ہی کہ علم کی نسبت کر کامل اور واضح تر ہی پس جبکہ یہ درست ہوا کہ خدا تعالیٰ سے علم متعلق ہوا اور وہ کسی طرف مین نہو تو یہ بھی ہو سکتا ہی کہ رویت اُسکے متعلق ہو جس صورت مین کہ وہ کسی جہت مین نہو اور جیسے یہ درست ہی کہ اللہ تعالیٰ خلق کو دیکھتا ہی اور اُنکے مقابل نہین تو یہ بھی درست ہوگا کہ خلق اُسکو دیکھے اور مقابلہ نہو اور جسطرح اُسکا جاننا بدون کیفیت اور صورت کے ہو سکتا ہی اُسی طرح اُسکا دیکھنا بھی بے کیف وصورت کے ممکن ہی **دسوین اصل** یہ جاننا کہ اللہ تعالیٰ واحد لاشریک اور یکتا بدون مثل اور سہیم کے ہی پیدا کرنے اور ابداع مین تنہا ہی اور ایجاد واختراع مین اکیلا نہ اُسکا کوئی مثل کہ اُسکے مشابہ یا مساوی ہو اور نہ اُسکا کوئی مقابل کہ اُس سے نزاع کرے یا اُسکے منافی ہو اور اس بات کی برہان یہ ارشاد خداوندی ہی لوکان فیہما الہۃ الا اللہ لفسدتا اُسکی تقریر یہ ہی کہ اگر دو خدا ہون اور اُنمین سے ایک کوئی کام کرنا چاہیے تو دوسرا اگر اُسکی موافقت پر مجبور ہی تو ظاہر ہی کہ دوسرا عاجز اور دبا ہوا ہوگا خدا ے قادر نہوگا اور اگر دوسرا اول کے دفع کرنے اور مخالفت پر قادر ہی تو دوسرا قوی اور غالب ہوگا اور اول ضعیف اور قاصر ٹھہریگا خدا ے قادر نرہیگا **دوسرا رکن** اللہ تعالیٰ کے صفات کی معرفت مین اور اُسکا مدار دس اصلون پر ہی **پہلی اصل** یہ جاننا کہ خدا ے تعالیٰ قادر ہی اور اپنے اس ارشاد مین سچا ہی وہو علی کل شئی قدیر اور اُسکی وجہ یہ ہی کہ عالم اپنی صنعت مین محکم اور اپنی پیدایش مین مرتب اور منتظم ہی پس اگر کوئی شخص ایک کپڑا حریر کا عمدہ بنا ہوا اور نقش ونگار سے بخوبی آراستہ دیکھے پھر یہ وہم کرے کہ اُسکو کسی مُردہ نے بنا ہوگا جو کچھ نہ کر سکے یا کسی آدمی نے تیار کیا ہوگا جسکو قدرت نہو تو وہ شخص دائرۂ عقل سے خارج اور زمرۂ حمقا اور جاہلون مین داخل ہوگا اسی طرح خدا تعالیٰ کے بنا ے ہوے عالم دیکھکر اُسکی قدرت کا انکار نہین ہو سکتا **دوسری اصل** یہ جاننا کہ اللہ تعالیٰ تمام موجودات کا عالم اور سب مخلوقات پر محیط ہی کوئی ذرہ آسمان وزمین مین اُسکے علم سے غائب نہین اپنے اس ارشاد مین سچا ہی وہو بکل شئی علیم اور اُسکے سچ جاننے کی طرف اس ارشاد سے ہدایت فرماتا ہی الا یعلم من خلق وہو اللطیف الخبیر اسمین یہ ہدایت فرمائی کہ پیدا کرنے سے علم پر استدلال کرلو اس طرح کہ خلقت کی لطافت اور صنعت کی ترتیب اور نزاکت ادنیٰ چیز مین بھی اس بات پر بلاشبہ دال ہی کہ اُسکا صانع ترتیب اور نظام کی کیفیت کو خوب جانتا ہی پس جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مذکور فرمایا ہو وہی ہدایت اور تعریف کے باب مین منتہا ہی **تیسری اصل** یہ جاننا کہ خدا تعالیٰ زندہ ہی اسلیے کہ جسکا علم اور قدرت ثابت ہی اُسکی حیات ضرور ہی ثابت ہوگی اور اگر قدرت والا عالم تدبیر کرنے والا ایسا تصور ہو سکے جو زندہ نہو تب تو حیوانات کی زندگی مین بھی اُنکی حرکات وسکنات کے وقت شک ہو سکتا ہی بلکہ اہل حرفہ اور صنعت والے اور شہرون اور جنگلون مین پھرنے والے اور تاجر اطراف زمین کے مسافر جتنے ہین سبکی زندگی مین شک ہو سکتا ہی اور یہ امر ورطۂ جہالت وگمراہی مین پڑنا ہی **چوتھی اصل** یہ جاننا کہ اللہ تعالیٰ اپنے افعال کا ارادہ کرنے والا ہی یعنی جو موجود ہی وہ اُسی کی مرضی پر تکیہ رکھتا ہی اور اُسی کے ارادے سے صادر ہی اور اُسی نے اول پیدا کیا اور وہی دوبارہ پیدا کریگا اور جو چاہتا ہی وہ کرتا ہی اور خدا تعالیٰ کے صاحب ارادہ ہونی کی وجہ یہ ہی کہ جو فعل اُس سے صادر ہوتا ہی ہو سکتا ہی کہ اُسکی ضد بھی اُس سے صادر ہوا اور جو فعل کہ ضد نہین رکھتا ممکن ہی کہ تقدیم وتاخیر سے صادر ہو اور قدرت دونون ضدون اور وقتون سے ایک ہی سی مناسبت رکھتی ہی تو ضرور ہی کہ ایک ارادہ ہو جو قدرت کو دونون امرون مین سے

ایک کی طرف پھیر لاوے۔ اور اگر کوئی کہے کہ علم کے ہوتے ہوے ضرورت ارادے کی نہین اور چیز موجود جواپنے وقت مین پائی گئی اُسکی وجہ یہ ہو کہ اُس وقت مین اُسکے موجود ہونے کا علم پہلے سے ہو تو ہم کہینگے کہ اس طرح تو قدرت کی حاجت بھی علم کے سامنے نہین کہہ سکتے ہین کہ چیز بدون قدرت موجود ہوگئی کیونکہ پہلے سے اُسکے موجود ہونے کا علم ہو وقت مین تھا **پانچوین اصل** یہ جاننا کہ خداتعالی سننے والا اور دیکھنے والا ہو نہ اُسکے دیکھنے سے دلون کے وسوسے اور فکر و وہم کے خفیہ اُمور غائب ہون اور نہ اُسکے سُننے سے چیونٹی سیاہ کی چال سخت پتھر پر شب تاریک مین بچی رہے اور اللہ تعالی سمیع اور بصیر کیسے نہو گا کہ سننا اور دیکھنا وصف کمال ہو کچھ نقصان کی بات نہین تو یہ کیسے ہو سکتا ہو کہ اُسکی مخلوق اُسکی نسبت کامل تر ہو اور مصنوع چیز صانع سے بڑھکر ہو اور حصہ کا اعتدال کہان رہیگا جبکہ نقصان خالق کے حصے مین رہے اور کمال مخلوق کی بانٹ مین ہو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حجت اپنے باپ سے کیسے درست ہوگی یعنی اُنکا باپ جہل کی راہ سے بتون کو پوجتا تھا آپ نے اُس سے کہا لم تعبد ما لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئاً تو اگر یہی بات آپ کے معبود برحق مین ہو جاوے تو آپ کی حجت باطل اور دلیل ساقط ہو جاوے اور یہ ارشاد خداوندی سبحانہ ٹھہرے وتلک حجتنا آتیناہا ابراہیم علی قومہ اور جس طرح کہ خداوندکریم کا فاعل ہونا بدون اعضا کے اور عالم ہونا بدون دل اور دماغ کے سمجھا گیا ہو اسی طرح اُسکا بینا ہونا بدون آنکھ کے ڈھیلے کے اور شنوا ہونا بدون کانون کے سمجھنا چاہیے کہ دونون امرون مین کچھ فرق نہین **چھٹی اصل** یہ کہ اللہ تعالی کلام کرتا ہو اور اُسکا کلام ایک صفت اُسکی ذات سے قائم ہو نہ وہ آواز ہو اور نہ حرف بلکہ اُسکے کلام کسی اور کے کلام کے مشابہ نہین جیسے اُسکا وجود دوسرے کے وجود کے مثل نہین اور حقیقت مین کلام وہی ہو جو نفس کا کلام ہو حروف اور آواز تو صرف بتانے کے لیے ہین جیسے حرکات اور اشارون سے بعض اوقات سمجھا دیا کرتے ہین اور نہ معلوم کہ یہ امر بعض غبی شخصون پر کیسے مشتبہ ہو گیا حالانکہ جاہل شعراء پر بھی یہ مشتبہ نہین چنانچہ اُنہین سے کسی کا شعر ہو **شعر** ہو وجود کلام دل مین فقط ؎ اور زبان بن گئی ہو اُسکی دلیل ؎ اور جس شخص کی عقل و دانش اُسکو اس بات کے کہنے سے نہ روکے کہ میری زبان تو حادث ہو مگر جو اُسمین میری قدرتِ حادثہ کے سبب سے کلام پیدا ہوتا ہو وہ قدیم ہو تو اُسکی عقل سے تو اپنی طمع کو توڑ دے اور اُسکے ساتھ خطاب کرنے سے اپنی زبان بند کر اور جو شخص یہ نہ سمجھے کہ قدیم اُسکو کہتے ہین جسکے پہلے دوسری چیز نہو اور بسم اللہ مین جو سین ہو اُس سے پہلے ب ہو اسلیے سین ہرگز قدیم نہو گا تو ایسے شخص کی طرف دھیان کرنے سے اپنے دل کو پاک کر کیونکہ بعض بندون کو ان مطالب سے دور رکھنے مین خداتعالی کی کوئی حکمت ہو جسکو وہ گمراہ کرے اُسکو کوئی ہدایت نہین کر سکتا۔ اور جو شخص اس بات کو بعید جانتا ہو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دنیا مین ایسا کلام سُنا ہو جسمین آواز و حروف نہون تو اُسکو اس امر کا بھی انکار کرنا چاہیے کہ آخرت مین ایک موجود کو دیکھے جو نہ جسم ہو نہ رنگ ہو اور اگر یہ بات سمجھتا ہو کہ جو چیز رنگ اور جسم اور مقدار اور کیفیت سے مبرا ہو اُسکو دیکھیگا حالانکہ اب تک ویسی چیز کوئی دیکھی نہین تو سُننے کے حاسہ مین بھی وہی سمجھنا چاہیے جو دیکھنے کے باب مین سمجھا ہو اور اگر یہ سمجھ لیا ہو کہ خداے تعالی کو ایک علم ہو کہ وہی سب موجودات کا علم ہو تو اُسکی ذات کے لیے ایک صفت کلام کی بھی سمجھنی چاہیے کہ جتنی باتین عبارتون سے سمجھنے مین آتی ہین وہ اُسکا کلام ہو۔ اور اگر یہ عقل مین آگیا ہو کہ ساتون آسمان اور زمین اور بہشت اور دوزخ ایک چھوٹے سے پرچے پر لکھے جاتے ہین اور دل مین سے ذرہ بھر جگہ مین یاد رہتے ہین اور یہ سب اشیا آنکھ کے ڈھیلے کے تل مین سوجھتے ہین مگر آسمان اور زمین اور بہشت اور دوزخ کی ذات آنکھ کے تل اور دل اور پرچے مین نہین آجاتی اسی طرح یہ بھی عقل مین لانا چاہیے کہ کلام ربانی زبانون سے پڑھا جاتا ہو دلون مین محفوظ ہوتا ہو مصاحف مین لکھا جاتا ہو لیکن کلام کی ذات اِن چیزون مین حلول نہین کرتی اسلیے کہ اگر لکھنے سے کلام کے ورق مین کلام کی ذات حلول کر جاوے تو خداے تعالی کا نام لکھنے سے ورق مین اُسکی ذات بھی حلول کر جاوے اور آگ کا نام لکھنے سے کاغذ مین آگ کی ذات آجاوے اور کاغذ کو جلادے **ساتوین اصل** یہ کہ جو کلام خداتعالی کی ذات پاک کے ساتھ قائم ہو وہ قدیم اور اسی طرح اُسکے سب صفات ہین کیونکہ خداتعالی کا حوادث کے لیے محل ہونا محال ہو کہ حادث

بدلتے رہتے ہین بلکہ خداتعالی کے صفات مین قدیم ہونیکا وصف وہی واجب ہی جو اُسکی ذات کے لیے واجب ہی تاکہ اُسپر تغیرات نہ آوین اور اُسمین حوادث نہ سماوین بلکہ وہ ہمیشہ سے ازل مین عمدہ صفات کے ساتھ موصوف رہا ہی اور اسی طرح ابد مین رہیگا اور حالات کے تغیر سے منزہ ہی اسلیے کہ جو چیز محل حوادث ہوگی وہ حادث سے نہ بچیگی اور جو چیز حوادث سے نہ بچے وہ حادث ہی اجسام پر جو وصف حادث ہونے کا ثابت ہی وہ اسی جہت سے ہی کہ اُنپر تغیر آتا ہی اور اوصاف کے بدلنے کو قبول کرتے رہتے ہین تو اب خالق تغیر کے قبول کرنے مین اجسام کا شریک کیسے ہو جاویگا اور اُسپر یہ متفرع ہوا کہ اللہ تعالی کا کلام قدیم اور اُسکی ذات کے ساتھ قائم ہی اور حادث صرف آوازین ہین جو کلام موصوف پر دلالت کرتی ہین - اور جس طرح کہ یہ سمجھ مین آتا ہی کہ لڑکے کے پیدا ہونے کے پیشتر تحصیل علم کے لیے امر کرنا اُسکے باپ کے ساتھ قائم ہوتا ہی یہانتک کہ جب لڑکا پیدا ہوتا ہی اور اُسکو عقل آتی ہی اور جو امر کہ باپ کے دل مین ہی اُسکے متعلق علم خداتعالی اُسمین پیدا کر دیتا ہی تو وہ اُس امر کا مامور ہو جاتا ہی جو اُسکے باپ کی ذات کے ساتھ قائم ہی اور جبتک کہ لڑکا اُسکو جان نہ لیگا تب تک اس امر کا وجود قائم رہیگا اسی طرح یہ سمجھنا چاہیے کہ جس حکم پر کہ ارشاد خداوندی دال ہی فاخلع نعلیک وہ اللہ تعالی کی ذات پاک کے ساتھ قائم ہی اور حضرت موسی علیہ السلام کو اُسکا خطاب بعد آپکے وجود کے ہوا یعنی جسوقت کہ اللہ تعالی نے آپ مین اُس حکم کی معرفت پیدا کی اور کلام قدیم کے سننے کے لیے کان بنا دیے **آٹھوین اصل** یہ کہ خداتعالی کا علم قدیم ہی یعنی وہ ہمیشہ سے اپنی ذات اور صفات کو اور جو کچھ مخلوقات مین حادث ہوتا ہی سب کو ازل سے جانتا ہی اور جب کبھی مخلوقات حادث ہوتے ہین تو خداتعالی کو اُنکا علم نیا پیدا نہین ہوتا بلکہ یہ سب حوادث علم ازلی سے اُسکے سامنے منکشف ہین مثلاً اگر ہمکو زید کے آنے کا علم آفتاب کے نکلنے کے وقت پیدا ہوا اور جب تک کہ آفتاب نکلے تب تک یہ علم بالفرض بنا رہے تو اُسوقت مین زید کا آنا ہمکو اُسی علم سے معلوم ہوگا کوئی نیا علم اُسکے لیے نہوگا پس اللہ تعالی کے علم کو قدیم ہونا بھی اسی طرح سمجھنا چاہیے **نوین اصل** یہ کہ ارادہ الٰہی قدیم ہی اور حوادث کے پیدا کرنے کے لیے اُنکے اوقات مخصوصہ اور مناسبہ مین موافق علم سابق کے ازل مین متعلق ہو گیا ہی اس لیے کہ اگر اُسکا ارادہ حادث ہو تو وہ حوادث کا محل ٹھہرتا ہی اور اگر اُسکا ارادہ اُسکی ذات کے سوا دوسرے مین حادث ہوا تو وہ ارادہ کرنے والا نہوگا جیسے اگر حرکت تمھاری ذات مین نہو تو تم متحرک نہ کہلاؤ گے اور جس طرح چاہو مانو دونون صورتون مین ارادہ کے حدوث کے واسطے دوسرے کی ضرورت ہوگی اور دوسرے کے لیے تیسرے کی یہانتک کہ نوبت تسلسل بے نہایت پہونچے جو محال ہی اسلیے اُسکے ارادہ کا حادث ہونا بھی محال ہی اور اگر یہ ممکن کہا جاوے کہ ارادے کا حادث ہونا بدون دوسرے ارادے کے ہی تو یہ بھی ہو سکیگا کہ عالم کا حادث ہونا بدون ارادے کے ہو **دسوین اصل** یہ جاننا کہ اللہ تعالی عالم ہی علم سے اور زندہ ہی حیات سے قادر ہی قدرت سے مرید ہی ارادے سے متکلم ہی کلام سے سمیع ہی سننے سے بینا ہی دیکھنے سے اور یہ اوصاف اُسکے ان قدیم صفتون سے ہین اور جو شخص یون کہے کہ عالم ہی بدون علم کے تو گویا یون کہتا ہی کہ غنی ہی بدون مال کے یا علم ہی بدون عالم کے یا عالم ہی بدون معلوم کے اسلیے کہ علم اور معلوم اور عالم ایک دوسرے کے لازم ہین جیسے قتل اور مقتول اور قاتل تو جس طرح قاتل بدون قتل اور مقتول کے نہین متصور ہو سکتا اور نہ مقتول بدون قاتل اور قتل کے اسی طرح عالم بدون علم کے بھی ممکن نہین اور نہ علم بدون معلوم کے اور نہ معلوم بدون عالم کے بلکہ یہ تینون عقل مین متلازم ہین ایک دوسرے سے جدا نہین ہوتے تو جو شخص عالم کو علم سے علیحدہ ہونا تجویز کرتا ہی اُسکو چاہیے کہ عالم کو معلوم سے بھی جدا ہونا اور علم کو عالم سے علیحدہ ہونا تجویز کرے کیونکہ ان نسبتون مین کچھ فرق نہین سب ایک ہی سی ہین **تیسرا رکن** اللہ تعالی کے افعال کی معرفت مین اور اُسکا مدار بھی دس اصلون پر ہی **پہلی اصل** یہ جاننا کہ عالم مین جو حادث ہی وہ اُسی کا فعل اور مخلوق اور اختراع ہی اُسکے سوا نہ کوئی خالق اور نہ کوئی ایجاد کرنے والا خلق کو بنایا اور پیدا کیا اور اُنکی قدرت اور حرکت کو ایجاد فرمایا پس بندون کے جتنے افعال ہین وہ سب اُسکے پیدا کیے ہوے اور اُسکی قدرت سے وابستہ ہین اور اُسکی تصدیق اس آیت مین ہی اللہ خالق کل شی اور اُسمین واللہ خلقکم و ما تعملون اور اُسمین واسروا قولکم او اجہروا

بہ انہ علیم بذات الصدور الایعلم من خلق وہو اللطیف الخبیر بندون کو حکم کیا کہ اپنے اقوال اور افعال اور اسرار اور دل مین بات لینے مین بچتے رہین اسلیے کہ وہ اُنکے افعال کے منشاسے واقف ہی اور اپنے علم پر پیدا کرنے سے استدلال فرمایا اور وہ بندے کے فعلون کا خالق کیسے نہوگا کہ اُسکی قدرت کامل ہی اُسمین کسی طرح کا قصور نہین اور اُسکی قدرت بندون کی بدنون کی حرکتون سے متعلق ہی اور حرکتین ایک سی ہین اور قدرت کا متعلق ہونا سب سے برابر ہی تو کیا وجہ ہی کہ بعض حرکتون سے متعلق ہو اور بعض سے نہو یا یہ کیسے ہو سکتا ہی کہ حیوان اختراع مین مستقل ہو حالانکہ مکڑی اور شہد کی مکھی اور تمام حیوانات سے وہ لطیف کام صادر ہوتے ہین کہ جنمین عاقلون کی عقل دنگ ہو تو وہ کیسے مخترع ٹھہرے اور خداوند کریم مخترع نہو اُنکو تو اپنے کامون کی مفصل خبر بھی نہین اُنکو مخترع کہنا بعید از قیاس ہی بلکہ مخلوقات سب وکیل ہین اور ملکوت مین مخترع وہی ہی جو زمین و آسمانون کا جبار ہی **دوسری اصل** یہ ہی کہ خدا تعالی کا مخترع ہونا بندون کی حرکات کو اس بات کا موجب نہین کہ وہ حرکات بندے کے تحت قدرت اکتساب کے طور پر نہ رہین بلکہ اللہ تعالی نے قدرت اور مقدور دونون کو پیدا کیا اور اختیار اور ذی اختیار دونون کو بنایا قدرت بندہ کا ایک وصف ہی اور خدا تعالی کی پیدا کی ہوئی ہی اُسکا کسب نہین اور حرکت بھی خدا تعالی نے پیدا کی اور بندہ کی صفت اور کسب ہی یعنی وہ بندہ کی ایک وصف مسمی بقدرت کے قابو مین پیدا ہوئی ہی تو چونکہ حرکت دوسری صفت کی طرف منسوب ہی جسکو قدرت کہتے ہین اس جہت سے باعتبار اس نسبت کے اُسکو کسب کہتے ہین اور یہ حرکت بندہ کی جبر محض نہین ہو سکتی اسلیے کہ بندہ ظاہر ظہور اپنی حرکت اختیاری اور لرزہ اضطراری مین فرق جانتا ہی یا یہ حرکت بندہ کی پیدا کی ہوئی کیسے ہو سکتی ہی کہ اُسکو تو جتنی حرکتین کسب سے کرتا ہی اُنکے اجزا کی تفصیل اور شمار کا علم بھی نہین اور جب یہ دونون باطل ہوئین تو ایک صورت درمیانی اعتقاد کی رہ گئی کہ حرکتین اختراع کی رو سے تو اللہ تعالی کی قدرت کے قابو مین ہین اور ایک دوسرے علاقے کے اعتبار سے جسکو اکتساب کہتے ہین بندہ کی قدرت کے اختیار مین ہین اور یہ کچھ ضرور نہین کہ جس قدرت کی چیز پر قدرت کا تعلق ہو وہ فقط اختراع ہی کی جہت سے ہو دیکھو ازل مین خدا تعالی کی قدرت عالم سے متعلق تھی اور اختراع اُس سے حاصل نہ تھا اور اختراع کے وقت بھی قدرت عالم سے متعلق ہی مگر اُسوقت اور قسم کا تعلق ہی غرض کہ قدرت کے متعلق ہونے سے یہ خصوصیت نہین کہ مقدور چیز اُس سے حاصل بھی ہو جاوے **تیسری اصل** یہ ہی کہ بندے کا فعل اگرچہ بندے کا کسب ہی لیکن یہ نہین کہ خدا تعالی کے ارادے سے باہر ہو جاوے اس سے یہ نکلتا ہی کہ ملک اور ملکوت مین جو کچھ ہوتا ہی خواہ پلک جھپکنا ہو یا دل کا التفات یا خیر ہو یا شر نفع ہو یا ضرر اسلام ہو یا کفر معرفت ہو یا نکر فوز ہو یا خسران گمراہی ہو یا ہدایت طاعت ہو یا معصیت شرک ہو یا ایمان سب اُسکے قضا و قدر سے ہوتا ہی اور اُسکے ارادے اور خواہش سے ظہور مین آتا ہی نہ کوئی اُسکی قضا کو ٹالے اور نہ اُسکے حکم کو پیچھے ہٹاوے جسکو چاہے گمراہ کرے اور جسکو چاہے ہدایت کرے جو کچھ وہ کرتا ہی اُس سے باز پرس نہین اور بندون سے باز پرس ہوگی۔ اور بندون کے فعلون کا اُسکی مشیت سے ہونا دلیل نقلی رکھتا ہی وہ یہ ہی کہ تمام امت اس جملہ کو باتفاق کہتی ہی کہ ماشاء اللہ کان و ما لم یشا لم یکن اور اللہ تعالی فرماتا ہی ان لو یشاء اللہ لہدی الناس جمیعا اور فرمایا ولو شئنا لاتینا کل نفس ہدیہا اور اُسکے لیے دلیل عقلی بھی ہی وہ یہ ہی کہ اگر معاصی اور قصورون کو خدا تعالی بُرا جانتا ہی اور اُنکا ارادہ نہین کرتا وہ اُسکے دشمن ابلیس لعین کے ارادے سے ہوتے ہین اور باوجودیکہ وہ دشمن خدا ہی اُسکے ارادے کے موافق زیادہ چیزین ہوتی ہین اور خدا تعالی کے ارادے کے موافق کم ہوتی ہین تو اب ہمکو یہ بتاؤ کہ مسلمان آدمی خدا تعالی کی سلطنت کو ایسے رتبے مین کسطرح گھٹا دیگا کہ اگر اُس رتبے پر کسی گانون کے رئیس کو اُتار دیا جاوے تو وہ بھی ریاست سے نفرت کرے یعنی اُس گانون مین اگر کوئی اُسکا دشمن ہو اور اُسکے ارادہ کے بموجب زیادہ کام ہوتا ہو اور رئیس کے ارادے کے موافق تعمیل کم ہوتی ہو تو وہ ایسی ریاست کو ذلت سمجھیگا اور اُس سے دست بردار ہوگا اور چونکہ خلق مین اکثر نافرمانی ہوتی رہتی ہی اور یہ سب بموجب بدعتیون کے اعتقاد کے خدا تعالی کے ارادے کے خلاف ہی تو یہ اس بات پر دال ہی کہ خدا تعالی ضعیف اور عاجز ہی معاذ اللہ منہا۔ پھر جب یہ ثابت ہو چکا

کہ بندون کے افعال خداے تعالی کے پیدا کیے ہوے ہین تو یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ سب اُسکے ارادے کے بموجب ہین سو اب اگر کوئی کہے کہ جس
فعل کو خداے تعالی چاہتا ہی اُس سے منع کیسے فرماتا ہی اور جسکا ارادہ نہین کرتا اُسکا حکم کیسے کرتا ہی تو اُسکا جواب یہ ہی کہ امر اور ہی اور ارادہ دوسری
چیز ہی مثلاً اگر کوئی آقا اپنے غلام کو مارے اور حاکم وقت آقا پر عتاب کرے اور وہ عذر کرے کہ اس غلام نے میرا کہنا نہ مانا تھا اور بادشاہ اُسکو
کہے کہ تو جھوٹ کہتا ہی اور وہ اپنے سچ بولنے کو ثابت کرنے کے لیے یہ چاہے کہ کوئی ایسی بات غلام سے کہون جو بادشاہ کے سامنے
نہ کرے اور غلام کو امر کرے کہ اس سواری پر بادشاہ کے سامنے زین باندھ دے تو اس آقا کا یہ امر ایسا ہی جسکی تعمیل اُسکو منظور نہین
اور اگر یہ امر نہ کرتا تو بادشاہ کے سامنے اُسکا عذر ٹھیک نہ تھا اور اگر غلام سے تعمیل کا ارادہ ہو تو اپنے نفس کے قتل کا ارادہ کرنا پڑے
اور یہ ہو نہین سکتا **چوتھی اصل** یہ کہ اللہ تعالی پیدا کرنے اور اختراع کرنے اور بندون کو حکم کرنے مین فضل اور احسان کرنے والا ہی
یہ اُمور اُسپر واجب نہ تھے اور فرقۂ معتزلہ کہتے ہین کہ یہ باتین خدا تعالی پر واجب ہین اسوجہ سے کہ اُسمین بندون کی بہتری ہی اور اُنکا قول
محال ہی اسلیے کہ واجب کرنے والا اور حکم اور منع کرنے والا تو وہ ہی وہ کیسے ایجاب اور لزوم کا ہدف ہو سکتا ہی اور واجب سے دو معنی
مقصود ہوتے ہین اول تو ایسا فعل کہ جسکے چھوڑنے سے آیندہ کو یا بالفعل نقصان ہو مثلاً کہین کہ بندہ پر خداے تعالی کی اطاعت
واجب ہی یعنی اُسکے ترک سے آیندہ کو آخرت مین اُسپر عذاب ہوگا یا کہین کہ پیاسے پر پانی کا پینا واجب ہی کہ اُسکے ترک سے انجام کو مر جاویگا
دوسرے ایسا فعل جسکے نہونے سے محال لازم آوے مثلاً کہین کہ معلوم کا وجود واجب ہی یعنی اگر معلوم نہو تو محال لازم آویگا وہ یہ ہی کہ
علم جہل ہو جاویگا اب اگر معتزلون کی یہ مراد ہی کہ اللہ تعالی پر پیدا کرنا باعتبار اول معنی کے واجب ہی تب تو گویا خدا تعالی کو معاذ اللہ ضرر کا
نشانہ بناتے ہین اور اگر پیدا کرنا اُسپر دوسرے معنون کی رو سے کہتے ہین تو ہم بھی تسلیم کرتے ہین کیونکہ علم ازلی جب خدا تعالی مین ہی تو
اُسکے لیے معلوم کا وجود ضرور چاہیے اور اگر واجب کے کوئی تیسرے معنی لیے ہین تو وہ ہم سمجھتے نہین اور یہ جو کہتے ہین کہ بندون کی بہتری
کے لیے واجب ہی یہ کلام فاسد ہی اسلیے کہ جب اللہ تعالی بندون کی بہتری کو ترک کر دے اور اُس سے اُسکو کچھ ضرر نہ پہونچے تو پھر اُسکے
حق مین وجوب کے کچھ معنی نہونگے علاوہ ازین بندون کی بہتری تو اسمین ہی کہ اُنکو جنت مین پیدا کر دیتا اس بات کی طرف کونسا عاقل طمع
کرتا کہ دار المصائب مین اُسکو پیدا کرے اور ہدف تیر معاصی بنا دے پھر عذاب کے خطرے اور حساب کے خوف سے ڈراوے
**پانچوین اصل** یہ ہی کہ خداے تعالی کو جائز ہی کہ بندون کو ایسی بات کا حکم کرے جسکی طاقت اُنہین نہو اسمین بھی معتزلی خلاف
کرتے ہین اور ہم یہ کہتے ہین کہ اگر یہ امر جائز نہو تو پھر اُسکے دور کرنے کا سوال محال ہی حالانکہ سوال کرنا خدا تعالی کے ارشاد سے ثابت ہی
ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ اور ایک وجہ یہ ہی کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ ابو جہل آپ کی تصدیق نہ کریگا پھر ابو جہل کو
یہ حکم کیا کہ سب اقوال مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرے حالانکہ ایک قول آپ کا یہ بھی تھا کہ ابو جہل تصدیق نہ کریگا تو یہ
کیسے ہو سکتا ہی کہ اس قول کو تصدیق کرے کہ تصدیق نہ کریگا اسکی تصدیق تو امر محال ہی **چھٹی اصل** یہ کہ خداے تعالی کو درست ہی
کہ اپنی مخلوق کو بدون کسی جرم سابق اور ثواب آیندہ کے درد و عذاب پہونچاوے اُسمین معتزلیون کا خلاف ہی اور ہماری دلیل یہ ہی کہ
وہ اپنی ملک مین تصرف کرتا ہی اُسکا تصرف اُسکی ملک سے تجاوز نہین کرتا اور ظلم اُسکو کہتے ہین کہ دوسرے کی ملک مین بدون اُسکی
اجازت کے تصرف کرے اور اللہ تعالی پر ظلم محال ہی کیونکہ اُسکے سامنے دوسرے کی ملک نہین ہی کہ اُسمین تصرف کرنے سے ظلم ہو اور
اس امر کا وجود ہی اُسکے درست ہونے کی دلیل ہی یعنی دیکھتے ہین کہ جانورون کا ذبح کرنا اور آدمیون کا اُنکو انواع تکلیف پہونچانا ظاہر ہی
کہ اُنکو وہ دو دیتا ہی حالانکہ اُنسے کوئی قصور پہلے سرزد نہین ہوا پس اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالی جانورون کو زندہ کریگا اور جسقدر اُنھون نے تکلیفین
کھینچی ہونگی اُنکا بدلہ اُنکو عنایت کریگا اور یہ بات اللہ تعالی پر واجب ہی تو ہم کہتے ہین کہ جو کوئی یہ کہتا ہی کہ اللہ تعالی پر زندہ کرنا ہر ایک

چیونٹی پامال شدہ اور مچھر ملے ہوے کا واجب ہی تاکہ انکو انکی تکلیفون کا ثواب دے تو وہ شخص دائرۂ شریعت اور عقل دونون سے خارج ہی اسلیے کہ ہم اُس سے یہ پوچھتے ہین کہ اللہ تعالیٰ پر حشر اور ثواب کے دینے واجب ہونے سے کیا مراد ہی اگر یہ ہی کہ اُسکے ترک سے اُسکو ضرر ہوگا تب تو محال ہی اور اگر واجب کے کوئی اور معنی ہین تو ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ وہ معنی غیر مفہوم ہین اس سے معلوم ہوا کہ جو معنی واجب کے ہین اُنسے یہ قول خارج ہی **ساتوین اصل** یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندون کے ساتھ جو چاہتا ہی وہ کرتا ہی اُسپر یہ واجب نہین کہ جو بندون کے حق مین زیادہ مناسب ہو اُسی کی رعایت کرے اسلیے کہ ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ خداے تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہین بلکہ اُسکے حق مین وجوب سمجھ مین نہین آتا اسلیے کہ جو کچھ وہ کرتا ہی اُس سے پوچھ نہین ہوسکتی مخلوق سے باز پرس ہوتی ہی - اور ہمکو کوئی بتاوے کہ معتزلی جو یہ کہتا ہی کہ مناسب تر فعل کا کرنا بندون کے حق مین خداے تعالیٰ پر واجب ہی وہ اس مسئلہ مفروضہ مین کیا جواب دیگا کہ اگر آخرت مین ایک مردہ لڑکے اور ایک بالغ مردہ کے درمیان مین مناظرہ ہوا اور دونون مسلمان مرے ہون تو اللہ تعالیٰ بالغ کے درجے بڑھاویگا اور لڑکے پر اُسکو فضیلت دیگا اسلیے کہ بالغ نے طاعت الٰہی مین بعد بلوغ کے محنت اُٹھائی اور ایسا کرنا معتزلی کے قول کے بموجب خداے تعالیٰ پر واجب ہی پس اس صورت مین اگر وہ لڑکا کہے کہ الٰہی تو نے اسکا مرتبہ کیون زیادہ کیا تو اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ اسلیے کہ یہ بالغ ہوا اور طاعت مین محنت کی پھر لڑکا یہ کہیگا کہ الٰہی تو نے مجکو تو لڑکپن مین مار دیا تھا تیرے اُوپر واجب تو یہ تھا کہ میری زندگی باقی رکھتا تاکہ مین بالغ ہو جاتا اور طاعت مین کوشش کرتا تو نے عدل اِس بات مین نہ کیا کہ اُسکی عمر زیادہ کی اور میری نہ کی اسمین میرا قصور نہین پھر کس وجہ سے اُسکو فضیلت دی اللہ تعالیٰ فرماویگا اسلیے کہ مجھے معلوم تھا کہ اگر تو بالغ ہوتا تو شرک یا معصیت کرتا تو تیرے حق مین مناسب تر یہی تھا کہ لڑکپن مین مر جاوے یہ عذر خداے تعالیٰ کی طرف سے معتزلی بیان کرتے ہین اب اُنپر یہ اعتراض ہوتا ہی کہ جب اللہ تعالیٰ لڑکے کے سوال مین ارشاد اس طرح کریگا تو اُسوقت دوزخ کے طبقات مین سے کافر پکارینگے اور کہینگے کہ الٰہی یہ تو تجھے معلوم ہی تھا کہ ہم بڑے ہوکر شرک کرینگے تو تو نے ہمکو لڑکپن ہی مین کیون نہ مار ڈالا ہم تو ہی مسلمان لڑکے کے درجے سے کمتر پر بھی راضی تھے تو اسکا جواب کیا دیا جاویگا - اب اِس صورت مین یہ یقین کرنا واجب ہی کہ خداوند کریم کے معاملات جلال کی جہت سے ایسے نہین کہ معتزلون کی میزان مین انکی گنجایش ہو - پس اگر یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ بندون کے حق مین مناسب تر فعل کی رعایت پر قادر بیشک ہی پھر اُن پر اسباب عذاب کو مسلط کر دینا قبیح ہی حکمت سے بعید تو اُسکا جواب یہ ہی کہ قبیح کے معنی یہ ہین کہ چیز غرض کے موافق نہو یہانتک کہ ایک ہی چیز ایک شخص کے حق مین قبیح ہوتی ہی اور دوسرے شخص کے حق مین بشرطیکہ اُسکی غرض کے موافق پڑے اچھی ہوتی ہی مثلاً کسی کا مارا جانا اُسکے اقربا قبیح جانتے ہین اور اُسکے دشمن اچھا سمجھتے ہین تو اگر تمھاری غرض قبیح سے یہ ہی کہ یہ امر خداے تعالیٰ کی غرض کے موافق نہین تب تو محال ہی اسلیے کہ اُسکو کوئی غرض نہین اسی لیے معنون کے اعتبار سے اُس سے قبیح متصور نہین جیسے کہ ظلم اُس سے متصور نہین یعنی ملک غیر مین اُسکا تصرف کرنا ہو نہین سکتا اسلیے ظلم بھی اُس سے محال ہی اور اگر قبیح سے یہ غرض ہی کہ جو اورون کی غرض کے موافق نہو تو اُسکو خداے تعالیٰ پر محال کیون کہتے ہو یہ تو صرف ایک تمنا ہی اسکے خلاف پر وہی صورت شاہد ہی جو ہمنے دوزخیون کے مناظرہ کی فرض کی ہی علاوہ ازین حکیم کے معنی یہ ہین کہ چیزون کی حقیقتون سے آگاہ اور اُنکے افعال کو اپنے ارادے کے موافق مضبوط کرنے پر قادر ہو اور اسمین یہ بات نہین پائی جاتی کہ مناسب تر کی رعایت کرنی حکیم پر واجب ہو اور ہم مین کے حکیم جو رعایت مناسب تر کی کرتے ہین وہ صرف اپنے نفس کے لحاظ سے کرتے ہین کہ دنیا مین اُسکے باعث تعریف حاصل ہو اور آخرت مین ثواب یا اُسکی جہت سے کوئی آفت اپنے اُوپر سے دفع کرین اور یہ باتین اللہ تعالیٰ پر محال ہین اسلیے اصلح کی رعایت کا اُسپر واجب ہونا بھی محال ہی **آٹھوین اصل** یہ ہی کہ خداے تعالیٰ کی معرفت اور طاعت اُسکے واجب کرنے اور اُسکی شریعت کی جہت سے واجب ہی عقل کی جہت سے واجب نہین معتزلی اسمین بھی خلاف کرتے ہین اور ہم یہ کہتے ہین کہ اگر عقل خداے تعالیٰ کی طاعت کو واجب

کرے تو دو حال سے خالی نہین یا تو بیفائدہ واجب کریگی اور یہ محال ہی اسلیے کہ عقل لغو کی موجب نہین ہوتی یا کسی فائدہ کے لیے واجب کریگی اور فائدہ یا تو معبود کا ہوگا اور یہ بھی خداے تعالیٰ کے حق مین محال ہی کہ وہ سب فائدون اور غرضون سے پاک ہی بلکہ کفر اور ایمان اور طاعت اور عصیان اُسکے حق مین دونون برابر ہین خواہ بندے کا فائدہ ہوگا اور یہ بھی محال ہی اسلیے کہ بالفعل بندے کی کوئی غرض اُس سے متعلق نہین بلکہ طاعت پر جو محنت کرتا ہی اور اپنے شہوات سے اُسکے باعث باز رہتا ہی اُسکا انجام بجز ثواب اور عقاب کے اور کچھ نہین اور یہ کہان سے جان لیا کہ خداے تعالیٰ معرفت اور اطاعت پر ثواب ہی عنایت کریگا عذاب نہ کریگا اُسکے نزدیک تو طاعت اور معصیت برابر ہین کیونکہ اُسکو دونون مین سے کسی کی طرف میل نہین اور نہ اُنمین سے کسی کو اُسکے ساتھ خصوصیت ہی بلکہ اُسکی تمیز شریعت ہی سے معلوم ہوتی ہی۔ اور جسنے اس امر کو خلق کے اوپر قیاس کیا کہ مخلوق کی شکرگزاری سے مخلوق خوش اور محظوظ ہوتی ہی اور ناشکری سے ناخوش ہوا کرتی ہی تو اسی طرح خالق کا حال ہی کہ طاعت سے اُسکو راحت ہوتی ہی اور معصیت سے نہین ہوتی تو یہ اُس شخص کی خطا ہی۔ پس اگر کوئی یون کہے کہ جب طاعت اور معرفت کا وجوب بجز شریعت کے اور کسی چیز سے نہ رہا اور شریعت جبتک نہین حاصل ہوتی ہی جب تک کہ مکلف اُسمین نظر نہ کرے تو اگر مکلف شخص پیغمبر سے یہ تقریر کرے کہ عقل مجھپر نظر کو واجب نہین کرتی اور نہ شریعت بدون نظر کرنے کے مجھپر تاثیر کرے اور مین خود نظر پر جرأت نہین کرتا تو چاہیے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکا جواب کچھ نہ دے سکین تو ہم کہتے ہین کہ یہ اُس شخص کا کہنا ایسا ہی جیسا زید عمرو سے کہے اور وہ کسی جگہ مین کھڑا ہو کہ تیرے پیچھے ایک درندہ ہلاکو ہی اگر تو یہان سے نہ ٹلیگا تو وہ تجھے مار ڈالیگا اور اگر تو اپنے پیچھے منھ پھیر کر دیکھیگا تو میرا سچ کہنا تجھے معلوم ہو جاویگا اُسکے جواب مین عمرو کہے کہ تیرا سچ جب تک مین مڑکر نہ دیکھون مجھے ثابت نہوگا اور جب تک مجھے تیرا سچ نہ ثابت ہو جاوے مُڑنا اور دیکھنا کیا ضرور ہی تو ظاہر ہی کہ اس قول سے عمرو کی حماقت پائی جاویگی اور خود نشانہ تیر بلا ہوگا زید کا اسمین کیا ضرر ہوگا اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ تمھارے پیچھے موت ہی اور اُسکے اُس طرف درندے ہلاکو اور دہکتی آگ ہی اگر تم اُنسے اپنی تدبیر بچاو کی نہ کرلوگے تو تمکو وہ تباہ کر دینگے اور میرا سچ تمکو میرے معجزون کے دیکھنے سے معلوم ہو جاویگا پس جو شخص معجزون کی طرف ملتفت ہو کر اپنا بچاو کر لیگا وہ بچ جاویگا اور جسنے التفات نہ کیا اور خطاؤن پر مصر رہا وہ تباہ اور خراب ہوگا اور اگر سارے آدمی ہلاک ہو جاوین تو اسمین مجھپر کچھ ضرر نہین میرا ذمہ تو صرف صاف صاف کہدینے کا ہی غرض کہ شریعت موت کے بعد ہلاکو درندون کے ہونے کو بتاتی ہی اور عقل شریعت کے کلام کو سمجھنے اور جاننے کا فائدہ دیتی ہی اور جو باتین شرع کے قول کے بموجب کہ آیندہ کو ہونگی اُنکا امکان جانچتی اور طبیعت ضرر سے بچ رہنے پر اُبھارتی ہی اور واجب ہونے کے معنی یہی ہین کہ اُسکے ترک کرنے سے ضرر ہو اور شریعت کو جو واجب کرنیوالی کہتے ہین اس سے یہ مراد ہی کہ شریعت اُس ضرر کو بتاتی ہی جسکی توقع آیندہ کو ہو کیونکہ عقل تو اس بات کی ہدایت نہین کرتی کہ شہوات کی پیروی کرنے سے موت کے بعد ضرر کا نشانہ بننا پڑیگا۔ پس یہ معنی ہین شرع اور عقل کے اور واجب کے باب مین اُنکی تاثیر کے اور اگر بالفرض مامور بہ کے ترک پر عذاب کا خوف نہوتا تو وجوب بھی ثابت نہوتا اسلیے کہ واجب تو اُسی کو کہتے ہین جسکے ترک کرنے سے آخرت مین کوئی ضرر متعلق ہو **نوین اصل** یہ ہی کہ انبیا علیہم السلام کا بھیجنا محال نہین اسمین فرقہ براہمہ کا خلاف ہی وہ کہتے ہین کہ رسولون کے بھیجنے مین کچھ فائدہ نہین عقل کے ہوتے اُنسے کچھ مطلب نہین اور ہم یہ کہتے ہین کہ عقل سے وہ کام نہین معلوم ہوتے جو آخرت مین نجات کے موجب ہون جیسے کہ عقل سے وہ دوائین جو صحت کی مفید ہون معلوم نہین ہوتین تو مخلوق کو انبیا کی ایسی ہی حاجت ہی جیسے اُنکو طبیب کی حاجت ہی فرق اتنا ہی کہ طبیب کا قول تجربہ سے سچ مانا جاتا ہی اور نبی کا معجزہ سے **دسوین اصل** یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور پہلی شریعتون یعنی یہود و نصاری اور مجوسیون کی ملتون کا ناسخ بھیجا اور ظاہر معجزات اور غالب کرامات سے آپ کی تائید فرمائی جیسے[ع] چاند کا شق ہونا اور کنکرون کا تسبیح پڑھنا اور چوپایہ[ع] کا بولنا اور اُنگلیون کے بیچ مین سے پانی[ع] کا بہنا وغیرہ اور آپ کے ظاہر معجزات مین سے کہ تمام

ع بخاری ومسلم بروایت انس وابن مسعود وابن عباس رض ۱۲
ع بیہقی بروایت انس
ع بیہقی بروایت یعلی بن مرہ ۱۲

عرب پر اُسکے باعث آپ کو فوق ہوا قرآن مجید ہے کہ باوجودیکہ اہل عرب فصاحت وبلاغت مین دم بھرتے تھے اُسکے مقابلے پر قادر نہوے اسلیے
کہ جو کچھ عمدگی اور ترتیب کی خوبی اور عبارت کی درستی اسمین ہے آدمی کی طاقت نہین کہ اسکو جمع کرسکے اور باتون مین سب مین مزاحمت کی کہ گرفتار
کرنا اور لوٹ لینا اور قتل کا ارادہ کرنا اور وطن سے نکال دینا سب کچھ کیا چنانچہ اللہ تعالی نے اُنکا یہ سب حال فرما دیا مگر قرآن کے مثل نہ لاسکے
باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناخواندہ تھے اور کتابون سے مس نہ تھا علاوہ ازین کلام مجید مین پہلے لوگون کی خبرین اور بہت سے
اُمور مین غیب کے حالات بیان کرتے ہین جنکا سچ آخر کو معلوم ہوا جیسے یہ آیت ہے لتدخلن المسجد الحرام انشاء اللہ آمنین محلقین رؤسکم ومقصرین
اور یہ آیت الم غلبت الروم فی ادنی الارض وہم من بعد غلبہم سیغلبون فی بضع سنین اور معجزہ جو رسول کے سچ ہونے پر دلالت کرتا ہے اسکی وجہ یہ ہے
کہ جو فعل کہ آدمی اُس سے عاجز ہون وہ بجز خداے تعالی کے فعل کے دوسرے کا نہوگا تو جب اسطرح کا فعل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلبہ کے
ساتھ متصل ہوگا تو اُسکے یہ معنی ہونگے کہ گویا خدانے تعالی فرماتا ہے کہ یہ رسول سچ کہتا ہے اور اُسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص بادشاہ کے حضور مین
کھڑا ہوا اور اُسکی رعیت کے سامنے دعوی کرتا ہو کہ مین اس بادشاہ کا ایلچی ہون تو اگر یہ شخص بادشاہ سے کہے کہ اگر مین اس دعوی مین سچا
ہون تو آپ اپنے تخت پر تین بار خلاف عادت اُٹھیے اور بیٹھیے اور بادشاہ اسکے کہنے سے ویسا ہی کرے تو جو لوگ وہان موجود ہونگے اُنکو ظاہر
کہ یہ معلوم ہو جاویگا کہ بادشاہ نے گویا یہ کہدیا کہ ایلچی سچ کہتا ہے **چوتھا رکن** سنی ہوئی چیزون کے بیان مین اور جن اُمور کی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے خبر دی ہے اُنکو سچ جاننے مین اور اُسکا مدار دس اصلون پر ہے **پہلی اصل** یہ کہ حشر اور نشر ہوگا کہ شریعت مین اسکی خبر آچکی ہے اور اسکا سچ
جاننا واجب ہے اسلیے کہ اسکا وجود عقل مین ممکن ہے اور معنی اسکے یہ ہین کہ بعد فنا کے دوبارہ موجود ہونا اور یہ امر خداے تعالی کی قدرت مین داخل ہے
جیسے اُسنے اول پیدا کیا چنانچہ خود فرماتا ہے قال من یحیی العظام وہی رمیم قل یحییہا الذی انشاہا اول مرۃ اسمین ابتدا مین پیدا کرنے سے دوبارہ پیدا
کرنے پر استدلال فرمایا اور دوسری جا ارشاد ہے ما خلقکم ولا بعثکم الا کنفس واحدۃ اور دوبارہ پیدا کرنا دوسری ابتدا ہے پس وہ مثل ابتداے اول کے ممکن ہے
**دوسری اصل** منکر نکیر کا سوال احادیث مین آچکا ہے تو اُسکی تصدیق بھی واجب ہے اسلیے کہ عقل کے روسے وہ ممکن ہے کیونکہ اُس سے
یہی لازم آتا ہے کہ زندگی دوبارہ کسی ایسی جز مین آجاوے جس سے خطاب سمجھا جاوے اور یہ امر بذات خود ممکن ہے اور اُسپر یہ اعتراض نہین ہوسکتا
کہ میت کے اجزا تو ساکن رہتے ہین اور ہمکو منکر نکیر کا سوال سنائی نہین دیتا کیونکہ سوتا آدمی بھی ظاہر مین ساکن ہوتا ہے مگر اندر سے رنج اور لذتین ایسی
پاتا ہے کہ جاگنے کے بعد بھی اُنکا اثر پاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیل علیہ السلام کا کلام سنتے تھے اور اُنکو دیکھتے تھے اور آپکے
لوگ نہ سنتے تھے اور نہ دیکھتے تھے اور نہ اُنکے علم مین سے کوئی چیز معلوم کرسکتے تھے الا ما شاء اللہ غرض کہ اُن لوگون کے لیے سننا اور دیکھنا
کا پیدا نہین کیا گیا تھا اسلیے حضرت جبرئیل کو نہ دیکھا **تیسری اصل** عذاب قبر شریعت سے ثابت ہے اللہ تعالی فرماتا ہے النار یعرضون علیہا غدوا
وعشیا ویوم تقوم الساعۃ ادخلوا آل فرعون اشد العذاب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف کے سب نیکبختون سے مشہور چلا آتا ہے کہ وہ
عذاب قبر سے پناہ مانگا کرتے تھے اور قبر کا عذاب ممکن ہے تو اُسکی تصدیق کرنی واجب ہے اور میت کے اجزا کا درندون کے پیٹ مین اور پرندون
کے پوٹون مین بٹ جانا عذاب قبر کی تصدیق کا مانع نہین اسلیے کہ عذاب کا درد تو حیوان مین سے خاص اجزا کو معلوم ہوا کرتا ہے اللہ تعالی مین
قدرت ہے کہ ادراک اُن اجزا مین پھر سے پیدا کردے **چوتھی اصل** میزان ہے جسکے باب مین اللہ تعالی فرماتا ہے ونضع الموازین القسط لیوم القیمۃ
اور دوسری جا ارشاد ہے فمن ثقلت موازینہ فاولئک ہم المفلحون ومن خفت موازینہ فاولئک الذین خسروا انفسہم فی جہنم خالدون اور اُسکی

دلیل یہ ہی کہ خداے تعالی کے نزدیک جتنا عملون کا رتبہ ہوتا ہی اسی کے موافق نامۂ اعمال مین وزن پیدا کر دیتا ہی اس سے بندون کے اعمال کی مقدارین بندون کو معلوم ہو جاوینگی تاکہ اُنپر یہ بات کھلجاوے کہ اگر عذاب کریگا تو عدل ہی اور اگر ثواب دیگا تو عفو اور فضل ہی **پانچوین اصل** یہ کہ پل صراط یعنی دوزخ کی پشت پر بنا ہوا ہی کہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہی اللہ تعالی فرماتا ہی فاہدوہم الی صراط الجحیم وقفوہم انہم مسئولون اور اس پل کا ہونا ممکن ہی اسلیے اُسکا سچ جاننا بھی واجب اور وجہ ممکن ہونے کی یہ ہی کہ جو شخص اس بات پر قادر ہی کہ پرند کو ہوا مین اُڑاتا ہی وہ اس بات پر بھی قادر ہی کہ آدمی کو اُس پل کے اوپر چلاوے **چھٹی اصل** یہ کہ جنت اور دوزخ اللہ تعالی کی پیدا کی ہوئی ہین اللہ تعالی فرماتا ہی وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضہا السموت والارض اعدت للمتقین لفظ اعدت سے معلوم ہوتا ہی کہ جنت مخلوق ہی اسی لیے اسکو باعتبار ظاہر الفاظ کے رہنے دینا واجب ہی کیونکہ کوئی مجال اُسمین نہین اور اگر کوئی یہ کہے کہ روز جزا سے پہلے ان دونون کے پیدا کرنے مین کچھ فائدہ نہین تو اُسکا جواب یہ ہی کہ جو کچھ خداے تعالی کرتا ہی اُس سے اُسکی بازپرس نہین اورون سے پوچھ ہوگی **ساتوین اصل** یہ کہ امام برحق بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابوبکر ہین پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نص قطعی کسی امام پر نہین فرمائی اسلیے کہ اگر بالفرض ایسا ہوتا تو اولی یہ تھا کہ ظاہر تر ہوتا جو کوئی حاکم یا امیر آپ نے شہرون مین مقرر فرمایا وہ چھپا نہین رہا یہ تو اُسکی نسبت کر زیادہ ظاہر ہونا چاہیے تھا یہ کیسے چھپا رہا اور اگر ظاہر ہو گیا تھا تو پھر کیسے مٹ گیا کہ ہم تک وہ حال نہ پہونچا حاصل یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق لوگون کے پسند کرنے اور بیعت کی جہت سے امام ہوئے اور اگر بالفرض کہا جاوے کہ نص دوسرے کے لیے تھی تو کل صحابہؓ کو کہنا ہی کہ اُنھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاف کیا اور اجماع کا خلاف کر دیا اور یہ بات ایسی ہی کہ رافضیون کے سوا اور کسی سے اسپر جرات نہین ہوتی اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ سب صحابہ کو اچھا کہین اور جس طرح کہ خداے تعالی اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکی تعریف کی اُسی طرح اُنکی تعریف کرین۔ اور جو نزاع کہ حضرت امیر معاویہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ مین ہوا اُسکی بنا اجتہاد پر تھی یہ نہین کہ امامت کے باب مین حضرت معاویہ کی طرف سے ہوا ہو بلکہ حضرت علیؓ نے یہ گمان کیا کہ حضرت عثمان غنیؓ کے قاتلون کو سپرد کر دینے کا انجام یہ ہوگا کہ امامت کا معاملہ ابھی درہم و برہم ہو جاویگا باین لحاظ کہ اُنکے قبائل بہت ہین اور لشکر مین ملے جلے ہین اسلیے اُنکے سپرد کرنے مین تاخیر کو اچھا جانا اور حضرت امیر معاویہ نے یہ سمجھا کہ باوجود اتنے بڑے قصور کے اُنکے باب مین تاخیر کرنی امامون کے اوپر اُنکو اُبھارنا ہی اور کشت وخون ناحق کے درپے ہونا اور بڑے بڑے علما کا قول ہی کہ ہر مجتہد مصیب ہی اور بعضے یہ کہتے ہین کہ صواب کو پہونچنے والا ایک ہی ہوتا ہی اور یہ کسی اہل علم کی تجویز نہین ہی کہ حضرت علیؓ کو کہا ہو کہ خطا پر تھے **آٹھوین اصل** یہ کہ صحابہؓ کا فضل اس ترتیب سے ہی جس طرح پر کہ خلافت ہوئی اسلیے کہ فضل واقع مین وہ ہی جو اللہ تعالی کے نزدیک ہو اور یہ امر ایسا ہی کہ بجز رسول اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی اُسپر مطلع نہین ہوتا اور اُن سب کی تعریف مین آیات اور احادیث بہت سی وارد ہین اور فضل کے دقائق اور اُسکی ترتیب کو وہی لوگ جانتے ہین جو وحی اور قرآن مجید کے اُترنے کو دیکھتے تھے اور قرائن حال سے فضل کے دقائق معلوم کرتے تھے پس اگر وہ لوگ بزرگی کو اس ترتیب کے ساتھ نہ سمجھے ہوتے تو خلافت کو اس طرح ترتیب نہ دیتے اسلیے کہ وہ لوگ ایسے تھے کہ اللہ تعالی کے باب مین نہ ملامت گرون کے طعن سے ڈرتے تھے اور نہ اُنکو امر حق سے کوئی مانع باز رکھتا تھا **نوین اصل** یہ کہ امامت کی شرطین بعد اسلام اور بلوغ اور عقل اور آزادی کے پانچ ہین مرد ہونا اور ورع اور علم اور کفایت اور قریشی ہونا اس جہت سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الائمۃ من قریش یعنی امام قریش مین سے ہوتے ہین اور جب بہت سے لوگ ایسے ہون جنمین یہ پانچون صفتین موجود ہون تو امام وہ ہوگا جسکے لیے بیعت اکثر خلق کی ہو جاوے اور جو اکثر لوگون کا خلاف کرے وہ باغی ہی اُسکو حق کے انقیاد کی طرف پھیرنا واجب ہی **دسوین اصل** یہ کہ جو شخص امامت کا کفیل ہو اگر اُسمین ورع اور علم کا وجود دشوار ہو اور اُسکے معزول کر دینے سے ایسا فتنہ برپا ہوتا ہو جسکی تاب

لوگون کو نہو تو ہم یہی کہینگے کہ اُسکی امامت درست ہی اسواسطے کہ اگر اُسکو معزول کردیا جاوے تو دو حال سے خالی نہین یا دوسرا اُسکی جگہ پر ہو
یا بالکل امامت خالی رہے اگر پہلی صورت ہوگی یعنی اُسکی جگہ دوسرا مقرر کیا جاویگا تب تو جتنا ضرر مسلمانون کو فتنہ برپا ہونے سے ہوگا وہ
اُس نقصان کی نسبت کر زیادہ ہوگا جو امام مذکور مین شروط امامت کے ناقص ہونے کی جہت سے اُنکو ہوگا کیونکہ شروط مذکورہ صرف زیادتی
مصلحت کے لیے ٹھہرائی گئی ہین تو زیادتی مصلحت کے نہونے کے خوف سے اصل مصلحت کو دور کرنا خوب نہین جیسے کوئی ایک محل بناوے
اور شہر کو گراوے اور اگر دوسری صورت ہو یعنی شہر امام سے خالی رہین تو سب مقدمات بگڑ جاوینگے یہ کسی طرح ہو نہین سکتا اسلیے ضرور اول ہی
صورت قائم رہیگی علاوہ ازین ہم حکم دیتے ہین کہ باغیون کا حکم اُنکے شہرون مین درست ہی اس نظر سے کہ اُنکو حاجت ہوتی ہی تو حاجت اور ضرورت
کے ہوتے ہوے امامت کیسے درست نہوگی۔ غرض کہ یہ چارون رکن جو چالیس اصول پر مشتمل ہین یہ عقائد کے قواعد ہین جو کوئی اُنکا معتقد ہوگا
وہ اہل سنت وجماعت کے موافق اور بدعت کے فرقہ سے علیحدہ ہوگا ہم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہین کہ وہ اپنی توفیق سے ہمکو راستی پر رکھے اور
اپنے جود اور احسان وفضل سے راہ حق کی طرف ہمکو ہدایت کرے وصلی اللہ علی سیدنا ومولٰنا محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

## چوتھی فصل

ایمان اور اسلام مین اور ان دونون مین جو کچھ اتصال اور جدائی ہی اور جو کمی بیشی ان دونون پر طاری ہوا کرتی ہی اور سلف کے لوگ جو انشاء اللہ
ان دونون کے باب مین کہتے تھے اُسکی وجہ کے ذکر مین اور اس فصل مین تین مسئلے **اول** اس باب مین لوگون کا اختلاف ہی کہ اسلام ایمان
ہی ہی یا دوسری چیز ہی اور اگر دوسری چیز ہی تو اُس سے جدا پایا جاتا ہی یا اُسی کے ساتھ متعلق اور لازم رہتا ہی پس بعض تو یہ کہتے ہین کہ دونون
ایک ہی ہین اور بعض کا قول ہی کہ دو چیزین ہین آپس مین ملتی نہین جدا جدا ہین اور بعضے یہ کہتے ہین کہ دو ہین مگر ایک دوسرے سے وابستہ رہتی ہین
اور ابوطالب مکی نے اس باب مین ایک بہت بڑی تقریر نہایت بلندی لکھی ہی اب ہم حق صریح کو بیان کرتے ہین بدون اس بات کے کہ ایسی تقریر
نقل کرین جسمین کچھ فائدہ نہو۔ واضح ہو کہ اس باب مین تین بحثین ہین اول اس باب مین کہ لغت مین دونون لفظون کے معنی کیا ہین دوم شرع
کے بولنے مین ان دونون سے کیا مراد ہی سوم ان دونون کا حکم دنیا اور آخرت مین کیا ہی غرض کہ اول بحث لغوی ہی اور دوسری تفسیری اور
تیسری فقہی شرعی **بحث اول** معنی لغوی کے بیان مین اسمین حق یہ ہی کہ ایمان تصدیق کو کہتے ہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وما انت بمؤمن لنا
مومن سے مراد مصدق یعنی تصدیق کرنے والے سے ہی اور اسلام کے معنی فرمانبرداری کو ماننے اور سرکشی اور انکار اور عناد کو چھوڑنے کے ہین
اور تصدیق کا ایک محل خاص ہی یعنی وہ دل سے ہوتی ہی اور زبان اُسکی ترجمان یعنی بیان کرنے والی ہی اور ماننا عام ہی دل اور زبان اور اعضا
سب سے ہوتا ہی کیونکہ جو تصدیق دل سے ہی وہ تسلیم اور ترک انکار ہی اسی طرح زبان سے اقرار کرنا اور طاعت اور انقیاد اعضا سے کرنا ہی حاصل
یہ ہی کہ لغت کے اعتبار سے اسلام عام ہی اور ایمان خاص اور اسلام کے اجزا مین سے اشرف کا نام ایمان ہی اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک تصدیق
تسلیم ہی اور یہ نہین کہ ہر تصدیق تسلیم ہو **بحث دوم** اطلاق شرعی کے ذکر مین اور اس باب مین حق یہ ہی کہ شریعت مین ان دونون کا استعمال
تینون طور پر آیا ہی یعنی دونون کے ایک معنی ہون یا جدا جدا ہون یا ایک کے معنون مین دوسرے کے معنی داخل ہون دونون کے ہم معنی ہونیکی
مثال یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی فاخرجنا من کان فیہا من المومنین فما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین اور یہ امر باتفاق ثابت ہی کہ ایک ہی گھر تھا
اُسی کے لیے مومنین اور مسلمین ارشاد فرمایا اور فرمایا یا قوم ان کنتم اٰمنتم باللہ فعلیہ توکلوا ان کنتم مسلمین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی
کہ بنی الاسلام علی خمس اور ایک بار جو آپ سے ایمان کا حال پوچھا تو اُسکے جواب مین بھی یہی پانچون رکن ارشاد فرمائے اس سے معلوم ہوا کہ ایمان
اور اسلام دونون ایک ہی ہین اور دونون کے جدا جدا ہونے کی مثال یہ آیت ہی قالت الاعراب اٰمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا یعنی یہ کہو کہ ہمنے
ظاہر مین انقیاد قبول کیا اور اس جگہ ایمان سے مراد فقط دل کی تصدیق ہی اور اسلام سے غرض زبانی خواہ اعضا کی ظاہری فرمان برداری ہی
اور حضرت جبریل علیہ السلام کی حدیث مین کہ جب اُنھون نے آپ سے ایمان کا حال پوچھا تو فرمایا کہ ایمان لانا اللہ پر اور اُسکے فرشتون اور کتابون

اور رسولون پر اور قیامت کے دن پر اور مرنے کے بعد اُٹھنے پر اور حساب پر خیر و شر کو اُسی کی طرف سے جاننے پر ایمان ہی پھر پوچھا کہ اسلام کیا چیز ہی تو جواب مین پانچ خصلتین مذکور فرمائین یعنی اسلام کو بیان فرمایا کہ قول اور عمل سے تسلیم کرنے کو کہتے ہین۔ اور سعد بن ابی وقاصؓ کی حدیث[۱] مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو کچھ عطا کیا اور دوسرے کو وہ نہ دیا تو حضرت سعد نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ نے اُس شخص کو چھوڑ دیا حالانکہ وہ مومن ہی آپ نے فرمایا کہ مومن ہی یا مسلم پھر دوبارہ اُنھون نے وہی عرض کیا آپ نے دوبارہ وہی جواب دیا اور ایک کے معنی دوسرے مین داخل ہونے کی مثال یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم[۲] سے کسی نے پوچھا کہ اعمال مین سے کونسا افضل ہی آپ نے فرمایا کہ اسلام پھر سائل نے عرض کیا کہ اسلام کونسا افضل ہی آپ نے فرمایا کہ ایمان اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ دونون مختلف بھی ہین اور ایک دوسرے مین داخل بھی اور یہ امر لغت کے رو سے استعمالون مین سب سے اچھا ہی اسلیے کہ ایمان اعمال مین سے ایک عمل ہی جو سب اعمال سے افضل ہی اور اسلام تسلیم کا نام ہی خواہ دل سے ہو یا زبان سے یا اعضا سے اور ان سب مین بہتر وہ تسلیم ہی جو دل سے ہو اور یہ دل کی تسلیم وہی تصدیق ہی جسکو ایمان کہتے ہین اور ان دونون کا استعمال جداگانہ طور پر خواہ تداخل یا ترادف کے طور پر مجاز فی اللغۃ کے طریق سے خارج نہین مثلاً جداگانہ طور پر اس طرح ہو کہ ایمان کو فقط دل کی تصدیق کا نام کہین تو یہ لغت کے موافق ہوگا اور اسلام کو تسلیم ظاہری ٹھہراوین یہ بھی لغت کے موافق ہی اسلیے کہ تسلیم اگر تسلیم کی بعض جگہون سے بھی ہوگی تو اسکو بھی تسلیم ہی کہینگے یہ تو شرط نہین کہ جہان جہان معنی کا پایا جانا ممکن ہو لفظ سے وہ سب حاصل ہی ہون جیسے مثلاً اگر کوئی شخص دوسرے کو اپنے بدن کے کسی ٹکڑے سے چھووے تو چھونے والا کہلاویگا گو سب بدن چھونے مین شامل نہین اسی طرح لفظ اسلام کو صرف ظاہر کی تسلیم پر بولنا جسوقت کہ باطن کی تسلیم نہو لغت کے مطابق ہی اور اسی بنا پر اللہ تعالی کا قول ہی قالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سعدؓ کی حدیث مین کہ یا مسلم ہی اسلیے کہ آپ نے مومن کو مسلم پر ترجیح دی اور ہماری غرض دونون کے معنون کے جدا ہونے سے یہی ہی کہ ایک دوسرے سے بڑھکر ہو اور تداخل کے طور بھی لغت کے موافق ہوگا یعنی اسلام کو یہ ٹھہرالین کہ دل اور قول اور عمل سب سے تصدیق کا نام ہی اور ایمان کو کہین کہ بعض تصدیق کا نام ہی جو اسلام مین داخل ہی یعنی صرف دل کی تصدیق اور ہماری غرض تداخل سے یہی ہی اور ایمان کو خاص کر دینا اور اسلام کو عام کر دینا لغت کے موافق ہی اور اسی کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا ہی کہ جب سائل نے عرض کیا کہ کونسا اسلام افضل ہی تو آپ نے ایمان فرمایا یعنی آپ نے ایمان کو خاص کر کے اسلام مین داخل کر دیا اور اُنکے ایک معنون مین استعمال کی مثال یہ ہی کہ اسلام کے معنی تسلیم کے لیے جاوین جو دل اور ظاہر دونون سے ہو کیونکہ تسلیم بہرحال ہوگی اور ایمان کے معنی بھی یہی کر دیے جاوین اس صورت مین صرف اتنا تصرف ہوگا کہ ایمان مین جو خصوصیت دل کے تسلیم کی تھی اسکو عام کر دیا جاویگا اور ظاہر کی تسلیم کو بھی اسمین داخل کیا جاویگا اور یہ تصرف درست ہی اسلیے کہ ظاہر کی تسلیم قول اور عمل سے باطن کی تصدیق کا ثمرہ اور نتیجہ ہوتی ہی اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ درخت بولتے ہین اور تسامح کے طور پر اس سے درخت مع پھل مراد ہوتا ہی تو اتنے تصرف سے ایمان ہم معنی اسلام کا اور اُسکے مطابق ہو جاویگا نہ اُس سے زیادہ ہوگا نہ کم اور اسی بنا بر یہ ارشاد خداوندی ہی فما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین

**تیسری بحث** حکم شرعی کے ذکر مین۔ اسلام اور ایمان کے دو حکم ہین ایک دنیاوی دوسرے اخروی حکم اخروی یہ ہی کہ آگ دوزخ سے نکالنا اور اسمین ہمیشہ رہنے کا مانع ہونا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی یخرج من النار من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من الایمان اور اس باب مین لوگون کا اختلاف ہی کہ یہ حکم کس چیز پر مترتب ہوتا ہی یعنی وہ ایمان کونسا ہی جسکا نتیجہ آگ دوزخ سے نکلنا ہی پس بعض کا قول تو یہ ہی کہ صرف یقین کرنے کا نام ہی اور کچھ یہ کہتے ہین کہ دل سے یقین کرنا اور زبان سے اقرار کرنا ہی اور بعض تیسری بات اور بڑھاتے ہین یعنی اعضا سے عمل کرنا اور ہم اس باب مین اصل مطلب کو واضح کرتے ہین کہ واقع مین یہ ہی کہ جو کوئی ان تینون باتون کا جامع ہوگا تو اسمین خلاف کسی کا نہین کہ بیشک اُسکا ٹھکانا

[۱] بخاری و مسلم ۱۲
[۲] احمد و طبرانی بروایت عمرو بن عبسہ مگر اسمین لکھا

(حاشیہ کے دیگر نوٹ جزوی طور پر کٹے ہوئے اور ناقابل خواندگی ہیں)

جنت مین ہوگا یہ تو ایک درجہ ہوا دوسرا درجہ یہ ہو کہ دو باتین پائی جاوین اور کچھ تیسری بھی ہو یعنی دل سے یقین کرنا اور زبان سے کہنا اور کچھ عمل پائے جاوین مگر اُس شخص نے ایک یا زیادہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب بھی کیا ہو تو اس صورت مین معتزلی یہ کہتے ہین کہ وہ شخص ایمان سے خارج ہوگا مگر کفر مین داخل نہین ہوا بلکہ اُسکا نام فاسق ہو اور یہ ایک درجہ ہو ایمان اور کفر کے درمیان مین اور ایسا شخص دوزخ مین ہمیشہ رہیگا اور یہ قول باطل ہو چنانچہ عنقریب اُسکا ہم بیان کرینگے تیسرا درجہ یہ ہو کہ دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار پایا جاوے اور اعضا سے اعمال نہون ایسے شخص کے حکم مین لوگون نے اختلاف کیا ہو ابو طالب مکی کا قول یہ ہو کہ عمل کرنا جزو ایمان ہو اور ایمان بدون عمل کے پورا نہین ہوتا اور اسپر اجماع کا دعوی ایسی دلیلون سے کیا ہو جن سے اُنکے مطلب کا خلاف معلوم ہوتا ہو جیسے مثلاً دلیل مین یہ آیت نقل کی ہو الذین آمنوا وعملوا الصالحات کہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ عمل ایمان کے سوا اور چیز ہو ایمان مین داخل نہین ورنہ عمل حکم معاد مین ہوگا اور تعجب یہ ہو کہ اس قول پر اجماع کا دعوی کرتے ہین اور باوجود اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو نقل کرتے ہین کہ کسی شخص کو کافر نہ کہا جاوے مگر اُس صورت مین کہ جس چیز کا اقرار کر چکا ہو اُسکا منکر ہوا اور فرقہ معتزلہ جو کبیرہ گناہون کے سبب دوزخ مین ہمیشہ رہنے کے قائل ہین اُنکے قول کا انکار کرتے ہین حالانکہ جو اُنکے قول قائل ہو وہ بعینہ معتزلون کے مذہب کا قائل ہوگا کیونکہ ہم اُس سے یہ کہینگے کہ جو شخص اپنے دل سے تصدیق کرے اور زبان سے شہادت ادا کرے اور اسی وقت مرجاوے تو وہ جنت مین جاویگا یا نہین اُسکے جواب مین اور یہی کہیگا کہ ہان جنت مین جاویگا تو اس صورت مین ایمان بدون عمل کے کہنا پڑیگا اب ہم کچھ زیادہ کر کے پوچھینگے کہ وہی شخص اگر بالفرض اتنا زندہ رہے کہ اُسپر ایک نماز کا وقت آجاوے اور وہ اُسکو ترک کرے اور مرجاوے یا زنا کرے اور مرجاوے تو وہ ہمیشہ دوزخ مین رہیگا یا نہین اگر وہ جواب دے کہ رہیگا تب تو معتزلون کا ہی مطلب ہو اور اگر کہے گا کہ نہین تو اس بات کی تصریح ہو کہ عمل جزو ایمان نہین اور نہ ایمان کے وجود مین شرط ہو اور نہ اُسکے باعث جنت کا استحقاق ہو اور اگر یہ کہے کہ میری غرض یہ ہو کہ وہ شخص بہت مدت تک جیوے اور نماز نہ پڑھے اور نہ اور کوئی عمل شرعی بجالاوے تو ہم یہ کہینگے کہ اُس مدت کو معین کرو اور طاعتون کے شمار بتلاؤ جنکے چھوڑنے سے ایمان جاتا رہتا ہو اور کبیرون کی گنتی کیا ہو جنکے ارتکاب سے ایمان باطل ہوتا ہو اور یہ بات ایسی ہو کہ اسکی مقدار نہین معین ہو سکتی اور نہ کبھی کوئی اس طرف گیا چوتھا درجہ یہ ہو کہ دل کی تصدیق پائی جاوے اور ہنوز نوبت زبان سے اقرار اور عمل مین مصروف ہونے کی نہ پہونچی ہو کہ مرجاوے تو اسکا جواب یہ کہیگا کہ اپنے اور خداے تعالی کے نزدیک ایمان سے مرا حالانکہ اس مسئلے مین اختلاف ہو اور جو شخص کہ ایمان کے پورا ہونے مین قول زبانی کی شرط کرتا ہو اُسکو یہ کہنا ہوگا کہ یہ شخص ایمان سے پہلے مرا اور یہ قول فاسد ہو اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہو کہ دوزخ سے نکلیگا وہ شخص جسکے دل مین ذرہ بھر ایمان ہوگا اور اس شخص کا دل تو ایمان سے لبالب تھا یہ کیسے دوزخ مین ہمیشہ رہیگا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کی حدیث مین ایمان کی شرط بجز اسکے اور کچھ نہین کہ اللہ تعالی اور اُسکے فرشتون اور کتابون اور روز آخرت کی تصدیق کرے جیسے پہلے بیان ہوا پانچوان درجہ یہ ہو کہ دل سے تصدیق کرے اور عمر مین اتنی مہلت بھی ملے کہ شہادت کے دونون کلمے کہہ لے اور اُنکا واجب ہونا معلوم کر لے مگر اُنکو زبان سے ادا نہ کرے تو یہ احتمال ہو سکتا ہو کہ اُنکا ادا نہ کرنا ایسا ہو جیسے نماز کے پڑھنے سے باز رہنا اور باوجود اسکے ہم کہینگے کہ وہ شخص مومن ہو اور دوزخ مین مدام نہ رہیگا اسلیے کہ ایمان صرف دل کی تصدیق ہو اور زبان اس اعتقاد دلی کا ترجمان ہو تو ضرور ہو کہ زبان کے ادا سے پیشتر بھی ایمان کامل موجود ہو تاکہ اُسکو زبان ادا کرے اور یہی ظاہر تر ہو اسلیے کہ بجز معانی کی پیروی کے اور کوئی سند نہین اور لغت کے رو سے یہ ہو کہ ایمان دل کی تصدیق کو کہتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ دوزخ سے وہ شخص نکل جاوے گا جسکے دل مین ذرہ بھر ایمان ہو اور اگر آدمی واجب امر کے بھولنے سے سکوت کرے تو دل مین سے ایمان نہین جاویگا جیسے فعل واجب کے نہ کرنے سے نیست نہین ہوتا۔ اور بعضے یہ کہتے ہین کہ زبان سے کہنا بھی ایمان کا

ف ۱۴ دوزخ سے نکلیگا وہ شخص جسکے دل مین ذرہ بھر ایمان ہوگا — (حاشیہ:) ف ۱۴ میں ایمان لائے اور کام سے اچھے ... بروایت ابی سعید ۱۲

جزو ہی اسلیے کہ شہادت کے دونون کلمے دل کے حال سے خبر نہین دیتے بلکہ وہ دوسرے معاملہ کا انشا اور ابتدا اور التزام ہین اور اول قول ظاہر تر ہی اور اس قول مین فرقۂ مرجیہ نے یہان تک مبالغہ کیا ہی کہ یہ شخص کبھی آگ مین نہ جاوے گا اُنکا یہ قول ہی کہ مومن اگرچہ نافرمانی کرے مگر دوزخ مین نجاوے گا اور ہم اُنکے قول کو بھی عنقریب باطل کرین گے چھٹا درجہ یہ ہی کہ زبان سے کہے لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ مگر دل مین اُسکی تصدیق نکرے تو ہمکو اسبات مین شک نہین کہ ایسا شخص آخرت کے حکم مین کافرون مین سے ہوگا اور ہمیشہ دوزخ مین رہے گا اور اسمین بھی شک نہین کہ دنیا کے احکام مین جو متعلق اماموں اور حکام کے ہین وہ مسلمانون سے ہوگا اسواسطے کہ اُسکے دل پر تو خبر ہو ہی نہین سکتی ہمپر بھی لازم ہی کہ جو کچھ اُسنے زبان سے کہا اُسکو یہ خیال کرین کہ یہ قول اسکے دل کے حال پر مطابق ہی لیکن ایک تیسرے امر مین ہمکو شک ہی کہ اُسکے اور خداے تعالیٰ کے درمیان کے معاملہ مین حکم دنیاوی اُسپر کیا ہونا چاہیے مثلاً اسی حال مین اگر کوئی اُسکا رشتہ دار مسلمان مرجاوے اور اسکے بعد وہ دل سے تصدیق ایمان کی کرے پھر فتویٰ پوچھے کہ جب میرا رشتہ دار مرا تھا مجکو ایمان یعنی دل کی تصدیق نہ تھی مگر ظاہر اسلام کی جہت سے اسکی میراث مجھے مل گئی اور اب وہ میرے پاس ہی تو وہ اُس معاملہ مین جو مجھ مین اور خداے تعالیٰ مین ہی مجھپر حلال ہی یا نہین یا اُسی پہلی حالت مین کسی مسلمان عورت سے اُسنے نکاح کر لیا تھا اور پھر دل سے تصدیق کی تو اب اُسپر نکاح کا دوبارہ کرنا لازم ہی یا نہین یہ حکم محل تردد ہی اسمین یہ بھی ہو سکتا ہی کہ کہا جاوے کہ دنیا کے احکام زبانی قول سے ظاہر اور باطن دونون مین وابستہ ہین اور یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ قول زبانی سے غیر شخص کے حق مین وابستہ ہین اسلیے کہ اُسکا باطن غیر پر ظاہر نہین اور خود اُسکو تو اپنے باطن کا حال ظاہر ہی کہ اُسکے اور خداے تعالیٰ کے درمیان کیا معاملہ ہی۔ اور ظاہر تر یہی ہی کہ اُسکو وہ میراث ناجائز ہو اور نکاح کا پھر سے کرنا لازم آوے واللہ اعلم۔ اور اسی لیے حضرت حذیفہؓ اگر منافقین مین سے کوئی مرتا تھا تو اُسکے جنازے پر حاضر نہوتے تھے اور حضرت عمرؓ بھی اسکی رعایت کرتے تھے کہ جس جنازے پر وہ نجاتے تھے آپ بھی تشریف نہ لیجاتے تھے اور نماز دنیا مین ایک فعل ظاہر ہی اگرچہ عبادات مین سے ہی اور حرام سے بچنا بھی اُن امور مین سے ہی جو خداے تعالیٰ کے لیے واجب ہین جیسے نماز ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی طلب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ اور یہ تقریر ہماری اس قول کے خلاف نہین کہ ارث اسلام کا حکم ہی اور وہ بھی تسلیم ہی بلکہ تسلیم تام وہ ہی جو ظاہر اور باطن دونون کو شامل ہو اور یہ بحثین فقہی اور ظنی ہین کہ ظاہر اور عام الفاظ اور قیاسون پر مبنی ہین تو جو شخص علوم مین قاصر ہو وہ یہ نسمجھے کہ اسبات مین غرض یقین سے ہی اور عادت یہ ہو گئی ہی کہ ایسی چیز کو فن کلام مین ذکر کرتے ہین جس مین حکم قطعی مطلوب ہوتا ہی تو جو شخص علوم مین عادتون اور رسمون کی طرف نظر کرتا ہی اسکو فلاح نہین ہوتی۔ اب اگر یہ کہو کہ معتزلون اور مرجیون کے شبہہ پڑنے کی کیا وجہ ہی اور اُنکے قول کے باطل ہونے کی کیا دلیل ہی تو اسکا جواب یہ ہی کہ وجہ اُنکے شبہون کی عام آیتین قرآن مجید کی ہین چنانچہ مرجیہ کہتے ہین کہ ایماندار آگ مین نہ جاوے گا گو سب طرح کے گناہ کرے اسلیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی فمن یومن بربہ فلا یخاف بخسا ولا رہقا اور فرمایا والذین امنوا باللہ ورسلہ اولئک ہم الصدیقون الآیہ اور فرمایا کلما القی فیہا فوج سالہم خزنتہا الم یاتکم نذیر قالوا بلیٰ قد جاءنا نذیر فکذبنا وقلنا ما نزل اللہ من شئی اسمین لفظ کلما القی فیہا کا عام ہی تو یہ چاہیے کہ جو دوزخ مین ڈالا جاوے وہ تکذیب کرنے والا ہو اور فرمایا لایصلیٰہا الا الاشقی الذی کذب وتولی اس آیت مین حصر اور اثبات اور نفی تینون موجود ہین جیسے یہ معلوم ہوتا ہی کہ بجز اشقیا اور مکذبین کے اور کوئی آگ مین نجاویگا اور فرمایا من جاء بالحسنۃ فلہ خیر منہا وہم من فزع یومئذ آمنون اور سب حسنات کی جڑ ایمان ہی تو ایمان والے کو خوف کیسے ہوگا اور فرمایا واللہ یحب المحسنین اور فرمایا انا لانضیع اجر من احسن عملا یہ اُنکی دلیل ہی مگر ان آیتون سے انکا مطلب حاصل نہین ہوتا اسلیے کہ ان آیتون مین جہان ذکر ایمان کا ہی اُس سے ایمان مع عمل مراد ہی چنانچہ ہم پہلے بیان کر چکے ہین کہ لفظ ایمان سے کبھی اسلام بھی مراد لیا کرتے ہین یعنے موافقت دل اور قول اور عمل کی اور ایمان مین جو ہم یہ تاویل کرتے ہین اُسکی دلیل یہ ہی کہ بہت سی خبرین درباب گنہگارون کے عذاب اور مقدار عذاب کے وارد ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ دوزخ سے نکالا جایگا وہ شخص جسکے

دل مین ذرہ بھر ایمان ہو گا اس سے بھی ایمان والے کا دوزخ مین جانا ثابت ہی کیونکہ اگر دوزخ مین نجاویگا تو باہر کیسے نکلے گا اور قرآن سے ثبوت اس طرح ہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی ان اللہ لا یغفران یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء اسمین جو مغفرت کو اپنی مشیت سے مستثنے فرمایا تو اس سے مجرمون کا کئی قسم ہونا صاف ظاہر ہی اور دوسری جا ارشاد ہی ومن یعص اللہ ورسولہ فان لہ نار جہنم خالدین فیہا اور جو لوگ کہ اس آیت مین کفر کی خصوصیت لگاتے ہین کہ یہ کافرون کا حال ہی تو یہ اُنکی زبردستی ہی آیت مین کوئی قرینہ اُسکا نہین اور فرمایا الا ان الظلمین فی عذاب مقیم اور فرمایا ومن جاء بالسیئۃ فکبت وجوہہم فی النار غرض کہ جیسی عام آیتین انھون نے نقل کی ہین اُنکے مقابلے مین یہ آیتین عام عذاب مجرمون پر دلالت کرتی ہین اور تخصیص اور تاویل کرنے کے لیے دونون جانبون کو ضرورت ہی اسلیے کہ اخبار مین صاف مذکور ہی کہ عاصیون کو عذاب ہو گا بلکہ اللہ تعالی کا ارشاد وان منکم الا واردہا بھی گویا صریح ہی اسباب مین کہ آگ مین سب کو جانا ضرور ہی کیونکہ کوئی مومن گناہ کے مرتکب ہونے سے خالی نہین اور یہ جو ارشاد ہی لا یصلہا الا الاشقی الذی کذب وتولی اس سے مراد ایک خاص جماعت ہی یا لفظ اشقی سے بھی کوئی شخص معین مراد لیا ہی اور کلما القی فیہا فوج سالہم خزنتہا مین فوج سے مراد کافرون کی فوج ہی اور عام آیتون کا خاص کرنا کچھ دقت کی بات نہین - اور اس آیت کے باعث ابو الحسن اشعری اور کچھ اہل کلام عام الفاظ کا انکار ہی کر بیٹھے اور کہنے لگے کہ اس طرح کے الفاظ مین توقف کرنا چاہیے جبتک کہ کوئی قرینہ ظاہر ہو جس سے اُسکے معنی معلوم ہون - اور معتزلون کو شبہہ ان آیتون سے پڑا کہ اللہ تعالی نے فرمایا وانی لغفار لمن تاب وامن وعمل صالحا ثم اہتدی اور فرمایا والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصلحت اور فرمایا وان منکم الا واردہا کان علی ربک حتما مقضیا پھر یہ ارشاد کیا ثم ننجی الذین اتقوا اور فرمایا ومن یعص اللہ ورسولہ فان لہ نار جہنم اور جو آیتین اس طرح کی ہین کہ خدا ے تعالی نے اُنمین عمل صالح کو ایمان کے ساتھ مذکور فرمایا ہی اور فرمایا ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم خالدا فیہا ان آیتون سے معتزلی حجت پکڑتے ہین مگر یہ آیتین بھی ایسی عام ہین کہ اُنمین خصوصیت لگی ہوئی ہی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء یہ اثبات کو چاہتی ہی کہ شرک کے سوا اور گناہون مین اُسکی مشیت باقی رہی اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ دوزخ سے نکلے گا وہ شخص جسکے دل مین ذرہ بھر ایمان ہو اور اللہ تعالی کا ارشاد انا لا نضیع اجر من احسن عملا اور یہ فرمایا ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین اسی بات پر دلالت کرتی ہین کہ اللہ تعالی ایک معصیت کی جہت سے اصل ایمان اور سب طاعتون کا ثواب تلف نہین فرماوے گا اور یہ جو فرمایا ہی کہ ومن یقتل مومنا متعمدا اس سے مراد یہ ہی کہ مقتول کو جان بوجھ کر ایمان ہی کی جہت سے مار ڈالے اور اس آیت کے نازل ہونے کا سبب بھی ایسا ہی تھا اب اگر کہو کہ تمھاری تقریر سے یہ معلوم ہوا کہ مذہب مختار یہ ہی کہ ایمان بدون عمل کے بھی ہوتا ہی حالانکہ اکابر سلف کا قول یون مشہور رہی کہ ایمان دل کی تصدیق اور قول زبانی اور عمل کا نام ہی تو اس قول سے کیا غرض ہی تو اسکا جواب یہ ہی کہ عمل کو ایمان مین شمار کرنا کچھ بعید نہین کیونکہ عمل ایمان کا تمام کرنے والا اور پورا کرنے والا ہی جیسے کہتے ہین کہ سر اور دونون ہاتھ ملکر انسان ہوتا ہی اور ظاہر ہی کہ اگر سر نہو تو انسان بھی نہین رہتا لیکن ہاتھ کٹا ہونے سے انسانیت سے خارج نہین ہوتا اسی طرح کہ سکتے ہین کہ تسبیحات اور تکبیرین نماز مین سے ہین اگرچہ نماز اُنکے نہونے سے باطل نہین ہوتی تو ایمان مین دل کی تصدیق بمنزلہ آدمی کے سر کے ہین کہ اگر وہ نہو تو ایمان بھی نہو اور دوسرے اعمال مثل آدمی کے ہاتھ پاؤن کے ہین کہ بعض کو بعض پر فضیلت ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ ارشاد فرمایا ہی لا یزنی الزانی حین یزنی وہو مومن تو صحابہ رض نے اس حدیث سے معتزلون کا مذہب اعتقاد نہین کیا کہ زنا کے باعث آدمی ایمان سے باہر ہو جاوے بلکہ اُسکے معنے یہ ہین کہ واقع مین اُسکا ایمان کامل اور تمام نہین جیسے ہاتھ پاؤن کٹے ہوے کو کہتے ہین کہ یہ آدمی نہین یعنے اسمین کمال انسانی نہین یہ غرض نہین کہ ہاتھ پاؤن کے جانے سے ماہیت انسانی بھی نہین رہی **دوسرا مسئلہ** اگر یہ کہو کہ سلف کا اتفاق ہی اس بات پر کہ ایمان طاعت کے سبب سے زیادہ ہوتا ہی اور معصیت کی جہت سے کم ہوتا ہی پس اگر ایمان دل کی تصدیق ہی کا نام ہو تو اسمین کمی بیشی کیسے ہو سکتی ہی

ت ۱ البتہ اللہ نہین بخشتا اسکو کہ اسکا شریک ٹھہراے اور اس سے نیچے بخشتا ہی جسکو چاہے ۱۲

ت ۲ اور جو کوئی حکم نہ مانے اللہ کا اور اسکے رسول کا سو اُنکو آگ ہی دوزخ کی ایسا کرین اسمین ۱۲

ت ۳ سنتا ہی گنہگار پڑے ہین سدا کی مار مین ۱۲

ت ۴ اور جو کوئی لایا برائی سو اوندھے ڈالے اُنکے منہ آگ مین ۱۲

ت ۵ اور کوئی نہین تم مین جو نہ پہنچیگا اسپر ہو چکا تیرے رب پر ضرور اور مقرر ۱۲

ت ۶ اور میری بخشش ہی اُسپر جو توبہ کرے اور یقین لاوے اور کرے بھلا کام پھر راہ پر رہے ۱۲

ت ۷ قسم ہی اُترتے دن کی مقرر انسان ٹوٹے مین ہی مگر جو یقین لائے اور کیے بھلے کام ۱۲

ت ۸ پھر بچا دینگے ہم اُنکو جو ڈرتے رہے ۱۲

ت ۹ اور جو کوئی مارے مسلمان کو قصد کر کر تو اسکی سزا دوزخ ہی پڑا رہے اسمین ۱۲

ت ۱۰ نہین زنا کرتا ہی زنا کرنیوالا جب زنا کرتا ہی اس حال مین کہ وہ مومن ہی ۱۲ بخاری اور مسلم بروایت ابوہریرہ ۱۲

تو اسکا جواب یہ ہی کہ درحقیقت سلف کے لوگ سچے گواہ ہین اور اُنکے قول سے منحرف ہونا کسیکو نہین چاہیے جو کچھ اُنھون نے فرمایا ہی بیشک
درست ہی مگر اُسکے سمجھنے مین تامل چاہیے کہ اُنکے قول سے پایا جاتا ہی کہ عمل ایمان کا جزو نہین نہ اُسکے وجود کا رکن بلکہ ایک زائد چیز ہی جس سے
ایمان بڑھجاتا ہی اور ظاہر ہی کہ چیز اپنی ذات سے تو بڑھتی ہی نہین بلکہ زوائد سے بڑھا کرتی ہی چنانچہ یہ نہین کہہ سکتے کہ انسان اپنے سر سے بڑھجاتا ہی
بلکہ یون کہتے ہین کہ ڈاڑھی اور موٹاپے سے زیادہ ہوتا ہی اسی طرح نہین کہہ سکتے کہ نماز رکوع اور سجدے سے زیادہ ہو جاتی بلکہ وہ سنتون اور مستحبات
کے باعث بڑھا کرتی ہی پس سلف کے قول مین تصریح ہی کہ ایمان کا ایک وجود ہی پھر وجود کے بعد اُسکا حال کمی بیشی مین مختلف ہوا کرتا ہی اب اگر
یہ کہو کہ اعتراض تو ابھی قائم ہی یعنی تصدیق کسطرح زیادہ اور کم ہو سکتی ہی وہ تو ایک حالت کا نام ہی تو اُسکا جواب یہ ہی کہ جب ہم مداہنت کو ترک
کرین اور شوریون کے شور کی پروانہ کرین اور پردے تحقیق کے مُنھ پر سے اُٹھا ڈالین تو یہ شبہہ بھی برطرف ہو جاویگا اسی واسطے ہم کہتے ہین کہ
لفظ ایمان مشترک ہی اُسکا استعمال تین طریقون پر ہی **طریق اول** یہ ہی کہ اُسکا اطلاق اُس تصدیق پر کیا جاتا ہی جو بطور اعتقاد اور تقلید کے ہو کشف
کے طور پر اور سینے کے کھلنے سے نہو اس طرح کا ایمان عوام کا بلکہ بجز خواص کے تمام خلق کا ہی اور یہ اعتقاد دل پر ایک گرہ ہوتی ہی کہ کبھی کڑی
ہو جاتی اور کبھی ڈھیلی جیسے ڈورے پر گرہ ہوا کرتی ہی اور اس بات کو بعید مت جانو بلکہ یہودیون اور نصرانیون اور بدعتیون کے حالات کو دیکھکر
عبرت حاصل کرو کہ اُنمین جنکے عقیدے سخت ہین وہ اسطرح کے ہین کہ اگر ڈرانے اور دھمکانے یا وعظ و نصیحت یا برہان و حجت سے اُنکو اس
عقیدے سے نکالنا چاہو تو کبھی ممکن نہین کہ وہ نکل سکین اور بعض اسطرح کے ہین کہ ادنیٰ گفتگو سے شک مین پڑ جاتے ہین اور اُنکو اُنکے عقیدے
سے نکال دینا ذرا سے پھسلانے یا دھمکانے سے ممکن ہی باوجودیکہ اُنکو پہلے عقیدے مین شک نہین ہوتا جیسے اول قسم کے لوگون کو نہین ہی
لیکن دونون قسمون کے لوگون مین پختگی کے باب مین فرق ہوتا ہی اور یہ بات اعتقاد امر حق مین بھی موجود ہی اور عمل کرنا اس پختگی کے بڑھانے
مین اور زیادہ کرنے مین تاثیر کرتا ہی جیسے پانی دینا درختون کے بڑھنے مین تاثیر کرتا ہی اور اسی واسطے اللہ تعالیٰ فرماتا ہی فزادتہم ایماناً یعنی زیادہ
کیا اُنکا ایمان اور دوسری جا ارشاد ہی لیزدادوا ایماناً مع ایمانہم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اخبار مرویہ مین ارشاد فرمایا ہی الایمان یزید و
ینقص اور یہ کمی بیشی دل مین طاعتون کی تاثیر سے ہوتی ہی اور اُسکو وہی شخص معلوم کرتا ہی جو اپنے حالات کو دو وقتون مین دیکھے یعنی ایک تو
اُسوقت کہ عبادت مین مصروف ہو اور حضور دل سے خاص عبادت ہی کا ہو رہے دوم اُسوقت کہ عبادت نہ کرتا ہو تو جو حال کہ اُسکے ایمانی
عقائد کا دوسرے وقت مین ہوگا اُسمین اور پہلے وقت کے حال مین فرق معلوم کرلیگا کہ حالت اول کا عقیدہ ایسا ہوگا کہ اگر اُسمین کوئی شخص
شک ڈالنا چاہے تو اُسکے قابو مین نہ آویگا بلکہ جو شخص یتیم کے اُوپر رحم کرنے کا معتقد ہی جب اپنے اعتقاد کے موافق عمل کریگا اور یتیم کے سر پر
ہاتھ پھیر کر اُسکے ساتھ لطف سے پیش آویگا اُس وقت اپنے باطن مین رحم کرنے کو مضبوط اور دوبالا پاویگا اسی طرح تواضع کا معتقد جب تواضع
کا عمل کریگا اور دوسرے کے سامنے فروتنی کریگا تو عمل کی جہت سے اپنے دل مین زیادتی تواضع کی معلوم کریگا اور یہی حال سب دل کے صفات
کا ہی کہ جب اعضا پر اُنکے باعث اعمال صادر ہوتے ہین تو اعمال کا اثر اُن صفات پر پہونچتا ہی اور اُنکو مضبوط اور زیادہ کر دیتا ہی اور اُسکا بیان
جلد سوم مہلکات اور جلد چہارم منجیات مین اُس مقام پر کیا جاویگا جہان کہ ظاہر سے باطن کے متعلق ہونے کی وجہ اور عقائد اور دلون سے
اعمال کے وابستہ ہونے کی دلیل مذکور ہوگی اسلیے کہ یہ امر عالم ملکوت سے عالم ملک کے متعلق ہونے کی جنس سے ہی اور ملک سے ہماری غرض
یہ عالم ظاہر ہی جو حواس سے معلوم ہوتا ہی اور ملکوت سے وہ عالم مراد ہی جو نور بصیرت سے سوجھتا ہی اور دل عالم ملکوت مین سے ہی اور اعضا
اور اُنکے اعمال عالم ملک سے ہین اور ان دونون عالمون مین اس درجہ کا باریک علاقہ ہی کہ بعض لوگون نے یہی گمان کیا ہی کہ دونون ایک ہین
اور دوسرے لوگون نے یہ ظن کیا ہی کہ عالم بجز عالم شہادت یعنی ان اجسام محسوسہ کے اور کوئی نہین اور جس شخص نے کہ دونون عالمون کو معلوم
کیا اور اُنکے جدا جدا ہونے اور پھر آپسمین ایک دوسرے سے وابستہ ہونے کو دیکھا تو اُنکو کنایہ اس قطعہ مین بیان کیا قطعہ رقت سے آبگینہ

ت اانکا اور بڑھے اُنکو ایمان اپنے ایمان کے ساتھ ۲ ایمان زیادہ ہوتا ہی اور کم ہوتا ہی ابن عدی بروایت ابی ہریرہ ۱۲

ول مین ہی اشتباہ ٭ دونون نے ایک طرح کی پائی ہی آب وتاب ٭ گویا کہ صرف مے ہی نہین جام کا وجود ٭ یا یہ کہو کہ پیالہ ہی تھا نہین شراب
اب ہم اصل مقصود کی طرف رجوع کرتے ہین اسلیے کہ یہ جملہ معترضہ علم معاملہ سے خارج ہی مگر علم مکاشفہ اور معاملہ مین بھی اتصال اور ارتباط ہی
اسی واسطے تم دیکھتے ہو کہ علم مکاشفہ ہر دم علم معاملہ کی طرف جھکتا ہی بشرطیکہ تکلف کے ساتھ اُسکو نہ روکو۔ غرض کہ ایمان کو اگر اس اطلاق
بموجب جب دیکھین تو طاعت کی جہت سے اُسمین زیادتی ہو جانے کی یہ صورت ہوتی ہی جو مذکور ہوئی اور اسی بنا پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ
نے فرمایا ہی کہ ایمان ایک سفید نشان ظاہر ہوتا ہی پس جب آدمی نیک عمل کرتا ہی تو وہ نشان بڑھتا جاتا ہی یہان تک کہ تمام دل سفید ہو جاتا ہی
اور نفاق ایک سیاہ نقطہ شروع مین ہوتا ہی مگر جب آدمی بُرے اعمال کا مرتکب ہوتا ہی تو وہ زیادہ ہوتا ہی یہانتک کہ دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہی پھر
اُسپر مہر لگجاتی ہی اور یہ آیت آپ نے پڑھی کلا بل ران علیٰ قلوبہم ما کانوا یکسبون **دوسرا اطلاق** یہ ہی کہ ایمان سے تصدیق دل اور عمل دونو
مراد ہون جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الایمان بضع وسبعون بابا یا فرمایا کہ نہین زنا کرتا ہی زانی جب زنا کرے اُس حال مین کہ وہ
ایماندار ہی اور جس صورت مین کہ لفظ ایمان کے معنون مین عمل بھی داخل ہو تو ظاہر ہی کہ اعمال سے اُسمین کمی بیشی ضروری ہوگی اور یہ بات
کہ اسکی تاثیر اُس ایمان مین بھی ہوتی ہی کہ نہین جسکو صرف تصدیق کہتے ہین اسمین اختلاف ہی اور ہم اشارہ کر چکے کہ اسمین بھی تاثیر ہوتی ہی
**تیسرا اطلاق** یہ ہی کہ ایمان سے غرض وہ تصدیق یقینی ہو جو کشف اور سینہ کے کھلنے اور نور بصیرت کے مشاہدہ کے طور پر ہو یہ قسم اور
قسمون کی نسبت کر زیادتی اور کمی کے قبول سے دور تر ہی تاہم ہمارا قول یہ ہی کہ جو امر یقینی کہ اُسمین شک نہ ہو اُسمین بھی نفس کا اطمینان مختلف
ہوا کرتا ہی مثلاً ایک بات یہ ہی کہ دو زیادہ ہین ایک سے اور دوسری یہ ہی کہ عالم بنایا ہوا اور حادث ہی ہر چند ان دونون مین سے کسی مین شک نہین
مگر جیسا اطمینان پہلے پر ہی ویسا دوسرے پر نہین بلکہ تمام یقینی امور واضح ہوتے ہین اور نفس کے انکے اطمینان کرنے مین مختلف ہوا کرتے ہین
اور ہمنے اس مضمون کو باب العلم کی اُس فصل مین لکھا ہی جسمین علماے آخرت کی علامتین مذکور کی ہین اسی لیے اب دوبارہ لکھنے
کی حاجت نہین اور سب اطلاقون مین ظاہر ہوا کہ جو کچھ سلف والون نے ایمان کے زائد اور کم ہونے کو کہا ہی وہ درست ہی اور کیسے درست
نہو کہ اخبار مین وارد ہو چکا کہ دوزخ سے نکلیگا وہ شخص کہ اُسکے دل مین ذرہ بھر ایمان ہو اور بعض احادیث مین دینار بھر کی قید ہی تو اگر دل کی
تصدیق مین فرق نہو تو ان مقدارون کے مختلف ہونے کے کیا معنی ہین **تیسرا مسئلہ** اس بات کی وجہ کیا ہی کہ سلف سے منقول ہی کہ ہم
مومن ہین انشاءاللہ لفظ انشاءاللہ تو شک کے واسطے ہی اور ایمان مین شک کرنا کفر ہی اور سلف کے سب لوگ ایمان کے جواب مین یقین
کے الفاظ بولنے سے باز رہتے تھے اور احتراز کرتے تھے چنانچہ سفیان ثوری رح فرماتے ہین کہ جو شخص یون کہے کہ مین خداے تعالیٰ کے نزدیک
مومن ہون تو وہ جھوٹا ہی اور جو کوئی یہ کہے کہ مین حقیقت مین مومن ہون تو اُسکا یہ کہنا بدعت ہی اسمین یہ شبہہ ہوتا ہی کہ جو شخص واقع مین مومن
ہی وہ جھوٹا کیسے ہوگا کیونکہ جو واقع مین مومن ہی تو خداے تعالیٰ کے نزدیک بھی مومن ہوگا جیسے کوئی لمبا یا بوڑھا واقع مین ہو اور اپنے اس وصف
کو جانے تو وہ خدا کے نزدیک بھی ویسا ہی ہوگا اسی طرح اگر کوئی شخص خوش یا غمزدہ یا سننے والا یا بینا ہو اُسکا حال ہی اور اگر کسی آدمی سے
پوچھا جاوے کہ تم جاندار ہو تو اُسکے جواب مین اگر وہ کہے کہ مین جاندار ہون انشاءاللہ تو یہ جواب بے موقع ہوگا۔ اور حضرت سفیان ثوری رح سے
جب پوچھا گیا کہ ایمان کے جواب مین کیا کہنا چاہیے تو فرمایا کہ یہ کہو ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو کچھ ہمپر اُتارا گیا تو اس جواب مین اور یہ کہدینے
مین کہ ہم مومن ہین فرق کیا ہوا اور حضرت حسن رض سے جو کسی نے پوچھا کہ آپ مومن ہین فرمایا کہ انشاءاللہ سائل نے عرض کیا کہ ای ابو سعید
آپ ایمان مین ایسا لفظ شک کا فرماتے ہین آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ ڈر ہی کہ اگر مین ہان کہدون تو کہین خداے تعالیٰ یہ نفرماوے کہ ای
حسن تو جھوٹ کہتا ہی اور پھر مجھپر عذاب کا حکم ثابت ہو جاوے۔ اور حضرت حسن رح فرمایا کرتے کہ کونسی بات مجکو بخوف کرتی ہی اس امر سے
کہ خداے تعالیٰ کو جو امر ناخوش ہو اسکو مجھ مین دیکھ کے مجھے بُرا جانے اور کہدے کہ چلا جا مین تیرا عمل قبول نہین کرتا تو مین بے واسطہ ای

عمل کرتا ہون۔ اور حضرت ابراہیم بن ادہم نے فرمایا ہی کہ جب تمسے کوئی کہے کہ تم مومن ہو تو کہو لا آلہ الا اللہ اور ایک روایت مین فرمایا کہ کہو ہمکو ایمان مین شک نہین اور تیرا سوال کرنا ہمسے بدعت ہی۔ اور علقمہ سے کسی نے پوچھا کہ تم مومن ہو جواب دیا کہ توقع رکھتا ہون انشاء اللہ تعالی اور سفیان ثوریؒ نے فرمایا ہی کہ ہم اللہ پر اور اُسکے فرشتون اور کتابون اور رسولون پر ایمان رکھتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ خدائے تعالی کے نزدیک ہم کون ہین تو یہ لوگ جو استثنا کیا کرتے تھے اُسکی وجہ کیا ہی بس اسکا جواب یہ ہی کہ ان لوگون کا انشاء اللہ کہنا درست ہی اور اُسکی چار وجہین ہین دو صورتون مین تو انشاء اللہ متعلق شک سے ہی مگر یہ شک اصل ایمان مین نہین ہوتا بلکہ ایمان کے خاتمے اور پورا ہونے مین ہوتا ہی اور دو وجہین ایسی ہین کہ انشاء اللہ شک سے متعلق نہین **پہلی وجہ** جسمین شک سے تعلق نہین یہ ہی کہ یقین سے احتراز اس جہت سے کیا جاوے کہ اُسمین خوف تزکیۂ نفس اور اپنے منھ میان مٹھو بننے کا ہی اور اسکی برائی شریعت مین وارد ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی فلا تزکوا انفسکم اور فرمایا الم تر الی الذین یزکون انفسہم پھر فرمایا انظر کیف یفترون علی اللہ الکذب اور کسی حکیم سے پوچھا گیا کہ بُرا سچ کونسا ہی کہا کہ آدمی کا خود اپنے نفس کو تعریف کرنا اور ایمان بزرگی کے صفات مین سب سے برتر ہی اور اسکو یقین کے ساتھ کہنا اپنی مطلق بڑائی کرنی ہی اسلیے انشاء اللہ کہنا گویا اُس بڑائی کو کم کرتا ہی جیسے کسی انسان سے کہین کہ تم طبیب یا فقیہ یا مفسر ہو تو وہ جواب مین کہے کہ ہان انشاء اللہ تو اُسکی یہ غرض نہین کہ اظہار شک کرے بلکہ اپنے نفس کو پست کرنے کے لیے انشاء اللہ کہتا ہی اسلیے کہ یہ لفظ خبر کی سستی کے لیے ہی اور چونکہ تزکیۂ نفس بھی ایک لازم ہی خبر کے لوازم سے تو گویا اُسکے ضعیف کرنے کے لیے بدل دیا اور جب اس لفظ کی تاویل یہ ٹھہری تو اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی سے کوئی بُرا وصف پوچھا جاوے مثلاً یہ کہ تم چور ہو یا نہین تو اسمین انشاء اللہ نہین کہنا چاہیے **دوسری وجہ** یہ ہی کہ اس کلمہ کے ذکر کرنے سے خدائے تعالی کا نام ہر حال مین لینا اور ہر کام کو اُسکی خواہش پر سپرد کرنا ہی چنانچہ اللہ تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی قاعدہ تعلیم فرمایا جیسا کہ ارشاد ہی ولا تقولن لشیء انی فاعل ذلک غدا الا ان یشاء اللہ پھر اسی پر اکتفا نہین فرمایا کہ حوالہ مشیت انھین امور مین کیا جاوے جن مین شک ہو بلکہ ارشاد فرمایا لتدخلن المسجد الحرام انشاء اللہ آمنین محلقین رؤسکم ومقصرین لا تخافون حالانکہ اللہ تعالی عالم تھا کہ یہ لوگ بیشک داخل ہونگے اور ہماری مشیت اس امر کے لیے ہو چکی ہی مگر مقصود یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ طریق تعلیم فرماوے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی قاعدہ اختیار کیا کہ جس چیز کی آپ خبر دیتے خواہ وہ یقینی ہو یا مشکوک سب مین انشاء اللہ کہتے یہان تک کہ جب قبرستان مین جاتے تو فرماتے کہ تمپر سلام ہو اے ایمان والو اور ہم انشاء اللہ تمسے ملینگے حالانکہ اُنسے ملنے مین کچھ شک نہین لیکن ادب اسی بات کو چاہتا ہی کہ اللہ تعالی کا نام لیوین اور امور کو اُس سے وابستہ کرین اور اس لفظ مین سے یہ بات نکلتی ہی کیونکہ عرف مین اسکا استعمال رغبت اور تمنا کے اظہار مین ہو گیا ہی مثلاً اگر تمسے کہا جاوے کہ فلان شخص جلد مریگا اور تم جواب مین کہو کہ انشاء اللہ تو یہ سمجھا جاویگا کہ تمکو رغبت اُسکے موت کی ہی یہ نہین پایا جاویگا کہ تم اُسکی موت مین شک کرتے ہو اور اگر یہ کہا جاوے کہ فلان کا مرض جلد دور ہو جاویگا اور تندرست ہو جاویگا اور تم کہو کہ انشاء اللہ تب بھی تمھاری رغبت اُسکے شفا پانے مین مفہوم ہوگی۔ غرض کہ لفظ مذکور شک کے معنون سے رغبت کے معنون مین معدول ہو گیا ہی یا ذکر اللہ کے زبان پر آنیکے لیے مستعمل ہو گیا ہی کوئی سا امر ہو اُس سے استثنا درست ہو گا **تیسری وجہ** کا مدار شک پر ہی اور اُسکے معنی یہ ہین کہ مین واقع مین مومن ہون انشاء اللہ اسلیے کہ اللہ تعالی نے چند لوگون کو خاص کرکے ارشاد فرمایا اولئک ہم المومنون حقا یعنی حقیقت مین وہی لوگ مومن ہین اس آیت کی جہت سے مومنون کی دو قسمین ہو گئین اور اس صورت مین انشاء اللہ کا شک اصل ایمان کی طرف راجع نہین بلکہ ایمان کے کامل ہونے کی طرف راجع ہی اور ہر ایماندار اپنے ایمان کے پورا ہونے مین شک رکھتا ہی اور یہ شک کرنا کفر نہین کیونکہ کمال ایمان مین شک کا ہونا دو وجہ سے برحق ہی اول یہ کہ نفاق ایمان کے کمال کو دور کر دیتا ہی اور نفاق ایک پوشیدہ امر ہی معلوم نہین ہو سکتا کہ اُس سے برات حاصل ہوئی یا نہین

دوسری یہ کہ ایمان طاعتون کی وجہ سے کامل ہوا کرتا ہی اور کمال کے طور پر طاعتون کا ہونا معلوم نہین ہوتا اور عمل سے ایمان کا کامل ہونا اس وجہ سے ہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی انما المومنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاہدوا باموالہم وانفسہم فی سبیل اللہ اولئک ہم الصادقون تو شک اس سچ مین ہوتا ہی اسی طرح فرمایا ولکن البر من آمن باللہ والیوم الآخر والملٰئکۃ والکتاب والنبیین اس آیت مین بیس وصف مومنین کے بیان فرمائے مثلاً پورا کرنا عہد کا اور سختیون پر صبر کرنا وغیرہ پھر ارشاد فرمایا اولئک الذین صدقوا اور فرمایا یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات اور فرمایا لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل الآیہ اور فرمایا ہم درجات عند اللہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الایمان عریان ولباسہ التقوی الحدیث اور فرمایا الایمان بضع وسبعون بابا ادناہا اماطۃ الاذی عن الطریق تو ان آیات واخبار سے معلوم ہوتا ہی کہ ایمان کا کمال اعمال سے والبستہ ہی اور نفاق اور شرک خفی کی برات پر اسکے کمال کا متعلق ہونا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چار چیزین ہین جس شخص مین وہ ہووین وہ نرا منافق ہی اگرچہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور کہے کہ مین مومن ہون جب بات کہے جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے پورا نہ کرے اور جب امانت سپرد کیا جاوے خیانت کرے اور جب کسی سے جھگڑے تو بیہودہ بکے اور بعض روایتون مین یہ ہی کہ جب عہد کرے تو فریب دے اور حضرت ابو سعید خدری کی حدیث مین ہی کہ دل چار ہین ایک دل صاف جسمین چراغ روشن ہو وہ مومن کا دل ہی اور ایک دل دورخا جسمین ایمان اور نفاق ہو ایمان کی مثال اسمین ساگ کی سی ہی جسکو شیرین پانی بڑھاتا ہی اور نفاق کی مثال اسمین ایسی ہی جیسے زخم کہ اسکو پیپ اور ریم بڑھاوے تو جونسا مادہ غالب ہوگا اسکو اسی کا حکم دیا جاویگا۔ اور ایک روایت مین یون ہی کہ جو مادہ غالب ہوگا وہی اسکو لیجاویگا اور فرمایا کہ اکثر اس امت کے منافق قاری ہین اور ایک حدیث مین یہ ارشاد ہی کہ میری امت مین شرک چیونٹی کی چال سے بھی پوشیدہ ہی جو سخت پتھر پر رینگے اور حضرت حذیفہؓ نے فرمایا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین آدمی ایک بات کہتا تھا جسکے باعث مرنے تک منافق ہو جاتا تھا اور مین تمسے وہی کلمہ دن مین دس دفعہ سنتا ہون اور بعض علما کا قول ہی کہ لوگون مین نفاق سے قریب تر وہ ہی جو یہ سمجھے کہ مین نفاق سے بری ہون اور حضرت حذیفہ فرماتے ہین کہ منافق آج اسقدر سے زیادہ ہین جتنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین تھے اور وہ اسوقت اپنے نفاق کو پوشیدہ رکھتے تھے مگر اب کے لوگ اسکو ظاہر کرتے ہین اور یہ نفاق ایمان کے سچے اور کامل ہونے کے مخالف ہی اور وہ پوشیدہ ہی اور اس سے دور تر وہی ہی جو اس سے خوف کرتا ہو اور قریب تر وہ ہی جو یہ سمجھے کہ مین اس سے بری ہون چنانچہ حضرت حسن بصریؒ سے کسی نے پوچھا کہ لوگ یون کہتے ہین کہ اب نفاق نہین رہا آپ نے فرمایا کہ بھائی اگر منافق مرجاوین تو راستون مین تمکو وحشت ہونے لگے یعنی منافق اس کثرت سے ہین کہ اگر سب مرجاوین تو راستون مین کوئی چلنے والا نہ رہے اور وحشت معلوم ہونے لگے اور یہ بھی حسنؒ یا کسی اور کا قول ہی کہ اگر منافقون کی دمین نکل آوین تو پھر ہمسے نہو سکے کہ زمین پر پاؤن دھر سکین یعنی تمام زمین انکی دمون سے چھپ جاوے کہ انکی کثرت بہت ہی۔ اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے کسی شخص کو سنا کہ حجاج کو کنایہ کچھ کہتا تھا آپ نے فرمایا کہ بھلا اگر حجاج ہوتا اور تیری گفتگو سنتا تب بھی تو اسکا ذکر اس طرح کرتا اسنے عرض کیا کہ نہین آپنے فرمایا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین اسکو نفاق تصور کیا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دنیا مین دو زبان والا ہوتا ہی اللہ تعالی اسکو آخرت مین منافقین کے زمرہ مین کر دیتا ہی۔ اور فرمایا کہ شر الناس ذو الوجہین الذی یاتی ہولاء بوجہ ویاتی ہولاء

بوجہ اور حضرت حسن بصریؒ سے کسی نے کہا کہ کچھ لوگ یہ کہتے ہین کہ ہم نفاق سے نہین ڈرتے آپ نے فرمایا کہ بخدا اگر مجکو یہ معلوم ہوجاوے کہ مین نفاق سے بری ہون تو میرے نزدیک سونے کے ٹیلون سے یہ بات محبوب تر ہو اور یہ بھی آپ کا قول ہو زبان کا دل سے مختلف ہونا اور باطن کا ظاہر سے اور مدخل کا مخرج سے جدا ہونا نفاق مین سے ہو اور ایک شخص نے حضرت حذیفہؓ سے عرض کیا کہ مین خدا کا خوف کرتا ہون اس بات سے کہ منافق ہون آپنے فرمایا کہ اگر تو منافق ہوتا تو نفاق سے نہ ڈرتا منافق نفاق سے بے خوف ہوا کرتا ہو اور ابن ابی ملیکہ نے کہا ہو کہ مین نے ایکسو تیس صحابہؓ کو اور ایک روایت مین ڈیڑھ سو صحابہ کو پایا ہو کہ سب نفاق سے ڈرتے تھے۔ اور مروی ہو کہ ایکبار انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند اصحاب مین تشریف رکھتے تھے اصحابؓ نے ایک شخص کا ذکر کیا اور اسکی بہت سی ثنا کی اسی اثنا مین وہ شخص اُن پر نمود ہوا کہ چہرے سے وضو کا پانی بچا ہوا ٹپکتا تھا اور اپنا جوتا ہاتھ مین لٹکائے تھا اور پیشانی پر سجدہ کا گھٹا تھا لوگون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی شخص ہو جسکی ہمنے تعریف کی آپ نے فرمایا کہ مجکو اسکے چہرے پر نشان شیطان کی جھپیٹ کا معلوم ہوتا ہو پس جب وہ شخص پاس آیا اور سلام کر کے لوگون مین بیٹھ گیا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو ارشاد فرمایا کہ مین تجکو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہون کہ جب تو نے اِن لوگون کو دیکھا تھا تو تیرے دل مین یہ بھی گذرا تھا کہ نہین کہ انمین سے کوئی مجھسے بہتر نہین اُسنے عرض کیا کہ ہان گذرا تھا۔ اور آپ نے اپنی دعا مین یہ الفاظ فرمائے اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْتَغْفِرُکَ لِمَا عَلِمْتُ وَلِمَا لَمْ اَعْلَمْ کسی نے کہا کہ یارسول اللہ آپ کیا ڈرتے ہین آپ نے فرمایا کہ مین کس طرح بے خوف ہوجاؤن کہ دل تو اللہ تعالی کی دو انگلیون مین ہو جس طرح چاہتا ہو انکو پھیر دیتا ہو اور اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہو وَبَدَا لَھُمْ مِنَ اللّٰہِ مَا لَمْ یَکُوْنُوْا یَحْتَسِبُوْنَ اسکی تفسیر مین یون کہا گیا ہو کہ لوگ عمل کرینگے اور انکو نیکیان سمجھینگے اور قیامت مین وہ اعمال بدی کے پلے مین ہونگے۔ اور سری سقطیؒ فرماتے ہین کہ اگر کوئی آدمی کسی باغ مین جاوے جسمین سب طرح کے درخت ہون اور اُنپر سب پرند ہون اور ہر پرند انمین سے اُس آدمی سے ایک زبان مین گفتگو کرے اور کہے کہ ای خدا کے ولی سلام اور اُسکا دل اِس بات پر مطمئن ہو تو وہ اُنکے ہاتھون مین گرفتار ہوگا۔ حاصل یہ کہ ان اخبار اور آثار سے تمکو معلوم ہوگا کہ نفاق کی باریکیون اور شرک خفی کی جہت سے معاملہ پرخطر ہو اور اُس سے بے خوف رہنے کی کوئی صورت نہین یہانتک کہ حضرت عمرؓ حضرت حذیفہؓ سے اپنے نفس کا حال پوچھا کرتے کہ کہین میرا ذکر تو منافقین مین نہین ہوا۔ اور ابو سلیمان دارانی کہتے ہین کہ مین نے بعض امرا سے ایک بات سنی چاہا کہ اُسکا انکار کرون مگر یہ خوف ہوا کہ کہین میرے قتل کا حکم نہ دیوے اور مجکو موت کا تو خوف نہ تھا بلکہ اس بات کا خوف تھا کہ جان نکلنے کے وقت دل پر یہ امر پیش ہوجاوے کہ خلق کی نظرون مین اچھا ہون اسلیے مین انکار سے باز رہا۔ اور اس قسم کا نفاق اصل ایمان کے خلاف نہین ہوتا بلکہ اُسکی راستی اور کمال اور صفائی کے مخالف ہوتا ہو کیونکہ نفاق دو قسم کا ہو ایک تو وہ کہ دین سے خارج کر کے کافرون مین ملا دیتا ہو اور جو لوگ دوزخ مین ہمیشہ رہینگے اُنکے زمرہ مین داخل کر دیتا ہو اور دوسرا وہ ہو کہ اپنے مرتکب کو ایک مدت کے لیے دوزخ تک پہونچاتا ہو یا علیین کے درجات اور صدیقون کے رتبہ سے کم کر دیتا ہو اس قسم مین شک ہوا کرتا ہو اسی کے لیے انشاء اللہ کہنا مستحسن ہو اور اس قسم کے نفاق کی اصل ظاہر و باطن مین تفاوت کا ہونا اور خدائے تعالی کے عذاب سے نڈر ہونا اور عجب اور دوسرے امور ہین جنسے بجز صدیقون کے اور کوئی بچا نہین چوتھی وجہ بھی شک پر مبنی ہو اور وہ خاتمے کے خوف کے باعث ہو کہ آدمی کو معلوم نہین کہ موت کے وقت ایمان سلامت رہے گا کہ نہین اگر خدانخواستہ خاتمہ کفر پر ہوا تو پہلا ایمان نکما گیا اسلیے کہ وہ تو انجام کو سلامت رہنے پر موقوف تھا جیسے روزہ دار سے دوپہر کو پوچھین کہ تیرا روزہ درست ہو اور وہ یقینا کہدے کہ مین روزہ دار ہون اور دن بھر مین افطار کرے تو پہلا قول اُسکا جھوٹا ہوجاویگا اسلیے کہ روزے کی صحت آفتاب کے غروب ہونے تک پورا رہنے پر موقوف ہو گو سارا دن بھی روزے کا وقت ہو اسی طرح عمر کے سب ایام ایمان کے درستی کی مدت ہین مگر اُسکی صحت اور کمال خاتمے کے وقت پر موقوف ہو کہ مومن کے ساتھ وہی ایمان رہتا ہو اور خاتمہ کے حال مین شک ہو اور نہایت

خوفناک ہی اور اسی جہت سے بہت سے خوف کرنے والے روتے رہتے ہین کیونکہ خاتمہ پہلے مقدمہ اور خواہش ازلی کا ثمرہ ہی اور خواہش ازلی جبھی ظاہر ہوتی ہی کہ جب وہ چیز جس پر حکم ہوچکا ہی ظاہر ہو آدمیون مین سے کیسکو اُسپر اطلاع نہین غرضکہ خاتمہ کا خوف مثل سابقہ ازلی کے ہی اور اکثر ایسا ہوتا ہی کہ حال سے وہ چیز ظاہر ہوتی کہ مشیت سابقہ اُسکے خلاف ہو اس صورت مین کون جان سکتا ہی کہ مین انھین لوگون مین سے ہون جنپر کاتب ازل خوبی لکھ چکا ہی اور بعضے شخصون نے وجاءت سکرۃ الموت بالحق کی تفسیر مین یہ کہا ہی کہ حق سے مراد سابقہ ازلی ہی یعنے موت کے وقت اُسکا ظہور ہوجاوے گا۔ اور بعض اکابر سلف کہتے ہین کہ اعمال مین سے صرف خاتمے کے اعمال تولے جاوینگے۔ اور حضرت ابو درداؓ اللہ کی قسم کہاکر کہا کرتے کہ جو کوئی اپنے ایمان کے چھن جانے سے نڈر ہوگا اُسکا ایمان چھن جاویگا اور بعض کا قول ہی کہ گناہون مین سے بعض گناہ ایسے ہین کہ اُنکی سزا خاتمے کا بُرا ہونا ہی خداے تعالی سے ہم اُس گناہ سے پناہ مانگتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ ولایت اور کرامت کا جھوٹا دعوی کرنے کی سزا ہی کہ خاتمہ بُرا ہو۔ اور بعض عارف فرماتے ہین کہ اگر بالفرض مجکو مکان کے دروازے پر شہید ہونا ملتا ہو اور حجرے کے دروازے پر صرف توحید پر مرنا حاصل ہو تو مین حجرہ کے دروازے پر توحید پر مرنا اختیار کرون اسلیے کہ مجھے کیا معلوم ہی کہ صحن کو طے کرکے مکان کے دروازے تک جانے مین میرے دل کی توحید مین کیا تبدیل ہوجاویگی۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ اگر مین کسی شخص کو پچاس برس تک موحد جانون پھر میرے اور اُسکے بیچ مین ستون حائل ہوجاوے اور وہ مرجاوے تو مین یہ نکہون گا کہ وہ توحید پر مرا اسلیے کہ اتنے عرصہ مین اُسکے دل کا حال معلوم نہین کہ ویساہی رہا ہو۔ اور ایک حدیث مین ہی[۱] کہ جو شخص کہے کہ مین مومن ہون وہ کافر ہی اور جو کہے کہ مین عالم ہون وہ جاہل ہی اور اس آیت کی تفسیر مین وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا بعضون کا قول ہی کہ صدق اُس شخص کے لیے ہی کہ ایمان پر مرا ہو اور عدل اُسکے واسطے جو شرک پر مرا ہو اور اللہ تعالی فرماتا ہی وللہ عاقبۃ الامور یعنی انجام کامون کا خدا کے لیے ہی تو جب شک اس درجہ کو ہی پس انشاء اللہ کا کہنا واجب ہی کیونکہ ایمان اُسکو کہتے ہین کہ مفید جنت کا ہو جیسے روزہ اُسکو کہتے ہین کہ بری الذمہ کردے اور جو روزہ قبل غروب کے ٹوٹ جاوے وہ بری الذمہ نہین کرتا اسی لیے روزہ بھی نہ کہلاویگا ایسا ہی حال ایمان کا ہی بلکہ اس بنا پر تو اگر گذشتہ روزے کا حال کوئی بعد کو پوچھے کہ تمنے کل روزہ رکھا تھا تو اُسکے جواب مین کہنا چاہیے کہ ہان انشاء اللہ اسلیے کہ روزہ حقیقی وہ ہی جو مقبول ہو اور مقبول کو سواے خداے تعالے کے کوئی اور نہین جانتا اور اسی جہت سے انشاء اللہ کہنا ہر ایک عمل خیر مین اچھا ہی اور اس سے شک اُس عمل کے مقبول ہونے مین ہوگا کیونکہ جب عمل کی سب ظاہر شرطین پائی جاوین تو کچھ اسباب پوشیدہ جنکو سواے خداے تعالی کے اور کوئی نہین جانتا اُس عمل کے قبول ہونے کے مانع ہوا کرتے ہین اس نظر سے اُسمین شک کرنا اچھا ہی غرضکہ ایمان کے جواب مین انشاء اللہ کہنے کی یہ وجہین ہین اور یہ اخیر ہی قواعد العقائد کا وصلی اللہ علی محمد وآلہ وعلی کل عبد مصطفے

## تیسرا باب طہارت کے اسرار کے بیان مین

رباعی باطن کی طہارت سے ملک ہو انسان + ایمان کا کمال منحصر اُسپر جان + گر تجکو تردد ہو تو سُن قول نبی + فرماتے ہین الطہور شطر الایمان + واضح ہو کہ طہارت کے فضائل ان احادیث وآیات سے ثابت ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین[۲] بنی الدین علی النظافۃ اور فرمایا[۳] مفتاح الصلوۃ الطہور اور اللہ تعالی فرماتا ہی فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین[۴] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی[۵] الطہور نصف الایمان اور اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی[۶] ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطہرکم پس اہل بصیرت نے ان روایات سے دریافت کیا کہ سب سے زیادہ امر اہم باطن کا ظاہر کرنا ہی اسلیے کہ یہ بعید معلوم ہوتا ہی کہ الطہور نصف الایمان سے یہ غرض ہو کہ آدمی اپنے ظاہر کو تو پانی بہاکر صاف وشستہ کرلے اور باطن پلیدیون اور نجاستون سے آلودہ رہے یہ ہرگز مقصود نہین بلکہ غرض یہ ہی کہ طہارت کی چار قسمین ہین اور ہر قسم مین جتنا کام پڑتا ہی طہارت اُسکا نصف ہی اور چارون قسمین یہ ہین اول ظاہر بدن وغیرہ کو حدث اور نجاست اور فضلون

ت ۱ اور دارقطنی بیہقی نے بروایت ابن عمر کی تحقیق ۱۲ ح عراقی نصف آخر روایت کیا ہی اور دیلمی نے بروایت یحیی ابن کثیر کا قول ہی اور ابو منصور دیلمی نے کل روایت بابر بن عاذب سے بسند ضعیف روایت کیا ہی ۱۲ منہ ۲ اسکو طبرانی نے بسند ضعیف روایت کیا ہی... ۱۲ ح عراقی ۳ رب کی بات پوری سچی ہی اور انصاف کی ۱۲ ح دین بنا کیا گیا ہی ستھرائی پر ۱۲ یکی سند باب العلم کی پانچوین فصل مین گذری ۱۲ ح ابو داؤد و ترمذی بروایت علی ۱۲ ت اسمین وہ لوگ ہین جنکو خوشی ہی پاک رہنے کی اور اللہ چاہتا ہی ستھرائی والون کو ۱۲ ح ترمذی بروایت شخصے از بنی سلیم ۱۲ ت اللہ نہین چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی رکھے لیکن چاہتا ہی کہ تمکو پاک کرے ۱۲

سے پاک کرنا **دوم** اعضا کو گناہون اور خطاؤن سے پاک کرنا **سوم** دل کو اخلاق بد اور خصائل ناپسندیدہ سے پاک کرنا **چہارم** باطن کو خداتعالے
کے ماسوا چیزون سے پاک کرنا یہ چوتھی قسم مخصوص انبیا علیہم السلام اور صدیقون سے ہو اب ہر ایک قسم کا نصف عمل ہونا اسطرح ہو کہ چوتھی قسم مین
علت غائی یہ ہو کہ آدمی کو خداے تعالی کی جلال و عظمت منکشف ہو جاوے اور حقیقت مین معرفت الٰہی باطن مین کبھی حلول نہ کریگی جبتک کہ خداتعالے
کے سوا اور چیزین اسمین سے نکل نہ جاوینگی اور اسی واسطے اللہ تعالی نے فرمایا ہو قل اللہ ثم ذرہم فی خوضہم یلعبون[1] اسواسطے کہ وہ دونون ایک
دل مین جمع نہین ہوتین اور کسی آدمی کے اندر خداے تعالی نے دو دل نہین بنائے کہ ایک مین معرفت الٰہی ہو اور دوسرے مین غیر اللہ ہو پس
دل مین سے غیر اللہ کو پاک کرنا اور معرفت الٰہی کا آنا دو امر ہوے جن مین سے نصف باطن کا پاک کرنا ہو اسی طرح تیسری قسم مین علت غائی یہ ہو
کہ دل اخلاق حمیدہ اور عقائد شرعی سے معمور ہو جاوے اور ظاہر ہو کہ دل اُنکے ساتھ متصف نہ ہوگا جبتک کہ اُنکے مقابل کے اخلاق بد اور عقائد
فاسدہ سے پاک نہو پس یہان بھی دو باتین ہوئین جن مین سے نصف دل کا پاک کرنا ہوا جو دوسری بات کے لیے شرط ہو اسی طرح اعضا کا مناہی
سے پاک کرنا ایک بات ہو اور اُنکا طاعات سے معمور کرنا دوسری بات تو اعضا کا پاک کرنا نصف ہوا اُس عمل کا جو اعضا سے ہونا چاہیے اور علی
ہذا القیاس ظاہر کی پاکی کو سمجھنا چاہیے پس طہارت کو نصف ایمان کہنا اس اعتبار سے ہو جو اوپر مذکور ہوا۔ غرضکہ ایمان کے یہ مقامات ہین اور
ہر مقام کا ایک درجہ ہو اور بندہ اوپر کے درجے کو ہرگز نہین پہونچتا جبتک کہ نیچے کے درجے کو طے نہ کرلے شلاً باطن کو اخلاق ذمیمہ سے پاک
کرنے اور صفات محمودہ سے معمور کرنے پر نہ پہونچیگا جبتک کہ دل کی طہارت اخلاق مذموم سے نہ کرلیگا اور اچھی عادتون سے اسکو معمور نہ کرلیگا
اور جو شخص کہ اعضا کو مناہی سے پاک کرکے طاعت مین انکو مصروف نہ کرچکیگا وہ دل کی طہارت کو نہ پہونچیگا اور جسقدر کہ مقصود عزیز اور شریف
ہوتا ہو اسی قدر اسکا طریق اور مسلک مشکل اور طویل ہوتا ہو اور اسمین گھاٹیان بہت ہوتی ہین نظر برین تمکو یہ خیال کرنا نہ چاہیے کہ یہ باتین آرزو
سے حاصل ہو جاتی ہین اور بدون کوشش سہل الوصول ہوتی ہین ہان جس شخص کی چشم دل ان درجات کے دیکھنے سے اندھی ہوتی ہین وہ
طہارت صرف ظاہر کی طہارت کو سمجھتا ہو جو بہ نسبت اور اقسام کے ایسی ہو جیسے اوپر کا پوست مغز کی نسبت کر ہوتا ہو اور اسی کو مقصود سمجھکر
اسمین خوب غور کرتا ہو اور اسکے طریقون مین نہایت مبالغہ کرتا ہو اور اپنے تمام اوقات استنجا اور کپڑون کے دھونے اور ظاہر کی ستھرائی مین
اور بہت سے بہتے پانی کی تلاش مین صرف کرتا ہو اس جہت سے کہ اپنے وسوسے اور فساد عقل سے یہی خیال کرتا ہو کہ طہارت مقصود اور شریف
یہی ظاہر کی طہارت ہو اسکو اول لوگون کی سیرت معلوم نہین کہ وہ لوگ اپنی تمام ہمت اور فکر دل کے پاک کرنے مین مشغول رکھتے تھے اور طہارت
ظاہری کے باب مین مسالمت فرماتے تھے چنانچہ حضرت عمرؓ نے باوجود اپنے علو شان کے ایک نصرانی عورت کی ٹھلیا سے وضو کیا تھا اور
وہ لوگ کھانے کے بعد چربی وغیرہ کے دور کرنے کے لیے ہاتھ نہ دھوتے تھے بلکہ[1] انگلیون کو تلوون سے پونچھ لیا کرتے تھے اور اشنان اور بیسن کو
بدعت نو ایجاد مین سے جانتے تھے مسجدون مین نماز زمین پر بدون فرش کے پڑھتے اور راہون مین پیادہ چلتے اور جو شخص اپنے لیٹنے مین زمین
پر کچھ نہ بچھاتا کہ خاک پر لیٹ رہتا وہ اکابرین سے ہوتا تھا اور استنجا مین ڈھیلون پر اکتفا کیا کرتے تھے اور حضرت[2] ابوہریرہؓ اور دوسرے اہل صفہ کا
قول ہو کہ ہم گوشت بھنا ہوا کھاتے اور تکبیر نماز کی ہو جاتی تو ہم انگلیون کو کنکرون مین ڈالکر مٹی سے مل دیتے اور نماز مین شامل ہو جاتے۔ اور حضرت
عمرؓ فرماتے ہین کہ آنحضرت[3] صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین ہم اشنان کو نجانتے تھے ہمارے رومال ہمارے پانون کے تلوے ہوتے تھے
کہ جب کچھ چکنائی کھاتے تو تلوون سے ہاتھ پونچھ لیتے اور کہتے ہین کہ بعد زمانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چار چیزین اول ایجاد ہوئین
ایک چلنی دوسری اشنان تیسری دسترخوان چوتھی پیٹ بھر کر کھانا پس اُن لوگون کی توجہ بالکل باطن کی نظافت پر تھی یہانتک کہ بعض
کا قول ہو کہ نماز جوتون سمیت پڑھنا افضل ہو اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی[4] نعلین مبارک جب اُتاری تھی کہ حضرت جبریل علیہ السلام
نے آپکو خبر دی تھی کہ اُنمین نجاست لگی ہو اور لوگون نے جو اپنی جوتیان اُتارین تو آپ نے انکو ارشاد فرمایا کہ تمنے اپنی جوتیان کیون اتار ڈالین

[1] یعنی اللہ کہہ پھر چھوڑ دے انکو اپنی بکبک مین کھیلا کرین ۱۲
[2] ح ابن ماجہ بروایت عبداللہ بن الحارث اور بروایت ابوہریرہ مجکو نہین ملی ۱۲
[3] ح ابن ماجہ بروایت جابر یہی مضمون روایت کیا ہے بروایت عمرؓ مجکو نہین ملا ۱۲
[4] ح ابوداؤد وحاکم بروایت ابوسعید ۱۲

اور نجھی جوتیان اُتارنے کو بُرا جانتے اور کہتے کہ مین یہ چاہتا ہون کہ کوئی محتاج اگر انکی جوتیان اُٹھا لیجاوے ۔ غرضکہ ان امور ظاہری مین پہلے لوگ اس طرح تساہل کرتے تھے بلکہ راستے کی کیچڑ مین ننگے پانون چلتے اور اُسپر بیٹھ جاتے اور مسجدون مین زمین پر نماز پڑھتے اور روٹی جو اور گیہون کی کھاتے حالانکہ ان کو جانور پانون سے کھوندا کرتے ہین اور پیشاب کرتے ہین اور اُونٹ اور گھوڑون کے پسینے سے احتراز نہین کرتے تھے باوجودیکہ یہ اکثر نجاستون مین لوٹا کرتے ہین اور اُنمین سے کسی سے کے حال مین نہین لکھا کہ نجاسات کی باریکیون مین سوال کرتا ہو وہ تو اس طرح انمین سستی کیا کرتے تھے اور اب وہ نوبت آگئی کہ رعونت کا نام ستھرائی رکھا ہی اور کہتے ہین کہ یہ دین کی بنا ہی اور اکثر اوقات اپنے ظاہر کی بنیاد مین رہتے ہین جیسے مشاطہ و طمن کو سنوارا کرتی ہی حالانکہ انکے باطن کبر اور عُجب اور جہالت اور ریا اور نفاق کی آلودگیون سے بھرے ہین اُسکو بُرا نہین جانتے اور نہ اُس سے تعجب کرین اور اگر کوئی شخص استنجا کرنے مین صرف ڈھیلون پر اکتفا کرے یا زمین پر ننگے پانون چلے یا مسجد کے بوریون پر بدون مصلے بچھاے نماز پڑھے یا فرش پر بدون چمڑے کی چپلیون کے چلے یا کسی بڑھیا کے برتن سے یا کسی بے تکلف آدمی کے برتن سے وضو کرے تو اُسپر قیامت برپا کرین اور سخت انکار سے پیش آوین اور اُسکا لقب ناپاک ٹھہراوین اور اپنی ذات مین سے اسکو نکال دین اور اُسکے ساتھ کھانا پینا ملنا چھوڑ دین سبحان اللہ انکسار اور شکستہ حالی کو جو جزو ایمان ہی ناپاکی کہتے ہین اور رعونت کو ستھرائی بولتے ہین تو دیکھو کہ اسوقت مین کیسی بُری بات اچھی ہو گئی ہی اور اچھی بُری اور دین کی رسم کیسی جاتی رہی جیسے اُسکی ماہیت اور علم جاتا رہا ۔ پس اگر یہ کہو کہ یہ عادتین جو صوفیون نے اپنی صورتون اور لطافت کے باب مین ایجاد کی ہین تم کیا اُنکو ممنوع اور بُرا کہتے ہو تو اُسکا جواب یہ ہی کہ بے تفصیل کیے مطلق بُرا ہم نہین کہہ سکتے بلکہ ہمارا قول یہ ہی کہ ستھرائی اور تکلف اور برتنون اور آلات کا تیار کرنا اور چپلیون کا استعمال کرنا اور لنگی غبار کے دور کرنے کے لیے اُوڑھنی اور سوا اسکے اور سامان کو اگر بلا کسی قید کے لحاظ کرین تو یہ چیزین بذات خود مباح معلوم ہوتی ہین مگر بعض اوقات اُنمین احوال اور نیتون کے شامل ہونے سے اچھی باتون مین ہو سکتی ہین اور بُری مین بھی ہو سکتی ہین ۔ اُنکے مباح ہونے کی وجہ تو ظاہر ہی کہ جو شخص یہ باتین کرتا ہی وہ اپنے مال اور بدن اور کپڑون مین تصرف کرتا ہی اور یہ تصرف اُسکو مباح ہی بشرطیکہ اُس مین مال کا تلف کرنا اور اسراف نہو اور ان چیزون کے بُرا ہو جانے کی صورت ہی کہ اُنکو دین کی اصل ٹھہرا لیجاوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا ہی بنی الدین علی النظافۃ اسکی تفسیر اُنھین امور کو سمجھین یہانتک کہ اگر کوئی شخص اُسمین پہلے لوگون کی طرح تساہل کرے تو اُسپر اعتراض کرین یا یہ صورت ہی کہ ان اُمور سے غرض ظاہر کی زینت اور خلق کی نظرون مین اچھا معلوم ہوتا ہو تو اس صورت مین یہ امور داخل ریا سے ممنوع ہونگے پس ان دو لحاظون سے یہ باتین بُری ہو سکتی ہین اور اچھی ہونے کا یہ طور ہی کہ اُنسے غرض بہتری ہو نہ زینت اور جو اُنکو ترک کرے اُسپر اعتراض نہ کیا جاوے اور نہ اُنکے باعث اول وقت کی نماز مین تاخیر واقع ہو اور نہ اُنمین مصروف ہونے سے کوئی عمل اُنسے بہتر یا تربیت علم وغیرہ چھوٹنے پاوے پس اگر ان سب باتون سے متصف ہون تو اُنکو مباح کہہ سکتے ہین اور یہ بھی ممکن ہی کہ نیت کی جہت سے ثواب بھی حاصل ہو لیکن اس قسم کے امور مین ثواب اُنھین نکمون کو ہوتا ہی جو بالفرض اگر طہارت مین مصروف نہون تو سونے مین یا رذیل قافیون مین مشغول ہون تو ایسے لوگون کا طہارت کے دھندھے مین لگا رہنا بہتر ہی اسلیے کہ اس سے اور کچھ نہو گا تو یہ ضرور ہو گا کہ ذکر الٰہی اور عبادت کی یاد دہنے سے ہو گی اسی لیے اگر یہ امور اسراف اور بُرائی کی طرف میل نہ کر جاوین تو کاہل وجودون کے حق مین بہتر ہین مگر علم و عمل والون کو چاہیے کہ وہ اپنی اوقات اُن امور مین حاجت کی مقدار پر صرف کرین اور زائد از حاجت اُنکے حق مین اچھا نہین بلکہ جو ہر نفیس اپنی عمر کا جس سے اور عمدہ فوائد لے سکتے ہین رایگان کرنا ہی اور اس بات سے تعجب نکرنا چاہیے کہ ایک ہی شی ایک لوگون کے حق مین اچھی ہی دوسرون کے حق مین بُری کیون ہوئی اسلیے کہ ایسا ہوا کرتا ہی نیکون کی خوبیان مقربون کے حق مین بُرائیان ہوتی ہین ۔ اور بیکار آدمی کو نہ چاہیے کہ صوفیون پر نظافت کے باب مین اعتراض کرے اور خود اُسکا پابند نہو اور دعوی کرے کہ مین صحابہ کی مشابہت کرتا ہون اسلیے کہ اُنکی مشابہت تو اس

اح اسی باب مین اور لکھدی ۱۲

بات مین ہوتی ہو کہ بجز امر اہم کے اور کسی بات کی فرصت نہو چنانچہ داؤد طائی سے کسی نے کہا کہ تم اپنی ڈاڑھی مین کنگھی کیون نہین کرتے اُنھون نے جواب دیا کہ مجکو فرصت اس کام کی کہان یہ امر تو بیکاری سے متعلق ہو اسی وجہ سے عالم اور عاقل کو ہماری دانست مین مناسب نہین کہ دھوبی کے دھوتے ہوئے کپڑون مین وہم کرے کہ اُسنے دھونے مین کمی کی ہوگی اور خود اُنکے دھونے مین اوقات ضائع کرے کیونکہ پہلے قرن کے لوگ تو پکی ہوئی پوستین سے نماز پڑھ لیا کرتے تھے حالانکہ وہ دھوے ہوئے اور پکے ہوئے مین طہارت اور نجاست کے باب مین بہت فرق ہو بلکہ اُنکا دستور تھا کہ نجاست کو جب آنکھ سے دیکھتے تو اُس سے اجتناب کرتے یہ نہین کہ باریک باتین شبہون کی نجاست مین نکالا کرتے ہون ہان ریا کی اور ظلم کی باریکیان سوچتے تھے یہانتک کہ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ مع اپنے ایک ساتھی کے ایک مکان کے اُونچے دروازے پر گذرے رفیق کو ارشاد فرمایا کہ تو اُونچا محل مت بتانا اسلیے کہ اگر آدمی اس مکان کو نہ دیکھتے تو اسکا مالک کبھی اتنا اسراف نہ کرتا اس سے یہ نکلا کہ دیکھنے والا مسرف کو اسکے اسراف پر معین ہوتا ہو غرضکہ اپنے ذہن کو ہمہ تن اسطرح کی دقائق کے نکالنے مین لگاتے تھے نجاستون کے وہم اور وسوسون مین نہ پھنساتے تھے پس اگر کوئی عالم کسی عامی کو پاوے کہ وہ اُسکے کپڑے دھونے مین احتیاط کے ساتھ متکفل ہو تو بہتر بات ہو اسلیے کہ سستی کی نسبت کرتو بہتر ہو اور عامی مذکور کو یہ فائدہ بھی ہو کہ اُسکا نفس امارہ ایک مباح کام مین لگا ہوا ہو اتنی ہی دیر معاصی سے باز رہیگا کیونکہ نفس اگر کسی کام مین مصروف نہین ہوتا تو آدمی کو اپنے دھندے مین لگا لیتا ہو اور جبکہ عامی مذکور اس کپڑے دھونے سے عالم کا تقرب چاہتا ہو تو یہ امر اُسکے نزدیک سب امور ثواب کی نسبت کر افضل ہو اسلیے کہ عالم کا وقت اس جیسے کامون کے متکفل ہونے سے اشرف ہو تو عامی کے متکفل ہو جانے سے عالم وقت محفوظ رہیگا اور عامی کے لیے اشرف وقت یہ ہو کہ ایسے ہی کامون مین مصروف ہو تو اُسپر سب طرف سے خیر وبرکت ہوگی۔ اور اس مثال سے اور عملون کی نظیرون کو اور اُنکے فضائل کی ترتیب کو اور ایک دوسرے پر اُنکے مقدم ہونے کو سمجھ لینا چاہیے اسلیے کہ عمر کے لحظون کو افضل بات مین صرف کرنے کے لیے خوب حساب کرنا اس سے اہم ہو کہ تمام دنیاوی امور مین تدقیق کیجاوے اور جب تم اس مقدمے کو جان چکے اور ظاہر ہوگیا کہ طہارت کے چار مرتبے ہین تو اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ ہم اس باب مین صرف ایک قسم کی نظافت کو ذکر کرتے ہین یعنے ظاہر کی طہارت کو اسلیے کہ ہم اس کتاب کے اول حصے مین جان بوجھ کر بجز ظاہر باتون کے اور کچھ نہین لکھتے پس ہم کہتے ہین کہ طہارت ظاہر تین قسم ہو اول نجاست ظاہری سے پاک ہونا دوم نجاست حکمی سے پاک ہونا جسکو حدث کہتے ہین سوم بدن کے فضلون سے پاک ہونا اور فضلات بدن سے طہارت یا کاٹنے یا استرے سے یا نورا لگانے وغیرہ سے ہوتی ہو **قسم اول** نجاست ظاہری سے پاک ہونے کے ذکر مین اسمین تین باتون کا دیکھنا ہو ایک جس چیز کو دور کرین اور ایک جس چیز سے دور کرین اور ایک طریق دور کرنے کا **بیان اول** اُن اشیا کا ذکر جو دور کی جاوین۔ دور کرنے کی چیزین نجاستین ہین اور اعیان تین طرح کے ہین اول جمادات یعنے جن مین زندگی نہین دوم حیوان سوم اجزاے حیوان انمین سے جمادات کا یہ حال ہو کہ سواے شراب کے اور کف زدہ نشہ آور چیز کے سب پاک ہین اور حیوانات سواے کتے اور سور کے اور جو چیز ان دونون سے پیدا ہو اُسکے سوا سب پاک ہین اور حیوان جب مرجاوین تو سوا پانچ حیوانون کے سب نجس ہین اور وہ پانچ یہ ہین آدمی اور مچھلی اور ٹیری اور سیب کا کیڑا اور اُسمین داخل ہو وہ کیڑا جو کھانے یا سرکہ وغیرہ مین پڑ جاتا ہو پانچوان وہ جانور جسمین بہتا ہوا خون نہین جیسے مکھی اور گبریلا وغیرہ کہ اسطرحکی چیزین اگر پانی مین گر جاوین تو پانی اُس سے نجس نہو گا۔ اور حیوانات کے اجزا دو طرح کے ہین اول وہ کہ حیوان سے علیحدہ ہو گئے ہون اُنکا حکم مردہ کا سا ہو مگر بال علیحدہ ہونے سے ناپاک نہین ہوتا اور ہڈی ناپاک ہو جاتی ہو دوسرے وہ رطوبتین جو حیوان کے اندر سے نکلتی ہین اُنمین سے جو اسطرح کی ہین کہ تبدیل نہین ہوتین اور اُنکے ٹھہرنے کی جا مقرر نہین وہ پاک ہین جیسے آنسو اور پسینا اور لعاب اور رینٹ اور جن چیزون کا ٹھکانا اندر ہو اور وہ تبدیل ہوتی ہین وہ نجس ہین بجز اُس چیز کے جو حیوان کی اصل ہو مثلاً منی اور انڈے کہ پاک ہین اور خون اور پیپ اور پاخانہ اور پیشاب تمام حیوانات کا نجس ہو اور ان نجاسات مین سے تھوڑی ہون یا بہت معاف کچھ نہین سوا پانچ چیزون

سے اول ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد اگر کچھ اثر نجاست کا رہ جاوے تو وہ معاف ہی بشرطیکہ نکلنے کی جگہ سے نہ بڑھجاوے۔ دوسرے راستون
کیچڑ اور گوبر کا غبار راہ مین معاف ہی باوجودیکہ نجاست کا یقین ہو مگر اسقدر معاف ہی کہ اُس سے بچنا دشوار ہو یعنی جس پر یہ حال گزرے اُسکو
کوئی یہ نہ کہے کہ اُسنے خود لتھیڑا ہی یا پھسلکر گرپڑا ہی تیسری وہ نجاست کہ موزون کے تلے مین لگ جاتی ہی اس جہت سے کہ راہون مین ضرور پڑی
رہتی ہی تو وہ بھی معاف ہی رگڑنے کے بعد کیونکہ اُسکے دور کرنے مین حرج ہی چوتھی پسوون کا خون تھوڑا ہو یا بہت لیکن اگر عادت کی حد سے
گزرجاوے تو البتہ معاف نہین خواہ تمھارے کپڑے مین ہو یا غیر کے کپڑے مین ہو اور تمنے اُسکو پہن لیا ہو پانچوین پھنسیون کا خون اور جو کچھ
اُسمین سے پیپ اور کچ لہو بہے معاف ہی حضرت ابن عمرؓ نے اپنے مہاسے کو رگڑ دیا اُسمین سے خون نکلا آپ نے اُسکو نہ دھویا اور نماز پڑھ لی
اور اسی کے حکم مین ہین وہ رطوبات جو ناسورون سے نکلتی ہین یا فصد کے بعد خون کا چکتار ہتا ہی یہ بھی معاف ہین لیکن جو امور کم واقع ہون
جیسے زخم لگنا وغیرہ تو اُنکا حکم خون استحاضہ سے ملا دیا جاویگا ان پھنسیون کا سا حال نہوگا جنسے انسان اکثر خالی نہین رہتا اور شریعت مین جو ان
پانچون نجاستون سے چشم پوشی کی گئی اس سے تکو معلوم ہوا ہوگا کہ طہارت کا معاملہ سہولت پر مبنی ہی اور جو کچھ اس باب مین نیا ایجاد ہوا ہی وہ صرف
وسوسہ ہی اُسکی کچھ اصل نہین **دوسرا بیان** اُن چیزون کے ذکر مین جنسے نجاست دور کی جاوے وہ دو طرح کی ہین یا جامد ہین یا بہتی ہوئی
جامد چیز استنجا کا ڈھیلا ہی یہ خشک کرنے سے پاک کر دیتا ہی اور اُسمین شرط یہ ہی کہ سخت ہو اور پاک ہو اور نجاست کو چوستا ہو اور حرمت نہ رکھتا ہو اور
بہتی چیزون مین سے سوائے پانی کے اور کسی چیز سے نجاست دور نہین ہوتی اور پانی بھی سب دور نہین کرتے بلکہ نجاست کا دور کرنے والا وہ
پانی ہی جو پاک ہو اور کسی بے حاجت چیز کے ملنے سے اُسمین تغیر فاحش نہوگیا ہو اگر پانی مین کوئی نجاست ملجاوے جس سے اُسکا مزا یا رنگ یا بو
بدلجاوے تو وہ پانی پاک نہین رہتا اور اگر نجاست کے پڑنے سے ان تینون وصفون مین سے کوئی نہ بدلے اور پانی مقدار مین قریب نو مشکون کے
یا سوا چھ من تول مین ہو تو وہ نجس نہوگا اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اذا بلغ الماء قلتین لم یحمل خبثا اور اگر اس مقدار سے کم ہوگا
تو امام شافعیؒ کے نزدیک نجس ہو جاویگا یہ حال ٹھہرے ہوے پانی کا ہی لیکن بہتا پانی اگر نجاست سے بدل جاوے تو جتنا بدلا ہوا ہو وہ ناپاک ہی
اُس سے اوپر اور نیچے کا ناپاک نہین اسلیے کہ پانی کے بہاو سے سب جدی جدی ہین اور اسی طرح اگر بہتی نجاست پانی کے بہاو مین چلے تو جس
جگہ وہ پانی مین پڑی ہو وہ نجس ہی اور جو اُسکے دہنے بائین پانی ہی وہ نجس ہی بشرطیکہ پانی قلتین سے کم ہو اور اگر پانی کی چال نہ جا سکتی چال سے
قوی تر ہو تو نجاست کے اوپر کی جانب کا پانی پاک ہی اور نیچے کی جانب کا نجس ہی گو دور ہو اور بہت ہو لیکن جس صورت مین کہ کسی حوض مین مقدار
قلتین کے پانی جمع ہو جاویگا تو نجس نہ رہیگا اور نجس پانی اگر دو قلون کے برابر اکٹھا ہو جاوے تو وہ پاک ہو جاتا ہی اور پھر جدا کرنے سے ناپاک
دوبارہ نہین ہوتا یہ مذہب امام شافعی کا ہی اور مجھکو یون اچھا معلوم ہوتا تھا کہ امام شافعیؒ کا مذہب پانی کے باب مین امام مالک کے مذہب کے
موافق ہوتا یعنے پانی اگرچہ تھوڑا ہو بدون تینون وصفون مین سے ایک کے بدلنے کے امام مالک کے نزدیک نجس نہین ہوتا تو امام شافعیؒ کا مذہب
بھی یہی ہوتا تو خوب تھا اسواسطے کہ ضرورت تو پڑتی ہی ہی اور قلتین کی قید لگانے سے وسوسے اُبھرتے ہین اور اسی جہت سے لوگون پر یہ شرط
گران ہی اور واقع مین بھی یہ قید مشقت کا سبب ہی جو کوئی اُسکا تجربہ کرے اور سوچے اُسکو کیفیت معلوم ہوتی ہی۔ اور اسمین کچھ شبہہ نہین کہ اگر
قلتین کی شرط لگی ہوتی تو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین بطریق اولے طہارت دشوار ہوتی اسلیے کہ ان دونون جگہون مین نہ بہتے پانی کی کثرت ہی
نہ ٹھہرے کی اور اول زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر آخر زمانہ صحابہ تک کوئی واقعہ طہارت کے باب مین منقول نہین اور نہ کوئی
سوال نجاستون سے پانی کے بچانے کی کیفیت کے دریافت کرنے مین پایا جاتا ہی اور اُن لوگون کے پانی کے برتنون پر لڑکون اور لونڈیون اور
ایسے لوگون کا تصرف رہتا تھا جو نجاستون سے احتراز نہین کرتے۔ اور حضرت عمرؓ نے اُس پانی سے وضو کیا جو نصرانی عورت کے گھڑے مین
تھا اس سے تو صاف یہی معلوم ہوتا ہی کہ آپ نے بجز عدم تغیر پانی کے اور کسی شرط پر اعتماد نہین کیا ورنہ نصرانی عورت اور اُسکے برتن کا نجس

ہونا ایسا ہی کہ ظن غالب سے با دنی تامل معلوم ہوتا ہی۔ پس امام شافعی کے مذہب پر مشکل سے قائم ہونا اور پیشتر کے قرون مین اس امر کا استفسار نہونا ایک دلیل ہی جس سے پانی مین قلتین کی شرط لگانی زائد معلوم ہوتی ہی اور حضرت عمرؓ کا فعل دوسری دلیل ہی اور تیسری دلیل یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلی کے لیے برتن جھکا دیا تھا[1] اور اُسوقت کے لوگ بلی سے برتنون کو ڈھانپتے نہ تھے حالانکہ دیکھتے تھے کہ بلی چوہا کھاتی ہی اور اُنکے شہرون مین حوض نہ تھے کہ جن مین سے بلیان پانی پیتی ہون نہ کنوون مین اُتر کر پیتی تھین بلکہ اُنکے برتنون ہی مین سے پانی پیا کرتی تھین اور چوتھی دلیل یہ ہی کہ امام شافعیؒ نے تصریح فرمائی ہی کہ جس پانی سے نجاست دھوئی جاوے اُسکا دھوون پاک ہی بشرطیکہ اُسکا کوئی وصف نہ بدلے اور اگر بدل جاوے تو دھوون ناپاک ہی پس پانی کی نجاست پر ڈالنے مین اور نجاست کے پانی مین گرنے مین کونسا فرق ہی اور بعض جو یہ کہتے ہین کہ پانی کے گرنے کی قوت نجاست کو دفع کرتی ہی تو اگر وہ نجاست پانی سے نہین ملتی تو پھر اُسکے کیا معنی کہ نجاست دور ہوجاتی ہی اور اگر یہ کہو کہ حاجت کے سبب ایسا ہوتا ہی تو حاجت تو اُسکی طرف بھی ہی کہ سوائے تغیر اوصاف کے اور قید پانی کے نجاست مین نہ لگائی جاوے اور اُسمین کیا فرق ہوا کہ جس طاش مین نجس کپڑا ہوا اُسمین پانی ڈالدیا یا جس طشت مین پانی ہو اُسمین ناپاک کپڑا ڈالدیا کپڑون اور برتنون کے دھونے مین دونون طرح کی عادت ہی۔ پانچوین دلیل یہ ہی کہ وہ لوگ تھوڑے پانی بہتے ہوے کے کنارون پر استنجا کیا کرتے تھے اور امام شافعیؒ کے مذہب مین باتفاق ثابت ہی کہ جب بہتے پانی مین پیشاب پڑجاوے اور وہ متغیر نہووے تو اُس سے وضو کرنا درست ہی گو پانی تھوڑا ہو تو پھر بہتے اور ساکن مین فرق کیا اور اب کوئی یہ بتاوے کہ متغیر نہونے پر حوالہ کرنا بہتر ہی یا بہنے کے سبب سے پانی کی قوت پر حوالہ کرنا اچھا ہی پھر اس قوت کی حد کیا ہی آیا جو پانی کہ حمام کی ٹونٹیون مین سے نکلتے ہین اُنپر یہ قاعدہ جاری ہی کہ نہین اگر نہین جاری تو فرق بتانا چاہیے اور اگر جاری ہی تو ناپاکی اُن پانیون مین پڑجاوے اور جو برتنون مین سے بدن پر بہنے کی جگہ پڑجاوے دونون مین فرق کیا ہی آخر یہ بھی پانی بہتا ہی علاوہ ازین پیشاب بہتے پانی مین بہ نسبت بستہ نجاست کے خوب ملجاتا ہی تو جب یہ حکم دیدیا کہ جو پانی بستہ نجاست پر کو گزرے وہ نجس ہی یہانتک کہ ایک ایسے حوض مین جمع ہو کہ اُسکی مقدار قلتین ہو تو بستہ نجاست اور بہتی نجاست مین کیا فرق ہی پانی تو ایک ہی ہی اور ملجانا بہ نسبت اوپر کے گذرنے کے زیادہ ہی تو کیا وجہ کہ پیشاب ملنے سے وضو درست ہوا اور بندھی نجاست پر گذرنے سے ناجائز ہو چھٹی دلیل یہ ہی کہ قلتین پانی مین اگر آدھ سیر پیشاب پڑجاوے اور وہ پانی علیحدہ کیا جاوے تو جو پیالہ اُس مین سے بھرا جاویگا وہ پاک ہوگا اور یہ ظاہر ہی کہ اُسمین کچھ قطرے پیشاب کے ضرور ہونگے گو تھوڑے ہون پس اب یہ بتاؤ کہ پانی کی طہارت کی علت متغیر نہونے کو کہنا اچھا ہی یا کثرت کی قوت کو بتانا بہتر ہی حالانکہ کثرت تو پیالہ مین علیحدہ کرنے سے جاتی رہی اور اجزائے نجاست اُسمین موجود ہین ساتوین دلیل یہ ہی کہ گذشتہ زمانون مین حامون مین اگلے پچھلے آدمی وضو کیا کرتے تھے اور اپنے ہاتھ اور برتن اُن حوضون مین باوجود پانی کے تھوڑا ہونے کے ڈالدیتے تھے گو یہ معلوم تھا کہ ان مین ناپاک اور پاک سب طرح کے ہاتھ پڑتے ہین۔ تو یہ دلیلین مع شدت حاجت دل مین اس بات کو قوت دیتی ہین کہ پہلے لوگ متغیر نہونے کو دیکھتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر اعتماد رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے پانی کو پاک پیدا کیا ہی اُسکو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی بجز اسکے کہ اُسکے مزہ یا رنگ یا بو کو بدل دے۔ اور یہ بات پانی مین واقع مین ہی یعنی ہر بہنے والی چیز کی سرشت ہی کہ جو چیز اُسمین پڑے اُسکو اپنی صفت پر بنالے اور وہ چیز اُس سے مغلوب ہو جیسے نمک کی کان مین کتا گرپڑے تو وہ بھی نمک ہوجاتا ہی اور اُسکی طہارت کا حکم لگتا ہی اس سبب سے کہ اُس مین سے کتے ہونیکا وصف جاتا رہا نمک ہوگیا اسی طرح اگر تھوڑا سا سرکہ یا دودھ پانی مین گرجاویگا تو اُسکی صفت سے متصف ہوجاویگا اور اُسی کی خاصیت اختیار کریگا مگر جس صورت مین کہ بہت اور غالب ہو تب پانی نہوگا اور اُسکا غلبہ مزہ یا رنگ یا بو کے غالب ہونے سے ہوتا ہی تو یہ اوصاف کا متغیر ہونا جانچ کی چیز ہی اور شریعت نے نجاست کے دور کرنے کے لیے پانی مین اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہی اور مناسب ہی کہ اُسپر اعتماد کیا جاوے تاکہ تنگی دفع ہو اور علت پانی کے پاک ہونے کی کھل جاوے کہ دوسری چیز پر غالب ہوتا ہی تاکہ اُسکو پاک کردے جیسا کہ قلتین سے زیادہ ہونے کی صورت مین یہی حال ہی اور نجاست کے

[1] دار قطنی بروایت عائشہ ۱۲ ابن ماجہ بروایت ابوامامہ بسند ضعیف استنجا کے سوا ابی حدیث ابوداؤد و ترمذی نے بروایت ابوسعید روایت کیا ہو ۱۲

دھوون اور بہتے پانی اور بلی کے بیلے برتن جھکا دینے مین ہی صورت ہو اور یہ مت خیال کرنا کہ یہ صورت معاف ہونے کی ہی کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو استنجا کے اثر اور پسوون کے خون کی طرح ہوتا کہ جو پانی اُس سے لگتا وہ ناپاک ہوتا حالانکہ دھوون ناپاک نہین ہوتا نہ تھوڑا پانی بلی کے مُنھ ڈالنے سے ناپاک ہوتا ہی۔ اور یہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ لایحمل خبثا یعنی نجاست کو نہین اُٹھاتا تو یہ لفظ اپنی ذات سے مبہم ہی کیونکہ جب متغیر ہوتا ہی تب تو نجاست کو اُٹھاتا ہی اور اگر یہ کہو کہ اس سے مراد یہ ہی کہ جب متغیر نہین ہوتا اُسوقت نجاست کو نہین برداشت کرتا تو ممکن ہی کہ یہ کہین کہ اس سے مراد یہ ہو کہ وہ پانی اکثر اوقات مین معتاد نجاستون سے متغیر نہین ہوتا تو یہ بات قلتین سے کم مین بھی متمسک ہی مگر کثرتین اسکی رعایت نہ کرنی اُن دلیلون سے جو ہمنے لکھی ہین ممکن ہی اور لایحمل خبثا کے ظاہر الفاظ اُس بات پر دلالت کرتے ہین کہ حمل یعنے برداشت کی نفی ہی جسکے یہ معنے ہین کہ نجاست کو اپنی صفت پر بدل لیتا ہی جیسے یہ کہتے ہین کہ کان نمک کتے وغیرہ کو برداشت نہین کرتی یعنے اُسمین غیر چیزین ویسی ہو جاتی ہین اور ان معنون کے لینے کی وجہ یہ ہی کہ لوگ تھوڑے پانیون مین استنجا کیا کرتے ہین اور اپنے نجس برتن اُسمین ڈبویا کرتے ہین پھر تردد کیا کرتے ہین کہ یہ پانی اتنے اسے متغیر ہو گیا یا نہین تو جب مقدار قلتین کے پانی ہو گا معلوم ہو جاویگا کہ ان معتاد نجاستون سے متغیر نہین ہوتا پس اگر یہ کہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ نجاست کو برداشت نہین کرتا اور جب نجاست زیادہ ہوگی تب تو برداشت کرتا ہی تو یہ سوال اُلٹا تمھین پر پڑیگا کہ جب نجاست زیادہ ہوگی تب اسکی برداشت حکم کی رو سے بھی کریگا جیسے دیکھنے مین کرتا ہی پس دونون مذہبون مین معتاد نجاستون کی خصوصیت لگانی ضرور ہی۔ حاصل یہ کہ نجاستون کے معاملہ مین ہمارا میل آسانی برتنے کی طرف ہی اس وجہ سے کہ پہلے لوگون کی سیرت ہمنے اسی طرح پائی اور وسواس کی جڑ اُکھاڑنی منظور ہی اور اسی وجہ سے ان مسئلون مین اگر کہین خلاف واقع ہوا ہی تو ہمنے طہارت کا حکم دیا ہی **تیسرا بیان** نجاست کے دور کرنے کی کیفیت مین۔ نجاست اگر غیر مرئی ہو یعنی اُس کا جسم سوجھائی نہ دیتا ہو تو اُسپر جہان جہان پڑی ہو پانی کا بہانا کافی ہی اور اگر نجاست جسم دار ہی تو اُسکے جسم کا دور کرنا ضروری ہی اور جبتک مزہ اُسکا باقی رہیگا تب تک معلوم ہوگا کہ اُسکا جسم باقی ہی اور یہی حال رنگ کے باقی رہنے کا ہی لیکن جس صورت مین کہ رنگ چمٹ جاوے اور رگڑنے اور ملنے سے نہ جاوے تو وہ معاف ہی اور بو کا باقی رہنا نجاست کے باقی رہنے پر دال ہی اور معاف نہین لیکن اگر کوئی چیز نہایت تیز بو کی ہو کہ اُسکا دور کرنا مشکل ہو تو اُسوقت ملنا اور چند مرتبے پے در پے نچوڑنا رگڑنے کے قائم مقام ہی اور وسواس کے دور کرنے کی یہ تدبیر ہی کہ یون سمجھنا چاہیے کہ چیزین یقیناً پاک پیدا ہوئی ہین تو جسپر نجاست نہ دکھائی دیتی ہو اور نہ یقیناً معلوم ہو کہ نجس ہی تو اُس سے نماز پڑھ لے اور اس بات کی ضرورت نہین کہ نجاستون کی مقدار مقرر کرنے کے لیے استنباط کیے جاوین

**دوسری قسم** حدث کی طہارت کے بیان مین۔ اور اس طہارت مین وضو اور غسل اور تیمم داخل ہین اور ان سب سے مقدم استنجا ہی ہم ان سب کی کیفیت بترتیب مع آداب وسنت لکھتے ہین اور شرع مین وضو کے سبب کو یعنے تقضاے حاجت کو لکھتے ہین بعون اللہ تعالیٰ

**بیان اول** پاخانہ پھرنے کے آداب۔ اسمین اتنی باتین ملحوظ رکھنی چاہیین کہ دیکھنے والون کی نظر سے جنگل مین دور جاوے اور کسی چیز کی آڑ اگر ہو سکے تو کر لے اور جبتک بیٹھنے کے مقام پر نہ پہونچ جاوے تب تک اپنی برہنگی نہ کھولے اور سورج اور چاند کی طرف منھ کر کے نہ بیٹھے اور نہ قبلہ کی طرف مُنھ کیے نہ پیٹھ پھیرے مگر جس صورت مین کہ مکان مین پاخانہ ہو تو مضائقہ نہین اور اس صورت مین بھی مستحب یہی ہی کہ قبلہ سے پھر کر بیٹھے اور جنگل مین اگر اپنی سواری کی یا دامن کی آڑ کر لے تو جائز ہی اور آدمیون کی باتین کرنے کی جگہ مین بیٹھنے سے اجتناب کرے اور ٹھہرے ہوے پانی مین اور پھل دار درخت کے نیچے اور سوراخ کے اندر پیشاب نہ کرے اور جو جگہ نہایت سخت ہو اور ہوا کے رخ پیشاب نہ کرے تاکہ چھینٹون سے بچا رہے اور بیٹھنے مین بائین پانون پر زور دے لے اور اگر مکانات کے پاخانون مین جاوے تو اندر جانے مین بایان پانون اول رکھے اور باہر نکلتے وقت دہنا اول نکالے اور کھڑا ہو کر پیشاب نہ کرے حضرت عائشہ[1] فرماتی ہین کہ جو کوئی تمسے یہ بیان کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے تھے تو اُسکے قول کو سچا نہ جانو۔ اور حضرت عمرؓ[2] سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

[1] ح ترمذی و نسائی ابن ماجہ ۱۲
[2] ح ابن ماجہ بسند ضعیف ۱۲

مجکو کھڑے ہوے پیشاب کرتے دیکھکر فرمایا کہ ای عمر کھڑا ہو کر پیشاب نکر اور اس باب مین اجازت مروی ہی کہ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا اور مین آپ کے لیے وضو کا پانی لایا آپ نے وضو کر کے اپنے دونون موزون پر مسح کیا۔ اور نہانے کی جگہ مین پیشاب نہ کرے کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اکثر وسواس اسی سے ہوتا ہی۔ اور ابن مبارک فرماتے ہین کہ اگر پانی بہتا ہوا ہو تو اُسمین پیشاب کرنے کا مضائقہ نہین اور پاخانے مین اپنے ساتھ کوئی ایسی چیز نہ لیجاوے جسپر نام خدا کا یا اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو اور پاخانہ مین ننگے سر نجاوے اور پاخانے مین جانے کے وقت کہے بسم اللہ اعوذ باللہ من الرجس النجس الخبیث المخبث الشیطان الرجیم یعنی شروع کرتا ہون اللہ کا نام پناہ مانگتا ہون اللہ سے ناپاک پلید خبیث مخبث شیطان مردود سے اور نکلتے وقت کہے الحمد للہ الذی اذہب عنی ما یوذینی وابقی علی ما ینفعنی یعنی شکر ہی خدا کا کہ اُسنے مجھ مین سے وہ چیز دور کی جو مجھے ایذا دے اور وہ چیز باقی رکھی جو میرے کام آوے مگر یہ دعائین پاخانے کے باہر کہے اور استنجا کے ڈھیلے بیٹھنے سے پہلے گن لے اور جہان پاخانہ پھرے اُس جگہ پانی سے طہارت نہ کرے اور پیشاب کے بعد کھنکھارے اور تین دفعہ آلہ تناسل کو سونت دے اور اُسکے نیچے کی جانب ہاتھ پھیر دے۔ اور اس باب مین زیادہ فکر نہ کرے ورنہ وسوسے مین گرفتار ہوگا اور کام مشکل پڑ جاویگا اور اگر بعد کو کچھ تری معلوم ہو تو یہ سمجھے کہ پانی کا اثر ہی اور اگر یہ امر اُسکو ایذا دیتا ہو تو اس مقام پر پانی چھڑک لے تاکہ نفس مین خوب جم جاوے کہ پانی کا اثر ہی قطرہ نہین اور وسوسہ کرنے سے اپنے اوپر شیطان کو مسلط نہ کرے۔ اور حدیث شریف مین یہ فعل مروی ہی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی چھڑکا ہی اور پہلے لوگون مین جو استنجا مین جلد فراغت کرتا تھا وہ زیادہ فقیہ ہوتا تھا تو جو شخص اسمین وسوسہ کرے معلوم ہوگا کہ اُسکو سمجھ کم ہی۔ اور حضرت سلمانؓ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو سب چیزین تعلیم فرمائین یہانتک کہ پاخانہ پھرنا تعلیم فرمایا اور حکم دیا کہ ہڈی سے اور لید سے استنجا نہ کرین اور منع فرمایا اس بات سے کہ پیشاب یا پاخانہ مین قبلہ رخ بیٹھین۔ اور ایک بدوی نے جھگڑے کے وقت کسی صحابی سے کہا کہ مین جانتا ہون کہ تمکو پاخانہ پھرنا بھی اچھی طرح نہین آتا اُنھون نے فرمایا کہ کیون نہین مین تو اُس سے خوب ماہر ہون راستے سے دور جاتا ہون اور ڈھیلے گن لیتا ہون جھنڈی کی طرف منھ کرتا ہون اور ہوا کی طرف پشت پھیرتا ہون پنجون پر زور دیتا ہون اور سرین اوپر کو رکھتا ہون۔ اور جائز ہی کہ آدمی دوسرے شخص کے قریب اُس سے آڑ کر کے پیشاب کرلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجودیکہ بہت حیا رکھتے تھے لوگون کی تعلیم کے لیے ایسا کیا ہی آب استنجا کی کیفیت معلوم کرو کہ بعد پاخانہ سے فارغ ہونے کے تین ڈھیلون سے اپنے مقام کو صاف کرے اگر صاف ہو جاوے تو خیر ورنہ چوتھا ڈھیلا لے اور اسی طرح اگر حاجت جانے تو پانچوان استعمال کرے اسواسطے کہ پاک کرنا واجب ہی اور عدد طاق مستحب ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی من استجمر فلیوتر یعنے جو ڈھیلے استعمال کرے چاہیے کہ طاق لیوے اور ڈھیلے کو اپنے بائین ہاتھ مین لے کر اپنے مقام پاخانہ کے اگلے کنارے پر نجاست سے اسطرف رکھے اور پیچھے کو پونچھتا ہوا اور ڈھیلے کو پھیرتا ہوا لیجاوے پھر دوسرا ڈھیلا لیوے اور اُسکو پیچھے کی طرف رکھکر آگے کو اُسی طرح لاوے۔ اور تیسرا لیکر مقعد کے گرد گھماوے اور اگر گھمانا دشوار ہو اور آگے سے پیچھے تک پونچھ لیا ہو تو کافی ہی پھر ایک بڑا سا ڈھیلا اپنے دہنے ہاتھ مین لے اور ذکر کو بائین ہاتھ مین اور ڈھیلے سے اُسکو پونچھے اور بائین ہاتھ کو حرکت دے یعنے اُس سے تین بار تین جگہ مین پونچھ دے یا تین ڈھیلون مین یا تین جگہ ایک دیوار مین پونچھے یہانتک کہ پونچھنے کی جگہ مین پیشاب کی تری معلوم نہو اگر یہ بات دو دفعہ ہو جاوے تو تیسرا طاق کرنے کے لیے استعمال کرے اور جس صورت مین کہ صرف ڈھیلے پر کفایت کرنی منظور ہو تو تری کا موقوف کرنا واجب ہی اور اگر چار ڈھیلون مین صاف ہو تو پانچوان طاق کرنے کے واسطے لیوے پھر اُس جگہ سے ہٹے اور دوسری جگہ پانی سے آبدست لے اسطرح کہ دہنے ہاتھ سے پانی مقام نجاست پر ڈالے اور بائین سے ملے یہانتک کہ اثر نجاست چھونے سے معلوم نہو اور اُسمین زیادہ مبالغہ نہ کرے کہ اندر تک دھووے اسلیے کہ یہ وسواس کا گھر ہی اور واضح ہو کہ جہان پانی نہین پہونچتا وہ مقام اندر کہلاتا ہی اور اُس جگہ کے فضلات پر نجاست کا حکم نہین لگتا جبتک کہ

۱۲ بخاری و مسلم مع اصحاب سنن روایت عبداللہ بن مغفل ۱۲ مع ابو داؤد و نسائی بروایت سلمان بن الحکم ۱۲ مع مسلم ۱۲ بخاری و مسلم بروایت حذیفہؓ ۱۲ مع بخاری و مسلم بروایت ابو ہریرہؓ ۱۲

باہر نہ نکلین اور جو مقام ظاہر ہو اور اُسپر حکم نجاست کا ہو جاتا ہو تو اُسکے پاک ہونے کی حد یہ ہو کہ پانی اُس جگہ پہونچ جاوے اور نجاست دور کر دے زیادہ وسواس کی کوئی بات نہین اور جب استنجا سے فراغت پاوے تو یون کہے اللھم طہر قلبی من النفاق وحصن فرجی من الفواحش یعنی الٰہی میرے دل کو نفاق سے پاک کر اور میرے مقام شرم کو زنا سے محفوظ رکھ پھر اپنا ہاتھ دیوار سے یا زمین سے بو کے دور کرنے کے لیے رگڑ دالے اگر رہ گئی ہو اور پانی اور ڈھیلون کا دونون کا استعمال کرنا مستحب ہی چنانچہ مروی ہو کہ جب یہ آیت اُتری فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المتطہرین انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبا والون کو ارشاد فرمایا کہ وہ کون سی طہارت ہی جسپر خداے تعالی سنے تمھاری تعریف کی اُنھون نے عرض کیا کہ ہم استنجا مین ڈھیلے اور پانی دونون استعمال کرتے ہین **دوسرا بیان وضو کی کیفیت کے ذکر مین** - جب استنجا سے فارغ ہو چکے تو وضو مین مشغول ہو اسلیے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی ایسا نہین دیکھا کہ قضاے حاجت کے بعد آپ نے وضو نہ کیا ہو اور وضو مین شروع مسواک سے کرے کہ اُسکے باب مین انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ تمھارے مُنھ قرآن کے راستے ہین پس انکو مسواک سے اچھا کرو پس چاہیے کہ مسواک کرنے کے وقت نیت کر لے کہ اپنا مُنھ نماز کے اندر قرآن کی قرات اور ذکر اللہ کے لیے پاک کرتا ہون اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسواک کے بعد کی نماز بدون مسواک کی پچھتر نمازون سے بہتر ہوتی ہو - اور فرمایا لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک عند کل صلوة اور فرمایا کہ یہ کیا بات ہو کہ تم میرے پاس زرد دانتون سے آتے ہو مسواک کیا کرو - اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کئی مرتبہ مسواک کیا کرتے تھے - اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہو کہ اُنھون نے فرمایا کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہمکو مسواک کا حکم کیا کرتے تھے یہانتک کہ ہمنے گمان کیا کہ آپ پر اسکے باب مین عنقریب کوئی آیت اُتریگی - اور ایک حدیث مین ارشاد ہو کہ لازم پکڑو مسواک کرنے کو کہ وہ مُنھ کو پاک کرتی ہو اور باعث خوشنودی اللہ تعالی کی ہو - اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہو کہ مسواک حافظہ بڑھاتی ہو اور بلغم دور کرتی ہو - اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مسواک کو کانون پر رکھکر چلا کرتے تھے اور کیفیت اُسکی یہ ہو کہ مسواک پیلو کی یا اور درختون کے شاخ کی کرے جو دانت کی زردی دور کر دے اور مسوک عرض اور طول دونون جانب مین کرے یعنی ڈاڑھون کی جانب مین بھی پھراوے اور مسوڑھون کی جانب مین بھی اور اگر ایک ہی طرف پر کفایت کرے تو عرض مین کرے اور مسواک ہر نماز اور ہر وضو کے وقت کرے گو وضو کے بعد نماز نہ پڑھے اور جب سونے یا بہت دیر ہونٹھ بند رہنے یا بودار چیز کھانے سے مُنھ کی بو بُری ہو گئی ہو اُسوقت مسواک کرے پھر مسواک سے فارغ ہونے کے بعد وضو کے لیے قبلہ رخ بیٹھے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ جو بسم اللہ نہ کہے اُسکا وضو نہین ہوتا یعنی بدون بسم اللہ کے کامل نہین ہوتا اور اُسوقت کہے اعوذ بک من ھمزات الشیطان واعوذ بک رب ان یحضرون پھر اپنے ہاتھ برتن مین ڈالنے سے پہلے پہونچون تک تین بار دھووے اور کہے اللھم انی اسئالک الیمن والبرکة واعوذ بک من الشوم والھلکة یعنے الٰہی مین تجھسے سوال کرتا ہون مین اور برکت کو اور نحوست اور تباہی سے تجھسے پناہ مانگتا ہون پھر حدث کے دور کرنے اور نماز کے مباح ہو جانیکی نیت کرے اور مُنھ دھونے تک یہ نیت باقی رکھے اگر مُنھ دھونے کے وقت بھول جاویگا تو وضو نہوگا پھر چلو مین مُنھ کے لیے پانی لیوے اور اُس سے تین کلیان کرے اور غرارہ کرے اور اگر روزہ دار ہو تو غرارہ نہ کرے کلیان ہی کر لے اور کہے اللھم اعنی علی تلاوة کتابک وکثرة الذکر لک یعنی الٰہی اپنی کتاب کے پڑھنے اور اپنے ذکر کے زیادہ کرنے پر میری مدد کر پھر ناک کے لیے چلو بھرے اور تین دفعہ ناک مین پانی دے اور سانس سے پانی کو نتھنون مین چڑھاوے اور جو کچھ نتھنون مین ہو اُسکو سنک ڈالے اور ناک مین پانی دینے کے وقت یہ دعا کہے اللھم ارحنی رائحة الجنة وانت عنی راض یعنی الٰہی تو مجکو جنت کی خوشبو سونگھا اُس حال مین کہ تو مجسے خوش ہو اور ناک سنکنے کے وقت کہے اللھم انی اعوذ بک من روائح النار ومن سوء الدار الٰہی مین تجھسے پناہ مانگتا ہون دوزخ کی بدبوؤن سے اور بُرے گھر سے پہلے دعا ناک مین پانی پہونچانے کے مناسب ہو اور یہ ناک سے کوئی چیز دور کرنے کے مناسب ہو پھر چلو اپنے مُنھ کے لیے لیوے اور اُسکو جہان سے کہ پیشانی پھیلنی شروع ہوئی ہے

وہان سے لیکر جس جگہ تک ٹھوڑی سامنے معلوم ہوتی ہو اُسکی انتہا تک طول مین اور ایک کان سے لیکر دوسرے تک عرض مین دھووے اور منھ کی حد مین پیشانی کے دونون گوشے جو بالون کے اندر چلے جاتے ہین داخل نہین بلکہ وہ سر مین شامل ہین اور دونون کن پٹیون کے اوپر بھی پانی پہونچانا چاہیے اور یہ وہ جگہ ہو کہ عورتون کو وہان سے بال ہٹانے کی عادت ہوتی ہو یا اگر ایک ڈورے کا ایک سرا کان کے سر پر رکھین اور دوسرا پیشانی کے گوشے پر تو اس ڈورے کے نیچے کی طرف جو منھ کی جانب پڑے اُسکو تر کرنا چاہیے اور چار بالون یعنے بھوون اور موچھون اور زلفون اور پلکون کی جڑون مین پانی پہونچانا چاہیے کیونکہ یہ چیزین اکثر تھوڑی ہی ہوتی ہین اور ڈارھی اگر ہلکی ہو تو اُسکی جڑ مین بھی پانی پہونچانا چاہیے ہلکی کی علامت یہ ہو کہ چہرے کی کھال اُسمین نظر آتی ہو اور اگر دارھی گھنی ہو تو اُسکی جڑ مین پہونچانا ضرور نہین اور وہ بال جو نیچے کے ہونٹھ اور ٹھوڑی کے درمیان ہوتے ہین جنکو بچی کہتے ہین اُنکا حکم ہلکی اور گھنی ہونے مین ڈارھی کا سا ہو پھر یہ دھونا تین دفعہ کرے اور دارھی جو لٹکی ہوئی ہو اُسکے اوپر اوپر پانی بہاوے اور آنکھ کے کویون اور میل اور سرمہ کے اکٹھے ہونے کی جگہین انگلی سے صاف کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہو اور توقع کرے کہ اس فعل سے آنکھون کا قصور باہر ہو جاویگا اور اسی طرح سب اعضا کے دھونے مین توقع کرے کہ اُنکی خطائین دور ہونگی اور منھ دھونے کے وقت کہے اللھم بیض وجھی بنورک یوم تبیض وجوہ اولیائک ولا تسود وجھی بظلماتک یوم تسود وجوہ اعدائک الٰہی میرے منھ کو اپنے نور سے سفید کر جس روز کہ تیرے دوستون کا منھ سفید ہو اور میرے منھ کو اپنی تاریکیون سے سیاہ مت کر جس روز کہ تیرے دشمنون کے چہرہ سیاہ ہون۔ اور منھ دھونے مین گھنی ڈارھی مین خلال کرے کہ مستحب ہو پھر اسکے بعد اپنے دونون ہاتھ کہنیون تک تین بار دھووے اور انگوٹھی کو ہلاوے اور پانی کہنیون سے آگے تک پہونچاوے کیونکہ قیامت کو وضو کرنے والون کے ہاتھ پانون اور چہرہ وضو کے نشان کے باعث روشن ہونگے تو جتنی دور پانی پہونچیگا اتنا ہی عضو اُس روز منور ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو من استطاع ان یطیل غرتہ فلیفعل اور ایک روایت مین یہ ہو کہ تبلغ الحلیۃ من المؤمن حیث یبلغ الوضوء اور پہلے دہنا ہاتھ دھووے اور کہے اللھم اعطنی کتابی بیمینی وحاسبنی حسابا یسیرا الٰہی میرا نامۂ اعمال میرے دہنے ہاتھ مین دینا اور مجھسے حساب ہلکا کرنا اور بائین ہاتھ کو دھونے مین کہے اللھم انی اعوذبک ان تعطینی کتابی بشمالی او من وراء ظھری الٰہی مین تجھسے پناہ مانگتا ہون اس سے کہ تو میرا نامۂ اعمال میرے بائین ہاتھ مین دے یا پشت کی جانب سے پھر اپنے سارے سر کا مسح کرے اس طرح کہ دونون ہاتھون کو تر کرکے دونون کی انگلیون کے سر ملالے اور انکو پیشانی کے پاس سر پر رکھے اور گدی کی طرف کو لیجاوے اور وہان سے پھر آگے کی طرف کو کھینچے یہ ایک مسح ہوا اسی طرح تین بار کرے اور کہے اللھم غشنی برحمتک وانزل علی من برکاتک واظلنی تحت ظل عرشک یوم لا ظل الا ظلک الٰہی مجکو اپنی رحمت سے ڈھانپ لے اور مجھپر اپنی برکتین نازل کر اور اپنے عرش کے تلے سایہ دے اُس روز کہ بجز تیرے سایہ کے اور سایہ نہوگا پھر اپنے دونون کانون کا مسح اندر اور باہر نئے پانی سے کرے اس طرح کہ دونون انگشت شہادت کو کانون کے دونون سوراخون مین داخل کرے اور دونون انگوٹھون کو کانون کے باہر کی جانب گھماوے پھر کانون پر دونون ہتھیلیان پشتی کے لیے رکھ دے اور یہ مسح بھی تین بار کرے اور یہ کہے اللھم اجعلنی من الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اللھم اسمعنی منادی الجنۃ مع الابرار الٰہی مجکو اُن لوگون مین سے کر کہ قول کو سنین اور اُسمین سے بہتر کا اتباع کرین الٰہی مجکو جنت کے منادی کی آواز نیک بندون کے ساتھ مین سنا پھر اپنی گردن کا مسح نئے پانی سے کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ گردن کا مسح کرنا قیامت کے دن کے طوق سے بچاتا ہو اور مسح گردن مین یہ کہے اللھم فک رقبتی من النار واعوذبک من السلاسل والاغلال الٰہی میری گردن کو دوزخ سے آزاد کر اور مین زنجیرون اور طوقون سے تجھسے پناہ مانگتا ہون پھر اپنا دہنا پانون دھووے اور بائین ہاتھ سے پانون کی انگلیون کو نیچے کی جانب سے خلال کرے اور دہنے پانون کی چھنگلیا سے شروع کرکے بائین کی چھنگلیا پر خلال ختم کرے اور دہنے پانون کو دھونے مین یہ کہے اللھم ثبت قدمی علی الصراط المستقیم

لے جو قدرت رکھے اس بات کی کہ اپنی روشنی بڑھا دے تو اُسکو چاہیے کہ بڑھائے ۱۲ بخاری و مسلم بروایت ابوہریرہ رض

ع زیور ایماندار کے اُس مقام تک پہونچیگا جہان تک وضو کا پانی پہونچیگا یعنی روشنی اور زیور جہان وضو کے اثر تک ۱۲ اسکی ۱۲ بخاری و مسلم بروایت ۱۲ ابوحاتم ۔۔۔

ع ابو منصور دیلمی بروایت ابن عمر اور یہ مذہب ضعیف ہو ۱۲

یوم تزل الاقدام فی النار الٰہی میرا پانوٗن سیدھے راستے پر جما دے جس روز کہ پانون دوزخ مین پھسلین اور بائین پانوٗن کے دھوسنے مین کہے اعوذ بک ان تزل قدمی علی الصراط یوم تزل اقدام المنافقین فی النار مین تجھسے پناہ مانگتا ہون پل صراط پر اپنا پانوٗن پھسلنے سے جس روز کہ منافقون کے پانوٗن دوزخ مین پھسلینگے اور پانی کو اپنی نصف ساق تک اونچا کرے جب فارغ ہو تو منھ آسمان کی طرف اُٹھا وے اور کہے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ سبحانک اللہم و بحمدک لا الٰہ الا انت عملت سوٗا و ظلمت نفسی استغفرک اللہم و اتوب الیک فاغفر لی و تب علی انک انت التواب الرحیم اللہم اجعلنی من التوابین و اجعلنی من المتطہرین و اجعلنی من عبادک الصالحین و اجعلنی عبدا صبورا شکورا و اجعلنی اذکرک ذکرا کثیرا و اسبحک بکرۃ و اصیلا کہتے ہین کہ جو شخص بعد وضو کے یہ دعا پڑھے تو اُسکے وضو پر مہر کیجاتی ہی اور عرش کے نیچے اُسکو پہونچایا جاتا ہی اور وہان وہ خدا ے تعالیٰ کی تسبیح اور تقدیس کرتی رہتی اور اُسکا ثواب قیامت تک اُس شخص کے لیے لکھا جاتا ہی اور وضو مین چند باتین مکروہ ہین **اول** تین مرتبہ سے زیادہ دھونا اور پانی کو فضول بہانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار اعضا دھوئے اور فرمایا کہ جسنے زیادہ مرتبے دھوئے اُسنے ظلم کیا اور بُرا کیا اور فرمایا کہ عنقریب اس امت مین سے ایک قوم ہوگی جو دعا اور وضو مین حد سے تجاوز کریگی اور کہتے ہین کہ طہارت مین آدمی کا پانی پر حریص ہونا اُسکے علم کی سستی کی علامت ہی۔ اور ابراہیم بن ادہم فرماتے ہین کہ یون کہتے ہین کہ اول جو شروع وسواس کا ہوتا ہی تو پاک کرنے کی جہت سے ہوتا ہی۔ اور حضرت حسنؓ کا قول ہی کہ ایک شیطان وضو کے اندر آدمی پر ہنسا کرتا ہی جسکو ولہان کہتے ہین دوسرے ہاتھون کا جھٹکنا کہ پانی دور ہو جائے تیسرے وضو کے اندر بولنا چوتھے منھ پر پانی کو طمانچہ کی طرح مارنا اور بعض لوگون نے پانی کو بدن پر سے خشک کرنا بھی مکروہ لکھا ہی اور کہا ہی کہ یہ پانی میزان اعمال مین وزن کیا جاویگا اسلیے اسکا خشک کرنا مکروہ ہی یہ قول سعید بن مسیب اور زہریؒ کا ہی لیکن حضرت معاذؓ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرہ مبارک کو اپنے کپڑے کے کنارے سے پونچھا تھا اور حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک خشک کرنے کا کپڑا رہتا تھا مگر اس روایت مین طعن کیا گیا ہی۔ اور مکروہ ہی کانسے کے برتن سے وضو کرنا اور اُس پانی سے جو دھوپ مین گرم ہو گیا ہو اور اسکی کراہت طب کی روسے ہی۔ اور حضرت ابن عمر اور ابو ہریرہؓ سے کانسے کے برتنون کی کراہت مروی ہی اور بعض نے فرمایا ہی کہ شعبہؓ کے لیے کانسے کے برتن مین پانی آیا تو اُنھون نے اُس سے وضو کرنے کا انکار کیا اور اس امر کا مکروہ ہونا حضرت ابن عمر اور ابو ہریرہؓ سے نقل فرمایا۔ اور جبکہ آدمی وضو سے فارغ ہو کر نماز پر متوجہ ہو تو چاہیے کہ اپنے دل مین سوچے کہ میرا ظاہر پاک ہو گیا جسکو خلق دیکھتی ہی تو بڑی شرم کی بات ہی کہ بدون دل کے پاک کرنے کے خدا ے تعالیٰ سے مناجات کرون کہ دل اُسکے دیکھنے کا مقام ہی اور یہ ٹھان لے کہ توبہ سے دل کو پاک کرنا اور اخلاق بد سے خالی ہونا اور عمدہ اخلاق کا عادی ہونا بہت بہتر ہی اور جو شخص کہ صرف ظاہر کے پاک کرنے پر اکتفا کرتا ہی اُسکی مثال ایسی ہی کہ کسی بادشاہ کو اپنے گھر مین بلاوے اور گھر کو خس و خاشاک سے آلودہ چھوڑ کر باہر کے دروازے پر گچ اور چونا پھروا دے تو ظاہر ہی کہ ایسا شخص مستحق غضب سلطانی ہوگا **وضو کی فضیلت** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین من توضا فاحسن الوضوء و صلی رکعتین لم یحدث فیہما بشئ من الدنیا خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ اور دوسری روایت مین لم یسہ فیہما غفر لہ ما تقدم من ذنبہ اور ایک حدیث مین اسطرح ارشاد فرمایا الا انبئکم بما یکفر اللہ بہ الخطایا و یرفع بہ الدرجات اسباغ الوضوء فی المکارہ و نقل الاقدام الی المساجد و انتظار الصلوۃ

اس بات مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ثابت نہین ہوا ۱۲ع جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح سے کرے اور دو رکعتین نماز پڑھے جنمین کوئی بات دنیا کی دل مین نہ لاوے تو اسکے گناہون سے ایسا نکل جاویگا جیسا اُس روز نکلا تھا کہ اُسکی مان نے اُسکو جنا تھا ۱۲ ابن مبارک نے کتاب الزہد مین اسی طرح روایت کیا ہی اور بخاری و مسلم مین بروایت عثمان بن عفانؓ روی ہی مگر ان مین شئ من الدنیا نہین ہی اور دوسری روایت مین لم یسہ نہین ہی ابن مبارک نے انھین لفظون سے روایت کیا ہی ۱۲ع کیا مین تمکو نہ بتادون وہ بات کہ اللہ تعالیٰ اُس سے خطائین دور کرے اور درجے اونچے کرے وہ یہ ہی کہ وضو کا پورا کرنا ایسے وقتون مین کہ دل نہ چاہے اور سجدون کی طرف قدم اُٹھانے اور ایک نماز کے بعد دوسری کا انتظار کرنا بس گویا اللہ کی راہ مین جہاد کے لیے گھوڑے باندھنا ہی ۱۲ مسلم روایت ابی ہریرہؓ

گواہی دیتا ہون کہ کوئی معبود بجز خدا ے برحق کے نہین وہ ایک ہی اسکا کوئی شریک نہین اور گواہی دیتا ہون کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے بندے اور رسول ہین الٰہی تو پاک ہی اور مین تیری پاکی بیان کرتا ہون تیری حمد کے ساتھ کوئی معبود تیرے سوا نہین مین نے بُرا کام کیا اور اپنے نفس پر ظلم کیا الٰہی مین تجھسے مغفرت چاہتا ہون اور تیرے سامنے توبہ کرتا ہون تو مجھکو مغفرت کر اور توبہ میری قبول کر تو ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہی الٰہی مجھکو توبہ کرنے والون مین کر اور مجھکو پاکیزگی کرنے والون مین سے کر اور مجھکو اپنے نیک بندون مین سے کر اور مجھکو صابر شاکر بندہ کر اور مجھکو ایسا کر دے کہ تیرا ذکر بہت کرون اور تیری پاکی صبح شام بیان کرون ۱۲ ع ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ بروایت عمر بن عبسہ ۱۲ ع ابو داؤد بروایت عبد اللہ بن مغفل ۱۲ ع ترمذی نے روایت کیا ہی اور کہا ہی کہ یہ حدیث غریب ہی اسکی سند قوی نہین اور ۱۲ ع ترمذی نے روایت کیا ہی اور کہا ہی کہ یہ حدیث ضعیف ہی

بعد الصلوۃ فذٰلکم الرباط اور اس کلمہ کے اخیر یعنے فذٰلکم الرباط کو تین بار ارشاد فرمایا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور ایک ایک بار اعضا کو دھویا اور فرمایا کہ یہ وضو ہی کہ اللہ تعالی بدون اُسکے نماز قبول نہین کرتا اور دو دو بار اعضا کو دھویا اور فرمایا کہ جو شخص وضو کرے اور دو دو بار اعضا دھوئے اللہ تعالی اُسکو ثواب دو بار عنایت فرماویگا اور تین تین بار اعضا دھوئے اور فرمایا کہ یہ میرا وضو ہی اور مجھسے پیشتر کے انبیا اور اللہ تعالی کے خلیل ابراہیم علیہ السلام کا اور فرمایا کہ جو شخص وضو کرنے مین خدائے تعالی کو یاد کرے اللہ تعالی اُسکا سب جسم پاک کر دیتا ہی اور جو شخص ذکر اللہ کا نہ کرے اُسکا جسم صرف اسی قدر پاک ہوگا جہان پانی لگیگا۔ اور فرمایا من توضا علی طہر کتب اللہ بہ عشر حسنات اور فرمایا الوضوء نور علی الوضوء نور علی نور ان دونون روایتون سے نئے وضو کرنے کی ترغیب معلوم ہوتی ہی۔ اور فرمایا کہ جب بندہ مسلمان وضو کرتا ہی اور کلی کرتا ہی تو خطائین اُسکے منہ سے نکل جاتی ہین اور جب ناک صاف کرتا ہی تو اُسکی ناک سے گناہ باہر ہوتے ہین اور جب مُنہ دھوتا ہی تو چہرے سے خطائین دور ہوتی ہین یہانتک کہ پلکون کے بالون کے نیچے سے نکل جاتی ہین اور جب ہاتھ دھوتا ہی تو ہاتھون سے قصور دور ہوتے ہین حتی کہ ناخون کے تلے سے نکل جاتے ہین اور جب اپنے سر کا مسح کرتا ہی تو سر سے خطائین کانون تک کی نکل جاتی ہین اور جب پانون دھوتا ہی تو دونون پانون کی خطائین ناخنون تک کے نیچے سے دور ہو جاتی ہین پھر اُسکا مسجد کی طرف چلنا اور نماز پڑھنی دونون زائد بچتی ہین۔ اور مروی ہی کہ طاہر مثل صائم کے ہی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح کرے پھر اپنی نظر آسمان کی طرف اُٹھا کر کہے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ تو اُسکے لیے جنت کے دروازے کھل جاتے ہین کہ جس دروازے مین سے چاہے اُسکے اندر جاوے۔ اور حضرت عمرؓ نے فرمایا ہی کہ عمدہ وضو تجھسے شیطان کو دور کر دیگا۔ اور مجاہدؒ فرماتے ہین کہ جس شخص سے ہو سکے وہ یہ کرے کہ جب سووے طاہر اور ذاکر اور استغفار پڑھتا ہوا سووے کیونکہ روحین اُسی حال پر اُٹھینگی جسپر قبض ہونگی تیسرا بیان غسل کے بیان مین اُسکی کیفیت یہ ہی کہ برتن کو اپنے دہنی جانب رکھے پھر بسم اللہ کہکر اپنے ہاتھ تین بار دھووے پھر استنجا کرے جیسا ہمنے اوپر لکھا ہی اور بدن پر اگر نجاست ہو اُسکو دور کرے پھر نماز کی طرح وضو کرے جیسے مذکور ہوا اگر پانون اُسوقت نہ دھووے نہانے کے بعد دھووے کیونکہ اُنکو دھو کر زمین پر رکھنا پانی کا ضائع کرنا ہی پھر وضو کے بعد تین بار اپنے دہنے شانے پر نیچے تک پانی ڈالے پھر بائین طرف پر تین بار پھر سر پر تین بار پھر اپنا بدن آگے اور پیچھے سے ملے اور سر اور داڑھی کے بالون مین خلال کرے اور گھنی ہون یا تھوڑی اُنکی جڑون مین پانی پہونچا دے اور عورت کو مینڈھیون کا کھولنا ضرور نہین مگر اُس صورت مین کہ جانے کہ پانی بالون کے اندر نہ پہونچیگا اور بدن کی سلوٹون کی خبر لے کہ پانی سب مین پہونچ جاوے اور نہانے کے بیچ مین اپنے آلۂ تناسل کو ہاتھ نہ لگاوے اور اگر ہاتھ لگاوے تو وضو پھر سے کرے اور اگر وضو غسل سے پہلے کر لیا ہی تو غسل کے بعد دوبارہ وضو نہ کرے۔ غرض کہ وضو اور غسل کا طریق یہ ہی ہمنے اُسکو اسقدر لکھا ہی کہ طریق آخرت کے سالک کے لیے جسقدر اُسکا جاننا اور کرنا ضروری ہی اور اُسکے سوا اور مسائل کہ بعض احوال مین اُنکی ضرورت پڑتی ہی اُنکے لیے فقہ کی کتابون کی طرف رجوع کرنا چاہیے غسل مین جو ہمنے یہ باتین لکھی ہین اُنمین سے دو باتین واجب ہین ایک نیت کرنا دوسرے تمام بدن کو دھونا اور وضو مین اتنی چیزین واجب ہین نیت مُنہ کا دھونا دونون ہاتھون کا کہنیون تک دھونا اور سر کا مسح اسقدر کرنا کہ جسکو مسح کہ سکین اور دونون پانون کا ٹخنون تک دھونا اور ترتیب یعنی پہلے مُنہ دھونا پھر ہاتھ دھونے پھر مسح کرنا پھر پانون دھونے۔ اور پے در پے دھونا واجب نہین۔ اور چار قسم کے غسل واجب ہین اول منی کے نکلنے سے دوم عورت و مرد کی شرمگاہین ملنے سے سوم حیض کے بعد چہارم نفاس کے بعد اور اُنکے سوا اور غسل سنت ہین جیسے دونون عیدون کا نہانا اور جمعے کے روز اور احرام کے لیے اور عرفات یا مزدلفہ مین ٹھہرنے کے لیے اور مکے مین داخل ہونے کے واسطے اور ایام تشریق کے تین دن کا نہانا اور ایک قول کے بموجب طواف وداع کے لیے غسل کرنا اور کافر کے مسلمان ہونے کے وقت بشرطیکہ ناپاک نہو اور مجنون کے ہوش مین آنے کے وقت اور میت کو غسل دینے کے بعد نہلانے والے کا غسل کرنا

۱؎ جو شخص وضو پر وضو کرے اللہ تعالی اُسکے عوض دس نیکیان لکھتا ہی ۱۲ ابوداؤد و ترمذی بروایت ابن عمرؓ بسند ضعیف ۱۲ ۲؎ وضو پر وضو کرنا نور پر نور ہی ۱۲ اسکی اصل مجھکو نہین ملی ۱۲ ۳؎ نسائی اور ابن ماجہ بروایت صنابحی ۱۲ اور بیضون ۱۲ مسلم نے بھی مختصراً روایت ابی ہریرہ و عمرو بن عبسہ ۱۲ روایت کیا ہی ۱۲ ۴؎ ابو منصور دیلمی بروایت عمرو بن حریث ۱۲ ۵؎ ابوداؤد بروایت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ۱۲

عسا ابن ماجہ بروایت ابن عمر بسند ضعیف ۱۲ [illegible] دارقطنی [illegible] ابن عمر بسند ضعیف ۱۲

یہ سب غسل مستحب ہین **چوتھا بیان تیمم کے ذکر مین**۔ جس شخص کو پانی کا استعمال دشوار ہو کہ دور ہونے کی جہت سے نہ ملتا ہو یا اُس تک
کسی وجہ سے نہین پہونچ سکتا مثلاً درندہ کے خوف سے یا دشمن کے ڈر سے یا پانی موجود ہو مگر اپنے یا اپنے ساتھی کی پیاس کے لیے ہو یا دوسرے
کی ملک ہو کہ وہ نرخ معمولی سے زیادہ دام کو بیچتا ہو یا اُسکے بدن پر کوئی زخم خواہ مرض ہو کہ پانی کے استعمال سے عضو کے بیکار ہونے یا شدت سے
دُبلا ہو جانے کا خوف ہو تو اس شخص کو چاہیے کہ جب نماز فرض کا وقت اُسپر آوے اُسوقت زمین پاک کا قصد کرے جسپر خاک پاک خالص اور
نرم ہو کہ اُسمین غبار اکٹھا ہو اُس زمین پر اپنے دونون ہاتھون کی انگلیان جوڑ کر ایک دوہتڑ مارے اور انکو اپنے تمام چہرے پر ایکبار پھراوے
اور اُسوقت نماز کے مباح ہونے کی نیت کرلے اور غبار کو بالون کے نیچے پہونچانے کی دقت نہ اُٹھاوے خواہ بال تھوڑے ہون یا بہت
مگر اس بات مین کوشش کرے کہ چہرے کے تمام ظاہر پر غبار پہونچ جاوے اور یہ ایک ضرب سے ہو جاویگا کیونکہ چہرے کا عرض دو ہتھیلیون
سے زائد نہین اور ظن غالب کی رو سے تمام چہرے پر غبار کا پہونچ جانا کافی ہے پھر اپنی انگوٹھی نکالے اور دوسری ضرب انگلیان کھلی رکھکر لگاوے
پھر دہنی کی چارون اُنگلیان جوڑ کر بائین کی چارون انگلیون پر رکھے اسطرح کہ بائین انگلیون کے اندر طرف ہو اور دہنے کی پشت کی جانب
اور دونون انگوٹھے علیحدہ ہون اور ایک ہاتھ کی پورین دوسرے کی انگشت شہادت کے عرض سے باہر نہونے پاوین پھر بائین کی
چارون انگلیون کو دہنے ہاتھ کی پشت کی جانب کہنی تک سرکاتا ہوا لیجاوے کہ ہتھیلی شامل نہو جب کہنی پر پہونچ جاوے تو ہتھیلی بائین
کی دہنے کے اندر کی طرف پر پلٹ کر اوپر کی طرف سرکاتا ہوا پہونچے تک چلا آوے اور بائین انگوٹھے کے اندر کی طرف دہنے انگوٹھے
کے باہر کی جانب پر پھیر دے پھر اسی طرح دہنے ہاتھ سے بائین پر عمل کرے کہ چار انگلیان اول انگلیون سے لیکر کہنی تک لیجاوے
اور وہان سے ہتھیلی اندر کی طرف پلٹ کر پہونچے تک لے آوے اور انگوٹھے کو انگوٹھے پر پھراوے پھر اپنی دو ہتھیلیان ایک دوسرے سے
ملے اور انگلیون کے درمیان خلال کرے اور غرض اس تکلف سے یہ ہے کہ ایک ضرب مین کہنیون تک پورا ہاتھ غبار کا پھر جاوے پس اگر
یہ بات دشوار ہو تو کچھ مضائقہ نہین کہ دو ضربون اور زیادہ سے پورا کرلے اور اگر اس تیمم سے فرض پڑھ لیے ہون تو نفل کا اختیار ہے جتنی
چاہے اُس سے پڑھ لے لیکن اگر دو فرضون کو ایک ساتھ پڑھے تو چاہیے کہ دوسرے فرض کے لیے تیمم دوبارہ کرے اسی طرح ہر فرض
کے لیے ایک تیمم جداگانہ کرے **تیسری قسم** فضلات ظاہری سے پاک ہونے کے بیان مین اور فضلات دو نوع پر ہین اول میل دوم اجزا
اسلیے دو بیانون مین اسکو لکھا جاتا ہے **بیان اول میل** اور رطوبتین جو آدمی مین ہوتی ہین آٹھ ہین اول جو سر کے بالون مین میل اور جوئین
ہو جاتی ہین اُنکی صفائی دھونے اور کنگھی کرنے اور تیل ڈالنے سے مستحب ہے تاکہ بالون کا الجھاو اور چہرے کا وحشی پن دور ہو آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی اپنے بالون مین تیل ڈالتے اور کنگھی کرتے اور فرماتے کہ کبھی کبھی تیل ڈالا کرو اور آپ نے فرمایا کہ جس کسی کے بال ہون
چاہیے کہ اُنکی خدمت کرے یعنی اُنکو میلون سے بچاوے اور آپؐ کی خدمت مین ایک شخص آیا کہ اُسکی داڑھی کے بال پراگندہ تھے آپ نے
فرمایا کہ کیا اُسکے پاس تیل نہ تھا جس سے بالون کو درست کرلیتا پھر فرمایا کہ تم مین سے کوئی آتا ہے جیسے شیطان ہو دوم وہ میل کہ کان کے
پیچون مین جمع ہو جاتا ہے اُنمین سے جو اوپر ہوتا ہے وہ مسح سے دور ہو جاتا ہے اور جو سوراخون کے اندر ہوتا ہے اُسکے لیے چاہیے کہ حمام سے باہر
آنے کے وقت نرمی کے ساتھ اُسکو صاف کرے اور اگر زیادہ ایسا کریگا تو وہ قوت سامعہ کو مضر ہے سوم وہ رطوبت جو ناک مین جمع ہو کر جم جاتی
ہے اور نتھنون مین چمٹ جاتی ہے وہ ناک مین پانی دینے اور سنکنے سے جاتی رہتی ہے چہارم وہ میل کہ دانتون پر اور زبان کے کنارون پر جمع ہوتا ہے
وہ کلی اور مسواک سے دور ہو جاتا ہے اور ان دونون کا حال ہم ذکر کر چکے ہین پنجم جو میل اور جوئین داڑھی مین جمع ہو جاتی ہین جس صورت مین
کہ اُنکی خدمت نہ کی جاوے تو اُنکا دور کرنا دھونے اور کنگھی کرنے سے مستحب ہے اور حدیث مشہور مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر
اور حضر مین کنگھی اور دانتا مدری اور آئینہ کبھی نہ چھوڑتے تھے ہمیشہ ساتھ رکھتے تھے اور یہ عرب والون کا دستور ہے کہ یہ چیزین ساتھ رکھتے ہین

ترمذی نے شمائل مین بروایت انس بسند ضعیف روایت کیا ہے کہ آپ تیل اکثر سر مین ڈالا کرتے تھے اور ایک صحابی سے بسند صحیح روایت کیا ہے کبھی کبھی سر مین کنگھی کرتے تھے ۱۲ ع ترمذی و نسائی بروایت عبداللہ بن مغفل ۱۲ ع ابو داود بروایت ابو ہریرہؓ اور اُسکی سند قوی نہین ہے ۱۲ ع ابو داود نسائی بروایت جابر ۱۲ ع طبرانی بروایت عائشہؓ بسند ضعیف ۱۲

اور ایک حدیث غریب مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دن مین دو بار اپنی داڑھی مین کنگھی کیا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک گھنی تھی اور حضرت ابوبکرؓ کی داڑھی بھی ایسی ہی تھی اور حضرت عثمانؓ کی داڑھی لمبی اور پتلی تھی اور حضرت علیؓ کی داڑھی خوب چوڑی تھی کہ دونون شانے گھیر لیے تھے اور ایک حدیث اس سے بھی زیادہ غریب مین ہی کہ حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر جمع ہوے آپ اُنکے پاس جانے کو ہوے مین نے دیکھا کہ آپ نے پانی کے مٹکے مین جھانک کر اپنے بال سر اور ریش مبارک کے درست کیے مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ یہ کام کرتے ہین آپ نے فرمایا کہ ہان اللہ تعالی اپنے بندے سے اس بات کو محبوب جانتا ہی کہ جب اپنے بھائیون کے پاس جاوے تو بن سنور کے جاوے۔ جاہل آدمی اس سے کبھی یہ گمان کرتا ہی کہ یہ امر لوگون کے لیے زینت کرنے کی محبت ہی اور آپ کے اخلاق کو غیرون پر قیاس کرتا ہی اور فرشتون کو لوہارون سے تشبیہ دیتا ہی حالانکہ یہ بات نہین اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دعوت تھا اور یہ امر آپ کے لوازم مین سے تھا کہ لوگون کے دلون مین اپنے بڑا کرنے کے واسطے سعی فرماوین تاکہ اُنکے نفس آپ کو حقیر نہ جانین اور اپنی صورت اُنکی نظرون مین اچھی بناوین تاکہ اُنکی آنکھون تلے چھوٹے نہ معلوم ہون اور وہ لوگ آپکے پاس سے بدک نہ جاوین اور نہ منافقون کو کوئی موقع اُنکے بدگمانی کا ہاتھ لگے۔ اور یہ بات ہر ایک عالم کے لیے واجب ہی کہ جو خلق کو خداے تعالی کی طرف بلانے کے درپے ہو کہ اپنے ظاہر حال مین اس بات کا لحاظ رکھے کہ کوئی امر ایسا نہو جس سے لوگ اُس سے نفرت کرین اور ان باتون مین نیت کا اعتبار ہی کیونکہ یہ امور بھی بذات خود وہ عمل ہین جو مقصود سے اوصاف حاصل کرتے ہین غرض اس نیت سے زینت کرنا اچھا ہی اور اگر بالون کی پراگندگی اس لیے باقی رکھے کہ لوگ جانین کہ یہ شخص زاہد ہی اور نفس کی پروا نہین کرتا تو ممنوع ہی اور اگر بالون کی نسبت دوسرے اہم احکام مین مصروف ہو کر اُنکی درستی نہ کرے تو اچھا ہی اور یہ حالات باطنی ہین جو بندے کے اور اللہ تعالی کے درمیان ہین عاقل آدمی انکو خوب جانتا ہی کسی حال مین اُسکو ایک صورت کا دوسرے پر شبہہ نہین پڑتا۔ اور بہت سے جاہل ایسے ہین کہ وہ ان امور کو کرتے ہین اور اُنکی توجہ خلق ہی کی طرف ہوتی ہی اور خود بھی مغالطہ مین ہوتے ہین اور دوسرونکو بھی دھوکا دیتے ہین اور جانتے ہین کہ ہمارا قصد بہتر ہی مثلاً بہت سے عالم دیکھوگے کہ عمدہ لباس پہنتے ہین اور کہتے ہین کہ ہمارا قصد بدعتیون اور جدل کرنے والون کو ذلیل کرنا اور خداے تعالی کا تقرب حاصل کرنا ہی اور یہ بات اُس روز کھلیگی جس روز باطن کا امتحان لیا جاویگا اور قبرون مین سے مردے اُٹھاے جاوینگے اور سینون کے اندر کی باتین علانیہ ہونگی اُس روز خالص دُھلا ہوا سونا کھوٹے سے علیحدہ ہو جاویگا ہم اللہ تعالی سے اُس بڑی ہنسی کے دن کی رُسوائی سے پناہ مانگتے ہین ششم میل جو انگلیون کے اوپر سلوٹون مین جمع ہوتا ہی عرب کے لوگ ان جگہون کو بہت نہ دھوتے تھے اسوجہ سے کہ کھانا کھانے کے بعد ہاتھ نہ دھوتے تھے اسی جہت سے ان سلوٹون مین میل رہ جاتا تھا اور یہین بلحاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکوان مقامات کے دھونے کے لیے ارشاد فرمایا ہفتم انگلیون کے پورون کے صاف کرنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کو ارشاد فرمایا یعنے جو میل کہ انگلیون کے سرون پر اور ناخنون کے نیچے ہو اُسکو دور کرین اسلیے کہ ہر وقت ناخنون کا ترشنا تو ہو نہین سکتا اسلیے اُنمین میل جمع ہو جاتا ہی اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناخنون کے کاٹنے اور بغل اور زیر ناف کے بالون کے دور کرنے کے لیے چالیس دن کی مدت مقرر فرمادی اور ناخنون کے نیچے کے میل کے صاف کرنے کا حکم دیا اور ایک روایت مین ہی کہ ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آنے مین دیر ہوئی جب حضرت جبریل علیہ السلام آے تو آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ ہم تم پر کیسے اُترین کہ تم نہ اپنی انگلیون کے بیچ کے جوڑ دھوتے ہو نہ پورون کو صاف کرتے ہو نہ زردی دانت کے لیے مسواک کرتے ہو اپنی امت کو ارشاد فرمائیے کہ وہ یہ امور بجالاوین اور بعضون نے اس آیت کی تفسیر مین فلا تقل لهما اُفٍّ یہ فرمایا ہی کہ اف ناخن کے میل کو کہتے ہین اور تف کان کے میل کو اور معنے یہ ہین کہ ماباپ کو اُنکے ناخن کے میل کا عیب مت لگا اور بعض نے یون کہا ہی کہ اُنکو اتنی ایذا بھی مت دے جتنی ناخن کے نیچے میل ہونے سے ہوتی ہی ہشتم وہ میل جو تمام بدن پر پسینے اور راستہ

ع ترمذی منہ شمائل مین بروایت انسؓ
روایت کیا ہی کہ کنگھی آپ داڑھی مین بہت کیا کرتے تھے اور سند اُسکی ضعیف
ع ۱۲ ح آپکی داڑھی کا گھنا ہونا شمائل مین بروایت ہند بن ابی ہالہ ترمذی نے

کے غبار سے جم جاتا ہی اُسکو حمام مین نہانے سے دور کرے اور حمام مین نہانے کا کچھ مضائقہ نہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب شام کے حامون مین گئے ہین اور بعضون نے فرمایا ہی کہ حمام اچھا گھر ہی کہ بدن کو پاک کرتا ہی اور آگ کو یاد دلاتا ہی یہ قول حضرت ابو درداء اور ابو ایوب انصاری سے مروی ہی اور بعضون نے یہ فرمایا ہی کہ حمام بُری جگہ ہی کہ برہنگی کو ظاہر کرتا ہی اور حیا کو دور کرتا ہی اس قول سے اُسکی بُرائی معلوم ہوتی جیسے پہلے قول سے فائدہ مفہوم ہوتا تھا اور اُسکے فائدے کی طلب کرنی درصورت محفوظ رہنے اُسکی آفت سے کچھ مضائقہ نہین اسلیے جو باتین کہ حمام کرنے والے کو چاہیین خواہ سنت ہون یا واجب وہ ہم لکھے دیتے ہین۔ جاننا چاہیے کہ حمام کرنے والے پر دو امر تو اپنی برہنگی کے باب مین واجب ہین اور دو باتین دوسرے شخص کی برہنگی کے باب مین واجب ہین جو دو باتین کہ خاص اپنی برہنگی مین واجب ہین انمین سے اوّل یہ ہی کہ اُسکو دوسرون کی نگاہ سے محفوظ رکھے دوسری یہ کہ دوسرے کے چھونے سے اُسکو بچاوے اس سے یہ نکلا کہ اُس جگہ میل دور کرنا اور ملنا اپنے آپ کرے حمامی کو منع کردے کہ ران کو اور ناف سے لیکر پیڑو کو ہاتھ نہ لگاوے ہر چند سواے مقام شرم کے اور جگہ پر ہاتھ لگانا میل کے دور کرنے کے لیے اباحت کا احتمال رکھتا ہی لیکن قیاس یہی چاہتا ہی کہ حرام ہو اس جہت سے کہ دونون شرمگاہون کو ہاتھ لگانا حرمت کے باب مین اُنکے دیکھنے مین ملا دیا گیا ہی تو باقی برہنگی کا بھی یہی حال ہونا چاہیے یعنے جنپر نگاہ کرنا حرام ہو اُنکا ہاتھ لگانا بھی حرام ہونا چاہیے اور غیر شخص کی برہنگی کے باب مین دو امر واجب یہ ہین اوّل تو اپنی نظر اُسپر نہ ڈالے دوم اُسکو اُسکے کھولنے سے منع کرے اسلیے کہ بری بات سے منع کرنا واجب ہی اور اُسکے ذمہ صرف ذکر کردینا ہی یہ تو نہین کہ دوسرے کا قبول کرنا بھی ہو اور ذکر کرنے کا وجوب اُسکے ذمے سے ساقط نہین ہوتا مگر اس صورت مین کہ خوف پٹنے یا گالی یا اور کسی بات کا ہو جو فی نفسہ حرام ہو ایسی صورت مین اُسپر واجب نہین کہ بری بات کو ذکر کرکے دوسرے کو مرتکب دوسرے حرام کا کرے ہان نہ ذکر کرنے کی یہ وجہ کہنی کہ مین جانتا ہون کہ ذکر کرنا مفید نہوگا اور اُسپر کوئی عمل نہ کریگا پوچ ہی یہ عذر نمانا جاویگا بلکہ ذکر کرنا ضرور چاہیے اسلیے کہ کہنے کا اثر دل پر ہوا ہی کرتا ہی اور جب گناہون کا عیب لگایا جاتا ہی تو دل مین اُس سے احتراز کرنا آیا کرتا ہی اور اس سے اتنا فائدہ ہوتا ہی کہ سننے والے کی نگاہ مین اُس گناہ کو برا کردیتا ہی اور اپنے نفس کو اُس سے علیحدہ رکھنے پر آمادہ کرتا ہی اسلیے ذکر کرنے کو چھوڑنا جائز نہین اور انھین جیسی باتون کی وجہ احتیاط اسمین ہی کہ حمام مین آجکل کے زمانے مین داخل نہو کہ برہنگیان ضرور کھلی رہتی ہین خصوص ناف کے نیچے سے پیڑو کا کھلنا کہ لوگ اُسکو برہنگی نہین جانتے حالانکہ شرع نے اس مقام کو برہنگی مین لاحق فرمایا اور اُسکو گویا حد اور احاطہ برہنگی کا ٹھہرایا اور اُسی نظر سے مستحب یہ ہی کہ حمام مین تنہا جاوے ساور بشر فرماتے کہ اگر کسی شخص کے پاس صرف ایک درم ہو اور وہ حمامی کو اس غرض سے دے دے کہ وہ حمام کو صرف اُسکے لیے خالی کردے تو مین اس شخص کو اس بات مین ملامت نہ کرونگا۔ اور حضرت ابن عمرؓ کو لوگون نے حمام مین دیکھا کہ مُنھ اپنا دیوار کی طرف کیے ہی اور آنکھون پر پٹی باندھ لی اور بعض کا قول ہی کہ حمام مین جانیکا مضائقہ نہین مگر دو چادرین لے ایک کی لنگی کرے اور ایک کو سر پر ڈال لے کہ آنکھون کے سامنے گھونگھٹ ہوجاوے۔ اور حمام مین نہانے کے مستحبات یہ ہین اوّل نیت کرنا یعنی دنیا کے لیے اور صرف اپنی خواہش نفس کے واسطے داخل نہو بلکہ یہ قصد کرے کہ نماز کے واسطے جو صفائی چاہیے اُسکے لیے نہاتا ہون دوسرے حمامی کو اجرت حمام مین جانے سے پیشتر دینی اسلیے کہ جو کچھ اُس سے کام لیگا وہ مجہول ہی اور یہی حال حمامی کا ہی کہ جو کچھ اُسکو ملنے کی توقع ہی وہ معلوم نہین تو پیشتر دینے مین ایک طرف سے جہالت دور ہو جائیگی اور نفس کو آسایش ملیگی تیسرے داخل ہونے کے وقت بایان پاؤن اوّل رکھے اور وہ دعا پڑھے جو پاخانہ جانے کے باب مین مذکور ہوئی چوتھے تخلیہ کے وقت حمام مین جاوے یا بتکلف حمام کو خالی کراوے کیونکہ اگر بالفرض حمام مین بجز دیندارون اور محتاط شخصون کے اور کوئی نہو تب بھی اُنکے ننگے بدنون کو دیکھنے مین ایک طرح کی شرم کی کوتاہی ہی اور ننگے بدنون کو دیکھکر برہنگیون کا دھیان دل مین گزرتا ہی علاوہ ازین لنگی باندھنے وغیرہ حرکات مین انسان برہنگی کھلنے سے خالی نہین رہتا تو برہنگی پر نگاہ وانستہ پڑجاتی ہی اور اسی وجہ سے حضرت

ابن عمرؓ نے اپنی آنکھون پر پٹی باندھی تھی پانچوین حمام مین گھسنے کے وقت دونون ہاتھ دھووے چھٹے گرم حمام مین جانے کی جلدی نہ کرے
یہانتک کہ اول درجے مین پسینا نہ آجاوے ساتوین پانی بہت نہ ڈالے بلکہ قدر حاجت پر اکتفا کرے اسواسطے قرینۂ حال کے روسے اسی قدر
کی اجازت اسکو ہی اور زیادتی کا حال اگر حمامی کو معلوم ہو تو برا جانے خصوصاً گرم پانی کہ بدون پیسے اور محنت کے نہین ہوتا آٹھوین حمام کی گرمی
سے دوزخ کی حرارت یاد کرے اور اپنے آپ کو گرم درجے مین محبوس فرض کر کے جہنم کو اُسپر قیاس کرے کہ وہ درجۂ جہنم کے بہت مشابہ ہی کہ نیچے
اگ ہوگی اور اوپر اندھیر امعاذ اللہ منہا بلکہ عاقل آخرت کی یاد سے کسی لحظہ غافل نہین ہوتا کیونکہ وہی اُسکا مقام اور ٹھکانا ہی تو جو کچھ وہ اگ یا پانی
وغیرہ دیکھتا ہی اُس سے عبرت اور نصیحت حاصل کرتا ہی اسلیے کہ ہر شخص اپنے حوصلے کے موافق ہی دیکھا کرتا ہی مثلاً اگر بزاز اور بڑھئی اور معمار اور
جولاہا کسی مکان آباد مین جاوین کہ اُسمین فرش لگا ہوا ہو تو دیکھوگے کہ بزاز کی نظر فرش پر پڑیگی اور اُسکی قیمت سوچیگا اور جولاہا کپڑون کو دیکھکر اُنکی
بناوٹ مین غور کریگا اور بڑھئی چھتون مین نظر کر کے اُنکی ترکیب اور پاٹنے مین غور کریگا اور معمار کی نگاہ دیوارون پر ہوگی اُنکی مضبوطی اور سیدھے
ہونے کو سوچیگا یہی حال طریق آخرت کے سالک کا ہی کہ جب کوئی چیز دیکھتا ہی اُسکو نصیحت اور یاد آخرت ہوتی ہی بلکہ جس چیز کو دیکھتا ہی اللہ تعالے
اُسکے لیے عبرت کا طریق کھول دیتا ہی مثلاً اگر سیاہی کو دیکھتا ہی تو لحد کا اندھیرا یاد کرتا ہی اور اگر سانپ کو دیکھتا ہی تو جہنم کے سانپ یاد کرتا ہی اور اگر
بری صورت اُسکے نظر پڑتی ہی تو منکر اور نکیر کو اور دوزخ کے فرشتون کو یاد کرتا ہی اور اگر خوفناک آواز سنتا ہی تو نفخۂ صور کو یاد کرتا ہی اور اگر کوئی بہتر چیز دیکھتا
ہی تو جنت کی نعمت یاد کرتا ہی اور بازار مین یا گھر مین کوئی بات رد یا قبول کی سنتا ہی تو اُس سے اپنا انجام حساب کے بعد یاد کرتا ہی کہ رد ہوگا یا قبول
اور عاقل کے دل پر اس امر کا چھایا رہنا نہایت مناسب ہی کیونکہ دنیا کے کاروبار ہی عاقل کو اس فکر سے روکتے ہین اور اگر دنیا کے ٹھہرنے
کی مدت کو آخرت مین ٹھہرنے کے زمانے سے مقابلہ کرے تو دنیا کے علائق کو پوچ اور ہیچ جانے بشرطیکہ ان لوگون مین سے نہو جنکے دل
غافل اور چشم باہر نابینا ہین نوین حمام مین جانے کے وقت سلام نہ کرے اور کوئی سلام کرے تو اُسکا جواب لفظ سلام سے نہ دیوے بلکہ اگر کوئی
دوسرا شخص جواب دیدے تب تو چپکا ہی رہے اور اگر بولنا ہی پڑے تو عافاک اللہ کہے اور حمام کے اندر کے شخص سے مصافحہ کرنا اور اسکو ابتدا ہی
مین عافاک اللہ کہنا کچھ مضائقہ نہین پھر اُسکے اندر زیادہ گفتگو نہ کرے اور نہ آواز سے قرآن پڑھے ہان اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنے کا مضائقہ
نہین دسوین حمام مین عشا اور مغرب کے درمیان اور آفتاب کے ڈوبنے کے قریب نہ جاوے اسلیے کہ یہ وقت شیطانون کے پھیلنے کا ہی اور
اُسکا مضائقہ نہین کہ دوسرا شخص بدن ملے چنانچہ یوسف بن اسباط رحہ سے منقول ہی کہ انھون نے وصیت کی کہ مجکو فلان شخص جو آپ کے شاگردون
مین سے تھا غسل دیوے اور فرمایا کہ اُسنے میرا بدن حمام مین ایکبار ملا تھا مین یہ چاہتا ہون کہ اُسکے عوض مین کوئی ایسا کام اُس سے لون جس
سے وہ خوش ہو تو یہ تجویز مین نے کی ہی اس سے وہ خوش ہوگا اور اس بات کے جائز ہونے پر یہ روایت بھی دلالت کرتی ہی جو بعض صحابہؓ سے
مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی سفر مین ایک مقام مین اترے اور اپنے پیٹ کے بل لیٹے اور ایک غلام حبشی آپ کی پشت
مبارک کو دباتا تھا مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یہ کیا ہی آپ نے فرمایا کہ مجکو اونٹنی نے گرا دیا اسلیے کمر دبواتا ہون گیارھوین
جب حمام سے فارغ ہو تو اللہ عزوجل کا شکر اس نعمت پر کرے اسلیے کہ مروی ہی کہ جاڑے مین گرم پانی وہ نعمت ہی جس سے سوال کیا جاویگا اور
حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا ہی کہ حمام اُن نعمتون مین سے جنکو لوگون نے ایجاد کیا ہی یہ فضیلت شرع کی روسے ہی اور طب کی جہت سے یہ ہی کہتے
ہین کہ نورہ کے استعمال کے بعد حمام کرنا جذام سے محفوظ رکھتا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ ہر مہینے مین ایکبار نورہ کا استعمال کرنا حرارت کو بجھاتا ہی اور
رنگ کو صاف کرتا ہی اور قوت باہ کو بڑھاتا ہی اور بعض اطبا کا قول ہی کہ جاڑے مین حمام کے اندر کھڑے ہو کر ایکبار پیشاب کرنا دوا کے پینے سے
زیادہ نافع ہوتا ہی اور کسی کا یہ قول ہی کہ گرمیون مین حمام کے بعد سو رہنا دوا پینے کے برابر ہی اور حمام سے نکلنے کے بعد سرد پانی سے دونون پانؤن کا
دھونا نقرس سے بچاتا ہی اور نکلنے کے وقت سر پر ٹھنڈا پانی ڈالنا برا ہی اور ایسا ہی ٹھنڈا پانی پینا اچھا نہین یہ حکم مردون کا ہی اور عورتون کے باب

۱ یعنی داخل ہونے مین بسم اللہ کی شیطان مردود سے ۱۲ [illegible] طبرانی بروایت [illegible] ضعیف ۱۲

مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مرد کو جائز نہین کہ اپنی بی بی کو حمام مین جانے دے درصورتیکہ گھر مین غسلخانہ موجود ہو۔ اور مشہور یہ ہو کہ مردون
کو حمام مین بدون تہمد کے جانا حرام ہی اور عورت کو حمام کرنا بدون نفاس یا مرض کے حرام ہی اور حضرت عائشہؓ نے ایک بیماری کی جہت سے حمام کیا تھا
پس اگر عورت کسی ضرورت سے حمام مین جاوے تو پوری چادر پہنکر جاوے اور اُسکے خاوند کو مکروہ ہو کہ حمام کرنے کی اُجرت اُسکو دیوے ورنہ بری
بات پر اُسکا مددگار ٹھہریگا **دوسرا بیان** بدن کے اُن زوائد اجزا کے ذکر مین جنکا دور کرنا چاہیے۔ ایسے اجزا آٹھ ہین اول سر کے بال ہین تو جو شخص
صفائی کا قصد کرے اُسکو اُنکا منڈوا ڈلنا مضائقہ نہین اور جو شخص اُن مین تیل ڈالے اور کنگھی کرے اُسکو رہنے دینے مین کچھ ہرج نہین لیکن اسطرح
کا رکھنا کہ کہین ہون اور کہین نہین جیسے چوٹیان اور پٹے اور گردے تو یہ درست نہین یہ وضع شہدون اور بے باکون کی ہی اور مینڈھیون کا چھوڑنا
شریفون کے طور پر بھی نہ چاہیے کہ یہ اُنکی علامت ہو گئی ہی اور یہ شخص اگر شریف یعنے علوی نہو گا تو ایسا فعل کرنا دعوکا دینے مین شامل ہوگا دوسرے
موچھون کے بال جنکے باب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ قصوا الشوارب واعفوا اللحی اور بعض روایات مین جزوا الشوارب اور حفوا
الشوارب آیا ہی قص اور جز کے معنی تو تراشنے کے ہین اور حف کے معنی یہ ہین کہ ہونٹھون کے گرد اُنکو کر لو یہ لفظ مشتق حاف سے ہی جسکے معنی گرد کے
ہین اور اسی سے یہ آیت ہی وتری الملئکۃ حافین من حول العرش اور ایک روایت مین احفوا آیا ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ جڑ سے اوڑانا مقصود ہی اور
حفوا سے معلوم ہوتا ہی کہ اُس سے کتر تراشنی چاہیے کیونکہ احفا مبالغہ کے لیے مستعمل ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ان یسئلکموھا فیحفکم تبخلوا یعنی سوال مین تم پر
نہایت مبالغہ کرے۔ اور مونڈنا موچھون کا کسی حدیث مین وارد نہین ہوا اور احفا یعنی کترانا قریب مونڈانے کے صحابہؓ سے منقول ہی بعض تابعین
نے کسی شخص کو دیکھا کہ اپنی موچھون کو جڑ سے کترایا ہی فرمایا کہ تو نے مجکو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد دلایا۔ اور مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے
ہین کہ مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میری موچھین بڑھی ہوئی ہین فرمایا کہ یہان آؤ اور پاس بُلا کر میری موچھین مسواک پر دھر کر کاٹ دین
اور موچھون کے اطراف کے بالون کا رکھنا مضائقہ نہین۔ حضرت عمرؓ وغیرہم نے ایسا کیا ہی اور ایک وجہ یہ ہی کہ یہ بال مُنھ کو نہین ڈھانپتے اور
نہ اُن مین کھانے کی چربی رہے کیونکہ وہان تک پہونچتی ہی نہین اور واعفوا اللحی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اسکے یہ معنی کہ داڑھیون
کو بڑھاؤ اور حدیث مین ہی کہ یہود اپنی موچھین بڑھاتے ہین اور داڑھیان کتراتے ہین تو تم اُنکے خلاف کرو اور بعض علما نے مونڈانے کو مکروہ
اور بدعت فرمایا ہی تیسرے بغلون کے بال اُنکو چالیس دن مین ایکبار اُکھاڑ ڈالنا مستحب ہی اور یہ بات اُس شخص پر سہل ہی جو ابتدا مین اُکھاڑنے
کا عادی ہو گیا ہو لیکن جسکو منڈانے کی عادت ہو اُسکو منڈانا کافی ہی کہ اُکھاڑنے مین درد ہوتا ہی اور مقصود اُنکا صاف کرنا اور اُنکے درمیان
میل کو اکٹھا نہونے دینا ہی یہ مونڈنے سے بھی ہو سکتا ہی چوتھے موے زیر ناف اُنکا دور کرنا بھی مونڈنے خواہ نورہ کے استعمال سے مستحب ہی
اور چاہیے کہ چالیس دن سے زیادہ نہ گذرنے پاوین۔ پانچوین ناخنون کا تراشنا مستحب ہی اسلیے کہ جب بڑھجاتے ہین تو اُنکی صورت بُری ہوجاتی
ہی اور اُن مین میل اکٹھا ہوجاتا ہی۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوہریرہ اپنے ناخن تراشو اسلیے کہ جو اُن مین سے بڑھجاتا ہی اُسپر شیطان
بیٹھتا ہی اور اگر ناخن کے نیچے میل ہو تو وضو کی صحت کا مانع نہین ہوتا یا تو اس جہت سے کہ پانی کے پہونچنے کا مانع نہین ہوتا یا یہ کہ حاجت کے
سبب سے اسمین آسانی کر دی گئی ہی خصوصًا مردون کے ناخنون مین اور اُن میلون مین کہ عرب اور دیہاتیون کی اُنگلیون کی پشت اور پاؤن
کی پشت پر جمع ہوجاتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے لوگون کو ناخن تراشنے کے لیے ارشاد فرماتے تھے اور اُن مین جو میل دیکھتے
تھے اُسکو بُرا بتلاتے تھے مگر یہ نہین فرماتے تھے کہ نماز اپنی پھر سے پڑھو اور اگر آپ اُسکا بھی حکم فرما دیتے تو یہ فائدہ ہوتا کہ تاکید اور زجر اس امر سے
زیادہ ہوجاتی اور مین نے کتابون مین ناخنون کے تراشنے مین ترتیب کے باب مین کوئی خبر مروی نہین دیکھی مگر سُنا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے ناخن اسطرح ترشوائے کہ دہنے ہاتھ کی انگشت شہادت سے شروع کر کے دہنے انگوٹھے پر ختم کیے انگشت شہادت سے چھنگلیا تک
تراش کر بائین ہاتھ مین چھنگلیا کے پہلے تراشے پھر بترتیب انگوٹھے تک چلے آئے اور سب سے پیچھے دہنے انگوٹھے کے تراشے

ع نسائی و حاکم بروایت جابرؓ
ع ابوداود وابن ماجہ بروایت ابن عمرؓ ۱۲
ع موچھون کو تراشو اور داڑھیون کو چھوڑو ۱۲ بخاری اور مسلم مین بروایت ابن عمرؓ بلفظ احفوا ہی اور مسلم مین بروایت ابوہریرہؓ جزوا اور احمد نے بروایت ایضا قصوا روایت کیا ہی ۱۲

اور جب مین نے اس ترتیب کو سوچا تو میرے دل مین وہ بات گذری جس سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ روایت اس باب مین صحیح ہو کیونکہ
ایسی بات ابتدا مین بدون نور نبوت کے نہین معلوم ہوتی عالم صاحب بصیرت کی بڑی دوڑ یہ ہو کہ جب اُسکے سامنے فعل کی نقل کیجاوے
تو اُس فعل مین سے وہ استنباط کر سکتا ہو ابتدا مین نہین سوجھتی اب مجکو جو بات سوجھی ہو وہ یہ ہو کہ ہاتھ پاؤن کے ناخنون کو تو تراشنا
ضروری ہو اور ہاتھ بہ نسبت پاؤن کے اشرف ہو تو اسلیے اول ہاتھ سے شروع کیا پھر دہنا بہ نسبت بائین کے اشرف ہو اسلیے دہنے
ہاتھ سے شروع کیا پھر دہنے ہاتھ مین پانچ اُنگلیان ہین اور اُنمین اشرف انگشت شہادت ہو کہ شہادت کے دونون کلمون مین اُسی سے
اشارہ ہوتا ہو اورون سے نہین ہوتا اسواسطے اُسکا ناخن اول تراشا اُسکے بعد اُسکا ہونا چاہیے جو اُسکے دہنی طرف ہو کیونکہ شرع پاک کرنے
وغیرہ کے گردش دہنی طرف کو مستحب بتاتی ہو اب اگر ہاتھ کی پشت زمین پر رکھی جاوے تو انگشت شہادت کے دہنی طرف انگوٹھا ہوتا ہو
اور اگر ہتیلی کی طرف سے رکھو تو بیچ کی اُنگلی دہنی پڑتی ہو اور ہاتھ کو اگر اپنی سرشت پر چھوڑ دو تو ہتیلی زمین کی طرف مائل ہوگی کیونکہ دہنے
ہاتھ کی حرکت بائین طرف کو ہو اور یہ حرکت اکثر جبھی پوری ہوتی ہو کہ ہاتھ کی پشت اوپر رہے اسلیے جو امر کہ طبیعت کی خواہش کے بموجب
ہو اُسی کی رعایت کی گئی اور بیچ کی اُنگلی بعد شہادت کی اُنگلی کے ٹھہری علی ہذا القیاس چھنگلیا تک پھر اگر ایک ہتیلی کو دوسری پر رکھ لیا جاوے
تو دسون اُنگلیان گویا ایک دائرے کے حلقے مین ہو جاوینگی تو دور کی ترتیب یہ چاہتی ہو کہ انگشت شہادت کے دہنی طرف کو چل کر پھر اُسی
پر آجاوین اس حساب سے بائین مین اول چھنگلیا پڑیگی اور آخر کو انگوٹھا ہوگا اب دہنا انگوٹھا بچ رہا اُسی پر ناخن تراشنے کو تمام کرنا چاہیے
اور ہتیلی کو دوسرے پر رکھا ہوا اسلیے فرض کر لیا کہ ساری اُنگلیان مثل حلقہ کے شخصون کے ہو جاوین تاکہ اُنکی ترتیب ظاہر ہو اور یہ فرض
کرنا اس بات کے فرض کرنے سے بہتر ہو کہ دہنے کی ہتیلی بائین کی پشت پر رکھین یا ایک کی پشت کو دوسرے کی پشت پر رکھین اسلیے
کہ اُن دونون صورتون کو طبیعت مقتضی نہین۔ اور پاؤن کی اُنگلیون کے ناخن تراشنے مین اگر کوئی روایت ثابت نہو تو میرے نزدیک بہتر
یہ ہو کہ دہنے پاؤن کی چھنگلیا سے شروع کرکے بائین کی چھنگلیا پر ختم کرے جیسے وضو مین خلال کرتے ہین کیونکہ جو وجہین ہاتھ کے باب مین
ہمنے لکھی ہین وہ پاؤن مین نہین بنتی اسلیے کہ پاؤن مین کوئی شہادت کی اُنگلی نہین بلکہ پاؤن کی دسون اُنگلیان ایک قطار مین زمین پر رکھی
ہوئی ہین تو دہنی طرف سے شروع کرنا چاہیے اور اُنکو حلقہ کہہ نہین سکتے تاکہ دور حلقہ کا دہنی طرف سے کیا جاوے اور اگر ایک تلوے کو دوسرے
پر رکھکر حلقہ کرین تو طبیعت اور سرشت اُسکو نہین مانتی اور یہ ترتیب کی باریکیان نور نبوت سے دم کے دم مین معلوم ہو جاتی ہین دشواری
صرف ہم لوگون پر ہو اگر بالفرض ہمسے ابتدا کوئی ترتیب کو پوچھے تو کیا عجب ہو کہ دھیان مین بھی نہ آوے مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا فعل ہمارے سامنے ترتیب وار مذکور ہو تب البتہ ہمسے اُس علت کا نکال لینا بعید نہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس مین معائنہ
فرمائی ہو اسلیے کہ آپ کے فعل مین حکم کی شہادت اور علت پر تنبیہ ہوا کرتی ہو تو اُسکے باعث استنباط کرنا بہت دشوار نہین۔ اور یہ مت گمان
کرنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال آپ کی سب حرکات مین میزان اور قانون اور ترتیب سے خارج ہون بلکہ جتنے اُمور اختیاری کہ
جن مین سے دو قسمون یا زیادہ مین کرنے والا تردد کیا کرتا ہو اُن مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور یہ نہ تھا کہ کسی کام پر اتفاقاً اقدام کرین
بلکہ جب کوئی بات مقتضی اقدام اور تقدیم کی ملاحظہ فرما لیتے تھے اُسوقت اُسپر اقدام کرتے تھے اسلیے کہ اپنے کامون کو بے تُک کرنا جسطرح
پر اتفاق سے ہو جاوین چوپایون کی خصلت ہو اور عمدہ علتون کی میزان مین اُنکو تُلا ہوا رکھنا اولیاء اللہ کی خصلت ہو اور انسان کی حرکتین
اور خطرے جسقدر ضبط سے قریب تر اور مہمل ہونے سے بعید تر ہونگے اُسی قدر اُسکا رتبہ انبیا اور اولیا سے قریب تر ہوگا اور اللہ تعالی کا قرب
اُسکے لیے ظاہر تر اسلیے کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہوگا حالانکہ آپ اللہ تعالی سے قریب ہین تو وہ خداے تعالی سے بھی قریب
ہوگا کیونکہ قریب کا قریب دوسرے کی نسبت کر قریب ہوتا ہو ہم خداے تعالی سے پناہ مانگتے ہین اس بات سے کہ ہمارے حرکات

وسکنات کی باگ خواہش نفس کے ذریعہ سے شیطان کے ہاتھ مین ہو - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حرکات کا ضبط آپ کے سرمہ لگانے پر ہی قیاس کرلو کہ آپ اپنی دہنی آنکھ مین تین سلائیان ڈالتے تھے اور بائین مین دو اور دہنی آنکھ سے شروع کرتے تھے کہ وہ شرافت رکھتی ہی اور دونون آنکھون مین کم وبیش کی وجہ یہ تھی کہ عدد طاق ہو کہ طاق کو جفت پر فضیلت ہی اسلیے کہ اللہ تعالیٰ طاق ہی اور طاق ہی اسکو پسند ہی بس بندے کا فعل بھی خداے تعالیٰ کے اوصاف مین سے کسی وصف کی مناسبت سے خالی نہونا چاہیے اور یہی جہت استنجا کے ڈھیلون مین عدد طاق مستحب ہوا اور باوجودیکہ تین سلائیان بھی طاق تھین مگر اُن پر اکتفا نہ کیا اسلیے کہ اُس صورت مین بائین آنکھ مین ایک سلائی پڑتی اور ایک دفعہ کے ڈالنے مین سرمہ پلکون کی جڑون مین پورا نہین پہونچتا اور دہنی مین ایک زیادہ اسلیے ڈالی کہ طاق کو فضیلت ہی اور دہنی بھی افضل ہی اسلیے افضل ہی فضیلت کی مستحق زیادہ ہی اور اگر یہ کہو کہ بائین آنکھ مین دو پر اکتفا کیون کیا وہ تو جفت ہی تو اسکا جواب یہ ہی کہ یہ اکتفا ضرورت کی جہت سے ہی کیونکہ اگر ہر ایک مین عدد طاق کی رعایت ملحوظ رہتی تو سب عدد جفت ہو جاتے کیونکہ طاق اور طاق ملکر جفت ہو جاتا ہی اسلیے طاق کی رعایت تمام سرمہ لگانے مین کہ ایک فعل ہی بہتر ہی بہ نسبت ہر آنکھ مین رعایت طاق رکھنے سے اور اس باب مین ایک اور صورت بھی ہی یعنی ہر آنکھ مین تین تین بار لگاوے جیسے وضو مین اعضا کو تین تین بار دھوتے ہین اور یہ فعل بھی حدیث صحیح مین آچکا ہی یہی بہتر ہی اب اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام حرکات مین رعایتون کو پورا لکھنا چاہین تو بہت طول ہو جاوے اسلیے جو باتین کہی اُس پر بدون سنے ہوے کو قیاس کرلو - جاننا چاہیے کہ عالم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث جبھی ہوتا ہی کہ سب شریعت کی علتون پر مطلع ہو جاوے یہان تک کہ اُسمین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین صرف فرق نبوت کے درجے کا رہ جاوے اور یہی درجہ وارث اور مورث مین فرق کا ہی اسلیے کہ مورث وہ ہی جسنے مال کو وارث کے لیے حاصل کیا اور خود اپنی کمائی سے پیدا کیا اور اُسپر قادر ہوا اور وارث وہ ہی جسنے نہ کمایا نہ قابو پایا بلکہ مورث کے پاس سے اُسکے پاس چلا آیا اور پیشتر اُسکا تھا اب اُسنے اُس سے حاصل کیا تو اس طرح کی باتین باوجودیکہ غور طلب اسرار کی نسبت کر بہت سہل ہین پھر بھی ابتداءً انکا دریافت کرنا اور خود نکالنا بجز انبیا علیہم السلام کے اورون سے نہین ہو سکتا اور انبیا کی تنبیہ کرنے کے بعد انکو استنباط بھی کوئی نہین کر سکتا بجز اُن علما کے جو وارث انبیا علیہم السلام کے ہین - چھٹے اور ساتوین ناف اور سر ذکر کی کھال کا دور کرنا اُن مین سے ناف پیدا ہونے کے وقت دور کی جاتی ہی اور ختنون کے باب مین یہودیون کی عادت ہی کہ پیدایش کے ساتوین روز کر دیتے ہین اس باب مین اُنکی مخالفت کرنی اور اگلے دانت نکلنے تک تاخیر کرنی مستحب ہی اور خطرے سے دور تر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ختنہ کرنے مردون کے لیے سنت ہین اور عورتون کے لیے عزت - اور چاہیے کہ عورتون کے ختنہ کرنے مین مبالغہ نہ کیا جاوے - ام عطیہ جو ختنہ کیا کرتی تھین اُنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ام عطیہ ذراسی بو سونگھاوے اور زیادہ مت کاٹ کہ اسقدر سے چہرہ کی آب زیادہ ہوگی اور خاوند کو اچھی معلوم ہوگی اس حدیث مین آپ کے لفظون کی کنایہ کی خوبی معلوم کرو کہ تھوڑا کاٹنے کو بو سونگھانے سے تعبیر فرمایا اور دنیا کی مصلحت جو کچھ اُس سے تھی اُسکو ارشاد فرمایا کہ چہرے کی رونق اور خون اس سے زیادہ ہوتا ہی اور خاوند کو ہمبستر ہونا اچھا معلوم ہوتا ہی اور تامل کرو کہ نور نبوت کی پہونچ آخرت کی مصلحت پر کتنی ہوگی نبوت کے مقاصد مین سے اہم تو وہی مصلحتین ہین جس حال مین کہ دنیا کی مصلحتین ایسے ادنے معاملہ مین آپ کو ظاہر ہوگئین کہ اگر اس سے غفلت واقع ہو تو ضرر کا خوف ہی باوجودیکہ آپ اُمی تھے - پس پاک ہی وہ ذات جسنے آپ کو لوگون کی رحمت کے لیے بھیجا تاکہ اپنے مبعوث ہونے کی برکت سے اُنکے لیے دنیا اور دین کی مصلحتین جمع فرماوین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین آٹھوین داڑھی کا بڑھانا اور اسکو سہنے سب سے پیچھے اسلیے ذکر کیا تاکہ اسکے باب مین جو سنتین اور بدعتین ہین اُنکو بھی ملا دین کیونکہ یہی موقع اُنکے ذکر کا خوب ہی لوگون نے اس باب مین اختلاف کیا ہی کہ داڑھی اگر لمبی ہو جاوے تو کیا کرنا چاہیے بعض کا قول ہی کہ اگر مقدار مشت چھوڑ کر باقی کو کتر دے تو کچھ مضائقہ

اخرجہ الترمذی
بروایت
ابن عمرؓ
بسند ضعیف
اخرجہ الترمذی
وابن ماجہ
بروایت
ابن عباسؓ
اخرجہ احمد
والبیہقی بروایۃ
اسامہ بسند
ضعیف
اخرجہ ابوداؤد
بروایت
ام عطیہ اور
بسند ضعیف
۱۲۵

نہین کہ حضرت ابن عمرؓ اور بہت سے تابعین نے ایسا کیا ہی اور شعبی اور ابن سیرین نے اُسکو اچھا جانا ہی اور حسن اور قتادہؒ نے اُسکو مکروہ فرمایا ہی اور کہا ہی کہ اُسکو لٹکی رہنے دینا مستحب ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ داڑھی بڑھاؤ اور کترانا نیچے سے کچھ مضائقہ نہین بشرطیکہ نوبت داڑھی کے کترنے اور سب طرف سے گول کرنے کی نہ پہونچے کیونکہ زیادہ ملیا کرنا بھی پیدائش کو بُرا کرتا ہی اور غیبت کرنے والون کی زبان اسپر کھلتی ہی کہ فلان لمبی ڈاڑھی والا ہی تو اس نیت سے کہ ان دونون باتون سے محفوظ رہی کترانے کا مضائقہ نہین نخعی کہتے ہین کہ مجھے تعجب آتا ہی کہ جو شخص عاقل لمبی داڑھی رکھتا ہی وہ اُسمین سے کیون نہین چھانٹتا دو داڑھیون کے درمیان مین اُسکو کیون کرتا ہی ہر چیز مین توسط کا درجہ اچھا ہوتا ہی اور اسی واسطے کہا گیا ہی کہ جب داڑھی لمبی ہو جاتی ہی تو عقل رخصت ہوتی ہی **اور داڑھی کے مکروہات** دس ہین اور بعض کی نسبت کہ بعض زیادہ مکروہ ہین اول سیاہی سے خضاب کرنا اس سے منع وارد ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ تمھارے جوانون مین سے بہتر وہ ہی جو بوڑھون کی صورت بنا دے اور بوڑھون مین سے بدتر وہ ہی جو جوانون کی صورت بنائے یہین بوڑھون کی صورت بنانے سے غرض یہ ہی کہ وقار اور شائستگی مین بوڑھون کی طرح ہو یہ نہین کہ بال سفید کرے اور جوانون کی صورت بنانے سے مراد سیاہی سے خضاب کرنے سے ہی اور فرمایا کہ وہ خضاب دوزخیون کا ہی اور دوسری روایت مین ہی کہ سیاہی سے خضاب کرنا کافرون کا خضاب ہی اور ایک شخص نے حضرت عمرؓ کے عہد مین نکاح کیا اور وہ سیاہ خضاب کرتا تھا جب کھونٹیان نکل آئین تو بوڑھاپا کھل گیا عورت کے خویش و اقارب نے یہ مقدمہ حضور مین حضرت عمرؓ کے پیش کیا آپ نے نکاح فسخ کر دیا اور اسکو خوب پیٹا اور فرمایا کہ تو نے ان لوگون کو جوانی سے فریب دیا اور بوڑھاپے کو چھپایا۔ اور کہتے ہین کہ اول جس شخص نے خضاب سیاہ کیا فرعون ملعون تھا اور حضرت ابن عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہین کہ آپ نے فرمایا کہ آخر زمانہ مین کچھ لوگ ہونگے جو سیاہ خضاب کبوترون کے پوٹون کی صورت کا کرینگے وہ جنت کی بو نہ پاوینگے **دوسرا خضاب** زردی و سرخی سے کرنا یہ خضاب لڑائی مین کافرون پر بوڑھاپا چھپانے کو درست ہی اور اگر اس نیت سے نہو بلکہ دینداروں کی صورت بنانے کو ہو حالانکہ خود دیندار نہو تو بُرا ہی اور اس خضاب کے باب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ زردی اسلام والون کا خضاب ہی اور سرخی ایمانداروں کا اور پہلے لوگ مہندی سے سرخی کے لیے خضاب کرتے تھے اور خلوق اور کتم کو زردی کے لیے لگاتے تھے اور بعض علما نے جہاد کے لیے سیاہ خضاب بھی کیا ہی اور جس صورت مین کہ آدمی کی نیت درست ہو اور خواہش نفس اور شہوت کی پابندی نہو تو سیاہ کا بھی مضائقہ نہین **تیسرا** گندھک سے بالون کو سفید کرنا اسلیے کہ جلدی سے عمر زیادہ معلوم ہو اور لوگ عزت کرین اور گواہی مقبول ہو اور اُستادون سے روایت کرنے کو سچ جانین اور جوانون سے فوقیت حاصل ہو اور علم زیادہ معلوم ہو اس خیال سے کہ عمر مین زیادہ ہونا بزرگی زیادہ کرتا ہی حالانکہ یہ بات نہین بلکہ جاہل کو عمر کا زیادہ ہونا جہل ہی زیادہ کرتا ہی کیونکہ علم ثمرہ عقل کا ہی اور وہ سرشتی ہی بوڑھا ہونا اُسمین تاثیر نہین کرتا اور جس شخص کی سرشت حمق ہو اُسکو زیادہ دن گذرنے سے بجز حماقت کی زیادتی کے اور کیا ہوتا ہی اکابر سلف کا دستور اس قول کے بموجب تھا

**شعر** کودکے کو بہ عقل پیر بود * نزد اہل خرد کبیر بود * یعنی بوڑھے لوگ علم کی جہت سے جوانون کو آگے کرتے تھے حضرت عمرؓ حضرت ابن عباسؓ کو بڑے بڑے صحابہ پر مقدم کرتے تھے حالانکہ عمر مین حضرت ابن عباس چھوٹے تھے اور اُنسے پوچھا کرتے تھے اور ون سے نہ پوچھتے تھے اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ اللہ تعالی نے علم اپنے بندے کو جوانی ہی مین دیا ہی اور سب بہتری جوانی ہی مین ہی پھر آپ نے یہ آیتین پڑھین قالوا سمعنا فتی یذکرہم یقال لہ ابراہیم اور انہم فتیۃ امنوا بربہم وزدناہم ہدی اور واتیناہ الحکم صبیا اور حضرت انسؓ روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی حالانکہ آپ کے سر اور داڑھی مین بیس بال سفید نہ تھے لوگون نے اُنسے پوچھا کہ ابا حمزہ اسکی وجہ کیا ہی آپ کی عمر تو زیادہ تھی آپ نے فرمایا کہ خداے تعالی نے اُنکو بوڑھاپے کا عیب نہ لگایا لوگون نے کہا کہ کیا بوڑھاپا بُرا ہی اُنھون فرمایا کہ تم سب اُسکو برا جانتے ہو۔ اور کہتے ہین کہ یحیی بن اکثم اکیس برس کے تھے کہ قاضی ہو گئے اُنکو کسی شخص نے عین کچہری مین

حاشیہ: ح طبرانی بروایت واثلہ بسند ضعیف ۱۲ ح طبرانی وحاکم بروایت ابن عمر اور ابن ابی حاتم نے اس حدیث کو منکر کہا ہی ۱۲ ح ابوداؤد ونسائی ۱۲ ح طبرانی بروایت ابن عمرؓ اور ابن ابی حاتم نے کہا ہی کہ حدیث منکر ہی ۱۲ خلوق ایک خوشبو ہی ... اور کتم ایک گھاس ... ۱۲ ... ح ... ۱۲ ح بخاری ومسلم بروایت انس ... حضرت انسؓ سے پوچھا ۱۲

چھیڑا اور اُسکی غرض یہ تھی کہ چھوٹی عمر ہونے کی جہت سے یہ شرماوینگے پوچھا کہ قاضی صاحب کی خدا مدد کرے عمر کیا ہو فرمایا کہ عتاب ابن اسید کے برابر ہون جسوقت اُنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ کا حاکم اور قاضی مقرر فرمایا تھا وہ شخص اس بات کو سُنکر لاجواب ہو گیا۔ اور امام مالک رح سے مروی ہو کہ اُنھون نے فرمایا کہ مین نے بعض کتابون مین پڑھا ہو کہ تمکو ڈاڑھی دھوکا نہ دے کیونکہ ڈاڑھی تو بکرے کے بھی ہوتی ہو۔ اور ابو عمرو بن علا کہتے ہین کہ جب تم کسیکو دیکھو کہ لمبا قد اور چھوٹا سر اور چوڑی داڑھی ہو تو جان لو کہ بے وقوف ہو اگرچہ امیہ بن عبد الشمس ہی ہو۔ اور ایوب سختیانی کا قول ہو کہ مین نے ایک بوڑھے کو دیکھا کہ ایک لڑکے کے پیچھے جاتا ہو اور اُس سے علم سیکھتا ہو۔ اور حضرت امام زین العابدین رض فرماتے ہین کہ جس شخص کے پاس علم تجھسے بیشتر آوے وہ اُس علم مین تیرا امام ہو اگرچہ عمر مین تجھسے چھوٹا ہو۔ اور ابو عمرو بن علا سے کسی نے پوچھا کہ بوڑھے کو بھلا اچھا معلوم ہوتا ہو کہ صغیر سے علم سیکھے فرمایا کہ اگر جہل اُسکو برا معلوم ہوتا ہو تو سیکھنا اچھا معلوم ہو گا۔ اور یحییٰ ابن معین رح نے امام احمد حنبل کو دیکھا کہ امام شافعی کے خچر کے پیچھے جاتے ہین کہا کہ اے ابو عبد اللہ تمنے سفیان ثوری کی حدیث کو باوجود اُنکی بزرگی کے ترک کیا اور اس گبھرو کے خچر کے پیچھے جاتے ہو اور اُسنے حدیث سنتے ہو امام احمد نے جواب دیا کہ اگر تم اُنکے علم کی قدر پہچانو تو دوسری طرف خچر کے تم ساتھ چلو اگر سفیان ثوری کا علم مجکو اُنکی برتری کی جہت نہ ملا تو نیچے کے رتبے مین اترنے سے تو مل گیا اس جوان کی عقل تو ایسی ہو کہ اگر مجھسے رہ جاویگی تو مجکو نہ اوپر نہ نیچے ملے گی چوتھی ڈاڑھی کے سفید بالون کا اکھاڑنا بوڑھاپے کو برا جانکر اس سے حدیث مین ممانعت آئی ہو آپ نے فرمایا ہو کہ سفیدی مومن کا نور ہو اور اسکا حال سیاہ خضاب کا سا ہو اُسکی علت اُوپر بیان ہوئی اور سفیدی نور خدا ہو اُس سے اعراض کرنا نور سے مُنھ پھیرنا ہو پانچوین ڈاڑھی کو کل کو یا کسی قدر کو لغو اور ہوس کے طور پر چُنوانا یہ امر بھی مکروہ اور صورت کو بگاڑنا ہو اور بچی کے دونون طرف کے بال اکھاڑنے بدعت ہین ایک شخص جو یہ بال اکھاڑا کرتا تھا حضرت عمر بن عبد العزیز کی عدالت مین آیا آپ نے اُسکی گواہی قبول نہ فرمائی۔ اور حضرت عمر رض اور ابن ابی لیلیٰ قاضی مدینہ منورہ نے اُس شخص کی گواہی قبول نہ فرمائی جو اپنی ڈاڑھی کو اُکھاڑا کرتا تھا۔ اور شروع مین داڑھی کا اکھاڑنا اس نظر سے کہ لڑکے بنے رہین نہایت بری بات ہو اسلیے کہ داڑھی مردون کی زیبایش ہو کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے یون قسم کھاتے ہین کہ قسم ہو اُس ذات کی جسنے بنی آدم کو ڈاڑھیون مزین کیا اور پیدایش کی تمامی ہو اور اسی سے مردون کو عورتون سے تمیز کرتے ہین اور ایک تاویل غریب مین اللہ تعالیٰ کے ارشاد یزید فی الخلق مایشاء مین زیادتی سے غرض داڑھی ہی ہو۔ اور احنف بن قیس کے ڈاڑھی نہ تھی اُنکے شاگرد کہتے کہ ہم یہ چاہتے ہین کہ اگر ڈاڑھی بیس ہزار کو بکتی تو اُنکے لیے خرید دیتے۔ اور شریح قاضی نے کہا ہو کہ اگر میری ڈاڑھی دس ہزار کو ہاتھ لگے تو لے لون۔ اور داڑھی بری کیسے ہو سکتی ہو اُسکے باعث تو آدمی کی تعظیم ہوتی ہو اور علم و وقار کی نظر سے لوگ اُسکو دیکھتے ہین اور مجلسون مین اونچا بٹھاتے ہین اور لوگ اُسکی طرف متوجہ ہوتے ہین اور جماعت مین امام بناتے ہین اور آبرو محفوظ رہتی ہو کیونکہ جو گالی دیتا ہو تو طرف ثانی کے اگر ڈاڑھی ہوتی ہو تو پہلے اُسی پر چوٹ کرتا ہو کہ تھوک ہو اس ڈاڑھی پر۔ اور کہتے ہین کہ جنت کے لوگ سب بے ریش ہونگے بجز حضرت ہارون برادر حضرت موسیٰ علیہما السلام کے اُنکی ڈاڑھی ناف تک ہوگی یہ اُنکی خصوصیت اور فضیلت کی جہت سے ہو چھٹی ڈاڑھی کو ایسی طرح کترنا کہ تہین سی معلوم ہون اس نظر سے کہ عورتون کو اچھی معلوم ہو خواہ بناوٹ پائی جاوے۔ کعب کا قول ہو کہ آخر زمانے مین کچھ قومین ہونگی کہ اپنی ڈاڑھیون کو کبوترون کی دمون کی طرح پر کترینگے یعنی گول کرینگے اور اپنی جوتیون سے درانتیون کی سی آواز نکالینگے ان لوگون کو دین سے کچھ بہرہ نہین ساتوین ڈاڑھی مین کچھ بڑھا لینا یعنی دونون رخسارون پر جو بال کنپٹیون کے ہوتے ہین اور واقع مین وہ سر کے ہین اُنکو ڈاڑھی مین شمار کرنا اور جبڑے کی ہڈی سے تجاوز کرکے نصف رخسار تک نوبت پہونچانی یہ بھی مکروہ ہو کہ نکمون کی صورت سے مخالف ہو آٹھوین ڈاڑھی مین لوگون کے واسطے کنگھی کرنی ربشر فرتے ہین کہ ڈاڑھی مین دو جنجال ہین لوگون کی خاطر کنگھی کرنی اور زہد جتلانے کو اُلجھی چھوڑتی نوین

۱؎ خطیب نے تاریخ مین روایت کیا ہو اور اسکی اسناد مین ضعف ہو ۲؎ ابو داؤد و ترمذی و نسائی بروایت عمرو بن شعیب ۱۲ ۳؎ بڑھاتا ہو پیدایش مین ۹ پارہ ۱۷

اور دسوین داڑھی کی سیاہی خواہ سفیدی کو عُجب کی نگاہ سے دیکھنا اور یہ برائی تمام اجزاے بدن مین ہو سکتی ہی بلکہ سب افعال اور اخلاق مین عجب کرنا برا ہی چنانچہ اُسکا بیان عنقریب آویگا - غرض کہ زینت اور نظافت کے اقسام مین سے ہمکو اسی قدر بیان کرنا منظور تھا اور تین حدیثون سے جسم کے اندر بارہ چیزین مسنون پائی گئی ہین پانچ اُنمین سے سر مین ہین مانگ[1] نکالنا کلی کرنی ناک مین پانی دینا مونچھونکا کترنا مسواک کرنی اور تین ہاتھ اور پانون مین ہین یعنی ناخن تراشنا اور اوپر کی سلوٹین انگلیون کی اور پنجے کے جوڑون کو صاف کرنا اور چار جسم مین ہین یعنی بغل کے بال اکھاڑنے اور موے زیر ناف مونڈنے اور ختنہ کرنے اور پانی سے استنجا کرنا یہ سب امور احادیث[2] مین وارد ہین اور چونکہ غرض اس کتاب مین طہارت ظاہری سے متعرض ہونے سے ہی نہ باطن کے پاک کرنے سے اسی لیے مناسب ہی کہ ہم اسی قدر پر اکتفا کرین اور اُسکو خوب یاد رکھنا چاہیے کہ باطن کے فضلے اور میل جنکو پاک کرنا واجب ہی وہ زیادہ از حد شمار ہین اور اُنکی تفصیل انشاء اللہ جلد چہارم مین عنقریب مذکور ہوگی اور بتایا جاویگا کہ اُنکے دور کرنے کی تدبیر اور دل کو اُنسے پاک کرنے کا طریق کیا ہی - خدا کی عنایت سے باب اسرار طہارت پورا ہوا اور اُسکے بعد اسرار نماز کا ذکر ہوتا ہی والحمد للہ اولا واٰخرا وصلی اللہ علی محمد وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

## چوتھا باب نماز کے اسرار کے بیان مین

رباعی مفتاح بہشت کہتے ہین ہی وہ نماز ✤ اخلاص وخشوع سے جو ہووے دمساز
اسرار صلوٰۃ پر نظر کر احسن ✤ تا دل پہ ترے در معا ہو باز ✤

جاننا چاہیے کہ نماز دین کا رکن اور یقین کا متمسک اور ثواب کی چیزون کی اصل اور طاعتون مین عمدہ ہی اور ہمنے اپنی فقہی کتابون بسیط اور وسیط اور وجیز مین اُسکے فروع و اصول کو خوب بسط و تفصیل کے ساتھ لکھا ہی اور بہت سی تفریعات نادر اور عجیب و غریب مسائل اُنمین درج کیے ہین کہ وقت حاجت مفتی کے واسطے ذخیرہ ہون کہ کام کے وقت اُنکی طرف رجوع کرے اور مدد لے اور اب ہم اس باب مین صرف وہ باتین لکھتے ہین کہ طریق آخرت کے ارادہ کرنے والے کے لیے ضروری ہین یعنی نماز کے اعمال ظاہری اور اسرار باطنی زیب تحریر کرتے ہین اور اُسکے خفیہ معانی کے دقائق کو واضح کرتے ہین اور خشوع اور اخلاص اور نیت کے معنی شرح وار بیان کرتے ہین کہ اُن امور کو فن فقہ مین لکھنے کی عادت نہین اور اس باب کو سات فصلون پر منقسم کرتے ہین

## فصل اول نماز اور سجدہ اور جماعت اور اذان وغیرہ کی فضیلت مین

مشتمل سات بیانون پر بیان اول اذان کی فضیلت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین[3] کہ قیامت کے دن تین آدمی مشک سیاہ کے ٹیلون پر ہونگے کہ نہ اُنکو خوف حساب ہوگا نہ اور کسی طرح کی دہشت یہان تک کہ اُس حال سے فراغت کیجاویگی جو لوگون مین ہوگا ایک تو وہ شخص جسنے خدا تعالی کی رضا جوئی کے لیے قرآن مجید پڑھا ہوگا اور لوگون کی امامت کی ہوگی اور وہ اُس سے خوش رہے ہونگے اور ایک وہ شخص جسنے مسجد مین خداے تعالی کی مرضی کی طلب مین اذان دی ہوگی اور لوگون کو خداے تعالی کی طرف بُلایا ہوگا اور ایک وہ شخص کہ دنیا مین غلامی مین مبتلا ہو گیا ہو اور اس بات نے اُسکو آخرت کے عمل سے نہ روکا ہو اور فرمایا[4] لا یسمع صوت المؤذن جن ولا انس ولا شیء الا شہد لہ یوم القیٰمۃ اور فرمایا[5] کہ اللہ تعالی کا ہاتھ موذن کے سر پر رہتا ہی یہان تک کہ اپنی اذان سے فارغ ہو - اور بعض مفسرون نے کہا ہی کہ آیت[6] ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا موذنون کے باب مین اُتری ہی - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین[7] اذا سمعتم النداء فقولوا مثل ما یقول المؤذن اور یہ امر اچھا اور مستحب ہی کہ جو موذن کہے وہی آپ بھی کہتا جاوے مگر جب وہ حی علی الصلوٰۃ[8] اور حی علی الفلاح[9] کہے تو سننے والا کہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ اور جب وہ کہے قد قامت الصلوٰۃ[10] تو کہے اقامہا اللہ وادامہا[11] ما دامت السموات والارض اور فجر کی اذان مین جب کہے الصلوٰۃ خیر من النوم[12] تو کہے صدقت وبررت[13] اور جب اذان کہہ چکے تو یہ دعا پڑھے اللہم[14] رب ہذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ اٰت محمدن

ح ؎۱ مانگ نکالنی مین بخاری بروایت ابن عباسؓ ۱۲ ؎۲ مسلم مین بروایت حضرت عائشہ مروی ہی ۱۲ دس باتین فطرت کی ہین یعنی مونچھین کترنی اور داڑھی کا چھوڑنا اور مسواک کرنی اور ناک مین پانی دینا اور ناخن کترنا اور انگلیون کی پورین دھونا اور بغل کے بال لینے اور زیر ناف کے بال مونڈنے اور استنجا کرنا اور کلی کرنا راوی کہتا ہی دسوین بات بھول گیا

بیان کیا او کہا کہ شاید کلی کرنا ہوگا اور ابو داود نے بروایت عمار بن یاسر کلی کرنا اور ختنہ کرنا روایت کیا ہی ۱۲ ؎۳ طبرانی نے جامع صغیر مین بروایت ابن عمرؓ یہ مضمون روایت کیا ہی ۱۲ ؎۴ موذن کی آواز جو جن اور انسان اور کوئی چیز سنیگی وہ قیامت کو اُسکے لیے گواہی دیگی ۱۲ بخاری بروایت ابو سعیدؓ ۱۲ ؎۵ طبرانی در اوسط بروایت انسؓ بسند ضعیف ۱۲ ؎۶ اور اُس سے بہتر کسکی بات ہی جسنے بلایا اللہ کیطرف اور کیا نیک کام ۱۲ ؎۷ جب تم اذان سنو تو کہو جیسے موذن کہتا ہی ۱۲ بخاری و مسلم بروایت ابو سعیدؓ ؎۸ آؤ نماز کو ؎۹ آؤ بہتری کو ۱۲ ؎۱۰ نماز قائم ہوتی ۱۲ ؎۱۱ قائم رکھا خدا اسکو قائم اور دائم رکھے جبتک کہ آسمان و زمین ہین ۱۲ ؎۱۲ نماز بہتر ہی سونے سے ۱۲ ؎۱۳ تو نے سچ کہا اور خوب کہا ۱۲ ؎۱۴ اے خدا مالک اس دعا کے کامل و نماز حاضر کے دے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت اور بلند درجہ اور اٹھا انکو اس مقام محمود پر جسکا تو نے وعدہ کیا ہی تو وعدے کو یقینا خلاف نہین کرتا ۱۲

الوسیلة والفضیلة والدرجة الرفیعة وابعثه مقاما المحمودا الذی وعدته انک لا تخلف المیعاد اور سعید بن مسیب رض فرماتے ہین کہ جو شخص جنگل مین نماز پڑھے تو ایک فرشتہ اُسکے دہنے سے نماز پڑھتا ہے اور ایک بائین جانب پس اگر اذان اور تکبیر کہتا ہے تو اُسکے پیچھے پہاڑون کے برابر فرشتے نماز پڑھتے ہین

**دوسرا بیان فرض نماز کی فضیلت مین** اللہ تعالی فرماتا ہے ان الصلوة کانت علی المومنین کتابا موقوتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین خمس صلوات کتبهن اللہ علی العباد فمن جاء بهن ولم یضیع منهن شیئا استخفافا بحقهن کان له عند اللہ عهدا ان یدخله الجنة ومن لم یات بهن فلیس له عند اللہ عهد ان شاء عذبه وان شاء ادخله الجنة اور فرمایا کہ پانچون نمازون کی مثال ایسی ہے جیسے بہت شیرین پانی کی نہر تم مین سے کسی کے دروازے پر ہو اور وہ اُسمین دن بھر مین پانچ بار گھستا ہو تو یہ پانچ بار نہانا تمھاری دانست مین اُسپر کچھ میل چھوڑیگا لوگون نے عرض کیا کہ کچھ نہ چھوڑیگا آپ نے فرمایا کہ تو پانچون نمازین گناہون کو ایسا ہی دور کرتی ہین جیسے پانی میل کو دور کرتا ہے اور ایک حدیث مین فرمایا ان الصلوات کفارة لما بینهن ما اجتنبت الکبائر اور فرمایا کہ ہم مین اور منافقون مین فرق عشا اور صبح کا حاضر ہونا ہے کہ منافق ان دونون مین نہین آسکتے اور فرمایا جو شخص اللہ سے ملے اور وہ نماز کا تلف کرنے والا ہو تو اللہ تعالی اُسکی نیکیون مین سے کسی کا اعتبار نہ کریگا۔ اور فرمایا کہ نماز دین کا رکن ہے جسنے اُسکو ترک کیا اُسنے دین کو مسمار کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے سوال کیا کہ اعمال سے کونسا افضل ہے آپ نے فرمایا کہ وقت پر نماز پڑھنی۔ اور فرمایا کہ جو شخص نماز پنجگانہ کی حفاظت کرے کہ وضو کامل سے عین وقت پر ادا کرے تو وہ نماز قیامت کو اُسکے لیے نور اور برہان ہوگی اور جو کوئی اُسکو تلف کریگا اُسکا حشر فرعون اور ہامان کے ساتھ ہوگا۔ اور فرمایا کہ نماز جنت کی کنجی ہے۔ اور فرمایا کہ خداے تعالی نے توحید کے بعد اپنی مخلوق پر نماز سے محبوب تر کوئی چیز نہین فرض کی اور اگر نماز سے محبوب تر خداے تعالی کے نزدیک کوئی اور چیز ہوتی تو فرشتون کے لیے اُسکو عبادت مقرر فرماتا حالانکہ اُنسے نماز کے افعال لیتا ہے کہ کوئی اُنمین سے رکوع کرنے والا ہے اور کوئی سجدہ کرنے والا اور کوئی کھڑا ہے کوئی بیٹھا۔ اور فرمایا کہ جس شخص نے نماز کو جانکر چھوڑا وہ کافر ہوگیا۔ مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ وہ شخص کفر کے قریب ہوگیا کہ اُسکے تمسک کی چیز ڈھیلی ہوگئی اور سہارا اگر گیا جیسے کوئی شخص شہر کے قریب پہونچتا ہے تو کہا کرتے ہین کہ شہر مین آگیا اور پہونچ گیا۔ اور ایک حدیث مین آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص نے نماز جان کر چھوڑی اُس سے ذمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بری ہوگیا۔ اور حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہین کہ جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح کرے پھر نماز کا قصد کرکے گھر سے نکلے تو جب تک نماز کی نیت کریگا اُسوقت تک اپنی نماز ہی مین رہیگا اور ایک قدم پر اُسکو نیکی لکھی جاویگی اور دوسرے پر ایک بدی مٹا دی جاویگی پس اگر تم مین سے کوئی تکبیر سنے تو دوڑنا چاہیے کیونکہ بڑا ثواب اُسی کو ہوگا جسکا گھر دور ہوگا لوگون نے پوچھا کہ اسکی کیا وجہ ہے فرمایا کہ قدمون کی کثرت کی جہت سے ثواب کی کثرت ہے۔ اور مروی ہے کہ قیامت مین جو آدمی کے اعمال دیکھے جاوینگے اُن مین سب سے اول نماز ہوگی وہ اگر پوری پائی جاویگی تو اُسکے سارے عمل مقبول ہونگے اور اگر اُسمین نقصان ہوگا تو تمام عمل اُسکے نامنظور ہونگے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ کو ارشاد فرمایا کہ ای ابو ہریرہ اپنے گھر والون کو نماز پڑھنے کا حکم کر خدا تعالی تجکو روزی ایسی جگہ سے پہونچاویگا کہ تو نجانتا ہو۔ اور بعض علما کا قول ہے کہ نمازی کا حال مثل سوداگر کے ہے کہ جب تک اُسکو سرمایہ حاصل نہین ہوتا نفع نہین ملتا اسی طرح نماز کی نفلین مقبول نہین ہوتین جبتک کہ فرض کو ادا نہین کر لیتا اور حضرت ابو بکر جب نماز کا وقت آتا تو فرماتے کہ کھڑے ہو اور جو آگ تم نے بھڑکائی ہے اُسکو بجھاؤ یعنے نماز کو اپنے گناہون کا کفارہ کرو **تیسرا بیان ارکان کے پورا کرنے کی**

عبادہ بن صامت ۱۲ ح مسلم بروایت جابر ۱۲ وابو داود و نسائی بروایت جنت مین داخل کرے ۱۲ اُنکو عذاب دے اور چاہے اللہ کے پاس عہد نہین چاہے کوئی اُنکو ادا کرے تو اُسکے واسطے جنت مین داخل کرے اور جو اللہ کے نزدیک عہد ہوگا کہ اُسکو کچھ ضائع نہ کرے تو اُسکے لیے اور اُنکے حق کو ہلکا جانکر اُنمین سے فرض کیا ہے پس جو کوئی اُنکو بجا لاوے جنکو اللہ تعالی نے بندون پر پانچ نمازین ہین ۱۲ ح یہ نمازین مسلمانون پر مقرر وقت ہے ۱۲

ح نمازین کفارہ ہین ان گناہون کا جو اُنکے درمیان ہون جبتک کہ کبیرہ گناہون سے احتراز کیا جاوے ۱۲ بروایت ابو ہریرہ ۱۲ ح الک بروایت سعید بن مسیب مرسلا ۱۲ ح یہ حدیث ان الفاظ سے جو احیا مین ہین مجکو نہین ملی طبرانی نے بروایت انس ایک حدیث اسکے قریب مضمون کی روایت کی ہے ۱۲ ح بیہقی نے اوسط مین بروایت عمر بسند ضعیف ۱۲ ح بخاری و مسلم بروایت ابن مسعود ۱۲ ح احمد ابن حبان بروایت ابن عمر ۱۲ ح ابو داود و طیالسی بروایت جابر ۱۲ ح یہ حدیث ان الفاظ سے جو احیا مین ہے نہین ملی مگر اسکا آخر طبرانی نے بروایت جابر روایت کیا ہے ۱۲ ح بزار بروایت ابو درداء اور اُسکی اسناد مین کلام ہے ۱۲ ح احمد و بیہقی بروایت ام ایمن ۱۲ ح اصحاب سنن و حاکم بروایت ابو ہریرہ ۱۲ ح اسکی اصل مجکو نہین ملی ۱۲

فضیلت مین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ نماز فرض کی مثال مانند ترازو کے ہی جو پورا دیگا پورا لیگا۔ اور یزید رقاشی کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز برابر تھی گویا تلی ہوئی ہی یعنی سب ارکان پورے ایک طرح ادا فرماتے تھے۔ اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دو شخص میری امت مین سے نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہین ان دونون کا رکوع اور سجدہ ایک ہی ہی مگر دونون کی نمازون مین زمین و آسمان کا فرق ہی۔ اس مین آپ نے خشوع کی طرف اشارہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالی قیامت کے دن اُس بندے کیطرف نہ دیکھے گا جو رکوع اور سجدہ کے درمیان مین اپنی پشت سیدھی نہین کرتا۔ اور فرمایا کہ جو شخص نماز مین اپنا مُنھ پھیرتا ہی کیا وہ اس بات سے نہین ڈرتا کہ خدا تعالی اُسکے مُنھ کو گدھے کے مُنھ سے بدل دے۔ اور فرمایا کہ جس شخص نے نماز کو اُسکے وقت پر پڑھا اور اُسکے لیے وضو اچھی طرح کی اور اُسکا رکوع اور سجدہ اور خشوع پورا کیا تو وہ نماز روشن ہوکر اوپر چڑھتی ہی اور کہتی ہی کہ خدا تعالی تیری حفاظت کرے جیسی تو نے میری حفاظت کی اور جسنے نماز کو بے وقت پڑھا اور وضو پوری نکی اور نہ اُسکے رکوع اور سجدہ اور خشوع کو کامل طور پر ادا کیا تو یہ نماز سیاہ رنگ ہوکر اوپر جاتی ہی اور کہتی ہی کہ خدا تعالی تجکو ضائع کرے جیسا تو نے مجھے ضائع کیا یہانتک کہ جب وہان پہونچتی ہی جہان خدا کی مرضی ہو تو وہ کپڑے کی طرح لپیٹی جاتی ہی اور اُس شخص کے مُنھ پر ماری جاتی ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگون مین سے چوری مین سب سے برا وہ ہی جو اپنی نماز مین سے چورا وے۔ اور حضرت ابن مسعود اور سلمان فارسی فرماتے ہین کہ نماز ایک پیمانہ ہی جو پورا دیگا پورا پاویگا اور جو اُسمین کمی کریگا تو اُسکو معلوم ہی ہی کہ اللہ تعالی نے پیمانے کے کم کرنے والے کے باب مین کیا کہا ہی

## چوتھا بیان جماعت کی فضیلت مین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صلوۃ الجمع تفضل صلوۃ الفذ بسبع وعشرین درجۃ۔ اور حضرت ابو ہریرہ راوی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگون کو بعض نمازون مین نپایا تو فرمایا کہ مین یہ چاہتا ہون کہ کسی شخص کو لوگون کو نماز پڑھانے کا حکم کرون اور خود اُن لوگون کو تلاش کرون جو نماز مین نہین آتے اور اُنکے گھر پھونک دون اور ایک روایت مین یون ہی کہ مین اُن لوگون کی طرف جاؤن جو نماز سے بیٹھ رہتے ہین پھر حکم کرون کہ لکڑیون کے گٹھون سے اُنکے گھر پھونک دیئے جاوین اور اگر اُن مین سے کسی کو یہ معلوم ہو کہ مجکو پر گوشت ہڈی یا عمدہ پائے بکری کی ملینگے تو نماز عشا مین ضرور آوے۔ اور حضرت عثمان مرفوعا فرماتے ہین کہ جو شخص نماز عشا مین حاضر ہوا وہ گویا آدھی رات شب بیدار رہا اور جو صبح کی نماز مین آیا وہ گویا ایک رات شب بیدار ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جو شخص جماعت مین نماز پڑھتا ہی تو اُسکا سینہ عبادت سے پر ہو جاتا ہی اور سعید بن مسیب فرماتے ہین کہ بیس برس کے عرصے سے میرا یہ حال ہی کہ جب موذن نے اذان دی ہی تو مین مسجد ہی مین ہوتا ہون۔ اور محمد بن واسع نے فرمایا ہی کہ مین دنیا سے صرف تین چیزین چاہتا ہون اول بھائی کہ جب مین کج ہون مجھے سیدھا کردے دوسری نذار ق حلال سے کہ خالی از حق غیر ہو تیسری نماز جماعت کی کہ اُسکی بھول مجھسے معاف کردی جاوے اور اُسکی بزرگی میری لیے لکھ دیجاوے۔ اور روایت ہی کہ حضرت ابو عبیدہ نے ایکبار کچھ لوگون کو نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو فرمایا کہ اسوقت شیطان میرے ساتھ لگا تھا یہانتک کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ مجکو اورون پر بڑائی ہی اب مین امامت کبھی نکرون گا۔ اور حضرت حسن بصری کا قول ہی کہ جو آدمی علما کے پاس آمد و رفت نرکھتا ہو اُسکے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ اور نخعی فرماتے ہین کہ جو شخص لوگون کی امامت بدون علم کے کرتا ہی وہ ایسا ہی کہ سمندر کے پانی کو ناپتا ہی کہ اُسکی کمی اور بیشی کو کچھ نہین جانتا۔ اور حاتم اصم کا قول ہی کہ مجکو ایکبار جماعت کی نماز نہ ملی تو ابو اسحاق بخاری نے صرف میری تعزیت کی اور اگر میرا لڑکا مرجاتا تو دس ہزار آدمیون سے زیادہ تعزیت کرتے مگر یہ کہ دین کی مصیبت لوگون کے نزدیک دنیا کی مصیبت سے آسان ہی۔ اور حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ جس شخص نے اذان سنی اور نماز کو حاضر نہوا اُسنے بہتری کا قصد نہ کیا نہ اُس سے کچھ بھلائی مقصود ہی۔ اور حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا ہی کہ آدمی کے کانون مین رانگ پگلا کر بھر دیا جاوے تو اس سے بہتر ہی کہ اذان سنے اور نماز کو نہ آوے۔ اور مروی ہی کہ میمون بن مہران مسجد مین آئے کسی نے اُن سے کہا کہ لوگ تو نماز پڑھکر چلے گئے کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون اس جماعت کی نماز کی فضیلت مجکو

ابن مبارک نے بروایت حسن مرسلا ۱۲ تخ ابن مبارک نے زہد مین روایت کیا ہی اور اس سند مین ابو الولید صفار ہی اور یہ حدیث مرسل اور ضعیف ہی ۱۲ تخ ابن الجوزی نے بروایت ابو ایوب انصاری مگر یہ حدیث موضوع ہی ۱۲ تخ احمد بروایت ابو ہریرہ تخ ابن عدی بروایت جابر اور بخاری اور مسلم مین بروایت ابو ہریرہ یہ ہی کہ جو شخص اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہی کیا وہ اس بات سے نہین ڈرتا ۱۲ تخ طبرانی نے بروایت انس اوسط مین بسند ضعیف ۱۲ تخ احمد و حاکم بروایت ابو قتادہ تخ جماعت کی نماز تنہا کی نماز سے ستائیس درجہ زیادہ ہی ۱۲ بخاری و مسلم بروایت ابن عمر تخ بخاری و مسلم بروایت ابن عمر ۱۲ تخ بخاری و مسلم ۱۲ اور مسلم مین مرفوعا ہی ۱۲ تخ مسلم ۱۲ تخ ترمذی مین موقوفا ۱۲ تخ ... سعید بن منصور ... موقوفا ... ہی اور مرفوعا مجکو نہین ملی ۱۲

عراق کی حکومت کی نسبت کر زیادہ پسند ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین من صلی اربعین یوما الصلوات فی جماعۃ لا تفوتہ فیہا
تکبیرۃ الاحرام کتب اللہ لہ براءتین براءۃ من النفاق وبراءۃ من النار اور کہتے ہین کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو کچھ لوگ ایسے اٹھینگے
کہ انکے چہرے روشن ستارے کی طرح چمکتے ہونگے فرشتے انسے کہینگے کہ تمھارے اعمال کیا تھے وہ کہینگے کہ جب ہم اذان سنا کرتے تھے
تو طہارت کو اٹھ کھڑے ہوتے تھے پھر دوسرا کام ہمکو حارج نہوتا تھا پھر ایک جماعت اٹھے گی کہ انکے منھ چاند جیسے ہونگے وہ فرشتون کے
سوال کے بعد یہ کہینگے کہ ہم وقت سے پہلے وضو کیا کرتے تھے پھر کچھ لوگ ایسے اٹھینگے کہ انکے چہرے آفتاب کی طرح چمکتے ہونگے وہ یہ کہینگے
کہ ہم اذان مسجد ہی مین سنا کرتے تھے۔ اور روایت ہو کہ اکابر سلف سے اگر تکبیر اولی فوت ہو جاتی تھی تو تین دن اپنے نفسون پر سختی کرتے
اور اگر جماعت فوت ہوتی تھی تو سات روز پانچوان بیان سجدے کی فضیلت مین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین ما تقرب
العبد الی اللہ بشیء افضل من سجود خفی اور فرمایا ما من مسلم یسجد للہ سجدۃ الا رفعہ اللہ بہا درجۃ وحط عنہ بہا سیئۃ اور مروی ہو کہ کسی شخص نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ آپ اللہ سے دعا فرمائیے کہ مجکو آپ کی شفاعت والون مین سے کرے اور جنت مین آپ کی
رفاقت نصیب کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو کثرت سجدہ سے میری مدد کر۔ اور مروی ہو کہ بندہ زیادہ تر قریب اللہ تعالی سے
اسوقت ہوتا ہو کہ سجدہ کرنے والا ہو اور یہی مراد ہو اس ارشاد خداوندی مین واسجد واقترب اور اللہ تعالی فرماتا ہو سیماہم فی وجوہہم من اثر
السجود اس آیت مین اثر سجدہ سے بعضون نے یہ مراد لی ہو کہ سجدہ کے وقت جو چہرہ پر خاک لگ جاتی ہو اور بعضون نے کہا کہ وہ نور خشوع
ہو جو باطن سے ظاہر پر چمکتا ہو اور یہ قول اصح ہو اور بعضون نے کہا ہو کہ اس سے غرض وہ روشنی ہو کہ وضو کے نشان کی جہت سے قیامت
کو چہرے پر ہوگی۔ اور ایک حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی سجدہ کی آیت پڑھتا ہو اور سجدہ کرتا ہو تو شیطان
علحدہ ہو کر روتا ہو اور کہتا ہو کہ ہاے مصیبت اسکو سجدے کا حکم ہوا اسنے سجدہ کیا تو اسکو جنت ہوئی اور مجکو سجدے کا حکم ہوا اور مین نے نمانا
تو مجکو دوزخ ملی۔ اور علی بن عبد اللہ بن عباس رض سے مروی ہو کہ وہ ہر روز ہزار سجدے کیا کرتے تھے۔ اور لوگ اسی جہت سے
انکو سجاد کہتے تھے اور مروی ہو کہ عمر بن عبد العزیز بجز مٹی کے اور کسی چیز پر سجدہ نہ کرتے تھے اور یوسف بن اسباط کہا کرتے تھے کہ اے
گروہ جوانان مرض سے پیشتر تندرستی کیطرف سبقت کرو کہ مین بجز اُس شخص کے اور کسی پر حسد نہین کرتا جو اپنا رکوع اور سجدہ پورا کرتا ہو
اور مجھ مین اور رکوع سجدہ کرنے مین اب مرض حائل ہو گیا ہو۔ اور سعید بن جبیر نے کہا ہو کہ مین دنیا کی کسی چیز پر رنج نہین کرتا بجز سجدہ کے۔ اور
عقبہ بن مسلم نے کہا ہو کہ کوئی خصلت بندہ مین اللہ تعالی کے نزدیک اس سے محبوب تر نہین کہ بندہ خداے تعالی کے ملنے کو پسند کرے اور
کوئی ساعت ایسی نہین جسمین بندے کو قرب الٰہی زیادہ ہو بجز سجدہ کرنے کی ساعت کے اور حضرت ابو ہریرہ رض نے فرمایا ہو کہ بندہ زیادہ تر قریب
خداے تعالی سے سجدے کے وقت ہوتا ہو پس سجدہ مین زیادہ دعا کیا کرو چھٹا بیان خشوع یعنے فروتنی کی فضیلت مین۔ اللہ تعالی فرماتا ہو
واقم الصلوۃ لذکری اور فرمایا ولا تکن من الغافلین اور فرمایا لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون اس مین سکاری سے بعضون نے
یہ مراد لی ہو کہ کثرت غم سے متوالے ہون اور بعضون نے کہا کہ دنیا کی محبت سے مست ہون اور وہب رح فرماتے ہین کہ مراد اس سے ظاہر معنی
ہین کہ نشے سے مست ہو غرض کہ اس مین تنبیہ ہو دنیا کے نشے پر کیونکہ علت کو بیان فرما دیا ہو کہ جب تک تم جانو کہ کیا کہتے ہو اور بہت سے
نمازی ایسے ہوتے ہین کہ نشا نہین پیے ہوئے ہین مگر انکو نہین خبر ہوتی کہ نماز مین کیا کہ رہے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من صلی

رکعتین لم یحدث نفسہ فیہما بشئی من الدنیا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ اور فرمایا کہ انما الصلوۃ تمسکن وتواضع وتضرع وتباؤس وتنادم وترفع یدیک فیقول اللھم اللھم فمن لم یفعل فھی خداج - اور اللہ تعالی سے بعض پہلی کتابون مین یون مروی ہو کہ یہ ارشاد فرمایا ہو کہ مین ہر ایک نمازی کی نماز مقبول نہین کرتا بلکہ اُس شخص کی نماز قبول کرتا ہون جو میری عظمت کے سامنے فروتنی کرے اور میرے بندون پر تکبر نہ کرے اور بھوکے فقیر کو کھانا میری رضا کے لیے کھلاوے - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ نماز کا فرض ہونا اور حج اور طواف کا حکم ہونا اور دوسرے ارکان کا مقرر ہونا صرف ذکر الٰہی کے برپا کرنے کے لیے ہو پس اگر تیرے دل مین جو مقصود ہو اُسکی یاد نہو اور عظمت اور ہیبت مطلوب سے تیرا دل خالی ہو تو تیرے ذکر کی قیمت کچھ نہین - اور جس شخص کو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی اُسکو ارشاد فرمایا کہ اذا صلیت فصل صلوۃ مودع یعنی اپنے نفس اور خواہش اور عمر کو رخصت کر کے اپنے مولی کی طرف چلے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہو یا ایھا الانسان انک کادح الی ربک کدحا فملاقیہ - اور فرمایا واتقوا اللہ واعلموا انکم ملاقوہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو اُسکی نماز فحش اور برائی سے منع نہ کرے تو وہ خدا تعالی سے دور ہی ہوتا جاویگا - اور نماز تو خداے تعالی سے مناجات کرنے کا نام ہو تو غفلت کے ساتھ کیسے ہو جاویگی - اور بکر بن عبد اللہ کا قول ہو کہ اے ابن آدم اگر تو اپنے آقا کے پاس بدون اُسکی اجازت کے جانا چاہے اور بدون کسی میانی واسطے کے اُس سے گفتگو کرنی چاہے تو ہو سکتا ہو لوگون نے کہا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہو کہا کہ وضو کامل کر کے محراب مین جا کھڑا ہو کہ اپنے آقا کے سامنے بدون اجازت چلے جاوٴگے پھر اُس سے بدون ذریعۂ درمیانی باتین کرو - اور حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمسے باتین کیا کرتے تھے اور ہم آپ سے کچھ کہتے تھے مگر جب نماز کا وقت ہوتا تھا تو آپ گویا ہمکو نہ جانتے تھے اور ہم آپ کو نہ پہچانتے تھے اسقدر خداے تعالی کی عظمت مین مشغول ہوتے تھے - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا ینظر اللہ الی صلوۃ لا یحضر الرجل فیہا قلبہ مع بدنہ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب نماز کو کھڑے ہوتے تو اُنکے دل کی آواز اضطراب دو میل کے فاصلے پر سُنائی دیتی تھی - اور سعید تنوخی جب نماز پڑھتے تو اُنکے آنسو رخسارون پر سے داڑھی پر گرنے سے نہ تھمتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز مین اپنی داڑھی سے کھیلتا ہو فرمایا کہ اگر اسکا دل خشوع کرتا تو اُسکے اعضا بھی خشوع کرتے - اور روایت ہو کہ حضرت حسن بصری نے ایک شخص کو دیکھا کہ کنکرون سے کھیل رہا ہو اور کہتا ہو کہ الٰہی میرا نکاح حور عین سے کر دے آپ نے فرمایا کہ تو اچھا نوشہ نہین رکھتا کہ منگنی حور عین سے چاہتا ہو اور کنکرون سے کھیلتا ہو - اور خلف بن ایوب سے کسی نے کہا کہ کیا نماز مین تمکو مکھی نہین ستاتی کہ تم اُسکو ہٹا دو فرمایا کہ مین اپنے نفس کو ایسی چیز کا عادی نہین کرتا کہ میری نماز کو فاسد کر دے سائل نے کہا کہ تمکو صبر کیسے ہوتا ہو فرمایا کہ مین نے سُنا ہو کہ فاسق بادشاہی کوڑون کے نیچے صبر کرتے ہین تا کہ لوگ کہین کہ بڑے صابر ہین اور اس بات کا آپسمین فخر کرتے ہین اور مین تو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا رہتا ہون تو کیا اُسکی مکھی سے جنبش کرون - اور مسلم بن یسار سے روایت کرتے ہین کہ جب وہ نماز کا ارادہ کرتے تھے تو اپنے گھر والون سے کہتے کہ تم آپسمین باتین کر و اب مین تمھاری گفتگو نہین سنونگا اور ایک روز وہ بصرے کی جامع مسجد مین نماز پڑھتے تھے کہ مسجد کی ایک طرف گر گئی اسکے لیے لوگ جمع ہوئے مگر اُنکو نماز سے فارغ ہونے تک کچھ بھی معلوم نہوا - اور حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا دستور تھا کہ جب وقت نماز کا آتا تو آپ کانپتے اور چہرے کا رنگ بدل جاتا پس اُنسے لوگ پوچھتے کہ یا امیر المومنین آپکا کیا حال ہو فرماتے کہ اُس امانت کا وقت آیا جسکو اللہ تعالی نے آسمانون اور زمین اور پہاڑون پر پیش کی اور اُسکے اُٹھانے سے سب نے انکار کیا اور انسانون نے اُسکو اُٹھایا - اور حضرت امام زین العابدین رضؓ سے مروی ہو کہ جب وضو کرتے تو آپ کا رنگ زرد ہو جاتا آپ کے اہل خانہ نے پوچھا کہ وضو کے وقت آپ کی یہ کیا عادت ہو آپ نے فرمایا کہ تم جانتی نہین کہ مین کس شخص کے سامنے کھڑا ہوا چاہتا ہون - اور حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہو کہ حضرت داوٴد علیہ السلام نے اپنی مناجات مین کہا کہ الٰہی تیرے گھر مین یعنی جنت مین کون رہیگا اور تو کس شخص کی نماز قبول کرتا ہو اللہ تعالی نے

انکو وحی بھیجی کہ اے داؤد جو شخص میری عظمت کے سامنے فروتنی کرتا ہے اور اپنا دن میری یاد میں کاٹتا ہے اور اپنے نفس کو میرے سبب شہوات سے روکتا ہے بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے اور مسافر کو جگہ دیتا ہے اور مصیبت والے پر ترس کھاتا ہے وہی میرے گھر میں رہیگا اور اُسی کی میں نماز قبول کرتا ہوں اسی شخص کا نور آسمانوں میں مثل آفتاب کے چمکتا ہے اگر وہ مجکو پکارتا ہے تو میں جواب دیتا ہوں اور جو مجھسے مانگتا ہے میں اُسکو عطا کرتا ہوں جہل کو میں اسکے لیے علم کر دیتا ہوں اور غفلت کو اُسکے لیے ذکر اور اندھیرے کو اُجالا کر دیتا ہوں اُسکی مثال لوگوں میں ایسی ہے جیسے جنت فردوس اور بہشتوں میں ہے کہ نہ اُسکی نہریں خشک ہوں نہ میوے بگڑیں — اور حاتم اصم کے حال میں کہتے ہیں کہ اُنسے کسی نے اُنکی نماز کا حال دریافت کیا فرمایا کہ جب نماز کا وقت ہو جاتا ہے تو میں وضو کامل کر کے اُس جگہ آتا ہوں جہان نماز پڑھنے کا ارادہ ہو وہاں اگر بیٹھتا ہوں یہاں تک کہ میرے اعضا سب مطمئن ہو جاویں پھر میں نماز کو کھڑا ہوتا ہوں اور کعبے کو اپنے ابرو کے سامنے اور پل صراط کو اپنے قدم کے تلے اور جنت کو دہنی طرف اور دوزخ کو بائیں طرف اور ملک الموت کو پشت کے پیچھے کرتا ہوں اور اس نماز کو سب سے پچھلی نماز جانتا ہوں پھر خوف و رجا کے ساتھ کھڑا ہو اللہ اکبر آواز سے کہتا ہوں اور قرارت اچھی طرح پڑھتا ہوں اور رکوع تواضع کے ساتھ اور سجدہ خشوع کے ساتھ کرتا ہوں اور بائیں سرین پر جھکر بائیں پانوں کو بچھا لیتا ہوں اور دہنے پانوں کے انگوٹھے کو کھڑا رکھتا ہوں اور ساری نماز میں اخلاص کا اتباع کرتا ہوں پھر میں نہیں جانتا کہ وہ مجھسے قبول ہوئی یا نہیں اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ متوسط دو رکعتیں تفکر کے ساتھ ایک رات کی شب بیداری سے بہتر ہیں جسمیں دل غافل ہو **ساتوان بیان مسجد اور نماز کی جگہ کی فضیلت میں۔** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم الآخر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من بنی للہ مسجدا ولو کمفحص قطاۃ بنی اللہ لہ قصرا فی الجنۃ اور فرمایا من الف المسجد الفہ اللہ تعالیٰ اور فرمایا اذا دخل احدکم المسجد فلیرکع رکعتین قبل ان یجلس اور فرمایا کہ مسجد کے ہمسایہ کی نماز بجز مسجد کے اندر پڑھنے کے نہیں ہوتی۔ اور فرمایا کہ فرشتے تم سے ایک پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ اپنی نماز پڑھنے کی جگہ میں رہتا ہے فرشتے کہتے ہیں کہ الٰہی اس شخص پر رحمت بھیج الٰہی اسپر مہر کر الٰہی اُسکو بخشدے بشرطیکہ نمازی بے وضو نہو جاوے یا مسجد سے باہر نہ جاوے۔ اور فرمایا کہ آخر زمانے میں میری اُمت میں سے کچھ لوگ آوینگے کہ مسجدوں میں آکر حلقہ بنا کر بیٹھینگے اُنکا ذکر دنیا اور دنیا کی محبت ہوگی تم اُنکے پاس مت بیٹھنا کہ اللہ تعالیٰ کو اُنسے کچھ مطلب نہیں۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہے کہ میری زمین میں میرے گھر مسجدیں ہیں اور میری زیارت کرنے والے اُنکے اندر وہ ہیں جو اُنکو آباد رکھنے والے ہیں پس خوشحالی ہے اُس بندے پر کہ اپنے گھر سے پاک و صاف ہو کر میرے گھر میں میری زیارت کو آوے اور گھر والے پر حق ہے کہ اپنے یہاں آنے والے کا اکرام کرے۔ اور فرمایا کہ جب تم کسی کو دیکھو کہ مسجد کا عادی ہے تو اُسکے ایمان کی گواہی دو۔ اور حضرت سعید بن مسیبؒ نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسجد میں بیٹھے وہ اپنے رب کے ساتھ ہمنشینی کرتا ہے تو اُسکے حق میں نہایت مناسب یہ ہے کہ بجز خیر کے اور کچھ نہ کہے۔ اور کسی قول تابعی یا حدیث میں مروی ہے کہ مسجد میں بات کرنی نیکیوں کو ایسا کھاتی ہے جیسے چوپائے گھاس کو کھاتے ہیں اور نخعیؒ فرماتے ہیں کہ اکابر سلف کا اعتقاد یہ تھا کہ اندھیری رات میں مسجد کو جانا جنت کا موجب ہے۔ اور حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں چراغ جلاوے تو جبتک اُسکی روشنی مسجد میں رہتی ہے تب تک اُس شخص کے لیے فرشتے اور عرش کے اُٹھانے والے مغفرت طلب کرتے ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو زمین میں سے اُسکی نماز پڑھنے کی جگہ اور آسمان میں سے اُسکے عمل کے چڑھنے کی جگہ اُسپر روتی ہیں اور اسکی تصدیق کے لیے یہ آیت پڑھی فما بکت علیہم السماء والارض وما کانوا منظرین اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ زمین اُس شخص پر چالیس روز روتی ہے۔ اور عطاے خراسانی نے کہا ہے کہ جو آدمی کسی جگہ پر زمین سے سجدہ کرتا ہے تو وہ ٹکڑا زمین کا قیامت کو اُسکی شہادت دیگا اور جسدن وہ مریگا اُسپر روویگا۔ اور انس بن مالکؓ نے فرمایا ہے کہ جس زمین کے ٹکڑے پر خداے تعالیٰ کا ذکر نماز سے خواہ یاد سے ہوتا ہے وہ ٹکڑا اپنے گرد کے ٹکڑوں پر فخر کرتا ہے اور ذکر الٰہی کی بشارت انتہاے ساتوں درجوں زمین تک پہونچاتا ہے اور جو بندہ کہ کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے اُسکے لیے زمین آراستہ ہوتی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ جس منزل میں لوگ اُترتے ہیں صبح کو وہ منزل یا اُنپر رحمت بھیجتی ہے یا لعنت کرتی ہے دوسری فصل

نماز کے اعمال ظاہری کی کیفیت اور تکبیر شروع اور اُس سے پہلے کے احوال کے ذکر مین - جب نمازی وضو سے اور بدن اور مکان اور کپڑے کی نجاست کے پاک کرنے سے فارغ ہو اور ستر برہنگی کا ناف سے لیکر زانو تک کرچکے تو چاہیے کہ قبلہ رخ دونون پاؤن مین کچھ فاصلہ دیکر کھڑا ہو دونون پاؤن کو آپسمین نہ ملادے اسطرح کھڑا ہونا آدمی کی فقہ اور سمجھ پر دلالت کرتا ہے - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مین صفد اور صفن سے منع فرمایا ہے صفد تو اُسکو کہتے ہین کہ دونون پاؤن ایک ساتھ جوڑ لے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے مقرنین فی الاصفاد اور صفن یہ ہے کہ ایک پاؤن پر زور دیکر دوسرے کو ٹیڑھا کرلے جیسا اس آیت مین ہے الصافنات الجیاد یہ صورت تو دونون پاؤن مین قیام کے وقت قابل لحاظ ہے اور دونون زانو اور کمر مین یہ لحاظ چاہیے کہ سیدھے قائم رہین اور سر کو چاہے سیدھا رہنے دے خواہ گردن جھکالے اور گردن جھکانا فروتنی کے قریب تر ہے اور نظر کو نیچا رکھنا ہے اور چاہیے کہ نظر جانماز پر رہے جسپر نماز پڑھتا ہے اور اگر جانماز نہو دیوار کے قریب کھڑا ہو یا اپنے اطراف مین لکیر کھینچ لے کہ نگاہ کی مسافت اس سے بھی کم ہو جاتی ہے اور فکر کو پراگندہ نہین ہونے دیتی اگر جانماز کے کنارون یا لکیر کی حدون سے نگاہ باہر نکلے تو اُسکو روکنا چاہیے اور اس قیام کو اسی طرح رکوع تک رکھنا چاہیے کہ کسی طرف دھیان نہو یہ قاعدہ قیام کا ہے جب قیام قبلہ رخ سیدھا کرلے اور ہاتھ پاؤن بھی سب برابر ہون اُسوقت قل اعوذ برب الناس شیطان سے محفوظ رہنے کے لیے پڑھے پھر تکبیر کہے اور اگر کسی مقتدی کے آجانے کی توقع ہو تو اول اذان کہدے پھر نیت کو حاضر کرے یعنی مثلاً ظہر مین دل کے اندر نیت کرے اور کہے کہ مین ظہر کے فرض اللہ کے لیے ادا کرتا ہون اسمین ادا کے لفظ سے تو قضا سے تمیز ہو جاویگی اور فرض کے کہنے سے نفل سے علیحدگی ہوگی اور ظہر کہنے سے عصر وغیرہ سے فرق ہو جاویگا اور چاہیے کہ ان الفاظ کے معانی دل مین موجود رہین کہ نیت اُسی کو کہتے ہین الفاظ تو صرف یاد دلانے والے اور اُنکے دل مین موجود ہونے کے اسباب ہین اور یہ کوشش کرے کہ یہ نیت تکبیر کے آخر تک قائم رہے کہ غائب نہونے پاوے جب دل مین یہ بات موجود ہو جاوے تو اپنے دونون ہاتھ دونون شانون تک اُٹھاوے اس طرح کہ دونون ہتھیلیان مقابل دونون شانون کے ہون اور دونون انگوٹھے مقابل کانون کی لو کے اور انگلیون کے سر مقابل دونون کانون کے ہون تاکہ اس باب مین جتنی احادیث وارد ہین سب کا جامع ہو اور دونون ہتھیلیون کو قبلہ رخ کرے اور انگلیون کو کھلا رکھے یعنی نہ بند کرے نہ پھیلانے مین تکلف کرے بلکہ اُنکو اُنکی طبیعت پر چھوڑ دے اسلیے کہ آثار مین اُنکا پھیلانا اور ملا رکھنا منقول ہے اور یہ صورت دونون کے درمیان ہے اس جہت سے یہی اولی ہے اور جبکہ ہاتھ اپنے ٹھکانے پر ٹھہر جاوین تب نیت کا دل مین حاضر کرنا اور اللہ اکبر کہنا اور ہاتھون کو جھکانا شروع کرے اور اللہ اکبر پورا کرکے دونون کو ناف کے اوپر اور چھاتی کے نیچے باندھے اسطرح کہ دہنا ہاتھ اوپر ہو اور بایان نیچے تاکہ دہنے کو فضیلت ہو کہ بائین کے اوپر رہے اور دہنے ہاتھ کی انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی بائین ہاتھ کے ساعد پر پھیلا دے اور انگوٹھے اور چھنگلیا سے بائین کے پہونچے کو پکڑ لے اور اللہ اکبر کہنا روایتون مین ہاتھ اُٹھانے کے ساتھ بھی آیا ہے جسوقت کہ وہ اُٹھکر ٹھہر جاوین اُسوقت بھی آیا ہے اور اُنکو باندھنے کے لیے جھکانے کے ساتھ بھی وارد ہے اور ان کل صورتون مین کچھ حرج نہین لیکن جھکاتے وقت مین اللہ اکبر کہنا میرے نزدیک لائق تر ہے اسلیے کہ یہ کلمہ عقد کا ہے اور ایک ہاتھ کا دوسرے پر رکھنا اُس عقد کی صورت ہے اور یہ صورت ہاتھون کو جھکانے سے شروع ہوتی ہے اور اُنکے باندھنے تک پوری ہوتی ہے اور شروع اللہ اکبر کا الف ہے اور تمامی رہے تو مناسب یہی ہے کہ فعل اور عقد مین مطابقت کا لحاظ کیا جاوے باقی رہا ہاتھون کا اُٹھانا وہ اس شروع کا مقدمہ ہے اُس سے اسقدر مناسبت نہین جتنی جھکانے کی صورت سے ہے - پھر اللہ اکبر کہنے مین اپنے ہاتھ بہت آگے نہ بڑھاوے اور نہ شانون کے پیچھے اُنکو لیجاوے اور نہ دہنے بائین کو جھٹکے جبکہ اللہ اکبر کہہ چکے بلکہ اُنکو آہستہ اور نرمی سے نیچے لٹکا دے پھر نئے سر سے دہنا ہاتھ بائین پر ہاتھ کو لٹکانے کے بعد رکھ لے اور بعض روایتون مین وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر کہنے کے بعد اپنے ہاتھ لٹکا دیتے تھے اور جب قرأت کا ارادہ کرتے تھے تو دہنے ہاتھ کو بائین پر رکھ لیتے تھے تو یہ حدیث اگر صحیح ہو تو جو ہمنے ذکر کیا ہے اُس سے یہ بہتر ہے - اور چاہیے کہ اللہ اکبر کی ہ کو تھوڑا سا پیش دے

ترمذی مین سے نرمذی کی طرف منسوب کیا ہے مگر مجکو اسکا نشان نہین ملا ۱۲ ت ۲ مند مین ہوسنے بڑون مین ۱۲ ت ۳ گھوڑے خاصے جو تین قدم کے باعث پاؤن پر زور کرکے کھڑے ہون ۱۲ ت ۴ واسطے دونون شانون تک اُٹھانا صحیحین مین بروایت ابن عمر آیا ہے اور ابوداؤد مین کان کی لو تک اور مسلم مین کان کی چوٹی تک بروایت مالک بن حویرث مروی ہے ۱۲ ت ۵ بخاری کی بروایت ابن عمر آیا ہے مسلم بروایت ابن عمر آیا ہے طبرانی بروایت بسند ضعیف ۱۲

ایسا نکرے کہ ہ کے بعد واو سی معلوم ہو پیش کو بہت بڑھانے سے واو پیدا ہو جاتی ہی اور اکبر کی ب کے بعد الف نہ کہے کہ اکبار کہنا پایا جاوے اور
اکبر کی ر کو جزم کرے اُسپر پیش نہ پڑھے یہ صورت اللہ اکبر کہنے اور اُسکے ساتھ کے اعمال کی ہی قرات پھر شروع کی دعا پڑھے اور بہتر یہ ہی کہ
اللہ اکبر کے بعد یون ملا کر پڑھے اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من
المشرکین ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لاشریک لہ وبذلک امرت وانا من المسلمین اسکے بعد کہے سبحانک اللہم وبحمدک وتبارک
اسمک وتعالی جدک ولا الہ غیرک تاکہ جتنے متفرق امور اخبار مین وارد ہین سب جمع ہو جاوین اور اگر امام کے پیچھے ہو اور امام اتنا لمبا سکتہ نہ کرے
کہ جسمین نمازی الحمد پڑھ لے تو اسی قدر دعا پر کفایت کرے اور اگر اکیلا ہو یا امام کے پیچھے مہلت پاوے تو بعد دعا کے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
کہکر سورۂ فاتحہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کرے اور سب تشدیدون اور حرفون کو پورا پڑھے اور کوشش کرے کہ ضاد وظا مین ملنے نہ پاوے
اور الحمد کے آخر مین آمین کچھ کھینچکر کہے اور آمین کو ولا الضالین مین نہ ملاوے اور نماز صبح اور مغرب اور عشا مین قرات پکار کر پڑھے بشرطیکہ مقتدی
نہو اور آمین پکار کر کہے پھر ایک سورت یا بقدر تین آیتون خواہ زیادہ کے پڑھے اور سورت کے آخر کو رکوع کے اللہ اکبر مین نہ ملاوے بلکہ دونون
مین فاصلہ مقدار سبحان اللہ کہنے کا رکھے اور صبح کی نماز مین طوال مفصل پڑھے اور مغرب مین قصار مفصل اور ظہر اور عصر اور عشا مین والسماء
ذات البروج اور اسکے مثل اور سورتین پڑھے اور صبح کی نماز مین سفر کی حالت مین قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھے اور فجر کی سنتون اور
دوگانہ طواف اور دوگانہ تحیت مین بھی یہی دونون پڑھے اور قرات کی انتہا تک کھڑا رہنے اور ہاتھ اسی طرح باندھے رہے جیسا اوپر ہمنے بیان
کیا ہی **رکوع اور اُسکے لواحق** پھر رکوع کرے اور اُسمین کئی باتون کا خیال کرے یعنی رکوع کے لیے اللہ اکبر کہے اور اس تکبیر کے ساتھ اپنے ہاتھ اُٹھا کے
اور تکبیر کو اتنا بڑھاوے کہ رکوع مین پہونچنے تک تمام ہو اور اپنی ہتھیلیان رکوع کے اندر دونون زانو پر رکھے اور انگلیان پھیلی ہوئی پنڈلی کے طول
کیجانب قبلہ رخ ہون اور اپنے گھٹنون کو سیدھا رکھے انکو ٹیڑھا نہ کرے اور اپنی کمر کو برابر پھیلا دے اور گردن اور سر اور پیٹھ ایک سطح جیسے ہون
کہ نہ سر نیچا ہو نہ اونچا اور اپنی کہنیون کو دونون پہلو سے علیحدہ رکھے اور عورت اپنی کہنیان پہلو سے ملی رکھے اور رکوع مین تین بار سبحان ربی العظیم
کہے اور تین بار سے زیادہ سات اور دس بار تک بہتر ہی بشرطیکہ امام نہو پھر رکوع سے قیام کی طرف اُٹھے اور دونون ہاتھ شانون تک اُٹھاوے
اور کہے سمع اللہ لمن حمدہ اور سیدھا مطمئن کھڑا ہو اور کہے ربنا لک الحمد ملاء السموات وملاء الارض وملاء ما شئت من شئی بعد اور اس قیام کو بجز صلوۃ التسبیح
کے اور نمازون مین طول نہ دے اور صبح کے وقت دوسری رکعت مین سجدہ سے پیشتر دعاے قنوت اُن الفاظ سے پڑھے جو احادیث مین مروی ہین
**سجدہ** پھر تکبیر کہتا ہوا سجدے کو جھکے اور اپنے گھٹنے زمین پر رکھے اور پیشانی اور ہتھیلیان کھلی ہوئی زمین پر رکھے اور جھکنے کے وقت اللہ اکبر کہے
اور بدون رکوع کے اور جگہ ہاتھ شانون تک نہ اُٹھاوے اور چاہیے کہ سب سے پہلے اپنے زانو زمین پر رکھے اُسکے بعد دونون ہاتھ اور آخر کو منھ
اور سجدہ مین ناک بھی زمین پر رکھے اور کہنیون کو پہلو سے علیحدہ رکھے اور عورت ایسا نہ کرے اور پانون کی انگلیان پھیلی رکھے اور عورت یہ نہ کرے
اور سجدے مین پیٹ کو رانون سے الگ رکھے اور رانین جدی جدی ہون اور عورت پیٹ کو رانون سے اور رانون کو آپسمین ملی ہوئی رکھے
اور ہاتھون کو شانون کے مقابل زمین پر رکھے اور ہاتھون کی انگلیون کو پھیلاوے نہین بلکہ آپسمین مع انگوٹھے کے ملاوے اور اگر انگوٹھے کو
نہ ملاوے تو کچھ مضایقہ نہین اور اپنے ہاتھ زمین پر نہ بچھاوے جیسے کتا بچھاتا ہی بلکہ کہنیان ابھری رکھے کہنیان زمین پر لگانے سے نہی وارد ہی
اور سجدہ مین تین بار سبحان ربی الاعلی کہے اور اگر زیادہ دفعہ کہے تو بہتر ہی مگر جس صورت مین کہ امام ہو تین بار سے زیادہ نہ کہے پھر سجدے سے
اُٹھکر اطمینان سے بیٹھ جاوے یعنی اپنا سر تکبیر کہتا ہوا اُٹھاوے اور بائین پانون پر بیٹھکر داہنے قدم کو کھڑا رکھے اور اپنے دونون ہاتھ رانون
پر رکھے اور انگلیان کھلی رکھے انکے ملانے مین تکلف نہ کرے نہ پھیلانے مین مبالغہ کرے اور اس جلسے مین کہے رب اغفرلی وارحمنی وارزقنی واہدنی

سارے جہان کا ہے کوئی نہین شریک اُسکا اور یہی مجکو حکم ہوا اور مین اون حکم بردارون مین سے ۱۲ مسلم بروایت علی ابن ابیطالب ۱۲

سو الٰہی تو پاک ہی اور تیری پاکی کرتا ہون تیری تعریف کے ساتھہ اور برکت والا ہی تیرا نام اور بڑی ہی تیری شان اور کوئی معبود نہین تیرے سوا ۱۲ منہ

پاک ہی میرا رب بڑا ۱۲ منہ

اللہ نے سنی جسنے حمد کی اسکی ۱۲ منہ

الٰہی تجھی کو حمد ہی بقدر بھرنے آسمانون کے اور بقدر بھرنے زمین کے اور بقدر [illegible]

بعد جلسے ۱۲ منہ ج بیہقی نے بروایت ابن عباس رض روایت کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز مین یہ کلمات پڑھا کرتے تھے اللہم اہدنی فیمن ہدیت وعافنی فیمن عافیت وتولنی فیمن تولیت وبارک لی فیما اعطیت وقنی شر ما قضیت انک تقضی ولا یقضی علیک وانہ لا یذل من والیت ولا یعز من عادیت تبارکت ربنا وتعالیت نستغفرک ونتوب الیک ۱۲ منہ

بخاری ومسلم بروایت انس رض ۱۲ منہ

بہت مجھے بخشدے اور رحم اور روزی دے [illegible]

واجبرنی وعافنی واعف عنی اور اس جلسہ کو بجز صلوٰۃ التسبیح کے اور نماز مین بہت نہ بڑھاوے پھر پہلے سجدے کی طرح دوسرا سجدہ کرے اور اسکے بعد تھوڑا سا جلسہ استراحت کرے اور یہ جلسہ استراحت ہر رکعت کے بعد جسمین التحیات نہو ہوتا ہے پھر ہاتھ کا سہارا زمین پر دیکر اٹھ کھڑا ہو مگر اٹھنے مین کوئی پانون آگے نہ بڑھاوے اور تکبیر کو اتنا بڑھاوے کہ بیٹھنے کے درمیان سے کھڑے ہونے کے درمیان تک جاوی ہو جاوے یعنی اللہ کی ہ تو برابر بیٹھنے تک مین ادا ہو اور اکبر کا کاف زمین پر سہارا دیتے وقت نکلے اور را اسوقت پوری ہو کہ آدھا کھڑا ہو جاوے اور شروع اللہ اکبر کہنا اسوقت سے کرے کہ جب بیٹھنے کے لیے نصف اٹھ چکا ہو تاکہ سارا اللہ اکبر اس حالت تبدیل مین ہو جاوے قیام اور سجدہ اس سے دونون خالی رہین اور یہ صورت تعظیم سے قریب تر ہے اور دوسری رکعت مثل اول کے ہے اسکے شروع مین اعوذ دوبارہ پڑھے تشہد پھر دوسری رکعت کے بعد اول تشہد پڑھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آنکی آل پر درود بھیجے اور التحیات پڑھنے مین اسی طرح بیٹھے جیسا دو سجدون کے بیچ مین بیٹھا تھا یعنی بائین پانون پر بیٹھے اور دہنے کو کھڑا رکھے اور دہنے ہاتھ کو دہنی ران پر رکھے اور اسکی انگلیان سوائے انگشت شہادت کے بند کرلے اور انگوٹھے کے کھلا رکھنے کا بھی کچھ مضائقہ نہین اور صرف دہنے ہاتھ کی انگشت شہادت سے الا اللہ کہنے کے وقت اشارہ کردے نہ لا الہ الا اللہ کہنے کے وقت اور اخیر کی التحیات مین بعد درود شریف کے دعائے ماثور کو پورا پڑھے اور اخیر تشہد کا طریق مثل اول تشہد کے ہے مگر اتنا فرق ہے کہ اسمین بائین چوتڑ پر بیٹھے کیونکہ اب اسکا [illegible] اٹھنے کا نہین بلکہ ٹھہرا ہوا ہے اور اپنے بائین پانون کو نیچے سے دہنی طرف نکالدے اور دہنے کو کھڑا رہنے دے اور اگر دشوار نہو تو [illegible] انگوٹھے کا سر قبلہ رخ رکھے پھر ان سب افعال کے بعد دہنی طرف کو منھ پھیر کر کہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور منھ اتنا پھیرے کہ جو شخص اسکے پیچھے دہنی طرف نماز پڑھتا ہو وہ اسکا دہنا رخسار دیکھ لے پھر بائین طرف منھ پھیر کر اسی طرح دوسرا سلام کہے اور سلام پھیرنے مین نیت نماز سے باہر ہونے کی کرے اور اول سلام مین اپنے داہنے ہاتھ کے فرشتون اور مسلمانون کی نیت کرے اور اسیطرح دوسرے سلام مین نیت کرے اور سلام کو تخفیف کے ساتھ کہے بہت کھینچے نہین کہ سنت اسیطرح ہے یہ صورت اکیلے شخص کی نماز کی ہوتی اور امام اللہ اکبر پکار کر کہے اور اکیلا اس قدر آواز سے کہے کہ اپنے آپ سن لے اور امامت کی نیت کرلے کہ ثواب ملے اگر نیت نہ کریگا اور مقتدی اسکے پیچھے اقتدا کی نیت سے نماز پڑھ لینگے تو انکی نماز درست ہو جاویگی اور جماعت کا ثواب سب کو ملیگا اور امام شروع نماز کی دعا اور اعوذ باللہ آہستہ سے پڑھے جیسا اکیلا پڑھتا ہے اور الحمد اور سورہ دونون رکعتون مین صبح کی اور دو پہلی رکعتون مین مغرب اور عشا کی پکار کر پڑھے اور ایسا ہی حال تنہا پڑھنے والے کا ہے اور جن نمازون مین قرارت پکار کر پڑھتے ہین انمین امام آمین پکار کر کہے اور مقتدی بھی امام کے ساتھ ہی پکار کر آمین کہین اس سے پیچھے نہ کہین اور امام الحمد کے بعد کسی قدر خاموش رہے تاکہ سانس درست ہو جاوے اور مقتدی اس حالت خاموشی مین سورۂ فاتحہ پڑھ لین تاکہ امام جسوقت قرارت پڑھے اسوقت اسکی قرارت سنین اور مقتدی جہری نمازون مین سورہ نہ پڑھے مگر جس صورت مین کہ آواز امام کی نہ سنتا ہو تو کچھ مضائقہ نہین اور امام رکوع سے سر اٹھانے مین سمع اللہ لمن حمدہ پکار کر کہے اور مقتدی بھی یہی کہے اور امام رکوع اور سجدہ کی تسبیحات تین سے زیادہ نہ کہے اور نہ اول کی التحیات مین اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کہنے کے بعد کچھ اور زیادہ کرے اور پچھلی دو رکعتون مین صرف الحمد پر کفایت کرے اور لوگون پر اسکو طول نہ دے اور اخیر کی تشہد مین التحیات اور درود کے بعد دعا اتنی نہ پڑھے کہ ان دونون چیزون سے زیادہ ہو جاوے اور امام اپنے سلام مین جسطرح قوم کی نیت کرتا ہے مقتدی اپنے سلام مین اسکے جواب کی نیت کرے اور امام سلام کے بعد اسقدر توقف کرے کہ لوگ سلام سے فارغ ہو جاوین پھر لوگون کی طرف اپنا منھ پھیرے اور اگر مردون کی صف کے پیچھے عورتین بھی پڑھتی ہون تب بہتر یہ ہے کہ قبلہ رخ جارہے تاکہ عورتین سامنے نہ پڑین اور جب تک امام نہ اٹھے مقتدیون مین سے کوئی نہ اٹھے امام جدھر سے چاہے پھرے خواہ دہنے ہاتھ کو خواہ بائین کو اور میرے نزدیک دہنے طرف کو پھرنا پسند ہے اور امام صبح کی قنوت مین خاص اپنے لیے دعا نہ مانگے بلکہ اللھم اھدنا کہے بجائے اھدنی کے اور

ع ابوداؤد وترمذی
بروایت سمرہ بن جندب

قنوت کو پکار کر پڑھے اور مقتدی آمین کہین اور اپنے ہاتھ سینے کے مقابل اُٹھاوین اور دعا کے ختم پر دونون ہاتھون کو مُنھ پر پھیر لین کہ اسمین ایک حدیث وارد ہو ورنہ قیاس یہ چاہتا ہو کہ ہاتھ نہ اُٹھائے جاوین جیسے التحیات کے بعد دعا مین نہین اُٹھاتے **منہیات** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مین بہت سی باتون سے منع فرمایا ہو اوّل دونون پانون کو جوڑ کر کھڑا ہونا دوم ایک پانون پر زور دیکر دوسرے کو گھوڑے کی طرح ترچھا کرنا سوم اقعا اُسکے معنی لغت مین یہ ہین کہ دونون چوتڑون پر بیٹھکر دونون زانو کھڑے کر دے اور دونون ہاتھون کو زمین پر رکھدے جس طرح کتا بیٹھتا ہو اور حدیث والون کے نزدیک اقعا اُس بیٹھک کو کہتے ہین کہ بجز زانو اور پانون کی انگلیون کے اور کوئی عضو زمین سے نہ لگا ہوا ہو چہارم سدل محدثین کا مذہب یہ ہو کہ سدل اُسکو کہتے ہین کہ اپنی چادر وغیرہ مین لپیٹ کر ہاتھ اندر کر لے اور رکوع اور سجدہ اسی طرح کرے ہاتھ باہر نہ نکالے یہ فعل یہودیون کا تھا کہ اپنی نماز مین کرتے تھے اسلیے اُنکی مشابہت سے منع فرمایا اور کرتہ وغیرہ کا بھی یہی حکم ہو یعنی رکوع اور سجدہ کرتے کے اندر ہاتھ کیے ہوے کرنا نہ چاہیے اور سدل کے معنی بعض یہ کہتے ہین کہ چادر کو بیچ سے سر پر رکھ لے اور اُسکے دونون پلے دہنے بائین طرف لٹکا دے بدون آنچل مارنے کے مگر اول معنی سدل کے بہتر ہین پنجم کف اُسکی صورت یہ ہو کہ جب سجدہ کرنا چاہے اپنا کپڑا پیچھے سے یا آگے سے اُٹھا لے اور کف بالون مین بھی ہوتا ہو یعنی چُٹلا باندھکر نماز پڑھے اور یہ منع مردون کے لیے ہو اور حدیث شریف مین ہو امرت ان اسجد علی سبعۃ اعضاء ولا اکف شعرا ولا ثوبا اور امام احمدؒ نے تہمد کو کرتے کے اوپر باندھنا مکروہ فرمایا ہو اور اُسکو کف مین داخل سمجھا ہو ششم کوکھ پر ہاتھ رکھنا ہفتم قیام مین کولون پر اسطرح ہاتھ رکھنا کہ بازو بدن سے علیحدہ رہین ہشتم مواصلت یعنی وصل کرنا ایک بات کا دوسری سے اور اس سے نہی امام کے حق مین دو چیزون سے ہو ایک یہ کہ قرارت اللہ اکبر کہتے ہی شروع کر دے اور دوسرے یہ کہ رکوع کی تکبیر قرارت کے ختم ہوتے ہی کہے اور دو سے مقتدی کو ہو ایک شروع کی تکبیر امام کی تکبیر مین ملا دینی دوم سلام امام کے سلام کے ساتھ ملانا اور ایک بات دونون مین شریک ہو کہ فرض کے اول سلام کو دوم کے ساتھ ملانا بلکہ دونون کو جدا جدا کہے نہم دباؤ کے ساتھ نماز پڑھنی اور دباو پیشاب کا ہو یا پاخانہ کا دونون سے منع وارد ہو دہم تنگ موزہ پہنکر نماز پڑھنی اس طرح کی باتین خشوع کو مانع ہین اور اسی کے حکم مین ہو بھوک اور پیاس کے ساتھ نماز ادا کرنی اور بھوک کے ساتھ نماز سے نہی اس حدیث سے سمجھی جاتی ہو کہ آپؐ نے فرمایا جب رات کا کھانا آجاوے اور نماز کی تکبیر ہو تو شروع کرو کھانا مگر اُس صورت مین کہ نماز کا وقت تنگ ہو یا آدمی دل سے مطمئن ہو اور ایک حدیث مین ارشاد فرمایا لا یدخل احدکم الصلوۃ وہو مقطب ولا یصلین احدکم وہو غضبان اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہین کہ جس نماز مین دل حاضر نہو وہ عذاب کی طرف جلد پہونچاتی ہو اور ایک حدیث مین وارد ہو کہ سات چیزین نماز کے اندر شیطان کی طرف سے ہین نکسیر اور نیند اور وسوسہ اور جمائی اور خارش اور ادھر اُدھر دیکھنا اور کسی چیز سے کھیلنا اور بعضون نے بھول اور شک کو اُمین اور زیادہ کیا ہو اور بعض اکابر سلف کا قول ہو کہ نماز کے اندر چار چیزین ظلم ہین ادھر اُدھر تکنا اور مُنھ پونچھنا اور کنکرون کو برابر کرنا اور ایسے راستے پر نماز پڑھنا کہ چلنے والے سامنے کو گذرین یازدہم انگلیون کو ایک دوسری مین ڈالنا یا چٹکانا دوازدہم مُنھ کو چھپانا سیزدہم ایک ہتھیلی کو دوسری پر رکھکر رکوع مین اپنی رانون کے اندر دے لینا۔ اور بعض صحابہؓ نے فرمایا ہو کہ ہم پہلے ایسا کیا کرتے تھے پھر اس سے ہمکو منع کر دیا گیا چہاردہم سجدہ کے وقت زمین پر پھونک مارنی یا ہاتھون سے کنکرون کو برابر کرنا کیونکہ ان افعال کی کچھ حاجت نہین پانزدہم ایک قدم کو اُٹھا کر ران پر رکھ لینا شانزدہم قیام مین دیوار سے تکیہ لگانا پس اگر اس طرح تکیہ لگا دے کہ اگر سہارے کی چیز نکال لیجاوے تو گر پڑے تو ظاہر یہ ہو کہ نماز جاتی رہیگی واللہ اعلم **فرائض** اور سنتون کی تمیز جو افعال کہ ہم اوپر لکھ چکے ہین اُسمین فرض بھی ہین اور سنتین اور مستحبات اور اولیٰ چیزین بھی ہین تاکہ طریق آخرت کا چلنے والا اُن سب کی رعایت کرے اب سب کو ہم جدا جدا کہے دیتے ہین کہ اُن اعمال مین سے بارہ باتین

فرض ہین اول نیت دوسری اللہ اکبر کہنا تیسری کھڑا ہونا چوتھی الحمد پڑھنا پانچوین رکوع مین جُھکنا اسطرح کہ ہتھیلیان زانو پر اطمینان کے ساتھ لگ جاوین چھٹی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا ساتوین اطمینان کے ساتھ سجدہ کرنا اور اسمین ہاتھون کا زمین پر رکھنا واجب نہین آٹھوین سجدے سر اُٹھا کر سیدھا بیٹھنا نوین دوسرا قعدہ دسوین اخیر تشہد پڑھنا گیارھوین اخیر تشہد مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا بارھوین اول سلام پھیرنا اور نماز سے باہر آنے کی نیت واجب نہین۔ اور جو باتین کہ ان بارہ کے سوا ہین وہ واجب نہین بلکہ سنتین اور مستحبات ہین افعال مین چار باتین سنت ہین اول تکبیر احرام مین ہاتھون کا اُٹھانا دوم رکوع کی تکبیر ہین سوم قومہ کی تکبیر مین انکا اُٹھانا چہارم تشہد اول کے لیے بیٹھنا باقی اور باتین جیسے انگلیون کو پھیلانا اور رفع یدین کی حد وغیرہ یہ باتین رفع یدین کی تابع ہین اور سُرین پر بیٹھنا اور پانون کا بچھانا جلسہ کے تابع ہین اور سر جھکانا اور التفات نہ کرنا قیام کے تابع ہے اور صورت کو اچھا کرنے اور جلسہ استراحت کو ہمنے افعال کی سنتون مین شمار نہین کیا اسلیے کہ یہ دونون گویا سجدہ سے قیام کے لیے اُٹھنے کی خوبی مین داخل ہین خود اپنی ذات سے مقصود نہین اور اسی وجہ سے انکا ذکر بھی جداگانہ نہین کیا گیا۔ اور ذکر مین سنتین یہ ہین اول شروع کی دعا دوم اعوذ باللہ پڑھنا سوم آمین کہنا کہ سنت موکدہ ہے چہارم قرارت سورت کی پنجم ایک رکن سے دوسرے مین جانے کے لیے اللہ اکبر کہنا ششم رکوع اور سجدہ مین تسبیحین کہنی اور قومہ مین سمع اللہ لمن حمدہ کہنا ہفتم اول التحیات اور اسمین درود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھنا ہشتم دعا پچھلے تشہد کے آخر مین نہم دوسرا سلام پھیرنا سو ان چیزون کو اگرچہ ہمنے سنت مین داخل کر کے لکھا ہے مگر انکے درجات جدا جدا ہین کیونکہ انمین سے چار چیزین ایسی ہین کہ اُنکا تدارک سجدہ سہو سے ہوتا ہے۔ اور افعال کی سنتون مین صرف ایک ہی کا جبر سجدۂ سہو سے ہوتا ہے یعنی پہلا جلسہ اول تشہد کے واسطے اسلیے کہ وہ جلسہ نماز کے انتظام کی ترتیب مین تاثیر رکھتا ہے کہ دیکھنے والے اُس سے یہ معلوم کر لیتے ہین کہ دو رکعتین ہین یا زائد بخلاف رفع یدین کے کہ اُسکو انتظام کے تبدیل مین کچھ تاثیر نہین اسی لیے اُسکو بعض اور جزء سے تعبیر کیا گیا اور بعضون کا قول یہ ہے کہ اجزا کا جبر سجدۂ سہو سے کیا جاتا ہے مگر ذکرون مین سے بجز تین ذکرون کے اور کوئی سجدہ سہو کا مقتضی نہین اور وہ تینون قنوت اور پہلا تشہد اور اُسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ہے بخلاف تکبیرون رکوع وسجدہ اور اُنکی تسبیحات کے اور قومہ اور جلسہ کے ذکر کے اسلیے کہ رکوع اور سجدہ کی صورت ہی ایسی ہے کہ عادت کے خلاف ہے تو اگر ان دونون مین چُپ رہیگا تب بھی مقصود عبادت اُنکی صورت سے ظاہر ہے اس سے معلوم ہوا کہ انکے درمیان مین ذکر کا نہونا عبادت کی ہیئت کو نہین بدلتا اور پہلے التحیات کے لیے بیٹھنا ایک فعل عادت کا ہے اُسکو جو نماز مین بڑھایا ہے تو صرف تشہد کے لیے زیادہ کیا ہے اگر تشہد اُسمین نہوگا تو ظاہر ہے کہ صورت عبادت نہ رہیگی اور دعاے استفتاح اور سورہ کا چھوڑنا بھی صورت عبادت کے بدلنے مین موثر نہین کیونکہ قیام اگرچہ فعل عادت کے مطابق ہے مگر الحمد کے اُسمین پڑھنے سے عادت سے علیحدہ ہو گیا اسی طرح اخیر تشہد مین کی دعا اور قنوت کا جبر سجدۂ سہو سے کرنا بعید معلوم ہوتا ہے مگر صبح کی نماز مین قیام کا طول اسی قنوت کے سبب سے شروع ہوا ہے تو اسکا حال ایسا ہوا جیسے جلسہ استراحت کہ وہ بھی بڑھانے اور التحیات اسمین پڑھنے سے پہلے تشہد کے لیے جلسہ ہو گیا ہے پس اگر قنوت نہ پڑھا جاوے تو قیام لمبا عادت کے موافق رہ جاویگا جسمین کوئی ذکر واجب نہین اور لمبے قیام کی قید اسلیے لگا دی کہ صبح کے سوا اور نماز ین اسمین داخل نہون اور ذکر واجب سے خالی ہونے کی قید اسلیے ہے کہ نماز کے اندر اصل قیام سے احتراز ہو جاوے اب اگر یہ کہو کہ سنتون کا فرق فرضون سے تو سمجھ مین آتا ہے کہ فرض اُسکو کہتے ہین جسکے جاتے رہنے سے نماز کی درستی بھی جاتی رہے اور سنت کے جانے سے صحت فوت نہین ہوتی یا یہ کہ فرض کے چھوڑنے پر عذاب ہوتا ہے اور سنت پر نہین ہوتا مگر سنتون کے آپسمین جدا ہونے اور کم وزیادہ ہونے سے کیا مراد ہے سب سنتون کا امر استحباب کے طور پر ہے اور کسی کے ترک سے عذاب نہین ہے اور کرنے پر سب کے ثواب ہوتا ہے تو پھر فرق کیا ہوا پس اُسکا جواب یہ ہے کہ اگر ثواب اور عذاب اور استحباب مین سب سنتین مشترک ہین تو اس سے آپس مین فرق دور نہوگا اور ہم اس بات کو ایک مثال سے واضح کیے دیتے ہین وہ یہ ہے کہ انسان کو جو موجود اور کامل کہتے ہین تو دو ہی وجہ سے کہتے ہین ایک امر باطن کی جہت سے

دوم اعضاے ظاہر کی جہت سے امر باطن تو حیات و روح ہی اور ظاہر کے اعضا معلوم ہی ہین اور ان اعضا مین سے بعض تو ایسے ہین کہ اُنکے نہونے سے انسان نیست ہوجاتا ہی جیسے دل اور جگر اور دماغ اور دوسرے اعضا جنکے عدم سے حیات جاتی رہتی ہی اور بعض اعضا ایسے ہین کہ اُنکے نہونے سے زندگی تو نہین جاتی مگر زندگی کے مقصود فوت ہوجاتے ہین جیسے آنکھ اور ہاتھ اور پانون اور بعض اعضا ایسے ہین کہ انسے نہ زندگی فوت ہو نہ اُسکے مقاصد مگر اُنکے نہونے سے خوبصورتی جاتی رہتی ہی جیسے بھوین اور داڑھی اور پلکین اور رنگ کی خوبی اور بعض ایسے ہین کہ اُنسے اصل خوبصورتی نہین جاتی مگر کمال خوبی کا جاتا رہتا ہی جیسے بھوون کا خمدار ہونا اور داڑھی اور پلکون کا سیاہ ہونا اور اعضا کا متناسب ہونا اور رنگ کا سرخ و سفید ہونا غرض کہ یہ درجات جدا جدا ہین اسی طرح عبادت بھی ایک صورت ہی کہ شریعت نے اُسکو بنایا ہی اور اس صورت کا حاصل کرنا ہمارے لیے عبادت مقرر ہوا ہی اس صورت کی روح اور حیات باطنی تو خشوع اور نیت اور دل کا حاضر ہونا اور اخلاص ہی جیسا کہ آگے لکھا جاویگا اب اس جگہ اُسکے اجزاے ظاہری کا ذکر کر رہے ہین پس رکوع اور سجدہ اور قیام اور دوسرے فرائض بمنزلہ دل اور سر اور جگر کے ہین کہ اُنکے نہونے سے نماز نہین ہوتی اور سنتین جو ہمنے لکھی ہین یعنی رفع یدین اور شروع کی دعا اور تشہد اول یہ بمنزلہ دونون ہاتھون اور آنکھون اور پاؤن کے ہین کہ اُنکے نہونے سے صحت تو نہین جاتی جیسے اُن اعضا کے نہونے سے زندگی نہین جاتی بلکہ آدمی بُری صورت کا ہوجاتا ہی لوگون کو اُس سے نفرت ہوتی ہی اسی طرح جو شخص نماز مین اُسی قدر پر اکتفا کرے کہ نماز درست ہوجاوے اور سنتون کو بجا نہ لاوے تو اُسکی مثال ایسی ہی جیسے کوئی شخص کسی بادشاہ کے پاس ایک غلام تحفہ بھیجے کہ زندہ تو ہو مگر ہاتھ پانون کٹے ہون - اور مستحبات جو سنتون سے کم درجے کے ہین وہ بمنزلہ حسن کے لوازم کے ہین جیسے بھوین اور داڑھی اور پلکین اور رنگ کی خوبی بدن مین ہین - اور لطائف آداب یعنی ذکر وغیرہ جو اُن سنتون مین ہین وہ حسن کی تکمیل ہین جیسے ابرو کا خمدار ہونا اور داڑھی کا گول ہونا وغیرہ ہین - حاصل یہ کہ نماز تیرے پاس ایک ذریعہ قرب اور تحفہ ہی جس سے تو حضرت شاہنشاہ حقیقی کی جناب مین تقرب چاہتا ہی جیسے کوئی شخص بادشاہ دنیا کی قربت کی طلب کے لیے غلام اُسکی بارگاہ مین تحفہ بھیجتا ہی اور یہ تیرا تحفہ اللہ عزوجل کے حضور مین پیش ہوکر بڑی پیشی کے دن پھر تجھے ملنا ہی اب تجھے اختیار ہی چاہے اُسکی صورت اچھی بنا خواہ بُری اگر اچھی بناویگا تو اپنے واسطے اور بُری بناویگا تو اپنے واسطے - اور تجکو یہ نہ چاہیے کہ فقہ کی مہارت مین سے اسی پر بس کرلے کہ فرض اور سنت کے درمیان فرق معلوم کرلے اور سنت کو سمجھ لے کہ اُسکا نہ کرنا جائز ہی اور اس خیال سے اُسکو چھوڑ دے کیونکہ اگر ایسا کریگا تو اُسکی مثال ایسی ہوگی جیسے کوئی طبیب کہے کہ آنکھ پھوڑ دینے سے آدمی کا وجود نہین جاتا مگر اُس آدمی کو اگر کوئی شخص ہدیہ کے طور پر بادشاہ کے یہان پیش کرکے متوقع تقرب کا ہو تو یہ بات تو آنکھ کے جانے سے جاتی رہی یہی حال سنتون اور مستحبات کے فوت ہونے کا سمجھنا چاہیے کہ جو نماز کہ آدمی اُسکا رکوع اور سجدہ پورا نہ کریگا تو اُسکی اول دشمن وہی ہوگی اور کہیگی کہ خداے تعالی تجھے برباد کرے جیسا تو نے مجھے برباد کیا چنانچہ نماز کے ارکان پورا کرنے کے باب مین ہم احادیث لکھ آئے ہین اُنکو دیکھو تاکہ ان باتون کی وقعت تکو معلوم ہو

**تیسری فصل** نماز کے اندر باطنی شرطون کے ذکر مین جو دل سے متعلق ہین اس فصل مین ہم اول نماز کا وابستہ ہونا خشوع اور حضور دل کے ساتھ ذکر کرینگے پھر امور باطنی جنسے نماز کامل ہوتی ہی اور اُنکے حدود اور اسباب اور تدبیرات کو لکھینگے پھر اُن امور کی تفصیل کرینگے جو ہر رکن مین نماز کے رکنون مین سے موجود ہونے چاہیین تاکہ نماز توشۂ آخرت ہوجاوے نظر برین اس فصل مین چار بیان ہین **بیان اول** خشوع اور حضور دل کے شرط ہونے مین واضح ہو کہ اس بات کی دلیلین بہت ہین نماز کے اندر خشوع اور حضور دل شرط ہی چنانچہ ایک دلیل یہ ارشاد خداوندی ہی اقم الصلوۃ لذکری الفاظ امر سے بظاہر وجوب سمجھا جاتا ہی یعنی حضور دل کا ہونا واجب ہی اور غفلت ذکر کی ضد ہی تو جو شخص اپنی ساری نماز مین غافل رہے وہ نماز کا برپا رکھنے والا خداے تعالی کی یاد پر کیسے ہوگا اور ایک جا ارشاد فرمایا ولاتکن من الغافلین اسمین نہی کا صیغہ ہی جو بظاہر غفلت کی حرمت پر دلالت کرتا ہی اور فرمایا حتی تعلموا ما تقولون اسمین نشہ والے کو نماز سے منع کرنے کی علت ہی اور یہ علت اس شخص کو بھی

تمام ہی جو غافل اور وسوسون مین مستغرق اور دنیاوی فکرون مین ڈوبا ہو - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[1] انما الصلوٰۃ تمسکن وتواضع
اس حدیث مین صلوٰۃ پر الف ولام کے داخل ہونے اور کلمہ انما سے شروع ہونے سے جو تحقیق مابعد اور محو غیر کے لیے آتا ہی حصر ثابت
ہی یعنی نماز وہی ہی جسمین مسکنت اور تواضع ہو چنانچہ فقہا نے انما الشفعۃ فیما لم یقسم[2] سے بھی حصر اور اثبات اور نفی سمجھا ہی اور[3] فرمایا کہ جس
شخص کو اُسکی نماز برائی اور فحش سے باز نہ رکھے تو وہ نماز اُسکو خداے تعالی سے دوری ہی بڑھادیگی اور ظاہر ہی کہ غافل کی نماز فحش اور برائی
سے مانع نہین - اور[4] فرمایا کہ بہت کثرت سے ہونے والے ایسے ہین کہ اُنکی نماز سے اُنکو حصہ صرف رنج ومشقت ہی ہی ان سے بجز غافلون کے
اور کوئی لوگ مراد نہین - اور[5] فرمایا کہ بندہ کے لیے اُسکی نماز مین سے اُسی قدر ہی جسقدر کو وہ سمجھے اور اس باب مین تحقیق یہ ہی کہ نماز پڑھنے والا
اپنے رب سے مناجات کرتا ہی چنانچہ حدیث[6] مین یہ مضمون آگیا ہی اور جو کلام غفلت کے ساتھ ہوگی وہ یقیناً مناجات نہوگی - اور اسکا بیان
یہ ہی کہ زکوٰۃ سے اگر بالفرض آدمی غافل ہو جاوے تو وہ بذات خود شہوت کے مخالف اور نفس پر سخت ہی اسی طرح روزہ قوتون کو دبانے والا
اور اُس خواہش نفس کا توڑنے والا ہی جو دشمن خدا ابلیس کا آلہ ہی تو کچھ بعید نہین کہ روزہ سے اگر غفلت بھی ہو تاہم اُسکا مقصود حاصل ہو جاوے
اور یہی حال حج کا ہی کہ اُسکے افعال شاق اور سخت ہین اور اُنمین اتنی محنت ہی کہ جنسے امتحان حاصل ہو جاتا ہی خواہ افعال کے ساتھ دل حاضر
ہو یا نہو لیکن نماز مین بجز ذکر اور قرارت اور رکوع اور سجدہ اور قیام اور قعود کے اور کچھ نہین اب دیکھنا چاہیے کہ ذکر جو خدا تعالی کے ساتھ
مناجات کرتا ہی اُس سے خطاب اور ہمکلامی مقصود ہی یا فقط حروف وآواز کا نکلنا زبان کے اعمال کے امتحان کے طور پر منظور ہی جیسے معدہ
اور شرمگاہ کا امتحان روزہ مین روکنے سے کیا جاتا ہی اور بدن کا امتحان حج کی مشقتین اُٹھانے سے اور دل کا امتحان زکوٰۃ نکالنے اور
مال محبوب کو جدا کرنے کی مشقت سے ہوتا ہی اور اُسمین کسی طرح کا شبہہ نہین ذکر سے یہ مقصود ہوتا کہ زبان سے حروف وآواز کا امتحان ہو باطل ہی
اسلیے کہ غافل پر ہذیان سے زبان کا ہلانا نہایت سہل ہی پس عمل ہونے کے اعتبار سے ذکر مین کچھ امتحان نہین بلکہ اس اعتبار سے ہی کہ ذکر
نطق ہی اور نطق اُسی صورت مین ہوگا کہ ما فی الضمیر کو ظاہر کرے اور ما فی الضمیر کو ظاہر کرنا بدون حضور دل کے حاصل نہین ہوتا مثلاً اگر دل
غافل ہو اور اھدنا الصراط المستقیم زبان سے جاری کیا تو اس سے کیا سوال ہوگا پس جس صورت مین ذکر سے فروتنی اور دعا کا ہونا مقصود
نہو تو غفلت کے ساتھ زبان ہلانے مین کونسی دقت پڑیگی خصوصاً عادت پڑنے کے بعد تو کچھ بھی دشواری نہوگی بلکہ مین یہ کہتا ہون کہ اگر
کوئی آدمی قسم کھاوے اور کہے کہ مین فلان شخص کا شکر کرونگا اور اُسکی تعریف کرونگا اور اُس سے ایک حاجت کا سوال کرونگا پھر یہ باتین
جنپر قسم کھائی ہی خواب مین اُسکی زبان پر جاری ہو جاوین تو وہ اپنی قسم مین سچا نہوگا اور اگر بالفرض یہ الفاظ اُسکی زبان پر اندھیرے مین جاری
ہون اور وہ شخص بھی موجود ہو مگر کہنے والے کو اُسکا ہونا معلوم نہو اور نہ اُسکو دیکھتا ہو تب بھی قسم مین سچا نہوگا اسلیے کہ اُسکی کلام اُس شخص
سے نہین ہوگی اور نہ اپنے دل کی بات اُسکے ساتھ کریگا جبتک کہ وہ اُسکے دل مین حاضر نہوگا پس اگر اسی طرح دن کی روشنی مین یہ کلمات اُسکی
زبان پر جاری ہون مگر یہ شخص کسی فکر مین ڈوبا ہوا ہونے کی جہت سے ان کلمات سے غافل ہو اور اُسکا ارادہ ان کلمات کے بولنے کے
وقت اُس شخص کے خطاب کرنے کا نہو تب بھی اپنی قسم مین سچا نہوگا - اور اُسمین شک نہین کہ قرارت اور ذکر سے مقصود خدا تعالی
کی حمد وثنا اور اُسکے سامنے تضرع اور دعا ہی اور جس سے خطاب چاہیے وہ ذات پاک اللہ جل جلالہ کی ہی تو جس صورت مین کہ حجاب غفلت
اُسکے دل پر پڑا ہوا ہوگا اور اپنے مخاطب کو نہ دیکھتا ہوگا نہ اُسکے سامنے ہوگا تو ضرور ہی کہ مخاطب سے غافل ہوگا اور عادت کی وجہ سے اُسکی
زبان چلتی ہوگی پس ظاہر ہی کہ ایسا شخص نماز کے مقصود یعنی دل کی جلا اور ذکر الٰہی کی تجدید اور عقد ایمان کی پختہ ہونے سے بہت دور ہوگا
یہ حکم قرارت اور ذکر کا ہی غرض کہ نطق مین اس خاصیت کے انکار کرنے کی اور اُسکو فعل سے جدا کر دینے کی کوئی سبیل نہین - اور رکوع
اور سجدہ سے یقیناً تعظیم مقصود ہی اور اگر یہ بات درست ہو کہ آدمی اپنے فعل سے خداے تعالی کی تعظیم اُس سے غافل ہو کر کرتا ہی تو یہ بھی

[1] ترمذی بروایت فضل بن عباس رض ۱۲
[2] شفعہ اُنھین چیزون مین ہی جو تقسیم نہون یعنی غیر منقول ہون ۱۲
[3] اسکی سند پہلی فصل مین گذری ۱۲
[4] نسائی وابن ماجہ بروایت ابوہریرہ رض
[5] یہ حدیث بیچ رکوع سجود نہین ملی ابن مبارک نے اسی کے قریب التبہ ستایبہ ارتیح مین روایت کی ہی
[6] بخاری ومسلم بروایت انس رض کسی قدر کمی وزیادہ کے ساتھ ۱۲

درست ہوگا کہ وہ اپنے فعل سے کسی بت کی تعظیم کرے جو اُسکے سامنے رکھا ہوا ور وہ اُس بت سے غافل ہو یا کسی دیوار کی تعظیم کرے جو اُسکے سامنے ہو اور اُسکو اُس سے غفلت ہو۔ اور جب رکوع اور سجدۂ تعظیمی سے خالی ہون تو صرف پشت اور سر کی حرکت رہ گئی اور اُسمین کچھ اتنی دشواری نہین جس سے امتحان مقصود ہو یا اُسکو دین کا رکن کیا جاوے اور کفر اور اسلام کا فرق قرار دیا جاوے اور حج اور تمام عبادات سے مقدم کیجاوے اور خاص اسی کے چھوڑنے سے قتل واجب ہو اور ہمکو معلوم نہین ہوتا کہ یہ تمام عظمت نماز کے اندر صرف اُسکے اعمال ظاہری کی جہت سے ہو ہان اگر مناجات کا مقصود اسپر زائد کیا جاوے تو یہ ایسا امر ہو کہ روزہ اور زکوٰۃ اور حج وغیرہ سے بڑھکر ہو بلکہ اضحیہ اور قربانی جو خدا تعالیٰ نے نقصان مال کا مجاہدۂ نفس کے لیے مقرر فرمایا ہو اور اُسکے باب مین ارشاد ہو لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقویٰ منکم اسمین تقویٰ سے وہ صفت مراد ہو جو دل کے اوپر غالب ہو کر اُسکو امتثال امر کی موجب ہووے اور وہی مطلوب ہو تو نماز مین وہ کیسے نہوگی اُسکے افعال سے تو کچھ غرض ہی نہین تو معنی کے رو سے یہ روایتین حضور دل کے شرط ہونے پر دال ہین۔ اب اگر یہ کہو کہ تمنے جو حضور دل کو نماز کی صحت مین شرط کر دیا اور بدون اُسکے نماز کے باطل ہونے کا حکم دیا تو اُسمین تمنے سب فقہا کے خلاف کیا کہ اُنھون نے حضور دل کو صرف اللہ اکبر کہنے کے وقت شرط کیا ہو تو اُسکا جواب یہ ہو کہ باب العلم مین پہلے گذر چکا ہو کہ فقہا باطن مین تصرف نہین کرتے اور نہ دل کو چیر کر باطن کا احوال جانین اور نہ طریق آخرت مین تصرف کرین بلکہ ظاہر دین کے احکام کو اعضا کے ظاہر اعمال پر بنا کرتے ہین اور ظاہر اعمال قتل کے ساقط ہونے اور سلطان کے یہان کی سزا سے محفوظ رہنے کو کافی ہین۔ رہی یہ بات کہ یہ اعمال آخرت مین کارآمد ہون تو یہ امر فقہ کے حدود سے باہر ہو علاوہ ازین بدون حضور دل کے اعمال کے کامل ہو جانے پر اجماع کا دعویٰ نہین ہو سکتا دیکھو بشر بن حارث سے منقول ہو اُس روایت مین کہ ابو طالب مکی نے سفیان ثوریؒ سے روایت کی ہو کہ اُنھون نے فرمایا کہ جو شخص خشوع نہ کرے اُسکی نماز فاسد ہو اور ایک روایت حضرت حسن بصری سے مروی ہو کہ جس نماز مین دل حاضر نہو وہ عذاب کی طرف جلد جاتی ہو اور حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہو کہ جو شخص نماز مین ہو اور قصداً پہچانے کہ اُسکے دہنے اور بائین کون ہو تو اُسکی نماز نہوگی اور آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُنھون نے روایت کی ہو کہ آپ نے فرمایا کہ بندہ نماز پڑھتا ہو اور اُسمین سے اُسکے لیے چھٹا حصہ اور دسوان حصہ بھی نہین لکھا جاتا صرف اُسقدر لکھا جاتا ہو جسقدر کو اُسمین سے سمجھتا ہو۔ اور یہ امر اگر کسی امام سے منقول ہوتا تو مذہب ٹھہر لیا جاتا تو اب اسپر تمسک کیسے نہ کیا جاوے۔ اور عبدالواحد بن زید نے فرمایا ہو کہ علما کا اتفاق ہو اس بات پر کہ بندے کو اُسکی نماز مین سے اُسی قدر ملیگا جسقدر کو اُسنے اُسمین سے سمجھا ہو اُنھون نے حضور دل پر اجماع ہی ٹھہرا دیا اور اس قسم کی باتین جو پرہیزگار فقہا اور علماے آخرت سے منقول ہین وہ خارج از حد شمار ہین اور حق یہی ہو کہ شرعی دلیلون کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور اخبار اور آثار سے ظاہر ایسی معلوم ہوتا ہو کہ حضور دل شرط ہو لیکن فتوی کا مقام احکام ظاہری مین خلق کے قصور کے موافق ٹھہرا لیا جاتا ہو اس لحاظ سے ممکن نہین کہ آدمیون پر تمام نماز مین دل کا حاضر ہونا شرط کر دیا جاوے اسلیے کہ اس سے بجز نہایت تھوڑے لوگون کے تمام آدمی عاجز ہین اور جبکہ تمام نماز مین شرط کرنا ممکن نہوا تو ناچار اُسکو ایسی طرح شرط کرنا پڑا کہ ایک ہی لحظہ کو لفظ حضور دل اسپر صادق آوے اور سب لحظون کی نسبت کہ اللہ اکبر کہنے کا لحظہ اس شرط کے لیے انسب تھا اسلیے حکم دینے مین اُسی قدر حضور دل پر اکتفا کیا اور باوجود اسکے ہمکو توقع ہو کہ جو شخص اپنی ساری نماز مین غافل رہے اُسکا حال اُس شخص کا سا نہوگا جو بالکل نماز ہی نہ پڑھے اسلیے کہ غافل نے کچھ تو فعل پر ظاہر مین اقدام کیا اور دل کو ایک لحظہ حاضر کیا اور یہ کیسے نہوگا حالانکہ جو شخص بے وضو بھولے سے نماز پڑھ لے تو اُسکی نماز خدا تعالیٰ کے نزدیک باطل ہو مگر اُسکو کسی قدر ثواب موافق اُسکے فعل اور عذر کے ہوگا لیکن اس توقع کے ساتھ یہ بھی خوف لگا ہوا ہو کہ کہین غافل کا حال تارک نماز کی نسبت کہ بُرا نہو کیونکہ جو شخص خدمت کو حاضر ہو کر حضور مین سستی کرے اور کلام غافلون اور حقارت کرنے والون کے سے منھ سے نکالے اُسکا حال اُس

ن اللہ کو نہین پہونچتے اُنکے گوشت اور نہ خون لیکن اُسکو پہونچتا ہو تمھارے دل کا ادب ۱۲ اخرجہ ابوداؤد اور نسائی ۱۲

شخص کی نسبت کہ بُرا ہوگا جو خدمت ہی نہ کرے اور جبکہ اسباب خوف ورجا کے ایک دوسرے کے مقابل ہوے اور معاملہ فی نفسہ خطرناک ہی تو اب تمکو اُسکے بعد احتیاط کرنے خواہ سُستی برتنے مین اختیار ہی اور باوجود اسکے فقہا جو نماز کی درستی کا حکم غفلت کے ہوتے ہوے دیتے ہین اُنکے خلاف حکم نہین دے سکتے اسلیے کہ مفتی کو تو یہ حکم بہ مجبوری دینا ہی پڑتا ہی جیسے پہلے مذکور ہوا اور جو شخص کہ نماز کے بھید سے واقف ہو اُسکو معلوم ہو جاوے کہ غفلت نماز کو مضر ہی مگر چونکہ ہم باب قواعد العقائد مین علم باطن اور ظاہر کے فرق کے بیان مین لکھ آئے ہین کہ اسرار شریعت مین سے جو منکشف ہوتے ہین اُنکی تصریح کا مانع ایک یہ ہی کہ خلق اُنکے فہم سے قاصر ہی لہذا ہم اس بحث سے اسی قدر پر اکتفا کرتے ہین کہ اسقدر بھی طالب آخرت کے لیے کافی ہی اور جو شخص جدل کرنے والا غوغائی ہی اُس سے ہم اب کلام کرنا نہین چاہتے اور حاصل اس تقریر کا یہ ہی کہ حضور دل نماز کی روح ہی اور کم سے کم مقدار جس سے کہ یہ روح باقی رہے اللہ اکبر کہنے کے وقت حضور دل کا ہونا ہی اور اسقدر سے اگر کم ہوگا تو صورت تباہی ہی اور جسقدر اس سے زیادہ حضور دل ہوگا اُسی قدر روح نماز کے اجزا مین پھیلیگی اور جو زندہ ایسا ہو کہ اُسکو حرکت نہو وہ مردہ کے قریب ہی پس جو شخص اپنی ساری نماز مین غافل رہے صرف اللہ اکبر کہنے کے وقت حضور دل ہو اُسکی نماز ایسے ہی زندہ کی مثل ہی جسمین حرکت نہو اللہ تعالی سے ہم سوال کرتے ہین کہ غفلت کے دور کرنے اور حضور دل میسر ہونے مین ہماری اچھی طرح مدد فرماوے **دوسرا بیان** اُن امور باطنی کا جنسے نماز کی زندگی پوری ہوتی ہی واضح ہو کہ ان امور کے لیے بہت سے الفاظ ہین مگر چھ لفظ اُن سبکو جمع کرتے ہین جنکی تفصیل مع اسباب اور علاج کے ہم آگے لکھتے ہین اُنمین سے اول حضور دل ہی اور اس سے ہماری یہ غرض ہی کہ جس کام کو آدمی کر رہا ہی اور جس کلام کو بول رہا ہی اُسکے سوا دوسری چیزون سے دل فارغ ہو یعنی دل کو فعل اور قول دونون کا علم ہو اور ان دونون کے سوا اور کسی چیز مین فکر جولانی نہ کرتا ہو اور جب کہ آدمی کا فکر جس کام مین وہ لگا ہوا ہی اُس سے دوسری طرف نہ جاوے اور اُس کام کی یاد دل مین ہو اور اُسکی کسی چیز سے غفلت نہو تو حضور دل حاصل ہی دوسری بات فہم ہی یعنی کلام کے معنی کو سمجھنا اور یہ حضور دل کے سوا دوسری بات ہی اسلیے کہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ دل لفظون کے ساتھ حاضر ہوتا ہی اُنکے معنون کے ساتھ حاضر نہین ہوتا تو ہمارا مقصود فہم سے دل مین معنی لفظ کا علم ہونا ہی اور اس مقام مین لوگ مختلف ہوتے ہین کیونکہ معانی قرآن اور تسبیحات کے سمجھنے مین سب لوگ یکسان نہین ہوتے اور بہت سے لطیف معانی ایسے ہوتے ہین کہ نمازی عین نماز مین اُنکو سمجھ لیتا ہی حالانکہ وہ اُسکے دل مین پہلے کبھی نہ گذرے تھے اور اسی وجہ سے نماز فحش اور بُرائی سے منع کرتی ہی یعنی ایسی باتین سمجھاتی ہی کہ وہ برائی سے خواہ مخواہ مانع ہون تیسری بات تعظیم ہی جو حضور دل اور فہم کے علاوہ ہی کیونکہ آدمی اپنے غلام سے کوئی کلام کرتا ہی اور دل بھی اُسکا حاضر ہوتا ہی اور معنی اپنے کلام کے سمجھتا ہی مگر غلام کی تعظیم نہین کرتا اس سے معلوم ہوا کہ تعظیم حضور دل اور فہم سے بڑھکر ہی چوتھی ہیبت یہ تعظیم سے بھی بڑھکر ہی بلکہ ہیبت اُس خوف کو کہتے ہین جسکا منشا تعظیم ہو کیونکہ جسکو بالکل خوف نہو اُسکو ہیبت زدہ نہین کہتے اور نہ بچھو سے اور غلام کی بدخلقی اور دوسری اسی جیسے ادنی چیزون سے ڈرنے کو ہیبت کہتے ہین بلکہ بڑے بادشاہ سے خوف کرنے کو ہیبت کہتے ہین غرض کہ ہیبت وہی خوف ہی جو اجلال اور تعظیم کی جہت سے پیدا ہو پانچوین رجا اسمین کچھ شک نہین کہ رجا اُن پہلی باتون کے علاوہ ہی بہت ایسے لوگ ہین کہ کسی بادشاہ کی تعظیم کرتے ہین اور اُسکے دبدبے سے ڈرتے ہین مگر اُسسے توقع کچھ نہین رکھتے اور بندے کو چاہیے کہ اپنی نماز سے خدا تعالی کے ثواب کی توقع رکھے جیسے کہ گناہ سے اُسکے عذاب کا خوف کرتا ہی چھٹی حیا یہ اُن پانچون سے علحدہ ہی کیونکہ اسکا منشا اپنی خطا پر واقف ہونا اور اپنے قصور کا وہم گذرنا ہی تو تعظیم اور خوف اور رجا ایسے ہو سکتے ہین جنمین حیا نہو یعنی اگر تقصیر کا وہم اور گناہ کے ارتکاب کا خیال نہو تو ظاہر ہی کہ حیا نہوگی غرض کہ ان چھون باتون سے نماز کی روح پوری ہوتی ہی۔ اب اُنکے اسباب کو جدا جدا سنو کہ حضور دل کا سبب ہمت ہوتی ہی اسلیے کہ آدمی کا دل اُسکی ہمت کا تابع ہوتا ہی اور ہمت ہم سے مشتق ہی جسکے معنی فکر کے ہین تو جو بات آدمی کو فکر مین ڈالتی ہی اُسی مین دل حاضر ہوتا ہی

اور یہ بات آدمی کی سرشت مین ہو کہ فکر والے کام مین خواہ مخواہ حاضر رہتا ہو اور نماز مین اگر دل حاضر نہو تو بیکار نہ رہیگا بلکہ دنیا کے امور مین سے جس بات مین آدمی کی ہمت یعنی فکر مصروف ہوگی اُسی مین دل موجود ہوگا پس نماز مین دل کے حاضر کرنے کا کوئی حیلہ اور علاج نہین بجز اسکے کہ ہمت کو نماز کی طرف پھیرا جاوے اور ہمت نماز کی طرف نہ پھریگی جب تک یہ ظاہر نہو جاوے کہ غرض مطلوب اُسی سے متعلق ہو یعنی اس بات کا یقین اور تصدیق کرنا کہ آخرت بہتر اور پایدار اور غرض مطلوب ہو اور نماز اُس مطلوب کے حصول کا ذریعہ ہو پس جب اس بات کو دنیا اور اُسکے مہمات کے حقیر جاننے کے ساتھ ملاؤ تو ان دونون کے مجموعہ سے نماز مین حضور دل حاصل ہوگا۔ اور جب تم کسی حاکم کے پاس جاتے ہو جو تمھارا نہ نفع کر سکے نہ ضرر تو اُسوقت اسی جیسی بات سوچنے سے دل حاضر ہو جاتا ہو تو اگر شاہنشاہ حقیقی کی مناجات کے وقت جسکے قبضۂ قدرت مین ملک اور ملکوت اور نفع اور نقصان ہو تمھارا دل حاضر نہوتا ہو تو اسکا سبب بجز اپنے ایمان کے ضعیف ہونے کے اور کچھ مت گمان کرنا اور اس صورت مین تمکو اپنے ایمان کے قوی کرنے مین کوشش کرنی چاہیے اور اُسکا طریق کامل طور پر دوسری جگہ بیان کیا جاویگا۔ اور فہم کا سبب بعد حضور دل کے فکر کا دائم رکھنا اور ذہن کو معنی کے ادراک کی طرف پھیرنا ہے اور اُسکی تدبیر وہی ہو جو دل کے حاضر ہونے کی ہو اور اُسکے ساتھ ہی یہ بھی ہو کہ فکر پر متوجہ ہونا اور جو وسوسے کہ مشغول کر دین اُنکے دور کرنے کے لیے مستعد رہنا چاہیے اور اس قسم کے وسوسونکے دفع کرنے کا علاج یہ ہو کہ اُنکا مواد سب قطع کر دے یعنی جن چیزون کی طرف کہ وسوسے دوڑتے ہون اُنمین سے کوئی اپنے پاس نہ رکھے اور جب تک یہ مواد نہ دور ہوگا تب تک وسوسے چلے جاوینگے کیونکہ جو شخص کسی چیز کو چاہتا ہو اُسکا ذکر بہت کرتا ہو اسلیے محبوب چیز کا ذکر یقیناً دل پر ہجوم کرتا ہو اور اسی وجہ سے دیکھتے ہو کہ جو شخص غیر اللہ سے محبت رکھتا ہو اُسکی کوئی نماز وسوسون سے صاف نہین ہوتی۔ اور تعظیم دو چیزون کے جاننے کے سبب سے دل مین پیدا ہوتی ہو اول خدائے تعالی کے جلال وعظمت کا پہچاننا جو اصل ایمان ہو کیونکہ جو شخص معتقد اُسکی عظمت کا نہوگا اُسکا نفس اُسکی عظمت کے سامنے نہ دبیگا دوم نفس کی حقارت اور خست کو پہچاننا اور اُسکو بندۂ مسخر مملوک سمجھنا ان دونون باتون کے جاننے سے فروتنی اور انکسار اور اللہ تعالی کے لیے خشوع کرنا پیدا ہوتا ہے جسکو تعظیم کہتے ہین اور جبتک کہ نفس کی حقارت کی معرفت خدایتعالی کے جلال کی معرفت سے نہین ملتی تب تک تعظیم اور خشوع کی حالت منتظم نہین ہوتی کیونکہ جو شخص غیر سے مستغنی اور اپنے نفس پر مامون ہو ہو سکتا ہو کہ وہ دوسرے کی صفت جان لے مگر خشوع اُسکو نہو اس وجہ سے کہ دوسری بات یعنی نفس کی حقارت اور اُسکا محتاج ہونا اُسکے علم کا ضمیمہ نہین ہوا اور ہیبت اور خوف نفس کی حالت ہو کہ خدائے تعالی کی قدرت اور سطوت اور اُسکی خواہش کے نافذ ہونے اور کم پروا کرنے کو جاننے سے پیدا ہوتی ہو یعنی یون سمجھنے سے کہ اگر خدائے تعالی اگلون پچھلون کو سب کو ہلاک کر دے تو اُسکے ملک مین سے ایک ذرہ کم نہوگا اور اُسکے ساتھ ہی وہ باتین دیکھے جو انبیا اور اولیا پر مصیبتین اور طرح طرح کی بلائین آتی ہین باوجودیکہ اُنکے دور کرنے پر قادر ہین اور زمین کے سلاطین کا حال اُسکے خلاف معلوم ہوتا ہو غرض کہ جتنا اللہ تعالی کا علم آدمی کو زائد ہوگا اُتنا ہی خوف اور ہیبت زیادہ ہوگی اور جلد چہارم منجیات مین عنقریب باب خوف مین اسکے سبب مذکور ہونگے۔ اور رجا کا سبب یہ ہو کہ آدمی خدائے تعالی کے لطف وکرم اور انعام عمیم اور صنعت کے لطائف کو پہچانے اور نماز کے باعث جو اُسنے جنت کا وعدہ فرمایا ہو اُس وعدہ کو سچا جانے پس جب وعدہ پر یقین اور اُسکے لطف کی معرفت حاصل ہوگی تو ان دونون کے مجموعہ سے بیشک رجا پیدا ہوگی۔ اور حیا اس طرح پیدا ہوتی ہو کہ عبادت مین اپنے آپ کو قصور وار سمجھے اور جانے کہ خدایتعالی کا جتنا بڑا حق ہو اُسکی بجا آوری سے مین عاجز ہون اور اس بات کو اپنے نفس کے عیب اور اُسکی آفتون کے پہچاننے اور اُسکی قلت اخلاص اور خبث باطن اور سب افعال مین سردست کے فائدے پر راغب ہونے کو خیال کرنے سے قوت دے اور اُسکے ساتھ ہی یہ جانے کہ خدایتعالی کا جلال کونسی عظمت کا مقتضی ہو اور یہ کہ وہ باطن پر اور دل کے وسوسون پر خواہ کتنے ہی باریک وخفیہ ہون مطلع ہو حاصل یہ کہ جب یہ معرفتین حاصل ہونگی تو یقیناً ایک حالت پیدا ہوگی جسکو حیا کہتے ہین۔ ان چھوون صفت کے سبب یہی تھے جو مذکور ہوے پس جس صفت کا طلب کرنا

منظور ہو اُسکی تدبیر یہی ہی کہ اُسکے سبب کو پیدا کرنا چاہیے کیونکہ سبب کے معلوم کرنے سے علاج خود معلوم ہوجاتا ہی۔ اوران سب چیزونکا رابطہ ایمان ویقین ہی یعنی یہی معرفتین جنکا ہمنے اوپر ذکر کیا ہی یقینی ہوجاوین کہ اُنمین کسی طرح شک نہ رہے اور دل پرغالب ہوجاوین اور یقین کے معنی شک نہ رہنے اور دل پر مسلط ہونے کے باب العلم مین ہم لکھ چکے ہین اور جسقدر یقین ہوتا ہی اُسی قدر دل خشوع کرتا ہی اور اسی جہت سے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہی کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمسے باتین کرتے تھے اور ہم اُنسے باتین کرتے تھے مگر جب نماز کا وقت آجاتا تو گویا وہ نہ ہمکو جانتے اور نہ ہم اُنکو جانتے۔ اور روایت ہی کہ خداے تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے موسیٰ جب تو مجکو ذکر کرے تو ایسی طرح ذکر کر کہ اپنے اعضا کو جھاڑ اور میرے ذکر کے وقت خشوع اور اطمینان سے رہ اور جب میرا ذکر کرے تب اپنی زبان اپنے دل کے پیچھے کرلے اور جب میرے سامنے کھڑا ہو تو ذلیل بندے کی طرح کھڑا ہو اور مجھسے مناجات زبان صادق اور دل خائف کے ساتھ کر۔ اور مروی ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اُن پر وحی بھیجی کہ اپنی امت کے گنہگارون سے کہدے کہ میرا ذکر نہ کرین کہ مین نے اپنے نفس پر قسم دے لی ہی کہ جو کوئی میرا ذکر کریگا تو مین اُسکا ذکر کرونگا پس اگر وہ میرا ذکر کرینگے تو مین اُنکا ذکر لعنت کے ساتھ کرونگا۔ یہ حال گناہگار کا ہے جو غافل نہ ہو اور اگر غفلت اور معصیت دونون جمع ہوجاوین تب کیا حال ہوگا۔ اور جن امور کو ہمنے اوپر لکھا ہی اُنکے مختلف ہونے سے آدمیون کی کئی قسمین ہوگئین بعضے تو ایسے غافل ہین کہ نماز سب پڑھتے ہین مگر دل کا حضور ایک لحظہ کو نہین ہوتا اور بعض ایسے ہوتے ہین کہ نماز پوری پڑھتے ہین اور ایک لحظہ کو بھی دل غائب نہین ہوتا بلکہ بعض وقت ایسی طرح فکر کو نماز مین لگاتے ہین کہ اُنکے سامنے کوئی حال گذر جاوے اُنکو خبر ہی نہین ہوتی اسی وجہ سے مسلم بن یسار کو مسجد کے ستون گرنے اور اُسکے لیے لوگون کے جمع ہونی کی کچھ خبر نہین ہوئی اور بعض اکابر مدت تک جماعت مین حاضر ہوے مگر کبھی نہ پہچانا کہ دہنے پر کون ہی اور بائین پر کون اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کے جوش کی آواز دو میل کے فاصلے پر سنائی دیتی تھی اور کچھ لوگ ایسے تھے کہ نماز کے وقت اُنکے چہرے زرد ہوجاتے تھے اور شانے تھراتے تھے اور یہ امور ہونے کچھ بعید نہین اسلیے کہ انسے دو چند دنیا دارون کے افکار اور پادشاہان زمین کے خوف سے مشاہدہ ہوتے ہین حالانکہ یہ عاجز اور ضعیف ہین اور جو کچھ اُنسے ملتا ہی وہ بھی حقیر وخفیف یہان تک کہ کوئی شخص پادشاہ یا وزیر کے پاس جاکر کسی مقدمے مین بات کرتا ہی اور چلا آتا ہی اُس سے اگر پوچھا جاوے کہ پادشاہ کے گرد کون لوگ تھے اور اُسکا لباس کیا تھا تو ہرگز نہ بتلا سکیگا کیونکہ اپنے دھندھے کی فکر مین ڈوبے رہنے سے اُسکو اتنی مہلت کہان تھی کہ اُسکے لباس یا گرد کے لوگون کو دیکھے۔ اور چونکہ ہر شخص کو اپنے اعمال مین مختلف حصے ملینگے تو نماز مین ہر ایک کا حصہ اسی قدر ہوگا جتنا خوف اور خشوع اور تعظیم اُسنے کی ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کی جگہ دل ہین ظاہر کے حرکات نہین اور یہی لیے بعض صحابہ رض نے فرمایا ہی کہ آدمی قیامت کو اُس جیسی صورت پر اُٹھینگے جو اُنکی شکل نماز مین ہوگی یعنی اطمینان اور سکون اور نماز مین لذت کا پانا جسقدر ہوگا اُسی قدر قیامت مین یہ چیزین اُسکو حاصل ہونگی اور واقع مین اُنھون نے درست کہا کیونکہ آدمی کا حشر اُسی بات پر ہوگا جسپر مریگا اور مریگا اُس حال پر جسپر کہ زندہ رہا ہی اور اس بات مین اُسکے دل کے حال کی رعایت کیجاویگی جسم ظاہری کے حال کا لحاظ نہوگا اسلیے کہ دلون کے صفات ہی سے دار آخرت مین صورتین ڈھالی جاوینگی اور نجات اُسی کو ہوگی جو اللہ تعالیٰ کے پاس دل سالم لے کر جاویگا خدا ہمکو بھی توفیق اپنے لطف وکرم سے عنایت فرماوے **تیسرا بیان** اُس تدبیر کے ذکر مین جو حضور دل مین مفید پڑے۔ واضح ہو کہ مومن کے لیے ضرور ہی کہ خداے تعالیٰ کی تعظیم کرنے والا اور اُس سے ڈرنے والا اور توقع رکھنے والا اور اپنی تقصیر سے نادم ہو یعنی ایمان کے بعد ان احوال سے جدا نہو اگرچہ اُنکی قوت موافق اُسکے یقین کی قوت کے ہوگی پس نماز مین ان حالات کا نہونا اسی جہت سے ہوگا کہ فکر پراگندہ ہو اور دھیان بٹے اور دل مناجات مین حاضر نہو اور نماز سے غافل ہو اور نماز سے غفلت اُنھین وسوسون کے باعث ہوتی ہی جو دلپر وارد ہوکر اُسکو مشغول کردیتے ہین اس صورت مین حضور دل کی تدبیر یہی ہی کہ اُن وسوسون کو دور کیا جاوے اور چیز جبھی دور ہوتی ہی جب اُسکا سبب دور ہو تو خواطر کے سبب

معلوم کرنا چاہیے کہ اُنکے وارد ہونے کا سبب یا تو امر خارجی ہوتا ہی یا کوئی امر ذاتی پوشیدہ ہوتا ہی امر خارجی وہ چیزین ہین کہ کان اور آنکھ مین پڑتی ہین یہ بھی بعض اوقات فکر کو اُچاٹ کر دیتی ہین یہان تک کہ فکر اُن اشیا کے درپے ہو کر اُنمین تصرف کرتا ہی اور اُنسے اور اشیا کی طرف کھچ جاتا ہی اور اسی طرح اور سلسلہ بندھ جاتا ہی کہ اول بینائی فکر کا سبب ہوے پھر یہ فکر دوسری فکر کا سبب ہوا اور علیٰ ہذا القیاس اور جس شخص کا رتبہ قوی اور ہمت عالی ہو اُسکے حواس کے سامنے کچھ گذرنا اُسکو غافل نہین کرتا مگر ضعیف شخص کا فکر ضرور پراگندہ ہو جاتا ہی اور اسکا علاج یہ ہی کہ ان اسباب کو قطع کرے اسطرح کہ اپنی آنکھین بند کرے یا اندھیرے مکان مین نماز پڑھے یا اپنے سامنے کوئی ایسی چیز نہ رکھے جسمین حواس مشغول ہون اور نماز کے وقت دیوار کے قریب رہے تاکہ مسافت دیکھنے کی پھیلنے نہ پاوے اور راستون پر اور نقش و نگار کی جگہ مین اور رنگین فرشون پر نماز پڑھنے سے احتراز کرے اور اسی وجہ سے عابد لوگ ایک چھوٹے سے حجرۂ تاریک مین نماز پڑھتے تھے کہ صرف سجدہ کی گنجایش ہو سکے تاکہ فکر مجتمع رہے اور قوی شخص مسجدون مین حاضر ہو کر اپنی آنکھین نیچی کر لیتے تھے اور نظر کو سجدے کے مقام سے آگے نہ بڑھاتے تھے اور نماز کا کمال اسمین سمجھتے تھے کہ اس بات کو نہ جانین کہ دہنے پر کون ہی اور بائین پر کون — اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سجدہ کی جگہ مین نہ تلوار چھوڑتے تھے نہ کلام مجید اور اگر کچھ لکھا پاتے تو اُسکو مٹا دیتے — اور اسباب باطنی وسوسون کے سخت تر ہین اسلیے کہ جس شخص کی فکر دنیا کے معاملات مین پھیل جاتے ہین اُسکا فکر ایک فن مین منحصر نہین رہتا بلکہ ہمیشہ ایک جانب سے دوسری کی طرف اوتار رہتا ہی اور آنکھون کا نیچا کرنا اسکو کافی نہین ہوتا اسلیے کہ جو بات دل مین پہلے سے پڑ گئی ہی وہی شغل کو کافی ہی تو باطنی وسوسے دور کرنے کا طریق یہ ہی کہ نفس کو زبردستی اس بات پر لاوے کہ جو کچھ نماز مین پڑھے اُسکو سمجھے اور اُسمین لگا رہے دوسری چیز مین مشغول نہو اور اس امر پر اُسکو اعانت ہو گی اگر اُسکی تیاری نیت باندھنے سے پہلے کرے اس طرح کہ از سر نو نفس کو آخرت کی یاد دلاوے اور مناجات کا موقف اور اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونے کا خطر اور موت کے بعد کے احوال اُسکے سامنے پیش کرے اور دل کو نیت سے پیشتر سب فکر کی چیزون سے خالی کر لے اور کوئی شغل ایسا نہ چھوڑے جسکی طرف دل التفات کرے — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن ابی شیبہ کو ارشاد فرمایا

کہ انی نسیت ان اقول لک ان تخمر القدر الذی فی البیت فانہ لاینبغی ان یکون فی البیت شئی یشغل الناس عن صلوتہم غرض کہ فکرون کے ساکن کرنے کا یہ طور ہی اور اگر اس تدبیر سے فکرون کا ابھار ساکن نہو تو نجات کی سبیل بجز مسہل کے اور کوئی نہین جو کہ مرض کے مادہ کو رگون کی جڑ مین سے نکال پھینکے اور وہ مسہل یہ ہی کہ جو اُمور شغل مین ڈالنے اور حضور دل سے پھیرنے والے ہین اُنکو دیکھے اور اسمین شک نہین کہ وہ اسکے مہمات ہی ہونگے اور وہ بھی صرف شہوات کی جہت سے مہمات ہو گئے ہونگے تو اپنے نفس کو سزا دے کہ اُن شہوات سے اجتناب کرے اور ان علاقون کو قطع کر دے اسلیے کہ جو چیز آدمی کو اسکی نماز سے روکے وہ اُسکے دین کی ضد اور اُسکے دشمن ابلیس کا لشکر ہی تو اُسکا روک رکھنا بہ نسبت دور کرنیکے زیادہ مضر ہی اس سے نجات جبھی ہی کہ جب اسکو علیحدہ کر دے چنانچہ مروی ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابو جہم ایک چادر سیاہ جسکے دو بیل تھے لائے اور اُسکو آپ نے پہن کر نماز پڑھی تو بعد نماز کے اُسکو اُتار ڈالا اور فرمایا کہ اسکو ابو جہم کے پاس لیجاؤ کہ اسنے مجکو اب میرے نماز سے غافل کر دیا اور مجکو اُنکی سادی چادر لا دو — اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جوتی مین نیا تسمہ لگانے کے لیے حکم فرمایا اور نماز مین اسکی طرف دیکھا اس جہت سے کہ نیا تھا تو حکم دیا کہ اسکو نکالکر پرانا تسمہ پھر ڈالدو — اور ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جوڑا پہنا اور وہ آپ کو اچھا معلوم ہوا تو آپ نے سجدہ کیا اور فرمایا کہ مین نے اپنے پروردگار کے سامنے تواضع اور فروتنی کی تاکہ مجھپر غضبناک نہو پھر اسکو باہر لیگئے اور جو سائل اول ملا اُسکو حوالہ کر دیا پھر حضرت علی رض کو حکم کیا کہ ایک جوڑا نرم چمڑے کا پرانا میرے لیے خرید دو اُنکو آپ نے اپنے پاؤن سے مشرف فرمایا اور ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حرمت سے پیشتر سونے کی انگوٹھی ہاتھ مین پہنے منبر پر تھے اُسکو نکالکر پھینک دی اور فرمایا کہ اسنے مجھے مشغول کر دیا کبھی اسکو دیکھتا ہون کبھی تمکو — اور مروی ہی کہ حضرت ابو طلحہ رض نے اپنے باغ مین نماز پڑھی اسکے درختون مین ایک جانور اودے رنگ کا اوپر جانے کو اُڑا اُنکو وہ پرند اچھا معلوم ہوا اور گھڑی بھر تک اُسکو دیکھا کیے اور یہ یاد نہ رہا کہ کتنی رکعتین پڑھی ہین پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

لہ ح مین مجھسے یہ کہنا بھول گیا کہ گھر مین جو ہانڈی ہی اُسکو ڈھانپ دے اسلیے کہ گھر مین ایسی چیز نہونی چاہیے جو آدمیون کو اُنکی نماز سے روکے ۱۲ ابو داؤد و عثمان حجبی اور اُسکے باپ کا نام طلحہ ہی اور احیا مین جو ابی شیبہ لکھا ہی ٹھیک نہین ۱۲

ح بخاری و مسلم بروایت عائشہ رض ۱۲

ح ابن مبارک بروایت ابو النضر مرسلاً ۱۲

ح ابو عبد اللہ در شرف فقرا بروایت عائشہ رض بسند ضعیف ۱۲

ح نسائی بروایت ابن عباس رض مگر سمجھ سونے چاندی کی کچھ قید نہین مطلق انگوٹھی کا ذکر ہی ۱۲

ح مالک نے عبد اللہ بن ابی بکر سے روایت کیا ہی ۱۲

کی خدمت مبارک مین ذکر کیا کہ آج یہ فتنہ مجھپر گذرا اور عرض کیا کہ اب وہ باغ صدقہ ہی جہان چاہیے وہان اسکو صرف فرمایئے۔ اور ایک کسی اور شخص کا ذکر ہی کہ اسنے اپنے باغ مین نماز پڑھی اور اسکے خرما کے درخت پھلون کے مارے جھکے پڑتے تھے کہ انکو جو دیکھا تو اچھے معلوم ہوے اور یہ بھول گئے کہ کتنی نماز پڑھی ہی یہ ماجرا حضرت عثمان غنی رضی سے ذکر کیا اور عرض کیا کہ وہ باغ صدقہ ہی اسکو اللہ تعالی کی راہ مین صرف کیجیے حضرت عثمان رضہ نے اسکو پچاس ہزار کو بیچا۔ اکابر سلف فکر کی جڑ کاٹنے کو اور نماز کے نقصان کے کفارہ کے لیے یہ تدبیرین کرتے تھے اور واقع مین علت کے مادے کو جڑ سے اُکھارنے کی تدبیر یہی ہی اسکے سوا دوسری بات مفید نہو گی کیونکہ جو بات ہمنے لکھی ہی کہ نفس کو نرمی ساکن کرنا چاہیے اور ذکر کے سمجھنے پر لانا چاہیے تو وہ ضعیف شہوتون اور اُن فکرون مین کارآمد ہی جو دل کے اطراف ہی کو گھیرے ہون مگر شہوت قویہ جو خوب زورون پر ہو اسمین ساکن کرنا مفید نہین بلکہ وہ تمکو کھینچے گی اور تم اسکو کھینچتے رہو گے پھر وہی غالب رہیگی اور ساری نماز اسی کشاکش مین گذریگی اور اسکی مثال ایسی ہی کہ کوئی شخص درخت کے نیچے بیٹھکر یہ چاہے کہ میرا فکر صاف ہو اور اسپر کی چڑیان بول بول کر اسکی فکر کو منتشر کرتی ہون اور وہ ایک لکڑی کو ہاتھ مین لیکر انکو اُڑا دے اور پھر اپنی فکر مین مشغول ہو اور چڑیان بھی پھر غل کرنے لگین پھر یہ لکڑی سے بھگانے لگے اور کوئی اس سے کہے کہ یہ چال جو تم چلے ہو کبھی پوری نہو گی اگر تم اس سے چھٹی چاہتے ہو تو درخت کو اُکھاڑ ڈالو یہی حال شہوات کے درخت کا ہی کہ جب اُسکی شاخین پھیل جاتی ہین تو اسپر فکر اسی طرح دوڑتے ہین جیسے چڑیان درخت پر دوڑتی ہین یا مکھی غلاظت پر اور انکے دفع کرنے مین کام بڑھتا ہی کیونکہ مکھی کو جب ٹالدو پھر چلی آتی ہی یہی حال وسوسون کا ہی اور یہ شہوتین بہت سی ہین اور بندہ انسے بہت کم خالی ہوتا ہی اور ان سب کی جڑ ایک چیز ہی یعنی دنیا کی محبت یہ ہر ایک برائی کی جڑ اور ہر نقصان کی بنیاد اور ہر ایک فساد کا منبع ہی اور جس شخص کا باطن دنیا کی محبت پر مشتمل ہو اور اسکی کسی چیز کی طرف رغبت کرے نہ اس غرض سے کہ اسکو توشۂ آخرت بناوے یا آخرت پر اس سے مدد چاہے تو اسکو طمع نہ کرنی چاہیے کہ نماز مین لذت مناجات کبھی اسکو صاف حاصل ہو لیکن تاہم اسکو مجاہدہ کا چھوڑنا نہ چاہیے اور جس طرح ہوسکے دل کو نماز کی طرف پھیرے اور اسباب فکر مین ڈالنے والون کی کمی کرے غرض یہ دوا تلخ ہی اور اسکی تلخی کی جہت سے طبیعتین اسکو بدمزہ جانتی ہین اور روگ پُرانا اور درد لاعلاج ہو گیا یہان تک کہ اکابر نے قصد کیا کہ دو رکعتین ایسی پڑھین جنمین دنیا کے امور کو اپنے دل مین نہ لاوین تو یہ انسے نہو سکا جب اُن لوگون کو اس طرح کا دوگانہ میسر نہوا تو ہم جیسون کو اسکی طمع نہین ہوسکتی اور کاش ہمکو نماز مین سے آدھی خواہ تہائی وسواس سے خالی ملجاوے تو انھین لوگون مین سے ہوجاوین جنھون نے نیک اعمال مین اعمال بد کو ملا جلا دیا۔ حاصل یہ کہ دنیا کی فکر اور آخرت کی ہمت دل مین ایسی ہی جیسے تیل کے بھرے پیالے مین پانی ڈالو کہ جسقدر پانی پیالے مین جاویگا اسی قدر یقینًا تیل نکل جاویگا یہ نہوگا کہ دونون جمع ہوجاوین

**چوتھا بیان** اُن امور کی تفصیل مین جنکا دل مین حاضر ہونا نماز کے ہر ایک رکن اور شرط وغیرہ مین ضرور ہی۔ اگر تمکو آخرت منظور ہی تو تمپر پہلے لازم یہ ہی کہ جو تنبیہات کہ نماز کی شرطون اور رکنون مین ہم لکھتے ہین اُنسے غافل نہو۔ نماز کی شرطین اور جو امور اُس سے پیشتر ہوتے ہین وہ یہ ہین اذان اور طہارت اور برہنگی کا ڈھانپنا اور قبلہ کی طرف متوجہ ہونا اور سیدھا کھڑا ہونا اور نیت کرنی پس جب موذن کی اذان سنو تو اپنے دل مین قیامت کے پکار کی دہشت حاضر کرو اور اذان کو سنتے ہی اپنے ظاہر اور باطن سے اسکی اجابت کے لیے مستعد ہو اور جلدی کرو کیونکہ جو لوگ موذن کی اذان کے لیے جلدی کرینگے وہ قیامت کے روز لطف کے ساتھ پکارے جاوینگے اور اذان پر اپنے دل کا جائزہ لو اگر اسکو خوشی اور فرحت سے بھرا پاؤ اور جلد چلنے کی رغبت سے پر ہو تو جان لو کہ روز جزا مین تمکو بشارت اور فلاح پانے کی آواز آویگی اور اسی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ارحنا یا بلال یعنی نماز سے اور اسکی اذان دینے سے ہمکو راحت پہونچاؤ اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کی ٹھنڈک نماز مین تھی۔ اور طہارت کا حال یہ ہی کہ جب تم نماز کی جگہ کو پاک کرلو جو تمہارا ظرف بعید ہی پھر کپڑون کو پاک کرلو جو تمہارا غلاف قریب ہی پھر ظاہر کی جلد کو پاک کرلو جو تمہارا بہت نزدیک کا پوست ہی تو اپنے مغز اور ذات یعنی دل کی طہارت سے غافل نہو اسکی طہارت کے لیے توبہ مین اور خطاؤن پر نادم ہوتے مین کوشش کرو اور آیندہ قصد مصمم اُن قصورون کے نہ کرنے کا کرلو دل کی طہارت ان امور سے

۱۲ دارقطنی بروایت بلال رضی اللہ عنہ و ابوداؤد بروایت ایک صحابی ۱۲

ضرور کرلو کہ یہ تمھارے معبود کے دیکھنے کی جگہ ہی۔ اور ستر عورت سے یہ سمجھو کہ اسکے معنی یہ ہین کہ بدن کے وے مقامات لوگون کی نظر سے چھپائے جاوین کہ ظاہر مین پر لوگون کی نگاہ پڑتی ہی تو پھر کیا بات ہی کہ باطن کی خرابیان جنپر بجز پروردگار کے اور کوئی مطلع نہین ہوتا چھپائی نہ جاوین پس اُن سب عیبون کو اپنے دل مین حاضر کرو اور نفس سے اُنکے چھپانے کی درخواست کرو اور یہ بات دل مین ٹھان لو کہ خدا ے تعالی کی نظر سے وہ عیب اور کوئی سی چیز چھپ نہین سکتی مگر انپر نادم ہونا اور اللہ تعالی سے حیا اور خوف کرنا اُنکا کفارہ ہوجاتا ہی تو اُن عیبونکے دل مین حاضر کرنے سے تمکو یہ فائدہ ہوگا کہ تمھارے دل مین خوف اور حیا جہان جہان چھپے ہونگے اُبھر کھڑے ہونگے اُسوقت تمھار النفس دبے گا اور خجالت دل پر چھا ویگی اور خداے تعالی کے سامنے ایسے کھڑے ہوگے جیسے غلام گناہگار بدکردار بھاگا ہوا اپنے کردار سے پشیمان ہوکر اپنے آقا کے سامنے سر جھکائے شرمندہ خوف زدہ کھڑا ہوتا ہی۔ اور قبلہ رخ ہونے کے یہ معنی ہین کہ اپنے ظاہر چہرے کو سب طرف سے پھیر کر خداے تعالی کے خانۂ کعبہ کی طرف کرلو پھر کیا تم سمجھتے ہو کہ دل کا پھیرنا تمام معاملات سے خدای تعالی کے امر کی طرف تمسے مطلوب نہین ہی ہرگز مت سمجھنا بلکہ یون سمجھو کہ اسکے سوا اور کوئی مقصود نہین یہ ظاہر کے اعمال سب باطن کی تحریک کے واسطے اور اعضا کو ضبط سے رکھنے اور اُنکو ایک طرف مین ساکن کرنے کے لیے ہین تاکہ یہ اعضا دلپر بغاوت نہ کرین کیونکہ اگر دل پر بغاوت کرینگے اور اپنے حرکات مین اور اپنے اپنے جہات کی طرف التفات مین ظلم کرینگے تو دل کو بھی اپنے پیچھے لگا کر خدا کی طرف سے اُسکو پھیر دینگے اس صورت مین چاہیے کہ تمھارے بدن کی توجہ کے ساتھہ ہی دل کی توجہ بھی ہو یعنی جس طرح پر کہ چہرہ خانۂ کعبہ کی طرف بجز اس بات کے نہین ہوسکتا کہ اُسکو اور سب طرفون سے پھیر لیا جاوے اسی طرح دل بھی خداے تعالی کیطرف نہین پھرتا جبتک اُسکو ماسوا سے خالی نہ کرلیا جاوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب بندہ نماز کو کھڑا ہوا اور اُسکی خواہش اور منہہ اور دل خداے تعالی کیطرف ہون تو وہ نماز سے ایسا فارغ ہوگا جیسے جس روز کہ اُسکی مان نے اُسکو جنا تھا۔ اور سیدھا کھڑا ہونے سے یہ غرض ہی کہ اپنے بدن اور دل سے خداے تعالی کے سامنے خدمت کو کھڑے ہو اس صورت مین چاہیے کہ سر جو تمھارے اعضا مین سب سے اونچا ہی پست اور جھکا ہوا اور نگسر ہو اور سر کی اُنچائی دور کرنے سے یہ تنبیہ ہو کہ دلپر فروتنی اور ذلت لازم رہنے اور اُسوقت کے کھڑے ہونے سے اُس روز کا کھڑا ہونا یاد کرو کہ خداے تعالی کے سامنے کھڑے ہوکر سوال کیا جاویگا اور اب یہ سمجھو کہ تم اللہ تعالی کے سامنے کھڑے ہو اور وہ تمکو دیکھ رہا ہی اسی لیے اگر تمسے اُسکی کُنہ جلال کا دریافت کرنا نہو سکے تو اُسکے سامنے اسی طرح کھڑے ہو جیسے دنیا کے کسی بادشاہ کے سامنے کھڑے ہوتے ہو بلکہ تمام نماز کے قیام مین یہ فرض کرلو کہ تمکو کوئی تمھارے گھر کا بہت نیک آدمی خوب دیکھ رہا ہے یا جسکو تم اپنی نیکبختی جتلایا چاہتے ہو وہ تمھاری طرف نظر کرتا ہی کیونکہ اگر کوئی ایسا آدمی دیکھتا ہی تو اُسوقت تمھارے ہاتھ پانون ساکن اور اعضا ڈھیلے اور عاجزا مسکنت کے ساتھ رہتے ہین اس ڈر سے کہ کہین وہ بندہ جو حقیقت مین عاجز ہی تمکو یہ نہ کہے کہ فروتنی کم کرتے ہو پس جب بندہ مسکین کے ہوتے تم اپنے نفس کا یہ حال معلوم کرو تو اُسپر عتاب کرو اور کہو کہ تو دعوی خداے تعالی کی معرفت اور محبت کا کرتا ہی تجھے اُسکے سامنے جراءت کرنے سے شرم نہین آتی حالانکہ اُسکے ایک ادنی بندے کی توقیر کرتا ہی اور لوگون سے خوف کرتا ہی خدا سے نہین ڈرتا جس سے ڈرنا زیبا ہی اور اسی وجہ سے جب حضرت ابوہریرہ رضہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ اللہ تعالی سے حیا کسطرح ہوتی ہی تو آپ نے فرمایا کہ اس سے اسطرح حیا کرو جیسے اپنے گھر کے کسی نیکبخت شخص سے حیا کرتے ہو۔ اور نیت مین یہ بات دل مین پکی کرنی چاہیے کہ اللہ تعالی نے جو حکم نماز کا کیا اُسکو ہمنے مانا اور اُسکے پورا پڑھنے اور اُسکے نواقض اور مفسدات سے باز رہنے پر اور ان سب امور کو خاص خدای تعالی کی رضا کے لیے کرنے پر عزم کرنا چاہیے اس غرض سے کہ توقع اُسکے ثواب کی اور خوف اُسکے عذاب کا اور طلب اسکی نزدیکی کی بلحوظ خاطر رہے اور اس باب مین اسکا احسان اپنی گردن کا طوق جانے کہ باوجود ہمارے بے ادب اور کثرت سے گناہگار ہونے کے ہمکو اجازت اپنی مناجات کی دی اور اپنے دل مین اُسکی مناجات کی بڑی قدر جانے اور دیکھے کہ مین کس سے مناجات کرتا ہون اور کسطرح مناجات کرتا ہون ایسی صورت مین چاہیے

اس الفاظ سے روایت نہین ملی مگر مسلم نے بروایت عمرو بن عبسہ رضہ مضمون فضیلت مین اسکا زیر مضمون روایت کیا ہی ۱۲ مع بیہقی بروایت سعید بن یزید مرسلاً ۱۲

تو یہی کہ تمھاری پیشانی عرق پشیمانی مین غرق ہو اور ہیبت سے شانے تھراوین اور خوف کے مارے رنگ زرد پڑجاوے۔ اور اللہ اکبر کہنے مین جب زبان کو
اِن الفاظ سے گویا کرو تو چاہیے کہ تمھارا دل اُس قول کو جھوٹا نہ کرے یعنی اگر دل مین کوئی چیز خداے تعالیٰ سے بڑی جانتے ہوگے تو
اللہ تعالیٰ گواہی دیگا کہ تم جھوٹے ہو اگرچہ قول تمھارا سچا ہو جیسے سورۂ منافقون مین منافقون کی زبانی کہنے کو ارشاد فرمایا کہ اللہ شاہد ہی کہ منافق
جھوٹے ہین یعنی دل سے اقرار رسالت نہین کرتے صرف زبان سے کہتے ہین کہ تم رسول ہو پس اگر خداے تعالیٰ کے امر کی نسبت کہ تمھاری
خواہش نفس تم پر غالب ہوگی اور تم بہ نسبت خداے تعالیٰ کے اُسکی اطاعت زیادہ کرتے ہوگے تو گویا تمنے اپنا معبود اسی کو ٹھہرالیا
اور اُسی کو بڑا جانا تو کیا عجب ہی کہ تمھارا اللہ اکبر کہنا صرف ایک کلمہ زبانی ہی ہو اس وجہ سے کہ دل مین تو اسکی موافقت ہی نہین اور اس
امر کا خوف نہایت بڑا ہی بشرطیکہ توبہ اور استغفار اور اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم اور عفو پر حسن ظن نہو اور شروع کی دعا مین اول تم یہ کہتے ہو
کہ وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض یعنی مین نے اپنا منہ کیا اُسکی طرف جسنے بنائے آسمان وزمین اسمین مراد منہ سے ظاہر کا منہ نہین
اسلیے کہ ظاہر چہرہ کو تو تم قبلہ کی طرف کیے ہو اور خداے تعالیٰ اس بات سے پاک ہی کہ کوئی جہت اُسکو گھیر سکے تو بدن کی توجہ اُسکی
طرف نہین ہوسکتی ہان دل کا منہ ہی جسکو تم خالق ارض وسما کی طرف کرسکتے ہو پس تامل کرو کہ چہرہ دل گھر اور بازار کی مہمات مین اور اپنی شہوات
کی طرف مائل ہی یا خالق ارض وسموات کی طرف متوجہ ہی اور خبردار ایسا نکرنا کہ اپنی مناجات کے شروع ہی مین جھوٹ اور بناوٹ کو دخل دو
اور اللہ تعالیٰ کی طرف روے دل اُسوقت پھرتا ہی کہ اُسکو اُسکے غیر کیطرف سے پھیر لو تو اب تمکو کوشش کرنی چاہیے کہ دل کی توجہ خداے تعالیٰ ہی
کی طرف ہو اور اگر یہ بات ساری نماز مین نہ میسر ہو تو جسوقت یہ کلمہ زبان پر ہو اُسوقت تو قول سچا ہو اور جب زبان سے کہو حنیفاً مسلماً یعنی ایک طرفہ
مسلمان ہوکر تو اپنے دل مین یہ سوچنا چاہیے کہ مسلمان وہ ہی جسکے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان بچے رہین پس اگر تم ایسے نہین ہو تو اس
قول مین جھوٹے ہو تو اس بات کے لیے آیندہ ہی زمانے مین کوشش کرو اور جو احوال پہلے گذرے ہون اُنپر ندامت کرو اور جب یہ کہو وما انا من
المشرکین یعنی مین شرک والون مین سے نہین ہون تو اپنے دل مین شرک خفی کو تامل کرو اسلیے کہ یہ آیت فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا
یشرک بعبادۃ ربہ احدا اس شخص کے باب مین اُتری ہی جو اپنی عبادت سے رضاے خدا اور لوگون کی تعریف چاہتا ہو پس اس شرک سے بہت احتراز
چاہیے اور جس صورت مین کہ تمنے زبان سے تو کہا کہ مین مشرک نہین اور اس شرک سے برات نہین کی تو اپنے دل مین شرمندہ ہونا چاہیے کہ شرک
تھوڑی اور بہت سبھی کو کہتے ہین۔ اور جب کہو محیای ومماتی للہ یعنی میرا جینا اور مرنا اللہ کے واسطے ہی تو یہ جانو کہ یہ حال اُس غلام کا ہی کہ اپنے نفس کے
حق مین مفقود ہو اور آقا کے حق مین موجود ہو اور یہ کلمہ جب ایسے شخص سے صادر ہو کہ اُسکی رضا اور غضب اور اُٹھنا بیٹھنا اور زندگی کی رغبت اور موت
کی دہشت دنیا کے کامون کے لیے ہون تو ظاہر ہی کہ یہ کلمہ کہنا اُسکے حال کے مناسب نہین۔ اور جب یہ کہو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم مین پناہ
مانگتا ہون اللہ کی شیطان مردود سے تو یہ جانو کہ شیطان تمھارا دشمن ہی اور تاک لگائے ہوے ہی کہ کسی طرح تمھارے دل کو خداے تعالیٰ کیطرف سے پھیر دے
کیونکہ اُسکو تمھاری مناجات پر اور خداے تعالیٰ کے لیے سجدہ کرنے پر حسد ہی کہ اُسکو ایک سجدہ کے چھوڑنے سے طوق لعنت گلے مین پڑا اور مردود
ابدی ہوا اور یہ سمجھو کہ تم جو شیطان سے پناہ مانگتے ہو تو یہ جب ٹھیک ہو کہ جو چیز شیطان کو محبوب ہو اُسکو ترک کردو اور اُسکے بدلے مین خداے تعالیٰ
کی محبوب چیز اختیار کرو یہ نہین کہ صرف زبان سے پناہ کا مانگنا کافی ہو مثلاً اگر کسی شخص پر درندہ خواہ دشمن مارنے کے ارادے سے آوے اور وہ اپنی
جگہ سے نہ ہلے اور زبان سے کہے کہ مین تجھسے اس مضبوط قلعے کی پناہ چاہتا ہون تو یہ کہنا اُسکو کیا کام آویگا بلکہ پناہ جبھی ہوگی کہ اپنی جگہ چھوڑکر گڑھی مین
چلا جاوے اسی طرح جو شخص اپنی شہوات کا تابع ہی جو شیطان کو محبوب اور رحمن کو ناپسند ہین تو اُسکو زبان سے اعوذ باللہ کہ لینا مفید نہوگا بلکہ اس
زبانی قول کے ساتھ خداے تعالیٰ کے قلعہ مین پناہ لینے کا پکا ارادہ کرے اور اسکا قلعہ لا الہ الا اللہ ہی چنانچہ ایک حدیث قدسی مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ہمکو خبر دی ہی کہ خداے تعالیٰ فرماتا ہی کہ لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہی جو شخص میرے قلعہ مین داخل ہوا وہ میرے عذاب سے مامون ہوا اور اس

ف جو شخص امید رکھتا ہو ملنے کی اپنے رب سے اُسکو چاہیے کہ کرے کچھ کام نیک اور ساجھا نہ رکھے اپنے رب کی بندگی مین کسی کا ۱۲ موضح

ذکرہ الشیخ ابو نعیم فی الحلیہ من روایت علی رضی اللہ عنہ بسند ضعیف ۱۲

قلعہ مین پناہ لینے والا وہ شخص ہی جسکا معبود سوائے خدائے تعالی کے اور کوئی نہو لیکن جس شخص نے کہ اپنا معبود اپنی خواہش نفس کو بنا رکھا ہو تو وہ
شیطان کے میدان مین ہی نہ خدائے تعالی کے قلعہ مین۔۔ اور معلوم کرنا چاہیے کہ شیطان کا ایک فریب یہ بھی ہے کہ آدمی کو نماز کے اندر آخرت
کی فکر مین اور خیرات کے کامون کے سوچنے مین لگا دیتا ہی تاکہ جو کچھ نماز مین پڑھے اُسکے سمجھنے سے باز رہے تو یاد رکھو کہ جو چیز تمکو معنی قرارت کے
سمجھنے کی مانع ہو وہ وسواس ہی اسلیے کہ زبان کا ہلانا تو مقصود ہی نہین بلکہ مقصود معانی ہین اور قرارت کے باب مین آدمی تین طرح کے ہین
ایک وہ کہ اُسکی زبان متحرک ہی اور دل غافل اور ایک وہ کہ زبان ہلتی ہی اور دل زبان کی پیروی کرتا ہی اور اُسکے الفاظ کو ایسی طرح سمجھتا اور سنتا ہی کہ
گویا دوسرے شخص سے اُسکو سنتا ہی یہ درجہ اصحاب یمین کا ہی اور ایک شخص وہ ہی کہ اُسکا دل اول معانی کی طرف دوڑتا ہی پھر دل کی زبان تابع ہو کر اُن
معانی کو ترجمہ کرتی ہی اور بہت فرق ہی اس بات مین کہ زبان دل کی ترجمان ہو یا دل کی معلم بنے مقرب لوگون کی زبان دل کی ترجمان اور اُسکی تابع
ہوتی ہی اور دل اسکا تابع نہین ہوتا۔ اور قرارت کے ترجمے کی تفصیل یہ ہی کہ جب تم کہو بسم اللہ الرحمن الرحیم یعنی شروع کرتا ہون اللہ کے نام سے جو
بہت مہربان اور رحم والا ہی تو اس سے یہ نیت کرو کہ اللہ تعالی کے کلام پاک کے شروع کرنے کے لیے اس سے تبرک چاہتا ہون اور یہ سمجھو کہ اسکے
معنی یہ ہین کہ سب امور اللہ سے ہین اور اسم سے غرض اس جگہ مسمی ہی اور جبکہ سب کام اللہ کے ہوے تو الحمد للہ رب العالمین بھی ٹھیک ہوا کہ اسکے
معنی یہ ہین کہ شکر خدا کا ہی جو پروردگار ہی سب جہانون کا کیونکہ نعمتین سب اللہ تعالی کی طرف سے ہین اور جو شخص کہ کسی نعمت کو غیر اللہ کی جانب سے
جانتا ہی یا اپنے شکر سے غیر اللہ کا قصد کرتا ہی اور اسکو اللہ تعالی کے حکم کا مسخر نہین سمجھتا تو اُسکو بسم اللہ اور الحمد للہ کہنے مین اسی قدر نقصان ہوگا جسقدر کہ
وہ غیر اللہ کی طرف التفات رکھتا ہوگا اور جب تم کہو الرحمن الرحیم تو اپنے دل مین اُسکے تمام انواع لطف کو حاضر کر لو تاکہ تمکو اُسکی رحمت کا حال کھلے
اور اُس سے تمھاری امید اُبھرے پھر مالک یوم الدین کہنے سے اپنے دل مین سے اُسکی تعظیم اور خوف کو اُبھارو عظمت اس جہت سے کہ ملک بجز
اُسکے اور کسیکا نہین اور خوف اس جہت سے کہ اُسکے معنی یہ ہین کہ وہ مالک ہی روز جزا اور حساب کا پس اس دن کے ہول سے ڈرنا چاہیے پھر ایاک نعبد
یعنی تجھی کو عبادت کرتے ہین کے کہنے سے اخلاص از سر نو کرو اور طاقت اور قوت سے عاجزی اور برارت اس قول سے نئی کرو و ایاک نستعین یعنی
تجھی سے مدد چاہتے ہین اور خوف دل مین ٹھان لو کہ ہمکو بدون اُسکی اطاعت کے طاعت میسر نہین ہوئی اور اُسکا بڑا احسان ہی کہ اپنی طاعت کی
توفیق دی اور عبادت کی خدمت تمسے لی اور تمکو اپنی مناجات کا اہل بنایا اگر بالفرض تمکو توفیق سے محروم رکھتا تو تم بھی شیطان لعین کے ساتھ
مین راندۂ درگاہ ہوتے پھر جب اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور الحمد للہ اور مطلق اعانت کی حاجت ظاہر کرنے سے فارغ ہو چکے تو اب اپنے سوال کو
معین کرو اور اُس سے وہی چیز مانگو جو تمھاری حاجتون مین سب سے زیادہ مہم ہو اور یہ کہو اہدنا الصراط المستقیم دکھا ہمکو راہ سیدھی جو ہمکو تیرے پاس
پہونچاوے اور تیری مرضیات تک لیجاوے اور اُسکی شرح اور تفصیل اور تاکید زیادہ کرنے کو کہو صراط الذین انعمت علیہم یعنی اُن لوگون کا راستہ
جنپر تونے نعمت ہدایت کو افاضہ فرمایا اور وہ انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین ہین غیر المغضوب علیہم ولا الضالین نہ اُن لوگون کی راہ جنپر
غصہ ہوا یا بھٹکنے والے ہین اور وہ کافر یہود اور نصارے اور صابئین ہین پھر اُس درخواست کے قبول ہونے کی طلب کرو اور کہو کہ آمین یعنی
ایسا ہی کر جب تم الحمد کو اس طرح پڑھوگے تو عجب نہین کہ تم اُن لوگون مین سے ہو جنکے باب مین اللہ تعالی ایک حدیث قدسی مین جسکی خبر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہی فرمایا ہی کہ مین نے نماز کو اپنے آپ مین اور اپنے بندے مین آدھون آدھ کر لی ہی آدھی میری ہی اور آدھی میرے بندے کی
اور میرے بندے کو وہ ملیگا جو اُسنے مانگا ہی بندہ کہتا ہی الحمد للہ رب العالمین تو اللہ تعالی فرماتا ہی کہ میرے بندے نے میری حمد اور تعریف کی
اور سمع اللہ لمن حمدہ کہنے سے غرض یہی ہی آخر حدیث تک یعنی اسکے معنی یہ ہین کہ سنا اللہ نے اُسکا قول جسنے اُسکی تعریف کی۔ پس اگر تمکو نماز مین
کوئی اور بات نہوتی بجز اسکے کہ خدائے تعالی نے باوجود اپنی عظمت و جلال کے تمکو یاد کیا تو یہی کافی اور غنیمت تھا اور جس صورت مین کہ تمکو ثواب
اور زیادتی کی توقع اُس سے ہی تو پھر کیا کہنا ہی۔ اور اسی طرح جو سورت تم پڑھو اُسکے معنی کو سمجھو چنانچہ باب تلاوت قرآن مین اُسکا ذکر آویگا حاصل یہ

کہ قرات کے پڑھنے مین تمکو اُسکے امر اور نہی اور وعدہ اور وعید اور نصیحت اور انبیا کی خبرین بتلانی اور احسانات کے ذکر کرنے مین غفلت نکرنی چاہیے اور ان مین سے ہر ایک بات کا ایک حق ہے مثلاً وعدہ کا حق رجا ہے اور وعید کا حق خوف ہے اور امر اور نہی کا حق عزم مصمم اُنکی تعمیل کا ہے اور نصیحت کا حق اُس سے نصیحت حاصل کرنا ہے اور احسان کے ذکر کرنے کا حق اُسکا شکر کرنا ہے اور نہیون کی خبرین دینے کا حق عبرت پکڑنا ہے ان حقوق کو مقرب لوگ پہچانتے ہین اور وہی یہ حقوق ادا کرتے ہین چنانچہ زرارہ بن ابی اوفی نماز مین جب اس قول خداوندی پر پہونچے فاذا نقر فی الناقور یعنی جب پھونکا جاویگا صور مین تو پچھاڑ کھا کر گرے اور مر گئے۔ اور ابراہیم نخعی جب اذا السماء انشقت کو سُنتے معنی یہ ہین کہ جب پھٹ جاوے آسمان تو اتنا بیقرار ہوتے کہ اُنکے سارے جوڑ تھرا تے۔ اور عبد اللہ بن واقد کہتے ہین کہ مین نے حضرت ابن عمر رض کو دیکھا کہ نماز ایسی صورت سے پڑھتے تھے جیسا کوئی غمزدہ ہوتا ہے اور آدمی کو شایان یہی ہے کہ اُسکا دل اپنے آقا کے وعدہ اور وعید سے سوختہ ہوجاوے کیونکہ وہ بندہ گنہگار اور ذلیل سامنے جبار قہار کے ہے اور یہ باتین درجات کے فہم کے بموجب ہوا کرتی ہین اور فہم اُسقدر ہوتا ہے جسقدر علم اور دل کی صفائی زیادہ ہوتی ہے اور اسکے درجات کی کچھ انتہا نہین اور نماز دلون کی کنجی ہے اسمین الفاظ کے اسرار واضح ہوتے ہین۔ یہ ہے قرات کا حق اور ذکر اور تسبیحون کا حق بھی یہی ہے پھر قرات مین سورت کا لحاظ کرو یعنی حروف کو اچھی طرح ادا کرو اور جلد نہ پڑھو کیونکہ آہستہ پڑھنے سے سمجھنے مین آسانی ہوتی ہے اور رحمت اور عذاب کی آیتون کو اور وعد اور وعید اور تحمید اور تمجید کی آیتون کو جدا جدا لہجون مین پڑھو ابراہیم نخعی جب اس جیسی آیت پڑھتے ما اتخذ اللہ من ولد و ما کان معہ من الٰہ تو اپنی آواز پست کر دیتے جیسے کسی کو اس بات سے شرم آوے کہ خدا ے تعالی کا ذکر ان اوصاف سے کرے جو لائق اُسکی جناب پاک کے نہون۔ اثر مروی ہے کہ قرآن والے کو قیامت کے دن کہا جاویگا کہ پڑھ اور ترقی کر اور اچھی طرح پڑھ جیسے تو دنیا مین اچھی طرح پڑھا کرتا تھا۔ اور ساری قرات مین کھڑا رہنے سے یہ اشارہ ہے کہ دل اللہ تعالی کے ساتھ حضور کی صفت پر ایک ہی طرح قائم رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نمازی کی طرف متوجہ ہوتا ہے جبتک کہ نمازی اور طرف دھیان نہ کرے۔ اور جس طرح کہ سر اور آنکھ کی حفاظت اور طرف دیکھنے سے واجب ہے اسی طرح باطن کی حفاظت نماز کے سوا اور طرف دھیان کرنے سے واجب ہے پس جس صورت مین کہ دل اور طرف متوجہ ہو تو اُسکو یاد دلاؤ کہ خدا ے تعالی تیرے حال پر مطلع ہے اور مناجات کرنے والے کو حالت مناجات مین اُس ذات سے غفلت کرنی جس سے مناجات کرتا ہے اُسکے پاس دوبارہ جانے کو بہت بری ہے۔ اور اپنے دل پر خشوع کو لازم کر لو کیونکہ ظاہر و باطن کے اور طرف دھیان کرنے سے نجات خشوع ہی کا نتیجہ ہے جب باطن خشوع کریگا تو ظاہر بھی فروتنی کریگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز پڑھتے مین اپنی داڑھی سے کھیل کرتے دیکھکر فرمایا کہ اگر اُسکا دل خشوع کرتا تو اُسکے اعضا بھی خشوع کرتے۔ اسلیے کہ رعیت کا حال حاکم کی طرح کا ہوتا ہے اور اسی وجہ سے دعا مین یہ وارد ہوا ہے کہ الٰہی راعی اور رعیت دونون کو درست کر اور راعی دل ہے اور اعضا رعیت ہین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز مین میخ کی طرح ہوتے تھے اور ابن زبیر رض لکڑی کی طرح اور بعض اکابر رکوع مین ایسے ہوتے تھے کہ انپر چڑیان پتھر سا جانکر بیٹھ جاتی تھین۔ اور یہ سب باتین دنیا مین بادشاہون کے سامنے باقتضاے طبیعت ہوجاتی ہین تو شہنشاہ حقیقی کے سامنے جن لوگون کو اُسکا حال معلوم ہے کیسے نہونگی اور جو شخص غیر اللہ کے سامنے تو خشوع پیٹ بھر کر کرے اور خدا ے تعالی کے سامنے اُسکے ہاتھ پاؤن ہلتے جلتے رہین تو وہ خدا ے تعالی کے جلال کی معرفت مین قاصر ہے اور نہین جانتا کہ اللہ تعالی میرے دل اور وسوسون پر آگاہ ہے حضرت عکرمہ نے اس آیت کی تفسیر مین الذی یراک حین تقوم و تقلبک فی الساجدین فرمایا ہے کہ قیام اور رکوع اور سجدہ اور جلسہ کے وقت مین دیکھتا ہے اور رکوع اور سجدہ مین یہ چاہیے کہ اُنکے ادا کرنے کے وقت نئے سر سے خدا ے تعالی کی بزرگی کو یاد کرو پھر نئی نیت اور اتباع سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خدا ے تعالی کے عذاب سے اُسکے عفو کی پناہ مانگتے ہوے اپنے دونون ہاتھ اُٹھاؤ اور از سر نو اُسکے سامنے ذلت اور تواضع رکوع سے ادا کرو اور اپنے دل کے نرم کرنے اور از سر نو خشوع کرنے مین کوشش کرو اور اپنی ذلت اور اپنے معبود کی عزت کو خیال کرو اور دل مین اس بات کے ہونے پر زبان سے مدد لو یعنی زبان سے سبحان ربی العظیم پاک ہے میرا رب بہت بڑا کہو کہ اُسکی عظمت تمہارے اقرار سے

ثابت ہوا اور ان کلمات کو مکرر کہو تا کہ دل مین اس عظمت کی تاکید ہو پھر اپنا سر رکوع سے اُٹھاؤ اور یہ توقع کرو کہ وہ رحم کرتا ہے اور اپنے اس دل کی توقع کی تاکید ان لفظون سے کرو سمع اللہ لمن حمدہ یعنی جو شکر اللہ تعالیٰ کا کرتا ہی اللہ تعالیٰ اُسکی سنتا ہی پھر اُسکے بعد شکر بیان کرو کہ اُس سے زیادتی نعمت کی ہوتی ہی اور یہ کہو ربنا لک الحمد اور حمد کی کثرت کے لیے یہ الفاظ کہو ملأ السموات والارض یعنی ای رب ہمارے تجکو شکر ہی مقدار آسمانون اور زمین کے پُرے کے پھر سجدہ کے واسطے جھکو کہ یہ سب مین زیادہ درجہ کی ذلت ہی یعنی اپنا مُنہہ جو سب اعضا کی نسبت کر عزیز تر ہی اُسکو سب چیزون مین سے ذلیل تر یعنی مٹی پر رکھو اور اگر یہ بات تمسے ہو سکے کہ زمین پر سجدہ کرو اور زمین مین اور چہرے مین کوئی حائل نہو تو ایسا ہی کرو کیونکہ اس صورت سے فروتنی بہت حاصل ہوتی ہی اور ذلت خوب معلوم ہوتی ہی اور جب تم اپنے آپ کو ذلت کی جگہ مین رکھ چکے تو جانو کہ تمنے اپنے نفس کو جہان کا تھا وہان رکھدیا اور فرع کو اصل تک پہونچا دیا اور تمھاری اصل پیدایش مٹی ہی سے ہوئی اور اُسی کی طرف دوبارہ جاؤ گے اس وقت اپنے دل پر خداے تعالیٰ کی عظمت از سر نو کرو اور کہو سبحان ربی الاعلیٰ اور اسکو مکرر کہکر دل مین کی عظمت کی تاکید کرو کہ ایک دفعہ کے کہنے کا اثر ضعیف ہوتا ہی پس جب تمھارا دل نرم ہوا اور یہ بات تمکو معلوم ہو جاوے تو خداے تعالیٰ کی رحمت کی توقع کرو کہ اُسکی رحمت ضعف اور ذلت ہی کیطرف جھپٹتی ہی تکبر اور شیخی پر نہین دوڑتی اب اپنے سر کو اللہ اکبر کہتے ہوے اُٹھاؤ اور اپنی حاجتان الفاظ سے مانگو رب اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم یا جو دعا تمکو منظور ہو طلب کرو پھر تواضع کو دوبارہ سجدہ کرنے سے پختہ کرو اور اسی طرح دوسرا سجدہ کرو۔ اور جب تشہد کے لیے بیٹھو تو ادب سے بیٹھو اور تصریح کرو کہ جتنی چیزین تقرب کی ہین خواہ صلوات ہون یا طیبات یعنی اخلاق ظاہرہ وہ سب اللہ کے لیے ہین اور اُسی طرح ملک خدا کے لیے ہی اور یہی معنی التحیات کے ہین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کو اپنے دل مین حاضر کرو اور کہو السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور اپنے دل مین سچی آرزو کرو کہ یہ سلام اُنکو پہونچیگا اور تمکو اسکا جواب تمھارے سلام کی نسبت کر کامل تر عنایت فرماوینگے پھر تم اپنے اوپر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بخت بندون پر سلام کہو اور یہ توقع کرو کہ خداے تعالیٰ تمکو اس سلام کے جواب مین بقدر شمار نیک بندون کے پورے سلام مرحمت فرماویگا پھر خداے تعالیٰ کی وحدانیت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر شہادت کرو اور خداے تعالیٰ کے عہد کو شہادت کے دونون جملے پڑھکر نیا کرو پھر اپنی نماز کے آخر مین جو دعا حدیث مین آئی ہو تواضع اور خشوع اور مسکنت اور عاجزی اور قبول ہونے کی سچی توقع کے ساتھ پڑھو اور اپنی دعا مین اپنے مان باپ اور سب ایماندارون کو شریک کرو اور سلام کے وقت نیت کرو کہ فرشتون اور حاضرین پر سلام کہتا ہون اور سلام سے نماز کے پورا ہونے کی نیت کرلو اور خداے تعالیٰ کے شکر کا دل مین خیال کرو کہ تمکو اس طاعت کے پورا کرنے کی توفیق دے اور یہ سمجھو کہ تم اپنی اس نماز کو رخصت کرتے ہو اور شاید پھر تمھاری زندگی نہو کہ پھر ایسی نماز پڑھو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو وصیت کی تھی فرمایا تھا کہ نماز رخصت کرنے والے کی سی پڑھ۔ پھر اپنے دل مین نماز مین قصور کرنے کا خوف اور شرم کرو اور اس بات سے ڈرو کہ کہین نماز نامقبول نہو اور کسی گناہ ظاہر یا باطن کی جہت سے بری ٹھہر کر منہہ پر نہ ماری جاوے اور اسکے ساتھ ہی یہ توقع رکھو کہ وہ اپنے فضل و کرم سے اُسکو قبول فرمائیگا یحییٰ بن وثاب جب نماز پڑھ لیتے تو کسی قدر ٹھہرتے اور اُنکے چہرے سے آثار بحالی اور غم کے معلوم ہوتے تھے۔ اور ابراہیم نخعی بعد نماز کے ایک گھنٹہ ٹھہرے رہتے گویا بیمار ہین یہ صورت اُن نماز گزارون کی ہوتی ہی جو خشوع کرتے ہین اور نماز کی نگاہداشت اور مداومت کرتے ہین اور جتنی اُنکو بندگی مین مقدور وطاقت ہوتی ہی اُسکے موافق اللہ تعالیٰ کی مناجات مین مصروف ہوتے ہین پس آدمی کو چاہیے کہ جو نماز پڑھے اُسمین انہین باتون کا پابند رہے اور جسقدر اُنکو ان مین سے حاصل ہو اُس سے خوش ہونا چاہیے اور جو حاصل نہوا اُسپر حسرت کرنی زیبا ہی اور اُسکے علاج مین کوشش کرنی لازم اور غافلون کی نماز تو مقام خطر ہی ہان اگر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کرے تو کیون نہین کہ اُسکی رحمت وسیع اور کرم عام ہی ہم اللہ سے سوال کرتے ہین کہ ہمکو اپنی رحمت مین ڈھانپ لے اور اپنی مغفرت سے ہماری پردہ پوشی کرے کہ ہمکو بجز اس بات کے کہ اُسکی طاعت کی بجا آوری سے عاجز ہیکا اقرار کرین اور کوئی وسیلہ نہین۔ اور جان لو کہ نماز کو آفات سے پاک کرنا اور صرف خدا کی ذات کے لیے اُسکو خالص کرنا اور مع شروط باطنی مذکورہ بالا

یعنی خشوع اور تعظیم اور حیا کے ساتھ اُسکو پڑھنا دلون مین انوار کے حاصل ہونے کا سبب ہی اور یہ انوار علوم مکاشفہ کے لیے کنجیان ہوتے ہین پس اولیا اللہ جو آسمان اور زمین کے ملکوت اور ربوبیت کے اسرار کو مکاشفہ سے معلوم کرتے ہین تو وہ بھی نماز ہی کے اندر خصوص سجدہ کی حالت مین معلوم کرتے ہین کیونکہ سجدہ کے باعث بندہ اپنے پروردگار سے قریب ہوجاتا ہی اور اسی لیے اللہ تعالی نے فرمایا واسجد واقترب یعنی سجدہ کر اور قرب حاصل کر اور ہر ایک نمازی کو نماز مین مکاشفہ اُسی قدر ہوتا ہی جسقدر کہ وہ دنیا کی کدورتون سے صاف ہوتا ہی اور یہ بات قوت اور ضعف اور قلت اور کثرت اور ظہور اور خفا مین مختلف ہوا کرتی ہی یہانتک کہ بعضون کو چیز بعینہ منکشف ہوتی ہی اور بعضون کو اُسکی صورت مثالی معلوم ہوتی ہی جیسے بعضون کو دنیا مردار کی صورت مین معلوم ہوئی اور شیطان کو کُتے کی طرح اُسپر چھاتی دھرے دیکھا کہ اُسکی طرف بُلا رہا ہی اور مکاشفہ کا اختلاف کشف کی چیز مین بھی ہوتا ہی مثلا بعضون کو خدا تعالی کے صفات اور جلال منکشف ہوتے ہین اور بعضون کو اُسکے افعال اور بعض کو علوم معاملہ کی باریکیان۔ اور ان باتون کے معین کرنے کے لیے ہر وقت مین اتنے اسباب پوشیدہ ہوتے ہین جنکی انتہا نہین اور سب مین زیادہ سخت ان اسباب مین فکر دلی کی مناسبت ہی کہ وہ جب کسی معین چیز مین مصروف رہتا ہی تو وہی چیز منکشف ہونے کے واسطے اولی ہوتی ہی۔ اور چونکہ یہ باتین جلا کیے ہوے آئینون مین بھی پرتو افگن ہوتی ہین اور آئینے سب زنگ خوردہ ہین اور اسی وجہ سے اُنپر عکس ہدایت نہین پڑتا نہ اس جہت سے کہ منعم حقیقی کی جہت سے بخل ہو بلکہ اس وجہ سے کہ ہدایت کے گرنے کے مقام پر میل کی تہین جم رہی ہین اسلیے زبانین اُن مکاشفہ کی باتون کے انکار پر دوڑ پڑین کیونکہ یہ امر طبیعت کی سرشت مین ہو کہ جو چیز موجود نہین اُسکا انکار کرنے لگے اگر بالفرض پیٹ کے بچے کو عقل ہوتی تو وہ ہوا کے اندر انسان کے وجود کے امکان کا انکار کرتا اور اگر صغر سن لڑکے کو تمیز ہوتی تو وہ اُن امور کا انکار کرتا جو عاقل لوگون کو آسمانون اور زمین کے ملکوت اور اسرار معلوم ہوتے ہین اور یہی حال انسان کا ہی کہ جس حال مین ہوتا ہی اُسکے بعد کے احوال کا گویا منکر ہوتا ہی اور جو شخص ولایت کے حال کا منکر ہو اُسپر یہ لازم آویگا کہ نبوت کے حال کا منکر ہو حالانکہ خلق کی پیدایش بہت سے حالات مین ہوئی ہی پس آدمی کو نہین چاہیے کہ جو درجہ اپنے درجہ کے بعد ہو اُسکا انکار کر بیٹھے۔ ہان از انجا کہ ان لوگون نے اس فن کو مجادلہ اور پراگندہ مباحثہ سے تلاش کیا اور غیر اللہ سے دل کو صاف کرکے طلب کیا اسی واسطے اُس سے محروم رہے اسوجہ سے اُسکا انکار کیا۔ اور جو شخص مکاشفہ والون مین سے نہو تو اس سے کمتر تو نہونا چاہیے کہ غیب پر ایمان اور تصدیق ہی رکھے جب تک کہ تجربہ سے خود مشاہدہ کرے کیونکہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ جب بندہ نماز مین کھڑا ہوتا ہی تو اللہ تعالی اپنے اور اُسکے درمیان مین سے پردہ اُٹھا دیتا ہی اور اُسکو اپنے منہ کے سامنے پکڑ لیتا ہی اور فرشتے اُسکے مونڈھے سے لیکر ہوا تک کھڑے ہوتے ہین اُسکی نماز کے ساتھ نماز پڑھتے ہین اور اُسکی دعا پر آمین کہتے ہین اور نمازی پر آسمان کے جو سے لیکر اُسکے سر کی مانگ تک نیکی برستی ہی اور ایک پکارنے والا پکارتا ہی کہ اگر یہ مناجات کرنے والا جانتا کہ کس شخص سے مناجات کرتا ہون تو ادھر اُدھر متوجہ نہوتا اور یہ کہ آسمان کے دروازے نمازیون کے لیے کھل جاتے ہین اور یہ کہ اللہ تعالی اپنے فرشتون پر نمازی کے صدق سے فخر کرتا ہی پس کھلنا آسمان کے دروازون کا اور روبرو ہونا خدا تعالی کا نمازی سے اُسی کشف سے اشارہ ہے جسکو ہمنے ذکر کیا ہی۔ اور توریت مین مکتوب ہی کہ ای ابن آدم اس بات سے عاجز نہو کہ تو میرے سامنے روتا ہوا نماز پڑھتا کھڑا ہو کہ مین وہ اللہ ہون کہ تیرے دل سے نزدیک ہوا اور تو نے غیب سے میرا نور دیکھا راوی کہتا ہی کہ ہم جانا کرتے تھے کہ رقت اور بکا اور فتوح جو نمازی اپنے دل مین پاتا ہی وہ اسی جہت سے ہی کہ اللہ تعالی دل سے قریب ہوجاتا ہی۔ اور چونکہ یہ قرب مکان کی جہت سے نہین کہ اُس سے خدا تعالی بری ہی تو ضرور ہی کہ ہدایت اور رحمت اور پردہ دور کرنے کے اعتبار سے قرب مراد ہوگا۔ اور کہتے ہین کہ بندہ جب نماز پڑھتا ہی تو اُس سے دس صفین فرشتون کی تعجب کرتی ہین جنمین کی ہر ایک صف دس ہزار کی ہوتی ہی اور اللہ تعالی اس بندے سے ایک لاکھ فرشتون پر فخر کرتا ہی اور یہ اس وجہ سے کہ آدمی کے لیے نماز مین قیام اور قعود اور رکوع اور سجدہ ایک ساتھ ہین حالانکہ اللہ تعالی نے ان چیزون کو چالیس ہزار فرشتون پر بانٹ رکھا ہی کہ کھڑے ہونے والے قیامت تک رکوع نہ کرینگے اور سجدہ والے سر نہ اُٹھاوینگے اور یہی حال ہی رکوع اور قعود کرنے والون کا اور ایک وجہ یہ ہی کہ اللہ تعالی نے جو قرب اور رتبہ

فرشتون کو عنایت فرمایا ہی وہ ایک ہی طرح پر مدام رہتا ہی نہ زیادہ ہو نہ کم چنانچہ خود اُنکا قول کلام مجید مین نقل فرمایا وما منا الا له مقام معلوم اور انسان کا حال اس باب مین فرشتون کا سا نہین یہ ایک درجے سے دوسرے پر ترقی کرتا رہتا ہی کیونکہ ہمیشہ تقرب الی اللہ کرتا ہی اور زیادتی حاصل کرتا ہی اور زیادتی کا باب فرشتون کے لیے مسدود ہی اُنمین ہر ایک کا وہی رتبہ ہی جسپر وہ کھڑا ہی اور وہی عبادت ہی جسمین وہ مشغول ہی نہ اس رتبہ سے بڑھے نہ عبادت مین قصور کرے چنانچہ خدا ے تعالی خود فرماتا ہی لا یستکبرون عن عبادته ولا یستحسرون یسبحون اللیل والنهار لا یفترون اور زیادتی کے درجات کی کنجی نمازین ہین اللہ تعالی فرماتا ہی قد افلح المؤمنین الذین هم فی صلوتهم خاشعون آمین لوگون کا وصف ایمان کے بعد ایک نماز مخصوص فرمایا جو خشوع کے ساتھ مقرون ہو پھر ان فلاح پایون کے اوصاف کو نماز ہی پر ختم فرمایا جیسا کہ ارشاد ہی والذین هم علی صلوتهم یحافظون پھر ان صفات کے ثمرہ کے بیان مین ارشاد فرمایا اولئک هم الوارثون الذین یرثون الفردوس هم فیها خالدون اول وصف فلاح سے فرمایا اور آخر مین فردوس کی وراثت سے اور مجکو معلوم نہین ہوتا کہ زبان کے لپر لپر کرنے کو باوجود دل کی غفلت کے اس درجہ کی فضیلت ہو اور یہی وجہ سے ان لوگون کے مقابلون کے باب مین اللہ تعالی نے فرمایا ما سلککم فی سقر قالوا لم نک من المصلین غرض کہ نمازی ہی فردوس کے وارث اور وہی اللہ تعالی کے نور کے مشاہدہ کرنے والے اور اُسکے قرب وجوار سے تمتع پانے والے ہین خداے تعالی ہمکو بھی اُنمین سے کرے اور ایسے لوگون کے عذاب سے ہمکو بچاوے جنکی باتین اچھی اور فعل برے ہون وہ کریم ومنان اور قدیم الاحسان ہی اب ہم کچھ حکایتین اور اخبار خشوع کرنے والون کی نماز کی لکھتے ہین **حکایت خاشعین** واضح ہو کہ خشوع ایمان کا ثمرہ اور یقین کا نتیجہ ہی کہ خداے تعالی کے جلال وعظمت سے حاصل ہوتا ہی اور جسکو خشوع نصیب ہوتا ہی وہ نماز مین اور غیر نماز مین خشوع کیا کرتا ہی یہان تک کہ تنہائی مین اور پاخانہ مین بھی فروتنی کرتا ہی کیونکہ خشوع کا موجب اس بات کو جانتا ہی کہ خداے تعالی بندے کے حال پر مطلع ہی اور اُسکی عظمت کو اور اپنی تقصیر کو پہچاننا انھین تین معرفتون سے خشوع پیدا ہوتا ہی اور یہ معرفتین نماز سے خصوصیت نہین رکھتین اور یہین جہت بعض اکابر سے مروی ہی کہ اُنھون نے خداے تعالی سے شرم کے مارے اور خشوع کی جہت سے چالیس برس تک اپنا سر آسمان کیطرف نہین اُٹھایا اور ربیع بن خیثم اتنا آنکھون کو تلے رکھتے اور سر جھکائے رکھتے کہ بعض لوگ خیال کرتے کہ یہ اندھے ہین حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر بیس برس تک جایا آیا کرتے جب اپ کی لونڈی اُنکو دیکھتی تو آپ سے کہتی کہ آپکا اندھا دوست آیا حضرت ابن مسعود اُس قول کو سُنکر تبسم فرماتے اور جب دروازے پر دستک دیتے تو لونڈی نکل کر اُنکو گردن جھکائے آنکھین بند کیے دیکھتی اور حضرت ابن مسعود رض جب اُنکو دیکھتے تو فرماتے وبشر المخبتین یعنی خوشخبری سُنا فروتنی کرنے والون کو اور کہتے کہ بخدا اگر تمکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو بہت خوش ہوتے اور ایک روایت مین ہی کہ تمکو محبوب جانتے اور ایک روز حضرت ابن مسعود کے ساتھ لوہارون مین گئے جب بھٹیون کو دھونکتے اور آگ کو لپٹ مارتے دیکھا تو چیخ مار کر بیہوش گر پڑے حضرت ابن مسعود رض اُنکے سر کے پاس نماز کے وقت تک بیٹھے اُنکو ہوش نہ آیا ناچار اُنکو اپنی پشت پر اُٹھا کر اپنے گھر لے آئے اور وہ اسی طرح بیہوش رہے یہان تک کہ دوسرے روز اُسی وقت کے قریب جسمین بیہوش ہوے تھے ہوش آیا اور پانچ نمازین اُنکی قضا ہوگئین اور حضرت ابن مسعود رض اُنکے سرہانے کہتے تھے کہ بخدا خوف اسے کہتے ہین۔ اور ربیع رح کہا کرتے کہ مین نے کوئی نماز ایسی نہین پڑھی کہ اسمین مجکو اور کوئی فکر ہوئی ہو بجز اسکے کہ مین کیا کہتا ہون اور مجھسے کیا کہا جاویگا۔ اور عامر بن عبد اللہ نماز کے اندر خشوع والون مین تھے جب نماز پڑھتے تو اُنکی لڑکی دف بجاتی اور عورتین گھر مین جو کچھ دیکھتین اُسمین باتین کرتین مگر وہ نہ سنتے اور کچھ نہ سمجھتے اور ایک روز کسی نے اُنسے کہا کہ نماز کے اندر تمھارا النفس کوئی بات کرتا ہی فرمایا کہ ہان اپنا کھڑا ہونا خداے تعالی کے سامنے اور وہان سے دو مکانون مین سے ایک کیطرف پھر آنا دل مین گذرتا ہی کسی نے اُنسے کہا کہ بھلا جو دنیا کی باتین ہمکو دل مین گذرتی ہین اُنمین سے بھی تم کچھ اپنے دل مین پاتے ہو فرمایا کہ اگر مجھ مین گو برچھیان ادھر کی اُدھر نکل جاوین تو یہ مجھے محبوب تر ہی اس سے کہ نماز مین وہ امور معلوم کرون جو تم پاتے ہو اور کہا کرتے کہ اگر پردہ اُٹھا لیا جاوے تو مین یقین مین کچھ زیادہ نہون۔ اور مسلم بن یسار بھی ایسے ہی لوگون مین تھے سُنا ہی کہ نماز پڑھتے مین مسجد کا ستون گر پڑا اور اُنکو خبر نہوئی۔ اور بعض اکابر کا عضو کچھ سڑ گیا تھا اسمین ضرورت

اُسکے کاٹنے کی ہوئی مگر اُنسے برداشت نہو سکا کسی نے کہا کہ نماز کے اندر جو کچھ ان پر گذر جاوے اُنکو خبر نہین ہوتی پس نماز مین وعضو جدا کیا گیا - اور بعض اکابر کا قول ہی کہ نماز آخرت مین سے ہی تو جب تم اُسمین داخل ہوے دنیا سے باہر ہوے - اور کسی بزرگ سے پوچھا گیا کہ نماز کے اندر تمہارا دل کوئی بات دنیا کی بھی کرتا ہی یا نہین اُنھون نے جواب دیا کہ نہ نماز مین کرتا ہی نہ غیر نماز مین - اور بعض اکابر سے کسی نے سوال کیا کہ آپ نماز مین کسی چیز کو یاد کرتے ہین اُنھون نے کہا کہ بھلا نماز سے بہتر میرے نزدیک کوئی چیز ہی کہ مین اُسکو نماز مین یاد کرون اور حضرت ابو درداء رض فرمایا کرتے کہ آدمی کی سمجھ مین سے ہی یہ بات کہ نماز مین داخل ہونے سے پیشتر اپنی حاجت کرلے تاکہ نماز مین فارغ دل ہو کر داخل ہو - اور بعض اکابر وسواس کے ڈر کے مارے نماز مین تخفیف کیا کرتے یعنی جلد پڑھ لیتے - اور مروی ہی کہ عمار بن یاسر نے ایک نماز پڑھی اور تخفیف کے ساتھ ادا کی کسی نے اُنسے کہا کہ آپ نے تخفیف کی فرمایا کہ تم نے دیکھا مین نے نماز کی حدون مین سے تو کچھ نہین کم کیا لوگون نے کہا کہ نہین فرمایا کہ مین نے شیطان کے سہو پہ جلدی کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ بندہ نماز پڑھتا ہی اور اُسمین سے اُسکے لیے نہ آدھی لکھی جاتی ہی نہ تہائی نہ چوتھائی نہ پانچوان حصہ نہ چھٹا نہ دسوان اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ بندہ کے لیے اُسکی نماز مین سے اتنی قدر لکھا جاتا ہی جسقدر کو وہ سمجھتا ہی اور مروی ہی کہ حضرت طلحہ رض اور زبیر رض اور کچھ دوسرے صحابی رضی اللہ عنہم سب لوگون سے زیادہ مختصر نماز پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ اسقدر سے ہم شیطان کے وسوسے سے آگے نکل جاتے ہین - اور مروی ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر فرمایا کہ آدمی کے دونون رخسارے اسلام مین سفید ہو جاتے ہین حالانکہ خدا ے تعالے کے لیے ایک نماز بھی پوری نہین پڑھی لوگون نے پوچھا کہ یہ کیسے آپ نے فرمایا کہ نماز کے خشوع اور تواضع کو تمام نہین کرتا اور اللہ تعالی کی طرف خوب متوجہ نہین ہوتا اسلیے کہ کوئی نماز پوری نہوئی - اور ابو العالیہ رح سے کسی نے الذین ہم عن صلوتہم ساہون کا حال پوچھا فرمایا کہ وہ لوگ مراد ہین کہ اپنی نماز سے غفلت کرتے ہین یہ نہین جانتے کہ کتنی رکعتون کے بعد فارغ ہونگے جفت کے خواہ طاق کے - اور حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس سے وہ شخص مراد ہی کہ نماز کے وقت کو بھولا رہے یہان تک کہ وہ گذر بھی جاوے - اور بعضون نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ شخص ہی کہ اگر نماز اول وقت مین پڑھی تو خوش نہوا اور اگر وقت اول سے تاخیر کردی تو غم نہ کیا یعنی نہ اول وقت پڑھنے کو ثواب جانے نہ تاخیر کو گناہ - اور جاننا چاہیے کہ کبھی نماز کا بعض حصہ شمار مین آتا ہی اور لکھا جاتا ہی اور بعض داخل نماز اور کتابت مین نہین ہوتا چنانچہ اس بات پر اخبار دلالت کرتے ہین اگرچہ فقہ والے یہی کہتے ہین کہ صحت کے باب مین نماز کے اجزا نہین ہوتے مگر اُنکا صاحب اجزا ہونا ایک اور جہت سے ہی جو اوپر ہمنے لکھی ہی اور یہ بات حدیثون سے بھی معلوم ہوتی ہی مثلاً فرضون کے نقصان کا جبر نفلون سے ہونا وارد ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہین کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ فرائض کے سبب سے بندہ مجھسے نجات پا گیا اور نوافل سے میری طرف نزدیک ہو گیا - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ میرا بندہ مجھسے نجات نہ پاویگا مگر درصورت ادا کرنے اُن امور کے جو مین نے اُسپر فرض کیے ہین - اور مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز پڑھی اور اُسکی قرارت مین ایک آیت چھوڑ دی جب آپ نماز سے فارغ ہوے پوچھا کہ مین نے کیا پڑھا سب لوگ خاموش رہے حضرت ابی بن کعب رض سے پوچھا اُنھون نے عرض کیا کہ آپ نے فلان سورت پڑھی اور اُسمین فلان آیت نہین پڑھی ہمکو معلوم نہین کہ وہ منسوخ ہو گئی یا اُٹھائی گئی آپ نے فرمایا کہ ای ابی تو اسکے لیے ہی پھر اورون کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ لوگون کا کیا حال ہی کہ اپنی نماز مین حاضر ہوتے ہین اور صفون کو پوری کرتے ہین اور انکا نبی سامنے ہوتا ہی اُنکو خبر نہین کہ اُنکے رب کی کتاب مین سے اُنپر کیا پڑھتا ہی سن لو کہ بنی اسرائیل نے ایسا ہی کیا تھا اللہ تعالی نے اُنکے نبی پر وحی بھیجی اپنی قوم سے کہدو کہ تم اپنے بدن میرے سامنے کرتے ہو اور اپنے الفاظ مجکو دیتے ہو اور دلون سے مجھسے غائب ہوتے ہو جس بات کیطرف تم مائل ہو وہ باطل ہی - اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ امام کی قرارت سننی اور سمجھنی اپنے آپ سورہ پڑھنے کے قائم مقام ہی - اور بعض اکابر نے کہا ہی کہ آدمی سجدہ کرتا ہی اور اپنے عندیہ مین اُس سے خدا ے تعالی کا تقرب جانتا ہی حالانکہ اگر اس سجدہ کی حالت کے اُسکے گناہ سارے شہر پر بانٹ دئے جاوین تو سب لوگ ہلاک ہو جاوین لوگون نے کہا کہ یہ کیسے

کہا کہ وہ تو خدا کے سامنے سجدہ کرتا ہی اور اُسکا دل خواہش نفس کی طرف مائل ہوتا ہی اور امر باطن کا جو اُسپر چھایا ہوا رہتا ہو مشاہدہ کرتا ہی-
غرض کہ حکایات گذشتہ سے صفت خاشعین کی معلوم ہوئی اور یہ حکایات اور اخبار جو بیان گذشتہ اس بات پر دال ہین کہ نماز کے اندر اصل خشوع
اور دل کا حاضر ہونا ہی اور صرف حرکات غفلت کے ساتھ آخرت مین مفید کم پڑینگے خدائے تعالی ہمکو بھی اپنے لطف و احسان سے توفیق عنایت فرماوے

**چوتھی فصل امامت کے ذکر مین** - جاننا چاہیے کہ امام پر کچھ اعمال نماز سے پیشتر اور کچھ قرارت کے اندر اور کچھ ارکان نماز مین اور بعض سلام کے
بعد ہین اسی جہت سے اس فصل کو چار قسمون مین لکھا جاتا ہی **قسم اول** نماز کے پیشتر کے امور مین نماز سے پہلے چھ کام امام پر ہین **اول** یہ
کہ جو قوم اپنے آپ کو پسند کرے اُسکی امامت نہ کرے اور اگر بعض ناپسند کرین اور بعض پسند کرین تو اعتبار اُنکا ہوگا جو بہت ہون لیکن جس صورت مین
کہ کمتر نیکبخت اور دیندار ہون تو کمتر ہی کا اعتبار کرنا بہتر ہی اور حدیث شریف مین ہی کہ تین شخصون کی نماز اُنکے سر کے اوپر نہین ابھرتی ایک غلام
بھاگا ہوا دوسرے وہ عورت کہ اُسکا خاوند اُس سے ناراض ہو تیسرے امام اُن لوگون کا جو اُسکی امامت سے ناخوش ہون - اور جیسے آگے
بڑھنا لوگون کی ناخوشی کے ساتھ ممنوع ہی اسی طرح اُس صورت مین بھی نہ چاہیے کہ مقتدیون مین کوئی اُس سے زیادہ فقیہ اور قاری ہو ہان اگر وہ
امامت نہ کرے تو آگے بڑھنا مضائقہ نہین اور اگر ان امور مین سے کوئی نہو تو جب لوگ آگے بڑھنے کو کہین بڑھ جاوے بشرطیکہ اپنے نفس مین
شروط امامت کی بجا آوری معلوم کرے اور اُس صورت مین مکروہ ہی کہ ایک دوسرے کو امامت کے واسطے کہین کیونکہ کہتے ہین کہ کچھ لوگون نے
تکبیر ہونے کے بعد امامت کو ایک دوسرے پر ٹالا تو وہ زمین مین دھسا دیے گئے اور صحابہ رض سے جو امامت کا ایک دوسرے پر ٹالنا مروی ہی
تو سبب اُسکا یہ تھا کہ وہ اُسکو ترجیح دیتے تھے جو امامت کے لائق تر ہوتا تھا یا اپنے نفس پر سہو کا خوف اور لوگون کی نماز کے تاوان کا ڈر رکھتے تھے کہ امام
مقتدیون کی نماز کے کفیل ہوتے ہین اور ایک وجہ یہ تھی کہ اُن لوگون مین سے جو شخص امامت کا عادی نہ تھا اُسکا دل مقتدیون سے شرمندگی
کی وجہ سے مشغول ہو جاتا تھا اور اخلاص نماز مین جاتا رہتا تھا خصوصًا قرارت کو پکار کے پڑھنے کی صورت مین غرض کہ اُن لوگون مین سے جو امامت
سے گریز کرتا تھا تو اُسکا سبب اسی جنس کا ہوتا تھا **دوم** یہ کہ اگر آدمی کو اذان اور امامت مین اختیار دیا جاوے تو چاہیے کہ امامت اختیار کرے کیونکہ
ہر چند فضیلت دونون کو ہی مگر دونون کا اکٹھا کرنا مکروہ ہی امام اور ہونا چاہیے اور موذن دوسرا اور جمع کرنا اُنکا دشوار ہی تو امامت بہتر ہی اور بعضون نے
کہا ہی کہ اذان بہتر ہی چنانچہ اُسکی فضیلت ہم ذکر کر چکے اُسی فضیلت کی وجہ سے اذان کو بہتر کہتے ہین اور ایک وجہ یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ الامام ضامن والموذن موتمن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امامت مین ضمانت کا خطرہ ہی - اور فرمایا الامام امیر فاذا رکع فارکعوا واذا سجد فاسجدوا
اور حدیث مین یہ بھی ہی کہ اگر امام نماز کو پورا کریگا تو ثواب اُسکو اور مقتدیون کو سبکو ہوگا اور اگر ناقص کریگا تو وبال اُسی پر ہوگا نہ مقتدیون پر اور اسی جہت سے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللھم ارشد الائمۃ واغفر للموذنین تو مغفرت کی طلب کرنی چاہیے کیونکہ رشد کی طلب بھی مغفرت ہی کے لیے ہوتی ہی
اور ایک حدیث مین ہی کہ جو شخص ایک مسجد مین سات برس امامت کرے اُسکے لیے جنت واجب ہی اور جو شخص چالیس برس اذان دے جنت مین بےحساب
داخل کیا جاویگا اور یہین وجہ صحابہ سے منقول ہی کہ وہ امامت کو ایک دوسرے پر ٹالا کرتے تھے - اور صحیح یہ ہی کہ امامت افضل ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رض اور حضرت عمر رض اور اُنکے بعد اور ائمہ نے اسپر مداومت کی اور یہ ٹھیک ہی کہ اُسمین ضمان کا خطر ہی مگر فضیلت بھی خطر ہی کے
ساتھ ہوتی ہی جیسے رتبہ امیر اور خلیفہ ہونے کا افضل ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ حاجب سلطنت عادل کا ایک دن ستر برس کی
عبادت سے بہتر ہی مگر ظاہر ہی کہ یہ امر خالی خطر سے نہین اور امامت کے افضل ہونے کی جہت سے واجب ہی کہ افضل اور فقیہ تر امام ہو اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ تمہارے امام تمہارے شفیع ہونگے یا یون فرمایا کہ تمہاری طرف سے خدائے تعالی کے پاس جانے والے ہین پس
اگر تم اپنی نماز کو صاف کیا چاہو تو جو تم مین سے بہتر ہو اُسکو آگے کیا کرو - اور بعض سلف کا قول ہی کہ انبیا کے بعد علما سے افضل کوئی نہین اور علما کے بعد
نماز پڑھانے والے امامون سے زیادہ کوئی نہین کیونکہ یہ تینون فریق خدائے تعالی اور اُسکی خلق مین ذریعے ہین انبیا اپنی نبوت کے باعث اور علما

۵ ہدایت کی راہ راست دکھا امامون کو اور مغفرت کر اذان دینے والون کو ۱۲ یہ مکرر حدیث متقدم الامام ضامن الخ کا ہی جو اوپر گذری ۱۲ ۶ح ترمذی بروایت ابن عباس اور کہا کہ حدیث غریب ہی ۱۲ ۷ح طبرانی بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ ۱۲ ۸ح دارقطنی و بیہقی بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہ بسند ضعیف ۱۲

علم کی جہت سے اور امام دین کے رکن یعنی نماز کے باعث سے۔ اور اسی جہت سے صحابہ رضؓ نے حضرت ابوبکر رضؓ کو خلافت پر مقدم ہونے مین دلیل کی تھی یعنی یہ کہا کہ نماز دین کا رکن ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو ہمارے دین کے لیے پسند کیا اُسی کو ہمنے اپنی دنیا کے لیے پسند کیا اور صحابہ رضؓ نے حضرت بلال رضؓ کو خلافت کے لیے نہ پسند کیا اور یہ حجت نہ کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکو اذان کے لیے پسند کیا تھا اور اذان افضل ہی تو اُنکو ہی افضل سمجھ لین۔ اور یہ جو مروی ہی کہ کسی شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ مجکو کوئی ایسا عمل ارشاد فرمائیے جس سے مین جنت مین داخل ہون آپ نے فرمایا کہ موذن ہو جا اُسنے کہا کہ مجکو طاقت نہین آپ نے فرمایا کہ امام ہو جا اُسنے کہا کہ مجھسے نہین ہو سکتا آپ نے فرمایا کہ تو امام کے پیچھے نماز پڑھا کر تو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ آپ کو شاید یہ گمان ہو کہ امامت پر یہ راضی نہو گا کیونکہ اذان تو اُسکے اختیار مین ہی اور امامت دوسرون کے کرنے اور آگے بڑھانے سے ہوتی ہی اسلیے اول موذن ہونے کو فرمایا پھر یہ خیال ہوا کہ شاید یہ امامت پر قادر ہو جاوے اسلیے اُسکا ذکر بعد کو فرمایا سوم یہ کہ امام نماز کے اوقات کو ملحوظ رکھے اور نماز اول وقت مین پڑھوادے تاکہ خدا ے تعالیٰ کی رضامندی ملے کیونکہ اول وقت کی فضیلت آخر وقت پر ایسی ہی جیسے آخرت کی فضیلت دنیا پر ہی اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی اور حدیث مین ہی کہ بندہ نماز کے آخر وقت مین نماز پڑھتا ہی اور یہ نماز اُس سے فوت نہین ہوئی مگر اُسکا جو اول وقت اُس سے فوت ہو گیا وہ اُسکے حق مین دنیا اور ما فیہا سے بہتر تھا۔ اور جماعت کی کثرت انتظار مین نماز کو دیر کرکے ادا کرنا چاہیے بلکہ اول وقت کی فضیلت حاصل کرنے کی مبادرت کرنی چاہیے اور لمبی سورت پڑھنی کہ یہ کثرت جماعت کی نسبت کر افضل ہی۔ اور کہتے ہین کہ اکابر سلف جب دو آدمی آجاتے تھے تو جماعت کے لیے تیسرے کا انتظار نہ کرتے تھے اور جنازے مین جب چار جمع ہو جاتے تھے تو پانچوین کا انتظار نہ کرتے تھے اور ایک بار سفر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز فجر مین طہارت کے باعث دیر ہوئی تو آپ کا انتظار نہ کیا گیا اور حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو لوگون نے امام کر دیا انھون نے نماز پڑھائی یہانتک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رکعت نہ ملی آپ اُسکو پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے راوی کہتے ہین کہ ہمکو اس بات سے خوف ہوا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمنے اچھا کیا اسی طرح کیا کرو۔ اور ایکبار ظہر کی نماز مین آپ کو دیر ہو گئی تو لوگون نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آگے کر دیا یہان تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور لوگ نماز مین تھے آپ حضرت ابوبکر رضؓ کے برابر کھڑے ہو گئے۔ اور امام پر موذن کا انتظار نہین بلکہ موذن کو انتظار امام کا تکبیر کہنے کے لیے چاہیے اور جب امام آجاوے تو پھر اور کسی کا انتظار نہ کرے چہارم یہ کہ امامت اخلاص کے ساتھ کرے اور نماز کی سب شرطون مین خدا ے تعالیٰ کی امانت ادا کرے اخلاص کی صورت یہ ہی کہ امامت پر اُجرت نہ لے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن ابی العاص ثقفی کو امیر مقرر فرمایا اور ارشاد کیا کہ موذن ایسے کو کرنا جو اذان پر اُجرت نہ لے۔ اور اذان نماز کا ذریعہ ہی جب اُسپر اجرت نہ لینے کو فرمایا تو نماز پر بطریق اولیٰ نہ لینی چاہیے پس اگر مسجد کی آمدنی جو امام کے لیے وقف ہو اُنمین سے امام اپنا رزق لے یا بادشاہ کے یہان سے یا لوگون مین سے کسی سے کچھ پاوے تو یہ لینا حرام تو نہین مگر مکروہ ہی اور فرائض کی امامت پر لینا بہ نسبت تراویح کی امامت کے زیادہ تر مکروہ ہی اور یہ مزدوری اپنی حاضر باشی اور مسجد کی چیزون کی نگرانی کی سمجھے نفس نماز پر نہ جانے۔ اور امانت یہ ہی کہ باطن مین فسق اور کبیرہ گناہون اور صغیرہ پر اصرار سے طاہر ہو کہ امامت کے متکفل کو ان اُمور سے حتی الوسع بچنا چاہیے کیونکہ وہ لوگون کا سفارشی اور اُنکی طرف سے بولنے والا ہی تو چاہیے کہ اُنمین سے بہتر ہو اور یہی حال طہارت ظاہر کا ہی کہ بے وضو ہونے اور ناپاکی سے طاہر ہو کہ ان اُمور پر بجز اُسکے اور کسی کو خبر نہین پس اگر نماز کے اندر بے وضو ہونا یاد آوے یا وضو ٹوٹ جاوے تو یہ نہ چاہیے کہ شرم کرے بلکہ جو شخص اُسکے پاس کھڑا ہو اُسکا ہاتھ پکڑ کر اُسکو خلیفہ کر دے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اثناے نماز مین ناپاکی یاد ہوئی تو آپ نے خلیفہ کر دیا اور غسل کرکے پھر نماز مین آملے۔ اور سفیان ثوری نے فرمایا ہی کہ ہر نیک اور بد کے پیچھے نماز پڑھ لو مگر پانچ شخصون کے پیچھے نہ پڑھو ایک جو ہمیشہ شراب پیے دوسرا فاسق معلن تیسرا جو مان باپ کا نافرمان ہو چوتھا بدعتی پانچوان بھاگا ہوا غلام پنجم یہ کہ نیت نہ باندھے جبتک کہ صفین برابر نہو جاوین اور اپنے دہنے اور بائین دیکھ لے اگر کچھ صفون مین خلل دیکھے تو برابر کرنے کو کہدے کہتے ہین کہ اکابر سلف مونڈھون کو برابر

ا ح ابن شاہین بروایت علی رضی اللہ عنہ ١٢

٢ ح بخاری در تاریخ وطبرانی در اوسط بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ ١٢

٣ ح ابو منصور دیلمی در مسند فردوس بروایت ابن عمر بسند ضعیف ١٢

٤ ح دار قطنی بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بسند ضعیف ١٢

٥ ح بخاری ومسلم بروایت مغیرہ بن شعبہ ١٢

٦ ح بخاری ومسلم بروایت سہل بن سعد ١٢

٧ ح اصحاب سنن اور حاکم بروایت عثمان بن ابی العاص صحیح ١٢

٨ ح ابوداود وبروایت ابی بکرہ مگر اس روایت مین خلیفہ کرنے کا نہین ١٢

اور ٹخنون کو ایک دوسرے کے ٹخنون سے ملا رکھتے تھے اور اللہ اکبر نہ کہے جب تک کہ موذن تکبیر سے فارغ نہوے اور موذن اذان کے بعد تکبیر کے لیے اتنا ٹھہرے کہ لوگ نماز کی طیاری اُسوقت مین کر سکین چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ موذن اذان اور تکبیر کے درمیان اتنا ٹھہرے کہ کھانے والا اپنے کھانے سے فراغت ہوجاوے اور بول و براز والا اپنی حاجت سے اور اُسکی وجہ یہ ہی کہ آپ نے بول و براز دبا و کی صورت مین نماز سے منع فرمایا ہی اور طعام شب کو عشا سے پہلے کھا لینے کو ارشاد کیا تاکہ دل فارغ ہوجاوے **ششم** یہ کہ تکبیر تحریمہ اور تمام تکبیرون کو پکار کر کہے اور مقتدی اپنی آواز اتنی ہی نکالے کہ اپنے آپ سُن لے اور اپنی تکبیر امام کی تکبیر سے پیچھے کہے یعنی جب وہ اللہ اکبر کہلے تو آپ شروع کرے اور اکیلا پڑھنے والا امامت کی نیت کرکے کھڑا ہو تاکہ ثواب ملے اور اگر نیت امامت کی نہ کی اور لوگون نے اُسکی اقتدا کی نیت کرلی تو نماز اُسکی اور لوگون کی درست ہوگی اور مقتدیون کو جماعت کا ثواب بھی ملیگا مگر اُسکو امامت کا ثواب نہ ملیگا **قسم دوم قرارت کے اعمال کے ذکر مین** قرارت مین امام کو تین امور ملحوظ رہین **اول** یہ کہ شروع کی دعا اور اعوذ اکیلے شخص کی طرح آہستہ پڑھے اور الحمد اور سورت کو فجر کی تمام نماز مین اور مغرب اور عشا کی دو پہلی رکعتون مین پکار کر پڑھے اسی طرح اکیلا پڑھے اور جہری نماز مین آمین پکار کر کہے اور مقتدی بھی آمین پکار کر کہے اور اپنی آمین امام کی آمین کے ساتھ ہی کہے اُس سے پیچھے نہ کہے اور بسم اللہ کو آواز سے پڑھے اس باب مین حدیثین دونون صورت سے آئی ہین مگر امام شافعی رحمہ اللہ نے جہر بسم اللہ کو اختیار فرمایا ہی **دوسرے** یہ کہ قیام کی حالت مین امام تین توقف کرے سمرہ بن جندب اور عمران بن حصین رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کیا ہی اول سکتہ اللہ اکبر کہنے کے بعد یہ سکتہ سب مین بڑا ہو اسقدر کہ مقتدی اُسمین الحمد پڑھ لین اور یہ سکتہ اُسوقت کرے جب شروع کی دعا پڑھنے کا وقت ہی اسلیے کہ اگر سکتہ نہ کریگا تو مقتدیون کو سننا قرآن کا فوت ہوجاویگا تو جسقدر اُنکی نماز مین نقصان ہوگا اُسکا وبال امام کے ذمہ ہوگا اور اگر امام سکتہ کرے اور مقتدی اُسمین الحمد نہ پڑھین اور کسی چیز مین مشغول ہون تو یہ قصور اُنکے ذمہ رہیگا نہ امام پر **دوسرا** سکتہ الحمد سے فارغ ہونے کے بعد کرے تاکہ مقتدیون کو اگر الحمد رہ گئی ہو تو اس سکتہ مین پوری کرلین اور یہ سکتہ پہلے سکتہ سے آدھا کرے **تیسرا** سکتہ سورت پڑھنے کے بعد رکوع سے پہلے ہو یہ سب سے تھوڑا ہی اتنا ہو کہ قرارت رکوع کی تکبیر سے علیحدہ ہوجاوے کہ قرارت کو تکبیر مین ملانے سے نہی وارد ہی۔ اور مقتدی امام کے پیچھے بجز الحمد کے اور کچھ نہ پڑھے پس اگر امام سکتہ نہ کرے تو مقتدی اُسکے ساتھ ساتھ الحمد پڑھتا جاوے اور اسمین قصور کرنے والا امام ہوگا کہ مہلت نہ کی اور اگر جہری نماز مین مقتدی فاصلہ کی جہت سے امام کی آواز نہ سُنے یا ایسی نماز ہو جسمین قرارت آہستہ پڑھی جاتی ہی تو مقتدی کو سورت پڑھنے مین کچھ مضائقہ نہین **تیسرے** یہ کہ صبح مین دو سورتین مثانی مین سے پڑھے جنمین سو آیتون سے کم ہون کیونکہ فجر کی نماز مین قرارت کو بڑھانا اور اندھیرے مین پڑھنا سنت ہی اور اگر پڑھتے پڑھتے خوب اُجالا ہوجاوے تو کچھ ضرر نہین۔ اور دوسری رکعت مین اگر سورتون کا آخر مقدار تیس یا بیس آیتون کے پڑھے یہانتک کہ سورت ختم ہوجاوے تو کچھ مضائقہ نہین کیونکہ سورتون کا آخر اکثر کانون مین مکرر نہین پڑتا تو اُنکا پڑھنا وعظ کی رو سے اچھا ہوگا اور زیادہ تر فکر کا موجب ہوگا اور بعض علما نے جو کراہت ایک حصہ کے پڑھنے کی لکھی ہی تو وہ یہ صورت ہی کہ کسی سورت کا اول پڑھکر چھوڑدے حالانکہ حدیث مین یہ صورت بھی آئی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قدر سورہ یونس پڑھی اور جب موسی علیہ السلام اور فرعون کا ذکر آیا تو رکوع کردیا اور ایک روایت مین آیا ہی کہ آپ نے صبح کی نماز مین سورہ بقرہ کی ایک آیت قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا الآیہ کو ایک رکعت مین اور دوسری مین ربنا آمنا بما انزلت الآیہ پڑھی اور بلال رض کو سُنا کہ کہین کہین سے پڑھتے ہین اُنسے اُسکی وجہ پوچھی عرض کیا کہ مین عمدہ کو عمدہ سے ملاتا ہون آپ نے فرمایا کہ خوب کیا۔ اور ظہر مین طوال مفصل تیس آیتون تک اور عصر مین اسکا نصف اور مغرب مین مفصل کی آخر کی آیتین یا آخر سورتین پڑھے اور آخر نماز مغرب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی ہی اُسمین سورہ مرسلات پڑھی تھی اور پھر وفات شریف تک نماز نہین پڑھی۔ حاصل یہ کہ مختصر پڑھنا بہتر ہی خصوصًا جس صورت مین کہ جماعت بہت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باب مین ارشاد فرمایا ہی کہ جب تم مین کوئی لوگون کو نماز پڑھاوے تو قرارت مختصر کرے کہ اُنمین کمزور اور بوڑھے اور کام والے ہوتے ہین اور جب اپنے آپ پڑھے تو جتنی چاہے لمبی قرارت کرے۔ اور حضرت معاذ بن جبل ایک قوم کو عشا پڑھایا کرتے تھے اُسمین سورہ بقرہ پڑھی ایک آدمی نماز سے نکل گیا اور علیحدہ نماز

ح احمد بروایت سمرہ بن جندب لیکن اس حدیث مین دو سکتون کا ذکر ہی
ح مسلم بروایت عبد اللہ بن السائب
ح مسلم بروایت ابن عباس رض
ح ابو داؤد بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
ح بخاری و مسلم بروایت ام فضل
ح بخاری و مسلم بروایت ابو ہریرہ

پڑھی لوگون نے کہا کہ یہ شخص منافق ہو گیا اُس بزرگ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین شکایت کی آپ نے حضرت معاذ رض کو جھڑکا اور فرمایا لوگون کو مصیبت مین ڈالتے ہو اور دین سے نکالا چاہتے ہو سبح اسم ربک الاعلی اور والسماء والطارق اور والشمس وضحٰها پڑھا کرو **قسم سوم** ارکان کے استعمال کے بیان مین اور وہ تین ہین **اول** یہ کہ رکوع اور سجدہ ہلکا کرے اور اُنکی تسبیحات تین سے زیادہ نہ کہے چنانچہ حضرت انس رض سے مروی ہی کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ اور کسی کی نماز نہین دیکھی کہ ہلکی بھی ہو اور ارکان سب پورے ہون۔ ہان یہ بھی مروی ہی کہ حضرت انس بن مالک رض نے حضرت عمر بن عبد العزیز رح کے پیچھے نماز پڑھی اور اُسوقت مین وہ مدینہ منورہ کے حاکم تھے تو آپ نے فرمایا کہ مین نے اس جوان کی نماز سے زیادہ اور کسی کی نماز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے مشابہ نہین پایا راوی کہتا ہی کہ ہم حضرت عمر بن عبد العزیز کے پیچھے دس دس بار تسبیح کہا کرتے تھے اور ایک روایت مجمل طور پر آئی ہی کہ صحابہ رض نے فرمایا ہی کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے رکوع اور سجدہ مین دس دس بار تسبیح کہا کرتے تھے اور یہ صورت اچھی ہی مگر جب جماعت بہت ہو تو تین بار کہنا بہت بہتر ہی لیکن اگر جماعت مین صرف دیندار ریاضتی ہی ہون تو دس کا بھی مضائقہ نہین ان روایات مین جمع کرنے کی یہ صورت ہی اور امام کو چاہیے کہ جب رکوع سے اپنا سر اُٹھاوے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہے **دوسرے** یہ کہ مقتدی کو امام پر سبقت کرنی نہ چاہیے بلکہ رکوع اور سجدہ مین اس سے پیچھے جاوے اور جبتک کہ امام کا سر زمین پر نہ پہونچ جاوے تب تک سجدہ کے لیے نہ جھکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اقتدا اصحابہ رض اسی طرح کرتے تھے اور رکوع کے لیے نہ جُھکے جب تک امام رکوع مین اچھی طرح نہ آجاوے۔ اور بعض کا قول یہ ہی کہ آدمی تین قسم پر نماز سے فارغ ہوتے ہین ایک تو پچیس نمازون کا ثواب لیکر نکلتے ہین یہ وہ لوگ ہین کہ تکبیر اور رکوع امام کے بعد کرتے ہین اور کچھ لوگ ایک ہی نماز کا ثواب پاتے ہین یہ وہ لوگ ہین کہ امام کے ساتھ ساتھ اعمال کرتے ہین اور کچھ وہ ہین کہ اُنھین نماز کچھ نہین ملتی یہ وہ ہین کہ امام سے آگے عمل کرتے ہین اور اس مسئلہ مین اختلاف ہی کہ کوئی شخص جماعت مین پیچھے آیا جسوقت کہ امام رکوع مین ہی تو امام کو رکوع بڑھا دینا چاہیے تاکہ وہ شخص بھی جماعت کے ثواب مین شریک ہو جاوے اور یہ رکعت فوت نہو اور غالباً نیت اگر درست ہو تو اس امر مین کچھ مضائقہ نہین بشرطیکہ بہت سا عرصہ نہو کہ سب مقتدی گھبرا جاوین کیونکہ رکوع بڑھانے مین حاضرین کے حق کی رعایت ضروری ہی تو اسیقدر بڑھاوے جو اُنپر ناگوار نہ گذرے **تیسرے** یہ کہ دعاے تشہد اتنی نہ بڑھاوے کہ خود تشہد سے بڑھ جاوے تاکہ بہت طول نہ ہو جاوے اور دعا مین اپنے نفس کو خاص نہ کرے بلکہ جمع کا صیغہ کہے یعنی اللّٰهم اغفر لنا کی جگہ لی نہ کہے کیونکہ امام کو اپنے نفس کا خاص کرنا مکروہ ہی اور تشہد مین ان پانچون کلمات سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ماثور ہین پناہ مانگنے کا مضائقہ نہین تو یون کہے کہ نعوذ بک من عذاب جہنم وعذاب القبر ونعوذ بک من فتنة المحیا والممات ومن فتنة المسیح الدجال واذا اردت بقوم فتنة فاقبضنا الیک غیر مفتونین اور بعضون نے کہا ہی کہ دجال کا نام مسیح اسلیے ہوا کہ وہ زمین کو طول مین ناپیگا اس صورت مین مسیح مساحت سے نکلا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ مسیح مسح سے ہی یعنی پونچھنے اور مٹانے کے اور چونکہ اُسکی ایک آنکھ مٹی ہوئی ہوگی اس جہت سے مسیح کہلایا **قسم چہارم** اعمال سلام پھیرنے کے وقت کے اور وہ بھی تین ہین **اول** یہ کہ دونون سلامون سے نیت کرے کہ قوم پر اور فرشتون پر سلام کرتا ہون **دوسرے** یہ کہ فرضون کے بعد اُس جگہ سے اُٹھ کھڑا ہو اور نفل دوسری جگہ پڑھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رض اور حضرت عمر رض نے ایسا ہی کیا ہی اور اگر اُسکے پیچھے عورتین ہون تو کھڑا نہ ہو جبتک کہ عورتین نہ چلی جاوین۔ اور حدیث مشہور مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سلام کے بعد صرف اُس قدر بیٹھتے تھے کہ یہ کلمات کہ لیتے اللّٰهم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام **تیسرے** یہ کہ سلام کے بعد پھر کر اپنا مُنھ لوگون کی طرف کرے اور امام جبتک پھر نہ بیٹھے مقتدی کو کھڑا ہونا مکروہ ہی چنانچہ مروی ہی کہ حضرت طلحہ اور زبیر رض نے ایک امام کے پیچھے نماز پڑھی تو دونون صاحبون نے امام سے کہا کہ تمھاری نماز بہت خوب اور کامل رہی مگر ایک بات رہ گئی کہ تمنے جب سلام پھیرا تو مقتدیون کی طرف کو پھر کر نہ بیٹھے پھر لوگون سے فرمایا کہ تمھاری نماز بہت بہتر ہی مگر تم امام کے پھر بیٹھنے کے پیشتر ہی چلدیے پھر امام جدھر چاہے دہنے بائین ہو جاوے اور دہنی طرف بہتر ہی یہ قواعد اور سب نمازون کے ہین اور صبح کی نماز مین قنوت زیادہ کیا جاوے یعنی امام کہے اللّٰهم اهدنا اور اهدنی نہ کہے اور مقتدی آمین کہے اور جب امام یہ کہے انک تقضی ولا یقضی علیک تو اُسوقت مقتدی کو آمین کہنا زیبا نہین

لہ بخاری و مسلم ۱۲
سہ ابو داود و نسائی بروایت انس رضی اللہ عنہ ۱۲
سہ اسکی سند اس سے پہلے حدیث انس کے اور کہین نہین ملی ۱۲
سہ بخاری و مسلم بروایت براء بن عازب رض ۱۲
ھہ الٰہی مغفرت کر ہمکو ۱۲
لہ ہم پناہ مانگتے ہین تیرے عذاب جہنم اور عذاب قبر سے اور تیری پناہ مانگتے ہین جینے اور مرنے کی مصیبت کے اور مسیح دجال کے فتنے سے اور جب تو کسی قوم پر امتحان آزمائش چاہے تو ہمکو اپنی طرف بلا امتحان کھینچ لے ایسے حال مین کہ ہم امتحان مین نہ پڑے ہون ۱۲
سہ مسلم بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا ۱۲
ھہ الٰہی تو بڑا ہی سب عیبون سے اور تجھی سے ہماری سلامتی ہی بڑی برکت والا ہی تو اے بزرگی اور بڑائی والے ۱۲
ھہ تو حکم کرتا ہی اور تجھپر حکم نہین کیا جاتا ۱۲

کیونکہ یہ دعا نہین ہی صرف تعریف ہی تو امام کے ساتھ خود بھی وہی کلمات کہتا جاوے یا کہے بلی وانا علیٰ ذلک من الشاہدین یا کہے صدقت وبررت یا اور اسی جیسے کلمات کہے اور قنوت مین رفع یدین کرنے کے لیے ایک حدیث مروی ہی اور جب حدیث صحیح ہو گئی تو رفع یدین کرنا مستحب ہی اگرچہ آخر تشہد کی دعا کے خلاف ہی کہ اُس دعا مین ہاتھ نہین اٹھاتے بلکہ رکھے رہنے دینے پر اعتماد ہی۔ اور ان دونون مین ایک فرق بھی ہی وہ یہ ہی کہ تشہد مین ہاتھون کے لیے ایک ادب معمولی ہی کہ ایک ہیئت خاص پر رانون کے اوپر رکھ لیا جاوے اور قنوت مین اُنکے واسطے کوئی وظیفہ نہین تو کچھ بعید نہین کہ قنوت مین اُنکا وظیفہ رفع یدین ہی کہ ہاتھون کا اُٹھانا دعا کے لیے مناسب ہی واللہ اعلم امامت کے آداب سب یہ تھے جو بیان ہوئے اللہ تعالیٰ اُنکی بجا آوری کی توفیق عنایت فرماوے

## پانچوین فصل جمعہ کی فضیلت اور آداب وسنت و شرطون کے بیان مین اور اسمین پانچ بیان ہین بیان اول جمعہ کی فضیلت مین

جاننا چاہیے کہ جمعہ کا روز ایک روز عظیم ہی جس سے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عظمت دی اور مسلمانون کو خاص فرمایا چنانچہ ارشاد ہی یاایہا الذین آمنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الیٰ ذکر اللہ وذروا البیع اس آیت مین امور دنیا مین مشغول ہونے کو اور اُن امور کو جو جمعہ مین جانے سے مانع ہون حرام فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ عزوجل فرض علیکم الجمعۃ فی یومی ہذا فی مقامی ہذا اور ایک حدیث مین ارشاد فرمایا من ترک الجمعۃ ثلاثا من غیر عذر طبع اللہ علیٰ قلبہ اور دوسری روایت مین یون ہی کہ جو کوئی بلا عذر تین جمعہ چھوڑ دیوے تو اُسنے اسلام کو اپنی پشت کے پیچھے پھینک دیا۔ اور ایک شخص حضرت ابن عباس رض کی خدمت مین حاضر ہوا اور ایک شخص کا حال پوچھا کہ وہ مر گیا ہی اور جمعہ اور جماعت مین حاضر نہین ہوتا تھا آپ نے فرمایا کہ وہ دوزخ مین ہی وہ شخص ایک مہینے تک برابر آپ کے پاس آکر یہی پوچھا کیا اور آپ کہتے رہے کہ وہ دوزخی ہی اور حدیث مین ہی کہ یہود و نصاریٰ کو جمعہ کا روز دیا گیا اُنھون نے اسمین اختلاف کیا اسلیے اُنکو اس سے پھیر دیا گیا اور ہمکو خدا تعالیٰ نے اُسکی ہدایت کر دی اور اس امت کے واسطے اُسکو پیچھے ظاہر کیا اور اُسکو اُنکی عید بنایا پس اس امت کے لوگ جمعہ کو پانے مین سب سے اول ہین اور یہود و نصاریٰ اُنکے تابع ہین۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور اُنکے ہاتھ مین ایک آئینہ روشن تھا کہا کہ یہ جمعہ ہی اللہ تعالیٰ اُسکو آپ پر پیش کرتا ہی کہ آپ کے لیے اور آپ کے بعد آپ کی امت کے واسطے عید ہو مین نے پوچھا کہ ہمکو جمعہ مین کیا فائدہ ہی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے لیے یہ ہی کہ اسمین ایک ساعت بہت بہتر ہی جو کوئی اسمین اپنی بہتری کی دعا مانگے اور اُسکے نصیب مین ہو تو اللہ تعالیٰ اُسکو وہ عنایت فرماتا ہی اور اگر اُسکے نصیب مین نہین ہوتی تو اُسکی نسبت کہ بہت زیادہ اُسکے لیے ذخیرہ فرما دیتا ہی یا کوئی اُس دن مین بدی سے پناہ مانگے اور وہ اُس شخص پر لکھی ہوئی ہو تو اللہ تعالیٰ اُس بدی کی نسبت کہ بڑی بدی سے بھی اُسکو بچا دیگا اور ہمارے نزدیک یہ روز دنون کا سردار ہی اور ہم اُسکو آخرت مین زیادتی کا دن کہینگے مین نے پوچھا کہ یوم المزید کہنے کی کیا وجہ ہی حضرت جبرئیل نے کہا کہ آپکے پروردگار نے جنت مین ایک وادی مقرر کیا ہی سفید رنگ اور مشک سے زیادہ خوشبودار جب جمعہ کا روز ہوگا علیین سے اپنی کرسی پر نزول اجلال فرما دیگا اور لوگونکے لیے تجلی فرما دیگا تاکہ اُسکے وجہ کریم کو دیکھین۔ اور ایک حدیث مین فرمایا کہ بہتر دن جسپر کہ سورج نکلا جمعہ کا روز ہی کہ اسمین حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوے اور اُسی مین جنت مین داخل کیے گئے اور اُسی مین زمین پر اتارے گئے اور اُسی مین اُنکی توبہ قبول ہوئی اور اُسی مین اُنکی وفات ہوئی اور اُسی مین قیامت قائم ہوگی اور وہ دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک یوم المزید ہی آسمان مین فرشتے اُسکو یہی کہتے ہین اور یہی روز ہی کہ اسمین جنت کے اندر دیدار الٰہی ہوگا۔ اور حدیث مین ہی کہ اللہ تعالیٰ ہر جمعہ کے روز چھ لاکھ بندہ دوزخ سے آزاد فرماتا ہی۔ اور حضرت انس رض کی حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب جمعہ سلامت رہتا ہی تو اور دن بھی سلامت رہتے ہین۔ اور فرمایا کہ دوزخ ہر روز زوال سے پیشتر جب آفتاب آسمان کے بیچ مین ہوتا ہی جھونکی جاتی ہی تو اُس وقت نماز مت پڑھو مگر جمعہ کے روز کہ وہ سب نماز کا وقت ہی اسمین دوزخ نہین جھونکی جاتی۔ اور حضرت کعب رض فرماتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے شہرون مین سے مکہ معظمہ کو فضیلت دی ہی اور مہینون مین سے رمضان کو اور دنون مین سے جمعہ کو اور راتون مین سے شب قدر کو۔ اور کہتے ہین کہ پرند اور موذی کیڑے جمعہ کو باہمین ملتے ہین اور کہتے ہین کہ سلام سلام یہ اچھا دن ہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص جمعہ کے روز مرے اللہ تعالیٰ اُسکو شہید کا ثواب لکھتا ہی اور قبر کے عذاب سے محفوظ رہتا ہی

## دوسرا بیان جمعہ کی شرطون کے بیان مین

واضح ہو کہ جمعہ شرطون کے باب مین سب

---

لت یون ہی ہی کہ اور مین بھ[illegible] حرا ہون مین سے ہون ۱۲
کہ ان تینون کو سیح کہا العدد ست کیا ۱۲
حت برو روایت انس رض ۱۲
مح بخاری برو روایت اذان
مت ابو ایمان والاجب
ہو نماز کی جمعہ کے دن تو درد و سکی یاد کرو اور جمعہ و بیچا ۱۲
مح اللہ تعالیٰ نے تم پر جمعہ فرض کیا ہی اس دن مین اور اس مقام مین ۱۲ ابن ماجہ بروایت
جابر بسند ضعیف ۱۲ مح جو شخص جمعہ چھوڑ دیتا ہی بدون عذر کے اللہ تعالیٰ اسکے دل پر مہر کر دیتا ہی ۱۲
احمد و اصحاب سنن و حاکم بروایت ابی الجعد ۱۲ مح ابو یعلی و بیہقی اور یہ قول ابن عباس رض کا ہی ۱۲
مح بخاری و مسلم بروایت ابی ہریرہ ۱۲
مح طبرانی در اوسط بسند ضعیف ۱۲
اح مسلم بروایت ابو ہریرہ رض ۱۲
اح ابن عدی و ابن حبان در ضعفا بروایت انس رض ۱۲
اح بیہقی بروایت عائشہ رض اور بروایت انس مجکو نہین ملی
مح ابو داؤد بروایت ابو قتادہ اور اُسکو منقطع بتایا ہی ۱۲
مح ترمذی نے یہ مضمون بروایت عبداللہ بن عمرو روایت کیا ہی اور اسکی سند کو غیر متصل کہا ہی

نمازون کا شریک ہی یعنی جو اور ون مین شرطین ہین وہ جمعہ مین بھی ہین مگر جمعہ شرطین ایسی ہین کہ وہ جمعہ ہین ہین اور ون مین نہین پہلی شرط وقت ظہر ہی پس اگر امام کا سلام عصر کے وقت مین جا پڑیگا تو جمعہ جاتا رہیگا امام کو لازم ہی کہ دو رکعتین اور پڑھکر ظہر پوری کرے اور مسبوق کی اگر رکعت باقی ظہر کے وقت مین نہ رہیگی تو اُسمین خلاف ہی بہتر یہی ہی کہ ظہر پوری کرے دوسری شرط مکان ہی کہ جمعہ جنگلون اور ویرانون اور خیمون مین نہین ہوتا بلکہ اُسکے لیے ایک ایسی جگہ ضرور ہی جسمین عمارت غیر منقول ہو اور اُسمین چالیس آدمی اُن لوگون مین سے جمع ہو جاوین جنکے ذمہ پر جمعہ لازم ہی اور گانون کا حال اس باب مین مثل شہر کے ہی اور جمعہ کے واسطے بادشاہ کا موجود ہونا شرط نہین اور نہ اُسکے اذن دینے کی شرط ہی مگر اس سے پوچھ لینا مستحب ہی تیسری شرط شمار ہی کہ چالیس مرد آزاد بالغ عاقل مقیم سے کم نہون اور مقیم بھی ایسے ہون کہ اس شہر سے جاڑے گرمی مین باہر سفر نہ کرجاتے ہون پس اگر خطبہ مین یا نماز مین چالیس سے کم ہو جاوین تو جمعہ درست نہوگا بلکہ یہ چالیس کی شمار اول سے آخر تک ہونی شرط ہی چوتھی شرط جماعت ہی کہ اگر چالیس آدمی کسی گانون یا شہر مین متفرق پڑھ لینگے تو اُنکا جمعہ درست نہوگا لیکن جو ایک رکعت کے بعد آکر ملا ہو اُسکو البتہ دوسری رکعت اکیلے پڑھنی درست ہی اور اگر دوسری رکعت کا رکوع نہ ملے تو اقتدا مین نیت ظہر کی کرکے ملجاوے اور امام کے سلام کے بعد ظہر پوری کرے پانچوین شرط یہ ہی کہ اُسی شہر مین اور جمعہ اُس روز نہو لیا ہو لیکن جس صورت مین کہ سب لوگون کا جمع ہونا مسجد جامع مین دشوار ہو تب دو مسجدون خواہ تین یا چار مین بقدر حاجت جائز ہی اور اگر ضرورت دوسری مسجد کی نہو تب جمعہ وہی درست ہوگا جسکی نیت سب سے پیشتر ہوئی ہوگی اور حاجت کی صورت مین اگر کئی جگہ جمعہ ہو تو بہتر یہ ہی کہ اماموں مین سے جو بہتر ہو اُسکے پیچھے نماز پڑھے اور اگر امام فضیلت مین برابر ہو تو جو مسجد پہلے کی ہو اُسمین پڑھے اور اگر وہ بھی برابر ہون تو جو قریب تر ہو اُسمین پڑھے اور آدمیون کی کثرت بھی قابل لحاظ ہی چھٹی شرط دو خطبے ہین یہ دونون فرض ہین اور اُنمین قیام فرض ہی اور دونون کے بیچ مین بیٹھنا فرض ہی پہلے خطبے مین چار چیزین فرض ہین اول تحمید اور ادنی یہ ہی کہ الحمد للہ ہی کہے دوم درود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سوم اللہ تعالی سے ڈرنے کی نصیحت کرنی چہارم قرآن مجید مین سے ایک آیت کا پڑھنا اسی طرح دوسرے خطبہ مین چارون باتین فرض ہین مگر اُسمین آیت کی جگہ دعا مانگنی واجب ہی اور دونون خطبون کا سُننا واجب ہی چالیسون آدمی سنین - اور سنتین جمعہ کی یہ ہین کہ جب دوپہر ڈھل جاوے اور موذن اذان دے چکے اور امام منبر پر بیٹھے تو نماز کوئی نہین چاہیے بجز تحیۃ المسجد کے اور گفتگو اُسوقت موقوف ہوتی ہی کہ خطبہ شروع ہو جاوے - اور خطیب منبر پر چڑھکر جب لوگون کیطرف منہ کرے تو اُنکو السلام علیکم کہے اور وہ لوگ اُسکا جواب دیوین اور جب موذن اذان سے فارغ ہو چکے تو خطیب لوگون کیطرف منہ کرکے کھڑا ہو اور دہنے بائین متوجہ نہو اور اپنے دونون ہاتھ تلوار کے قبضے پر رکھے یا عصا پر رکھ لے تاکہ ہاتھون سے کوئی لغو کام نہ کرے یا ایک ہاتھ کو دوسرے پر رکھ لے اور دو خطبے پڑھے جن دونون کے درمیان تھوڑا سا جلسہ ہو اور خطبون مین اجنبی لغت استعمال نہ کرے اور نہ بہت لمبا کرے اور نہ گاوے بلکہ خطبہ مختصر بلیغ سب مضامین کا جامع ہو اور مستحب ہی کہ دوسرے خطبے مین بھی آیت پڑھے اور جب امام خطبہ پڑھتا ہو اور کوئی شخص مسجد مین آوے تو سلام نہ کرے اور اگر سلام کرے تو جواب کا مستحق نہین بلکہ اشارے سے جواب دینا اچھا ہی اور چھینکنے والے کا جواب بھی نہ دینا چاہیے - یہ شرطین جمعہ کی صحت کی تھین وجوب کی شرطین یہ ہین کہ جمعہ اُسی شخص پر واجب ہی جو مرد بالغ عاقل مسلمان آزاد ایسی بستی مین ٹھہرا ہو جسمین اس صفت کے چالیس آدمی ہون یا شہر کے نواح مین کسی ایسے گاؤن مین مقیم ہو کہ اگر کوئی بلند آواز آدمی شہر کے اُس کنارے سے جو اُس گاؤن کے متصل ہے اذان دے اور غل بھی موقوف ہو تو اُس گاؤن مین آواز پہونچ جاوے پس اس گاؤن والے پر جمعہ واجب ہوگا اس آیت کی رو سے یا ایہا الذین آمنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع اور جن پر جمعہ واجب ہے اُنکو مینھ اور کیچڑ اور خوف اور بیماری اور بیمار کی خبرگیری کے عذر سے بشرطیکہ اور کوئی خبرگیران بیمار کا نہو جمعہ کے ترک کرنے کی اجازت ہی اس صورت مین عذر والون کو مستحب یہ ہی کہ ظہر کی نماز مین تاخیر کرین یہان تک کہ لوگ جمعہ سے فارغ ہو جاوین سا اور اگر جمعہ مین ایسا شخص حاضر ہو جسپر جمعہ واجب نہین مثلاً مریض یا مسافر یا غلام یا عورت تو اُنکا جمعہ درست ہوگا اور ظہر کی نماز سے کافی ہوگا ظہر کی ضرورت نہ رہیگی **تیسرا بیان** جمعہ کے آداب مین عادت کی ترتیب کے طور پر اور وہ دس باتین ہین اول یہ کہ پنجشنبہ کے روز جمعہ کے قصد سے اور اُسکے فضل کے استقبال کی نیت سے مستعد ہو یعنی جمعرات کی عصر کے بعد دعا اور استغفار اور تسبیح مین مشغول ہو

کیونکہ یہ وقت اُس ساعت کے برابر ہی جو جمعہ مین نامعلوم ہی۔ بعض سلف کے اکابر نے فرمایا ہی کہ اللہ تعالی کے یہان سوا ے بندون کی روزیون کے ایک
فضل ہی اُس فضل مین سے اُسی شخص کو دیتا ہی جو اُس سے پنجشنبہ کی شام کو اور جمعہ کے روز طلب کرے۔ اور پنجشنبہ کو اپنے کپڑے دھووے اور اُنکو سفید
کرے اور خوشبو پاس نہو تو لا رکھے اور دل کو اُن کامون سے فارغ کرے جو جمعہ مین صبح سے جانے کے مانع ہون اور اس رات مین جمعہ کی روزہ کی
نیت کرے کہ اسکا بڑا ثواب ہی مگر اسمین پنجشنبہ یا ہفتہ کا روزہ ملا دینا چاہیے کہ اکیلا جمعہ کا روزہ مکروہ ہی اور اس رات کو نماز اور ختم قران مین کاٹ دے
کہ اسکا بہت بڑا ثواب ہی اور اُسپر روز جمعہ کے فضل کا اضافہ ہوگا تو کیا کہنا ہی اور اس رات مین خواہ جمعہ کے دن مین اپنی بی بی سے صحبت کرے کہ کچھ
لوگون نے اس بات کو مستحب جانا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد [ح] رحم اللہ من بکر و ابتکر و غسل و اغتسل کے معنی یہی کہے ہین کہ غسل سے مراد یہ ہے
کہ اپنی بی بی کو نہلاوے۔ اور بعضون نے اس کلمہ کو بے تشدید سین کے پڑھا ہی اُس صورت مین اسکے معنی یہ ہین کہ اپنے کپڑے دھووے اور اغتسل سے
دونون صورت مین یہی مراد ہی کہ خود نہاوے۔ اِن باتون کے کرنے سے استقبال جمعہ کے آداب کامل ہونگے اور غافلون کے زمرہ سے خارج ہوگا
جو صبح کو پوچھا کرتے ہین کہ آج کیا دن ہی۔ بعض سلف فرماتے ہین کہ کامل تر حصہ جمعہ مین اس شخص کا ہی کہ ایک روز پہلے سے اُسکا انتظار اور رعایت کرے
اور کمتر حصہ اُسکا ہی جو صبح کو پوچھے کہ آج کیا دن ہی اور بعض اکابر جمعہ کی شب کو جامع مسجد ہی مین رہا کرتے تھے **دوسری** یہ کہ جب صبح جمعہ کی ہو تو فجر
ہوتے ہی غسل کرے اگرچہ اُسوقت جامع مسجد مین نہ جاوے مگر اسکے قریب ہی جانا مستحب ہے تاکہ نہانا اور مسجد کا جانا پاس پاس ہون غرض کہ جمعہ کے روز غسل
کرنا مستحب بتاکید ہی اور بعض علما اُسکے واجب ہونے کے قائل ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین [ح] غسل یوم الجمعۃ واجب علی کل محتلم کہ جمعہ کا
غسل ہر بالغ مرد پر واجب ہی۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نافع رح کی یہ حدیث مشہور ہی کہ [ح] من اتی الجمعۃ فلیغتسل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جو شخص مردون یا عورتون مین سے جمعہ مین حاضر ہوا اُسکو غسل کرنا چاہیے۔ اور مدینہ منورہ کے لوگ ایک دوسرے کو اگر بُرا کہتے تو یون کہتے کہ تو اُس سے
بُرا ہی جو جمعہ کے روز نہ نہاوے۔ اور ایکبار حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھتے تھے کہ حضرت عثمان رض تشریف لائے حضرت عمر رض نے اُسوقت کے آنے کو بُرا جانکر
فرمایا کہ یہ کون وقت ہی یعنی پہلے سے کیون نہ آئے حضرت عثمان نے فرمایا کہ مین نے اذان سننے کے بعد اور کچھ دیر نہین کی وضو کرکے باہر چلا آیا حضرت
عمر رض نے فرمایا کہ یک نشد دو شد آپ کو تو معلوم ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے لیے فرمایا کرتے تھے پھر وضو پر اکتفا کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
کے صرف وضو کرنے سے معلوم ہوا کہ غسل کا ترک کرنا جائز ہی۔ اور ایک روایت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ آپ نے فرمایا [ح] کہ جس شخص نے
جمعہ کے روز وضو کیا تو بہتر کیا اور جسنے غسل کیا تو غسل افضل ہی۔ اور جو شخص ناپاکی کے باعث نہاوے وہ ایکبار اپنے بدن پر جمعہ کے غسل کی نیت سے
پانی بہالے اور ایک ہی غسل کریگا تو کافی ہوگا اور اگر دونون کی نیت کرلیگا تو ثواب زیادہ ملیگا اور غسل جمعہ غسل جنابت کے اندر داخل ہوجاویگا۔
اور بعض صحابہ رض اپنے بیٹے کے یہان گئے کہ اُنھون نے غسل کیا تھا پوچھا کہ جمعہ کا غسل ہی اُنھون نے کہا کہ نہین بلکہ جنابت کا فرمایا کہ تو دوسرا غسل
اور کرو اور یہ حدیث سُنائی کہ غسل جمعہ کا ہر بالغ پر واجب ہی۔ اور دوبارہ غسل کے لیے اُنکو اسواسطے کہا کہ اُنھون نے غسل جمعہ کی نیت نہین کی تھی ورنہ
ایک ہی کافی ہوجاتا اور بعید نہین کہ کوئی یون کہے کہ مقصد نظافت سے ہی اور وہ بدون نیت بھی حاصل ہوگئی مگر یہ اعتراض وضو مین بھی پڑیگا کہ نظافت
بدون نیت بھی حاصل ہی اور شریعت مین جمعہ کے لیے ایک ثواب مقرر کیا گیا ہی اسلیے اُسکے ثواب کی طلب ضروری ہی۔ اور جو شخص نہاوے پھر وضو
جاتا رہے تو وضو کرلے غسل باطل نہوگا لیکن مستحب یہ ہی کہ غسل کے بعد وضو ٹوٹنے سے احتراز کرے **تیسری** یہ کہ اُس روز مین زینت مستحب ہی اور وہ تین
امور مین ہی لباس اور نظافت اور خوشبو لگانے مین نظافت مین مسواک کرنا اور بالون کا دور کرنا اور ناخن ترشوانے اور مونچھون کا کترنا اور جتنے
امور کہ باب الطہارت مین گذرے ہین کرنے چاہیین حضرت ابن مسعود رض نے فرمایا ہی کہ جو شخص جمعہ کے روز اپنے ناخن ترشے اللہ تعالی اُسمین سے
مرض نکال دیتا ہی اور شفا داخل کرتا ہی پس اگر بدھ یا جمعرات کو حمام کرچکا ہو تو مقصود حاصل ہی اب جمعہ کو جو عمدہ خوشبو اُسکے پاس ہو لگاوے اسقدر
کہ بری بوؤن پر غالب ہو اور اُسکے باعث حاضرین کے مغز کو خوشبو اور راحت پہونچے اور مردون کے لیے خوشبو وہ عمدہ ہی جسکی بو ظاہر اور رنگ مخفی ہو

ح اللہ رحم کرے اُس شخص پر کہ پہلے اول وقت جمعہ مین آوے اور غسل کرے خطبہ سنے اور نہلاوے ۱۲ ح اصحاب سنن و حاکم بروایت اوس بن اوس ۱۲
ح صحاح بخاری و مسلم بروایت ابو سعید خدری ۱۲
ح جو شخص جمعہ مین حاضر ہو اسکو چاہیے کہ نہاوے ۱۲ بخاری و مسلم
ح ابن حبان و بیہقی بروایت ابن عمر رض ۱۲
۵ ح بخاری و مسلم بروایت ابو ہریرہ رض ۱۲
ح ابوداود و ترمذی و نسائی بروایت ابو ہریرہ رض ۱۲

اور عورتون کے لیے وہ اچھی ہے جسکا رنگ ظاہر اور بو پوشیدہ ہو آثار مین اسی طرح مروی ہی اور امام شافعی رحنے فرمایا ہی کہ جو شخص اپنے کپڑے صاف رکھے اسکو رنج کم ہوتا ہی اور جس شخص کی خوشبو عمدہ ہو اسکی عقل زیادہ ہوتی ہی - اور لباس مین سب سے اچھا سفید کپڑا ہی کیونکہ اللہ تعالی کے نزدیک محبوب تر کپڑون مین سفید رنگ ہی اور ایسا کپڑا نہ پہنے جسمین شہرت ہو اور سیاہ کپڑا مسنون نہین نہ اسمین کچھ ثواب ہی بلکہ بعض لوگون نے اسکی طرف دیکھنا بھی مکروہ خیال کیا ہی کیونکہ وہ بدعت ہی کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہوئی ہی - اور جمعہ کے روز عمامہ مستحب ہی واثلہ بن الاسقع نے روایت کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اللہ تعالی اور اسکے فرشتے جمعہ کے روز عمامہ والون پر رحمت بھیجتے ہین پس اگر گرمی ستاوے تو نماز سے پہلے اور پیچھے اسکے اتار دینے مین کچھ ہرج نہین مگر جسوقت گھر سے جمعہ کو چلے اور عین نماز کے وقت اور امام کے منبر پر جانے کے وقت خطبہ مین نہ اتارے

**چوتھی** یہ کہ جامع مسجد کو صبح کو جاوے اور مستحب ہے کہ مسجد جامع کا قصد دو تین کوس سے کرے اور صبح سے چلے اور صبح صادق ہونے سے یہ وقت سویرے جانے کا شروع ہوجاتا ہی اور اسکا ثواب بہت بڑا ہی اور جمعہ کے لیے جانے مین خشوع اور تواضع سے رہے اور نماز کے ہو چکنے تک مسجد مین اعتکاف کی نیت کرے اور اس جلد جانے سے مقصود یہ کرے کہ اللہ تعالی کی ندا جو جمعہ کے لیے ہی اسکی اجابت کرتا ہون اور اسکی مغفرت اور رضا کیطرف سبقت کرتا ہون اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کو اول ساعت مین جاوے اسنے گویا ایک اونٹ قربان کیا اور جو دوسری ساعت مین جاوے اسنے گویا گاے کی قربانی کی اور جو تیسری ساعت مین جاوے اسنے گویا سینگ دار مینڈھے کی قربانی اور جو چوتھی ساعت مین جاوے اسنے گویا مرغی خدا کی راہ مین ذبح کی اور جو پانچوین ساعت مین جاوے اسنے گویا ایک انڈا خداے تعالی کے واسطے نذر کیا اور جب امام خطبے کے لیے نکل آتا ہی تو صحیفے لپیٹے جاتے ہین اور قلم اٹھا لیے جاتے ہین اور فرشتے منبر کے پاس جمع ہو کر ذکر سنتے ہین پس جو شخص اسوقت کے بعد آتا ہی تو وہ صرف نماز کے حق کے لیے آیا ہی اسکو ثواب مین سے کچھ نہین ملیگا - اور پہلی ساعت آفتاب کے نکلنے تک ہی اور دوسری اسکے اونچا ہونے تک مقدار نیزہ کے اور تیسری اسوقت تک رہتی ہی کہ دھوپ مین تیزی اتنی ہو کہ پاؤن جلنے لگین اور چوتھی اور پانچوین اسوقت سے لیکر دوپہر ڈھلنے تک ہی اور ان دونون کا ثواب کم ہی اور زوال کا وقت نماز کا وقت ہی اسمین کچھ ثواب نہین - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ تین چیزین ایسی ہین کہ اگر آدمیون کو معلوم ہون کہ انمین کیا ثواب ہی تو اپنی سواریون کو انکی طلب مین دوڑاوین اول اذان دوم صف اول سوم سویرے جانا جمعہ کو - اور امام احمد رحنے فرمایا ہی کہ ان تینون مین بڑھ کر جمعہ کے لیے پہلے سے جانا ہی اور ایک حدیث مین ہی کہ جب جمعہ کا دن ہوتا ہی تو فرشتے اپنے ہاتھون مین چاندی کے نامے اور سونے کے قلم لیکر مسجد جامع کے دروازون پر بیٹھ جاتے ہین اور اول اور دوم آنے والون کو ترتیب وار لکھتے رہتے ہین اور ایک حدیث مین ہی کہ جب کوئی بندہ اپنے وقت سے جمعہ کے روز دیر کرتا ہی تو فرشتے اسکو تلاش کرتے ہین اور ایک دوسرے سے اسکا حال پوچھتے ہین کہ وہ کیا کرتا ہی اور کس وجہ سے اسکو وقت معمولی سے دیر ہوئی اور یہ کہتے ہین کہ الٰہی اگر اسکو مفلسی کے باعث دیر ہوئی ہو تو اسکو غنی کر اور بیماری کی وجہ سے ہوئی ہو تو شفا دے اور کام کے مارے ہوئی ہو تو اسکو اپنی عبادت کے لیے فراغت نصیب کر اور اگر کسی کھیل نے اسکو دیر لگادی ہو تو اسکے دل کو اپنی طاعت کیطرف متوجہ کردے اور قرن اول مین سحر کے وقت اور صبح صادق کے بعد راستے آدمیون سے بھر جاتے تھے کہ روشنی لیکر جامع مسجد مین عید کے دنون کی طرح انبوہ ہوا کرتے تھے یہان تک کہ یہ بات پرانی ہوگئی اور جاتی رہی اور کہتے ہین کہ اسلام مین اول بدعت یہی ہوئی کہ جمعہ کے روز سویرے جانا چھوڑ دیا - اور مسلمانون کو یہود اور نصاری سے بھی شرم نہین آتی کہ وہ اپنے عبادت خانون مین شنبہ اور یکشنبہ کو سویرے جاتے ہین اور دنیا کے طالب خرید و فروخت اور نفع کے بازارون مین کیسے تڑکے جاتے ہین تو آخرت کے طالبون کو کیا ہوا ہی کہ انسے پیشقدمی نہین کرتے اور کہتے ہین کہ جب اللہ تعالی کا دیدار لوگون کو نصیب ہوگا تو اسوقت انکو قرب اسیقدر ہوگا جسقدر کہ جمعہ کو سویرے گئے ہونگے - اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد جامع کو صبح سے تشریف لیگیے دیکھا کہ تین آدمی آپ سے بھی پہلے موجود ہین اس بات سے آزردہ ہوے اور اپنے نفس کو عتاب کرکے کہنے لگے کہ چار مین کا چوتھا ہوا یہ بھی کچھ دور نہین - **پانچوین** مسجد مین داخل ہونے کی کیفیت ہی کہ لوگون کی گردنون پر کو نجاوے

لہ ح ابو داؤد و ترمذی و نسائی بروایت ابو ہریرہ رضی ۱۲
سہ ح طبرانی و ابن عدی نے ابو درداء سے روایت کی ہی اور کہا ہی کہ یہ حدیث منکر ہی اور وائلہ سے اسکی سند مجھکو نہین ملی ۱۲
سہ ح بیہقی بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ۱۲
سہ ح ابو الشیخ در ثواب الاعمال بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور بخاری و مسلم من حدیث
سہ ح ابن ماجہ بروایت علی رضی اللہ عنہ بسند ضعیف ۱۲
سہ ح بیہقی بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ۱۲

اور نہ انکے سامنے کو گذرے۔ اور بہت پہلے سے جانے مین ان دونون باتون کی دقت نہوگی لوگون کی گردنین پھاندنے مین سخت[1] وعید وارد ہی کہ قیامت کے روز اُسکو پل کردیا جاویگا کہ لوگ اُسپر گذرینگے۔ اور ابن جریج سے مرسل[2] روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز خطبہ پڑھتے تھے کہ اس اثنا مین دیکھا کہ ایک آدمی لوگون کی گردنون کو پھاندتا ہی یہان تک کہ آگے بڑھکر بیٹھ گیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھ لی تو اُس شخص کے سامنے جاکر ملاقات کی اور فرمایا کہ تجکو کیا ہوا کہ آج ہمارے ساتھ جمعہ مین شریک نہوا اُسنے عرض کیا کہ حضور مین تو جمعہ مین حاضر ہوا ہون آپ نے فرمایا کہ مین تجکو لوگون کی گردنین پھاندتے دیکھا تھا۔ اس حدیث سے یہ اشارہ فرمایا کہ اُسکا عمل بیکار ہوگیا اور ایک حدیث[3] مسند مین اس طرح آئی ہی کہ آپ نے اُس شخص کو یون فرمایا کہ کیا چیز تجکو ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے مانع ہوئی اُسنے عرض کیا کہ کیا حضور نے مجھے دیکھا نہین آپ نے فرمایا کہ مین نے تجھے دیکھا کہ تو دیر کرآیا اور لوگون کو دکھ دیا۔ ہان جسوقت کہ صف اول چھٹی ہوئی اور خالی ہو تو اُسوقت لوگون کے اوپر سے جانے کا مضائقہ نہین کہ انھون نے اپنا حق تلف کیا اور فضیلت کی جگہ کو چھوڑدیا حضرت حسن رض نے فرمایا ہی کہ جو لوگ جمعہ کے روز مسجد جامع کے دروازون پر ہی بیٹھ جاتے ہین انکی گردنین پھاندو کہ انکی کچھ حرمت نہین۔ اور جب مسجد مین سب لوگ نماز پڑھ رہے ہون تو سلام نہ کرے اسلیے کہ بے محل جواب دینے کی تکلیف اُن لوگون پر ہوگی **چھٹی** یہ کہ لوگون کے سامنے کو نہ گذرے اور خود ستون یا دیوار کے قریب بیٹھے تاکہ کوئی آگے سے نہ نکلے یعنی نماز پڑھنے کی حالت مین ہرچند نمازی کے آگے گذرنے سے اُسکی نماز نہین جاتی مگر اسکے سامنے سے گذرنے کے لیے نہی وارد ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[4] ہی کہ مسلمان کو چالیس برس کھڑا رہنا اس بات سے بہتر ہی کہ نمازی کے سامنے کو گذرے اور فرمایا[5] کہ اگر آدمی راکھ اور خاک ہوجاوے کہ اُسکو ہوائین اُڑادین تو اُسکے حق مین اس بات[6] سے بہتر ہی کہ نمازی کے سامنے سے گذرے۔

اور ایک دوسری[7] حدیث مین نمازی کو اور گذرنے والے کو برابر فرمایا بشرطیکہ نمازی رستے پر نماز پڑھے یا سامنے سے لوگون کو ہٹانے مین کوتاہی کرے چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اگر نمازی کے سامنے سے گذرنے والا اور نمازی اس بات کو جانین کہ اُن پر کیا گناہ ہوتا ہی تو چالیس برس تک ٹھہرا رہنا اُسکے لیے بہتر ہو سامنے سے گذرنے سے اور ستون اور دیوار اور بچھا ہوا مصلے نمازی کی حد ہی جو اُسکے اندر ہوکر گذرے تو نمازی کو چاہیے کہ اُسکو ہٹاوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[8] لیدفعہ فان ابی فلیدفعہ فان ابی فلیقاتلہ فانہ شیطان اور حضرت ابو سعید خدری رض کے سامنے ہوکر جو کوئی گذرتا تھا تو ایسا دھکا دیتے تھے کہ گرجاتا تھا اور اکثر ایسا ہوتا کہ وہ اُنسے لپٹ جاتا اور انکی زیادتی کی شکایت مروان سے کرتا وہ کہدیتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو ایسا کرنے کو حکم فرمایا ہی پس اگر ستون نہ پاوے تو چاہیے کہ اپنے سامنے کوئی چیز ایسی کھڑی کرلے جسکا طول ایک ہاتھ ہوتاکہ اسکی حد کی پہچان ہوجاوے **ساتوین** یہ کہ صف اول کی طلب کرے کہ اُسکا ثواب بہت ہی جیسا کہ ہمکو روایت پہونچی ہی کہ جو شخص اپنے اہل کو نہلاوے اور خود نہاوے اور صبح سے جاوے اور اول خطبے کو پاوے اور امام سے قریب ہوکر خطبہ اور قراءت سُنے تو یہ باتین اُسکے لیے دونون جمعون کے اندر کے دنون مع تین دن زیادہ کے کفارہ ہوجاوینگی اور دوسری روایت[9] مین یون ہی کہ اللہ تعالی اُسکو ایک جمعہ سے دوسرے تک مغفرت فرماویگا اور بعض روایتون[10] مین یہ بھی قید ہی کہ لوگون کی گردنون کو نہ پھلے اور صف اول کی طلب سے غفلت نہ کرے مگر تین صورتون مین اول یہ کہ خطیب کے پاس کوئی ایسی بُری بات ہو کہ یہ شخص اُسکے بدلنے سے عاجز ہو مثلاً امام یا کوئی دوسرا شخص ریشمی کپڑا پہنے ہو یا بڑے بھاری ہتھیار باندھکر نماز کو آیا ہو کہ جس سے دھیان بٹے یا سنہرے ہتھیار ہون یا کوئی اور ہی قسم کی چیز ہو کہ اسکا انکار اُس شخص پر واجب ہو تو اس صورت مین صف اول سے پیچھے رہنا اچھا ہی اور فکر مین پریشانی نہین آنے دیتا بعض علما نے سلامتی کی طلب کے لیے ایسا کیا ہی مثلاً بشر بن حارث سے کسی نے پوچھا کہ ہم دیکھتے ہین کہ آپ صبح سے آتے ہین مگر نماز آخر کی صفون مین پڑھتے ہین فرمایا کہ دلون کا قرب مقصود ہی بدنون کا پاس ہونا مراد نہین اس قول سے آپ نے اشارہ کیا کہ صفون سے پیچھے رہنا دل کے لیے اچھا ہی۔ اور سفیان ثوری رح نے شعیب بن حرب کو دیکھا کہ منبر کے پاس ابو جعفر منصور کا خطبہ سُنتے تھے جب وہ نماز سے فارغ ہوے تو سفیان ثوری نے اُنسے کہا کہ اُس شخص کے پاس تمھارے بیٹھنے نے میرے دل کو پراگندہ کردیا کیا تم اس بات سے مامون ہو کہ اگر کوئی کلام اس سے ایسے سنو کہ اُسکا انکار تمپر واجب ہو تو تم اُسکو بجا نہ لاؤ پھر آپ نے یہ ذکر کیا کہ ان لوگون نے سیاہ لباس ایک نئی بدعت نکالی ہی شعیب نے کہا کہ یا ابا عبداللہ کیا حدیث مین نہین آیا کہ امام سے

[1] ح ابن ماجہ بروایت معاذ بن انس جہنی ۱۲
[2] ح [illegible]
[3] ح [illegible] و نسائی [illegible] بروایت عبداللہ بن بسر ۱۲
[4] ح بخاری و مسلم بروایت ابو جہیم [illegible] چالیس کا عدد [illegible] ۱۲
[5] ح ابن عبد البر [illegible] عبداللہ بن عمرو ۱۲
[6] [illegible]
[7] ح بروایت یزید بن نمران ۱۲
[8] ح چاہیے کہ اسکو ہٹاوے اور اگر نہ ہٹے تو پھر ہٹاوے اور اگر نہ مانے تو اس سے لڑے کہ وہ شیطان ہے بخاری و مسلم ۱۲
[9] ح حاکم بروایت اوس بن اوس ۱۲
[10] ح صحاح بروایت اوس بن اوس ۱۲ ح حاکم بروایت ابو سعید و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ۱۲

قریب ہوا اور حسن آپ نے فرمایا کہ میان یہ خلفاے راشدین مہدیین کے لیے ہی ان لوگون سے تو جتنا دور ہوا اور اُنکی طرف نہ دیکھو اُتنا ہی خداے عزوجل سے زیادہ قرب حاصل ہوگا۔ اور سعید بن عامر کہتے ہین کہ مین نے حضرت ابو درداؓ رضی اللہ عنہ کے برابر نماز پڑھی اُنھون نے صفون سے پیچھے ہونا شروع کیا یہان تک کہ ہم سب سے پچھلی صف مین ہو گئے جب نماز سے فارغ ہوے تو مین نے اُنسے کہا کہ اول صف کیا اورون سے بہتر نہین ہے فرمایا کہ ہان مگر یہ امت مرحومہ ہی اور امتون مین سے اسپر نظر رحمت ہی اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کو نماز مین نظر رحمت سے دیکھتا ہی تو اُسکے پیچھے جتنے آدمی ہوتے ہین سبکو بخشدیتا ہی تو مین سب سے پیچھے یہ توقع کرکے کھڑا ہوا کہ ائین سے جسکی طرف نظر رحمت کرے اُسکے طفیل مین میری مغفرت فرماوے اور بعض راویون نے روایت کی ہی کہ مین نے اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی پس جو شخص اس نیت سے پیچھے ہٹے اور دوسرے شخص کو اپنے اوپر ترجیح دے اور خوش خلقی ظاہر کرے تو کچھ مضائقہ نہین اور اسوقت یہ کہا جاویگا کہ الاعمال بالنیات دوسری صورت یہ ہی کہ خطیب کے پاس کوئی مکان مسجد سے علیحدہ بادشاہون کے لیے کردیا ہو پس صف اول اچھی ہی مگر بعض علما نے اُس مکان کے اندر داخل ہونا مکروہ جانا ہی حضرت حسن بصری اور بکر مزنی اسمین نماز نہ پڑھتے تھے اُنکی دانست مین وہ بادشاہون کے ہی واسطے تھا اور ایک بدعت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسجدون مین پیدا ہوئی ہی حالانکہ مسجد مطلق سب لوگون کے واسطے ہی تو اسمین سے علیحدہ کردینا خلاف ہی۔ اور انس بن مالک اور عمران بن حصین رضہ نے اُسکے اندر نماز پڑھی ہے اور قرب امام کی طلب مین اُسکو مکروہ نہین جانا اور غالباً کراہت اُس صورت مین ہوگی کہ اُس جگہ کو خاص کردیا جاوے اور دوسرے لوگون کو اُسمین نماز سے منع کیا جاوے اور جس صورت مین کہ ممانعت نہو تو کراہت کا موجب نہوگا۔ تیسری صورت یہ ہی کہ منبر بعض صفون کو کاٹ دیتا ہی اور صف اول وہ ہی جو ایک صف ملی ہوئی منبر کے بعد ہو اور جو اُسکے دونون طرف مین ہی وہ پوری نہین اور حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ صف اول وہ ہی جو منبر سے نکلی ہوئی اور اُسکے سامنے ہو اور اُنکا قول ٹھیک ہی کہ متصل وہی صف ہی اور اُسمین بیٹھا ہوا آدمی خطیب کے سامنے ہوتا ہی اور اُسکا خطبہ سُنتا ہی۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہی کہ اس بات کی رعایت نہ کیجاوے اور صف اول اُسی کو کہین جو قبلہ سے قریب ہو۔ اور بازارون اور مسجد کے چوک مین جو مسجد سے خارج ہو نماز پڑھنی مکروہ ہی۔ اور بعض صحابہ لوگون کو مار کر چوکون مین سے اُٹھا دیتے تھے آٹھوین یہ کہ امام کے منبر پر جانے کے وقت نماز کو قطع کرے اور کلام بھی موقوف کرے بلکہ اول موذن کا جواب دے پھر خطبہ سننے مین مشغول ہو اور بعض عوام کی عادت ہوگئی ہی کہ جب موذن اذان کو اُٹھتا ہی تو وہ سجدہ کرتے ہین اور اُسکی کچھ اصل حدیث مین اور آثار مین نہین ہان اگر اتفاقاً سجدۂ تلاوت اُسوقت آجاوے تو مضائقہ نہین کہ دعا کو بڑھا کر مانگے کیونکہ یہ وقت اچھا ہی اور اس سجدے کے حرام ہونے کا حکم نہ کیا جاوے کہ حرمت اُسکی ثابت نہین۔ اور حضرت علی اور عثمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ جو شخص سنے اور خاموش رہے اُسکو دو ثواب ہین اور جو نہ سنے اور چپکا رہے اُسکو ایک ثواب ہی اور جو سنے اور لغو بکے اُسکو دو گناہ ہین اور جو نہ سُنے اور لغو کہے اُسپر ایک گناہ ہی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من قال لصاحبه والامام يخطب انصت او صه فقد لغا ومن لغا فلا جمعة له اس روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ چپ کرنا اشارہ سے خواہ کنکر مارنے سے ہونا چاہیے نہ بولنے سے۔ اور ابو ذر رضہ کی حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے اُنھون نے حضرت ابی بن کعب سے پوچھا کہ یہ سورت کب نازل ہوئی ہی حضرت ابی نے اشارہ سے کہدیا کہ چپ ہو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے اُترے تو اُنھون نے حضرت ابو ذر کو فرمایا کہ جاؤ تمہارا جمعہ نہین حضرت ابو ذر نے شکایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین کی تو آپ نے فرمایا کہ ابی نے سچ کہا ہی اور اگر امام سے دور ہو تو گفتگو نہ علم مین کرے اور نہ کسی چیز مین بلکہ چپ رہے اسلیے کہ گفتگو سے بھنبھناہٹ سننے والون تک پہونچیگا اور جو شخص بولتا ہو اُسکے حلقہ مین نہ بیٹھے پس جو شخص دوری کے باعث سننے سے عاجز ہو اُسکو چاہیے کہ چپ رہے کہ یہی مستحب ہے اور جب کہ نماز خطبہ کی حالت مین مکروہ ہی تو کلام بطریق اولیٰ مکروہ ہوگا۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہی کہ چار ساعتون مین نماز نفل مکروہ ہی اول فجر کے بعد دوم عصر کے بعد سوم ٹھیک دوپہر مین چہارم جسوقت امام خطبہ پڑھتا ہو نوین یہ کہ جمعہ کی اقتدا مین اُن امور کا لحاظ رکھے جنکو ہمنے جمعہ کے سوا اور نمازون مین ذکر کیا ہی پس جب امام کی قرارت کو سُنے تو سواے الحمد کے اور کچھ نہ پڑھے اور جب جمعہ سے فارغ ہو تو بولنے سے پیشتر سات بار الحمد اور

سات بار قل ہو اللہ اور سات سات بار معوذتین پڑھے کہ بعض سلف سے مروی ہی کہ جو کوئی ایسا کریگا وہ جمعہ سے دوسرے جمعہ تک بچا رہیگا اور شیطان سے اُسکو پناہ ملیگی اور مستحب ہی کہ نماز جمعہ کے بعد یون کہے اَللّٰھُمَّ یَا غَنِیُّ یَا حَمِیْدُ یَا مُبْدِیُ یَا مُعِیْدُ یَا رَحِیْمُ یَا وَدُوْدُ اَغْنِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَبِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ کہتے ہین کہ جو کوئی اِس دعا پر مداومت کرے اللہ تعالی اُسکو اپنی مخلوق سے بے پروا کردے اور اُسکو ایسے مقام سے روزی دے کہ اُسکو گمان بھی نہو پھر بعد جمعہ کے چھ رکعتین پڑھے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے بعد دو رکعتین پڑھتے تھے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے چار کی روایت کی ہی اور حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے چھ کی روایت کی ہی اور سب روایتین مختلف حالات مین درست ہین تو افضل یہی ہی کہ اکمل روایت پر عمل کیا جاوے کہ سب پر عمل ہو جاوے **دسوین** یہ کہ نماز عصر کے پڑھنے تک مسجد ہی مین رہے پس اگر مغرب تک ٹھیرے تو زیادہ بہتر ہی کہتے ہین کہ جو شخص نماز عصر مسجد جامع مین پڑھے تو اُسکو حج کا ثواب ہوتا ہی اور جو مغرب کی نماز بھی پڑھے تو اُسکو حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہی اس صورت مین اگر بناوٹ سے یا اور کسی طرح کی آفت اپنے اوپر آنے سے محفوظ نہو مثلاً لوگ اعتکاف کو دیکھینگے یا بے فائدہ باتون مین مبتلا ہونے کا خوف ہو تو بہتر یہ ہی کہ اپنے گھر کو چلا آوے خدا کا ذکر کرتا ہوا اور اُسکی نعمتون کو سوچتا ہوا چلا آوے اور شکر کرے کہ اُسنے توفیق عبادت دی اور اپنی تقصیر سے ڈرتا رہے اور آفتاب کے ڈوبنے تک اپنے دل اور زبان کی نگرانی رکھے تاکہ وہ ساعت عمدہ ہاتھ سے نہ جاتی رہے اور مسجد جامع اور دوسری مسجدون مین دنیا کی باتین نہ کرنی چاہیین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ لوگون پر ایک ایسا وقت آویگا کہ اُنکی باتین مسجدون مین دنیا کے امور ہونگے اللہ تعالے کو اُنسے کچھ مطلب نہین تم اُنکے پاس مت بیٹھنا

**چوتھا بیان اُن اداب کے ذکر مین جو ترتیب سابق سے خارج ہین اور جمعہ کے سارے دن مین عام ہین** اور وہ سات چیزین ہین **اول** یہ کہ صبح کو یا نماز جمعہ کے بعد یا عصر کے بعد علم کی مجلسون مین حاضر ہو مگر قصہ گویون یعنی واعظون کی مجالس مین نہ جاوے کہ اُنکے کلام مین کچھ خیر نہین اور سالک طریق آخرت کو چاہیے کہ جمعہ کے تمام دن مین خیرات اور دعاؤن سے خالی نہ رہے تاکہ وہ ساعت شریف اُسکو ملجائے جو بہتر ہی اور جو حلقے کہ نماز سے پہلے ہون اُنمین نہ جانا چاہیے اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے روز نماز سے پہلے حلقہ کرنے سے منع فرمایا ہی۔ مگر جس صورت مین کہ کوئی عالم ربانی ہو اور خداے تعالی کے انعامات اور انتقامات کا ذکر کرتا ہو اور اللہ تعالی کے دین کو سمجھاتا ہو اور مسجد جامع مین صبح کے وقت وعظ کہتا ہو تو اُسکے پاس بیٹھے کہ اسمین صبح کو جانا اور سننا اُس علم کا جو آخرت مین مفید ہو دونون حاصل ہین اور ایسے علم کا سننا نوافل مین مشغول ہونے سے افضل ہی چنانچہ حضرت ابوذر رض روایت فرماتے ہین کہ مجلس علم مین حاضر ہونا ہزار رکعت نماز سے افضل ہی۔ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس آیت مین فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ یہ فرمایا ہی کہ اس سے مراد دنیا کی طلب نہین بلکہ بیمار کی عیادت اور جنازہ کا شریک ہونا اور علم کا سیکھنا اور جس سے بھائی چارہ فی اللہ ہو اُس سے ملنا مراد ہی اور اللہ تعالی نے علم کو کلام مجید مین چند جا فضل فرمایا ہی چنانچہ ارشاد ہی وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا اور فرمایا وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا یعنی ہمنے داؤد کو علم دیا پس اس روز مین علم کا سیکھنا اور سکھانا افضل قربات مین سے ہی اور نماز قصہ گویون کی مجلسون سے افضل ہی کیونکہ پہلے لوگ قصہ گوئی کو بدعت جانتے تھے اور قصہ گویون کو جامع مسجد سے نکال دیتے تھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ مسجد جامع مین اپنی جگہ پر آئے دیکھا تو ایک قصہ گو اُسی جگہ مین بیان کر رہا ہی آپ نے فرمایا کہ میری جگہ سے اُٹھ جا اُسنے کہا کہ مین نہین اُٹھتا مین تم سے پہلے سے بیٹھا ہون حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کوتوال کو بلوا کر اُسکو اُٹھوا دیا اگر بیان کرنا سُنت ہوتا تو اُسکا اُٹھانا کب جائز تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ لَا یُقِیْمَنَّ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ مِنْ مَجْلِسِہٖ ثُمَّ یَجْلِسُ فِیْہِ وَلٰکِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے لیے اگر کوئی شخص اپنی جگہ چھوڑ دیتا تو اُسمین نہ بیٹھتے جبتک کہ وہ شخص اُسی جگہ نہ بیٹھے اور مروی ہی کہ ایک قصہ گو حضرت عائشہ رض کے حجرے کے آنگن مین بیٹھا کرتا تھا آپ نے حضرت ابن عمر رض کو کہلا بھیجا کہ اس شخص نے اپنے قصون سے مجھے ستا رکھا ہی اور ذکر اور تسبیح سے مجھکو روک دیا ہی آپ نے اُسکو اتنا مارا کہ ایک چھڑی اُسکی کمر پر توڑ دی پھر نکال دیا **دوسری** یہ کہ جو ساعت جمعہ مین شریف ہی اُسکی نگرانی اور تاک اچھی طرح کرے کہ حدیث مشہور مین ہی کہ جمعہ مین ایک ساعت ایسی ہی کہ اُسکو کوئی بندہ مسلمان اگر خداے تعالی سے

کچھ سوال کرنے کے وقت مین پالیوے تو اللہ تعالیٰ اُسکو عنایت ہی کرتا ہی۔ اور ایک روایت مین یون ہی کہ اگر اس ساعت کو بندہ نماز پڑھنے کیحالت مین پاوے۔ اور اس ساعت مین اختلاف ہی کہ کونسی ہی بعض کہتے ہین کہ وہ ساعت آفتاب نکلنے کے وقت ہی اور بعضے زوال کے وقت اور بعضے اذان کے ساتھ بتاتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ جب امام منبر پر چڑھکر خطبہ شروع کرتا ہی اور کچھ یہ کہتے ہین کہ جب لوگ نماز کو کھڑے ہون اور بعضون نے کہا ہی کہ عصر کے وقت اختیاری کا آخر ہی اور کچھ یہ کہتے ہین کہ آفتاب کے غروب سے کچھ پیشتر ہی۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اسوقت کی رعایت کرتی تھین اور اپنی خادمہ کو حکم فرماتین کہ آفتاب کو دیکھتی رہ جب غروب ہونے کو ہو تو مجھکو اطلاع کر دینا آپ کی خادمہ ایسا ہی کرتی اُسوقت آپ دعا اور استغفار مین مشغول ہوتین یہانتک کہ آفتاب ڈوب جاتا اور فرماتین کہ اسی ساعت کی تاک لگانی چاہیے اور اس مضمون کو اپنے پدر شفیق صلی اللہ علیہ وسلم سے اختیار کیا تھا۔ اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ وہ ساعت تمام دن مین مبہم ہی جیسے شب قدر رہوتی ہی اسلیے کہ اُسکی تاک کی خواستگاری کثرت سے ہو۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ وہ جمعہ کی ساعتون مین بدلتی رہتی ہی جیسے شب قدر بدلتی رہتی ہی اور یہ قول بہت درست ہی اور اسکے لیے ایک بھید ہی جسکا ذکر کرنا علم معاملہ مین مناسب نہین مگر چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی تصدیق کیجاوے کہ اِنَّ لِرَبِّکُم فِی اَیَّامِ دَھرِکُم نَفَحَات اَلَا فَتَعَرَّضُوا لَہَا اور چونکہ روز جمعہ اُنھین روزون مین سے ہی تو بندہ کو چاہیے کہ جمعہ کے تمام دن مین اُن نفحات کا جویا حضور دل اور ملازمت ذکر کے ساتھ دنیا کے وسوسون سے برکنار ہو کر رہے شاید اُن نفحات مین سے کچھ اسکو بھی نصیب ہو جاوے۔ اور کعب بن احبار رض نے فرمایا ہی کہ وہ ساعت روز جمعہ کی آخر ساعت ہی یعنی غروب کے وقت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آخر ساعت کیسے ہو سکتی ہی کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سُنا کہ جس بندہ کو وہ ساعت نماز پڑھتے مین ملجاوے اور آخر ساعت نماز کا وقت نہین کعب احبار نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہین فرمایا کہ جو شخص بیٹھکر انتظار نماز کا کرے وہ نماز ہی مین ہی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ فرمایا ہی حضرت کعب نے فرمایا کہ تو یہی نماز ہی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے اور حضرت کعب احبار اس بات کی طرف مائل تھے کہ یہ ساعت اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی اُن لوگون کے لیے جو اُس دن کے حقوق پر قائم رہے تو اُس رحمت کو اُسوقت دنیا چاہیے جب کام سے فارغ ہو لین حاصل یہ کہ یہ وقت اور جسوقت امام منبر پر چڑھتا ہی دونون شریف ہین چاہیے کہ دونون مین دعا بہت مانگے تیسری یہ کہ جمعہ کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی کثرت کرے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہی کہ جو کوئی مجھپر جمعہ کے روز اسّی بار درود بھیجے اللہ تعالیٰ اُسکے گناہ اسّی برس کے بخشدے کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ درود آپ پر کسطرح بھیجین فرمایا اسطرح کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبدِکَ وَنَبِیِّکَ وَرَسُولِکَ النَّبِیِّ الاُمِّیِّ اور ایک عقد کرو یعنی یہ ایک بار ہوا اسی طرح اسی بار اُسکو پورا کر لو۔ اور اگر درود ان الفاظ سے کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تَکُونُ لَکَ رِضًا وَلِحَقِّہٖ اَدَاءً وَاَعطِہِ الوَسِیلَۃَ وَابعَثہُ المَقَامَ المَحمُودَ الَّذِی وَعَدتَّہٗ وَاجزِہٖ عَنَّا مَا ھُوَ اَھلُہٗ وَاجزِہٖ اَفضَلَ مَا جَازَیتَ نَبِیًّا عَن اُمَّتِہٖ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیعِ اِخوَانِہٖ مِنَ النَّبِیِّینَ وَالصَّالِحِینَ یَا اَرحَمَ الرَّاحِمِینَ اور سات بار کہو تو یہ کہتے ہین کہ جو کوئی اس درود کو سات جمعہ پڑھے اور ہر جمعہ مین سات مرتبہ کہے تو اُسکے لیے شفاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی واجب ہی۔ اور اگر یہ منظور ہو کہ درود کے الفاظ زیادہ ہون تو یہ درود جو ماثور ہی اُسکو پڑھے اَللّٰھُمَّ اجعَل فَضَائِلَ صَلَوَاتِکَ وَنَوَامِیَ بَرَکَاتِکَ وَشَرَائِفَ زَکَوَاتِکَ وَرَاْفَتَکَ وَرَحمَتَکَ وَتَحِیَّتَکَ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ المُرسَلِینَ وَاِمَامِ المُتَّقِینَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّینَ وَرَسُولِ رَبِّ العَالَمِینَ قَائِدِ الخَیرِ وَفَاتِحِ البِرِّ وَنَبِیِّ الرَّحمَۃِ وَسَیِّدِ الاُمَّۃِ اَللّٰھُمَّ ابعَثہُ مَقَامًا مَّحمُودًا تُزلِفُ بِہٖ قُربَہٗ وَتُقِرُّ بِہٖ عَینَہٗ یَغبِطُہٗ بِہِ الاَوَّلُونَ وَالآخِرُونَ اَللّٰھُمَّ اَعطِہِ الفَضلَ وَالفَضِیلَۃَ وَالشَّرَفَ وَالوَسِیلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیعَۃَ وَالمَنزِلَۃَ الشَّامِخَۃَ المُنِیفَۃَ اَللّٰھُمَّ اَعطِ مُحَمَّدًا سُؤلَہٗ وَبَلِّغہُ مَاْمُولَہٗ وَاجعَلہُ اَوَّلَ شَافِعٍ وَّاَوَّلَ مُشَفَّعٍ اَللّٰھُمَّ عَظِّم بُرھَانَہٗ وَثَقِّل مِیزَانَہٗ وَاَبلِج حُجَّتَہٗ وَارفَع فِی اَعلَی المُقَرَّبِینَ دَرَجَتَہٗ اَللّٰھُمَّ احشُرنَا فِی زُمرَتِہٖ وَاجعَلنَا مِن

اہل شفاعتہ واحینا علی سنتہ وتوفنا علی ملتہ واوردنا حوضہ واسقنا بکاسہ غیر خزایا ولا نادمین ولا شاکین ولا مبدلین ولا فاتنین ولا مفتونین آمین یارب العالمین غرض کہ جونسے الفاظ درود کے اُس روز پڑھیگا گو تشہد ہی کے درود ہون تو درود پڑھنے والا کہلائیگا اور چاہیے کہ درود پر استغفار بھی اضافہ کرلے کہ جمعہ کے روز استغفار بھی مستحب ہی چوتھی یہ کہ قرآن کی تلاوت زیادہ کرے خصوصاً سورۂ کہف پڑھے کہ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابوہریرہ سے مروی ہی کہ جو شخص جمعہ کے دن یا اُسکی شب مین سورۂ کہف پڑھے تو اُسکو اُسکے پڑھنے کے مقام سے مکہ تک نور عطا کیا جاویگا اور دوسرے جمعہ تک مع تین روز زیادہ کی مغفرت کیجاویگی اور اُسپر ستر ہزار فرشتے صبح ہونے تک رحمت بھیجتے ہین اور درد اور پیٹ کے پھوڑے اور ذات الجنب اور برص اور جذام اور دجّال کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہی۔ اور مستحب یہ ہی کہ اگر ہوسکے تو قرآن کو جمعہ کے دن یا اُسکی شب مین ختم کرے اور اگر قرآن رات کو پڑھا کرتا ہو تو صبح کی سنتون مین اُسکو ختم کرے یا مغرب کی سنتون مین یا جمعہ کی اذان اور تکبیر کے درمیان ختم کرے کہ اسکا بڑا ثواب ہی اور عابد جمعہ کے روز سورۂ اخلاص ہزار بار پڑھنا مستحب جانتے تھے اور کہتے ہین کہ جو کوئی سورۂ اخلاص کو دس رکعتون مین یا بیس مین ہزار بار پڑھے تو ایک ختم کرنے سے افضل ہی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہزار بار پڑھتے اور سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ہزار بار پڑھا کرتے۔ اور اگر جمعہ کے دن یا رات مین چھون مسبّحات یعنی بنی اسرائیل اور حدید اور صف اور جمعہ اور تغابن اور اعلیٰ پڑھے تو بہتر ہی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی نہین ہی کہ کسی روز معین سورتین پڑھتے ہون بجز شب جمعہ اور روز جمعہ کے کہ شب جمعہ کی مغرب مین قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھا کرتے تھے اور اُس رات کی عشا مین سورۂ جمعہ اور منافقون اور یہ بھی مروی ہی کہ آپ ان دونون سورتون کو جمعہ کی دو رکعتون مین پڑھا کرتے تھے اور جمعہ کی صبح مین سورۂ الم سجدہ اور سورۂ دہر پڑھا کرتے تھے پانچوین یہ کہ جب مسجد جامع مین داخل ہو تو جبتک چار رکعتین اسطرح نہ پڑھ لے کہ ہر رکعت مین پچاس دفعہ سورۂ اخلاص پڑھے کہ کل دوسو بار ہوجاوین تب تک نہ بیٹھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ جو شخص یہ عمل کریگا وہ مرنے سے پیشتر اپنا ٹھکانا جنت مین دیکھ لیگا اور دوگانہ تحیت بھی فروگذاشت نہ کرے اگرچہ امام خطبہ پڑھتا ہو مگر اس صورت مین جلد مختصر پڑھ لے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے لیے ایسا ہی امر فرمایا ہی اور ایک حدیث غریب مین ہی کہ ایک شخص کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سے چُپ ہوگئے تھے یہانتک کہ وہ شخص دوگانہ تحیت سے فارغ ہوگیا پس کوفیون کا یہ قول ہی کہ اگر امام خاموش رہے تو دوگانہ ادا کرلے اور اُسدن مین یا اُسکی شب کو مستحب ہی کہ چار رکعتین چار سورتون کے ساتھ یعنی انعام اور کہف اور طٰہٰ اور یٰسین پڑھے اور اگر یہ یاد نہون تو یٰسین اور الم سجدہ اور دخان اور سورۂ ملک پڑھے اور اِن چارون سورتون کا پڑھنا شب جمعہ مین ترک نہ کرے کہ اُنمین بہت ثواب ہی اور جسکو اچھی طرح یاد نہو تو جو سورت اچھی طرح پڑھ سکتا ہو اُسی کو پڑھے کہ ایک ختم کا ثواب ملتا ہی اور سورۂ اخلاص کو کثرت سے پڑھے۔ اور مستحب ہی کہ صلوٰۃ التسبیح پڑھے چنانچہ اُسکی کیفیت نوافل کی فصل مین مذکور ہوگی۔ اور مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عبّاس کو ارشاد فرمایا تھا کہ اُسکو ہر جمعہ مین پڑھو اور حضرت ابن عباسؓ اس نماز کو جمعہ کے روز زوال کے بعد ترک نہ کرتے اور اِسکا بہت بڑا ثواب بیان فرماتے۔ اور بہتر یہ ہی کہ وقت کی تقسیم اسطرح کرے کہ صبح سے زوال تک تو نماز کے لیے اور جمعہ کے بعد سے عصر تک علم کے سننے کے لیے اور عصر سے مغرب تک تسبیح اور استغفار کے لیے مقرر کردے چھٹی یہ کہ اس خاص دن مین صدقہ دونا ثواب رکھتا ہی بشرطیکہ ایسے کو نہ دے جو امام کے خطبہ پڑھنے کے وقت مانگے اور امام کے کلام مین بولتا جاوے کہ ایسے شخص کو دینا مکروہ ہی۔ صالح پسر امام احمدؒ کہتے ہین کہ جمعہ کے روز ایک مسکین نے امام کے خطبہ پڑھنے مین سوال کیا اور وہ میرے باپ کے برابر تھا ایک شخص نے میرے باپ کو ایک ٹکڑا چاندی کا دیا کہ سائل کو دیدیوین میرے باپ نے اُسکو نہ لیا۔ اور حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہین کہ جو شخص مسجد مین مانگے وہ اس بات کا مستحق ہوچکا کہ اُسکو نہ دیا جاوے اور جب قرآن پر مانگے تو اُسکو مت دو۔ اور بعض علما نے ایسے سائلون کو صدقہ دینا جو مسجد جامع مین لوگون کی گردنون پر کوجاوین مکروہ فرمایا ہی لیکن اگر ایک جگہ کھڑے ہوکر یا بیٹھکر مانگین اور گردنون پر نہ پھاندین تو مضائقہ نہین۔ اور کعب احبار نے فرمایا ہی کہ جو شخص جمعہ کے لیے آوے پھر لوٹ کر دو چیزین مختلف صدقہ کی قسم سے خیرات کرے اور

ع ۲ بروایت بیہقی

نسے بروایت

ابوعبید بیان

کی ہر اور بروایت

ابن عباس رض

ابوداؤد اور بیہقی

نے بین مل ۱۲ ع

بیہقی بروایت

جابر بن سمرہ ۱۲ ع

مسلم بروایت

ابن عباس

والوہریرہ ۱۲

ع م خطیب

از انس بروایت

ابن عمر اور کہا

کہ یہ حدیث منکر

غریب ہی ۱۲ ع

مسلم بروایت

جابر ۱۲ ع دارقطنی

بروایت انس رض

ع ۱۲ ابوداؤد

وحاکم بروایت

ابن عباس رض

اور عقیلی وغیرہ

نے کہا ہی کہ اس

نماز کے باب مین

کوئی حدیث

صحیح نہین ہی

۱۲

دوبارہ اگر دوگانہ نفل پڑھے اور اُسکا رکوع اور سجدہ خوب کامل طور پر ادا کرے پھر یون کہے اللّٰھم انی اسالک باسمک بسم اللہ الرحمن الرحیم وباسمک الذی لاالہ الاھو الحی القیوم لاتاخذہ سنۃ ولانوم تو اسکے بعد جو دعا اللہ سے مانگیگا وہ اللہ تعالیٰ اُسکو عنایت فرماویگا۔ اور بعض اکابر سلف نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعہ کے روز مسکین کو کھانا کھلادے سویرے پھر جاکر جمعہ مین شریک ہو اور کسی کو ایذا نہ دے پھر جب امام سلام پھیرے تو یہ کہے بسم اللہ الرحمن الرحیم الحی القیوم اسئلک ان تغفرلی وترحمنی وان تعافینی من النار پھر جو دل مین دعا آوے وہ مانگے اللہ تعالیٰ اُسکی دعا قبول فرماویگا ساتوین یہ کہ جمعہ کو آخرت کے واسطے مقرر کرے اور اُسمین تمام دنیا کے کامون سے باز رہے اور وظیفہ کثرت سے اور سفر جمعہ کو شروع نہ کرے کہ مروی ہے کہ جو کوئی شب جمعہ کو سفر کرتا ہے اُسکے دونون فرشتے اُسپر بددعا کرتے ہین اور جمعہ کی فجر کے بعد تو سفر حرام ہے بشرطیکہ قافلہ فوت نہوتا ہو۔ اور بعض سلف نے فرمایا ہے کہ مسجد مین سقہ سے پانی مول لینا پینے کے لیے یا سبیل کرنے کو مکروہ ہے کہ اس سے مسجد مین خرید کرنے والا ہو جاویگا حالانکہ خرید و فروخت مسجد کے اندر مکروہ ہے اور کہتے ہین کہ اگر سقہ اُسکو باہر دے پھر مسجد کے اندر پانی پی لے یا سبیل کردے تو مضائقہ نہین۔ حاصل یہ کہ جمعہ کے روز وظائف اور خیرات زیادہ کرے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اُس سے عمدہ وقتون مین عمدہ کام لیتا ہے اور جب بندہ کو مبغوض جانتا ہے تو افضل وقتون مین اُس سے بُرے کام لیتا ہے تاکہ یہ بُرے اعمال اُسکے عذاب مین زیادہ دردناک اور سخت تر غضب کا باعث ہون کہ وقت کی برکت سے محروم رہا اور اُسکی حرمت نہ رکھی۔ اور جمعہ کی دعاؤن کا پڑھنا مستحب ہے اور عنقریب باب الدعوات مین ہم اُنکو لکھینگے انشاء اللہ تعالیٰ وصلی اللہ علیٰ کل عبد مصطفےٰ

چھٹی فصل متفرق مسائل کے ذکر مین جنمین اکثر لوگ مبتلا ہین اور آخرت کے طالب کو اُنکے معلوم کرنے کی ضرورت ہے اور مسائل جو کم واقع ہوتے ہین اُنکو ہمنے کامل طرح پر فقہ کی کتابون مین مندرج کیا ہے مسئلہ تھوڑے فعل سے اگرچہ نماز باطل نہین ہوتی مگر بدون حاجت کے مکروہ ہے اور حاجت کی صورت یہ ہے کہ جو سامنے کو گذر جاوے اُسکو ہٹادے اور بچھو کے اگر کاٹنے کا ڈر ہو اُسکو ریگ یا دو جوتون مین مار دے لیکن اگر تین چوٹین ہونگی تو فعل کثیر ہو جاویگا اور نماز جاتی رہیگی اسی طرح جون اور پسو سے اگر ایذا پہونچے تو اُنکو دفع کردے یا خارش ایسی معلوم ہو کہ اُسکے کھجانے کے بدون خشوع اُٹھ جاوے تو بدن کھجالے حضرت معاذ بن جبلؓ جون اور پسو کو نماز کے اندر پکڑ لیتے تھے اور حضرت ابن عمرؓ نماز مین جون کو مار دیتے تھے یہانتک کہ اُسکے خون کا نشان اُنکے ہاتھ پر ہو جاتا تھا۔ اور نخعیؒ نے فرمایا ہے کہ جون کو پکڑ کر سست کردے اور اگر مار ڈالے تب بھی کچھ خرابی نہین۔ اور ابن مسیبؒ نے فرمایا ہے کہ اُسکو پکڑ کر سست کردے پھر پھینکدے۔ اور مجاہد کا قول ہے کہ مجھے یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اُسکو چھوڑے رکھے جبتک اتنی ایذا نہ دے جس سے نماز مین دھیان بٹے اُسوقت اُسکو اتنا سست کردے کہ ایذا نہ دے اور ڈال دے اور یہ صورت اجازت کی ہے ورنہ کمال تو یہی ہے کہ فعل اگرچہ تھوڑا ہو اُس سے بھی احتراز کرے اور اسی وجہ سے بعض اکابر مکھی کو نہین ہٹاتے تھے اور کہتے تھے کہ مین اپنے نفس کو اس بات کا عادی نہین کرتا ورنہ میری نماز کو خراب کردیا کریگا اور مین نے سنا ہے کہ فاسق تو بادشاہون کے سامنے بہت سی ایذا پر صبر کرتے ہین اور جنبش نہین کرتے۔ اور جب جماہی لے تو اپنے ہاتھ کو منھ پر رکھنے کا مضائقہ نہین بلکہ ہاتھ کا رکھنا بہتر ہے اور اگر نماز مین چھینک آوے تو الحمد للہ اپنے دل مین کہہ لے زبان نہ ہلاوے اور اگر ڈکار آوے تو چاہیے کہ اپنا سر آسمان کی طرف کو نہ اُٹھاوے اور اگر چادر لٹک جاوے تو اُسکو برابر نہ کرنا چاہیے اور یہی حال عمامہ کے کنارون کا ہے غرض کہ اس قسم کے سب فعل مکروہ ہین بدون ضرورت کے نہ کرنے چاہیین مسئلہ جوتیون سمیت نماز پڑھنی درست و جائز ہے اگرچہ اُنکا نکالنا سہل ہے اور موزون سے جو نماز درست ہے تو یہ نہین کہ اُنکے نکالنے کی دقت کی وجہ سے اجازت دی گئی ہو بلکہ یہ نجاست معاف ہے اور یہی حال پاتابون کا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتیون کے ساتھ نماز پڑھی پھر اُنکو نکال دیا تو صحابہ نے بھی اپنی جوتیان نکال ڈالین نماز کے بعد آپ نے اُنسے پوچھا کہ تمنے اپنی جوتیان کیون اُتارین اُنھون نے عرض کیا کہ ہمنے آپ کو دیکھا کہ جوتیان اُتار دین تو ہمنے بھی اُتار دین آپ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھکو خبر دی کہ اُنمین نجاست ہے اسلیے مین نے اُتار دین پس جب کوئی تم مین سے مسجد مین قصد

کرے تو چاہیے کہ جوتیون کو لوٹ کر دیکھ لے اگر اُنمین کچھ نجاست پاوے تو اُنکو زمین سے رگڑ دے اور اُنسے نماز پڑھ لے اور بعضون نے فرمایا ہی
کہ جوتیون سے نماز پڑھنی افضل ہی اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ تمنے اپنی جوتیان کیون اُتارین اور یہ قول اُنکی رگ
کا مبالغہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنسے اسلیے نہین پوچھا تھا کہ ترک افضل کیون کیا بلکہ اسلیے استفسار فرمایا تھا کہ اُنکے سامنے اپنی جوتیان
اُتارنے کا سبب بیان فرماوین کہ اُنھون نے آپ ہی کی موافقت کے باعث اُتارین تھین اور عبداللہ بن السائبؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتیان نکال کر بھی نماز پڑھی ہی[ح۱] اسلیے معلوم ہوا کہ دونون باتین آپ نے کی ہین پس جو کوئی اپنی جوتیان نکال ڈالے تو
چاہیے کہ اپنے دہنے اور بائین طرف نہ رکھے کہ اس سے جگہ تنگ ہوگی اور جماعت ٹوٹے گی بلکہ اُنکو اپنے سامنے رکھے اور پیچھے بھی نہ رکھے ورنہ
دل کا التفات اُسطرف رہیگا اور کیا عجب ہی کہ جو لوگ جوتیون سمیت نماز کو افضل کہتے ہین وہ اسی لحاظ سے کہتے ہون کہ نکالنے کی صورت مین
دل کا التفات اُنکی طرف رہیگا حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی[ح۲] ہین کہ آپ نے فرمایا کہ تم مین سے جب کوئی نماز پڑھے
تو چاہیے کہ اپنی جوتیان ٹانگون کے بیچ مین کر لے۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ نے ایک شخص کو فرمایا کہ اُنکو اپنی ٹانگون درمیان کر لو اور اُنسے کسی مسلمان کو
تکلیف مت دو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم[ح۳] نے اُنکو اپنی بائین طرف رکھ لیا تھا اور آپ امام تھے تو امام کو جائز ہی کہ وہ بائین طرف رکھ لے
کیونکہ اُسکے برابر تو کوئی کھڑا ہی نہوگا کہ اُسکو تکلیف ہو اور بہتر یہ ہی کہ اُنکو دونون قدمون کے بیچ مین نہ رکھے کہ اُسکا دھیان بائین بلکہ قدمون کے
آگے رکھے اور غالباً یہی مراد اس حدیث سے ہی جو اوپر مذکور ہوئی کہ جوتیان ٹانگون کے بیچ مین رکھے یعنی قدمون کے آگے رکھے اُنکے بیچ مین نہ رکھے
حضرت جبیر بن مطعم نے فرمایا ہی کہ آدمی کا جوتیون کو قدمون کے بیچ مین رکھنا بدعت ہی مسئلہ جب نماز مین تھوک دے تو نماز باطل نہوگی اسلیے کہ
تھوڑا فعل ہی اور جب تک کہ تھوکنے سے آواز نہ پیدا ہوگی اُسکو کلام مین شمار نہ کرینگے علاوہ ازین کلام کے حروف کی طرح پر تھوکنے کی آواز ہوتی
بھی نہین مگر پھر بھی تھوکنا مکروہ ہی اُس سے احتراز کیا جاوے۔ مگر جسطور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی ہی اُسطرح تھوکے تو مکروہ
نہین چنانچہ کسی صحابی سے مروی[ح۴] ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد مین تھوک دیکھا تو نہایت غصہ ہوے پھر اُسکو ایک شاخ خرما سے
جو آپکے ہاتھ مین تھی کھرچا اور فرمایا کہ تھوڑی زعفران لاؤ لیس تھوک کے نشان پر زعفران لگا دی پھر ہماری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ تم مین سے
کون پسند کرتا ہی کہ اُسکے مُنھ پر تھوکا جاوے لوگون نے عرض کیا کہ یہ امر کوئی نہین پسند کرتا آپ نے فرمایا کہ جب تم مین سے کوئی نماز مین داخل ہوتا ہی تو اللہ تعالی
اُسکے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہی اور بعض روایت مین یہ ہی کہ خدا تعالی اُسکے مُنھ کے سامنے ہوتا ہی تو اپنے مُنھ کے سامنے تھوکنا نہ چاہیے اور نہ دہنی طرف کو
تھوکے بلکہ بائین طرف یا بائین پانون کے نیچے تھوک دے (یعنی جب مسجد مین نماز نہ پڑھتا ہو اور جگہ پڑھتا ہو) اور اگر کوئی ایسی ہی ضرورت آپڑے تو چاہیے
کہ اپنے کپڑے مین تھوکے اور اُسکو یون کر ڈالا یعنی آپ نے کپڑے کو مل کر فرما دیا کہ ایسے ملدے مسئلہ مقتدی کے کھڑے ہونے کے لیے سنت اور
فرض ہی سنت یہ ہی کہ ایک مقتدی ہو تو امام کی دہنی طرف تھوڑا اُس سے دبکر کھڑا ہو اور اکیلی عورت امام کے پیچھے کھڑی ہو اور اگر امام کے
برابر کھڑی ہو جاوے تب بھی کچھ ضرر نہین مگر خلاف سنت ہی اور اگر مقتدی مرد بھی ہو تو مرد امام کے دہنی طرف کھڑا ہو اور عورت اُسکے پیچھے
کھڑی ہو اور اکیلا آدمی صف کے پیچھے نہ کھڑا ہو بلکہ یا صف مین شامل ہو جاوے یا اپنے برابر کسی کو کھینچ لے اور اگر اکیلا ہی کھڑا رہا تو اُسکی نماز کراہت کے
ساتھ درست ہوگی۔ اور مقتدی کے کھڑے ہونے مین فرض صف کا ملا رہنا ہی یعنی مقتدی اور امام مین کوئی رابطہ جامع ہونا چاہیے کہ جماعت
پڑھتے ہین جسکے معنی ساتھ ہونے کے ہین تو دونون مین جمعیت کا مضمون رہے پس اگر دونون ایک مسجد مین ہون تو مسجد دونون کی جامع ہی
اسلیے کہ وہ اکٹھا کرنے ہی کو بنی ہی تو اب حاجت صف کے اتصال کی نہین بل اتنا چاہیے کہ امام کے افعال کو پہچانے چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ
نے مسجد کی پشت پر امام کے ساتھ نماز پڑھی ہی اور جبکہ مقتدی مسجد کے صحن مین ہو جو راستے مین پڑتا ہی یا جنگل مین امام اور مقتدی دونون ہون
اور دونون کے بیچ مین کسی عمارت کی آڑ نہو تو مقتدی کا قریب ہونا امام سے ایک تیر کے پلے کی مقدار کافی ہی کیونکہ ایک کا فعل دوسرے کو

ح۱ مسلم بروایت عبداللہ بن السائب ۱۲
ح۲ ابوداؤد ۱۲
ح۳ مسلم بروایت عبداللہ بن السائب ۱۲
ح۴ مسلم بروایت جابر ۱۲

معلوم ہو سکتا ہو۔ اگر جس صورت مین کہ مقتدی مسجد کے دہنے یا بائین طرف کے مکان کے صحن مین ہو اور اُس مکان کا دروازہ مسجد سے لگا ہوا ہو
تو اسمین یہ شرط ہو کہ مسجد کی صف ہوتے ہوتے اُس مکان کی ڈیوڑھی مین سے ہو کر صحن تک جاوے بیچ مین سے جُدا نہو تو اب اُس صف مین
یا اسکی پچھلی صف مین جو مقتدی ہوگا اسکی نماز ہو جاویگی اور جو شخص اس صف کے آگے ہوگا اسکی نماز نہو گی غرض کہ مختلف عمارتون کا سب کا
یہی حال ہو اور اگر ایک ہی عمارت یا میدان وسیع ہو تو اُسکا حال مثل جنگل کے ہو مسئلہ مسبوق جو امام کے ساتھ پچھلی رکعتون مین ملتا ہو وہ اُسکی
شروع نماز ہوتی ہو پس چاہیے کہ امام کی موافقت کرے اور اس نماز پر اپنی باقی نماز بنا کرے اور صبح کی نماز مین اپنی نماز کے آخر مین قنوت پڑھے
اگرچہ امام کے ساتھ پڑھ لیا ہو اور اگر امام کے ساتھ مین کسی قدر قیام ملے تو دعا نہ پڑھے بلکہ الحمد آہستہ پڑھنا شروع کردے پھر اگر الحمد پوری نہین پڑھی
تھی کہ امام نے رکوع کر دیا تو اگر یہ جانے کہ امام کے ساتھ قومہ مین ملجاؤنگا تو تمام پڑھ لے اور اگر یہ نہو سکے تو امام کے ساتھ رکوع مین شریک ہو جاوے
اور تھوڑی سی الحمد جو پڑھ لی ہو اُسی کو کل کا حکم ہوگا اور باقی بسبب پیچھے ملنے کے ساقط ہو جاویگی اور اگر امام نے رکوع کیا اور مقتدی سورت
پڑھتا ہو تو سورت کو چھوڑ کر امام کی تبعیت کرے اور اگر امام کو سجدہ مین خواہ تشہد مین پاوے تو تکبیر تحریمہ کہکر بیٹھ جاوے دوبارہ اللہ اکبر نہ کہے
بخلاف اس صورت کے کہ امام کو رکوع مین پاوے کہ یہان تکبیر تحریمہ کے بعد دوسری تکبیر رکوع مین جھکنے کے لیے کہے اسلیے کہ تکبیرین اصلی انتقالات
کے لیے ہین تو رکوع مین جانا تو محسوب ہو اسکے باعث رکعت ملجاتی ہو اسلیے اسکی تکبیر کہنی چاہیے اور جو انتقال کہ امام کی جہت سے کرنا پڑے حالانکہ
اکیلا ہونے مین اُسوقت نہ کرتا تو ایسے امر کے لیے تکبیر کہنی بے موقع ہوگی۔ اور رکعت مقتدی کو جبھی تک ملیگی کہ امام کے رکوع کی حد مین ہوتے ہوئے
یہ بھی رکوع اطمینان سے کرے اگر رکوع مین اچھی طرح نہین جانے پایا تھا کہ امام رکوع کرنے والون کی حد سے نکل گیا تو اسکی رکعت فوت ہو گئی
مسئلہ جس شخص کی ظہر قضا ہو گئی اور عصر کا وقت آگیا تو اول ظہر پڑھے پھر عصر لیکن اگر عصر کو اول پڑھیگا تب بھی کافی ہو مگر تارک اولیٰ ہوگا اور
شبہہ خلاف مین داخل پھر اگر عصر کی جماعت ملجاتے تو اول عصر ہی پڑھے اور اُسکے بعد ظہر ادا کرے کیونکہ ادا نماز کے لیے جماعت ہی بہتر ہو پس اگر
اول وقت مین تنہا نماز پڑھ لی پھر تو جماعت ملگئی تو جماعت مین نماز وقت کی نیت کرکے شامل ہو جاوے اللہ تعالیٰ جونسی ان دونون مین سے چاہیگا
اُسکے حق مین محسوب فرماویگا اور اگر جماعت مین قضا یا نفل کی نیت کرلے تب بھی درست ہو اور اگر نماز جماعت کے ساتھ پڑھ لی پھر دوسری
جماعت ملگئی تو اس جماعت مین قضا یا نفل کی نیت سے شریک ہو کیونکہ نماز وقتی جو جماعت کے ساتھ ادا ہو چکی ہو اُسکو دوبارہ ادا کرنے کا
کوئی سبب نہین اول صورت مین ثواب جماعت ملنے کا احتمال تھا وہ بھی یہان نہین رہا مسئلہ جو شخص نماز پڑھنے کے بعد اپنے کپڑے پر نجاست
دیکھے تو مستحب ہو کہ نماز کو دوبارہ پڑھے مگر دوبارہ پڑھنا لازم نہین ہو اور اگر عین نماز پڑھنے مین یہ صورت ہو تو کپڑا نجس الگ کردے اور نماز
پوری کرے اور از سر نو پڑھنا مستحب ہو اور اصل اس باب مین قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتیان اُتارنے کا ہو کہ جب آپکو حضرت جبرئیل
علیہ السلام نے خبر دی کہ اُنمین نجاست ہو تو آپ نے جوتیان اتار ڈالین اور نماز کو از سر نو نہین پڑھا مسئلہ جو شخص تشہد اول یا قنوت یا اول
قعدہ مین درود چھوڑ دے یا بھولکر کوئی ایسا کام کرے کہ اگر جانکر کرتا تو اُس سے نماز باطل ہو جاتی یا شک کرے کہ نہ معلوم تین رکعتین پڑھی
ہین یا چار تو وہ یقینی بات کو اختیار کرے اور دو سجدہ سہو کے سلام سے پیشتر کرے اور اگر بھول جاوے تو سلام کے بعد اگر قریب ہی یاد آجاوین
کر لے پس اگر بعد سلام کے سجدۂ سہو کیا اور بے وضو ہو گیا تو نماز باطل ہو جاویگی کیونکہ سلام کے بعد جب اُسنے سجدہ کیا تو گویا سلام کو بھول مین
داخل کر دیا کہ بے موقع ہو گیا اُس سے نماز پوری نہوئی اور نماز مین پھر سے مشغول ہو گیا اسی جہت سے بے وضو ہونا نماز کے اندر واقع ہوا اور پہلا
سلام بے محل ہونے کی وجہ سے سجدۂ سہو کے بعد پھر نئے سر سے سلام کی ضرورت ہوتی ہو پس اگر سجدۂ سہو مسجد سے نکلنے کے بعد بہت دیر پر یاد
آوے تو اب تدارک نہین ہو سکتا مسئلہ نماز کی نیت مین وسوسہ کرنے کا سبب یا تو عقل کی خرابی ہو یا شریعت سے جاہل ہونا اسلیے کہ اللہ تعالےٰ
کے حکم کو ماننا ایسا ہی ہو جیسا اُسکے غیر کے حکم کو ماننا اور قصد کے اعتبار سے جیسے اُسکی تعظیم ویسی ہی غیر کی تعظیم ہو۔ مثلاً اگر کسی شخص پر کوئی

عالم داخل ہوا اور وہ اُسکے لیے کھڑا ہو جاوے تو اُسوقت اگر یہ کہے کہ نیت کرتا ہون سیدھا کھڑے ہونے کی اس فاضل کی تعظیم کو اِسکے فضل کی جہت سے اِسکے
آنے کے ساتھ ہی اپنا مُنھ اُسکی طرف کرلے تو ظاہر ہو کہ یہ شخص کم عقل ہوگا بلکہ جب عالم کو دیکھا اور اُسکے فضل کو جانتا ہی ہو اُسی وقت دل مین اُسکی تعظیم کا سبب
بھرا اور اُسکو کھڑا کر دیا تو تعظیم کرنیوالا ہوگا بشرطیکہ اور کسی کام کو یا غفلت مین نہ اُٹھا ہو اور نماز کی نیت مین جو ظہر کا ہونا اور ادا اور فرض کا ہونا امتثال امر کے
باب مین شرط ہی وہ ایسا ہی ہی جیسے آنے والے کے لیے آتے ہی کھڑا ہونا اور اُسکی طرف مُنھ کرنا اور کسی باعث کا نہونا اور اِس کھڑے ہونے سے اُسکی تعظیم کا قصد کرنا ہی
تاکہ واقع مین یہ تعظیم ہو کیونکہ اگر مثلاً اُسکی طرف کو پشت پھیر کر کھڑا ہوگا یا ٹھہرا رہیگا اور دیر کے بعد کھڑا ہوگا تو تعظیم کرنیوالا نہوگا۔ پھر ان صفات کا معلوم اور مقصود ہونا
ضروری ہی اور نفس مین انکا حاضر ہونا ایک لحظہ مین طول نہین چاہتا بلکہ طول اِسمین ہوتا ہی کہ ایسے الفاظ کو مرتب کیا جاوے جو ان صفات پر دال ہون خواہ
زبان سے ادا کیے جاوین یا دل مین سوچے جاوین غرض جو شخص نماز کی نیت اسطرح پر نہین سمجھتا وہ گویا نیت ہی کو نہین سمجھتا کیونکہ نیت مین صرف اتنی ہی
بات ہی کہ جب آدمی کو نماز کے وقت نماز کے لیے بلایا گیا اُسنے امتثال امر کیا اور کھڑا ہو گیا اب وسوسہ کرنا جہالت محض ہی کیونکہ یہ مقصود اور یہ علوم نفس مین ایک ہی
حالت مین اکٹھے ہو جاتے ہین اِنکے افراد کی تفصیل ذہن مین اسطرح نہین ہوتی کہ نفس اُنکو دیکھے اور سوچ لے اور نفس مین چیز کا حاضر ہونا اور چیز ہی اور فکر سے اُسکی
تفصیل جاننی اور بات ہی اور حاضر ہونا غیبت اور غفلت کے مقابل سے گو حضوری مفصل طور پر نہو مثلاً جو شخص حادث کو جانے تو وہ اُسکو ایک ہی حالت مین جانیگا
حالانکہ حادث کا جاننا متضمن بہت سے علوم کو ہی جو حاضر ہین گو مفصل نہین یعنی جو حادث کو جانیگا وہ موجود اور معدوم اور پہلے ہونے اور پیچھے ہونے اور زمانے کو
بھی جانیگا اور اِس بات کو بھی جانیگا کہ عدم کو تقدم ہوتا ہی اور وجود کو تاخر پس ان باتون کو جاننا حادث کے جاننے مین متضمن ہی اسوجہ سے کہ حادث کا جاننے والا
اگر اور بات کو نجانے اور اُس سے اگر سوال کیا جاوے کہ بھلا تونے کبھی تقدم یا تاخر یا عدم کو یا عدم کے تقدم یا وجود کے تاخر یا زمانے کو جو متقدم اور متاخر ہوتا ہی
معلوم کیا ہی اور وہ کہے کہ مین نے کبھی نہین جانا تو وہ جھوٹا ہوگا اور اُسکا یہ کہنا اِسکے مخالف پڑیگا کہ مین حادث کو جانتا ہون۔ اسی دقیقہ کے نجاننے سے وسواس
اُبھرتا ہی کہ وسواسی اپنے نفس پر زور دیکر چاہتا ہی کہ اپنے دل مین ظہر ہونے اور ادا ہونے اور فرض ہونے کو ایک حالت مین حاضر کرے پھر اُسکی تفصیل الفاظ
سے کرے اور خود اُس تفصیل کو دیکھ لے اور یہ بات ہو نہین سکتی اگر بالفرض اس بات کی تکلیف اپنے نفس پر عالم کے لیے کھڑے ہونے کے باب مین کریگا تو
اُسپر دشوار ہوگا غرض کہ اس حال کے جاننے سے وسواس دور ہو جاتا ہی کہ خدا یتعالیٰ کے حکم کی فرمانبرداری نیت کے باب مین اُسی طرح ہی جیسے غیر کے
امر کی فرمانبرداری ہوتی ہی پھر ہم تسہیل اور رخصت کے طور پر اتنی بات اور کہتے ہین کہ اگر وسواسی نیت اِسی کا نام سمجھتا ہی کہ یہ ساری باتین مفصل حاضر کرنے
ہونگی اور اُسکے نفس مین امتثال یکبارگی صورت نہین پکڑتا تو اگر اثنای تکبیر مین اول سے آخر تک ان اُمور مین سے کسی قدر کو حاضر کرلیگا اسطرح کہ تکبیر کے پورا
ہونے پر نیت حاصل ہو جاوے تو یہ بھی اُسکو کافی ہوگا ہم اُسکو تکلیف نہین دیتے کہ ساری باتین تکبیر کے اول مین اور آخر مین جمع کرے کیونکہ یہ تکلیف حد سے متجاوز
ہی اگر اسکا حکم ہوتا تو پہلے لوگون سے اُسکی پرسش ہوتی اور صحابہؓ مین سے کوئی نیت مین وسوسہ کرتا پس اسکے حال سے سوال نہونا اور صحابہ کا وسوسہ نہ کرنا اِس بات
پر دلالت کرتا ہی کہ اِسکا منشا سہولت پر ہی اسی جہت سے وسواسی کو جسطرح پر نیت میسر ہو جاوے اُسپر قناعت کرے تاکہ اُسکا عادی ہو جاوے اور وسوسہ دور ہو اور
اپنے نفس سے اُسکی تحقیق کی طلب نہ کرے کہ تحقیق وسوسہ بڑھا دیتی ہی۔ اور ہمنے تحقیق کی چند وجہین فتاوے مین اُن علوم اور قصدون کی تفصیل کے باب مین
جو نیت سے متعلق ہین ذکر کی ہین اُنکے دریافت کرنے کی حاجت علما کو ہوتی ہی عوام کو تو اکثر اُنکا سننا ضرر کرتا ہی اور وسواس زیادہ کرتا ہی اِسی جہت سے یہان نہین لکھی
مسئلہ مقتدی کو امام سے آگے ہونا رکوع اور سجدہ اور اُن دونون سے اُٹھنے کی حالت مین اور تمام اعمال مین نہین چاہیے اور نہ یہ مناسب ہی کہ اُسکے ساتھ ہی یہ
اعمال بجالاوے بلکہ اُسکی تبعیت کرے اور پیچھے پیچھے ارکان ادا کرے کیونکہ اقتدا کے معنے یہی ہین اور اگر امام کے برابر ہی اعمال کریگا تو بھی نماز باطل نہوگی جیسے
کھڑے ہونے مین امام کے برابر کھڑا ہو جاوے اُس سے پیچھے ہٹکر نہ کھڑا ہو پس اگر امام سے ایک رکن آگے ہو جاوے تو اُسکی نماز کے باطل ہونے مین اختلاف ہی مگر قریب
بصواب یہی ہی کہ باطل ہونے کا حکم کیا جاوے کہ اُسکی ایسی صورت ہوگئی جیسا کھڑے ہونے مین امام سے آگے بڑھکر کھڑا ہو بلکہ اسمین بطریق اولیٰ نماز باطل ہونی
چاہیے کیونکہ جماعت مین اقتدا فعل کا ہوتا ہی نہ کھڑے ہونے کا تو تبعیت فعل مین زیادہ تر ضروری ٹھہری اور مکان مین آگے نہ بڑھنے کی شرط بھی اسی لیے ہی کہ

فعل مین پیروی سہل ہو جاوے اور صورت تبعیت کی پائی جاوے کہ مقتدی کو مناسب یہی ہر کہ آگے ہو اب جو شخص امام سے فعل مین بڑھ جاوے تو ظاہر ہر کہ بدون سہو کے اور کوئی وجہ اسکی نہین ہو سکتی اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باب مین سخت تہدید فرمائی چنانچہ ارشاد فرمایا اما یخشی الذی یرفع راسہ قبل الامام ان یحول اللہ راسہ راس حمار اور امام سے ایک رکن سے پیچھے رہنا نماز کو باطل نہین کرتا مثلاً امام قومہ مین آگیا اور مقتدی نے ابھی رکوع بھی نہین کیا لیکن اس درجہ کا پیچھے رہنا مکروہ ہر پس اگر امام اپنی پیشانی زمین پر رکھدے اور یہ مقتدی ابھی رکوع کرنے والون کی حد کو نہ پہونچا ہو تو اسکی نماز باطل ہو جاویگی اور اسی طرح اگر امام نے دوسرے سجدہ کو سر رکھدیا ہو اور مقتدی نے پہلا سجدہ بھی ابھی نہ کیا ہو تو نماز باطل ہوگی **مسئلہ** جو شخص نماز مین حاضر ہو تو اسپر حق ہر کہ اگر دوسرے شخص سے نماز مین کچھ برائی دیکھے تو چاہیے کہ اسکو تغیر کردے اور انکار کرے کہ اس طرح نہین ہر اور اگر کسی جاہل سے سرزد ہو تو اسپر نرمی کرے اور اسکو سکھلاوے مثلاً صفون کا برابر کرنا اور اکیلے آدمی کو تنہا صف کے پیچھے کھڑا ہونے سے منع کرنا اور جو شخص امام سے پہلے سر اُٹھاوے اسپر انکار کرنا اور اسکے سوا اور باتین ہین اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر کہ خرابی ہر عالم کو جاہل سے کہ اسکو تعلیم نہین کرتا اور حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ہر کہ جو شخص کسی کو دیکھے کہ نماز کو بری طرح پڑھتا ہر اور اسکو منع نہ کرے تو وہ بھی اسکے گناہ مین اسکا شریک ہر اور بلال بن سعد نے کہا ہر کہ قصور جب پوشیدہ کیا جاتا ہر تو بجز اپنے مرتکب کے اور کسی کا ضرر نہین کرتا اور جب ظاہر کیا جاتا ہر اور اسکی کوئی اصلاح نہین کرتا تو اسکا نقصان عام ہو جاتا ہر اور حدیث مین ہر کہ حضرت بلالؓ صفون کو برابر کیا کرتے اور لوگون کی کونچون پر دُرّہ مارتے اور حضرت عمرؓ نے فرمایا ہر کہ نماز مین اپنے بھائیون کو دیکھا کرو جب انکو نہ پاؤ تو اگر بیمار ہون تو انکی عیادت کرو اور اگر تندرست ہون تو عتاب کرو یعنی جماعت کے چھوٹنے پر ملامت کرو اور اس باب مین تساہل کرنا نہ چاہیے کہ پہلے لوگ اسمین مبالغہ کرتے تھے یہانتک کہ بعض آدمی جماعت کے چھوڑنے والون کے دروازہ تک جنازہ لیجاتے تھے اس بات کے جتانے کو کہ مردہ ہو تو جماعت سے بیٹھ رہے زندہ کو بیٹھ رہنا نہ چاہیے اور جو شخص مسجد مین داخل ہو تو چاہیے کہ صف کی دہنی جانب قصد کرے اور اسی وجہ سے عہد مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین دہنی جانب پر لوگ اس کثرت سے ہوتے کہ آپ سے عرض کیا گیا کہ بائین طرف بالکل چھوٹ گئی آپ نے فرمایا کہ جو شخص مسجد کی بائین جانب کو معمور کرے اسکو دوبرابر ثواب ہوگا۔ اور جب صف مین لڑکا نابالغ دیکھے اور اپنے لیے جگہ نہو تو جائز ہر کہ لڑکے کو صف سے علیحدہ کرکے آپ اسکی جگہ کھڑا ہو جائے۔ یہ ہر بیان اُن مسائل کا جن مین لوگ اکثر مبتلا ہوتے ہین اور متفرق نمازون کے احکام باب اورادمین انشاء اللہ عنقریب مذکور ہونگے

**ساتوین فصل نفل نمازون کے ذکر مین**

جاننا چاہیے کہ فرض نمازون کے سوا اور نمازون کی تین قسمین ہین **اول سنت دوم مستحب سوم تطوع** سنت نماز سے ہماری مراد یہ ہر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسپر مواظبت منقول ہو جیسے نمازون کے بعد کی سنتین اور نماز چاشت اور وتر اور تہجد وغیرہ مین کیونکہ سنت طریق مسلوک کو کہتے ہین تو جس طریق پر آپ ہمیشہ چلے ہونگے وہی سنت ہوگا اور مستحب سے ہماری غرض یہ ہر کہ حدیث مین اسکی بزرگی آئی ہو مگر آپ سے اسکا ہمیشہ پڑھنا منقول نہو چنانچہ انکا ذکر روزانہ اور شبانہ ہفتہ کی نمازون مین ہم عنقریب لکھتے ہین یا جیسے گھر سے نکلنے کے وقت اور اسمین آنے کے وقت کی نماز وغیرہ ہین اور تطوع سے ہماری مراد یہ ہر کہ جو نماز ان دونون کے سوا ہون یعنی خاص انکے لیے کوئی خبر نہین ہر مگر بندہ نے خدائے تعالیٰ کی مناجات مین اغب ہو کر نماز سے جسکی مطلق فضیلت شریعت مین وارد ہر تبرع اور سلوک کیا اور تطوع تبرع کو کہتے ہین تو گویا بندہ نماز تطوع سے تبرع کرتا ہر کہ اسکی طرف بلایا نہین گیا اگرچہ مطلق نماز کی طرف بلایا گیا ہر۔ ان تینون قسمون کو نفل اس جہت سے کہتے ہین کہ نفل کے معنی زیادتی کے ہین اور ظاہر ہر کہ یہ سب فرضون سے زیادہ ہین اور ان مقاصد کے جتانے کے لیے ہمنے نفل اور سنت اور مستحب اور تطوع کی اصطلاح مقرر کرلی اور جو کوئی اس اصطلاح کو بدلڈالے تو اسپر کچھ اعتراض نہین کیونکہ مقاصد کے سمجھنے کے بعد لفظون سے کچھ غرض نہین اور ان قسمون مین سے ہر ایک قسم کے درجات اسی قدر فضل مین مختلف ہین جسقدر کہ اخبار وآثار جنسے انکا فضل معلوم ہوتا ہر انکے باب مین وارد ہین اور جسقدر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ مواظبت فرمائی ہر اور جسقدر کہ انکے باب مین حدیثین صحیح اور مشہور ہین اسی بنا پر ہم کہتے ہین کہ جماعتون کی سنتین تنہائی کی سنتون سے افضل ہین اور جماعت کی سنتون مین سب سے افضل عید کی نماز پھر گہن کی نماز پھر طلب باران کی نماز ہر اور تنہائی کی سنتون مین سے افضل وتر ہر پھر فجر کی دونون سنتین پھر انکے بعد اور سنتین موکدہ علی حسب مراتب ہین اور واضح ہو کہ نوافل اپنے متعلقات کی جہت سے دو قسم پر ہین اول وہ جو اسباب

سے متعلق ہون جیسے کسوف اور استسقا ہین دوسرے وہ جو متعلق اوقات سے ہون اور اس قسم کی تین قسمین ہین اسطرح کہ یا دن رات کے مکرر ہونے سے وہ سنت مکرر ہوتی ہی یا ہفتہ کے دوبارہ آنے سے یا سال کے مکرر ہونے سے پس سب قسمین نفلون کی چار ہوئین انکو جدا جدا لکھا جاتا ہی قسم اول جو دن رات کے مکرر ہونے سے ہوتی ہین وہ آٹھ ہین پانچ تو نماز پنجگانہ کی سنتین ہین اور تین انکے سوا یعنی نماز چاشت اور مغرب اور عشا کے درمیان کی نفلین اور تہجد اول صبح کی سنتین ہین اور وہ دو ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ رکعتا الفجر خیر من الدنیا وما فیہا اور انکا وقت صبح صادق ہونے سے شروع ہو جاتا ہی اور وہ صبح کنارون کی طرف کو پھیلی ہوئی ہوتی ہی نہ لمبی اور شروع مین اسکا معلوم کرنا مشکل ہی مگر اس طرح ہو سکتا ہی کہ چاند کی منزلین سیکھ لے یا ستارون کے دیکھنے سے جان لے کہ فلان وقت جب ستارہ فلان اس جگہ آویگا تو صبح ہو جاویگی اور چاند سے مہینے مین دوبار پہچان ہو سکتی ہی کیونکہ چھبیسوین شب کو چاند صبح صادق کے ساتھ نکلتا ہی اور بارھوین شب کو چاند کے غروب ہونے کے ساتھ اکثر صبح ہو جاتی ہی اور ان دونون باتون مین کبھی بعض برجون مین فرق بھی پڑجاتا ہی اور شرح اسکی طویل ہی اور منازل قمر کا سیکھنا طالب آخرت کے لیے ضروریات مین سے ہی تاکہ اس سے رات کے وقتون کی مقدار اور صبح صادق کو پہچانے - اور جب صبح کے فرضون کا وقت نہین رہتا جبھی سنتون کا وقت بھی جاتا رہتا ہی یعنی آفتاب کے نکلنے پر انکا وقت نہین رہتا مگر مسنون یہ ہی کہ انکو فرضون سے پہلے ادا کرے پس اگر مسجد مین آوے اور نماز کی تکبیر ہو گئی ہو تو فرضون مین مشغول ہو جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا المکتوبۃ پھر نماز سے فارغ ہو کر کھڑا ہو جاوے اور سنتون کو پڑھ لے اور صحیح یہ ہی کہ سنتین جبتک آفتاب نکلنے سے پیشتر واقع ہون تبتک ادا ہی ہونگی اسلیے کہ وہ وقت مین فرضون کی تابع ہین اور انکو پہلے فرضون سے پڑھنا اور فرضون کو بعد کو پڑھنا سنت ہی بشرطیکہ نماز جماعت پاوے اور جب جماعت موجود ہو تو ترتیب بدلجاتی ہی فرضون کو اول پڑھتے ہین اور سنتون کو پیچھے غرض کہ ادا ہی ہوتی ہین - اور مستحب یہ ہی کہ سنتون کو گھر پر مختصر پڑھ لے پھر مسجد مین داخل ہو کر دوگانہ تحیۃ المسجد پڑھے پھر بیٹھ جاوے اور فرض پڑھنے تک کوئی نماز نہ پڑھے اور صبح سے لیکر آفتاب کے نکلنے تک مستحب یہ ہی کہ ذکر اور فکر مین لگا رہے اور صرف فجر کی سنتون اور فرضون پر کفایت کرے دوسری ظہر کی سنتین ہین وہ چھ رکعتین ہین دو بعد فرضون کے اور چار پہلے اور بعد کی دونون سنت موکدہ ہین اور پہلے کی چار بھی سنت ہین مگر انکی نسبت کر کم ہین حضرت ابو ہریرہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہی کہ جو شخص چار رکعتین آفتاب کے ڈھلنے کے بعد پڑھے اور انکی قرات اور رکوع اور سجدہ اچھی اچھی طرح کرے تو اسکے ساتھ ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہین اور رات تک اسکے لیے دعاے مغفرت کرتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زوال کے بعد چار رکعتین کبھی نہین چھوڑتے تھے اور انکو لمبی پڑھتے تھے اور فرمایا کرتے کہ دروازے آسمان کے اس ساعت مین کھلتے ہین تو مین پسند کرتا ہون کہ میرا کوئی عمل انمین کو اوپر جاوے اس حدیث کو ابو ایوب انصاریؓ نے روایت کیا اور راوی اسکے صرف وہی ہین - اور اس مضمون پر وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہی جو ام المومنین ام حبیبہؓ نے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی دن مین بارہ رکعتین فرضون کے سوا پڑھے اسکے لیے ایک مکان جنت مین بنایا جاویگا دو رکعتین فجر کے پیشتر اور چار ظہر سے پہلے اور دو اسکے بعد اور دو عصر سے پہلے اور دو مغرب کے بعد - اور حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا ہی کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر ایک دن مین دس رکعتین یاد کی ہین اور تفصیل اسی طرح کی جو ام المومنین ام حبیبہؓ نے بیان کی تھی مگر فجر کی دو رکعتون مین فرمایا کہ یہ وقت ایسا تھا کہ اسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی نہ جاتا مگر مجھسے میری بہن ام المومنین حفصہؓ نے بیان کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے گھر مین دو رکعتین پڑھتے تھے پھر نکلتے تھے - اور حضرت ابن عمرؓ نے اپنی حدیث مین ظہر سے پہلے دو رکعتین کہی ہین اور عشا کے بعد دو رکعتین بیان کی ہین اس صورت مین ظہر سے پہلے کی دو رکعتین منجملہ چار کے زیادہ موکد ہو گئین اور ان رکعتون کا وقت آفتاب کے ڈھل جانے پر آجاتا ہی اور زوال کی پہچان یہ ہی کہ سیدھے کھڑے ہوئے آدمی کا سایہ پورب کی طرف کو جھکتا ہوا ہو اسلیے کہ آفتاب کے نکلنے کے وقت سایہ آدمی کا مغرب کی طرف بہت لمبا ہوتا ہی پھر آفتاب اونچا ہوتا جاتا ہی اور سایہ کم ہوتا جاتا ہی اور مشرق کی طرف پھرتا جاتا ہی یہانتک کہ آفتاب اپنے منتہاے بلندی پر یعنی نصف النہار کے قوس پر پہونچ جاتا ہی اور اسوقت تک سایہ بھی جتنا کم ہونا تھا کم ہو چکتا ہی جب نصف النہار سے آفتاب ڈھلتا ہی تو سایہ پھر بڑھنا شروع ہوتا ہی پس جس وقت سے کہ سایہ کا بڑھنا آنکھ سے بھی معلوم

اور بروایت ابو ہریرہ مجھکو ... ١٢ ع م احمد بسند ضعیف ... بروایت عبد اللہ بن السائب اسی مضمون کو روایت کیا ہی ١٢ ع ہ نسائی و حاکم ١٢ ع بخاری ومسلم ١٢

ہونے لگے اُسی وقت سے ظہر کا وقت آجاتا ہی اور یہ بات قطعاً معلوم ہی کہ زوال خدا تعالیٰ کے علم مین اُسوقت سے پیشتر ہو چکا مگر چونکہ احکام شرعی اُنھین چیزون پر وابستہ ہوتے ہین جو محسوس ہون اسلیے زوال اُسی وقت سے کہینگے جب محسوس ہو جاوے۔ اور جو مقدار سایہ کی آفتاب کے نصف النہار پر پہونچنے کے وقت ہوتی ہی اور جہان سے کہ سایہ بڑھنا شروع ہوتا ہی وہ جاڑون مین لمبی ہوتی ہی اور گرمیون مین چھوٹی اور اُسے بڑے سے بڑے ہونے کی غایت یہ ہی کہ آفتاب برج جدی کی ابتدا پر پہونچ جاوے اور چھوٹے سے چھوٹے ہونے کی غایت یہ ہی کہ برج سرطان کے شروع پر پہونچ جاوے اور یہ بات قدمون اور میزانون سے پہچانی جاتی ہی اور طریق قریب بہ تحقیق زوال کے معلوم کرنے کا در صورتے کہ کوئی اچھی طرح اُسکو لحاظ رکھے یہ ہی کہ رات کو قطب شمالی یعنی ستارہ قطب کو دیکھے اور ایک تختہ مربع زمین پر برابر رکھے اسطرح کہ اُسکا ایک ضلع قطب کی جانب ایسا ہو کہ اگر بالفرض قطب سے ایک کنکر زمین پر چھوڑین اور جس جگہ وہ کنکر زمین پر گرے وہان سے ایک خط مستقیم اُس ضلع تک گذرتا ہوا فرض کرین تو یہ خط ضلع مذکور پر دو قائمے بناوے یعنی خط مذکور ضلع مسطور کے کسی سمت کی طرف جھکتا ہوا نہو اور جس نقطہ پر ضلع شمالی کے وہ خط مفروض گذرتا ہوا معلوم ہوا اُسی کے مطابق خط مستقیم مثلاً اب تختہ کے ضلع شمالی سے جنوبی ضلع تک کھینچ دیا جاوے اور اس جگہ ایک عمود تختہ پر نقطہ ہ سے جو ضلع جنوبی مین خط مستقیم کے ملنے سے پیدا ہوا ہی قائم کرین اور فرض کرو کہ ضلع غربی تختہ کا شکل ذیل مین ا ہی تو اول روز مین سایہ اس عمود کا مغرب کی طرف ضلع ا کی طرف کو مائل ہوگا پھر دوپہر تک کم ہوتا اور شمال کی طرف کو ہٹتا رہیگا یہانتک کہ خط ب پر منطبق ہو جاوے اسطرح کہ اگر اُسکو شمال کی جانب بڑھاوین تو جس نقطہ پر قطب سے کنکر گرا ہوا فرض کیا تھا اُسپر پہونچ جاوے اور یہ سایہ اُسوقت ضلع شرقی اور مغربی تختہ کے موازی ہوتا ہی کسی کی طرف کو مائل نہین ہوتا ہی اور اُسوقت مین آفتاب منتہای بلندی پر ہوتا ہی پس جب سایہ خط ب سے شرق کی جانب کو جھکتا ہی تو آفتاب ڈھلجاتا ہی اور یہ بات ٹھیک ایسے وقت مین معلوم ہونے لگتی ہی جو زوال حقیقی سے قریب ہی ہوتا ہی پھر دوپہر کو جس جگہ سایہ ہو وہان خط ب پر ایک نشان کر دیا جاوے پس جب سایہ عمود کا اتنا ہو جاوے کہ عمود مذکور اور اُس زوال کے وقت کے سایہ کے برابر ہو یعنی سوا سایہ دوپہر کے ایک مثل ہو جاوے تو وقت عصر کا آجاتا ہی پس اسقدر زوال کے جاننے کے لیے معلوم کرنے کا مضائقہ نہین مترجم کہتا ہی کہ سہل طریق زوال کے دریافت کا دائرہ ہندی ہی جو اکثر کتب حنفیہ مین مذکور ہی اُسکی صورت یہ ہی کہ زمین کو ہموار کر کے خواہ تختہ کو چورس جما کر اُسپر ایک دائرہ پرکار سے کھینچین اور مرکز دائرہ مین ایک عمود قائم کرین جسکی لنبائی تختہ سے اوپر نصف قطر سے کچھ کم ہو صبح کو اُس عمود کا سایہ دائرہ کے باہر ہوگا اور کم ہوتے ہوتے دائرہ کے اندر آویگا جس جگہ سے اندر آنا شروع کرے وہان ایک نشان کر دیا جاوے پھر دوپہر کے بعد سایہ بڑھنے لگیگا یہانتک کہ دائرہ سے باہر ہو جاوے جس جگہ سے باہر ہو وہان بھی ایک نشان کر دیا جاوے اور جو چھوٹی قوس دائرہ کی ان دونون نشانون کے درمیان مین ہی اُسکو تنصیف کر کے نقطہ تنصیف سے ایک خط مرکز دائرہ مین ملا دیا جاوے پس جبکہ عمود کا سایہ اس خط پر منطبق ہو وہ وقت نصف النہار ہی اور جب شرق کی جانب کو اُس سے مائل ہو وہ وقت زوال ہی تیسرے عصر کے وقت کے

مغرب

شمال ب جاے زوال ہ کا ے عمود

جنوب

مشرق

نوافل وہ چار رکعتین عصر سے پیشتر ہین حضرت ابوہریرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہی کہ آپ نے فرمایا رحم اللہ عبداً صلی قبل العصر اربعاً پس اُنکا پڑھنا اس توقع سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مین داخل ہو جاوے مستحب ہو کیونکہ اس نظر سے کہ آپ کی دعا بیشک مقبول ہوگی اور آپ نے عصر سے پہلے کی رکعتون پر اتنی مواظبت نہین فرمائی جتنی ظہر سے پہلے کی دو رکعتون پر کی ہی چوتھی مغرب کے وقت کی سنتین اور وہ فرض کے بعد دو رکعتین ہین اُنمین روایت مختلف نہین ہوئی مگر دو رکعتین مغرب سے پیشتر اذان اور تکبیر کے درمیان جلد جلد پڑھ لینی چند صحابہ سے منقول ہین مثل ابی بن کعب اور عبادہ بن الصامت اور ابی ذر اور زید بن ثابت وغیرہم رضی اللہ عنہم چنانچہ حضرت عبادہ وغیرہم فرماتے ہین کہ جب موذن مغرب کی اذان دیتا تو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے ستونون کی طرف دو رکعتین پڑھنے کو جھپٹ جاتے اور بعض صحابہ فرماتے ہین کہ ہم مغرب سے پہلے دو رکعتین پڑھتے تھے یہانتک کہ نیا آنیوالا جانتا کہ ہم مغرب پڑھ چکے اور پوچھتا کہ کیا مغرب پڑھ چکے اور یہ رکعتین بھی اس حدیث شریف کے عموم مین داخل ہین

نکل اذان مین صلوٰۃ لمن شاء اور حضرت امام احمدؒ یہ دونون رکعتین پڑھا کرتے تھے لوگون نے جو انکو عیب لگایا تو چھوڑ دین پھر جو کسی نے اُنسے پوچھا تو فرمایا کہ مین نے لوگون کو پڑھتے نہ دیکھا اسلیے مین نے بھی چھوڑ دین اور فرمایا کہ اگر انکو آدمی اپنے گھر پر یا ایسی جگہ پڑھ لیا کرے کہ لوگ نہ دیکھین تو بہتر ہی۔ اور مغرب کے وقت آفتاب کے نظر سے غائب ہونے سے شروع ہوتا ہی اور آنکھ سے چھپنا زمین برابر پر معتبر ہی کہ گرد پہاڑ نہون اور اگر مغرب کی طرف پہاڑ ہون تو اتنا توقف کرنا چاہیے کہ شرق کی جانب سیاہی آتی ہوئی معلوم ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا اقبل اللیل من ہٰہنا وادبر النہار من ہٰہنا فقد افطر الصائم اور مستحب یہ ہی کہ مغرب کی نماز مین خصوصاً جلدی کیجاوے اور اگر تاخیر ہووے اور سرخی شفق کے غائب ہونے سے پیشتر پڑھ لیجاوے تب بھی ادا ہوگی مگر مکروہ ہی اور حضرت عمرؓ نے ایک بار نماز مغرب مین اتنی تاخیر کی کہ ایک ستارہ نکل آیا پس آپ نے اُسکے تدارک کو ایک بردہ آزاد کیا۔ اور حضرت ابن عمرؓ نے اتنی دیر کی کہ دو ستارے نکل آئے آپ نے دو بردے آزاد کیے پانچوین عشا کے نوافل اور وہ فرضون کے بعد چار رکعتین ہین حضرت عائشہؓ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد عشا کے چار رکعتین پڑھتے تھے پھر سو رہتے تھے۔ اور بعض علما نے سب احادیث سے یہ اختیار کیا ہی کہ نوافل کے شمار سترہ ہونے چاہیین جیسے فرضون کی تعداد ہی یعنی دو رکعتین فجر سے پیشتر اور چار ظہر سے پہلے اور دو اُسکے بعد اور چار عصر سے پہلے اور دو مغرب کے بعد اور تین عشا کے بعد اور وہ وتر ہین۔ اور جب نوافل کے باب مین جو حدیثین وارد ہین انکو معلوم کر چکے تو اب اُنکی شمار معین کرنے کے کیا معنے ہین کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ نماز ایک خیر ہی رکھی ہوئی پس جو کوئی چاہے زیادہ لے اور جو چاہے کم لے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک طالب ان نمازون مین سے اُسی قدر اختیار کرتا ہی جتنی رغبت اُسکو خیر مین ہوتی ہی اور ہمارے بیان مذکورۂ بالا سے معلوم ہو چکا کہ ان نوافل مین بعض موکد زیادہ ہین اور بعض کم تو موکد ترکا چھوڑ دینا بعید ہی خصوصاً اس صورت مین کہ فرضون کی تکمیل اُنسے ہوتی ہی تو جو کوئی نوافل بہت نہ پڑھیگا کیا عجب ہی کہ اُسکے فرض کسر دار رہ جاوین اور اُنکا نقصان بے تدارک رہے چھٹی وتر ہی حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشا کے بعد تین رکعتون کا وتر پڑھتے تھے اول مین سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری مین کافرون اور تیسری مین اخلاص پڑھا کرتے تھے۔ اور ایک حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد وتر کے دو رکعتین بیٹھکر پڑھتے تھے اور بعض روایت مین ہی کہ پالتی مار کر پڑھتے تھے اور بعض مین یہ ہی کہ جب اپنے بستر پر آتے تو اُسپر چار زانو ہو جاتے اور سونے سے پیشتر دو رکعتین پڑھتے اول مین اذا زلزلت اور دوسری مین سورۂ تکاثر اور ایک روایت مین سورۂ کافرون ہی اور وتر جدا بھی دو سلامون سے درست ہی اور ملا ہوا ایک سلام کے ساتھ بھی جائز ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت اور تین اور پانچ اور سات اور نو اور گیارہ سے وتر پڑھا ہی اور تیرہ رکعتون مین روایت تردد ہی اور ایک حدیث شاذ مین سترہ رکعتین ہین اور یہ سب رکعتین جنکو ہمنے وتر کہا ہی یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز شب یعنی تہجد تھا اور تہجد رات کو سنت موکدہ ہی اور عنقریب اُسکی فضیلت باب الاوراد مین آویگی۔ اور اسمین اختلاف ہی کہ وتر مین افضل کیا ہی پس بعضون نے یہ کہا ہی کہ ایک رکعت تنہا وتر افضل ہی اسلیے کہ صحیح ہوا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت سے وتر کرنے پر مواظبت کیا کرتے تھے اور بعض کہتے ہین کہ وتر ملے ہوے بہتر ہین تاکہ شبہہ خلاف کا نہ رہے خصوصاً امام کو ملانا ضرور ہی اسلیے کہ بعض اوقات اُسکا اقتدا ایسا شخص کرتا ہی جو ایک رکعت تنہا کو نماز نہین اعتقاد کرتا پس اگر ملا کر پڑھے تو سب کی نیت وتر کی کرلے اور ایک رکعت اگر عشا کے بعد کی دوگانہ کے بعد یا فرضون کے پیچھے پڑھے تو اُسی سے وتر کی نیت کرلے اور یہ نماز درست ہوگی اسلیے کہ وتر کی شرط یہ ہی کہ خود اپنی ذات سے طاق ہو اور دوسری نماز جو اُس سے پہلے ہوگئی ہو اُسکو طاق کردے تو جب فرضون کے بعد ایک رکعت پڑھی تو فرضون کو طاق کردیگی۔ اور اگر وتر قبل عشا کے ادا کریگا تو درست نہوگی یعنی جو فضیلت وتر کی حدیث مین آئی ہی کہ وتر سرخ اونٹون سے بہتر ہین اُسکا ثواب نہ ملیگا ورنہ ایک رکعت تو جسوقت مین پڑھیگا درست ہوگی اور عشا سے پہلے وتر کی رکعت صحیح نہونے کی یہ وجہ ہی کہ تمام خلق کے اجماع کے خلاف ہی اور دوسری یہ کہ اُس سے پہلے کوئی نماز نہین ہوئی کہ وہ اس وتر سے طاق ہو جاوے۔ اور جب وتر کی تین رکعتین جدا جدا دو سلامون سے پڑھنا چاہیے تو اول کے دوگانہ کی نیت مین تامل ہی اگر اُنسے نماز تہجد یا عشا کی سنتون کی کریگا تب تو وہ وتر نہ رہینگے اور اگر وتر کی نیت کریگا تو وہ خود وتر نہین بلکہ دو رکعت ہین اُسکے بعد کی ایک رکعت البتہ وتر ہی مگر ظاہر تر یہی ہی کہ جیسے تین ملی ہوئی رکعتون مین وتر کی نیت

کرے اسی طرح انہین بھی وتر ہی کی نیت کرے باقی رہی یہ بات کہ دوگانہ اول وتر نہین تو اسکی صورت یہ ہے کہ وتر کے دو معنی ہین ایک تو یہ کہ بذات خود طاق ہو دوسرے
یہ کہ اسلیے ہوا ہو کہ مابعد سے ملاکر طاق کر دیا جاوے اس صورت مین تینون رکعتین ملکر بھی وتر ہونگی اور دو رکعتین منجملہ تین کے بھی وتر ہونگی مگر انکا وتر ہونا تیسری
رکعت پر موقوف ہوگا اور چونکہ نمازی کا قصد مصمم یہی ہے کہ اس دوگانہ کو تیسری رکعت سے وتر کر دیگا تو اسکو جائز ہے کہ ان دونون کے لیے بھی وتر کی نیت کرے
اور تیسری رکعت خود بھی اپنی ذات سے وتر ہے اور دوسری کو بھی وتر کرتی ہے اور دوگانہ اول نہ خود وتر ہے نہ دوسرے کو وتر کرتا ہے مگر دوسرے سے ملکر البتہ وتر ہو جاتا
اور چاہیے کہ نماز شب کے آخر مین وتر ہو پس تہجد کے بعد ہونا چاہیے اور فضیلت وتر و تہجد کی اور ان دونون مین ترتیب کی کیفیت باب ترتیب الاوراد
مین عنقریب انشاء اللہ تعالی آویگی ساتوین نماز چاشت کہ اسپر مواظبت کرنی عمدہ اور افضل اعمال مین سے ہے اور شمار اسکی رکعتون کی زیادہ سے زیادہ
آٹھ رکعتین منقول ہین حضرت ام ہانی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بہن سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی آٹھ رکعتین پڑھین
اور انکو طول دیا اور اچھی طرح پڑھا اور یہ شمار اور کسی راوی نے نہین نقل کیا حضرت عائشہ رض نے ذکر فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز چاشت
چار رکعتین پڑھا کرتے تھے اور کبھی کچھ زیادہ بھی کر دیتے تھے تو حضرت عائشہ رض نے زیادتی کی حد نہین بیان کی اتنا معلوم ہوا کہ چار رکعتون پر آپ مواظبت
فرماتے تھے اس سے کم نہ کرتے تھے اور کبھی کچھ بڑھا بھی دیتے تھے۔ اور ایک حدیث مفرد مین مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز چاشت چھ
رکعتین پڑھتے تھے اور نماز چاشت کے باب مین حضرت علی رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز چھ رکعتین دو وقتون مین پڑھتے
تھے ایک جب آفتاب نکلکر اونچا ہوتا تو آپ کھڑے ہو کر دو رکعتین پڑھتے اور یہ نمازون کے دوسرے ورد کا شروع ہے جیسا کہ عنقریب مذکور ہوگا دوم جسوقت
آفتاب پھیلتا اور چہارم آسمان پر شرق کی جانب سے ہوتا اسوقت آپ چار رکعتین پڑھتے غرض کہ اول دوگانہ اسوقت تھا کہ آفتاب مقدار
نصف نیزہ کے اونچا ہوتا اور دوسری نماز پہر دن چڑھے مقابل عصر کی نماز کے ہوتی کہ عصر کا وقت پہر دن رہے ہوتا ہے اور ظہر دوپہر ڈھلے ہوتی ہے تو
چاشت اسوقت ہوئی کہ آفتاب کے نکلنے سے زوال تک کے وقت کو آدھا کر کے پڑھی جاوے جیسے زوال سے غروب تک کے وقت کو آدھا کر کے
پر عصر ہوتی ہے اور یہ وقت افضل ہے حاصل یہ کہ آفتاب کے اونچا ہونے سے زوال کے پیشتر تک چاشت کا وقت ہے آٹھوین مغرب و عشا کے درمیان کے
نوافل یہ بھی سنت موکدہ ہین اور انکی شمار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل مبارک سے چھ رکعتین منقول ہین اور اس نماز کا ثواب بہت بڑا ہے اور
سنے کہا ہے کہ تتجافی جنوبہم عن المضاجع سے یہی نماز مراد ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جو کوئی مغرب اور عشا کے درمیان
نماز پڑھے تو وہ نماز خدا کی طرف رجوع کرنے والون کی نماز ہے۔ اور فرمایا کہ جو شخص مغرب اور عشا کے درمیان مین اپنے نفس کو جماعت والی مسجد مین
روکے اور نماز اور قرآن کے سوا اور گفتگو نہ کرے تو اللہ تعالی پر حق ہے کہ اسکے لیے جنت مین دو محل بنادے کہ ہر محل کا فاصلہ انمین سے سو برس کا ہو
اور اسکے لیے ان دونون کے درمیان اتنے درخت لگاوے کہ اگر زمین کے باشندے انمین گھومین تو سب کی گنجایش ہو جاوے اور باقی فضل اس نماز کا
انشاء اللہ تعالی باب الاوراد مین عنقریب مذکور ہوگا دوسری قسم نوافل کی وہ ہے کہ ہفتے کے مکرر ہونے سے آتی جاتی ہین اور وہ ساتون روز کی
اور انکی راتون کی نمازین ہین ہر ایک روز و شب کی جدا جدا ہین اول دنون مین سے ہم یکشنبہ سے شروع کرتے ہین یکشنبہ حضرت ابو ہریرہ رض آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا جو کوئی یکشنبہ کے روز چار رکعتین پڑھے ہر رکعت مین الحمد اور آمن الرسول ایکبار پڑھے
اللہ تعالی اسکے لیے موافق شمار ہر نصرانی مرد اور نصرانی عورت کے حسنات لکھیگا اور اسکو ایک نبی ثواب عنایت کریگا اور ایک حج اور عمرہ انکے لیے
ارقام فرما دیگا اور ہر رکعت کے بدلے مین ہزار نمازون کا ثواب لکھیگا اور جنت مین اسکو ہر حرف کے عوض ایک شہر مشک خالص کا دیگا۔ اور حضرت
علی رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یکشنبہ کے روز نماز کی کثرت سے خدا تعالی کی توحید کرو کیونکہ وہ واحد لاشریک ہے پس جو کوئی
یکشنبہ کے روز ظہر کے فرض اور سنتون کے بعد چار رکعتین پڑھے اول مین الحمد اور الم سجدہ اور دوسری مین الحمد اور سورۂ ملک پڑھکر التحیات پڑھکر
سلام پھیرے پھر کھڑا ہو کر دو رکعتین اور پڑھے اور اول مین الحمد اور سورۂ جمعہ اور دوسری مین بھی یہی دونون سورتین پڑھے اور اللہ تعالی

ح بخاری و مسلم مگر انمین یہ نہین کہ انکو طول دیا اور اچھی طرح پڑھا اور یہ زیادتی منکر ہے
ح ۲ مسلم ۱۲
ح ۳ حاکم بروایت جابر ۱۲
ح ۴ ترمذی و نسائی ۱۲
ح ۵ طبرانی در اوسط بروایت عمار بن یاسر بسند ضعیف
آیت ۱۲ الکھی ہین انکی کروٹین انکے سونے کی جگہ سے ۱۲
ح ۶ ابن مبارک بروایت ابن منکدر مرسلاً ۱۲
ح ۷ ابو الولید صفار بروایت ابن عمر رض
ح ۸ ابو موسی مدینی در وظائف اللیالی والایام بروایت ابو ہریرہ رض بسند نہایت ضعیف ۱۲
ح ۹ ابو موسی مدینی بدون اسناد کے روایت کیا ہے ۱۲

سے اپنی حاجت مانگے تو اللہ تعالی پر اُسکی حاجت کا پورا کرنا لازم ہوگا دوشنبہ حضرت جابرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے
فرمایا جو شخص دوشنبہ کے روز آفتاب کے اونچا ہونے کے وقت دو رکعتین پڑھے ہر رکعت مین الحمد ایکبار اور آیۃ الکرسی ایکبار اور اخلاص اور معوذتین ایک ایک بار اور
جب سلام پھیرے دس بار استغفار اور دس بار درود پڑھے تو اللہ تعالی اُسکے سب گناہ بخش دے۔ اور حضرت انس بن مالکؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم سے راوی ہین کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی دوشنبہ کو بارہ رکعتین پڑھے ہر رکعت مین الحمد اور آیۃ الکرسی ایک ایک بار اور نماز سے فارغ ہوکر سورۂ اخلاص
اور استغفار بارہ بارہ مرتبہ پڑھے تو قیامت کے روز اُسکو پکارا جاویگا کہ فلان ابن فلان کہان ہے اُٹھے اور اپنا ثواب خدا تعالی سے لیوے پس اول ثواب
اُسکو یہ ہوگا کہ ہزار لباس بہشتی دیے جاوینگے اور تاج سر پر رکھا جاویگا اور حکم ہوگا کہ جنت مین داخل ہو پھر ہزار فرشتے اُسکے استقبال کو جدا جدا ہدیہ لیکر آوینگے
اور اُسکے ساتھ ساتھ رہینگے یہانتک کہ وہ ہزار نور کے محلون پر دورہ کرے جو چمکتے ہونگے سہ شنبہ یزید رقاشیؒ حضرت انسؓ سے راوی ہین اور وہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی سہ شنبہ کے روز دوپہر ہونے کے قریب اور بعض روایت مین ہے کہ آفتاب کے
اونچا ہونے کے وقت دس رکعتین اسطرح پڑھے کہ ہر رکعت مین الحمد اور آیۃ الکرسی ایک ایک بار اور اخلاص تین بار تو اسکے ذمہ ستر دن تک گناہ نہ لکھا جاویگا
پس اگر ستر دن کے درمیان مریگا تو شہید مریگا اور اُسکے ستر برس کے گناہ بخش دیے جاوینگے چارشنبہ ابو ادریس خولانی حضرت معاذ بن جبلؓ سے راوی
ہین کہ انھون نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص چارشنبہ کے روز دن چڑھے بارہ رکعتین پڑھے اور ہر رکعت مین الحمد اور
آیۃ الکرسی ایک ایک بار اور اخلاص تین بار اور معوذتین تین تین بار پڑھے تو اُسکو عرش کے پاس سے فرشتہ پکارتا ہے کہ اے اللہ کے بندے عمل پھر سے کر کہ
تیرے پہلے گناہ بخش دیے گئے اور اللہ تعالی اُسپر سے عذاب قبر اور اُسکا اندھیرا اور تنگی دور کریگا اور قیامت کی سختیان اُس سے اُٹھا لیگا اور اُسی دن
سے اُسکے لیے ایک پیغمبر کا عمل اوپر چڑھا کریگا پنجشنبہ حضرت عکرمہ حضرت ابن عباسؓ سے راوی ہین اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے
فرمایا جو شخص پنجشنبہ کے روز ظہر اور عصر کے درمیان مین دو رکعتین پڑھے اول مین الحمد ایکبار اور آیۃ الکرسی سو بار اور دوسری مین الحمد ایکبار اور اخلاص سو بار
اور سو بار درود پڑھے تو اللہ تعالی اُسکو ثواب اُس شخص کا عنایت فرماویگا جسنے رجب اور شعبان اور رمضان کے روزے رکھے ہون اور اُسکو خانہ کعبہ
کے حج کرنے والے کا سا ثواب ہوگا اور اللہ تعالی اُسکے لیے اُن لوگون کے شمار کے موافق جو اُسپر ایمان لائے ہین اور توکل کرتے ہین ثواب لکھیگا جمعہ
حضرت علیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہین کہ آپ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مین ایک نماز ہے جو بندۂ ایماندار آفتاب کے کامل نکل آنے اور
مقدار ایک نیزہ کے یا زیادہ اونچا ہونے پر کھڑا ہو اور وضو اچھی طرح پوری کرے اور نماز چاشت دو رکعتین ایمان اور طلب ثواب کی رو سے پڑھے تو اللہ
تعالی اُسکے لیے دو سو نیکیان لکھیگا اور دو سو خطائین مٹاویگا اور جو کوئی چار رکعتین پڑھے اللہ تعالی اُسکے چار سو درجے جنت مین اونچے کریگا اور
جو شخص آٹھ رکعتین پڑھے اُسکے آٹھ سو درجے جنت مین بلند کریگا اور اُسکے سب گناہ بخشدیگا اور جو کوئی بارہ رکعتین پڑھے اُسکے لیے بارہ سو نیکیان
تحریر فرماویگا اور بارہ سو برائیان اُسکے نامۂ اعمال سے دور کریگا اور جنت مین بارہ سو درجے اوپر چڑھاویگا۔ اور نافعؒ حضرت ابن عمرؓ سے راوی ہین اور وہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے روز مسجد جامع مین داخل ہو اور چار رکعتین دوگانہ جمعہ سے
پیشتر پڑھے اور ہر رکعت مین الحمد اور پچاس بار اخلاص پڑھے وہ جب مریگا کہ اپنا ٹھکانا جنت مین سے دیکھ لیگا یا اُسکو دکھلا دیا جاویگا شنبہ حضرت
ابو ہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہین کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی شنبہ کے روز چار رکعتین پڑھے ہر رکعت مین ایکبار الحمد اور تین بار سورۂ
کافرون پڑھے اور نماز سے فارغ ہوکر آیۃ الکرسی پڑھے تو اللہ تعالی اُسکے ہر ایک حرف کے بدلہ مین ایک حج اور عمرہ کا ثواب لکھیگا اور ہر ایک حرف
کے بدلہ مین ایک برس کے دنون کے روزہ دن اور راتون کی شب بیداری کا ثواب عنایت فرماویگا اور ہر ایک حرف کے عوض مین ایک
شہید کا ثواب دیگا اور پیغمبرون اور شہیدون کے ساتھ عرش کے سایہ تلے رہیگا اب راتون کا حال سُننا چاہیے اتوار کی رات
حضرت انسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہین آپ نے فرمایا کہ جو شخص اتوار کی رات مین بیس رکعتین پڑھے ہر رکعت مین الحمد

اور پچاس بار اخلاص اور معوذتین ایک ایک بار پڑھے اور سو بار استغفار پڑھے اور اپنے لیے اور اپنے ماباپ کے لیے سو دفعہ دعاے مغفرت کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سو بار درود بھیجے اور اپنی قوت وطاقت سے علیحدہ ہوکر خداے تعالیٰ کی قوت وطاقت کی طرف التجا کرے پھر کہے اشہدان لاالہ الااللہ واشہدان ادم صفوۃ اللہ وفطرتہ وابراہیم خلیل اللہ وموسی کلیم اللہ وعیسی روح اللہ ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم حبیب اللہ تو اُسکو موافق شمار اُن لوگون کے جو خداے تعالیٰ کے لیے اولاد کے قائل ہین اور جو اُسکے لیے اولاد کے قائل نہین ثواب ملیگا اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اُسکو امن والون کے ساتھ اُٹھاویگا اور اللہ تعالیٰ پر لازم ہوگا کہ اُسکو جنت مین پیغیبرون کے ساتھ داخل کرے **پیر کی رات** اعمش حضرت انسؓ سے راوی ہین کہ اُنھون نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو[ا] کہ جو شخص پیر کی رات کو چار رکعتین پڑھے اول مین الحمد اور دس بار اخلاص دوم مین الحمد اور بیس بار اخلاص سوم مین الحمد اور تیس بار اخلاص چہارم مین الحمد اور چالیس بار اخلاص پڑھے پھر سلام پھیر کر پچھتر بار اخلاص پڑھے اور اپنے لیے اور ماباپ کے لیے پچھتر بار دعاے مغفرت کرے پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگے تو اللہ تعالیٰ پر ٹھہرا ہوا ہی کہ اُسکو جو مانگے وہ دیوے اور اس نماز کو نماز حاجت کہتے ہین **منگل کی رات** مین دو رکعتین پڑھے ہر رکعت مین الحمد اور اخلاص اور معوذتین پندرہ بار اور سلام کے بعد آیۃ الکرسی پندرہ بار اور استغفار پندرہ بار حضرت عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہین کہ جو شخص[٢] منگل کی رات مین دو رکعتین پڑھے ہر ایک مین ایکبار الحمد اور انا انزلنا اور قل ہو اللہ احد سات سات بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اُسکی گردن دوزخ سے آزاد کرے اور قیامت کے روز جنت کی طرف اُسکا راہبر اور لیجانے والا ہو **بدھ کی رات** حضرت فاطمہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہین کہ آپ نے فرمایا[٣] جو شخص بدھ کی رات مین چھ رکعتین تین سلامون سے ادا کرے اور ہر رکعت مین الحمد کے بعد قل اللھم مالک الملک سے دو آیتون تک پڑھے اور جب نماز سے فارغ ہو تو ستر بار کہے جزی اللہ محمداً عنا ما ہو اہلہ یعنی بدلہ دیوے اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف سے وہ بدلہ جو اُسکی شان کے لائق ہو تو اللہ تعالیٰ اُسکے ستر برس کے گناہ بخشدیگا اور اُسکے لیے دوزخ سے بری ہونا لکھدیگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی مروی[٤] ہی کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی بدھ کی رات مین دو رکعتین پڑھے اول مین الحمد اور دس بار قل اعوذ برب الفلق اور دوسری مین الحمد کے بعد دس بار قل اعوذ برب الناس پھر سلام پھیر کر دس بار استغفار اور دس بار درود شریف پڑھے تو ہر آسمان سے ستر ہزار فرشتے اُترین اور اُسکے ثواب کو قیامت تک لکھین **جمعرات کی رات** حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[٥] جو کوئی جمعرات کی رات مین مغرب اور عشا کے درمیان دو رکعتین پڑھے ہر رکعت مین الحمد اور پانچ بار آیۃ الکرسی اور پانچ بار اخلاص اور پانچ بار معوذتین اور نماز سے فارغ ہوکر پندرہ بار استغفار پڑھکر اُسکا ثواب اپنے ماباپ کو بخشدے تو جو حق ماباپ کا اُسکے ذمہ تھا وہ اُسنے ادا کیا اگرچہ اُنکی نافرمانی کرتا ہو اور اللہ تعالیٰ اُسکو وہ چیز عنایت کریگا جو صدیقون اور شہیدون کو دیویگا **جمعہ کی رات** حضرت جابرؓ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[٦] ہی کہ جو کوئی جمعہ کی رات مین مغرب اور عشا کے درمیان بارہ رکعتین ادا کرے ہر رکعت مین الحمد ایکبار اور اخلاص گیارہ بار پڑھے تو گویا اُسنے خداے تعالیٰ کی عبادت بارہ برس اسطرح کی کہ دن کو روزہ رکھا اور رات کو شب بیداری کی اور حضرت انسؓ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[٧] کہ جو کوئی جمعہ کی رات مین نماز عشا جماعت سے پڑھے اور دونون سنتین پڑھے اور بعد فرضون اور سنتون کے دس رکعتین پڑھے کہ ہر ایک مین الحمد اور قل ہو اللہ اور معوذتین ایک ایک بار پڑھکر پھر تین رکعتین وتر کی پڑھے اور اپنی دہنی کروٹ پر قبلہ رخ سو رہے تو گویا ساری شب قدر کی شب بیداری کی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[٨] کہ روشن رات اور منور روز مین مجھپر درود زیادہ پڑھا کرو یعنی جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن مین **ہفتہ کی رات** حضرت انسؓ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[٩] کہ جو کوئی ہفتہ کی رات مین مغرب اور عشا کے درمیان بارہ رکعتین پڑھے تو اُسکے لیے ایک محل جنت مین بنایا جاوے اور گویا کہ ہر ایک مومن مرد اور عورت پر خیرات کرے اور یہودی ہونے سے بری ہو اور اللہ تعالیٰ پر حق ہی کہ اُسکو

[١] ح اسکی سند حدیث بالا کی طرح ہی ۱۲ [٢] ح ابوموسی مدنی نے بروایت ابن مسعود روایت کیا ہی اور یہ حدیث منکر ہی ۱۲ [٣] ح ابوموسی مدنی بسند ضعیف ۱۲ [٤] ح مثل حدیث بالا ۱۲ [٥] ح ابوموسی مدنی و ابومنصور دیلمی در مسند فردوس بسند ضعیف اور یہ حدیث منکر ہی ۱۲ [٦] ح یہ حدیث بے اصل ہی ۱۲ [٧] ح ابومنصور در مسند فردوس بروایت ابن عباس اور یہ حدیث منکر ہی ۱۲ [٨] ح طبرانی در اوسط بروایت ابی ہریرہ باسناد ... [٩] ح ابوموسی مدنی ... حدیث منکر ہی ۱۲

بخشدے تیسری قسم وہ نوافل جو سال کے دوبارہ ہونے سے مکرر ہوتے ہین اور وہ چار ہین عیدین کی نماز اور تراویح اور نماز رجب اور نماز شعبان
اول عیدین کی نماز یہ نماز سنت موکدہ ہی اور دین کا ایک شعار ہی اسمین سات باتون کی رعایت کرنی چاہیے اول تکبیر تین بار انتظام کے ساتھ
یعنے یہ کہنا اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون یہ تکبیر عید فطر
کی رات سے شروع کرے اور جب تک کہ نماز عید کی شروع ہو اُسوقت تک اُسکا وقت ہی اور عید اضحیٰ مین تکبیر عرفہ کے دن کی فجر سے شروع ہوتی ہی
اور تیرھوین تاریخ کی شام تک رہتی ہی اسمین اختلاف بھی ہی مگر قول کامل تر یہی ہی اور تکبیر فرض نمازون اور نوافل کے بعد کہنی چاہیے اور فرضون کے بعد
موکد زیادہ ہی دوسری یہ کہ جب روز عید کی صبح ہو تو نہاوے اور زینت کرے اور خوشبو لگاوے جیسے جمعہ مین ہمنے ذکر کیا ہی اور مردون کے لیے چادر اور
عمامہ افضل ہی اور چاہیے کہ لڑکے ریشمی کپڑے سے اور بوڑھی عورتین نکلنے کے وقت بناو سنگار سے احتراز کرین - تیسری یہ کہ ایک راہ سے عیدگاہ کو
جاوے اور دوسری سے واپس آوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہی - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جوان عورتون اور پردہ والیون
کو بھی عید مین نکلنے کی اجازت دیتے تھے - چوتھی یہ کہ مستحب یہ ہی عید کے لیے جنگل مین جانا مگر مکہ معظمہ اور بیت المقدس مین مسجد مین نماز پڑھنی چاہیے
اور اگر مینھ برستا ہو تو مسجد مین نماز پڑھ لینے کا مضائقہ نہین - اور اگر بادل مینھ آسمان مین نہو تو امام کو جائز ہی کہ کسی شخص کو اجازت دیدے کہ ضعیف اور
ناتوانون کو کسی مسجد مین نماز پڑھاوے اور خود مع قوی لوگون کے باہر جاوے اور سب تکبیر کہتے نکلین - پانچوین یہ کہ وقت کی رعایت کیجاوے
عید کی نماز کا وقت آفتاب کے نکلنے سے زوال تک ہی اور قربانی کرنے کا وقت دسوین تاریخ کو اتنے دن چڑھے سے شروع ہوتا ہی کہ دو رکعتین اور
دو خطبے اُس عرصہ مین ہو جاوین اور اُسوقت سے تیرھوین کے آخر تک رہتا ہی - اور عید اضحیٰ کی نماز کو جلد پڑھنا مستحب ہی کہ بعد نماز قربانی کرنی
ہوتی ہی اور عید فطر کی نماز مین دیر کرنی مستحب ہی کہ نماز سے پیشتر صدقہ فطر تقسیم کرنا پڑتا ہی اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق ہی[۲] چھٹی نماز کی
کیفیت مین یہ ملحوظ رہے کہ لوگ راہ مین تکبیر گویان عیدگاہ کو جاوین اور جب امام وہان پہنچے تو بیٹھے نہین اور نہ نفل پڑھے دوسرے لوگون کو
نفل جائز ہی پھر ایک پکارنے والا بلند آواز سے کہے الصلوۃ جامعۃ پھر امام دو رکعتین پڑھے پہلی رکعت مین تکبیر تحریمہ اور رکوع کے سوا سات بار
اللہ اکبر کہے اور ہر دو تکبیرون کے بیچ مین کہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اور شروع کی تکبیر تحریمہ کی وجہت وجھی للذی فطر السموات
والارض الخ کہ لے مگر اعوذ باللہ کو ساتون تکبیرون زائد کے بعد پر چھوڑے اور پہلی رکعت مین سورہ ق الحمد کے بعد پڑھے اور دوسری مین اقتربت الساعۃ
اور دوسری رکعت مین زائد تکبیرین پانچ ہین سوائے تکبیر قیام اور رکوع کے اور ہر دو تکبیرون مین وہی الفاظ کہے جو پہلی رکعت مین کہے تھے پھر دو
خطبے پڑھے جنکے درمیان مین جلسہ ہو اور جس شخص سے نماز عید کی فوت ہو جاوے وہ قضا پڑھ لے - ساتوین یہ کہ قربانی مینڈھے کی کرے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ایک مینڈھا ذبح کیا اور فرمایا بسم اللہ واللہ اکبر ہذا عنی وعن من لم یضح من امتی اور ایک حدیث مین ارشاد ہی کہ جو شخص
ماہ ذیحجہ کا چاند دیکھے اور اُسکا ارادہ قربانی کرنے کا ہو تو اپنے بال اور ناخن مین سے کچھ نہ ترشواوے - ابو ایوب انصاریؓ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین آدمی اپنے گھر بھر کی طرف سے ایک بکری قربانی کر لیتا اور وہ سب کھاتے اور کھلا دیتے اور جائز ہی کہ قربانی مین سے تین
دن کے بعد اور اُس سے زیادہ کھاوے پہلے اس سے نہی ہو گئی تھی پھر اجازت ہو گئی - اور سفیان ثوریؒ نے فرمایا ہی کہ عید فطر کے بعد بارہ رکعتین اور عید اضحیٰ
کے بعد چھ رکعتین پڑھنی مستحب ہین اور فرمایا کہ یہ عمل مسنون ہی دوسری تراویح اور وہ بیس رکعتین ہین اور اُنکی کیفیت مشہور ہی اور وہ بھی سنت
موکدہ ہین گو عیدین کی نماز سے کم ہین - اور علما کو اختلاف ہی کہ تراویح جماعت سے پڑھنی افضل ہین یا تنہا پڑھنی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین
دو یا تین راتین جماعت کے واسطے نکلے تھے پھر نہ نکلے اور فرمایا کہ مجھکو خوف ہی کہ تم پر واجب نہو جاوین اور حضرت عمرؓ نے آدمیون کو تراویح مین جماعت

اور اللہ بہت بڑا ہی اور ... طرف ... من اللہ کے نام سے ... ح ترمذی ... ابن حبان ... ومسلم بروایت ام سلمہ ... بروایت ابو ہریرہ ح بخاری ... ابن ماجہ ۱۲ ...

... ومسلم بروایت ... غریب اور منقطع ... ۱۲ ح مسلم بروایت ام سلمہ ۱۲ ح ترمذی و ابن ماجہ ۱۲ ع اُسکے منسوخ ہونیکی اصل مجھکو نہین ملی ... ۱۲ ح بخاری ومسلم بروایت عائشہ رض ۱۲

بر اکٹھا کر دیا اسوجہ سے کہ باعث موقوف ہو جانے وحی کے واجب ہونے کا خوف نہین رہا تھا پس بعض لوگ اسی حضرت عمرؓ کے فعل کی وجہ سے کہتے ہین کہ جماعت افضل ہے اور یہ بھی وجہ ہے کہ اجتماع مین برکت ہے اور فرضون کی جماعت سے جماعت مین ثواب کا ہونا پایا جاتا ہے علاوہ اسکے تنہائی مین کبھی کاہلی بھی ہو جاتی ہے اور جمعیت کے دیکھنے سے طبیعت کو سرور ہوتا ہے۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ تنہا پڑھنا افضل ہے اسلیے کہ عیدین کی طرح یہ نماز دین کا شعار نہین ہے تو اسکو نماز چاشت اور تحیۃ المسجد مین ملانا بہتر ہے اور انمین جماعت مشروع نہین ہوئی بلکہ عادت یون ہے کہ اگر مسجد مین بہت سے آدمی ایک ساتھ داخل ہون وہ بھی تحیۃ المسجد جماعت سے نہین پڑھتے اور ایک وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے[۱] کہ نفل نماز کو گھر مین پڑھنا بہ نسبت مسجد مین پڑھنے کے اتنا زیادہ ہے جیسے فرض نماز کو مسجد مین پڑھنا بہ نسبت گھر پر پڑھ لینے کے زیادہ ہے۔ اور مروی ہے[۲] کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اس مسجد مین ایک نماز اسکے سوا دوسری مسجدون مین کی سو نمازون سے افضل ہے اور مسجد حرام کی ایک نماز میری مسجد کی ہزار نمازون سے بہتر ہے اور ان سب سے افضل اُس شخص کی نماز ہے کہ اپنے گھر کے کونے مین دو رکعتین پڑھے اور انکو سوائے خدا تعالیٰ کے اور کوئی نہ جانے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ نمود اور بناوٹ اکثر آدمی پر مجمع ہی مین آتی ہے اور تنہائی مین اس سے مامون رہتا ہے غرض کہ انکا قول تنہائی کی فضیلت مین یہ ہے جو مذکور ہوا مگر مختار یہ ہے کہ جماعت افضل ہے جیسے حضرت عمرؓ نے تجویز فرمائی اسلیے کہ بعض نوافل مین جماعت مشروع ہے اور تراویح ایک ایسا شعار ہے کہ اُسکا ظاہر ہونا بھی مناسب ہے اور جماعت مین ریا کی طرف اور تنہائی مین کسل کی طرف التفات کرنا اس بات سے عدول کرنا ہے جو اجماع کی فضیلت مین بحیثیت جماعت نظر کرنے سے مقصود ہے اور گویا کہ اسکا قائل یہ کہتا ہے کہ نماز کا پڑھنا کسل کے مارے اسکے چھوڑ دینے سے بہتر ہے اور اخلاص ریا کی نسبت کر بہتر ہے تو اب ہم فرض کرتے ہین کہ ایک شخص اپنے نفس پر اعتماد رکھتا ہے کہ کسل تنہائی کی صورت مین نہ کریگا اور اگر جماعت مین حاضر ہو تو ریا نہ کریگا پس اسکے لیے کونسی بات بہتر ہے جماعت کی برکت تو جماعت مین ہے اور قوت اخلاص کی زیادتی اور حضور دل تنہائی مین ہے اس صورت مین ایک بات کہ دوسری پر ترجیح دینے مین تردد ہی رہیگا۔ اور نماز وتر مین ماہ رمضان کے نصف اخیر مین قنوت پڑھنا مستحب ہے **رجب کی نماز** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باسناد[۳] مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی رجب کے اول پنجشنبہ کو روزہ رکھے پھر مغرب اور عشا کے درمیان بارہ رکعتین دو دو رکعتین ایک سلام سے جدا کر کے پڑھے ہر رکعت مین الحمد ایکبار اور سورۂ قدر تین بار اور اخلاص بارہ مرتبے اور جب نماز سے فارغ ہو تو مجھ پر ستر بار اسطرح درود بھیجے اللھم صل علی محمد ن النبی الامی و علی الہ پھر سجدہ کرے اور اپنے سجدہ مین کہے سبوح قدوس رب الملئکۃ والروح ستر بار پھر اپنا سر اُٹھائے اور ستر بار کہے رب اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم انک انت العلی الاعظم پھر دوسرا سجدہ کرے اور جیسا پہلے سجدہ مین کہا تھا ویسا ہی کہے پھر سجدہ ہی مین اپنی حاجت مانگے تو وہ حاجت پوری کیجاویگی اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی یہ نماز پڑھیگا اللہ تعالیٰ اسکے سب گناہ بخشدیگا اگرچہ سمندر کی جھاگ اور ریت کے شمار اور پہاڑون کے وزن اور درختون کے پتون کے برابر ہون اور قیامت کے دن اپنے خاندان کے سات سو آدمیون کی شفاعت کریگا جو مستحق دوزخ کے ہونگے غرض کہ یہ نماز مستحب ہے اور ہمنے اُسکو تیسری قسم مین اسلیے بیان کیا کہ سال کے مکرر ہونے سے مکرر ہوتی ہے اور ہر چند یہ نماز تراویح اور نماز عید کے درجے کو نہین پہونچتی اسلیے کہ اُسکو آحاد نے نقل کیا ہے مگر مین نے قدس والون کو دیکھا ہے کہ سب اُسپر مداومت کرتے ہین اور اُسکا چھوڑنا گوارا نہین کرتے اسی لیے ہمکو بھی اسکا بیان کرنا اچھا معلوم ہوا **شعبان کی نماز** ماہ شعبان کی پندرھوین شب کو سو رکعتین ایک ایک سلام مین دو دو پڑھے اور ہر رکعت مین الحمد کے بعد گیارہ بار اخلاص پڑھے اور اگر چاہے تو دس رکعتین ہر رکعت مین الحمد کے بعد سو بار سورۂ اخلاص پڑھے یہ نماز بھی اور نمازون کے ضمن مین مروی ہے سلف کے اکابر اسکو پڑھا کرتے تھے اور اسکو صلوٰۃ خیر کہتے تھے اور اسکے لیے جمع ہوا کرتے تھے اور کبھی جماعت سے بھی پڑھتے تھے اور حضرت حسن بصریؒ راوی ہین کہ مجھسے تیس صحابہؓ نے حدیث بیان کی کہ جو شخص اس نماز کو اس رات مین پڑھیگا اللہ تعالیٰ اسکی طرف ستر بار نگاہ فرماویگا اور ہر دفعہ کی نگاہ مین

[۱] ح ابن ابی شیبہ از ضمرۃ بن حبیب بروایت بعض صحابہ
[۲] ح ابو الشیخ در ثواب بروایت انس
[۳] ح رزین نے اپنی کتاب مین اسکو روایت کیا ہے مگر یہ حدیث موضوع ہے [illegible]
[illegible] ابن ماجہ نے بروایت علی [illegible] رجب [illegible] نیمہ شعبان کی شب کو جاگو اور تراویح کو جاگو اور دن کو روزہ رکھو اور اسکی سند ضعیف ہے ۱۲

ستر حاجتین اُسکی پوری کریگا اُن مین سے ادنی مغفرت ہی **چوتھی قسم** نوافل کے وہ ہین کہ عارضی اسباب سے متعلق ہون اور وقتون سے وابستہ نہون اور وہ نو نمازین ہین مثل نماز خسوف اور کسوف اور مینھ کے لیے اور تحیۃ المسجد اور دوگانہ وضو اور اذان و تکبیر کے درمیان کا دوگانہ اور گھر سے نکلتے وقت اور اسمین آنے کے وقت کا دوگانہ اور اسی جیسی اور نمازین اور ہم اُن مین سے وہ لکھتے ہین جو ہمکو اسوقت یاد ہین **اول گہن کی نماز** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان الشمس والقمر آیتان من آیات اللہ لا ینخسفان لموت احد ولا لحیاتہ فاذا رائتم ذالک فافزعوا الی ذکر اللہ والصلوۃ یہ آپ نے اُسوقت فرمایا تھا کہ آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات ہوگئی تھی اور گہن سورج کو لگا تو لوگون نے کہا کہ اُنکی موت کی وجہ سے سورج کو گہن ہوا ہی۔ اور اس نماز کی کیفیت یہ ہی کہ جب سورج کو گہن لگے خواہ ایسے وقت مین ہو جسمین نماز مکروہ ہی خواہ جسمین مکروہ نہو تو آواز دیجاوے کہ الصلوۃ جامعۃ اور امام لوگون کو مسجد مین دوگانہ پڑھاوے اور ہر رکعت مین دو رکوع کرے کہ اول کا رکوع بڑا ہو اور دوسرا چھوٹا اور قرارت پکار کر نہ پڑھے پس پہلی رکعت کے اول قیام مین الحمد اور سورۂ بقر پڑھے اور رکوع اول کے بعد دوسرے قیام مین الحمد اور آل عمران پڑھے اور دوسری رکعت کے اول قیام مین الحمد اور سورۂ نسا اور دوسرے قیام مین فاتحہ اور مائدہ پڑھے یا قرآن مین سے جہان سے چاہے اتنا ہی پڑھے اور اگر ہر قیام مین سورۂ فاتحہ ہی پر اکتفا کرے تو کافی ہی اور اگر سورتون مین سے چھوٹی سورتون پر اکتفا کرے تو مضائقہ نہین اور طول کرنے سے نماز مین یہ مقصود ہی کہ اتنا بڑھاوے کہ آفتاب گہن سے صاف ہو جاوے اور اول رکوع مین بقدر سو آیتون کے تسبیح کرے اور دوسری مین اسی آیتون کے برابر اور تیسری مین ستر کی مقدار اور چوتھی مین پچاس کے موافق اور چاہیے کہ سجدہ مطابق رکوع کے ہو جیسے جس رکعت مین رکوع ہون ویسے ہی سجدے ہون پھر نماز کے بعد دو خطبے پڑھے اور اُنکے درمیان مین بیٹھے اور دونون خطبون مین لوگون کو صدقہ دینے اور آزاد کرنے اور توبہ کرنے کا حکم کرے اور یہی صورت چاند گہن مین کرے مگر اسمین قرارت پکار کر پڑھے کہ اُسکی نماز رات کو ہوگی اور اُسکا وقت شروع چاند گہن سے اُسکے صاف ہونے تک ہی اور سورج گہن کی نماز کا وقت اسطرح بھی جاتا رہتا ہی کہ سورج گہن لگا ہوا ڈوب جاوے اور اگر چاند کو گہن لگا ہوا ہو اور آفتاب نکل آوے تو اُسکا وقت جاتا رہیگا اسلیے کہ رات کا غلبہ جاتا رہا اور اگر چاند گہن کی حالت مین غروب ہو جاوے تو وقت نہ جاویگا کیونکہ تمام رات قمر کی سلطنت ہی اور اگر چاند یا سورج نماز کے اندر ہی بالکل صاف ہو جاوے تو نماز کو مختصر کر کے پورا کر لیا جاوے اور جو شخص کہ گہن کی نماز کا دوسرا رکوع امام کے ساتھ پاوے اُس سے وہ رکعت فوت ہوگئی اس لیے کہ اصل اول رکوع ہی اگر وہ ملتا تو رکعت ملتی **دوسری مینھ کے طلب کی نماز** ہی جسوقت نہرون کا پانی اندر کو چلا جاوے اور مینھ برسنا موقوف ہو جاوے اور نالیان سوکھ جاوین تو امام کو مستحب ہی کہ اول لوگون سے کہے کہ تین دن روزے رکھین اور مقدور کے موافق خیرات کرین اور جسکے ذمہ پر لوگون کے حق ہون اُنکو ادا کرین اور گناہون سے توبہ کرین پھر چوتھے روز اُنکو لیکر مع بوڑھیون اور لڑکون کے نہائے دھوئے نکلے اور کپڑے پُرانے پھٹے جنسے فروتنی معلوم ہو پہنین اور انکسار کے ساتھ جاوین بخلاف عید کے کہ اسمین یہ باتین نہین ہین۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ چارپایون کا نکالنا بھی مستحب ہی کہ پانی مین وہ بھی غرض کے شریک ہین علاوہ ازین حدیث شریف مین بھی وارد ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لولا صبیان رضع ومشایخ رکع وبہائم رتع لصب علیکم العذاب صبا اور اگر جزیہ دینے والے بھی ایسے نکلین کہ اُنمین اور مسلمانون مین تمیز رہے تو اُنکو منع نہ کیا جاوے جب وسیع میدان

---

۱ سورج اور چاند دو نشانیان ہین خدا کی نشانیون مین سے اُنکو گہن کسی کے مرنے اور جینے سے نہین لگتا جب تم گہن دیکھو تو خداے تعالی کے ذکر اور نماز کی طرف دوڑو ۱۲ بخاری و مسلم بروایت مغیرہ بن شعبہ ۲۷

۲ اگر دودھ پیتے بچے اور رکوع کرنے والے بوڑھے اور چرنے والے چوپائے نہ ہوتے تو تم پر عذاب ڈالا جاتا ۱۲ ابن ماجہ بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور اُنکو ضعیف کہا ہی ۱۲

ہین جمع ہوچکین تو الصلوٰۃ جامعۃ پکارا جاوے اور امام انکو دو رکعتین نماز عید کی طرح بدون تکبیر زائد کے پڑھاوے پھر دو خطبے پڑھے
اور دونون کے درمیان تھوڑا سا جلسہ کرے اور اکثر مضمون دونون خطبون کا استغفار ہونا چاہیے اور دوسرے خطبے کے درمیان مین
امام لوگون کی طرف پشت پھیر کر روبقبلہ ہوجاوے اور اپنی چادر کو اسطرح بدلے کہ نیچے کی اوپر ہوجاوے اور داہنی طرف کی بائین طرف
آجاوے اور لوگ بھی اپنی چادرین اسی طرح پلٹ لین اور اُسوقت مین آہستہ دعا مانگین اور چادر پلٹنے مین ایک فال نیک ہی کہ اسی طرح
حال قحط اور خشکی کا بدلجاوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہی[۱] پھر امام لوگون کی طرف مُنھ پھیر کر خطبہ کو ختم کرے اور چادرین
اپنی پلٹی ہوئی بدستور رہنے دین یہانتک کہ جب کپڑے اُتارین تب انکو بھی اُتارین اور دعا اسطرح مانگین الٰہی تو نے ہمکو دعا مانگنے کا حکم کیا
اور دعا کے قبول کرنے کا وعدہ فرمایا پس تیرے حکم کے بموجب ہی ہم مانگتے ہین تو اپنے وعدہ کے مطابق قبول فرما الٰہی جو گناہ ہمنے کیے
ہون اُنکی مغفرت سے ہمپر احسان کر اور مینھ کے لیے اور ہمارے رزق کے زیادہ ہونے کے باب مین ہماری دعا قبول کر کے ممنون فرما۔
اور باہر نکلنے سے پیشتر تین دن کے اندر اگر نمازون کے بعد دعا مانگین تو کچھ مضائقہ نہین۔ اور اس دعا کے لیے چند آداب اور شروط باطنی
مثل توبہ اور حق والون کی حق رسانی وغیرہ کے ہین جو عنقریب باب الدعوات مین مذکور ہونگے **تیسری نماز جنازہ** اسکی کیفیت مشہور ہی
اور زیادہ تر جامع دعاے ماثور اس نماز مین وہ ہی جسکو روایت صحیح مین عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہی فرمایا کہ مین نے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک جنازہ پر نماز پڑھی مین نے آپ کی دعا یاد کر لی کہ یہ فرماتے تھے[۲] اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم نزلہ
ووسع مدخلہ واغسلہ بالماء والثلج والبرد ونقہ من الخطایا کما نقیت الثوب الابیض من الدنس وابدلہ دارا خیرا من دارہ واھلا خیرا من اھلہ وزوجا
خیرا من زوجہ وادخلہ الجنۃ واعذہ من عذاب القبر ومن عذاب النار حضرت عوف کہتے ہین کہ مین نے یہ تمنا کی کہ کاش یہ مردہ مین ہوتا کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا میرے واسطے ہوتی۔ اور جو شخص دوسری تکبیر پاوے تو چاہیے کہ نماز کی رکعتون کی سی ترتیب لحاظ رکھے
یعنے باقی تکبیرین امام کے ساتھ کہتا جاوے اور جب امام سلام پھیر لے تو جو تکبیر اس سے رہ گئی تھی اُسکو ادا کرے جیسے مسبوق رکعت کو پیچھے پڑھتا ہی
اور اگر ان تکبیرات مین سبقت کر جاوے تو پھر امام کی اقتدا سے کیا غرض ہوئی اس نماز کے ارکان ظاہری تو تکبیرین ہی ہین اور مناسب یہی ہی
کہ جیسے اور نمازون مین رکعتین ہوتی ہین اس نماز مین اُنکا قائم مقام تکبیرین ہون یہ میرے نزدیک معقول تر معلوم ہوتا ہی گو اور بھی احتمال رکھتا ہی
اور جنازہ کی نماز کے ثواب مین اور اُسکے ساتھ جانے کی فضیلت مین جو حدیثین وارد ہین وہ مشہور ہین پس اُنکے نقل کرنے مین ہم طول نہین
دیتے۔ اور اُسکا ثواب زیادہ کیون نہوگا کہ یہ نماز تو فرض کفایہ ہی نفل اُسی شخص کے حق مین ہوتی ہی جسپر دوسرے شخص کے موجود ہونے سے
معین نہین ہوجاتی اور نمازی کو اس سے ثواب فرض کفایہ کا ہی ملتا ہی گو اسپر معین نہوئی ہو کیونکہ سب نمازیون نے ایک امر فرض کی بجا آوری
کی اور دوسرے شخصون سے تنگی کو دور کیا تو یہ نفل کی طرح نہین کہ جسکے پڑھنے سے کسی کے ذمہ سے فرض دُور نہو۔ اور جنازے کی نماز مین
جماعت کی کثرت مستحب ہی کہ بہت لوگون کے باعث ہمت اور دعا کی کثرت ہوگی اور اُن مین کوئی مستجاب الدعوات بھی ہوگا چنانچہ
کریب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ آپکا ایک لڑکا گذر گیا آپ نے فرمایا کہ کریب دیکھ کہ آدمی اُسکے واسطے کتنے اکٹھے ہوے
ہین مین نے نکلکر دیکھا تو بہت تھے مین نے عرض کیا کہ بہت ہین فرمایا کہ چالیس ہین مین نے عرض کیا کہ ہین فرمایا کہ اب جنازہ نکالو

ح ۱. بروایت جملہ [illegible] بخاری ومسلم ۱۲

ح ۲- الٰہی تو اسکو مغفرت کر اور رحم کر اور اسکو عافیت دے اور معاف کر اسکے قصور اور اسکی مہمانی اچھی کر اور واسع کر اسکی قبر اور پاک کر اسکو برف اور اولے کے پانی سے اور اسکو خطاؤن سے ایسا پاک کر جیسے سفید کپڑے کو تو نے میل سے صاف کیا ہی اور بدل دے اسکے گھر اسکے گھر سے بہتر اور خادم وغیرہ اُسکے خادمون وغیرہ سے بہتر اور بی بی اسکی بی بی سے بہتر اور داخل کر اسکو جنت مین اور پناہ دے اسکو قبر کے عذاب سے اور دوزخ کے عذاب سے ۱۲ مسلم

کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ فرماتے تھے جو مسلمان مرجاوے اور اُسکے جنازے پر چالیس آدمی کہ خدائے تعالی کا شریک کسی کو نہ کرتے ہون کھڑے ہون تو اللہ تعالی آنکی سفارش اُسکے باب مین قبول فرماتا ہی - اور جب جنازے کے ساتھ چلکر قبرستان مین پہونچے یا ویسے قبرستان مین جاوے تو یون کہے السلام علی اہل الدیار من المومنین والمسلمین ویرحم اللہ المستقدمین منا والمستاخرین وانا انشاء اللہ بکم لاحقون اور بہتر یہ ہی کہ جب تک میت دفن نہ ہولے وہان سے نہ پھرے جبکہ اُسکو مٹی دیدیجاوے تو اُسکی قبر کے پاس کھڑا ہوکر کہے کہ الٰہی تیرا بندہ تیری طرف ہٹایا گیا تو اُسپر رافت اور رحمت کر الٰہی اِسکے دونون پہلوؤن سے زمین کو علیحدہ کر اور اُسکی روح کے لیے آسمان کے دروازے کھولدے اور حسن قبول کے ساتھ اُسکے اعمال پذیرا فرما الٰہی اگر یہ نیک تھا تو اُسکی نیکی دونی کر اور اگر بُرا تھا تو اُسکی برائیون سے درگذر فرما چوتھی نماز تحیۃ المسجد ہی دو رکعتوں یا زیادہ سے یہ نماز سنت موکدہ ہی یہانتک کہ جمعہ کے روز اگر امام خطبہ پڑھتا ہو تب بھی ساقط نہین ہوتی باوجودیکہ خطبہ سننا واجب موکد ہی اور اگر مسجد مین جاکر فرض یا قضا مین مصروف ہوگیا تو تحیۃ المسجد ادا ہوگیا اور ثواب حاصل ہوا اسلیے کہ مقصود یہ ہی کہ شروع مسجد مین جانا ایسی عبادت سے خالی نہو جو مسجد کے لیے خاص ہی تاکہ مسجد کا حق ادا ہو اور اسی وجہ سے مسجد مین بے وضو جانا مکروہ ہی اور اگر مسجد مین سے ہوکر دوسری طرف جانے کو یا مسجد مین بیٹھنے کے لیے داخل ہو تو چار بار سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کہ لے کہتے ہین کہ انکا ثواب برابر دو رکعتوں کے ہی اور امام شافعیؒ کا مذہب یہ ہی کہ تحیۃ کا دوگانہ مکروہ اوقات مین مکروہ نہین یعنی عصر اور صبح کی نمازون کے بعد اور زوال کے وقت اور طلوع اور غروب کے اوقات مین مکروہ نہین کیونکہ مروی ہی کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد عصر کے دو رکعتین پڑھین کسی نے عرض کیا کہ آپ نے تو اس سے ہمکو منع فرمایا تھا آپ نے فرمایا کہ یہ دو رکعتین ہین بعد ظہر کے پڑھا کرتا تھا باہر کے لوگ جو آئے اُنکے سبب سے نہ پڑھ سکا ۔ اس حدیث سے دو باتین معلوم ہوئین ایک یہ کہ مکروہ ہونا ایسی نماز کے ساتھ مخصوص ہی جسکے لیے کوئی سبب نہین اور قضا کرنا نفلون کا ایک سبب ضعیف ہی اسلیے کہ علما اس باب مین اختلاف رکھتے ہین کہ نوافل کی قضا ہونی چاہیے یا نہین اور جو نوافل قضا ہوگئے ہین اگر اُن جیسے اور پڑھ دیگا تو اُنکی قضا ہوجاویگی یا نہین پس جب اس سبب ضعیف کے باعث نفلون کی کراہت بعد عصر کے نہ رہی تو مسجد مین آنا جو سبب کامل ہی اُسکے باعث سے بطریق اولی کراہت نہ آئیگی اور اسی وجہ سے نماز جنازے کی جسوقت جنازہ آجاوے مکروہ نہین اور نہ نماز خسوف اور مینھ کے طلب کی کسی وقت مین مکروہ ہی کیونکہ ان نمازون کے سبب ہین اور مکروہ وہ نماز ہوتی ہی جسکا کوئی سبب نہو - دوسری یہ کہ نفلون کا قضا کرنا درست ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفلون کی قضا پڑھی تو اگر اور کوئی پڑھیگا تو آپ کی تبعیت عمدہ ہوگی - اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ اگر غلبۂ خواب یا مرض کی وجہ سے رات کو نہ اُٹھتے تو بارہ رکعتین دن کو پڑھ لیتے ۔ اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ جو شخص نماز مین ہو اور موذن کا جواب اُس سے رہجاوے تو سلام کے بعد اُسکو قضا کرے اور جواب دے لے گو موذن چُپ ہوگیا ہو - اور اب کوئی اگر کہے کہ پچھلا فعل اول کے مثل اور نفل جداگانہ ہی اول کے قضا کی نہین تو اس قول کے کچھ معنی نہین اسلیے کہ اگر ایسا ہوتا تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکو وقت مکروہ مین نہ پڑھتے - ہان اگر کسی کا کوئی وظیفہ معین ہو اور اُسکو کسی عذر نے اُس سے روک دیا ہو تو چاہیے کہ وہ اپنے نفس کے لیے اُسکے ترک کرنے کی اجازت نہ دے بلکہ اُسکا تدارک دوسرے وقت مین کرے تاکہ اُسکا نفس آسائش اور آرام کی طرف مائل نہ ہو اور اُسکا تدارک ایک تو نفس کے مجاہدہ کے لیے اچھا ہی دوسرے یہ کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی احب الاعمال الی اللہ تعالی ادومہا وان قل تو تدارک سے یہ نیت کرلے کہ دوام عمل مین ناغہ نہ ہو اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی اللہ تعالی کی عبادت کرے پھر اُسکو تھک کر چھوڑدے

موقوفاً علی عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا ۱۲ | تعالے عنہا ۱۲ صحیح ابن السنی | وسلم بروایت عائشہ رضی اللہ | خوش ہی ہوں ۱۲ بخاری | وہ ہین جو ہمیشہ کیے ہون اگرچہ | صحیح مجموعہ ترا اعمال اللہ تعالی کے نزدیک | وسلم بروایت ام سلمہ ۱۲ صحیح مسلم | سلم اور نسائی مین آئی ہی ۱۲ صحیح بخاری | انشاء اللہ ہم تم سے ملینگے ۱۲ ترجمہ کتاب کرنا | اگلے ہم مین سے اگلون اور پچھلون پر اور ہم بھی | مسلمانون سے اور اللہ تعالی رحم کرے | سلام ہو گھر والون پر مومنون اور | صحیح مسلم ۱۲ ت

تو اللہ تعالی اُسپر نہایت غصہ ہوتا ہی تو چاہیے کہ وعید کے نیچے داخل ہونے سے خوف کرے اور اس حدیث کا ثبوت کہ اللہ تعالی عبادت کے چھوڑنے سے اُسپر نہایت غصہ ہوا تھکن اور ملال ہی یعنی اگر غصہ اور دوری نہ ہوتی تو ملال اور تھکن اُسپر کیون مسلط کیجاتی **پانچوین نماز دوگانہ وضو** مستحب ہی اسلیے کہ وضو ایک ثواب ہی اور اُسکا مقصود نماز ہی اور بے وضو ہونا ہر وقت لگا ہی رہتا ہی تو ہو سکتا ہی کہ نماز سے پہلے ہی آدمی بے وضو ہو جاوے اور پہلے وضو کی محنت بیکار جاوے اسلیے مستحب ہی کہ وضو کرتے ہی اُسکا مقصود جلدی سے ادا کیا جاوے تاکہ یہ مقصود فوت نہ ہونے پاوے اور یہ بات حضرت بلال رض کی حدیث سے معلوم ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین جنت مین داخل ہوا تو بلال رض کو اُسکے اندر دیکھا مین نے بلال رض سے پوچھا کہ تو کسطرح مجھسے پہلے پہونچ گیا اُسنے کہا کہ مین اور کچھ نہین جانتا صرف اتنا ہی کہ جب مین نیا وضو کرتا ہون تب ہی اُسکے بعد دو رکعتین پڑھتا ہون یا اور کسی طرح فرمایا **چھٹی نماز** گھر مین جانے اور باہر نکلنے کے وقت کا دوگانہ ہی ابو سلمہ حضرت ابوہریرہ رض سے راوی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو اپنے گھر سے نکلے تو دو رکعتین پڑھ لے یہ دونون تجھکو بُرے نکلنے سے مانع ہونگی اور جب تو اپنے گھر مین داخل ہو تو دو رکعتین پڑھ وہ تجھکو بُرے داخل ہونے سے روکینگی۔ اور ہر ایک امر کی ابتدا جو خفیف نہو اسی حکم مین داخل ہی یعنی اُسکی ابتدا مین دو رکعتین پڑھنی چاہیین اور اسی وجہ سے دوگانہ احرام کے وقت اور دوگانہ سفر کی ابتدا مین اور سفر سے رجوع کرنے کے وقت مسجد مین دو رکعتین ادا کرنی گھر مین جانے سے پیشتر وارد ہین اور یہ سب دوگانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ماثور ہین۔ اور بعض صلحا جب کوئی غذا کھاتے یا پانی پیتے تو دوگانہ پڑھتے اسی طرح جو امر پیش آتا اُسمین ایسا ہی کرتے **ف** اور امور کے شروع مین خدا تعالی کا ذکر تبرکا چاہیے اور وہ تین طرح پر ہی بعض افعال و امور ایسے ہین کہ وہ کئی کئی دفعہ ہوتے ہین جیسے کھانا اور پینا تو اُسمین شروع بسم اللہ سے چاہیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کل امر ذی بال لم یبدا فیہا بسم اللہ الرحمن الرحیم فہو ابتر دوسرے وہ امور ہین کہ بہت تو نہین ہوتے مگر اُنمین وقعت ہوتی ہی جیسے نکاح اور نصیحت کا شروع اور مشورہ وغیرہ تو اُنمین یہ مستحب ہی کہ ان باتون کو خدا کی حمد سے شروع کرے مثلاً نکاح پڑھانے والا کہے کہ الحمد للہ والصلوۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین نے اپنی لڑکی تیرے نکاح مین دی اور نوشہ کہے الحمد للہ والصلوۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین نے نکاح قبول کیا اور صحابہ رض کی عادت تھی کہ پیام کے ادا کرتے وقت اور نصیحت کرنے اور مشورہ کرنے مین اول حمد خدا کیا کرتے تھے تیسرے وہ کہ بہت نہ ہوا کرتے ہون مگر ہونے کے بعد دیرپا ہون اور وقعت اُنمین پائی جاتی ہو جیسے سفر اور نئے مکان کا خریدنا اور احرام باندھنا اور دوسرے امور اُسکی طرح کے تو ایسے کامون کے پیشتر دوگانہ پڑھنا مستحب ہی اور اُن سب مین سے ادنی گھر مین سے باہر جانا اور اُسکے اندر آنا ہی کہ وہ بھی ایک چھوٹے سے سفر کی طرح ہی **ساتوین نماز استخارہ** جو شخص کسی کام کا قصد کرے اور اُسکے انجام کو نہ جانتا ہو اور نہ یہ معلوم ہو کہ بہتری اُسکے کرنے مین ہی یا نہ کرنے مین تو اُسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ دو رکعتین پڑھے اول مین الحمد اور کافرون اور دوسری مین فاتحہ اور اخلاص پڑھے اور جب فارغ ہو تو دعا مانگے اللھم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک واسالک من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللھم ان کنت تعلم ان ہذا الامر خیر لی فی دینی ودنیای وعاقبۃ امری وعاجلہ واجلہ فقدرہ لی ثم یسرہ لی ثم بارک لی فیہ وان کنت تعلم ان ہذا الامر شر لی فی دینی ودنیای وعاقبۃ امری وعاجلہ واجلہ فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ وقدر لی الخیر حیث ما کان انک علی کل شیٔ قدیر اس حدیث کو جابر بن عبد اللہ نے روایت کیا ہی کہ آنحضرت

تو قادر ہی اور مین قادر نہین اور تو جانتا ہی اور مین نہین جانتا اور تو پوشیدہ باتون کا
اور تجھسے سوال کرتا ہون تیرے بڑے فضل سے کہ
اور تیری قدرت کے وسیلے سے خیر پر قدرت چاہتا ہون
خ الٰہی مین تجھسے بہتری مانگتا ہون تیرے علم کی مدد سے
وہ ادھورا رہتا ہی ۱۲ ابوداود و نسائی بروایت ابوہریرہ ۱۲
کے نام سے یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع نہ کیجاوے
بن مالک رض روایت کیا ہی ۱۲ صح جامع شان والا کہ خدا تعالی
انس رض اور دوگانہ مراجعت سفر صحیحین مین بروایت کعب
بروایت ابن عمر رض اور دوگانہ ابتدای سفر خزایطی نے بروایت
بن عمرو عن صفوان بن سلیم ۱۲ صح دوگانہ احرام بخاری نے
ابوہریرہ رض ۱۲ صح بیہقی در شعب بروایت بکر
صح بخاری و مسلم بروایت

صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو کامون مین استخارہ اسطرح سکھلاتے تھے جیسے قرآن مجید کی سورت سکھاتے تھے اور ایک حدیث مین ارشاد فرمایا کہ جب تم مین سے کوئی کسی کام کا قصد کرے تو چاہیے کہ دو رکعتین پڑھے پھر اُس کام کا نام سے لے اور جو دعا اوپر مذکور ہی اُسکو مانگے۔ اور بعض حکما نے کہا ہی کہ جسکو چار باتین ملین وہ چار باتون سے نہین محروم رہیگا جسکو شکر ملا وہ زیادتی نعمت سے محروم نہ رہیگا جسکو توبہ نصیب ہوئی وہ قبول سے محروم نہ رہیگا جسکو استخارہ مرحمت ہوا وہ بہتری اور خیر سے محروم نہ رہیگا اور جسکو مشورہ عنایت ہوا وہ صواب پر ہونے سے محروم نہ رہیگا

آٹھوین نماز حاجت ہی جس شخص پر معاملہ تنگ اپڑا ہو اور اُسکو دنیا اور دین کی بہتری کے باب مین ایک ایسے کام کی ضرورت ہوئی ہو کہ اُسپر مشکل پڑ گیا ہو تو اُسکو چاہیے کہ وہ نماز حاجت پڑھے چنانچہ وہیب بن الورد سے مروی ہی کہ اُنھون نے فرمایا کہ جن دعاؤن سے کہ نامقبول نہین ہوتین ایک یہ ہی کہ بندہ بارہ رکعتین پڑھے ہر رکعت مین الحمد اور آیۃ الکرسی اور قل ہو اللہ پڑھے اور اس سے فارغ ہو کر سجدہ کرے اور یہ دعا پڑھے

سبحان الذی لبس العز وقال بہ سبحان الذی تعطف بالمجد وتکرم بہ سبحان الذی احصی کل شئی بعلمہ سبحان الذی لا ینبغی التسبیح الا لہ سبحان ذی المن والفضل سبحان ذی العز والکرم سبحان ذی الطول اسئلک بمعاقد العز من عرشک ومنتہی الرحمۃ من کتابک وباسمک الاعظم وجدک الاعلی وکلماتک التامات التی لا یجاوزہن بر ولا فاجر ان تصلی علی محمد وعلی آل محمد

پھر اپنی حاجت مانگے بشرطیکہ اُسمین کوئی معصیت نہو تو انشاء اللہ مقبول ہوگی وہیب کہتے ہین کہ ہمنے سنا ہی کہ یون اگلے لوگ کہا کرتے تھے کہ اس دعا کو بیوقوفون کو نہ سکھاؤ ورنہ وہ اسکے ذریعے سے خدا تعالی کی معصیت پر مدد لینگے اس روایت کو حضرت ابن مسعودؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہی

نوین صلوۃ التسبیح یہ نماز جون کی تون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہی اور کسی وقت اور سبب سے خاص نہین اور مستحب یہ ہی کہ اُس سے کوئی ہفتہ یا مہینہ خالی نہ رہے ایک دفعہ پڑھ لیا کرے۔ عکرمہؓ حضرت ابن عباس سے راوی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس بن عبد المطلب کو فرمایا بھلا مین تمکو ایک چیز دون ایک شی عطا کرون ایک بات سکھا دون کہ جب تم اُسکو کرو تو اللہ تعالی تمھارے گناہ اگلے اور پچھلے پرانے اور نئے نادانستہ اور دانستہ پوشیدہ اور ظاہر سب معاف کر دے وہ یہ ہی کہ تم چار رکعتین پڑھو ہر رکعت مین الحمد اور ایک سورت پڑھو جب اول رکعت مین قرات سے فارغ ہو جاؤ تو کھڑے ہوے کہو سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پندرہ بار پھر رکوع کرو اور دس بار یہی کلمات کہو پھر قومہ کرو اور دس بار کہو پھر سجدہ کرو اور دس بار کہو پھر سجدہ سے سر اُٹھا کر دس بار پھر دوسرے سجدے مین دس بار پھر جلسۂ استراحت مین دس بار تو یہ کل پچھتر بار ہر رکعت مین ہوا چارون رکعتون مین ایسا ہی کرو اگر تمسے ہو سکے تو اُسکو ہر روز پڑھو والا ہر جمعہ مین ایکبار اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو مہینے مین ایکبار۔ اور ایک روایت مین اسطرح ہی کہ شروع نماز مین کہے سبحانک اللہم وبحمدک الخ پھر پندرہ بار تسبیح مذکور کہے قرات سے پیشتر اور دس بار قرات کے بعد اور باقی مثل روایت اول کے کہے مگر دوسرے سجدہ کے بعد کچھ نہ کہے اور یہ روایت بہتر ہی اور ابن مبارکؒ کے نزدیک مختار یہی ہی اور دونون روایتون کے بموجب تعداد تسبیح کی تین سو ہوتی ہی پس اگر دن کو پڑھے تب تو چارون رکعتین ایک سلام سے پڑھے اور اگر رات کو پڑھے تو دو سلامون سے پڑھے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ صلوۃ اللیل مثنی مثنی اور اگر بعد تسبیح مذکور کے یہ کلمات بھی بڑھا دے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تو بہتر ہی کہ بعض روایات مین یہ کلمات بھی آئے ہین۔ پس نمازین ماثورہ یہی تھین جو اوپر مذکور ہوئین اور ان نوافل مین سے مکروہ وقتون مین بجز تحیۃ المسجد اور خسوف اور استسقا کی نماز کے اور کوئی مستحب نہین دوگانۂ وضو اور سفر کا دوگانہ اور گھر سے نکلنے کا اور استخارہ کا اُن اوقات مین مستحب نہین اسلیے کہ یہ اسباب ضعیف ہین اور ان اوقات مین نماز پڑھنے سے نہی موکد ہی تو یہ نمازین اُن تین نمازون کے رتبے کو نہین پہونچتین مین نے بعض صوفیون کو اوقات مکروہ مین دوگانۂ وضو

پڑھتے دیکھا ہی حالانکہ یہ امر بعید از قیاس ہی اسلیے کہ وضو نماز کا سبب نہین ہوتی بلکہ نماز وضو کا سبب ہی تو چاہیے کہ وضو اسلیے کرے کہ اُس سے نماز پڑھے یہ نہین کہ نماز اسلیے پڑھے کہ وضو کرے علاوہ ازین جو بے وضو کہ مکروہ وقت مین نماز پڑھنا چاہے تو اُسکی سبیل بجز اسکے نہین کہ وضو کرلے اور نماز پڑھ لے تو پھر کراہیت کے کچھ معنی نہ رہے۔ اور دوگانہ وضو کی نیت دوگانہ تحیت کی طرح نہ کرنی چاہیے بلکہ جب وضو کرلے تو دو رکعتین نفل پڑھ لے اور اپنے وضو کو خالی نہ چھوڑے جیسے حضرت بلالؓ کیا کرتے تھے کیونکہ یہ دوگانہ نفل محض ہی وضو کے بعد ہوتا ہی اور بلالؓ کی حدیث سے یہ معلوم نہین ہوتا کہ وضو خسوف اور تحیت کی طرح سبب ہوتا کہ نیت مین وضو کا دوگانہ کہے کیونکہ یہ نہین ہو سکتا کہ نماز سے وضو کی نیت کرے بلکہ یون چاہیے کہ وضو سے نماز کی نیت کرے اور یہ کیسے بنیگا کہ وضو مین تو کہے کہ مین وضو کرتا ہون اپنی نماز کے واسطے اور نماز مین کہے کہ مین نماز پڑھتا ہون اپنے وضو کے واسطے بلکہ جو شخص یہ چاہے کہ کراہت کے وقت مین اپنے وضو کو نماز سے خالی نہ رکھے تو اسکو چاہیے کہ دوگانہ جو وضو کے بعد پڑھے اُس سے نیت قضا کی کرے کیونکہ ہو سکتا ہی کہ اُسکے ذمہ پر کوئی نماز قضا ہو جسکی ادا مین کسی باعث سے خلل ہوا ہو تو قضا کی نیت کا کچھ مضائقہ نہوگا اسلیے کہ نماز قضا مکروہ وقتون مین بھی مکروہ نہین لیکن ان وقتون مین نیت نفل کی کرنے کی کوئی وجہ نہین ان اوقات مین جو نوافل سے منع کیا گیا ہی اُسمین تین باتین مقصود اور مہم ہین اول آفتاب کی پرستش کرنے والون کی مشابہت سے بچنا دوم شیطانون کے پھیلنے سے احتراز کرنا کہ حدیث شریف مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آفتاب نکلتا ہی اور اُسکے ساتھ شیطان کے ماتھے کا کونا ہوتا ہی نکلنے مین اُسکے ساتھ رہتا ہی اور جب آفتاب اُٹھ جاتا ہی تو جدا ہو جاتا ہی جب برابر دوپہر ہوتی ہی تو ملجاتا ہی جب ڈھلجاتا ہی تو ملجاتا ہی پھر جب غروب پر آفتاب مائل ہوتا ہی تو شیطان کا ماتھا متصل ہو جاتا ہی اور جسوقت غروب ہو جاتا ہی تو علیحدہ ہو جاتا ہی۔ اور ان اوقات مین نماز سے منع فرمایا اور اُسکی علت پر آگاہ کردیا سوم یہ کہ طریق آخرت کے سالک ہمیشہ سب وقتون مین نماز پر مواظبت رکھتے ہین اور عبادات مین سے ایک ہی طرح پر مواظبت کرنی انجام کو ملال پیدا کرتی ہی اور جس صورت مین کہ ایک ساعت روک دیا جاوے تو خوشی زیادہ ہوتی ہی اور ارادے اُبھرتے ہین اور انسان کو منع کی ہوئی چیز کی حرص ہوتی ہی تو ان وقتون کو خالی چھوڑنے مین زیادہ تر وقت گذرنے کے انتظار پر ترغیب دینی ہی اسوجہ سے یہ اوقات تسبیح و استغفار کے خاص کر دیے گئے کہ مداومت کے باعث تھکن سے بھی بچے رہین اور ایک قسم کی عبادت سے دوسری قسم کی سیر بھی ہو جاوے کیونکہ ہر نئی بات مین لذت جداگانہ ہی اور ایک ہی چیز کی مداومت مین گرانی اور کسل ہوتا ہی اور یہین لحاظ نماز نہ محض سجدہ ہوئی نہ صرف رکوع نہ زا قیام بلکہ اعمال مختلف سے اور جداگانہ ذکرون سے عبادتون کی ترتیب ہوئی کیونکہ دل اُنمین سے ہر ایک عمل سے لذت جداگانہ اُسکو ادا کرتے وقت پاتا جاوے اور اگر ایک ہی چیز پر مداومت مشروع ہوتی تو دل پر تھکن جلدی آتی۔ پس جس صورت مین کہ اوقات مکروہ مین نماز کے منع کرنے سے یہ باتین مقصود ہین اور اُنکے سوا اور اسرار ہین کہ جنکو سوائے خدائے تعالےٰ اور اُسکے رسول کے بشر کی طاقت نہین کہ معلوم کرے تو اسطرح کے مہمات کو چھوڑ دینا بجز ایسے اسباب کے نہین چاہیے جو شرع مین ضروری ہون جیسے نمازون کی قضا اور مینھ کی نماز اور خسوف اور تحیۃ المسجد کا دوگانہ ہی اور جو اسباب کہ ضعیف ہون اُنکو اس نہی کے مقصود کے مقابل نہ کرنا چاہیے ہمارے نزدیک یہی معقول معلوم ہوتا ہی آگے خدا جانے۔ باب اسرار نماز پورا ہوا اُسکے بعد باب اسرار زکوۃ انشاء اللہ آتا ہی والحمد للہ اولاً و آخراً والصلوۃ علے رسولہ المصطفے

## پانچوان باب اسرار زکوۃ کے بیان مین

رباعی احسن ہی زکوۃ کا نہ دینا وہ گناہ ✤ جسپر ہی وعید یوم سیجے کا گواہ ✤ اے صاحب مال شکر کر دے خیرات ✤ تا تجھپہ کھلے نجات و بہبود کی راہ ✤ جاننا چاہیے کہ خدا تعالی نے زکوۃ کو ایک رکن اسلام بنایا اور نماز کے بعد اسی کا مذکور فرمایا جیسا

کہ ارشاد ہی ث واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ -- اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمداً عبدہ ورسولہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ -- اور اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے نہ دینے والون کے باب مین نہایت سخت وعید فرمایا جیسا کہ ارشاد فرمایا ع والذین یکنزون الذہب والفضۃ ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ فبشرہم بعذاب الیم - اِس آیت مین جو انفاق فی سبیل اللہ مذکور ہی اُسکے معنی حق زکوٰۃ کے نکالنے کے ہین احنف بن قیس کہتے ہین کہ مَین قریش کے چند لوگون مین تھا کہ حضرت ابوذر گذرے اور فرمایا کہ کافرون کو سُنا دو ایک داغ کی خبر کہ اُنکی پیٹھون مین لگیگا اور پسلیون مین سے نکلیگا اور ایک داغ اُنکی گدیون کی طرف سے لگیگا اور پیشانیون مین سے پار ہو جاویگا - اور ایک روایت مین یہ ہی کہ داغ آدمی کی پستان کے سر پر رکھکر دونون شانون کی ملائم ہڈی سے نکال دیا جاویگا اور ہڈی سے رکھکر پستان کے سر مین سے تھرتھراتا ہوا نکالا جاویگا اور حضرت ابوذر رضہ نے فرمایا کہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچا اُسوقت مین کہ آپ خانۂ کعبہ کے سایہ مین بیٹھے تھے جب آپ نے مجکو دیکھا فرمایا کہ قسم ہی ربّ کعبہ کی وہی لوگ زیادہ نقصان مین ہین مَین نے عرض کیا کہ وہ کون ہین فرمایا کہ جنکے پاس مال بہت ہین مگر جو کوئی ایسے ایسے اپنے دہنے اور بائین اور سامنے اور پیچھے بکھیرے اور خیرات کرے اور فرمایا جو کوئی اونٹ والا یا بکریون خواہ گایون والا اُنکی زکوٰۃ نہ ادا کریگا وہ چوپائے قیامت مین نہایت بڑے اور بہت موٹے ہو کر آوینگے اور اُس شخص کو اپنے سینگون سے مارینگے اور کھُرون سے کچلینگے جب اول سے آخر تک سب چوپائے مار چکینگے تو پھر دوبارہ اِسیطرح شروع کر دینگے اور یہ عذاب اُسوقت تک ہوگا کہ لوگون کے درمیان حکم کیا جاوے اور جبکہ بخاری اور مسلم مین زکوٰۃ نہ دینے والون کی یہ وعید مروی ہین تو اسرار زکوٰۃ کا بیان کرنا اور اُسکے شروط ظاہری اور باطنی اور اُسکے معانی صوری اور معنوی کا لکھنا ضروریات دین سے ٹھہرا اسلیے ہم اِس مضمون کو چار فصلون مین لکھتے ہین اور اُنھین باتون پر کفایت کرتے ہین جنکا جاننا زکوٰۃ کے دینے والے اور لینے والے کو ضرور ہی

**فصل اول** زکوٰۃ کے اقسام اور اُسکے واجب ہونے کے اسباب کے بیان مین - جاننا چاہیے کہ زکوٰۃ باعتبار اُن مالون کے جنسے وہ علاقہ رکھتی ہی چھ قسم ہی ہر ایک کو جدا جدا لکھا جاتا ہی - **قسم اول** چوپایون کی زکوٰۃ - زکوٰۃ خواہ چوپایون کی ہو یا دوسرے مال کی اُسی شخص پر واجب ہوتی ہی کہ آزاد اور مسلمان ہو اور بالغ ہونا اور عاقل ہونا شرط نہین بلکہ لڑکے اور مجنون کے مال مین بھی زکوٰۃ واجب ہوتی ہی یہ تو شرط زکوٰۃ کے دینے والے کی ہی جسپر زکوٰۃ واجب ہو اور مال کی شرطین پانچ ہین یعنی چوپایون کا خاص ہونا اور جنگل مین چرنا اور برس روز گذرنا اور مالک کا مل کا اُسپر ہونا اور نصاب کا پورا ہونا - شرط اول خاص چوپائے اسلیے کہے کہ زکوٰۃ صرف اونٹ اور گاے اور بکری مین ہی گھوڑون اور خچرون اور گدھون مین اور اُن جانورون مین جو ہرن اور بکری سے پیدا ہون زکوٰۃ نہین - شرط دوم چرنے کی اسلیے ہی کہ اگر گھر پر گھاس کھلایا جائیگا تو زکوٰۃ نہوگی اور جب کچھ دنون جنگل مین چرا ہو اور کچھ دنون گھر پر گھاس کھایا ہو تو اِس صورت مین بھی زکوٰۃ نہین بشرطیکہ گھاس گھر پر دینے مین بظاہر دام لگا ہو تیسری شرط برس کے گذرنے کی ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا لازکوٰۃ فی مال حتی یحول علیہ الحول - اور اِس حکم مین سے مال کے بچے مستثنی رہینگے کیونکہ کیونکہ وہ تابع بڑے جانورون کے ہوتے ہین اور اصول پر برس دن گذرنے سے اُنکی بھی زکوٰۃ لے لی جاویگی گو اُنپر برس نہ گذرا ہو - اور جب مال کو برس کے اندر بیچ ڈالے یا ہبہ کر دے تو برس کٹ گیا وہ جانور حساب مین شمار نہونگے - چوتھی شرط ملک کامل اور پورا تصرف مال پر چاہیے اس صورت مین اگر کوئی جانور رہن ہوگا تو اُسکی زکوٰۃ واجب ہوگی کیونکہ خود اُسنے اپنے نفس کو روکا ہی اُسپر قبضہ کرنا اُسکے اختیار مین ہی اور گم شدہ اور چھینی ہوئی چیز مین زکوٰۃ واجب نہین جب تک کہ مع اپنی زیادتی کے پھر کر نہ آوے تو پھر آنے پر زکوٰۃ ایام گذشتہ کی واجب ہو جاویگی اور جس شخص پر کہ قرض اتنا ہو کہ اُسکے سب مال کو حاوی ہو جاوے تو اُسپر زکوٰۃ نہین اسلیے کہ وہ مال کے باعث غنی نہین ہی کیونکہ غنی جب ہوتا کہ مال زائد از حاجت ہوتا حالانکہ حاجت اداے قرض اُسکو موجود ہی - پانچوین نصاب کا پورا ہونا اور یہ ہر چوپائے مین جدا جدا ہی مثلاً اونٹ پر کچھ زکوٰۃ نہین جب تک اُسکا شمار پانچ کو نہ پہونچ جاوے پانچ اونٹ کے لیے نصاب ہی اُسمین بھیڑ کا ایک جذعہ یا بکری کا ایک ثنیہ دینا ہوگا جذعہ اُسکو کہتے ہین کہ ایکسال کا ہو کر دوسرے مین لگا ہو

ث اور برپا کرو نماز اور دیا کرو زکوٰۃ ۱۲ ح اسلام پانچ باتون پر مبنی ہی گواہی دینا اسکی کہ کوئی معبود نہین سواے اللہ کے اور یہ کہ محمد صلعم اُسکے بندے اور رسول ہین اور قائم کرنا نماز کا اور دینا زکوٰۃ کا ۱۲ بخاری و مسلم ع جو لوگ گاڑ رکھتے ہین سونا اور چاندی اور خرچ نہین کرتے اللہ کی راہ مین سو اُنکو خوشخبری سُنا دو دکھ والی مار کی ۱۲ ح نہین ہی زکوٰۃ کسی مال مین یہان تک کہ گذر جاوے اُسپر ایک برس ۱۲ ابوداؤد بروایت علی رضہ ۱۲

اور ثنیہ اُسکو کہتے ہین کہ دو برس کا ہو کر تیسرے مین لگا اور دس۱۰ اونٹون مین دو بکریان ہین اور پندرہ۱۵ مین تین اور بیس۲۰ مین چار اور پچیس۲۵ مین
بنت مخاض یعنی مادہ بوتا جو دوسرے برس مین ہو اور اگر بنت مخاض مال مین نہو تر بوتا جو تیسرے سال مین ہو لیا جاوے اگرچہ بنت مخاض
کو خرید سکتا ہو اور چھتیس۳۶ اونٹون مین بنت لبون یعنی مادہ جو تیسرے سال مین ہو پھر چھیالیس۴۶ مین حقہ یعنی مادہ جو چوتھے سال مین ہو اور اکسٹھ۶۱
مین جذعہ یعنی پانچوین سال کی مادہ اور چھہتر۷۶ مین دو بنت لبون اور اکانوے۹۱ مین دو حقے اور ایک سو اکیس۱۲۱ مین تین بنت لبون پھر جب
ایکسو تیس۱۳۰ ہو جاوین تو اب حساب جم گیا کہ ہر پچاس۵۰ مین ایک حقہ اور ہر چالیس۴۰ مین ایک بنت لبون لیا جاویگا پس ایک سو تیس مین اس
حساب سے ایک حقہ اور دو بنت لبون ہونگے اور گائے بیل مین کچھ زکوٰۃ نہین جب تک کہ تیس نہو جائین پھر تیس۳۰ پر ایک تبیع یعنی بچھڑا ہی جو دوسرے
سال مین ہو اور چالیس۴۰ پر ایک مسنہ یعنی بچھڑی تیسرے برس کی اور ساٹھ مین دو تبیع اور بعد اسکے حساب ٹھیک ہو جاتا ہی کہ ہر چالیس مین ایک مسنہ اور ہر تیس مین
ایک تبیع اور بھیڑ بکریون مین زکوٰۃ نہین جبتک کہ چالیس نہو جاوین چالیس۴۰ پر ایک جذعہ بھیڑ کا یعنی جو ایکسال کا ہو گیا ہو خواہ ثنیہ بکری کا یعنی وہ بچہ کہ دو
سال کا ہو کر تیسرے مین ہو پھر اُنمین کچھ نہین یہانتک کہ ایکسو اکیس۱۲۱ ہو جاوین اس شمار پر دو بکریان ہین دو سو تک اور دو سو ایک مین تین ہین چار سو تک
اور چار سو مین چار بکریان ہین پھر ہر سیکڑے پر ایک بکری ہی۔ اور دو شریکون کی زکوٰۃ نصابون مین مثل ایک مالک کے ہوگی مثلاً دو شخصون کی شرکت مین
چالیس۴۰ بکریان ہین تو انپر ایک ہی بکری ہوگی اور اگر تین شخصون کی شرکت مین ایکسو بیس۱۲۰ بکریان ہون تو سب پر ایک ہی بکری ہوگی حالانکہ جدا کرنے مین
ہر شریک کے حصہ مین چالیس آسکتی ہین مگر مال شرکت کو ایک ہی مالک کا سا سمجھینگے اور شرکت خواہ باعتبار سہامون کے ہو یا اور طرح پر دونون کا حکم
ایک ہی مگر یہ شرط ہی کہ دونون شریک ایک ساتھ ہی چراتے ہون اور ساتھ پانی پلاتے ہون اور مکان پر ہٹا کر لانا اور دودھ نکالنا اور نر کا دلوانا ایک
ساتھ کرتے ہون اور دونون صاحب زکوٰۃ ہون اور اگر شرکت ذمی یا مکاتب کے ساتھ ہو تو اُسکا اعتبار نہین۔ اور جس صورت مین کہ مال واجب سے
کم سن کا جانور لیا جاوے تو جائز ہی بشرطیکہ بنت مخاض سے کم نہو اور کمی کا نقصان اسطرح پورا کیا جاوے کہ ایکسال کی کمی مین دو بکریان یا بیس درم
اور لیے جاوین اور دو برس کی کمی مین چار بکریان خواہ چالیس۴۰ درم لیوین اور مالک مال اگر زیادہ عمر کا اونٹ دیوے تو ہو سکتا ہی بشرطیکہ جذعہ سے
زیادہ نہو اور مقدار زیادتی کو بیت المال کے کارندون سے واپس لیوے۔ اور زکوٰۃ مین بیمار جانور نہ لیا جاوے جس صورت مین کہ گلہ مین اچھے بھی
ہون اگرچہ ایک ہی تندرست ہو اور اچھے جانورون مین سے اچھا لیا جاوے اور بُرون مین سے بُرا اور مال مین سے دانہ خوری کا جانور اور جو گابھن ہو
اور دودھیل اور سانڈ نہ لیا جاوے اور نہ ردی اور آخور لیا جاوے بلکہ جانہ لینا چاہیے۔ دوسری قسم دہ یکی والی چیزون کی زکوٰۃ ہی۔ جو پیداوار کہ
غذا کی قسم ہو اور آٹھ سو سیر یعنی بیس۲۰ من ہو اُسمین دسوان حصہ واجب ہی اور اُس سے کمتر مین کچھ نہین اور نہ میوون اور رُوئی مین زکوٰۃ ہی بلکہ اُس جنس مین ہی
جو غذا بنائی جاتی ہی اور چھوہارون اور کشمش مین زکوٰۃ ہی اور بیس۲۰ من انکا ہونا معتبر ہی یعنی سوکھنے پر بیس۲۰ من ہونے چاہیین تر کا اعتبار نہین اور شریکون کے
مال کو ایک دوسرے مین ملا کر پورا کر لیا جاویگا جس صورت مین کہ شرکت سہامون سے ہو مثلاً ایک باغ چند وارثون مین مشترک ہی اور اُسکی پیداوار بیس۲۰ من
کشمش ہی تو سب پر دو من کشمش واجب ہونگے حصہ رسد اپنے اپنے حصہ مین سے دیکر دو من کر دین اور اگر شرکت اسطرح نہو بلکہ درخت یا زمین جدا جدا ہر ایک کے پاس ہو
اور ایک جگہ ہو تو اس شرکت کا اعتبار نہین۔ اور گیہون کے نصاب کو جَو سے پورا نہ کیا جاویگا ہان جَو کے نصاب کو اُس جَو سے پورا کر لینگے کہ جسپر چھلکا نہین ہوتا کیونکہ وہ بھی
جَو ہی کی قسم ہی اور یہ دہ یکی اُس صورت مین ہی کہ جاری پانی یا کول وغیرہ سے پانی دیا جاتا ہو اور جس صورت مین کہ کنوئین مین سے ڈول خواہ چرسہ سے پانی دیتے ہون
تو بیسوان حصہ واجب ہوگا اور اگر دونون طرح پانی دیا جاتا ہو تو غالب کا اعتبار ہی اور واجب کی صفت یہ ہی کہ خشک چھوہارے اور کشمش اور جنس غلہ مین سے بعد
بھس دور کرنے کے لیے جاوین اور انگور اور تر کھجورین نہ لیوین مگر اُس صورت مین کہ درختون پر کوئی آفت پڑے اور پکنے سے پہلے ہی اُنکے توڑنے مین مصلحت ہو
ایسی صورت مین نو پیمانے مالک کو اور ایک پیمانہ فقیرون کو ناپ دیا جاوے اور اس صورت پر یہ اعتراض نہین ہر کہ بانٹنا تو بیع مین داخل ہی پس پکون کی بیع
اگر درست نہین تو بانٹنا کب جائز ہوگا اسلیے کہ ہم کہینگے کہ حاجت کے سبب سے اس تقسیم کی اجازت ہی۔ اور زکوٰۃ کے واجب ہونے کا وقت اُسوقت ہوتا ہی

کرپھل گدرانے لگین اور غلہ سخت ہونے لگے اور اُسکے ادا کا وقت خشک ہونے کے بعد ہی تیسری قسم چاندی سونے کی زکوٰۃ ہی۔ جو چاندی خالص
دو سو درم مکہ کی تول سے ہو اور اُسپر برس روز گذر جاوے تو اُسکی زکوٰۃ پانچ درم یعنی چالیسوان حصہ ہی اور اگر چاندی زیادہ ہو تو اسی حساب سے زکوٰۃ
اُسپر بھی ہوگی گو ایک ہی درم زائد ہو۔ اور سونے کی نصاب بیس مثقال خالص مکہ کے وزن سے ہی اُسمین بھی چالیسوان حصہ زکوٰۃ ہی اور زائد پر اسی
حساب سے ہوگی اور اگر نصاب سے ایک رتی بھی کم ہو تو اُسپر زکوٰۃ نہین۔ اور جسکے پاس کھوٹے درم ہون اور اُنمین دو سو درم بھر چاندی ہو تو اُسپر زکوٰۃ
واجب ہوگی۔ اور سونے کے ڈھیلے اور غیر مستعمل زیور مین اور سونے چاندی کے برتنون مین اور سونے کی کانٹھون مین زکوٰۃ واجب ہی اور مستعمل
زیور مین واجب نہین۔ اور اگر قرض کسی ایسے کے ذمہ ہو جو دیر کر دیوے تو اُسپر بھی زکوٰۃ ہی مگر جب وہ ادا کرے اُسوقت واجب ہوتی ہی اور اگر قرض
کی کچھ مدت ہو تو جب تک یہ مدت نہ گذرے تب تک واجب نہوگی۔ چوتھی قسم مال تجارت کی زکوٰۃ ہی۔ اور اُسکا حال چاندی سونے کی زکوٰۃ کا سا ہی
یعنی چالیسوان حصہ واجب ہوتا ہی اور برس اُسوقت سے لیا جاویگا جسوقت سے کہ نقد روپیہ جس سے مال تجارت خریدا ہی اُسکی ملک مین آیا ہو بشرطیکہ
نقد مذکور مقدار نصاب ہو اور اگر وہ نقد نصاب سے کم ہو یا اسباب کے بدلے مین تجارت کی نیت سے مال خریدا ہو تو ابتداے سال خریدنے کے وقت
سے معتبر ہوگا اور زکوٰۃ مین وہ سکہ دے جو شہر مین چلتا ہو اور اُس سے مال کا دام لگایا جاوے اور اگر نقد سے مال تجارت لیا ہو اور نقد نصاب کی مقدار
تھا تو شہر کے چلن کی نسبت اُسی نقد سے دام لگانا بہتر ہی۔ اور اگر مال اپنے لیے رکھا تھا پھر اُسمین تجارت کی نیت کر لے تو ابتداے سال صرف نیت کے
وقت سے نہوگا بلکہ اُسوقت سے ہوگا کہ اُس مال کے عوض مین دوسری چیز مول لیوے اور جس صورت مین کہ برس روز پورا ہونے سے پیشتر تجارت کی
نیت موقوف کر دے تو زکوٰۃ ساقط ہو جاویگی مگر بہتر ہی کہ اُس برس کی زکوٰۃ دے ڈالے۔ اور اسباب مین جسقدر نفع آخر سال مین ہوا ہو اصل مال پر برس
گذرنے سے اُسپر بھی زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہی یہ نہین کہ اُسپر از سر نو برس گذرے جیساکہ جانورون کے بچے برس کی تمامی پر بڑون مین ملا لیے جاتے ہین
گو برس روز کے نہون اور صرافون کے مال کا برس اُنکے آپس کے مبادلے ہونے سے جاتا نہین رہتا جیسے اور تجارتون کی خرید و فروخت مین برس
بدستور رہتا ہی ویسا ہی اُنکا بھی رہتا ہی اور مال مضاربت کے نفع کی زکوٰۃ مضارب پر اُسکے حصہ کے موافق ہوگی اگرچہ قسمت نفع کی نہوئی ہو اور
قرین قیاس یہی ہی کہ برس گذرتے ہی اُسپر واجب ہو جاوے۔ پانچوین قسم دفینہ اور کان کی زکوٰۃ ہی۔ دفینہ سے وہ مال مراد ہی جو کفر کے عہد کا مدفون
ہو اور ایسی زمین مین ملے کہ اسلام مین اُسپر کسی کی ملک نہوئی ہو تو جو شخص اُس دفینہ کو پاوے تو چاندی اور سونے مین سے اُس سے پانچوان حصہ
لیا جاوے اُسمین برس کا گذرنا معتبر نہین اور بہتر یہ ہی کہ نصاب کا اعتبار بھی نہو کیونکہ خمس واجب ہونے سے اِس مال کی مشابہت مال غنیمت سے زیادہ
ہی اور اگر نصاب کا اعتبار کرین تب بھی بعید نہین کہ آخر مصرف اِس خمس کا اور زکوٰۃ کا ایک ہی ہی اور اسی وجہ سے مذہب صحیح کے بموجب دفینہ خاص
سونے چاندی کو کہین گے اور کسی چیز کو نہ کہین گے اور کان کی چیزون مین سواے سونے چاندی کے اور کسی چیز پر زکوٰۃ نہین اور یہ دونون جسوقت
نکال لیے جاوین تو چالیسوان حصہ اُنمین سے لیا جاویگا دو قولون مین سے صحیح تر کے بموجب اور اِس قول کے بموجب نصاب کا ہونا معتبر ہوگا اور
سال تمامی کے باب مین دو قول ہین اور ایک قول یہ ہی کہ کان کے سونے چاندی مین پانچوان حصہ واجب ہی تو اِس اعتبار سے سال کا اعتبار
نہ چاہیے اور نصاب کے باب مین دو قول ہین اور مناسب تر یہ معلوم ہوتا ہی کہ کان کو مقدار واجب مین تو مال تجارت کی زکوٰۃ مین ملاوین کیونکہ وہ
بھی ایک طرح کا مال حاصل کرنا ہی اور سال کے باب مین وہ پکی والی چیزون مین ملاوین کہ سال کا اعتبار نہ کیا جاوے اور نصاب کا بھی اعتبار
نہ کیا جاوے جیساکہ وہ پکی والی چیزون مین نہین کیا جاتا ہی اور احتیاط یہ ہی کہ تھوڑی کان ہو یا بہت سب مین سے خمس نکال دیا جاوے اور
مخصوص چاندی سونے پر نہ رکھے ہر ایک کانی چیز مین یہی کرے تاکہ شبہہ اِن اختلافون کا نہ رہے کیونکہ یہ اقوال ایک دوسرے کی ضد سے
معلوم ہوتے ہین اور یقیناً کسی پر فتویٰ ہو نہین سکتا کہ شکلین اُنکی ملتی جلتی نہین ایک دوسرے کے مخالف ہین۔ چھٹی قسم صدقۂ فطر
ہی۔ اور وہ زبان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک مسلمان پر واجب ہی جسکے پاس عید فطر کے روز اور اُسکی شب مین

اُسکے اور اُسکے عیال کے کھانے سے زائد جنس غذا مین سے ایک صاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاع سے موجود ہو اور صاع دو سیر اور دو تہائی سیر کی ہوتا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ صاع اُس پیمانے کا نام ہے جسمین ایکہزار چالیس درم ماش یا مسور آجاوے اور یہ وزن ہندوستان کے سو بھر کے سیر سے تین سیر اور آدھ چھٹانک ہوتا ہے۔ صدقۂ فطر کو اُس غلہ مین سے دیوے جو آپ کھاتا ہو یا اُس سے بہتر دیوے پس اگر آپ گیہون کھاتا ہو تو جو دینے درست نہونگے اور اگر مختلف غلہ کھاتا ہو تو سب مین بہتر دیوے اور اگر کوئی سا دیوے دیگا تب بھی جائز ہوگا۔ اور صدقۂ فطر کی تقسیم مثل زکوٰۃ کی تقسیم کے ہے کہ مصرف کے سب اقسام کو پہونچنا واجب ہے اور آٹا اور بے چھنی ہوئی جنس دینی جائز نہین۔ اور مسلمان مرد پر صدقہ اپنی زوجہ اور غلامون اور اولاد کا اور اُن رشتہ دارون کا جنکا نفقہ اُسپر واجب ہے جیسے باپ دادا مان نانی وغیرہ ہین واجب ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے اُن لوگون کا صدقہ ادا کرو جنکا خرچ تم اُٹھاتے ہو اور مشترک غلام کا صدقہ دونون شریکون کے ذمہ واجب ہے اور کافر غلام کا صدقہ واجب نہین۔ اور اگر زوجہ اپنی طرف سے آپ صدقہ دے دے تو کافی ہے اور شوہر کو اُسکی طرف سے صدقہ دینے مین اُسکی اجازت ضرور نہین۔ اور اگر اُسکے پاس اتنا ہی کھانا زائد ہو کہ بعض کی طرف سے دے سکتا ہے تو بعض ہی کی طرف سے ادا کرے اور پہلے اُنکا دیوے جنکے نفقہ کی تاکید بہت ہو آنحضرت صلعم نے اولاد کے نفقہ کو زوجہ کے نفقہ پر مقدم فرمایا اور زوجہ کے نفقہ کو خادم کے نفقہ پر۔ حاصل یہ کہ یہ احکام فقہی ہین کہ مالدار کو انکا پہچاننا ضروری ہے اور بعض اوقات اُسکو کچھ صورتین نادر بھی پیش آجاتی ہین جو ان صورتون سے خارج ہین تو ایسی حالت مین اُسکو چاہیے کہ علما سے فتویٰ لیکر اُسپر اعتماد کرے اور ان حالات کو اول یاد کرے

## دوسری فصل زکوٰۃ کے دینے اور اسکی ظاہری اور باطنی شرطون کے ذکر مین اور اس مین دو بیان ہین۔

**پہلا بیان ظاہری شرطین**۔ واضح ہو کہ زکوٰۃ دینے والے پر پانچ باتون کی رعایت واجب ہے اول نیت یعنی دل سے نیت فرض زکوٰۃ کے دینے کی کرلے یہ ضرور نہین کہ مالون کو معین کرے کہ فلان فلان کی زکوٰۃ دیتا ہون۔ پھر اگر کوئی مال اُسکے پاس نہین اور کہین ہے اور اسنے کہدیا کہ اگر میرا مال غائب بچا ہوا ہے تو یہ اُسکی زکوٰۃ ہے ورنہ صدقۂ نفل ہے تو یہ جائز ہے اسلیے کہ اگر بالفرض تصریح نہ کرتا تب بھی تو یہی ہوتا۔ اور ولی کی نیت مجنون اور صغیر کی نیت کے قائم مقام ہے۔ اور بادشاہ کی نیت مالک مال کی نیت کے قائم مقام ہے جو زکوٰۃ نہ دیتا ہو مگر دنیا کے حکم ظاہری مین ہوگی یعنی اُسپر مطالبہ ظاہری نرہیگا لیکن آخرت کے مواخذہ سے بری نہوگا جب تک کہ از سر نو زکوٰۃ نہ دے۔ اور جسوقت کہ زکوٰۃ دینے کے لیے کسی کو وکیل کیا اور وکیل کرتے وقت نیت کرلی یا وکیل کو نیت کا بھی وکیل کرلیا تو کافی ہے کیونکہ نیت کے لیے وکیل کرنا بھی نیت ہے۔ دوسری بات برس روز پورا ہونے پر جلدی کرنا ہے اور صدقۂ فطر کو عید فطر کے روز سے تاخیر نہ کرے۔ اور اُسکے واجب ہونے کا وقت آخر دن رمضان کے آفتاب ڈوبنے سے ہو جاتا ہے اور پیشتر دینے کا وقت تمام ماہ رمضان ہے اور جو شخص باوجود قدرت کے مال کی زکوٰۃ دیر کردے تو گنہگار ہوگا اور پھر اگر اُسکا مال جاتا رہیگا اور مستحق زکوٰۃ کے پانے پر قادر ہوگا تو زکوٰۃ اُسکے ذمہ سے ساقط نہوگی۔ اور اگر مستحق کے نہ ملنے کی جہت سے تاخیر کی اور اس اثنا مین مال جاتا رہا تو اُسکے ذمہ سے زکوٰۃ ساقط ہو جاویگی۔ اور زکوٰۃ کا پیشتر دینا بھی جائز ہے بشرطیکہ مال نصاب کے برابر ہو لیا ہو اور سال شروع ہو گیا ہو اور دو برس کی زکوٰۃ پیشتر دینی بھی درست ہے اور جس صورت مین کہ زکوٰۃ پیشتر دے اور مسکین زکوٰۃ لینے والا برس روز پورا ہونے سے پیشتر مر گیا یا مرتد ہو گیا یا اس مال کے سوا اور کسی مال سے غنی ہو گیا یا مالک مال کا مال جاتا رہا تو کچھ اُسنے پیشتر دیا تھا وہ زکوٰۃ مین شمار نہوگا اور اُسکا واپس کرنا ہو نہین سکتا بجز اسطرح کے کہ دیتے وقت کہدیا ہو کہ ایسا ویسا ہوگا تو واپس کرلینگے لہذا مالک مال کو انجام کا بھی لحاظ ضرور ہے دوسری یہ کہ زکوٰۃ واجب کا عوض باعتبار قیمت کے نہ دے بلکہ جو چیز واجب ہوئی ہو وہی دیوے یہانتک کہ سونے کے عوض چاندی نہ دے نہ چاندی کے عوض سونا اگرچہ قیمت بڑھا کر ہی دے۔ اور غالباً بعض لوگ جو امام شافعیؒ کی غرض نہین سمجھتے وہ اس امر مین تساہل کرتے ہین اور مقصود دیکھ لیتے ہین کہ فقیر کی حاجت کا روکنا ہے اور یہ بات علم سے بہت دور ہے کیونکہ یہ صحیح کہ زکوٰۃ دینے مین فقیر کی حاجت کا بند کرنا ہے مگر یہ کُل مقصود نہین مقصود کا ایک ٹکڑا ہے کیونکہ شرع کے واجب تین طرح کے ہین ایک تو وہ ہین کہ محض عبادت ہین غرض اور مطلب کو انمین کچھ

دخل نہین جیسے شلاً حج مین کنکرون کو پھینکنا کہ جمرات کو کنکرون کے اُن تک پہونچنے سے کچھ غرض نہین تو اس باب مین شرع کا مقصود عمل کا شروع کرنا ہی تاکہ بندہ اپنی بندگی اور غلامی ایسے فعل سے ظاہر کرے کہ جسکے معنی کچھ سمجھ مین نہین آتے کیونکہ جسکے معنی سمجھ مین آتے ہین اُسپر تو کبھی طبیعت بھی مدد دیتی ہو اور اُسکی طرف بُلاتی ہو تو اُس سے غلامی اور بندگی کا خلوص ظاہر نہوگا اسلیے کہ بندگی اُسی کو کہتے ہین کہ حرکت صرف معبود کے امر کے باعث ہو اور کسی جہت سے نہو اور اعمال حج کے سب اسی طرح کے ہین اور اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے احرام مین ارشاد فرمایا لبیک بحجۃ حقا تعبدا ورقا- اسمین تنبیہ ہو کہ یہ احرام صرف امر کی فرمانبرداری سے بندگی کا اظہار ہو اور جسطرح حکم ہوا ہو اُسکو مان لینا ہو بدون اسکے کہ عقل کو کوئی بات اسمین سے ایسی ملی ہو جسکی طرف وہ میل کرے یا اُسپر اُبھارے دوسری طرح واجبات شرع کی وہ ہو کہ اُس سے مقصود ایک غرض معقول ہو عبادت مقصود نہو جیسے قرضداردنکا قرض ادا کرنا اور چھینی ہوئی چیز کا واپس کرنا ہو کہ اسمین معتبر صرف نیت اور فعل نہین بلکہ جسوقت حق حقدار کو پہونچ جاوے خواہ اصل ہو خواہ اُسکا عوض در صورت حقدار کی رضامندی کے تو وجب ادا ہو جاویگا اور شریعت کا خطاب ٹلجاویگا پس یہ دونون طور ایسے ہین کہ اُنمین ترکیب نہین اسکو سب آدمی جان سکتے ہین تیسری قسم واجبات کی مرکب ہو جس سے دونون باتین مقصود ہین کہ بندون کی غرض بھی نکلے اور مکلف کی بندگی کا امتحان بھی ہو یعنی کنکرون کے مارنے مین جو عبادت محض تھی اور حقوق کے دینے مین جو غرض نری تھی وہ دونون اسمین ایک ساتھ ہون تو یہ صورت بذات خود معقول ہو اگر شریعت اِس قسم کا واجب بندہ پر مقرر فرمادے تو دونون باتون کا جمع کرنا واجب ہو اور ان دونون مین سے ظاہر تر کو دیکھکر جو مضمون عبادت نہایت باریک ہو اُسکو بھولنا نہ چاہیے اسلیے کہ کیا معلوم ہو شاید باریک تر ہی اہم ہو اور زکوٰة اِسی قسم کا واجب ہو اور اس نکتہ پر بجز امام شافعی رح کے اور کوئی واقف نہین ہوا پس زکوٰة مین فقیر کی حاجت کو بند کرنا صاف بات ہو اور جلد سمجھ مین آتی ہو اور حق عبادت تفصیل وار دینے مین مقصود شرع ہو اور اسی اعتبار سے زکوٰة نماز اور حج کی ہمسر ٹھہری کہ ایک بناے اسلام ہو اور اسمین شک نہین کہ مالدار پر اپنے مال کی جنسون کو جدا کرنے اور ہر ایک جنس مین سے حصہ رسد زکوٰة نکالنے مین اور پھر اُسکو آٹھون قسم کے مصرف پر تقسیم کرنے مین بڑی دقت ہو اور اس باب مین تساہل کرنے سے فقیر کی غرض مین تو کچھ خلل نہین مگر عبادت ہونے کے مقصود مین خلل پڑتا ہو- اور انواع کی تعیین سے مقصود شارع عبادت کا ہونا اُن باتون سے معلوم ہوتا ہو جنکو ہمنے فقہی مسائل کے خلافی مسائل مین بیان کیا ہو اور اُنمین سے واضح تر یہ ہو کہ شریعت نے پانچ اونٹون مین ایک بکری واجب کی ہو اسمین اونٹون سے بکری کی طرف میل کیا کچھ نقد نہ دلایا نہ قیمت کا اعتبار کیا اور اگر کوئی یہ کہے کہ نقد روپیہ عرب والون کے پاس کم ہوتا ہو اسلیے نقد کو نہین لیا تو یہ قول اُس صورت سے باطل ہو گا جو شریعت نے نقصان سن کے کسر بھرنے مین دو بکریون کے عوض مین بیس درم ذکر کیے ہین یعنی کسر بھرنے مین یہ کیون نہ کہا کہ جس قدر قیمت ناقص ہو اُس قدر لینا چاہیے بیس درم کی قید کیون لگائی اور اگر کپڑے اور اسباب سب ایک سے ہین تو دو بکریون کی قید کیا ضرور تھی غرض کہ یہ اور اِس جیسی اور تخصیصون سے معلوم ہوتا ہو کہ زکوٰة بھی عبادت سے خالی نہین جیسے حج کے افعال اُنسے خالی نہین لیکن زکوٰة مین دو باتین اکٹھی ہین اور چونکہ ضعیف ذہن مرکب چیزون کے دریافت سے قاصر ہین اِسی وجہ سے اُنمین غلطی کرتے ہین چوتھی یہ کہ صدقہ کو دوسرے شہر مین نہ لیجاوے کیونکہ ہر شہر کے مساکین وہان کے مالون کو تاکتے ہین اگر یہ وہان سے لیجاویگا تو اُنکے گمان باطل اور امیدین جھوٹھی پڑینگی پھر اگر ایسا کریگا تو ایک قول کے بموجب کافی ہو گا مگر خلاف کے شبہہ سے باہر ہو جانا اچھا ہو یعنی ہر ایک مال کی زکوٰة اُسی شہر مین نکالے اور وہان کے غریبون پر اُسکو تقسیم کردے پانچوین یہ کہ زکوٰة کے مال کے اتنے حصے کرے جتنے مصرف کے اقسام اُس شہر مین موجود ہون کیونکہ مصرف کی ساری قسمون کو پہونچانا زکوٰة دینے والے پر واجب ہو اور اس پر ظاہر قول خداوندی دلالت کرتا ہو چنانچہ ارشاد فرمایا- انما الصدقات للفقراء والمساکین الخ یعنی صدقات اُن لوگون کو پہونچنے چاہیین یہ آیت ایسی ہو جیسے کوئی مریض کہے کہ میرا تہائی مال فقرا اور مساکین کے لیے ہو یہ وصیت یہی چاہتی ہے کہ مال مین دونون فریق شریک رہین اسی طرح آیت مین تمام اقسام کی شرکت مراد ہو- اور عبادات مین ظاہر امور پر پڑ جانے سے احتراز کرنا چاہیے باطن کے مقاصد کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیے- اب ان آٹھ قسمون مین سے دو قسمین تو اکثر شہرون مین مفقود ہین یعنی ایک

کہ اُنکو تالیف قلوب کے لیے دیا جاوے دو دوسری زکوٰۃ کے عامل اور چار قسمین تمام شہرون مین موجود ہین یعنی فقرا اور مساکین اور قرض دار اور مسافر جنکے پاس مال نہو اور دو قسمین ایسی ہین کہ بعض شہرون مین ہین اور بعضون مین نہین یعنی غازی اور مکاتب پس اگر زکوٰۃ دینے والے کے شہر مین پانچ قسمین مصرف زکوٰۃ مین سے ہون تو چاہیے کہ مال زکوٰۃ کے پانچ حصے برابر کرے اور ایک حصہ ایک قسم کا معین کر دے پھر ان پانچون حصون کے تین تین ٹکڑے یا زیادہ کر لے خواہ برابر ہون یا کم و بیش اور یہ واجب نہین کہ اُن قسمون کے ہر ہر شخص کو بھی برابر دیوے بلکہ اختیار ہی کہ ایک قسم کے دس آدمیون کو دے اور دوسری کے بیس شخصون کو اور ظاہر ہی کہ انکا حصہ اول شخصون سے آدھا ہوگا مگر قسمون مین کمی بیشی نہین ہو سکتی ہر قسم مین تین آدمیون سے کم نہ کرے - اور اگر مقدار واجب صدقہ فطر کا ایک صاع ہو اور شہر مین پانچ قسمین مصرف کی ہون تو چاہیے کہ اس صاع کو پندرہ آدمیون کو پہونچاوے کہ ہر قسم مین سے تین ہو جاوین اور اگر باوجود امکان کے ایک کو نہ پہونچے تو اُسکو اپنے پاس سے تاوان دے - پس اگر مقدار واجب کی کمی کی جہت سے اسطرح تقسیم کرنا اُسپر دشوار پڑے تو اس صورت مین چاہیے کہ جن لوگون پر زکوٰۃ واجب ہی اُنکے شریک ہو جاوے اور اپنا مال اُنکے مال مین ملا دے خواہ مستحق شخصون کو جمع کرکے اُنکے حوالہ کرے تاکہ وہ آپس مین تقسیم کر لین کیونکہ سب کو پہونچانا اُسپر ضروری ہی

دوسرا بیان زکوٰۃ کے آداب باطنی کے ذکر مین - جاننا چاہیے کہ طریق آخرت کے طالب کے لیے زکوٰۃ دینے مین کئی آداب ہین آداب اول زکوٰۃ کے واجب ہونے کو اور اُسکی علت کو سمجھنا اور اُسمین امتحان کی وجہ خیال کرنی اور یہ بات دریافت کرنی کہ زکوٰۃ اسلام کے ارکان مین سے کیون ہوئی باوجودیکہ یہ تصرف مالی ہی بدنی عبادت نہین اور اسکے وجوب کی تین وجہین ہین - اول کہ شہادت کے دونون کلمون کا بولنا توحید کا لازم پکڑنا اور معبود کی وحدانیت کی گواہی دینی ہی اور اُسکا اچھی طرح پورا کرنا اسطرح ہی کہ موحد کے نزدیک سواے واحد یکتا کے اور کوئی محبوب نرہے کیونکہ محبت شرکت کو قبول نہین کرتی اور صرف زبان سے توحید کا بولنا نافع کم ہی بلکہ درجۂ محبت کا امتحان محبوب چیزون کی مفارقت سے کیا جاتا ہی اور خلائق کے نزدیک مال بہت محبوب ہین کہ دنیا کی کاربرآری کا ذریعہ وہی پڑتے ہین اور اس جہان مین اُنھین سے اُنکو اُنس رہتا ہی اور موت سے نفرت کرتے ہین باوجودیکہ موت مین ملاقات محبوب میسر ہی اسلیے اپنے صدق دعوی کے ثبوت کے لیے امتحان اس محبوب چیز کا لیا گیا کہ جو شے تمھاری منظور نظر اور معشوق ہی اُسکو ہماری راہ مین دو اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی ؎ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ - اور یہ امر جہاد سے متعلق ہی یعنی خداے تعالیٰ کے شوق دیدار مین جان سے دست بردار ہونا اور مال سے چشم پوشی کرنی تو جان کی نسبت کر بہت سہل ہی اور جب کہ مالون کے خرچ کرنے مین یہ معنی سمجھے گئے تو اس بنا پر آدمیون کی تین قسمین ہو گئین ایک تو وہ جنھون نے توحید کو سچی طرح سے ادا کیا اور اپنے عہد کو پورا کیا اور اپنے سب مال سے دست بردار ہوے نہ اشرفی رکھی نہ روپیہ اور اس بات کے درپے ہی نہوے کہ اُنپر زکوٰۃ واجب ہو یہانتک کہ بعض اکابر سے کسی نے سوال کیا کہ دو سو درہم مین زکوٰۃ کتنی واجب ہی اُنھون نے فرمایا کہ عوام پر تو شرع کے حکم سے پانچ درم واجب ہین لیکن ہم لوگون پر سب کا دے ڈالنا واجب ہی اور اسی جہت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صدقہ کی فضیلت بیان فرمائی تو حضرت ابوبکر صدیق نے اپنا سب مال دے ڈالا اور حضرت عمر رضہ نے نصف مال دیا اور حضرت ابوبکر صدیق سے جو آنحضرت صلعم نے پوچھا کہ تمنے اپنے گھر والون کے لیے کیا چھوڑا تو فرمایا کہ اللہ اور اُسکا رسول اور حضرت عمر رضہ سے پوچھا کہ تمنے کیا چھوڑا عرض کیا کہ اتنا ہی گھر والون کے لیے چھوڑا ہی جتنا حاضر خدمت کیا ہی آپنے فرمایا کہ تم دونون مین اتنا ہی فرق ہی جتنا تم دونون کے دونون کلمون مین ہی غرضکہ حضرت صدیق رضنے تمام صدق کو پورا کیا کہ اپنے پاس سواے محبوب یعنی اللہ اور اُسکے رسول کے اور کچھ نہ چھوڑا - دوسری قسم وہ لوگ ہین جنکا درجہ اُنکے درجہ سے کم ہی اور وہ لوگ اپنے مال کو روکتے ہین اور حاجت کے وقتون اور خیرات کے موسمون کو تاکتے رہتے ہین غرضکہ جمع کرنے سے اُنکا قصد یہ ہوتا ہی کہ بقدر حاجت خرچ کرین عیش مین نہ اُڑادین اور جو کچھ حاجت سے بچ رہے اُسکو نیک راہ مین جب موقع ملے دے ڈالین اور یہ لوگ صرف مقدار زکوٰۃ پر قناعت نہین کرتے بلکہ اُسکے سوا اور صدقات بھی دے دیتے ہین - اور نخعی

ف اللہ نے خرید لی مسلمانون سے اُنکی جان اور مال اس قیمت پر کہ اُنکو بہشت ہی ۱۲ اخرج ابوداؤد و ترمذی و حاکم بروایۃ عمر رضہ مگر اُسمین آخر کا یہ جملہ نہین کہ تم دونون مین اتنا ہی فرق ہی جتنا دونون کے کلام مین اس جملہ کو حسن بصری رح نے مرسلاً روایت کیا ہے ۱۲

اور نخعی

اور شعبی اور عطاء اور مجاہد جیسے علماء کی یہ راے ہی کہ مال مین زکوٰۃ کے سوا اور حقوق بھی ہین چنانچہ شعبی سے جب پوچھا گیا کہ مال مین زکوٰۃ کے سوا کوئی اور حق بھی ہی تو فرمایا کہ ہان اور بھی ہی کیا تو نے نہین سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وآتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتمی الآیہ - اور ان علما کا استدلال اس آیت سے بھی ہی ومما رزقناہم ینفقون - اور اس سے وانفقوا مما رزقنکم - اور کہتے ہین کہ یہ آیتین آیت زکوٰۃ سے منسوخ نہین ہوئی ہین بلکہ مسلمانون کا حق جو ایک دوسرے پر ہی اُنہین داخل ہین اور انکے معنی یہ ہین کہ توانگر آدمی جب کسی محتاج کو پاوے تو اُسپر واجب ہی کہ اُسکی حاجت کو مال زکوٰۃ کے سوا سے دُور کرے - اور جو امر کہ فقہ مین اس باب مین درست ہی وہ یہ ہی کہ جب حاجت سے آدمی کی جان پر آبنے تو اُسکا دُور کرنا اورون پر فرض کفایہ ہی اسلیے کہ مسلمان کا تلف کرنا درست نہین مگر ہوسکتا ہی کہ یون کہا جاوے کہ دولت والے پر صرف اتنا واجب ہی کہ جسقدر سے محتاج کی حاجت دُور ہو وہ اُسکو قرض دے دے ویسے ہی دے ڈالنا جس صورت مین کہ زکوٰۃ اپنے ذمہ سے ادا کرچکا ہو لازم نہین اور یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ اُسپر لازم ہی کہ فی الحال اُسکو خرچ دے ڈالے قرض دینا درست نہین بہرحال اس مسئلہ مین اختلاف ہی لیکن قرض دینے کی صورت سب سے اخیر درجہ کی طرف اُترنا ہی جو عوام کے درجات مین سے ہی - اور تیسری قسم بھی وہی ہی یعنی تیسری قسم ایسے لوگ ہین کہ صرف واجب کے ادا کردینے پر اکتفا کرتے ہین نہ اُسپر بڑھاتے ہین نہ اُس سے گھٹاتے ہین اور یہ مرتبہ سب مراتبون سے کم ہی اور عوام سب کے سب اسی پر کفایت کرتے ہین اسوجہ سے کہ مال پر مائل اور بخیل ہوتے ہین اور آخرت کی محبت اُنکو کم ہوتی ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ان یسالکموہا فیحفکم تبخلوا - یعنی اگر تم سے مال مانگے اور مبالغہ کرے تو تم بخل کرو لیس اُس بندے مین جس سے اللہ تعالیٰ نے مال اور جان جنت کے عوض مین خرید لی ہو اور اُسمین کہ جسپر بخل کے باعث مبالغہ نہ کیا جاتا ہو بہت فرق ہی - حاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جو بندون کو مالون کے صرف کرنے کو حکم کیا ہی اُسکی ایک وجہ یہ تھی جو اوپر مذکور ہوئی - دوسری وجہ صفت بخل سے پاک کرنے کی ہی کہ یہ صفت مہلکات مین سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین ثلث مہلکات شح مطاع وہوی متبع واعجاب المرء بنفسہ - اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ومن یوق شح نفسہ فاولئک ہم المفلحون - جلد سوم مہلکات مین ہم اسکے مہلک ہونے کی وجہ اور اُس سے نجات کی صورت بیان کرینگے - اور ظاہر ہی کہ بخل کی صفت اسی طرح دُور ہوتی ہی کہ آدمی مال کے دے ڈالنے کا عادی ہو کیونکہ کسی چیز کی محبت جدا نہین ہوتی جب تک کہ نفس کو اُسکی مفارقت پر زور نہ دیا جاوے یہان تک کہ اُس سے جدا ہونے کا خوگر ہو جاوے اور اس وجہ کے اعتبار سے زکوٰۃ پاک کرنے والی ہی یعنی زکوٰۃ دینے والے کو بخل کی ناپاکی سے جو مہلک ہی پاک کردیتی ہی اور اُسکا پاک کرنا اُسی قدر ہوگا جسقدر آدمی کو دینے سے خوشی اور اللہ تعالیٰ کی راہ مین صرف کرنے سے راحت ہوگی - تیسری وجہ شکر نعمت ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت بندہ پر خود اُسمین اور اُسکے مال مین دونون مین ہی پس عبادات بدنی نعمت بدن کا شکر ہی اور مالی نعمت مال کا اس صورت مین وہ شخص بڑا خسیس ہی جو فقیر کو دیکھے کہ اُسپر روزی تنگ ہی اور اپنا محتاج ہوکر آیا ہی اور باوجود اسکے اسکا نفس گوارا نہ کرے کہ خداے تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ مجکو سوال سے غنی کیا اور دوسرے کو میرا دست نگر بنایا اور چالیسوان حصہ خواہ دسوان نہ نکالے بلکہ اس نعمت کا شکرانہ ضرور چاہیے ؎

نہ خواہندہ بر در دیگران ٭ بشکرانہ خواہندہ از در مران ٭

دوسرا ادب ادا کے وقت مین ہی - ارباب دین کے آداب مین سے ہی کہ وقت وجوب سے پیشتر ہی زکوٰۃ ادا کرین تاکہ معلوم ہو کہ حکم خدا کی تعمیل کی رغبت رکھتے ہین اور فقرا کے دلون کو آسایش پہونچے اور زمانہ کے موانع سے برطرف رہین کہ نہ معلوم خیرات مین کچھ ہرج نہ پڑجاوے اور یہ بھی وہ جانتے ہین کہ تاخیر مین بہت سی آفتین ہین ایک یہ ہی کہ اگر وقت وجوب سے تاخیر ہو جاوے تو مبتلاے معصیت ہونا پڑیگا پس جبکہ باطن مین خیر کا باعث ظاہر ہو تو آدمی کو چاہیے کہ اُسکو غنیمت جانے کیونکہ یہ فرشتے کا اُتارا ہی اور مومن کا دل خداے تعالیٰ کی دو انگلیون کے درمیان مین ہی اُسکو پلٹتے دیر نہین لگتی علاوہ ازین شیطان مفلسی کا خوف دلاتا ہی اور فحش اور منکرات کا حکم کرتا ہی اور ہر فرشتے کے اُتارے پیچھے اُسکا اُتارا دل پر ہوتا ہی تو سبب خیر کے دل مین گذرنے کو غنیمت جانے اور اگر کسی خاص مہینے مین اکٹھی زکوٰۃ دیا کرتا ہو تو زکوٰۃ کو اُس مہینے کے لیے معین کرکے رکھ چھوڑے اور اس باب مین کوشش کرنی چاہیے کہ زکوٰۃ دینے کا وقت افضل وقتون مین سے ہو تاکہ قربت بھی اسکے باعث زیادہ ہو اور زکوٰۃ بھی

دو چند ہو جاوے مثلاً ماہ محرم مین دیوے کہ یہ سال کا شروع مہینہ ہی اور حرام مہینون مین سے ہی یا رمضان مین زکوٰۃ نکالے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینہ مین سب سے زیادہ سخاوت کرتے تھے اور آندھی کی طرح ہوتے تھے کہ کوئی چیز گھر مین نہ چھوڑتے تھے اور رمضان مین شب قدر کی بھی فضیلت ہی اور قرآن اسمین نازل ہوا ہی اور مجاہد رح کہا کرتے کہ رمضان مت کہو کہ یہ ایک نام خدا تعالیٰ کا ہی بلکہ شہر رمضان کہا کرو۔ اور ماہ ذیحجہ بھی بہت فضیلت رکھتا ہی کہ حرام مہینون مین سے ہی اور اسمین حج اکبر ہوتا ہی اور ایام معلومات یعنی پہلا عشرہ اسمین ہی اور ایام معدودات جو تشریق کے دن ہین وہ بھی اسمین ہین اور ماہ رمضان کے دنون مین سے بہتر پیچھے کے دس روز ہین اور ماہ ذیحجہ کے دنون مین سے اول کے دس روز

تیسرا ادب زکوٰۃ کو پوشیدہ دینا ہی کہ نمود اور شہرت اور ریا سے دور رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین ح افضل الصدقۃ جہد المقل الی فقیری سر۔ اور بعض علماء نے کہا ہی کہ تین چیزین خیرات کے خزانون مین سے ہین اُنمین سے ایک صدقہ کا پوشیدہ دینا ہی۔ اور ایک حدیث مسند مین ح بھی یہ مضمون مروی ہی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ح کہ بندہ کوئی کام خفیہ کرتا ہی تو اللہ تعالیٰ اُسکو خفیہ مین ارقام فرماتا ہی پھر اگر وہ اُسکو ظاہر کرتا ہی تو اللہ تعالیٰ اُسکو خفیہ کے دفتر سے ظاہر مین نقل کر دیتا ہی اور اگر وہ شخص اُس عمل کو کسی اور سے کہتا ہی تو خفیہ اور ظاہر دونون کے دفتر مین سے اُسکو دور کرکے ریا مین لکھ لیتا ہی۔ اور حدیث ح مشہور مین ہی کہ آپ نے فرمایا کہ سات آدمی ایسے ہین کہ اللہ تعالیٰ اُنکو اُس روز سایہ مین رکھیگا جس روز کہ کوئی سایہ بجز اُسکے عرش کے سایہ کے نہو گا اُنمین سے ایک شخص وہ ہی کہ اُسنے کوئی صدقہ دیا ہوا ور اُسکے بائین ہاتھ کو خبر نہوئی ہو کہ اُسکے داہنے نے دیا ہی۔ اور ایک حدیث ح مین ہی کہ صدقۃ السر تطفی غضب الرب۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وان تخفوہا وتوتوہا الفقراء فہو خیر لکم۔ اور پوشیدہ دینے کا فائدہ ریا اور شہرت کی آفت سے چھوٹنا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ح ہی کہ خداے تعالیٰ شہرت والے اور ریاکار اور منت رکھنے والے سے قبول نہین فرماتا۔ اور جو شخص اپنے صدقہ کو کہتا پھرتا ہی وہ شہرت کا طالب ہی اور جو لوگون کے مجمع مین دیتا ہی وہ ریا کا خواہان ہی اور پوشیدہ دینا اور چپ رہنا ان دونون آفتون سے بچاؤ ہی اور بعض اکابر نے پوشیدہ خیرات کرنے مین بہت مبالغہ کیا ہی یہان تک کہ اس باب مین کوشش کی کہ لینے والا دینے والے کو نہ پہچانے اسکے لیے بعض آدمی تو اندھے کے ہاتھ مین خیرات ڈال دیتے ہین اور بعض فقیر کے رستہ مین اور اُسکے بیٹھنے کی جگہ مین پھینک دیتے تھے ایسی طرح کہ وہ چیز کو دیکھ لے اور دینے والے کو نہ دیکھے اور بعض سوتے ہوے فقیر کے پلہ مین باندھ دیتے تھے اور بعض دوسرے شخص کے ہاتھون فقیر کے پاس پہونچا دیتے تھے کہ اُسکو دینے والے کا حال نہ معلوم ہو اور درمیانی شخص اُسکا حال پوشیدہ رکھتا تھا اور وہ درمیانی سے کہہ بھی دیتا تھا کہ ظاہر مت کرنا اور یہ سب اس لیے تھا کہ خداے تعالیٰ کے غصہ کو بجھانے کا ذریعہ پیدا کرین اور شہرت اور ریا سے بچے رہین۔ اور جب ایسی صورت ہو کہ بدون ایک شخص کے معلوم کیے خیرات کا دینا نہو سکے تو بہتر ہی کہ وہ ایک وکیل کو سپرد کر دے کہ وہ مسکین کو حوالہ کرے اور اُسکو خبر نہو کہ کسنے دیا اس لیے کہ مسکین کے پہچاننے مین ریا اور احسان دونون ہین اور درمیانی کے جاننے مین صرف ریا ہی ہوگی دو باتین تو نہونگی اور جس صورت مین کہ دینے والے کو شہرت مقصود ہو تو اُسکا عمل لغو ہو جاویگا کیونکہ زکوٰۃ بخل کے دور کرنے اور مال کی محبت کم کرنے کو ہی اور جاہ کی محبت بہ نسبت مال کی محبت کے نفس پر زیادہ چھاتی ہی۔ اور آخرت مین ان دونون مین سے ہر ایک مہلک ہی مگر بخل کی صفت قبر مین بشکل گزندہ بچھو کے متمثل ہوگی اور ریا کی صفت سانپ کی سی ہوگی اور آدمی کو ان دونون چیزون کے سست کرنے کا خواہ مار ڈالنے کا حکم ہی تاکہ اُنکی اذیت بالکل نہو یا کمتر ہو پس جب کہ قصد ریا اور شہرت کا کریگا تو گویا بچھو کے بعض اجزا کو سانپ کی غذا بناویگا تو ظاہر ہی کہ جس قدر بچھو کم زور ہوگا اُسی قدر سانپ زور آور ہوگا اس سے تو اگر ویسا ہی رہنے دیتا تو اُسپر آسان ہوتا۔ اور ان صفات کی خواہش کے خلاف عمل کرنے سے ہی غرض کہ اسمین کیا فائدہ ہی کہ سبب بخل کے تو خلاف کرے اور سبب ریا کی اطاعت کرے اس سے تو ادنیٰ چیز کم زور ہو جاویگی اور قوی کو اور زیادہ قوت ہوئی اور قریب ہی کہ جلد سوم مہلکات مین ان امور کے اسرار آوینگے۔

ح بخاری و مسلم بروایت ابن عباس ۱۲ ح بسند ضعیف ۱۲ ... ح ابو داؤد و حاکم بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ۱۲ ح ابو نعیم بروایت ابن عباس بسند ضعیف ۱۲ ح خطیب بروایت انس ... ح بخاری و مسلم بروایت ابوہریرہ ۱۲ ح پوشیدہ دینا صدقہ کا اللہ تعالیٰ کے غصہ کو دور کرتا ہی ۱۲ ح طبرانی بروایت ابن عباس ... ح اسکی اسناد ... ان الفاظ سے ...

چوتھا ادب یہ ہی کہ جہان جانے کہ میرے ظاہر مین زکوٰۃ دینے سے اور لوگون کو ترغیب ہوگی اور میرا اتباع کرینگے تو وہان ظاہر دیوے اور اس صورت مین ریا سے آدمی کے بچنے کا طریق وہ ہی جسکو ہم نے باب الریا مین علاج ریا کا ذکر کیا ہی اور ظاہر دینے کے باب مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اِن تبدوا الصدقات فنعما ہی - یہ اُسی جگہ کے لیے ہی کہ حال مقتضی ظاہر دینے کا ہو یا دوسرون کی اقتدا کے لیے یا اسلیے کہ سائل نے مجمع مین سوال کیا ہی تو ریا کے ڈر کے مارے ظاہر مین تصدق کرنے کو چھوڑنا نچاہیے بلکہ خیرات کرنی چاہیے اور اپنے باطن کو حتی الوسع ریا سے محفوظ رکھنا چاہیے اور اسکی وجہ یہ ہی کہ ظاہر دینے مین ایک اور خرابی بھی ہی سواے احسان اور ایذا کے اور وہ فقیر کے پردہ کو پھاڑنا ہی کیونکہ اکثر سائل کو اس بات سے ایذا ہوتی ہی کہ کوئی اُسکو محتاج کی صورت مین دیکھے پس جبکہ خود اُسنے اپنے پردہ کو خیال نہ کیا اور بظاہر سوال کیا تو یہ تیسری خرابی اُس شخص کے حق مین ممنوع نہین اُسکی مثال ایسی ہی جیسے کوئی فسق چھپا کر کرتا ہو کہ اُسکا ظاہر کرنا اور سراغ لگانا اور رغبت کرنی ممنوع ہی مگر جو شخص خود فسق کو ظاہر کرے تو ایسے کے فسق کو ظاہر کرنا اُسکی سزا ہی مگر اُسکا سبب وہ خود ہی ہی اور اسی جیسی وجہ سے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ من القی جلباب الحیاء فلا غیبۃ لہ - اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہی وانفقوا مما رزقناہم سرا و علانیۃ - اِس آیت مین علانیہ دینے کے لیے بھی ارشاد فرمایا اسوجہ سے کہ اُسمین اورون کی ترغیب کا فائدہ ہی غرضکہ آدمی کو چاہیے کہ ظاہر دینے مین جو فائدہ ہی اُسکو اُس خرابی سے جو اُسمین لازم آتی ہی فکر دقیق سے سوچے اسلیے کہ یہ امر احوال اور اشخاص کے مختلف ہونے سے اور کا اور ہو جاتا ہی یہان تک کہ بعض اوقات کچھ حالات مین بعض شخصون کو ظاہر دینا ہی بہتر ہو جاتا ہی اور جو شخص کہ فائدون اور خرابیون کو معلوم کرلے اور شہرت کی نظر سے قطع نظر کرے اُسکو ہر حال مین واضح ہو جاویگا کہ بہتر اور لایق کونسی طرح کا دینا ہی -

پانچوان ادب یہ ہی کہ اپنے صدقہ کو من واذی سے باطل نہ کرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہی لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی - اور ان دونون لفظون کی حقیقت مین لوگون نے اختلاف کیا ہی - بعض کا یہ قول ہی کہ من کے یہ معنی ہین کہ صدقہ کا ذکر کرے اور اذی سے یہ مراد ہی کہ اُسکو ظاہر کرکے دیوے اور سفیان ثوری رح نے فرمایا ہی کہ جو شخص من کرتا ہی اُسکا صدقہ بیکار ہو جاتا ہی اُنسے کسی نے دریافت کیا کہ من کسطرح ہی فرمایا کہ اُسکو ذکر کرے اور لوگون سے کہے - اور بعضون نے کہا ہی کہ من سے مراد یہ ہی کہ صدقہ کے عوض مین فقیر سے خدمت لیوے اور اذی یہ ہی کہ اُسکو فقیری کا ننگ دلاوے اور کچھ کہتے ہین کہ من یہ ہی کہ فقیر پر اپنے دینے کی جہت سے تکبر کرے اور اذی یہ ہی کہ اُسکو زجر و توبیخ سوال پر کرے - اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ اللہ تعالیٰ منت رکھنے والے کا صدقہ قبول نہین فرماتا - اور میرے نزدیک یہ ہی کہ من کی ایک جڑ اور بنا ہی جو دل کے احوال اور صفات مین سے ہی پھر اُس سے زبان اور اعضا پر احوال متفرع ہوتے ہین پس اصل اُسکی یہ ہی کہ اپنے آپ کو سمجھے کہ مین نے فقیر پر احسان اور انعام کیا حالانکہ اُسکو یہ سمجھنا چاہیے تھا کہ فقیر نے مجھپر احسان کیا کہ اللہ تعالیٰ کا حق مجھسے وصول کر لیا جس سے میری طہارت اور دوزخ سے نجات ہوگی اگر بالفرض وہ قبول نہ کرتا تو میرا گلا اُس حق مین پھنسا رہتا تو زیبا یہ تھا کہ فقیر کا احسان اپنے اوپر خیال کرے کہ فقیر نے اپنا ہاتھ خدا یتعالیٰ کے حق کے وصول کرنے کے لیے اُسکی طرف سے قائم مقام کر دیا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ صدقہ بیشتر اس سے کہ سائل کے ہاتھون مین پہونچے خداے تعالیٰ کے ہاتھ مین پڑتا ہی تو یون سمجھنا چاہیے کہ مین اللہ تعالیٰ کا حق دیتا ہون اور فقیر جو اُسکو لیتا ہی وہ خدا یتعالیٰ سے اپنا رزق لیتا ہی مگر پہلے یہ مال خدا یتعالیٰ کا ہو جاتا ہی پھر فقیر کو ملتا ہی اگر بالفرض کسی شخص کا اس مالدار کے ذمہ قرض ہوتا اور قرضخواہ اُس سے کہہ دیتا کہ یہ قرض میرے خادم یا غلام کو دے دینا اور اُس خادم اور غلام کا خورد و نوش اُس قرضخواہ کے ذمہ ہوتا تو اب یہ شخص اگر یہ خیال کرتا کہ مین اس غلام یا خادم پر احسان کرتا ہون تو اُسکی حماقت اور جہالت تھی کیونکہ اُسپر احسان تو وہ کرتا ہی جو اُسکے خورد و نوش کا کفیل ہی یہ شخص تو اُسکا وہ قرض ادا کرتا ہی جو اُسکے ذمہ کسی محبوب چیز کے لینے کی جہت سے ہوا ہی پس قرض کا ادا کرنا اپنے حق مین فائدہ کرتا ہی نہ دوسرے پر احسان جتانا - اور جب وہ تینون وجہین جو ہمنے زکوٰۃ کے وجوب مین فکر کی ہین آدمی معلوم کرلے یا اُنہین سے ایک سمجھے تو پھر اپنے آپ کو دوسرے پر احسان کرنے والا نہ جانیگا بلکہ یہی سمجھیگا کہ خود

اپنے نفس پر احسان کرتا ہون یعنی مال کو خواہ خداے تعالیٰ کی محبت ظاہر کرنے کے لیے دیتا ہون یا اپنے نفس کو بخل کی بُرائی سے پاک کرنے کے لیے یا مال کی نعمت کا شکر ادا کرنے کے لیے دیتا ہون کہ خدا تعالیٰ اور زیادہ دیوے - اور ان تینون صورتون مین اسکے اور فقیر کے درمیان مین کوئی معاملہ نہین تاکہ یہ سمجھے کہ مین فقیر پر احسان کرتا ہون - اور جب اس اصل سے جاہل ہوتا ہو اور اپنے آپ کو فقیر پر محسن سمجھتا ہو تب اُسکے ظاہر پر اس سے دو باتین متفرع ہوتی ہین جو من کے معنون مین مذکور ہوئی ہین یعنی صدقہ کا ذکر کرنا اور ظاہر کرنا اور فقیر سے اُسکا بدلہ چاہنا کہ شکر گزار اور دعا گو ہو اور خدمت اور تعظیم کرے اور حقوق بجا لاوے اور مجلسون مین آگے بٹھلاوے اور کامون مین پیروی کرے کہ یہ سب امور منت کے ثمرے ہین اور منت کے معنی باطن مین وہی ہین جو ہم لکھ چکے ہین - اور اذی کے معنی تو ظاہر مین تو جھڑکی اور عیب لگانے اور درشت کلامی اور ترشروئی اور ظاہر دینے سے پردہ دری اور فقیر کے ساتھ اقسام سبکی کے کاربند ہونے کے ہین مگر باطن مین جو اسکا منشا ہو وہ دو باتین ہین اول مال پر سے ہاتھ اُٹھانے کو بُرا جاننا اور نفس پر اُسکا سخت گذرنا کہ خلق کو یہ بہت دشوار ہوا کرتا ہو - دوم اپنے آپ کو یہ سمجھنا کہ مین فقیر سے بہتر ہون یہ شخص اپنی حاجت کے سبب سے مجھ سے رتبہ مین کم ہو اور ان دونون باتون کا منشا جہالت ہو مثلاً مال کے دینے کو بُرا جاننا خالی از حماقت نہین کیونکہ جو کوئی ہزار کے عوض مین ایک درم کے دینے کو بُرا جانے تو اُس سے زیادہ احمق کون ہوگا اور ظاہر ہو کہ مال خداے تعالیٰ کی رضا جوئی اور ثواب اخروی کے لیے دیا کرتے ہین تو یہ چیزین مال کی نسبت کہین اشرف ہین یہ مال کو بخل کی بُرائی کے دُور کرنے کو دیتا ہو یا زیادتی نعمت کے لیے بوجہ شکر کے ادا کرتا ہو بہر حال انہین سے کوئی سی وجہ ہو بُرا معلوم کرنے کی کوئی صورت نہین اور دوسری بات بھی جہالت ہو اسلیے کہ اگر آدمی فقیری کا فضل تونگری کی نسبت کر معلوم کرے اور تونگرون کے خطر کو پہچانے تو کبھی فقیر کو حقیر نہ جانے بلکہ اُسکو تبرک سمجھے اور اُسکے رتبہ کی تمنا کرے کیونکہ تونگرون مین سے نیکبخت آدمی فقیرون سے پانسو برس بعد جنت مین داخل ہونگے اور اسیوجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ ہم الاخسرون ورب الکعبۃ - حضرت ابو ذر نے پوچھا کہ وہ کون ہین فرمایا کہ ہم الاکثرون اموالاً یعنی جن لوگون کے پاس مال بہت ہو پھر فقیر کو کیسے حقیر جانتا ہو جسکے لیے خداے تعالیٰ نے اُسکو مسخر کر رکھا ہو یعنی مالدار اپنی کوشش سے مال کماتا ہو اور اُسکو محنت کر کے بڑھاتا ہو اور حفاظت کرتا ہو پھر اُسپر لازم کر دیا گیا ہو کہ فقیر کو بقدر حاجت دے ڈالے اور زائد حاجت سے اُسکو نہ دے جسکے دینے سے اُسکو ضرر ہو پس اس صورت مین مالدار فقیر کی روزی کے کمانے کے لیے کاروبار کرتا ہو اور فقیر سے اس بات مین جلد ہو کہ لوگون کے حقوق اپنی گردن پر لیتا ہو اور مشقتین بہت سی اُٹھاتا ہو اُن زوائد کی حفاظت مرتے دم تک کرتا ہو یہان تک کہ بعد کو اُسکے دشمن اُس مال کو کھاتے ہین - پس جب آدمی کے دل سے بُرائی دینے کی نکلجاوے اور بُرائی کے بدلے خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ نے توفیق واجب کے ادا کرنے کی دی اور فقیر کو بھیجدیا جسکو مال حوالہ کر کے اُسکے حق سے ادا ہوا اور فقیر نے اُسکو قبول بھی کر لیا تو اس صورت مین اذی اور جھڑکی اور ترشروئی کچھ بھی نہ رہیگی بلکہ فقیر کو دیکر خوش ہوگا اور اُسکی تعریف کریگا اور اُسکا احسان مانیگا - اب اگر یہ کہو کہ منشا من اور اذی کا تمنے یہ بتایا کہ آدمی اپنے آپ کو محسن خیال کرے اور یہ ایک باریک امر ہو اسکی کوئی پہچان بھی ہو جس سے معلوم ہو کہ دینے والے نے اپنے نفس کو محسن نہین سمجھا تو اسکا جواب یہ ہو کہ ہان اسکی علامت باریک اور صاف ہو اور وہ یہ ہو کہ فرض کرلے کہ اس فقیر نے اُسکا کچھ نقصان کر دیا یا اُسکے کسی دشمن سے جاملا پھر دیکھے کہ دینے کے پیشتر اگر ایسی صورت ہوتی اور طبیعت کو بُری معلوم ہوتی اتنی ہی بُرائی اب بھی ہو یا کچھ زیادہ ہو اگر زیادہ ہو تو صدقہ مذکور مین کچھ نہ کچھ میل منت کا ضرور ہو اسلیے کہ اُسنے اس صدقہ کے سبب سے اُس بات کی توقع کی جسکی توقع اُسکو اس صدقہ سے پیشتر نہ تھی - اور یہ امر ایسا باریک ہو کہ کسی کا دل اس سے خالی نہین ہوتا اور اسکا علاج ایک ظاہری ہو اور ایک باطنی دواے باطنی تو اُن حقیقتون کا معلوم کرنا ہو جنکو ہمنے وجوب کی وجہون مین لکھا ہو اور اس بات کو جاننا کہ فقیر ہمپر احسان کرتا ہو کہ ہماری دہش کو قبول کر کے ہمکو پاک کرتا ہو - اور دواے ظاہر یہ ہو کہ دینے والا ایسے فعل کرے جیسے کوئی ممنون شخص کیا کرتا ہو کیونکہ جو افعال اعضا سے صادر ہوتے ہین وہ جسطرح کے اخلاق کے ہوتے ہین دل کو اُنہین کا رنگ چڑھا دیتے ہین

چنانچہ اسکے اسرار اِس باب کے نصف اخیر مین مذکور ہونگے - اور اسوجہ سے بعض اکابر صدقہ کو فقیر کے سامنے رکھکر اپنے آپ کھڑے رہتے اور فقیر سے التجا اُسکے قبول کرنے کی کرتے یہان تک کہ خود اُسکے سامنے سائلون کی صورت بناتے اور فقیر کو اپنے پاس آنا اچھا نہ جانتے بلکہ خود فقیر کے پاس جاکر دینے کو نہایت مناسب سمجھتے - اور بعض اکابر ہاتھ پر صدقہ رکھکر فقیر کے سامنے ہتھیلی پھیلا دیتے تاکہ فقیر اُسکو اٹھالے اور اوپر ہاتھ فقیر ہی کا رہے - اور حضرت عائشہ اور اُم سلمہ رض جب کچھ خیرات کسی فقیر کے پاس بھیجتین تو قاصد سے کہدیتین کہ جو کچھ فقیر دعا کے کلمات کہے وہ یاد کر لینا جب وہ آکر بیان کرتا تو وہی کلمات آپ بھی کہدیتین اور فرماتین کہ دعا کا بدلہ دعا اسلیے ہم نے کیا کہ ہمارا صدقہ بچا رہے غرضکہ اول کے لوگ فقیر سے دعا کی توقع نہ رکھتے تھے اسلیے کہ دعا بھی ایک مکافات کا سا طور ہی اور اگر کوئی اُنکے لیے دعا کرتا تھا تو اُسکے بدلہ مین ویسی ہی دعا اُسکے لیے خود کر دیا کرتے تھے حضرت عمر رض اور حضرت عبد اللہ بن عمر رض نے ایسا ہی کیا ہی پس ارباب دل اپنے دلون کا علاج ایسے کیا کرتے تھے اور ظاہر کی روسے بجز ان اعمال کے جو تواضع اور ذلت پر دلالت کرتے ہین اور فقیر کی طرف سے احسان کا ماننا اُنسے معلوم ہوتا ہی اور کوئی علاج نہین اور باطن کے اعتبار سے اُن اُمور کا جاننا جنکو ہم ذکر کر چکے ہین وہ دو عمل کی روسے ہی اور یہ علم کی روسے اور دل کا علاج ایسی ہی تدبیر سے ہوتا ہی جو مرکب علم اور عمل دونو سے ہو اور زکوٰۃ مین من اور اذی کے نہونے کی شرط قائم مقام نماز کے اندر خشوع کرنے کے ہی چنانچہ دونون باتین حدیث شریف سے ثابت ہین نماز کے باب مین ارشاد ہی لیس للمرء من صلوتہ الا ماعقل - اور زکوٰۃ مین فرمایا لا یقبل اللہ صدقۃ منان اور خدا یتعالیٰ ارشاد فرماتا ہی لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی لیکن فقیہ کا فتوی کہ زکوٰۃ ادا ہوگئی اور آدمی اس سے بری الذمہ ہوا گو اُسمین یہ شرط مفقود ہو تو یہ دوسری بات ہی ہمنے اسکی غرض کی طرف باب الصلوٰۃ مین اشارہ کیا ہی

چھٹا ادب یہ ہی کہ اپنی دہش کو کم جانے اسلیے کہ اگر بہت جانیگا تو عجب کریگا اور عجب مہلک چیزون مین سے ہی اور اعمال کو باطل کرتا ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا - اور کہتے ہین کہ طاعت جس قدر چھوٹی جانی جاوے وہ خدا یتعالیٰ کے نزدیک بڑی ہوگی اور معصیت کو جتنا بڑا جانو خدا ے تعالیٰ کے نزدیک چھوٹی ہوگی اور بعض اکابر فرماتے ہین کہ خیرات کرنی بدون تین چیزون کے پوری نہین ہوتی اول اُسکو چھوٹا جاننا دوم جلد ادا کرنا سوم چھپا کر دینا اور خیرات کو زیادہ جاننا من اور اذی کے سوا تیسری بات ہی اسلیے کہ اگر بالفرض اپنے مال کو مسجد یا سرا ے کے بنانے مین صرف کرے تو ممکن ہی کہ اُسکو زیادہ اور بڑا سمجھے مگر اس صورت مین من اور اذی ممکن نہین - بلکہ عجب اور بڑا جاننا سب عبادتون مین چلتا ہی اور اسکی دوا علم اور عمل دونون ہین علم تو اسطرح کہ یہ جانے کہ دسوان یا چالیسوان حصہ سب مین سے نہایت کم ہی اور جو دو تین درجے خیرات کرنے کے ہین جنکو ہم وجوب زکوٰۃ کی وجہون مین لکھ آئے ہین اُنمین سے یہ بہت خسیس درجہ ہی پس مناسب یہ ہی کہ اِس خسیس درجہ پر قناعت کرنے سے حیا کرے نہ یہ کہ اپنی خیرات کو بڑا جانے اور اگر اوپر کے درجہ پر ترقی کر جاوے یعنی اپنا کل مال یا اکثر خدا کی راہ مین دے ڈالے تو ایسے شخص کو یہ سوچنا چاہیے کہ مال میرے پاس کہان سے آیا اور کس چیز مین اسے صرف کرتا ہون کیونکہ مال تو خدا ے تعالیٰ کا ہی اور اُسکا احسان ہی کہ بندہ کو وہ مال دیا پھر توفیق اُسکے خرچ کرنے کی دی تو خدا یتعالیٰ کے حق مین کچھ دیکر بڑا جاننا نہ چاہیے کہ وہ تو عین اُسی کا ہی اور اگر مال کو اس نظر سے دیا کہ ثواب آخرت ملے تو جسکے بدلہ مین بہت سے دو گنے چوگنے پاویگا اُسکو بڑا کیون جانتا ہی - اور عمل یہ ہی کہ صدقہ کو شرمندہ ہوکر دیوے کہ بقیہ مال کو روک رکھا اور خدا یتعالیٰ کی چیز کو اُسکی راہ مین اپنے سے بخل کیا اور انکسار اور خجالت ایسی صورت پر ہو جیسے کسی کے پاس کوئی امانت رکھ جاوے اور وہ شخص اُسکے واپس دینے کے وقت کچھ تو ہٹا دے اور کچھ اپنے پاس رہنے دے کیونکہ مال سب کا سب خدا یتعالیٰ کا ہی اور سب کا دے ڈالنا اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہی اور سب کے دینے کا اسلیے بندہ کو حکم نہین کیا کہ اُسکے بخل کے باعث اُسپر دشوار گذرتا چنانچہ خود فرمایا فیحفکم تبخلوا یعنی اگر مبالغہ کرے اور حکم دے کہ سب مال کو خرچ کر ڈالو تو تم بخل کرو اور برضا اور خوشی سے نہ دو -

ساتوان ادب یہ ہی کہ اپنے مال مین صدقہ کے لیے بہت عمدہ اور پاکیزہ چھانٹے اسلیے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہی اور پاک ہی مال کو قبول کرتا ہی اور جب مال مشتبہ شبہہ کا ہوگا تو عجب نہین کہ وہ اُسکی ملک ہی نہو تو اپنے موقع پر نہوگا - اور ابان رض حضرت انس رض سے راوی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوشی ہی اُسکو جو اپنے اُس مال مین سے دیوے جسکو بدون معصیت کمایا ہو - اور اگر مال صدقہ عمدہ مال نہوگا تو یہ بے ادبی ہی کہ اپنے یا اپنے گھر والون اور خادم کے سلیے تو

اچھا رکھے اور خدا یتعالیٰ پر اورون کو ترجیح دے اگر بالفرض اپنے مہمان سے کوئی اسیطرح پیش آوے کہ خراب کھانا اُسکے سامنے رکھدے تو ظاہر ہی کہ مہمان اُسکا دشمن ہو جاویگا اور یہ وہ صورت ہی کہ آدمی صدقہ دینے مین خدا یتعالیٰ کا خیال کرے اور جس صورت مین کہ اپنے نفس کے لیے اور ثواب اُخروی کے لحاظ سے دیوے تب تو صاف بات ہی کہ کوئی عاقل دوسرے کو اپنے نفس پر ترجیح نہین دیتا اور اسکا مال اسی قدر ہوگا جتنا کہ دے دے اور باقی رکھے یا کھا کر فنا کر دے اور جس مال کو کھاتا ہی اُسمین سردست کی اداے حاجت ہی اور یہ عقل کی بات نہین کہ سردست پر تو نگاہ کرے اور ذخیرے کا دھیان نہ کرے علاوہ ازین اللہ تعالیٰ فرماتا ہی یاایہا الذین امنوا انفقوا من طیبات ماکسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض ولاتیمموا الخبیث منہ تنفقون ولستم باخذیہ الاان تغمضوا فیہ یعنی ایسی چیز ست دو جسکو تم بدون کراہت اور حیلے کے نہ لو اور یہی معنی اغماض کے ہین غرضکہ ایسی چیز کو اپنے پروردگار کے لیے اختیار نہ کرو۔ اور ایک حدیث مین ہی کہ ایک درم لاکھ درمون سے سبقت لیجاتا ہی۔ اور اسکی وجہ یہ ہی کہ انسان اُس درم کو اپنے نہایت عمدہ اور اچھے مال مین سے نکالتا ہی اسی لیے یہ صدقہ رضامندی اور خوشی سے دیا جاتا ہی اور کبھی ایک لاکھ درم ایسے مال مین سے دیتا ہی جسکو خود برا جانتا ہی اِس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ جس چیز کو محبوب جانتا ہی اُس سے خداے تعالیٰ کو ترجیح نہین دیتا اور اسی وجہ سے خداے تعالیٰ نے اُن لوگون کی مذمت فرمائی جو اللہ تعالیٰ کے لیے ایسی چیز ٹھہراوین جسکو مکروہ جانتے ہون چنانچہ فرمایا ویجعلون للہ مایکرہون وتصف السنتہم الکذب ان لہم الحسنیٰ لاجرم ان لہم النار۔ اِس آیت مین بعض قاریون نے لا پر وقف کیا ہی اُن لوگون کی تکذیب کے لیے اور جرم سے جدا جملہ شروع کیا ہی جرم کے معنی کسب کے ہین یعنی اُنکی اس حرکت نے کہ خداے تعالیٰ کے لیے مکروہ چیزون کو ٹھہراتے ہین اُنکے لیے آگ کما دی۔

آٹھوان ادب یہ ہی کہ اپنے صدقہ کے لیے ایسے لوگ ڈھونڈھے جنسے صدقہ کو رتبہ اور طہارت ہو جاوے یہ نہین کہ آٹھون قسمون مین جیسا ہو اُسکو پہونچا دینا چاہیے بلکہ اُن اشخاص مین چھ صفتون کا لحاظ کرے جسمین وہ صفات پاوے اُسکو صدقہ دیوے اول صفت یہ ہی کہ ایسے لوگ تلاش کرے جو پرہیزگار اور دنیا سے روگردان اور صرف آخرت کی تجارت مین مشغول ہون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین لاتاکل الاطعام تقی ولایاکل طعامک الاتقی۔ اور اسکی وجہ یہ ہی کہ پرہیزگار آدمی کھانے سے تقویٰ پر مدد لیگا تو کھلانے والا اُسکی طاعت مین اُسکا شریک ہوگا اِس جہت سے کہ طاعت پر اُسکی مدد کی اور فرمایا کہ اپنا کھانا پرہیزگارون کو کھلاؤ اور سلوک جو کچھ کرو ایماندارون پر کرو۔ اور ایک روایت مین یون ہی کہ اپنے کھانے کے لیے اُس شخص کی ضیافت کرو جس سے تمکو محبت فی اللہ ہو۔ اور بعض علما اپنا مال فقراے صوفیہ کے سوا اور کسی کو نہ دیتے تھے اُنسے کسی نے کہا کہ اگر آپ یہ مال سب فقیرون کو دیا کرین تو اس سے بہتر ہو کہ ایک فرقہ خاص کو دیتے ہین اُنھون نے فرمایا کہ نہین یہ وہ لوگ ہین کہ انکی ہمت خداے تعالیٰ کے لیے ہی جب اُنکو فاقہ ہوتا ہی تو انکی ہمت پریشان ہو جاتی ہی پس اگر ایک شخص کو مین صدقہ دیکر اُسکی ہمت خدا یتعالیٰ کی طرف متوجہ کردون تو میرے نزدیک اِس سے بہتر ہی کہ ہزار شخصون کو دون جنکی ہمت دنیا کی طرف ہو پس یہ کلام حضرت جنید بغدادی رح کے سامنے کسی نے نقل کی آپ نے اُسکو مستحسن فرمایا اور ارشاد کیا کہ وہ شخص اولیاء اللہ مین سے ہی اور مین نے بہت مدت سے اِس سے بہتر کلام نہین سُنے پھر کہتے ہین کہ اُن بزرگ کے حال مین خلل آگیا اور قصد کیا کہ دوکان چھوڑ دین حضرت جنید رح نے اُنکے پاس کچھ مال بھیجدیا اور فرمایا کہ اِس سے اسباب خرید لو اور دوکان مت چھوڑو کہ تم جیسے آدمی کو تجارت مضر نہین یہ شخص بقال تھے مفلس جو اُنسے سودا خریدتے اُنسے دام نہین لیا کرتے تھے دوم صفت یہ ہی کہ جسکو دے وہ خاص کر اہل علم مین سے ہو کہ اُسکو دینے سے علم پر مدد کرنا ہوگا اور علم بہت عبادتون سے اشرف ہی بشرطیکہ اُسمین نیت درست ہو حضرت ابن مبارک اپنا صدقہ خاص اہل علم کو دیا کرتے کسی نے اُنسے کہا کہ خوب ہو اگر آپ خیرات کو عام کر دین آپ نے فرمایا کہ مین نبوت کے درجہ کے بعد کوئی درجہ علما کے درجہ سے افضل نہین جانتا پس جب عالم کا دل اپنی کسی حاجت مین مشغول ہوگا تو وہ علم کے لیے مہلت نہ پاویگا نہ سیکھنے پر متوجہ ہوگا اسلیے اُنکو دینا گویا علم کے لیے اُنکو فرصت نکالدینا ہی

سوم صفت یہ ہو کہ وہ شخص اپنے تقوی مین سچا ہو اور علم توحید مین یکتا - اور توحید اصطلاح ہو کہ جب کسی سے مال لیوے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وشکر کرے اور جانے کہ یہ نعمت اُسی کی طرف سے ہو درمیانی شخص کا لحاظ نہ کرے اور بندون کا شکر خداے تعالیٰ کی جناب مین یہی ہو کہ تمام نعمت کو خدا تعالیٰ کی طرف سے خیال کرے - اور لقمان نے اپنے لڑکے کو وصیت کی کہ اپنے اور خدا تعالیٰ کے درمیان مین دوسرے کو نعمت دینے والا مت ٹھہرانا اور دوسرے کی نعمت کو اپنے اوپر فرض شمار کرنا - اور جو شخص خدا تعالیٰ کے سوا دوسرے کا شکر کرتا ہو تو اُسنے گویا منعم کو پہچانا ہی نہین اور اِس بات کا یقین نہین کیا کہ درمیانی آدمی مغلوب اور اُسکی تسخیر مین مسخر ہو کیونکہ خداے تعالیٰ ہی نے اُسپر دوش کے لوازم مسلط کیے اور اسباب دینے کے مہیا کر دیے تب اُسنے دیا پس وہ دینے کے لیے مجبور ہو اگر وہ چاہتا کہ نہ دیوے تو اُس سے نہو سکتا اسلیے کہ پیشتر خدا تعالیٰ نے اُسکے دل مین ڈال دیا ہو کہ میرے دین و دنیا کی بہتری دینے مین ہو تو جب باعث قوی ہوتا ہو جبھی ارادے مین پختگی آتی ہو اور قدرت اُبھرتی ہو اُسوقت بندے سے اِس باعث قوی کی مخالفت بن نہین پڑتی جسمین کچھ تردد نہین ہوتا اور باعثون کا پیدا کرنے والا خدا تعالیٰ ہو اور وہی اُنکو قوت و زور دیتا ہو اور اُنکے ضعف و تردد کو دُور کرتا ہو اور اُنکی خواہش کے مطابق قدرت کو اُبھارتا ہو پس جو شخص اِس امر پر یقین کریگا اُسکی نظر بجز مسبب الاسباب کے اور طرف نہین ہوگی - اور اِس جیسے بندے کا یقین دینے والے کے حق مین دوسرون کی تعریف اور شکر سے زیادہ مفید ہو اس لیے کہ وہ تو ایک زبان کی حرکت ہو اکثر اُسکا نفع کم ہی ہوتا ہو اور اِس جیسے موحد کی اعانت بیکار نہین جاتی علاوہ ازین جو شخص دینے کے باعث تعریف کرتا ہو اور دعاے خیر مانگتا ہو وہ نہ دینے کے سبب سے بُرائی بھی کریگا اور بد دعا منھ سے نکالیگا اُسکا حال ایک سا نہین رہیگا - اور مروی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی فقیر کے پاس کچھ صدقہ بھیجا اور قاصد سے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ وہ کہے یاد کر لینا اُس فقیر نے مال لیکر کہا کہ خدا کا شکر ہو جو اپنے ذکر کرنے والے کو نہین بھولتا اور نہ اپنے شکر کرنے والے کو تلف کرے پھر کہا کہ الٰہی اگر تو نے مجکو فراموش نہین کیا تو اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کر دے کہ تجکو نہ بھولین قاصد نے آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا آپ اِس کلام سے خوش ہوے اور ارشاد فرمایا کہ مجھے معلوم تھا کہ وہ یہی کہیگا - تو اِس فقیر کے حال کو دیکھو کہ اپنے التفات کو کیسا صرف خداے تعالیٰ پر منحصر کر دیا - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ارشاد فرمایا کہ توبہ کر اُسنے کہا کہ مین صرف خداے تعالیٰ کی طرف توبہ کرتا ہون محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توبہ نہین کرتا آپ نے فرمایا کہ اسنے حق دار کا حق جان لیا - اور جبکہ حضرت عائشہ رضہ کی بہتان سے برات اُتری تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اُنسے کہا کہ کھڑی ہو اور سر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دو حضرت عائشہ رضہ نے فرمایا کہ بخدا مین یہ نہ کرونگی اور نہ بجز خدا کے اور کسی کا شکر کرونگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو بکر رضہ اسکو جانے دو کچھ مت کہو - اور ایک روایت مین ہو کہ حضرت عائشہ رضہ نے حضرت ابو بکر رضہ کو یہ جواب دیا الحمد للہ لا بحمدک ولا بحمد صاحبک اِس بات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار نہ فرمایا باوجودکہ براءت کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی حضرت عائشہ رضہ کو پہونچا تھا - اور چیزون کو خداے تعالیٰ کے سوا اور کی طرف سے جاننا کافرون کا وصف ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہو واذا ذکر اللہ وحدہ اشمازت قلوب الذین لا یومنون بالآخرۃ واذا ذکر الذین من دونہ اذا ہم یستبشرون - اور جس شخص کا باطن درمیانی واسطون کی طرف التفات کرنے سے صاف نہین اور درمیانی کو صرف واسطہ نہین سمجھتا تو اُسکا دل گویا کہ شرک خفی سے علیحدہ نہین ہوا اُسکو چاہیے کہ اللہ جل شانہ سے خوف کرے اور اپنی توحید کو شرک کی کدورتون اور شبہون سے صاف کرے صفت چہارم یہ کہ وہ شخص مستور الحال ہو اور اپنی حاجت کو چھپاتا ہو شکایت و درد بہت نہ بیان کرتا ہو یا یہ کہ صاحب مروت ہو جسکی نعمت جاتی رہی ہو اور عادت باقی رہ گئی ہو اور زندگی وضع کے نباہنے کے ساتھ کرتا ہو اس قسم کے لوگون کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہو یحسبہم الجاہل اغنیاء من التعفف تعرفہم بسیماہم لا یسئلون الناس الحافا یعنی سوال مین مبالغہ نہین کرتے اس وجہ سے کہ وہ لوگ اپنے یقین سے غنی ہین اور صبر کے باعث عزت دار اور اس قسم کے لوگون کی تلاش دینداروں کی

لح اس حدیث کا پتا کچھ نہین ملا صرف استقدر معلوم ہوا ہو کہ بروایت ابن عمر رض کسی ضعیف روایت مین یہ مضمون آیا ہو ۱۲ ح

طبرانی بروایت اسود بن سریع بسند ضعیف ۱۲

سح ابو داؤد بروایت عائشہ اور صحیحین مین یہ ہو کہ عائشہ رض سے اُن کے ماں باپ دونون نے کہا کہ کھڑی ہو ۱۲

یہ ح یعنی خدا تعالیٰ کا شکر ہو نہ تمہارے اور تمہارے ساتھی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ منت نہین ۱۲

طبرانی روایت ابن عباس ۱۲

ش اور جب نام لیجیے اللہ کا اکیلا رک جاتے ہین دل اُنکے جو آخرت پر یقین نہین رکھتے اور جب نام لیجیے اسکے سوا اوروں کا تب ہی وہ خوشیان کرنے لگتے ہین ۱۲

ش سمجھے اُنکو بیخبر دولتمند اُنکے نہ مانگنے سے تو پہچانتا ہے اُنکو اُنکے چہرہ سے نہین مانگتے لوگون سے لپٹ کر ۱۲

معرفت ہر محلہ مین کرنی چاہیے اور خیرات کرنے والون کو وضعدار لوگون کے باطن کا حال دریافت کرنا چاہیے اسلیے کہ صدقہ کا ان لوگون پر خرچ کرنا ان لوگون کو دینے کی نسبت کہ جو علانیہ سوال کرتے ہین کئی گنا ثواب زیادہ رکھتا ہی صفت پنجم یہ کہ وہ شخص صاحب عیال یا مرض مین گرفتار یا اور کسی سبب مین مبتلا ہو اور اُسکی مصداق یہ آیت ہی للفقرا الذین احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربا فی الارض - یعنی جو لوگ طریق آخرت مین بسبب عیال کے یا تنگی روزی کے یا دل کی اصلاح کے گھر گئے ہون کہ زمین مین جانے کی قدرت نہ رکھتے ہون اسوجہ سے کہ ان اسباب سے اُنکے بازو ٹوٹے ہوے اور ہاتھ پاؤن رُکے ہوے ہون - حضرت عمر رضہ ایک گھر کے لوگون کو ایک گلہ بکریون وغیرہ کا دس یا اُس سے زیادہ کا دیا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عطا عیال کے موافق عنایت فرمایا کرتے تھے - اور حضرت عمر رضہ سے کسی نے پوچھا کہ جہد البلا یعنی حالت شاقہ سے کیا غرض ہی آپ نے فرمایا کہ عیال کی کثرت اور مال کی قلت - صفت ششم یہ ہی کہ وہ شخص قریبون اور ذوی الارحام مین سے ہو تو اُسکے دینے مین صدقہ بھی ہوگا اور صلۂ رحم بھی ہوگا اور صلۂ رحم مین جسقدر ثواب ہی وہ ظاہر ہی حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ اگر مین ایک درم سے اپنے کسی بھائی کا صلۂ رحم کرون تو میرے نزدیک بیس درم خیرات سے بہتر ہی اور اگر بیس درم سے کرون تو سو درم خیرات سے مجکو زیادہ پسند ہی اور اگر سو درم سے کرون تو میرے نزدیک ایک بردہ آزاد کرنے سے اچھا ہی اور جانکار شخصون مین سے دوستون اور اہل خیر کو مقدم دینا چاہیے جیسے بیگانون کی نسبت کہ رشتہ دار مقدم ہین - پس ان دقائق کا لحاظ رکھنا چاہیے غرضکہ صفات مطلوبہ یہی ہین اور انہین سے ہر صفت مین بہت سے درجے ہین پس چاہیے کہ سب سے اعلیٰ درجہ والے کی تلاش کرے اور اگر کوئی شخص ایسا ملجاوے جسمین ان صفات مین سے کئی ہون تو بڑی دولت اور عمدہ نعمت ہی اور جس صورت مین کہ آدمی طلب اور تلاش مین محنت کرے اور مقصود کو حاصل کرے تو اُسکو دوہرا ثواب ملیگا اور اگر خطا ہو جاویگی تب بھی ایک ثواب کہین نہین گیا اسلیے دو ثواب کی صورت یہ ہی کہ ایک بات تو سردست حاصل ہوتی ہی یعنی نفس کو بخل کی صفت سے پاک کرنا اور دل مین محبت الٰہی کا پختہ ہونا اور اُسکی طاعت مین کوشش کرنی اور دوسری بات انجام کو ہوتی ہی کہ لینے والا اسکے حق مین دعا اور ہمت کرے کیونکہ نیکبختون کے دلون کے آثار سردست اور انجام کو ظاہر ہوا کرتے ہین پس اگر زکوٰۃ دینے والے کو عمدہ شخص ہاتھ لگ گیا اور اُسکی کوشش پر ثواب ہوئی تب تو دونون باتین حاصل ہونگی اور اگر کوشش خطا گئی تو اول بات حاصل ہوگی یعنی نفس کی طہارت بخل سے اور محبت الٰہی کی تاکید ہو جاویگی جسپر مدار شوق اللہ تعالیٰ کی لقا کا ہی اور دوسری بات حاصل نہوگی یعنی ہمت و دعا کا جو فائدہ متصور تھا وہ حاصل نہوگا پس صواب کی صورت دونا اجر ملنے سے یہان اور دوسرے مقامون مین یہی غرض ہی واللہ اعلم

تیسری فصل، زکوٰۃ لینے والے اور اُسکے استحقاق کے اسباب اور لینے کے آداب مین - یہ فصل دو بیانون پر مشتمل ہے -

پہلا بیان، استحقاق کے سببون کے ذکر مین - جاننا چاہیے کہ زکوٰۃ کا مستحق وہی شخص ہی جو مسلمان اور آزاد ہو اور ہاشمی اور مطلبی نہو اور اُسمین ایک صفت اُن آٹھ صنفون مین سے ہو جو قرآن مجید مین مذکور ہین آیت انما الصدقات - اور زکوٰۃ کافر کو اور غلام کو اور ہاشمی اور مطلبی کو نہ دینی چاہیے مگر لڑکے اور دیوانہ کا ولی اگر اُنکی طرف سے زکوٰۃ کو لے تو اُنکو دینا درست ہی اب آٹھون قسمون کو جدا جدا یاد کر لینا چاہیے - پہلی قسم فقیر ہین اور فقیر اُسکو کہتے ہین جسکے پاس مال نہو اور نہ کمانے پر قادر ہو پس جس شخص کے پاس ایک روز کی غذا اور لباس ہو وہ فقیر نہین بلکہ مسکین ہی اور اگر اُسکے پاس آدھے دن کی غذا ہو تو وہ فقیر ہی اور اگر قمیص تو رکھتا ہو مگر رومال اور موزہ اور پاجامہ نہ رکھتا ہو اور قمیص کی اتنی قیمت نہین ہی کہ اُس سے سب چیزین فقرا کے حال کے موافق لیجا سکین تب بھی وہ فقیر ہی کیونکہ سردست اُسکے پاس وہ اشیا نہین جنکی اُسکو حاجت ہی اور اُنکے حاصل کرنے سے عاجز ہی غرضکہ فقیر مین اس بات کی قید لگانی ضرور نہین کہ اُسکے پاس سوائے مقدار ستر عورت کے لباس کے نہو کیونکہ یہ قید مبالغہ ہی اور غالباً ایسا شخص نایاب بھی ہو - اور جس شخص کو عادت سوال کرنے کی ہو تو اُس سے وہ زمرہ فقرا سے خارج نہوگا اسلیے کہ سوال کرنا کوئی کمائی کا پیشہ نہین ہان جس صورت مین کہ کمانے پر قادر ہو تو فقیری سے خارج ہو جاویگا پس اگر اوزارون سے کمانے پر قادر ہو تو فقیر ہی

ایسے شخص کے لیے زکوٰۃ کے مال مین سے اوزار خرید دینے درست ہین اور اگر ایسے پیشے پر قادر ہو جو اُسکی مروت اور شان کے لائق نہو تب بھی فقیری متصور ہوگا- اور اگر وہ شخص فقیہ ہو اور کوئی پیشہ کرنا اُسکو مانع فقہ سیکھنے کا ہو تو وہ بھی فقیر ہی اور اسکا قادر ہونا معتبر نہین - اور اگر وہ شخص عابد ہو اور پیشہ کرنے سے عبادات اور وظیفون معمولی کا ہرج ہوتا ہو تو اُسکو پیشہ کرنا چاہیے اسلیے کہ صدقہ کی نسبت کر پیشہ کرنا بہتر ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ طلب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ اس سے مقصود یہی ہی کہ کمانے مین کوشش کرنی چاہیے اور حضرت عمر رضہ نے فرمایا ہی کہ شبہہ کے ساتھ کمانا مانگنے سے بہتر ہی اور اگر اُسکے پاس اس جہت سے خرچ نہ بچتا ہو کہ اپنے باپ پر یا اس شخص پر نفقہ کرتا ہو جسکا نفقہ اُسکے ذمہ واجب ہی تو یہ کسب کی نسبت کر آسان ہی اُسکو فقیر نہ کہین گے - دوسری قسم مسکین ہین اور مسکین اُسکو کہتے ہین جسکی آمدنی خرچ کو کافی نہوتی ہو تو ہو سکتا ہی کہ ہزار درہم کا مالک ہو اور مسکین ہو اور بعض اوقات کلھاڑی اور رسّی کے سوا اور کچھ نرکھتا ہو اور مسکین نہو اور مکان مختصر رہنے کا اور کپڑے اپنے حال کے مناسب رکھنے سے مسکینون کے زمرہ سے خارج نہو گا اسی طرح اسباب خانہ داری یعنی اُن چیزون کا ہونا جنکی حاجت ہوتی ہی مسکین ہونے سے خارج نہین کرتا بشرطیکہ اُسکے حال کے موافق اشیا ہون - اسی طرح فقہ کی کتابون کا مالک ہونا مانع مسکینی نہین اور جس صورت مین کہ بجز کتابون کے اور کسی چیز کا مالک نہو تو اُسپر صدقہ فطر واجب نہین اور کتابون کا حال مثل کپڑون اور گھر کی ضروری چیزون کے ہی کہ اُنکی بھی حاجت ہوتی ہی مگر کتاب کی حاجت کو سمجھنے مین احتیاط کرنی چاہیے اور جان لینا چاہیے کہ کتاب کی حاجت تین غرضون کے لیے ہوتی ہی ایک پڑھانا دوسرے پڑھنا تیسرے مطالعہ کرنا اور سیر کی حاجت کا اعتبار نہین مثلاً اشعار اور تاریخ اور اخبار کی کتابون کا جمع کرنا یا اور اسی طرح کی کتابین جو آخرت مین مفید نہون اور نہ دنیا مین کار آمد بجز سیر اور دل لگی کے ہون تو اس قسم کی کتابین کفارہ اور صدقہ فطر مین بیچ ڈالی جاوین اور مسکین ہونے کو ایسی کتابین مانع ہین اور پڑھانے کی حاجت اگر اسطرح ہو کہ اُجرت پر پڑھاتا ہو جیسے معلم اور مؤدب اور مدرس ہوتے ہین تو اُنکے حق مین کتابین مثل اوزارون کے ہین جیسے درزی وغیرہ پیشہ ورون کے آلات ہین تو صدقہ فطر مین بیچنا نہ چاہیے اور اگر فرض کفایہ کی بجا آوری کے لیے تعلیم دیتا ہو تب بھی نہ بیچی جاوین اور اس صورت مین کتابون کے ہونے سے مسکینیت اُسپر سے دُور نہو گی کیونکہ تعلیم ایک حاجت ضروری ہی - اور پڑھنے اور استفادہ کی حاجت مثلاً طب کی کتابین اس غرض سے مہیا کرنی کہ اپنے آپ کا علاج کرے یا وعظ کی کتاب اس نظر سے رکھنی کہ اُسمین مطالعہ کرکے نصیحت پذیر ہووے تو اس صورت مین اگر شہر مین کوئی طبیب اور واعظ ہو تب تو اس شخص کو اُن کتابون کی حاجت نہین اور اگر نہو تب البتہ حاجت کی چیز ہی - اور مطالعہ کی کتاب مین یہ لحاظ رہے کہ ایسی کتاب نہو جسکے مطالعہ کی برسون تک حاجت نہو بلکہ اُسکی مدت قریب بقیاس یہ ہی کہ برس روز مین کبھی نہ کبھی اُسکے مطالعہ کی نوبت آتی ہو اور اگر ایسی کتاب ہو کہ برس کے اندر اُسکی حاجت نہ پڑتی ہو تو اُسکو زائد از حاجت جاننا چاہیے اسلیے کہ جس شخص کے پاس ایک روز کی غذا سے زیادہ بچتا ہی اُسپر صدقہ فطر لازم آتا ہی تو جب صدقہ فطر کے لیے ایک روز فرض کیا گیا ہی تو اسباب خانہ داری اور بدن کے کپڑون کے لیے برس روز کا معین ہونا چاہیے اور اسی نظر سے گرمی کے کپڑے جاڑون مین نہین بیچے جاتے اور چونکہ کتابین کپڑون اور لوازم خانہ داری کے زیادہ مشابہ ہین اسی لیے اُنکے مطالعہ کے لیے بھی برس روز مقرر ہونا بہتر ہی - اور بعض اوقات ایک کتاب کے دو نسخے ہوتے ہین تو اُس وقت ایک کو زائد از حاجت جاننا چاہیے اور اگر مالک کہے کہ اُن مین سے ایک صحیح زیادہ ہی اور دوسرا خوبصورت زیادہ اس لیے مجھے دونون کی ضرورت ہی تو ہم یہ کہین گے کہ صحیح تر کو رہنے دو اور خوبصورت کو بیچ دو اور دید بازی اور رفاہیت طلبی سے ہاتھ اُٹھاؤ - اور اگر ایک علم کی دو کتابین ہون ایک بڑی ہو اور ایک مختصر تو اگر اُسکا مقصود استفادہ ہو تو بڑی کو رہنے دے - اور اگر پڑھانے کی نیت ہو تو دونون کی حاجت اُسکو ہی اس لیے کہ انمین سے ہر ایک مین وہ فائدہ ہی جو دوسری مین نہین اور اسطرح کی صورتین بیشمار ہین اور علم فقہ مین اُن سے بحث نہین کی جاتی ہم نے انکو اسلیے لکھا ہی کہ لوگ انمین بہت مبتلا ہین اور دوسری وجہ یہ کہ اس کا لحاظ کتابون کے سوا

اور چیزون مین بھی کرین کیونکہ سب کا لکھنا تو ممکن نہین کہ ہر ایک چیز مین یہ نظر ہو سکتی ہی مثلاً اثاث البیت کی مقدار اور شمار اور قسم کو دیکھین اور بدن کے کپڑون پر غور کرین اور گھر کی تنگی اور فراخی مین تامل کرین اور ان چیزون کی کوئی حد معین نہین بلکہ فقیہ اپنی راے سے اجتہاد کرتا ہی اور حد مقرر کرنے مین جو تخمین مناسب جانتا ہی اُسکو مقرر کرتا ہی اور شبہات کے خطرے مین داخل ہوتا ہی اور پرہیزگار آدمی اِس باب مین زیادہ محتاط کو اختیار کرتا ہی اور شک کی چیز کو چھوڑ کر بے کھٹکے بات عمل مین لاتا ہی اور بیچ کے درجے جو اطراف متقابل اور متضاد کے درمیان مین ہین وہ بہت ہین اور اُنسے بجز احتیاط کے اور کوئی صورت بچاؤ کی نہین تیسری قسم عامل ہین یعنی قاضی و بادشاہ کے سوا جو عامل زکوٰۃ وصول کرتے ہین وہ اِس قسم مین داخل ہین اور اسی مین عریف اور کاتب اور مستوفی اور محافظ اور نقل نویس آ گئے اور مین سے کسی کو اُس کام کی معمولی مزدوری سے زیادہ نہ دینا چاہیے پس اگر آٹھوین حصۂ زکوٰۃ مین سے ان لوگون کو دستور کے موافق اُجرت دے کر کچھ بچ رہے تو اُسکو باقی قسمون پر تقسیم کر دینا چاہیے اور اگر کم ہو تو جو مال مصلحتون کے لیے رکھا رہتا ہی اُسمین سے پورا کر لینا چاہیے۔ چوتھی قسم وہ لوگ ہین جنکو مسلمان ہونے کے لیے تالیف کے طور پر دیا کرتے ہین اور ایسے لوگ اپنی قوم کے سردار ہوتے ہین اُنکے دینے سے مسلمانی پر اُنکا ثابت رہنا اور اُنکے ہم جنسون اور تابعین کی ترغیب مقصود ہی۔ پانچوین قسم مکاتب ہین یعنی جن غلامونکو اُن کے آقاؤن نے کچھ مال کے عوض آزاد کرنے کو کہا ہو پس مکاتب کا حصہ اُسکے آقا کو دے دینا چاہیے اور اگر خود مکاتب کو دے دے تب بھی درست ہی اور آقا اپنے مال کی زکوٰۃ اپنے مکاتب کو نہ دے کیونکہ وہ ابھی اُسکا غلام ہی۔ چھٹی قسم قرضدار ہین جنھون نے امر طاعت خواہ مباح مین قرض لیا۔ اور افلاس کے باعث ادا نہوا پس اگر معصیت مین قرض لیا ہو تو اُسکو کچھ نہ دینا چاہیے جب تک کہ توبہ نہ کر لے اور اگر توانگر کے ذمہ قرض ہو تو اُسکا قرض ادا کرنا چاہیے ہان اگر اُسنے کسی بہتری خلق خواہ فتنہ کے فرو کرنے کے لیے قرض لیا ہو تو ایسے قرض کے ادا کرنے کا مضائقہ نہین۔ ساتوین قسم غازی ہین جنکا وظیفہ راتبہ دارون کے دفتر مین کچھ نہو تو انکو زکوٰۃ مین سے ایک سہم دینا چاہیے اگرچہ وہ مالدار ہون اس مراد سے کہ جہاد پر اُنکی مدد ہو۔ آٹھوین قسم مسافر ہین یعنی جو شخص اپنے شہر سے بارادۂ سفر باہر نکلین خواہ زکوٰۃ دینے والے کے شہر مین اُنکا گذر ہو جاوے اور اُنکا سفر معصیت کے لیے نہو تو ایسے لوگ اگر مفلس ہون تو اُنکو دینا چاہیے اور اگر اپنے گھر پر مال رکھتے ہون تو اِس قدر دیوے کہ وہ اپنے مال تک پہونچ جاوین۔ اب اگر یہ کہو کہ یہ صفات ہشتگانہ معلوم کس طرح ہون تو فقیر اور مسکین ہونا تو لینے والے کے قول سے معلوم ہوتا ہی اُس سے اِس امر کے گواہ نہ لیے جاوین نہ قسم لی جاوے بلکہ اُسکا صرف کہدینا کافی ہی کہ مین فقیر ہون بشرطیکہ جھوٹ ہونے کا یقین نہو اور جہاد اور سفر آیندہ کی بات ہی پس جو کوئی کہے کہ میرا ارادہ سفر خواہ جہاد کا ہی اُسکو اُسکے کہنے کے مطابق دے دے اگر وہ اپنے قول کو پورا نہ کرے تو اُسکو جس قدر دیا ہو واپس لے لے باقی جو چار قسمین رہین اُنمین سے گواہون کا ہونا ضرور ہی غرضکہ استحقاق کی شرطین اور اسباب یہ تھے جو اوپر مذکور ہوے اور یہ امر کہ ان اقسام مین سے ہر ایک کو کسقدر دینا چاہیے اسکا بیان عنقریب آتا ہے۔

دوسرا بیان لینے والے کے آداب کے ذکر مین اور اُسکے آداب پانچ ہین۔ اول یہ کہ یون سمجھے کہ اللہ تعالی نے جو مجکو مال دلوانا اور ون سے حب کیا ہی تو اسلیے ہی کہ مجکو اور فکر بجز ایک فکر کے نہ رہے اور خدا تعالی نے اپنی مخلوق کے لیے ایک فکر ہونے کو عبادت مقرر فرمایا یعنی صرف اُنکو خدا کا اور روز قیامت کا فکر ہی اور کوئی فکر دامنگیر نہو چنانچہ اس ارشاد مین یہی مراد ہی وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون لیکن از انجا کہ تقاضاے حکمت ازلی یہ ہوا کہ بندہ پر شہوتین اور حاجتین مسلط کیجاوین اور وہ اُسکی فکر کو پریشان کرین اسی لیے مقتضاے کرم یون ٹھہرا کہ بندہ پر نعمت پہونچائی جاوے کہ اُسکی حاجتون کو کافی ہو یعنی نظر مال بہت سے پیدا فرما کر اپنے بندون کے ہاتھ مین ڈالدیے تاکہ اُنکی حاجتون کے دفع کرنے کے وسیلے ہون اور طاعتون کے واسطے فرصت ملنے کا ذریعہ ٹھہرین پس بعض لوگون کو بہت سا مال دیا تاکہ اُنکے حق مین امتحان اور فتنہ ہو وہ لوگ گرداب خطر مین ہین اور بعض کو جو اپنی محبت سے

سرفراز فرمایا تو اُنکو دنیا سے ایسا بچایا جیسے کوئی غمگسار شفیق بیمار کو پرہیز کراتا ہی یعنے اُنسے دنیا کے زوائد کو علحدہ رکھا اور مقدار حاجت کو مالدارون کے ہاتھ
سے اُن تک پہونچا دیا تاکہ کمانے کا فکر اور جوڑنے کی محنت اور حفاظت کا تردد مالدارون کے ذمہ رہے اور اُسکا فائدہ فقرا کو پہونچے کہ یہ خدا
تعالے کی عبادت ہی کے ہو رہین اور موت کے بعد کے لیے تیاری کرین دنیا کے زوائد اُنکے اِس مطلب کے مزاحم نہون اور نہ فاقہ اس تیاری
سے اُنکو روکے اور یہ نہایت درجہ کی نعمت ہی اور فقیر کو شایان ہی کہ فقیری کی نعمت کی قدر پہچانے اور خوب دل مین ٹھانے کہ اللہ تعالے کا
فضل مجھ پر اس چیز مین زیادہ ہی جو مجھ سے علحدہ رکھی ہی بہ نسبت اُس فضل کے جو چیز کے مرحمت فرمانے مین کیا ہی چنانچہ اسکی تحقیق اور تفصیل
باب الفقر مین عنقریب مذکور ہوگی حاصل یہ کہ فقیر جو کچھ لیوے اُسکو اپنے رزق اور طاعت پر مدد کے لیے لیوے اور اُسمین یہ نیت کر لے
کہ اُسکی جہت سے خداے تعالے کی طاعت پر قوی ہو جاویگا اور اگر یہ بات نہو سکے تو اُس مال کو ایسے مصارف مین خرچ کرے جو خداے
تعالے نے مباح فرمائے ہین اگر اُس سے خداے تعالے کی معصیت پر مدد لیگا تو اُسکی نعمتون کا ناشکر اور اُسکی خفگی اور ناخوشی کا مستحق
ہوگا دوم یہ کہ دینے والے کا مشکور ہو اور اُسکے حق مین دعاے خیر کرے اور یہ شکر اور دعا ایسی طرح ہون کہ اُسکو درمیانی ہونے سے
خارج نہ کردین بلکہ یہی سمجھے کہ خداے تعالے کی نعمت پہونچنے کا طریق وہ شخص ہوگیا ہی اور چونکہ خداے تعالے نے اُسکو ذریعہ اور واسطہ کر دیا
ہی اسلیے اُسکا واسطہ ہونا بیشک ہی اور اِس طرح خیال کرنا اس بات کا منافی نہین کہ نعمت کو خداے تعالے کی طرف سے معلوم کرے
چنانچہ حدیث شریف مین ارشاد ہی کہ مَن لم یشکر الناس لم یشکر اللہ اور اللہ تعالے نے اپنے بندون کے اعمال پر اُنکی تعریف بہت جگہ فرمائی
ہی حالانکہ اعمال پیدا کرنے والا اور اُنکی قدرت کا ایجاد کرنے والا وہی ہی مثلاً فرمایا نعم العبد انہ اواب یعنے ایوب اچھا بندہ ہی اور ہماری
طرف رجوع کرنے والا ہی اور سوا اُسکے اور بہت سی آیتین ہین - اور لینے والا دعا مین یون کہے کہ خداے تعالے پاک لوگون کے دلون
مین تیرے دل کو پاک کرے اور نیک لوگون کے عمل کے ساتھ تیرے عمل کو صاف کرے اور شہیدون کی روح کے میل مین تیری روح پر
رحمت بھیجے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جو کوئی تمھارے ساتھ کچھ سلوک کرے تو تم اُسکا تدارک کرو اگر تمسے نہو سکے تو اُسکے
لیے دعا مانگو یہان تک کہ تمکو یقین ہو جاے کہ مکافات ہوگئی - اور ضمیمہ شکر یہ ہی کہ اگر عطا مین کچھ عیب ہو تو اُسکو چھپا دے اور اُسکی تحقیر اور
مذمت نہ کرے اور دینے والے کو نہ دینے کا ننگ نہ دلادے جس صورت مین کہ وہ نہ دیوے - اور اگر وہ دیوے تو اُسکے فعل کو اپنے نزدیک
اور لوگون کے سامنے بڑا جانے کیونکہ دینے والے کا ادب اپنی دہش کو چھوٹا جاننا ہی اور لینے والے کا ادب یہ ہی کہ جو کوئی دے اُسکا ممنون ہو اور
اُسکی دہش کو بڑا جانے اور ہر شخص پر لازم ہی کہ اپنے حق پر قائم رہے اور اِس امر مین کچھ مخالفت نہین اسلیے کہ اسباب چھوٹا جانے اور بڑا جاننے کے جدا جدا
ہین دینے والے کے حق مین چھوٹا جاننے کے اسباب کا لحاظ مفید ہی اور اُسکے خلاف کرنا مضر ہی اور لینے والے کا حال اُسکے برعکس ہی اور یہ سب باتین اُسکے
مخالف نہین کہ نعمت کو خدا تعالے کی طرف سے جانین ہان جو کوئی درمیانی شخص کو واسطہ نہ جانے وہ جاہل ہی اور جو واسطہ کو اصل سمجھتا ہی بُرا ہی
سوم یہ کہ جو مال لینا چاہے اُسکو پیشتر دیکھ لینا چاہیے اگر وہ ناجائز اور حرام سے ہو تو اُس سے پرہیز کرے اللہ تعالے اور کہین سے پہونچادیگا
کہ فرمایا ہی ومَن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب یہ بات نہین کہ جو شخص حرام سے احتراز کرے تو اُسکو حلال مال نہین پہونچیگا غرضکہ
ترکون اور لشکریون اور سرکاری عملون کے مال اور اُن لوگون کے جنکی اکثر کمائی حرام ہی نہ لیوے لیکن اگر اُسپر وقت تنگ ہو اور جو مال اُسکو
دیا جاتا ہو اُسکا کوئی مالک معین نہ معلوم ہو تو ایسی صورت مین اُسکو اپنی حاجت کے موافق لینا جائز ہی کہ شرع کا فتویٰ اس جیسی صورت مین یہی
ہی کہ اُسکو خیرات کردے جیسا کہ باب حلال وحرام مین آویگا اور یہ اُسصورت مین ہی کہ حلال سے عاجز ہو اور اگر ایسا مال لیگا تو زکوۃ کا لینے والا نہین ہوگا
اسلیے کہ یہ پیسا تو حرام ہی جسنے زکوۃ مین دیا اُسکی طرف سے زکوۃ مین ہوا ہی نہین چہارم یہ کہ شک کی جگہون سے احتراز کرے اور جو کچھ لیوے اگر اُسکی
مقدار مین شبہہ پڑے تو اُس سے بچے اور جسقدر مباح ہو اُسیقدر لیوے اور جبتک یہ نہ معلوم کرلے کہ مجھ مین استحقاق کی صفت موجود ہی تبتک نہ لیوے

مثلاً اگر مکاتب ہونے یا قرضدار ہونے کی جہت سے زکوۃ لیتا ہو تو قرض کی مقدار سے زائد نہ لیوے اور اگر عامل ہونے کی جہت سے لیتا ہو تو اجرت مثل سے زیادہ نہ لیوے اور اگر زیادہ دیا بھی جاوے تو اُس سے انکار کرے کیونکہ یہ مال کچھ دینے والے کا نہین تا کہ وہ سلوک مین داخل ہو اور اگر مسافر ہو تو توشہ اور منزل مقصود تک سواری کے کرایہ کی مقدار سے زیادہ نہ لیوے اور اگر غازی ہو تو بجز جہاد کی چیزون کے جو خاص اُسی مین کام آوین مثل گھوڑے اور ہتھیار اور خرچ کے اور کچھ نہ لے اور ان اشیا کا اندازہ اسکے اجتہاد سے متعلق ہی اُسکی کوئی حد مقرر نہین اور یہی حال مسافر کے توشے کا ہی اس صورت مین شبہہ کی چیز چھوڑ کر اور یقینی بات اختیار کرے اور اگر مسکین ہونے کی جہت سے لیتا ہو تو اول اپنے لوازم خانہ داری اور کپڑون اور کتابون مین تامل کرے کہ ان مین کون سی چیز کی خود کی حاجت نہین اور کس چیز کے نفیس ہونے کی ضرورت نہین اُسکو بیچ کر ہوسکتا ہو کہ کارروائی کے موافق دوسری چیز آجاوے اور کچھ دام بچ رہین اور یہ بات بھی فقیر کے اجتہاد سے متعلق ہی اسمین ایک طرف ظاہر ہوتی ہی اُس سے تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ شخص مستحق ہی اور ایک دوسری طرف اسکے مقابل ہوتی ہی جس سے یہ سمجھ مین آتا ہی کہ مستحق نہین اور ان دو طرفون کے بیچ مین بہت سے درجے متوسط ہین جنمین شبہہ پڑتا ہی اور کاجل کی کوٹھری کا سا حال ہی جس سے کہ غالباً دھبا لگنے سے نہ بچے اور اس باب مین اعتماد لینے والے کے قول پر ظاہر ہی۔ اور تنگی برتنے اور فراخی برتنے مین محتاج کے بہت سے مقام ہین کہ اُنکے شمار نہین ہوسکتے پرہیزگار آدمی اپنی حاجتون کا اندازہ تنگی کے ساتھ کیا کرتا ہی اور سہل انکار کا میل وسعت اور فراخی کی طرف ہوتا ہی یہانتک کہ اپنے نفس کو بہت سی باتون کی ضرورت سمجھا کرتا ہی اور یہ امر شریعت مین بُرا ہی۔ بہرحال جب حاجت ثابت ہوجاوے تو چاہیے کہ بہت سا مال نہ لے بلکہ اُسقدر لے کہ لینے کے وقت سے ایک سال تک کافی ہو یہ مدت بڑی سی بڑی ہی اسوجہ سے کہ برس کے مکرر ہونے سے آمدنی کے اسباب مکرر ہوتے ہین اور نیز آنحضرت صلعم نے اپنے عیال کے واسطے ایک سال کی غذا جمع بھی فرمائی ہی تو بہتر ہی کہ فقیر اور مسکین کے لیے بھی یہی حد مقرر ہو اور اگر ایک مہینے خواہ ایک روز کی حاجت پر بس کرے تو تقویٰ سے قریب تر ہی۔ اور جو مقدار کہ زکوۃ اور صدقہ مین سے لینی چاہیے اسکے باب مین علما کے مذاہب جُدا جُدا ہین بعضے کمی مین اسقدر مبالغہ کرتے ہین کہ اُنھون نے ایک دن رات کی غذا پر کفایت کرنے کو واجب کردیا ہی اور اپنی دلیل اُس روایت کو کہتے ہین جو سہل بن حنظلہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلعم نے تونگر ہوتے ہوے سوال کرنے سے منع فرمایا پھر غنا کو جو آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ صبح اور شام کا کھانا پاس ہو اور دوسرون نے یہ کہا ہی کہ تونگری کی حد تک لیوے اور تونگری کی حد زکوۃ کی نصاب ہی اسلیے کہ اللہ تعالیٰ نے زکوۃ صرف تونگرون پر واجب فرمائی ہی تو اس سے اُنھون نے یہ نکالا کہ اپنے واسطے اور اپنے کنبے مین سے ہر شخص کے واسطے اُسکو زکوۃ کی نصاب تک لینا درست ہی اور بعض لوگون نے تونگری کی حد پچاس درم فرماتے ہین اسلیے کہ حضرت ابن مسعود رضہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی من سال ولہ مال یغنیہ جاء یوم القیمہ وفی وجہہ خموش قیل وماغناہ قال خمسون درہما او قیمتہا من الذہب اور کہتے ہین کہ اس حدیث کا ایک راوی قوی نہین اور بعض لوگون نے تونگری کی حد چالیس درم فرمائی ہی اسوجہ سے کہ عطا بن یسار سے منقطع روایت آئی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من سال ولہ اوقیۃ فقد الحف فی السوال اور دوسرے علمانے وسعت مین مبالغہ کرکے فرمایا ہی کہ فقیر کو اتنا لینا درست ہی کہ اُس سے ایک زمین خرید لے جس سے تمام عمر کو بیفکر ہوجاے یا اُس سے کوئی مال تجارت خرید کر بے حاجت ہوجاوے کیونکہ بیفکری اور غنا اسی کا نام ہی کہ تمام عمر کو ہو اور حضرت عمر رضہ نے فرمایا ہی کہ جب دو تو غنی کردو۔ یہان تک کہ بعض کا مذہب ہی کہ اگر کوئی شخص محتاج ہوجاوے تو اُسکو اتنا لینا درست ہی کہ پھر اُسکا حال بدستور سابق ہوجاے گو دس ہزار درم سے ہوتا ہو ہان جس صورت مین کہ فقیر حد اعتدال سے خارج ہو اُسوقت البتہ درست نہین اور جب حضرت ابو طلحہ رضہ اپنے باغ مین نماز پڑھتے تھے اور اُسکی طرف دھیان بٹنے سے نماز مین ہرج ہوا تو فرمایا کہ مین نے اس باغ کو صدقہ کردیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو ارشاد فرمایا کہ اُسکو اپنے رشتہ دارون مین صدقہ کردو کہ یہ تمھارے حق مین اچھا ہی آپنے اُسکو حضرت حسان اور ابو قتادہ رضہ کو دے دیا تو ایک باغ خرما کا دو شخصون کو بہت ہوا اور غنی کردیا۔ اور حضرت عمر رضہ نے ایک اعرابی کو ایک اُونٹنی مع اُسکے بچے کے دے ڈالی تھی ان روایتون سے فقیر کو زیادہ لینا پایا جاتا ہی غرضکہ دونون طرف کے دلائل یہ ہین اور ہمارے نزدیک یہ ہی کہ کمی کے لیے مقدار ایک رات دن کی غذا یا اوقیہ کا ہونا اس باب مین ہی کہ اتنا ہوتے ہوے سوال نکرے اور دروازون پر نہ پھرے اور گداگری بُری چیز ہی اسکا حکم اور ہی اُسکو اس بحث سے کچھ سروکار نہین بلکہ جو احتمال یہ نکالتے ہین کہ اتنا لینا درست ہی کہ اُس سے زمین خرید لے اور عمر بھر

کو غنی ہوجاوے اس قلت کی نسبت کر تو یہی اچھا ہی گو یہ بھی زیادتی بیجا کی طرف مائل ہی اعتدال سے قریب تر یہ ہی کہ برس روز کے لیے کافی ہو اور اس سے زیادہ مین خطر ہی اور کمی کی صورت مین تنگی ہی اور جس صورت مین کہ ان امور مین کوئی اندازہ نہین اسی لیے انکے باب مین توقف کیا گیا ہی پس مجتہد کو یہی پہونچتا ہی کہ جیسا دیکھے ویسا حکم کرے پھر پرہیزگار سے کہدیا جاوے کہ تو اپنے دل سے فتویٰ لے لے گو اور لوگ تجکو کچھ کچھ فتویٰ دین جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا تھا کیونکہ گناہ دلون پر غالب ہونے والا ہی پس اگر لینے والا اپنے دل مین اُس مال کی طرف سے خلش پاوے تو چاہیے کہ خداے تعالیٰ سے ڈرے اور فتویٰ کے بہانے سے اُسکی اجازت اپنے لیے نہ سمجھے کیونکہ علماء ظاہر کے فتویٰ ضرورتون کی قید سے آزاد ہوتے ہین اور اُن مین تخمین اور شبہون مین داخل ہونا بہت ہی اور دیندارون اور طریق آخرت کے سالکون کی عادت شبہات سے احتراز کرنے کی ہوتی ہی پنجم یہ کہ صاحب مال سے پوچھے کہ تمپر زکوٰۃ کتنی واجب ہی اور جب اُسکی مقدار معلوم ہو تو جو کچھ اپنے آپ کو ملا ہو اُسکو دیکھے اگر یہ مقدار کل زکوٰۃ کے آٹھوین حصہ سے زائد ہو تو اُسمین سے کچھ نہ لے اسلیے کہ یہ اور اِسکے دو اور شریک ملکر صرف آٹھوین حصہ کے مستحق ہین پس آٹھوین حصہ مین دو اپنی قسم کے آدمیون کا حصہ کم کرکے لیوے ورنہ کچھ نہ لے اور یہ بات دریافت کرنی اکثر لوگون پہ واجب ہی کیونکہ خلق اس تقسیم کی رعایت نہین کرتی خواہ جہالت کے باعث یا سہولت برتنے کی جہت سے البتہ جس صورت مین گمان غالب حرمت کے احتمال کا نہو تو اُسوقت اُن جیسی باتون کو دریافت نکرنا جائز ہی اور سوال نکرنے کے مواقع اور احتمال کے درجات باب الحلال والحرام مین انشاء اللہ مذکور ہونگے۔

## چوتھی فصل صدقہ نفل اور اُسکی فضیلت اور اُسکے لینے اور دینے کے آداب کے ذکر مین اور اس فصل مین تین بیان ہین۔

پہلا بیان صدقہ کی فضیلت مین۔ احادیث اس باب مین یہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ دو اگرچہ ایک کھجور ہی ہو اسلیے کہ وہ کسیقدر بھوکے کی تکلیف بند کرتا ہی اور گناہ کو ایسا بجھاتا ہی جیسا پانی آگ کو بجھاتا ہی اور فرمایا اتقوا النار ولو بشق تمرۃ فان لم تجدوا فبکلمۃ طیبۃ اور فرمایا کہ جو بندہ مسلمان کہ اپنی پاک کمائی سے صدقہ کرتا ہی اور خدایتعالیٰ پاک ہی کو قبول بھی فرماتا ہی تو اللہ تعہ اُس صدقہ کو اپنے دہنے ہاتھ مین لیتا ہی پھر اُسکی پرورش کرتا ہی جیسے تم مین سے کوئی اپنے بچہ کو پالتا ہی یہانتک کہ کھجور بڑھکر اُحد کے برابر ہو جاتی ہی۔ اور حضرت ابو درداء رضہ کو فرمایا کہ جب تم شوربا پکاؤ تو اُسمین پانی زیادہ کردو پھر اپنے ہمسایہ کے گھر والون کو دیکھو اور اُسمین سے اُنکو پہونچاؤ اور فرمایا کہ جو بندہ صدقہ اچھا دیتا ہی اللہ تعہ اُسکے عوض مین برکت بھی خوب ہی دیتا ہی۔ اور فرمایا کل امرئ فی ظل صدقۃ حتی یقضی بین الناس اور فرمایا الصدقۃ تسد سبعین بابا من الشر اور فرمایا صدقۃ السر تطفی غضب الرب عز وجل اور فرمایا کہ جو شخص کہ وسعت کے باعث دیتا ہی وہ ثواب مین اُس سے افضل نہین جو حاجت کے سبب سے قبول کرتا ہی۔ اور غالباً اس سے مقصود یہ ہی کہ جو شخص مال لینے سے اپنی حاجت اسلیے دفع کرے کہ دین کے لیے فراغت ملجاوے تو وہ شخص دینے والے کے مساوی ہوگا جو اپنی دہش سے نیت اپنے دین کی آبادی کی کرتا ہی اور کسی نے آنحضرت صلعم سے پوچھا کہ صدقہ کونسا افضل ہی آپنے فرمایا کہ ایسے وقت مین صدقہ افضل ہی کہ تندرست اور مال کا روکنے والا ہو اور توقع بہت جینے کی رکھتا ہو اور فاقہ سے ڈرتا ہو اور صدقہ دینے مین تاخیر نہ کرے یہانتک کہ جان جب نرخرے مین آپہونچے تو کہنے لگے کہ اتنا فلانے کو اور اتنا فلانے کو دینا حالانکہ مال اور کسی کا ہوچکا ہو۔ اور ایک روز آپ نے اپنے اصحاب رضہ سے فرمایا کہ صدقہ کرو ایک شخص نے عرض کیا کہ میرے پاس ایک دینار ہی آپ نے فرمایا کہ اُسکو اپنے نفس پر خرچ کر اُسنے کہا کہ میرے پاس ایک اور ہی فرمایا کہ اُسکو اپنی بی بی پر خرچ کر عرض کیا کہ میرے پاس ایک اور ہی فرمایا کہ اُسکو اپنی اولاد پر خرچ کر عرض کیا کہ میرے پاس ایک اور ہی فرمایا کہ اُسکو اپنے خادم پر خرچ کر عرض کیا کہ میرے پاس ایک اور ہی فرمایا کہ اُسکی نگاہ تجکو زیادہ ہی یعنی جہان اچھا موقع دیکھو وہان خرچ کرو۔ اور فرمایا کہ آل محمد کے لیے صدقہ حلال نہین کہ وہ لوگون کا میل ہی۔ اور فرمایا کہ سائل کی حرمت ہٹاؤ واگرچہ اُسکے کھانے سے ہو جتنا پرند کا سر ہوتا ہی۔ اور فرمایا کہ اگر سائل سچ کہتا ہی تو جو کوئی اُسکو محروم پھیریگا اُسکو فلاح نہوگی اور حضرت عیسیٰ عم نے فرمایا ہی کہ جو شخص سائل کو اپنے گھر سے محروم پھیرتا ہی فرشتے اُس گھر پر سات روز سایہ نہین ڈالتے۔ اور آنحضرت صلعم دو کام کسی دوسرے کو سپرد نہ فرماتے تھے اپنے آپ اُنکو کیا کرتے تھے ایک یہ کہ رات کو وضو کا پانی اپنے آپ رکھتے اور اُسکو ڈھانپ دیتے دوسرے یہ کہ مسکین کو اپنے دست مبارک سے عنایت فرماتے اور فرمایا کہ مسکین وہ نہین ہی کہ اُسکو ایک

کھجور یا دو کھجورین اور ایک لقمہ یا دو لقمے ہٹا دین بلکہ مسکین وہ ہی جو سوال کرنے سے باز رہے اگر تم چاہو تو پڑھ دیکھو لا یسألون الناس الحافاً یعنی نہین مانگتے لوگون سے لپٹ کر۔ اور فرمایا کہ جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو کپڑا اپہناتا ہی تو وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت مین رہتا ہی جبتک کہ اُس کپڑے کا مسکین کے بدن پر پیوند رہتا ہی اور آثار اس باب مین یہ ہین کہ عروہ بن زبیر رضہ فرماتے ہین کہ حضرت عائشہ رضہ نے پچاس ہزار خیرات کیے حالانکہ اُنکا کرتہ پیونددار ہی رہا۔ اور مجاہد رح نے اس آیت مین ویطعمون الطعام علی حبہ مسکیناً ویتیماً واسیراً علی حبہ کی تفسیر یہ فرمائی ہی کہ اُسکی خواہش رکھتے ہون۔ اور حضرت عمر رضہ فرمایا کرتے کہ الٰہی مال اور توانگری ایسے شخصون کو دے جو ہم مین سے بہتر ہون کہ شاید وہ لوگ اُسکو ہم مین سے حاجتمندون کو پہونچادین اور عبد العزیز بن عمیر فرماتے ہین کہ نماز آدمی کو آدھے راستہ پر لیجاتی ہی اور روزہ پادشاہ کے دروازے تک پہونچاتا ہی اور صدقہ بادشاہ کے سامنے جا کھڑا کرتا ہی اور ابن ابی الجعد کا قول ہی کہ صدقہ آدمی سے ستر خرابیون کی قسمین دور کرتا ہی اور پوشیدہ دینا صدقہ کا ظاہر کی نسبت کر ستر گنا ہوتا ہی اور صدقہ ستر شیطانون کے جبڑے چیر دیتا ہی۔ اور حضرت ابن مسعود رضہ نے فرمایا ہی کہ ایک شخص نے ستر برس خداے تعالیٰ کی عبادت کی پھر اُس سے کوئی گناہ کبیرہ سرزد ہوا اور اُسکا عمل باطل کر دیا گیا پھر اُسکا گذر ایک مسکین پر ہوا اور اُسکو روٹی صدقہ دی اللہ تعالیٰ نے اُسکی خطا معاف فرمائی اور ستر برس کے عمل پھر اُسکے بحال کر دیے۔ اور لقمان رح نے اپنے بیٹے کو کہا کہ جب تو کوئی خطا کرے تو صدقہ دینا۔ اور یحییٰ ابن معاذ رح فرماتے ہین کہ مجھے نہین معلوم کہ کوئی دانہ وزن مین دنیا کے پہاڑون کے برابر ہو جاے بجز صدقہ کے دانہ کے کہ یہ البتہ اتنا ہو سکتا ہی اور عبد العزیز بن ابی رواد فرماتے ہین کہ تین چیزین اول زمانہ مین جنت کے خزانون مین سے کہا کرتے تھے اول مرض کا چھپانا دوم صدقہ کا چھپانا سوم مصیبتون کا چھپانا اور یہ روایت مسند بھی آئی ہی۔ اور حضرت عمر رضہ فرماتے ہین کہ اعمال نے ایک دوسرے پر فخر کیا تو صدقہ نے کہا کہ مین تم سب سے افضل ہون اور عبد اللہ رح شکر خیرات مین دیا کرتے اور کہتے کہ مین نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون اور اللہ تعالیٰ جانتا ہی کہ مین شکر سے محبت رکھتا ہون اور نخعی رح فرماتے ہین کہ جب کوئی چیز خداے تعالیٰ کے لیے ہو تو مجھے اچھا نہین معلوم ہوتا کہ اُسمین کوئی عیب ہو۔ اور عبید بن عمیر رح فرماتے ہین کہ قیامت کے روز لوگ سب دنون سے زیادہ بھوکے اور پیاسے اور ننگے اُٹھینگے پس جسنے اللہ تعالیٰ کے لیے کھانا کھلایا ہوگا اللہ تعالیٰ اُسکو شکم سیر کریگا اور جس نے اللہ کے لیے پانی پلایا ہوگا اُسکو سیراب کریگا اور جسنے اُسکے واسطے کپڑا اپہنایا ہوگا اُسکو کپڑا اپہناویگا۔ اور حضرت حسن بصری رح فرماتے ہین کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم سب کو توانگر کر دیتا کہ کوئی تم مین فقیر نہوتا مگر اُسنے تم مین سے بعض کا امتحان بعض سے لیا ہی۔ اور شعبی رح نے کہا ہی کہ جتنی حاجت فقیر کو مالدار کے صدقہ کی ہی اگر مالدار اُسکی نسبت کر اپنے آپ کو صدقہ کے ثواب کا زیادہ حاجتمند نہ جانے تو اُسکا صدقہ بیکار ہی اور یہ صدقہ اُسکے منہ پر مارا جائیگا اور امام مالک رح فرماتے ہین کہ جو پانی صدقہ کیا جاتا ہی اور مسجد مین پلایا جاتا ہی اگر اُسمین سے توانگر پی لے تو ہم مضائقہ نہین جانتے اسلیے کہ جسنے اُسکو سبیل کیا ہی تو پیاسون کے لیے کیا ہی کوئی ہون اُسکا مقصود خاص محتاجون اور مسکینون پر صدقہ کرنے کا نہین۔ کہتے ہین کہ ایک دلال ایک لونڈی ساتھ لیے حضرت حسن بصری رح کے پاس ہو گذرا آپنے اُس سے فرمایا کہ تو اُسکے دام مین ایک یا دو درم پر بھی راضی ہی اُسنے کہا کہ نہین آپنے فرمایا کہ تو جا اللہ تعالیٰ تو حورون کے باب مین ایک پیسے اور لقمہ پر راضی ہی۔

**دوسرا بیان** صدقہ کے پوشیدہ اور ظاہر لینے کے ذکر مین اخلاص کے طالبون کا اسمین اختلاف ہی کہ دونون مین سے بہتر کونسا ہی بعض کا میل تو اس طرف ہی کہ پوشیدہ لینا افضل ہی اور بعض اس طرف جھکے ہین کہ ظاہر لینا افضل ہی اور ہم ان دونون باتون مین جو فوائد اور آفتین پائی جاتی ہین اول اُنکی طرف اشارہ کرتے ہین پھر امر حق کی تشریح کرینگے۔ جاننا چاہیے کہ پوشیدہ لینے مین پانچ فائدے ہین **اول** یہ کہ لینے والے کا پردہ بنا رہتا ہی کہ ظاہر مین لینا پردہ مروت کو پھاڑنا اور حاجت کا ظاہر ہو جانا اور سوال نہ کرنے کی ہیئت سے خارج ہونا ہی۔ اور یہ صورت سوال نہ کرنے کی محبوب ہوتی ہی کہ اس سے بیخبرون کی نظر مین آدمی غنی معلوم ہوتا ہی **دوسرا فائدہ** یہ ہی کہ لوگون کے دل اور زبانین محفوظ رہینگی کہ ظاہر لینے سے لوگ اُسپر حسد کرتے ہین یا اُسکے لینے پر انکار کرتے ہین اور خیال ہے کہ اسنے باوجود توانگری کے لے لیا یا زیادہ لے لینے کی طرف منسوب کرتے ہین اور حسد اور گمان بد اور غیبت سب بڑے گناہون مین سے ہین۔ اور لوگون کو ان گناہون سے

محفوظ رکھنا بہتر ہی ابو ایوب سجستانی کہتے ہین کہ مین نئے کپڑے کا پہننا اسلیے ترک کرتا ہون کہ مجھے یہ ڈر ہوتا ہی کہ کہین میرے ہمسایون مین اس سے حسد نہ پیدا ہو اور کسی دوسرے زاہد کا قول ہی کہ مین اکثر چیز کا استعمال اپنے بھائیون کی خاطر چھوڑ دیتا ہون کہ یون نہ کہین کہ اسکے پاس یہ کہان سے آگئی۔ اور ابراہیم تیمی رح سے مروی ہی کہ انپر لوگون نے نیا قمیص دیکھا انکے بعض بھائیون نے پوچھا کہ یہ تمھارے پاس کہان سے آیا فرمایا کہ میرے بھائی خیثمہ نے مجھے پہنایا ہی اور اگر مین یہ جانتا کہ اس امر کی اطلاع اُسکے گھر والون کو ہی تو ہرگز اُسکو قبول نکرتا تیسرا فائدہ یہ ہی کہ دینے والے کو عمل کے خفیہ کرنے پر اعانت ہوتی ہی اور ظاہر ہی کہ دینے کے باب مین خفیہ کو علانیہ پر فضل ہی تو لینے والا اگر اس باب مین اعانت دینے والے کی کریگا تو بہتر ہوگا کہ اچھی بات کی تکمیل پر اعانت کرنی بھی اچھی ہی اور پوشیدہ کرنا بدون دونون کے بن نہین سکتا اگر مسکین حال ظاہر کردے تو دینے والے کا حال معلوم ہوجاویگا کسی شخص نے بعض علما کو کوئی چیز ظاہر مین دی اُنھون نے نہ لی اور دوسرے شخص نے ایک چیز پوشیدہ دی تو لے لی کسی نے اُنسے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ دوسرے شخص نے اپنی خیرات مین ادب اور قاعدہ کو ملحوظ رکھا کہ چھپا کر دیا اسواسطے مین نے قبول کرلیا اور اول شخص نے اپنے عمل مین بے ادبی کی اسلیے مین نے عطاے تو بلقاے تو مناسب جانا اور کسی شخص نے ایک درویش صوفی کو کوئی چیز مجمع مین دی تو اُسنے پھیر دی اُس شخص نے کہا کہ جو چیز تمکو اللہ نے دی اُسکو کیون پھیرتے ہو درویش نے کہا کہ جو چیز خاص خدا تعالے کے لیے تھی اُسمین تونے دوسرے کو شریک کردیا اور صرف خدا تعالے کی نگاہ پر اکتفا نہ کی تو تیرا شرک مین نے تجھی کو ہٹا دیا۔ اور بعض عارفون نے ایک چیز پوشیدہ قبول کرلی جسکو ظاہر مین واپس کردی تھی نذر کرنے والے نے اُنسے اسکی وجہ پوچھی فرمایا کہ ظاہر مین دینے کے باعث تونے خدا تعالی کی نافرمانی کی تھی اسلیے مین نے نافرمانی پر تیری مدد نہ کی اب جو تونے اسکی اطاعت پوشیدہ دینے کے باعث کی تو اس نیکی پر مین نے تیری اعانت کی۔ اور سفیان ثوری رح فرماتے ہین کہ اگر مین یہ جانتا کہ کوئی شخص دہش دیکر اُسکا ذکر نکریگا اور لوگون سے نہ کہیگا۔ تو اسکی دہش قبول کرلیتا۔ چوتھا فائدہ یہ ہی کہ مسکین ذلت اور خواری سے بچتا ہی کہ ظاہر کے لینے مین ذلت ہوتی ہی اور ایماندار کو نہین چاہیے کہ اپنے آپ کو بے عزت اور ذلیل کرے بعض علما کو خفیہ اگر کوئی کچھ دیتا تو لیتے اور ظاہر مین نہ لیتے اور کہتے کہ ظاہر لینے مین علم کی ذلت اور علما کی بیعزتی ہی تو مین ایسا نہین کہ دنیا کے مال کو تو اونچا کرون اور اسکے عوض مین علم اور علما کو پست کرون پانچوان فائدہ شرکت کے شبہہ سے احتراز کرنا ہی اسلیے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جس شخص کے پاس کوئی ہدیہ آوے اور اسکے یہان کچھ لوگ ہون تو وہ سب اُس ہدیہ مین شریک ہون اور سونا چاندی ہونے ہدیہ سے خارج نہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ افضل ہدیہ جو آدمی اپنے بھائی کے پاس بھیجے چاندی ہی یا اُسکو کھانا کھلانا۔ پس اس حدیث مین چاندی کو بھی ہدیہ فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ مجمع مین ایک شخص خاص کو بدون سب کی رضامندی کے کچھ دینا مکروہ ہی اور رضامندی کا حال مشتبہ رہتا ہی اسلیے تنہائی مین دے دینا اس شبہہ سے محفوظ رکھتا ہی۔ اب صدقہ کو برملا لینے اور اُسکا ذکر دوسرے شخصون سے کرنے مین چار فائدے ہین اول اخلاص اور صدق کا ہونا اور اپنے حال کو لوگون کے دھوکا دینے سے بچانا اور ریا سے محفوظ رہنا ہی کہ جیسا واقع مین ہی ویسا ہی ظاہر کردیا یہ بات نہین کہ حقیقت مین کچھ ہی اور نمود کی وجہ سے اُسکو ظاہر نہین کرتا۔ دوسرا فائدہ یہ ہی کہ جاہ و منزلت دور ہوجاتی ہی اور بندگی اور مسکنت ظاہر ہوتی ہی اور تکبر اور بے حاجت ہونے کے دعوی سے تبری پائی جاتی ہی اور لوگون کی نظرون سے نفس گر جاتا ہی بعض عارفون نے اپنے شاگرد کو فرمایا کہ لینے کو ہر حال مین ظاہر کرے کیونکہ جب تو ایسا کریگا تو لوگ تیرے ساتھ دو قسمون پر ہوجاوینگے ایک تو وہ ہونگے جنکے دل سے تو گر جاویگا تو یہ تو مقصود ہی ہی اسوجہ سے کہ یہ امر دین کی سلامتی کے لیے نافع تر ہی اور اس سے نفس کی آفتین بھی کم ہوتی ہین اور ایک وہ ہونگے جنکے دلون مین تیری گنجایش زیادہ ہوگی اس نظر سے کہ تونے ٹھیک ٹھیک اپنا حال ظاہر کردیا اور یہ وہ بات ہی کہ جسکو تمھارا بھائی چاہتا ہی کیونکہ اُسکا مقصود ثواب کا زیادہ ملنا ہی تو جس صورت مین وہ تجھسے محبت زیادہ کریگا اور تعظیم بہت کریگا تو اُسکو ثواب قطعًا زیادہ ہوگا اور یہ ثواب تجکو بھی ہوگا کہ اسکے ثواب زیادہ ہونیکا سبب تو ہی ہوا ہی تیسرا فائدہ توحید کا شرک سے بچانا ہی اسلیے کہ عارف کی نظر بجز خداے عز و جل کے اور طرف نہین ہوتی پوشیدہ اور ظاہر اُسکے حق مین یکسان ہی تو اس حال کا مختلف ہونا توحید مین شرک ہی۔ بعض اکابر کا قول ہی کہ جو شخص پوشیدہ لے لیتا تھا اور بظاہر ہٹا دیتا تھا اُسکی دعا کا ہم اعتبار نہ کرتے تھے۔ اور خلق کی طرف التفات کرنا خواہ وہ

موجود ہون یا غائب حال مین نقصان ہو بلکہ چاہیے کہ نظر واحد یکتا پر منحصر ہو۔ کہتے ہین کہ کوئی بزرگ اپنے سب مریدون مین سے ایک طرف زیادہ مائل تھے اور مریدون کو یہ بات شاق معلوم ہوئی اُن بزرگ نے چاہا کہ ان لوگون پر اس مرید کی فضیلت ظاہر کیا چاہیے اسلیے ہر ایک مرید کو ایک ایک مُرغی دی اور کہا کہ ہر ایک اپنی اپنی مرغی لیکر ایسی جگہ ذبح کر لاؤ جہان کوئی نہ دیکھے سب مرید چلے گئے اور اپنی اپنی مرغی ذبح کر لائے مگر وہ مرید مرغی زندہ لایا اُسسے جو بزرگ نے پوچھا تو کہا کہ ہمکو جیسا حکم تھا اسکی تعمیل کر دی جب اُس مرید سے پوچھا کہ تو نے اپنے ساتھیون کی طرح کیون نہ ذبح کی اُسنے کہا کہ مجکو کوئی ایسی جگہ نہ ملی جہان کوئی نہ دیکھتا ہو اسلیے کہ اللہ تعالے سب جگہ ناظر تھا اُس بزرگ نے اُن لوگون سے کہا کہ اسوجہ سے مین اسپر زیادہ مائل ہون کہ وہ سوائے خدا کے اور طرف دھیان نہین کرتا

چوتھا فائدہ یہ ہے کہ ظاہر کرنے مین سنت شکر کو ادا کرتا ہے اور اللہ تعالے فرماتا ہے واما بنعمۃ ربک فحدث[1] اور نعمت کو چھپانا ناشکری مین داخل ہے اللہ تعالے اُن لوگون کی مذمت کرتا ہے اور اُنکو بخیل فرماتا ہے جو اللہ تعالی کی دی ہوئی نعمت کو چھپاتے ہین چنانچہ ارشاد ہے الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل ویکتمون ما اتاہم اللہ من فضلہ[2] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین[3] کہ جب اللہ تعالے کسی بندے پر انعام کرتا ہے تو یہ بھی پسند کرتا ہے کہ وہ نعمت اُسپر دیکھی جاوے اور ایک شخص نے کسی عارف کو کچھ چھپا کر دیا عارف نے اپنا ہاتھ اونچا کر دیا اور کہا کہ یہ دنیا کی چیز ہے اسمین ظاہر کر دینا افضل ہے پوشیدہ کرنا آخرت کے کامون مین افضل ہوتا ہے۔ اور اسی لیے بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ جب تمکو کچھ مجمع مین دیا جاوے تو لے لو پھر اُسکو تنہائی مین واپس کر دو اور صدقہ کے باب مین شکر کی رغبت منقول ہے چنانچہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے[4] من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ عز وجل اور شکر قائم مقام مکافات کا ہوتا ہے یہانتک کہ آنحضرت صلعم نے[5] ارشاد فرمایا کہ جو کوئی تمھارے ساتھ سلوک کرے تو اُسکی مکافات کرو اور اگر تمسے مکافات نہو سکے تو اُسکی تعریف اچھی طرح کرو اور اُسکے لیے دعاے خیر مانگو یہانتک کہ تمکو یقین ہو جاوے کہ مکافات کر چکے۔ اور جبکہ مہاجرون نے شکر کے باب مین عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم ہمنے اُن لوگون سے بہتر اور لوگ نہین دیکھے کہ ہم اُنکے پاس اُترے تو اُنھون نے اپنا مال ہمکو بانٹ دیا یہانتک کہ ہمکو خوف ہوا کہ کہین تمام ثواب یہی نہ لیجاوین آپ نے فرمایا[6] کہ ایسا نہین تمنے جو اُن کا شکر کیا اور تعریف کی یعنی اسیسے اُنکی مکافات ہو گئی پس ان تمام فوائد کو تو تم معلوم کر چکے اب یہ جاننا چاہیے کہ لوگون کا اختلاف جو اس باب مین منقول ہے وہ مسئلہ مین اختلاف نہین ہے بلکہ حال کا اختلاف ہے پس تحقیق اس باب مین یہ ہے کہ ہم یہ حکم یقینی نہین کرتے کہ پوشیدہ لینا ہر حال مین افضل ہے یا ظاہر مین لینا اچھا ہے بلکہ یہ بات نیتون کے اختلاف کے باعث مختلف ہوتی ہے اور نیتین احوال اور اشخاص کے اختلاف سے جُدا جُدا ہو جاتی ہین اسصورت مین اخلاص والے کو چاہیے کہ اپنے نفس کا نگران رہے اور مغالطہ مین نہ پڑے نہ طبیعت کے دھوکے فریب کھاوے نہ شیطان کے دام فریب مین آوے اور مکر و فریب پوشیدہ لینے کے وجوہات مین بہ نسبت ظاہر لینے کے زیادہ ہے باوجودیکہ اُسکو دخل دونون مین ہے پس خفیہ لینے مین تو فریب کو دخل اسلیے ہے کہ طبیعت خفیہ لینے پر راغب ہے اس نظر سے کہ اس صورت مین جاہ و منزلت محفوظ رہتی ہے لوگون کی آنکھون سے قدر نہین گرتی کوئی مسکین کو بچشم حقارت اور دینے والے کو محسن اور منعم اُسپر نہین دیکھتا یہ روگ طبیعت مین گرفتار رہتا ہے اور نفس مین پوشیدہ ہوتا ہے اور شیطان اُسکے ذریعہ سے فوائد کا اظہار کرتا ہے یہانتک کہ جو پانچ فوائد ہمنے لکھے ہین اُن سب کو علت اُسکے خفیہ لینے کی بیان کر دیتا ہے اور ان سب کی کسوٹی ایک ہی بات ہے وہ یہ ہے کہ آدمی کو اپنے صدقہ لینے کا حال کھلجانے سے اتنا ہی رنج ہو جتنا کہ کوئی اُسکا ہمجنس اور نظیر اگر خفیہ لیوے اور اُسکا حال برملا ہو جاوے اُس سے رنج ہو غرضکہ برملا ہونے کا رنج اپنے حال اور غیر کے حال کا یکسان ہو اسلیے کہ اگر خفیہ لینے سے اسکو یہ مقصود تھا کہ لوگ غیبت اور حسد مین مبتلا نہون اور بدگمانی نکرین یا پردہ دری سے بچا جاوے دینے والے کو خفیہ دینے کی رغبت دلانی یا علم کو ذلت سے بچانا منظور تھا تو یہ ساری باتین دوسرے بھائی کے صدقہ لینے کا حال کھلنے سے بھی ہوتی ہینگی اس صورت مین اگر اپنا حال برملا ہوتا تو ناگوار زیادہ ہوا اور دوسرے اپنے بھائی کا حال کھلنا اتنا گران نہو تو پھر یہ کہنا کہ مین خفیہ اُن فوائد کے سبب لیتا ہون محض مغالطہ اور شیطان کا مکر ہے اسلیے کہ علم کی ذلت ممنوع ہے کسی کا ہو یہ نہین کہ خاص زید یا عمرو کے علم کی ذلت تو ناجائز ہو اور بکر کی جائز ہو اسیطرح غیبت اسی وجہ سے ممنوع ہے کہ کسی محفوظ آبرو کے درپے ہونا اُس مین پایا جاتا ہے یہ نہین کہ زید کی آبرو کا تعرض ہو تو ناجائز ہو اور بکر کی آبرو کا ہو تو جائز ہو اور جو شخص اس بات کو اچھی طرح لحاظ رکھتا ہے اُس سے شیطان اکثر ہار جاتا ہے ورنہ پھر تو یہ صورت ہوتی ہے کہ عمل

[1] اور جو احسان ہے تیرے رب کا سو بیان کر ۱۲ [2] وہ جو بخل کرتے ہین اور سکھاتے ہین لوگون کو بخل اور چھپاتے ہین جو اُنکو دیا اللہ نے اپنے فضل سے ۱۲ [3] احمد بروایت عمران بن حصین ۱۲ [4] اسکی سند اور فصل میں اوپر گذری ۱۲ [5] تیسری فصل مین گذری ۱۲ [6] ترمذی بروایت انس رضی اللہ عنہ ۱۲

بہت سلا کرے اور اُسمین سے تھوڑا نصیب ہو۔ اور ظاہر لینے کی طرف طبیعت کو اسوجہ سے رغبت ہی کہ اس سے دینے والے کے دل کو خوشی ہوتی ہی اور اُسکو ایسے افعال پر ابھارتی ہی اور دوسرون کے سامنے ذکر کرنے سے انکو یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ شخص بہت مشکور ہوتا ہی اُسکی تعظیم اور حال کی جستجو زیادہ چاہیے اور یہ بات دل مین مدفون رہتی ہی اور شیطان دیندار پر اور کسی طرح اس خیانت کے نکالنے پر قادر نہین ہوتا مگر سنت کی آڑ مین اپنا داؤ مارتا ہی اور کہتا ہی کہ شکر کا ادا کرنا سنت ہی اور خفیہ رکھنا ریا مین داخل ہی اور جو وجہین ہمنے ظاہر کرنے کے باب مین لکھی ہین انکو اسپر پیش کرتا ہی تاکہ ظاہر کرنے پر اُسکو آمادہ کرے اور قصد باطنی اُسکا وہی ہوتا ہی کہ دینے والا اپنی تعریف سے تو زیادہ خبرگران ہو اور دوسرے لوگون کو شوق خدمت پیدا ہو اور اُسکا امتحان یہ ہی کہ اپنے نفس کا میل شکر کی طرف اُس صورت مین خیال کرے کہ اُس شکر کی خبر نہ تو دینے والے کو پہونچے نہ اُن لوگون کو جنکو رغبت اُسکے کچھ دینے کی ہو اور اُس جماعت کے سامنے شکر کا خیال کرے جو ظاہر مین دینے کو بُرا جانتے ہون اور خفیہ دینے پر راغب ہون اور اُنکی عادت یہ ہو کہ بجز خفیہ رکھنے والے کے اور کو نہ دیتے ہون تو اگر یہ حالات اُسکے نزدیک برابر ہون تب تو جان لے کہ صدقہ کے ظاہر کرنے کا سبب شکر کی سنت ادا کرنی اور نعمت کو ظاہر کرنے کے لیے ہی ورنہ سمجھ لے کہ یہ شیطان کا فریب اور مغالطہ دہی ہی۔ پھر جب یہ معلوم ہو جاوے کہ باعث ظاہر کرنے کا شکر کی سنت کو ادا کرنا ہی تو چاہیے کہ دینے والے کے حق ادا کرنے سے غافل نہو یعنی اُسکو دیکھے اگر وہ ایسے لوگون مین سے ہی جو شکر اور نعمت کے ظاہر کرنے کو پسند کرتے ہون تو چاہیے کہ اُسکے صدقہ کو خفیہ رکھے اور شکر نہ کرے کیونکہ اُسکا حق اس بات کو چاہتا ہی کہ ظلم پر اُسکی اعانت نہ کرے اور اُسکا طالب ہونا شکر پر ایک ظلم ہی تو اُسپر اعانت نہ چاہیے اور جب اُسکا حال یہ معلوم ہو کہ وہ شکر کو پسند نہین کرتا اور نہ اُسکو صدقہ سے شکر مقصود ہی تو اس صورت مین اُسکا شکر کرے اور اُسکے صدقہ کو ظاہر کرے اور اسی جہت سے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوگون نے ایک شخص کی تعریف کی تو آپ نے فرمایا[۱] کہ تمنے اُسکی گردن ماردی اگر وہ سنیگا تو فلاح نہ پاویگا باوجودیکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگون کی تعریف اُنکے مُنہ پر کیا کرتے تھے اسلیے کہ آپ کو اُنکے یقین پر اعتماد تھا اور جانتے تھے کہ یہ تعریف انکو مضر نہو گی بلکہ انکو خیر کی رغبت زیادہ کریگی مثلاً ایک شخص کو ارشاد فرمایا[۲] کہ یہ جنگل والون کا سردار ہی اور دوسرے کے حق مین ارشاد فرمایا[۳] کہ جب تمھارے پاس کسی قوم کا کریم آوے تو اُسکی تعظیم کرو۔ اور ایک شخص کے کلام سُننے تو آپ کو اچھے معلوم ہوے اور فرمایا اِنّ[۴] من البیان لسحراً اور فرمایا[۵] جب تم مین سے کوئی شخص اپنے بھائی مین کوئی بہتری معلوم کرے تو چاہیے کہ اُسکو خبر کردے کہ وہ خیر مین اور زیادہ رغبت کریگا اور فرمایا[۶] اذا مدح المومن ربا الایمان فی قلبہ اور سفیان ثوری رح فرماتے ہین کہ جو شخص اپنے نفس کو پہچان لے اسکو لوگون کی تعریف مضر نہین ہوتی۔ اور یوسف بن اسباط کو حضرت سفیان رح نے فرمایا کہ جب مین تمکو کچھ مال دون تو تمھاری نسبت کر مجکو اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہی اور اُسکو مین سمجھتا ہون کہ خدا تعالے نے مجھپر نعمت کی تم چاہو شکر کرو خواہ نہ کرو غرضکہ جو شخص اپنے دل کی خبرگیری چاہتا ہی اُسکو چاہیے کہ ان باریک باتون کا لحاظ رکھے کیونکہ اعضا کے اعمال مین اگر یہ باریکیان ملحوظ نہ رہین تو وہ شیطان کی ہنسی اور اُسکی خاطر خواہ ہونگی کہ محنت بہت ہو اور نفع کم اور اسی جیسے علم کے باب مین کہا کرتے ہین کہ اُسکا ایک مسئلہ سیکھنا برس روز کی عبادت سے افضل ہی کیونکہ اس علم سے عمر بھر کی عبادت زندہ ہوتی ہی اور اس علم کو نہ جاننے کی تمام زندگی کی عبادت مرجاتی ہی اور بیکار ہوتی ہی حاصل یہ کہ مجمع مین لینا اور خفیہ بھیر دینا سب طریقون مین عمدہ اور محفوظ تر ہی اسکو چکنی باتون سے دور نکرنا چاہیے ہان اگر معرفت کامل ہو اور ظاہر و باطن آدمی کے نزدیک برابر ہو جاوے تو پھر خفیہ لینے کا بھی مضائقہ نہین لیکن ایسا شخص عنقا ہی کہ اُسکا ذکر ہوتا ہی اور دیکھنے مین نہین آتا

اللہ تعالے سے ہم سوال کرتے ہین کہ ہماری مدد کرے اور توفیق عنایت فرماوے

تیسرا بیان اس باب مین کہ صدقہ کا لینا افضل ہی یا زکوٰۃ کا۔ ابراہیم خواص اور حضرت جنید بغدادی اور بعض اور بزرگون کی تو یہ راے تھی کہ صدقہ کے مال مین سے لینا بہ نسبت زکوٰۃ مین سے لینے کے افضل ہی اسلیے کہ زکوٰۃ کے لینے مین مسکینون کے لیے مزاحمت اور تنگی کرنی ہی اور ایک وجہ یہ ہی کہ بعض اوقات زکوٰۃ کے لینے کا استحقاق اپنے آپ مین پورا نہین ہوتا یعنے جیسا وصف کلام مجید مین مذکور ہی وہ صفت خود مین نہین ہوتی اور صدقہ

[۱] البخاری ومسلم بروایت ابوبکرہ ۱۲ [۲] ابن حبان بروایت قیس بن عاصم اور یہی شخص تھا جسکو آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ جنگل والون کا سردار ہی [۳] ابن ماجہ بروایت ابن عمر رضہ ۱۲ [۴] بیشک کچھ بیان جادو ہوتا ہی بخاری بروایت ابن عمر رضہ ۱۲ [۵] دار قطنی در علل بروایت ابن المسیب عن ابی ہریرہ ۱۲ [۶] جب مومن کی تعریف کیجاتی ہی تو اُسکے دل مین ایمان بڑھتا ہی ۱۲ طبرانی بروایت ابوامامہ ۱۲

کے حال مین گنجایش زیادہ ہی اور بعض لوگون نے کہا ہی کہ زکوۃ کا لینا چاہیے نہ صدقہ کا کیونکہ زکوۃ لینے سے لوگون کو واجب ادا کرنے پر اعانت ہوتی ہی اگر سب مسکین زکوۃ لینا چھوڑ دین تو سب گنا ہگار ہونگے اور ایک وجہ یہ کہ اسمین کسی کا احسان نہین وہ خداے تعالی کا حق واجب مالدار کے ذمہ پر ہی کہ اس سے اسکے محتاج بندون کی روزی ہوتی ہی اور ایک وجہ یہ ہی کہ زکوۃ کا لینا تو حاجت کے سبب ہی اور حاجت ہر شخص کی اُسکو قطعاً معلوم ہوا کرتی ہی اور صدقہ کا لینا دین کے باعث ہی کیونکہ غالب یہی ہی کہ دینے والا اُسی کو دیتا ہی جسمین بہتری کا معتقد ہوتا ہی اور ایک وجہ یہ ہی کہ مساکینون کی موافقت لیت اور مسکنت مین بہت دخل رکھتی ہی اور تکبر سے دور تر ہی اسلیے کہ صدقہ کو تو آدمی کبھی ہدیہ کے طور بھی لے لیتا ہی تو صدقہ اور ہدیہ مین فرق نہین رہتا مگر زکوۃ کے لینے مین لینے والے کی حاجت اور ذلت پر تصریح ہوتی ہی۔ اور اس باب مین قول حق یہ ہی کہ یہ امر ہر ایک شخص کے حالات کے بموجب مختلف ہوا کرتا ہی اور جسطرح کی حالت اُسپر غالب ہو اور جو نیت ہو اُسیطرح کا حکم کیا جاتا ہی پس اگر کسی کو صفت استحقاق سے اپنے آپ کے موصوف ہونے مین شبہہ ہو تو اُسکو زکوۃ کا لینا نہ چاہیے اور جسصورت مین کہ جانے مین قطعاً مستحق ہون مثلاً اپنے ذمہ قرض رکھتا ہی جسکا روپیہ عمدہ طریقون مین خرچ کیا ہی اور کوئی صورت اُسکے ادا کی نہین تو بیشک مستحق ہی تو اسطرح کا شخص اگر صدقہ اور زکوۃ مین اختیار دیا جاوے تو یہ سوچے کہ اگر مین یہ صدقہ نہ لونگا تو مالک مال اُسکو صدقہ نہ کریگا تب تو صدقہ ہی لے کیونکہ زکوۃ واجب کو مالک مستحقین کو ادا کر دیگا تو اس صورت مین خیرات زیادہ بھی ہوگی اور مسکینون کو بھی زیادہ پہونچیگا اور اگر مالک نے وہ مال بھی صدقہ ہی کی نیت سے رکھا ہی کچھ خاص کسی کے لینے پر منحصر نہین اور زکوۃ کے لینے مین مساکین پر کچھ تنگی بھی نہوتی ہو تو ایسی صورت مین اختیار ہی خواہ صدقہ لیوے یا زکوۃ ہر چند ان دونون کے لینے مین حال ایک ہی سا ہی مگر پھر بھی زکوۃ کا لینا نفس کے توڑنے اور ذلیل کرنے کے باب مین غالباً بہت زائد ہی واللہ اعلم۔ باب اسرار زکوۃ خداے تعالی کی عنایت سے ختم ہوا اسکے بعد اسرار صوم کا باب مذکور ہوتا ہی والحمد للہ اولاً وآخراً وظاہراً وباطناً وصلی اللہ علی محمد خیر الوری علی کل عبد مصطفی

## چھٹا باب روزون کے اسرار کے بیان مین

رباعی ارکان مین ایمان کے ہی اشرف روزہ + جسکو ہی احادیث مین نسبت بخدا + صایم کے لیے خاص ہی باب الریان + محسوب عبادت مین ہی سونا اسکا + واضح ہو کہ روزہ ایمان کا چہارم ہی اسلیے کہ ایک حدیث مین آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا[ح۱] کہ الصوم نصف الصبر اور دوسری مین فرمایا[ح۲] الصبر نصف الایمان اس سے معلوم ہوا کہ روزہ ایمان کے نصف کا نصف ہی یعنی چوتھائی ہی اور چونکہ روزہ کو نسبت خداے تعالی کی طرف اور سب ارکان اسلام مین سے ہی تو اس خاصیت کے سبب اسکو اورون پر فوقیت ہی چنانچہ اللہ تعالی کا قول اس باب مین آنحضرت صلعم نے حدیث قدسی مین ارشاد فرمایا ہی[ح۳] کہ سب نیکیان دس گنے ثواب سے سات سو گنے تک ہونگی مگر روزہ رکھنا کہ وہ خاص میرے واسطے ہی اور مین ہی اُسکی جزا دونگا۔ اور اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب یعنی صبر والون کو ثواب اُنکا بےحساب ملیگا اور روزہ صبر کا آدھا ہی تو اس صورت مین اسکا ثواب بھی قانون حساب سے باہر ہو گیا اور اسکی فضیلت مین یہی جاننا کافی ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی[ح۴] والذی نفسی بیدہ لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک یقول اللہ عز وجل انما یذر شہوتہ و طعامہ وشرابہ لاجلی فالصوم لی وانا اجزی بہ اور فرمایا[ح۵] للجنۃ باب یقال لہ الریان لا یدخلہ الا الصائمون وہو موعود بلقاء اللہ تعالی فی جزاء صومہ اور فرمایا[ح۶] للصائم فرحتان فرحۃ عند الافطار و فرحۃ عند لقاء ربہ اور فرمایا[ح۷] ہر چیز کا ایک دروازہ ہی اور عبادت کا دروازہ روزہ ہی اور فرمایا[ح۸] روزہ کا سونا عبادت ہی اور حضرت ابو ہریرہ رض سے مروی ہی[ح۹] کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینا داخل ہوتا ہی تو جنت کے دروازے کھلجاتے ہین اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہین اور شیطان باندھ دیے جاتے ہین اور ایک پکارنے والا پکارتا ہی کہ اے طالب خیر آگے بڑھ اور اے طالب شر بس کر۔ اور وکیع رض اس آیت کی تفسیر مین[الف] کلوا واشربوا ہنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیہ فرماتے ہین کہ وہ دن روزے کے ہین اسلیے کہ اُنمین کھانا اور پینا چھوڑ رکھا تھا۔ اور آنحضرت صلعم نے دنیا کے زہد اور روزہ کو مباہات مین یکجا فرمایا ہی چنانچہ زہد کے باب مین ارشاد فرمایا[ح۱۰] کہ اللہ تعالے جوان عابد سے اپنے فرشتون پر فخر فرماتا ہی اور ارشاد کرتا ہی کہ اے جوان میرے لیے اپنی خواہش چھوڑنے والے اور میری رضا مین اپنی جوانی خرچ کرنے والے تو میرے نزدیک ایسا ہی جیسا کوئی میرا فرشتہ ہو اور روزہ دار کے

ح۱ روزہ صبر کا نصف ہی ۱۲ ترمذی ابن ماجہ بروایت ابو ہریرہ ۱۲ ح۲ صبر ایمان کا آدھا ہی ۱۲ خطیب بروایت ابو سعید ۱۲ ح۳ بخاری و مسلم بروایت ابو ہریرہ ۱۲ ح۴ قسم ہی اُس ذات کی جسکے قبضہ مین میری جان ہی کہ روزہ دار کے منہ کی بو خدا کے نزدیک زیادہ اچھی ہی مشک کی خوشبو سے اللہ تعالی فرماتا ہی کہ روزہ دار اپنی خواہش اور کھانا اور پینا صرف میرے لیے چھوڑتا ہی تو روزہ میرے لیے ہی اور مین اُسکا بدلہ دونگا ۱۲ بخاری و مسلم بروایت ابو ہریرہ ۱۲

ح۵ جنت کا ایک دروازہ ہی جسکو باب الریان کہتے ہین اُسمین سے بجز روزہ دارون کے اور کوئی نہ جاویگا اور روزہ دار کو اسکے روزے کے عوض مین اللہ تعالی کے دیدار کا وعدہ ہوچکا ہی ۱۲ بخاری و مسلم بروایت سہل بن سعد ۱۲ ح۶ روزہ دار کو دو خوشیان ہین ایک خوشی افطار کے وقت اور ایک اپنے رب سے ملنے کے وقت ۱۲ بخاری و مسلم بروایت ابی ہریرہ ۱۲ ح۷ ابن المبارک نے الزہد مین بروایت ابو الدردا ۱۲ ح۸ ابو منصور دیلمی بروایت

عبداللہ ابن ابی اوفی اور اس سند مین سلیمان بن عمرو نخعی ہی جو دروغگو ہی ۱۲ ح۹ ترمذی و ابن ماجہ اور حاکم ۱۲ الف کھاؤ اور پیو رچ سے بدلا اسکا جو آگے بھیجا تمنے پہلے دنون مین ۱۲ ح۱۱ ابن حبان بروایت ابن مسعود بسند ضعیف ۱۲

باب مین فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے فرشتو میرے بندے کو دیکھو کہ اپنی شہوت اور لذت اور کھانا اور پینا میرے سبب سے چھوڑ دیا ہے اور بعضون نے اس آیت کی تفسیر مین فرمایا ہے فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون کہ انکا عمل روزہ تھا اسلیے کہ صابرون کے حق مین فرمایا ہے انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صابر کے لیے ثواب انڈیل کر ڈھیر لگا دیے جاینگے کہ وہم و انداز مین نہ آسکے اور ایسا ہی ہونا شایان ہے اسلیے کہ روزہ خداے تعالے کے لیے ہے اور اسکی طرف منسوب ہونے سے اسکو شرف ہے ہر چند ساری عبادتین اسی کے لیے ہین مگر روزے کو ایسا شرف ہے جیسا خانہ کعبہ کو ہے کو زمین بالکل خداے تعالی کی ہے اور یہ شرف دو وجہ سے ہے اول یہ کہ روزہ رکھنا چند چیزون سے باز رہنا اور ترک کرنا بعض افعال کا ہے اور یہ امر باطنی ہے اسمین کوئی عمل ایسا نہین جو آنکھ سے سوجھے اور دوسری عبادتین لوگون کی نظرگاہ مین ہوتی ہین اور روزے کو بجز خداے تعالے کے اور کوئی نہین دیکھتا کیونکہ وہ عمل باطن کا ہے صرف صبر کرنے سے - اور دوسری وجہ یہ ہے کہ روزہ خداے تعالے کے دشمن پر دباؤ اور غالب ہونا ہے کیونکہ شیطان ملعون کا وسیلہ شہوات ہین جو کھانے پینے سے قوی ہوتی ہین اور اسی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان آدمی مین خون کے چلنے کی جگھون مین پھرتا ہے پس اسکی راہون کو بھوک سے تنگ کرو اور اسی لحاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضہ کو فرمایا کہ جنت کے دروازے ہمیشہ کھٹکھٹایا کر انھون نے عرض کیا کہ کس چیز سے آپنے فرمایا کہ بھوک سے اور بھوک کی فضیلت باب غذا کی کثرت حرص اور اسکی تدبیر مین جلد سوم مین مذکور ہوگی پس جونکہ روزہ خاصکر شیطان کا بیخ کن اور اسکی راہون کا بند کرنے والا اور اسکے راستون کا تنگ کرنے والا ہے سو جہ سے مستحق اسکا ہوا کہ خاص خداے تعالی کی طرف منسوب ہو کیونکہ دشمن خدا کی بیخ کنی مین خداے تعالی کی نصرت ہے اور اللہ تعالے کا بندے کو مدد کرنا اس بات پر موقوف ہے کہ بندہ اسکی نصرت کرے جنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم غرضکہ شروع کرنا کوشش کا بندے کی جانب سے ہے اور ہدایت کا عوض دینا اللہ تعالے کی طرف سے جنانچہ فرماتا ہے والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا اور فرمایا ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتے یغیروا ما بانفسہم اور شہوات کے تغیر انکو توڑنے سے اسلیے ہے کہ شہوات شیطانون کی جراگاہ ہین پس جبتک یہ ہری بھری رہینگی انکی آمد و رفت موقوف نہوگی اور جب تک آتے جاتے رہینگے تب تک بندے کو خداے تعالے کا جلال ظاہر نہوگا اور اسکی لقا سے محجوب رہیگا اور آنحضرت صلعم فرماتے ہین کہ اگر بنی آدم کے دلون پر شیاطین دورہ نکرتے رہتے تو وہ آسمان کے ملکوت کو دیکھنے لگتے - غرضکہ اس جہت سے روزہ عبادت کا دروازہ اور سپر ہوا ہے اور جبکہ اسکی فضیلت اس حد کو بڑھ گئی ہے تو ضرور ہوا کہ اسکی ظاہری اور باطنی شرطون کو مع اسکے ارکان اور سنتون کے بیان کیا جاوے اور یہ باتین تین فصلون مین بیان کی جاوینگی -

## فصل اول روزہ کے واجبات اور ظاہری سنتون اور افطار کے لوازم کے ذکر مین مشتمل تین بیانون پر -

**بیان اول** واجبات ظاہری کے ذکر مین اور وہ چھ ہین **اول** ابتداے ماہ رمضان کو معلوم کرنا اور یہ بات یا تو چاند کے دکھائی دینے سے معلوم ہوتی ہے یا اگر آسمان صاف نہو تو شعبان کے تیس دن پورے ہو جانے سے اور چاند کے دیکھنے سے یہ غرض ہے کہ علم اسکی رویت کا ہو جاوے اور علم رویت ایک عادل شخص کے کہنے سے ہو جاتا ہے اور عید فطر کا چاند بدون دو عادل شخصون کے کہنے کے ثابت نہین ہوتا کہ عبادت کی احتیاط اسی کو مقتضی ہے اور جس شخص نے چاند کی رویت ایک عادل آدمی سے سنی اور اسکے کہنے کا اعتبار کیا اور غالب ظن اسکو یہی ہے کہ یہ شخص درست کہتا ہے تو اسکو روزہ رکھنا لازم ہوگا اگرچہ قاضی اسکی رویت پر حکم نہ دیوے پس ہر ایک شخص کو چاہیے کہ اپنی عبادت کے باب مین اپنے ظن کے بموجب عمل کرے - اور جب چاند ایک شہر مین دکھا جاوے اور دوسرے مین نظر نہ آوے اور ان دونون شہرون مین دو منزل سے کمتر فاصلہ ہو تو روزہ سب پر واجب ہوگا اور اگر فاصلہ زیادہ ہو تو ہر شہر کا حکم جدا ہے ایک کا وجوب دوسری جگہ تجاوز نکریگا دوم نیت ہے اور نیت ہر ایک شب کے لیے رات سے تعیین اور جزم کے ساتھ چاہیے پس اگر تمام ماہ رمضان کی نیت ایک ہی دفعہ کرلے تو کافی نہوگا اسی لیے ہمنے نیت مین قید ہر شب کی لگائی اور اگر نیت دن کو کریگا تو نہ رمضان کا روزہ نہ فرض بلکہ نفل کے سوا اور کچھ نہوگا اسواسطے ہمنے قید رات سے نیت کرنے کی لگائی اور اگر نیت مطلق روزہ کی یا فرض مطلق کی کریگا تو جائز نہوگا اسی غرض سے ہمنے کہا ہے کہ نیت تعیین کے ساتھ ہو کہ روزہ رمضان فرض خداے عزوجل کا رکھتا ہون - اگر شک کی رات مین یون نیت کرے کہ کل اگر رمضان

ہوگا تو روزہ رکھونگا تو یہ نیت کافی نہوگی کیونکہ اسمین جزم یعنی یقین نہین ہان اگر نیت ایک عادل شخص کے کہنے پر اعتبار کرکے کی ہو تو اسکی غلطی یا جھوٹ کے احتمال سے جزم باطل نہوگا یا قرینہ حال کی ہمراہی مین نیت کی ہو مثلاً شب آخر رمضان مین شک ہو تو یہ شک یقین کا مانع نہین ہو یا نیت کو اجتہاد سے پشتی ہو مثلاً اگر کوئی شخص کسی گڑھی مین قید ہوا اور اُسکے گمان مین غالب یہی ہو کہ رمضان شروع ہوگیا اور اُسکی رائے مقتضی اسی امر کی ہو تو اُسکا شک کرنا اُسکی نیت کا مانع نہین اور جبکہ شک کی رات مین اُسکو شک ہو تو پھر زبان سے نیت یقینی کرنی مفید نہین اسلیے کہ نیت کا محل تو دل ہو اُسمین تو قصد یقینی شک کے ساتھ ممکن نہین مثلاً جیسے رمضان کے بیچ مین کہے کہ کل اگر رمضان ہوگا تو روزہ رکھونگا کہ یہ شک اُسکو مضر نہین کیونکہ یہ صرف زبان پر ہو دل جو محل نیت ہو اُسمین تردد نہین بلکہ اُسمین یقین ہو اس بات کا کہ کل رمضان ہی ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص رات کو نیت کر چکا اور بعد نیت کے کچھ کھانا کھایا تو اُسکی نیت نہین جانے کی۔ اور اگر عورت نے حالت حیض مین روزہ کی نیت کی اور فجر سے پہلے پاک ہوگئی تو اُسکا روزہ درست ہوگا۔ تیسرا واجب یہ ہو کہ روزے کی یاد ہوتے ہوے جانکر کسی چیز کو پیٹ مین پہونچانے سے بندش کرے اس سے یہ نکلا کہ اگر روزہ مین دانستہ کھاویگا یا پیویگا یا ناک کی راہ سے کوئی چیز پیٹ مین چلی جاویگی یا حقنہ کرادیگا تو روزہ ٹوٹ جاویگا اور فصد کھلانے یا پچھنے لگوانے اور سرمہ ڈالنے اور کان مین سلائی ڈالنے سے نہین ٹوٹیگا اور پیشاب گاہ مین سلائی ڈالنا بھی روزے کا مفسد نہین لیکن اگر اُسمین ایسی چیز ٹپکا دے جو مثانہ مین پہونچ جاوے تو البتہ مفسد ہو اور جو چیز بدون قصد پیٹ مین چلی جاوے جیسے راستے کا غبار یا مکھی یا کلی کرنے کے وقت پانی چلا جاوے تو مفسد نہین لیکن اگر غرارہ کرتے مین جاویگا تو مفسد ہوگا کہ قصور روزہ دار کا ہو اور ہماری غرض دانستہ فعل کرنے سے یہی ہو کہ ایسے فعل کا مرتکب ہو جسمین احتمال قوی روزے کے فاسد ہونے کا ہو اور روزہ کے یاد ہونے کی قید اسلیے لگائی کہ بھولنے والا اس سے مستثنیٰ ہو جاوے کیونکہ بھولکر یہ امور مفسد روزہ کے نہین اور جو شخص جان بوجھ کر سحر کھالے یا افطار کرے پھر معلوم ہو کہ صبح تھی یا دن باقی تھا تو اُسپر قضا لازم ہوگی اور اگر اپنے گمان اور اجتہاد کے حکم پر بدستور جا رہیگا تو قضا لازم نہ آویگی اور ان دونون وقتون مین بدون گمان اور اجتہاد کے کھانا نہ چاہیے چوتھا واجب جماع سے بند رہنا ہو اور اُسکی حد یہ ہو کہ سر ذکر غائب ہوجاوے اور اگر بھولکر صحبت کریگا تو مفسد نہوگی اور اگر رات کو صحبت کی یا خواب مین احتلام ہوگیا اور حالت ناپاکی مین صبح ہوگئی تو اس سے روزہ نہین جاتا۔ اور اگر روزہ دار اپنی بی بی سے صحبت کرتا تھا کہ صبح ہوگئی اور فوراً یہ علحدہ ہوگیا تو روزہ درست ہوگا اور اگر بعد صبح کے توقف کریگا اور علحدہ نہوگا تو کفارہ لازم آویگا اور روزہ ٹوٹ جاویگا پانچوان واجب منی نکالنے سے رُکا رہنا یعنی منی کو قصداً نہ جماع سے نکالے نہ بدون جماع کے کہ قصداً اُسکا نکالنا روزہ کا مفسد ہو۔ اور اپنی زوجہ کا بوسہ لینا اور پاس لٹانا روزہ کا مفسد نہین جبتک کہ انزال نہو مگر یہ امور مکروہ مین ہان اگر روزہ دار بوڑھا ہو یا اپنی شہوت پر قابو رکھتا ہو تو بوس وکنار کا مضائقہ نہین پھر بھی اُسکا نہ کرنا بہتر ہے۔ اور جس صورت مین کہ بوسہ سے انزال ہونے کا خوف کرتا تھا پھر بوسہ لیا اور منی نکل پڑی تو روزہ جاتا رہیگا کہ اپنی طرف سے قصور کیا۔ چھٹا واجب قے کرنے سے بندش کرنی ہو کہ اپنے آپ قے کرنا روزہ کا مفسد ہو اور اگر آپ سے ہو جاوے تو مفسد نہین اور اگر بلغم حلق مین سے یا سینے سے نگلجاوے تو روزہ فاسد نہوگا کیونکہ اُسکی ضرورت مین سب مبتلا ہین ہان اگر بلغم کے مُنھ مین پہونچنے کے بعد نگلیگا تو روزہ ٹوٹ جاویگا

**دوسرا بیان۔** افطار کے لوازم کے ذکر مین۔ افطار صوم کے لیے چار باتین لازم ہین قضا اور کفارہ اور فدیہ دینا اور باقی دن مین امساک کرنا روزہ دارون کی طرح سے اور ہر ایک ان باتون مین سے جدا جُدا شخصون کے لیے ہے قضا ہر مسلمان عاقل بالغ پر واجب ہو جو روزہ عذر کے باعث یا بلا عذر نہ رکھے اس سے یہ نکلا کہ حائضہ عورت یا مرتد روزہ کی قضا کرین لیکن کافر اور لڑکے اور مجنون پر قضا نہین اور رمضان کے روزون کی قضا مین پیہم رکھنا بھی شرط نہین جسطرح چاہے اکٹھے خواہ جُدا جُدا قضا رکھ دے اور کفارہ روزہ کا بجُز جماع کے اور باتون سے واجب نہین ہوتا مثلاً کھانے اور پینے اور بدون جماع کے منی نکالنے سے کفارہ واجب نہین اور کفارہ یہ ہو کہ ایک بردہ آزاد کرے اور اگر نہوسکے تو دو مہینے پیہم روزے رکھے اور اگر یہ بھی نہوسکے تو ساٹھ مسکینون کو ایک ایک مُد کھانا دے۔ مُد سو روپیہ کے سیر سے تین پاؤ ہوتا ہو اور امساک بقیہ دن مین اُن لوگون پر واجب ہو جنھون نے افطار کرنے سے معصیت کی ہو یا افطار مین قصور اُنکی طرف سے ہوا ہو۔ اور حائضہ اگر کچھ دن سے پاک ہوئی ہو یا مسافر سفر سے افطار کی حالت مین دن سے آیا ہو تو ان دونون کو

بقیہ دن کا اِمساک واجب نہین اور اگر شک کے روز ایک عادل شخص چاند کی گواہی دے تو اِمساک واجب ہی - اور سفر مین روزہ رکھنا افطار کی نسبت کر
افضل ہی لیکن اگر مسافر کو تاب نہو تو افطار بہتر ہی - اور جبکہ اول سے مقیم تھا اور پھر سفر کیا تو جس روز سفر کو نکلے اُس روز افطار نہ کرے اور نہ اُس روز
کہ سفر مین روزہ رکھکر مکان پر روزہ سے پہونچ جاوے اور فدیہ حاملہ اور دودھ پلانے والی پر واجب ہی جبکہ یہ دونون اپنی اولاد کے خوف سے
افطار کرلین پس ہر روز کے عوض ایک مُد گیہون ایک مسکین کو دیوین اور روزہ کی قضا کرین اور نہایت بوڑھا شخص جب روزہ نہ رکھے تو ہر روز کے عوض ایک مُد گیہون یا
**تیسرا بیان** روزہ کی سنتون کے ذکر مین - روزہ کی سنتین چھ ہین اول سحر کو دیر کر کھانا دوم خرما یا پانی سے نماز سے پیشتر افطار کرنا سوم زوال کے
بعد مسواک کا نہ کرنا چہارم ماہ رمضان مین خیرات کا کرنا چنانچہ اسکی فضیلت باب الزکوٰۃ مین بیان کردی گئی ہی پنجم قرآن کا پڑھنا پڑھانا ششم مسجد مین
اعتکاف کرنا خصوصاً آخر عشرہ مین کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت یہی تھی کہ جب اخیر عشرہ آتا تو آپ بستر تہ کردیتے اور کمر عبادت پر چست
کرتے اور خود بھی محنت کرتے اور گھر والون سے بھی عبادت مین مشقت لیتے اور اسکی وجہ یہ ہی کہ اِن دس دنون مین شب قدر ہی اور غالباً وہ طاق راتون
مین سے اکیسوین اور تیئسوین اور پچیسوین اور ستائیسوین پر زیادہ شبہہ ہی کہ شب قدر ہون - اور اِس عشرہ کا اعتکاف پیہم کرنا بہتر ہی پس اگر پیہم اعتکاف
کی نذر یا نیت کی تو بدون ضرورت مسجد مین سے نکلنے کے باعث پیہم ہوتا جاتا رہیگا مثلاً اگر بیمار کی عیادت یا ادائے شہادت یا جنازہ کی شرکت یا زیارت
یا تجدید طہارت کے لیے نکلیگا تو پیہم ہونا جاتا رہیگا اور قضائے حاجت کے لیے نکلنے سے نہین جانے کا اور اِس صورت مین اُسکو درست ہی کہ وضو گھر پر
کرلے لیکن اور کسی کام مین مشغول نہونا چاہیے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بدون حاجت انسانی کے اور کسی بات کے واسطے نہ نکلتے تھے اور بیمار کا
احوال صرف راستہ چلتے پوچھ لیتے تھے اور پیہم ہونا جماع سے جاتا رہتا ہی بوسہ سے نہین جاتا اور مسجد مین خوشبو لگانے اور نکاح کرنے اور کھانے اور سونے
اور طشت مین ہاتھ دھونے کا مضائقہ نہین کہ اِن چیزون کی پیہم اعتکاف مین ضرورت پڑتی ہی اور کچھ بدن باہر نکلنے سے پیہم ہونا منقطع نہین ہوتا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک حجرۂ شریف مین جھکا دیتے تھے اور حضرت عائشہ رضہ موئے مبارک مین کنگھی کردیتی تھین - اور جب اعتکاف والا
قضاء حاجت کے لیے باہر نکلے تو جب لوٹ کر آوے تو چاہیے کہ از سر نو نیت اعتکاف کی کرے لیکن جب اول ہی مین پورے دس روز کی نیت کرچکا ہو تو پھر کچھ ضرور نہین تاہم تجدید افضل ہی
**دوسری فصل** روزہ کے اسرار اور باطنی شرطون کے ذکر مین - جاننا چاہیے کہ روزہ کے تین درجے ہین ایک روزہ عوام کا ہی اور ایک خواص کا اور ایک
اخص خواص کا عوام کا روزہ تو یہ ہی کہ پیٹ اور شرمگاہ کو اُنکی خواہش ادا کرنے سے روکا جاوے جیسا کہ اوپر اُسکی تفصیل گذری اور خواص کا روزہ یہ ہی کہ آنکھ
کان زبان ہاتھ پانون اور تمام اعضا کو گناہ سے روکا جاوے اور اخص خواص کا روزہ اِسطرح ہی کہ دلکو بُری ہمتون اور دنیوی فکرون سے روزہ رکھایا جاوے
اور سوائے خدایتعالی کے اور چیزون سے مطلقاً اُسکو روک دیا جاوے اِس قسم کا روزہ خدایتعالی اور آخرت کے سوا اور چیزون مین فکر کرلینے سے اور دنیا مین فکر
کرلینے سے ٹوٹ جاتا ہی ہان جو دنیا کہ دین کے لیے مقصود ہوتی ہی اُسکا فکر اس روزہ کو افطار نہین کرتا کیونکہ وہ زاد آخرت ہی دنیا مین سے نہین یہانتک کہ اہل
دل فرماتے ہین کہ جس شخص کی ہمت دن کو اِس باب مین مصروف ہو کہ افطار کی چیز کی تدبیر کرلینی چاہیے تو اُسپر خطا لکھی جاویگی اِسوجہ سے کہ خدایتعالی کے
فضل پر اعتماد کم کیا اور اُسکے رزق موعود پر یقین تھوڑا ہوا - اور یہ رتبہ انبیا اور صدیقین اور مقربین کا ہی اور ہم اِس مرتبے کی تفصیل مین تقریر قولی کو طول
نہین دیتے مگر عمل کی رو سے اُسکی تحقیق بتاتے ہین کہ وہ روزہ اسوقت حاصل ہوتا ہی کہ تمام ہمت خدایتعالی کی طرف آدمی متوجہ ہو اور خدایتعالی کے غیر سے
مُنھ پھیرلے اور اِس آیت کا مضمون اُسپر چھاجاوے قل اللہ ثم ذرہم فی خوضہم یلعبون اور خواص کا روزہ یعنی نیکبخت لوگون کا جو اعضا کو گناہون سے باز
رکھنے سے ہوتا ہی وہ چھ باتون سے پورا ہوتا ہی اول نظر کا نیچے رکھنا اور جو باتین بُری اور مکروہ ہین اُنکی طرف اُسکو نہ جانے دینا اور جن چیزون کے دیکھنے سے
دل بٹتا ہو اور خدایتعالی کی یاد سے غفلت ہوتی ہو اُنسے نظر کو روکنا آنحضرت صلعم فرماتے ہین کہ نظر کرنا ایک زہر کا بجھا ہوا تیر ہی شیطان کے تیرون مین سے
جو کوئی اُسکو خدایتعالی کے خوف سے ترک کریگا اللہ تعم اُسکو ایسا ایمان عنایت فرماویگا جسکی حلاوت وہ اپنے دل مین پاویگا اور حضرت جابر رضہ آنحضرت صلعم
سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا خمس یفطرن الصائم الکذب والغیبۃ والنمیمۃ والیمین الکاذبۃ والنظرۃ بشہوۃ دوم زبان کا بند رکھنا بیہودہ بات اور جھوٹ

اور غیبت اور چغلی اور فحش اور ظلم اور جھگڑے اور بات کاٹنے سے اور سکوت کو اُسپر لازم کرنا اور ذکر آلہی اور تلاوت قرآن مین مصروف رکھنا کہ یہ زبان کا روزہ ہی سفیان ثوری رح فرماتے ہین کہ غیبت روزہ کی مفسد ہی اس روایت کو اُنسے بشر بن حارث نے روایت کیا ہی اور لیث حضرت مجاہد رض سے راوی ہین کہ دو خصلتین روزے کی مفسد ہین غیبت اور جھوٹ اور آنحضرت صلعم فرماتے ہین[ح ا] کہ روزہ سپر ہی جب تم مین سے کوئی روزہ رکھے تو فحش نہ بکے نہ جہالت کرے اور اگر کوئی اس سے لڑائی کرے یا گالی دے تو چاہیئے کہ کہدے کہ مین روزہ دار ہون - اور ایک حدیث مین[۲] آیا ہی کہ آنحضرت صلعم کے عہد مبارک مین دو عورتون نے روزہ رکھا اور بھوک اور پیاس کی اُنکو آخر روز مین یہ شدت ہوئی کہ قریب بہلاکت ہو گئین اُنھون نے آنحضرت صلعم کی خدمت مین افطار کی اجازت کے لیے کسی کو بھیجا آپ نے اُنکے پاس ایک پیالہ بھیجا اور آدمی سے ارشاد فرمایا کہ اُن دونون کو کہنا کہ جو کچھ تمنے کھایا ہو اُسکو اس پیالے مین قی کر دو ایک عورت نے نصف پیالہ خون تازہ اور گوشت تازہ سے بھر دیا اور دوسری نے بھی یہی چیزین قی کین یہانتک کہ پیالہ لبالب ہو گیا لوگون نے اس سے تعجب کیا آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ان دونون نے جو چیز اللہ کی حلال کی ہوئی تھی اُس سے روزہ رکھا اور جو اُنپر خدائے تعالی نے حرام کی تھی اُس سے افطار کیا ایک اُن مین سے دوسرے کے پاس بیٹھ گئی اور دونون نے لوگون کی غیبت شروع کی یہ گوشت پیالہ مین وہی ہی جو اُن دونون نے لوگون کا گوشت کھایا تھا سوم بُری بات کے سننے سے کانون کو باز رکھنا اسواسطے کہ جن امور کا کہنا حرام ہی اُنکا سننا بھی حرام ہی اور یہین جہت خدا یتعالی نے سننے والون اور حرام خوارون کو برابر ذکر فرمایا چنانچہ ارشاد ہی سماعون للکذب اکالون للسحت[ت] اور فرمایا لولا ینہاہم الربانیون والاحبار عن قولہم الاثم و اکلہم السحت[ت] پس غیبت کو سنکر خاموش رہنا حرام ہی اور فرمایا[ت] انکم اذا مثلہم اور اسی نظر سے آنحضرت صلعم نے فرمایا المغتاب والمستمع شریکان فی الاثم[ح ۳] چہارم ہاتھ پاؤن اور دوسرے اعضا کو بُری باتون سے روکنا اور افطار کے وقت شکم کو شبہات سے باز رکھنا کیونکہ اگر حلال سے دن بھر بند رہے اور حرام پر افطار کیا تو روزہ کچھ نہوا ایسے روزہ والے کی مثال ایسی ہی کہ کوئی شخص ایک محل بنادے اور ایک شہر کو منہدم کرے اسلیئے کہ حلال کھانے کی کثرت مضر ہوتی ہی اور روزہ اُسکی کمی کے لیے ہوتا ہی اور جو شخص کہ بہت سی دوا کھانے کے ضرر سے ڈرکر زہر کھانا اختیار کرلے وہ بیوقوف ہی اور حرام کھانا ایک زہر ہی جو دین کو ہلاک کرتا ہی اور حلال ایک دوا ہی کہ اُسکا کمتر کھانا مفید اور زیادہ کھانا مضر ہی اور روزے سے غرض حلال کی کمی سے ہی اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی[ح ۴] کم من صائم لیس لہ من صومہ الا الجوع والعطش اسمین بعضون نے یہ کہا ہی کہ مراد اُس شخص سے ہی جو حرام پر افطار کرے اور بعضون کا یہ قول ہی کہ وہ شخص مراد ہی جو طعام حلال سے رُکا رہے اور افطار لوگون کے گوشت یعنی غیبت سے کرے جو حرام ہی اور بعض کہتے ہین کہ وہ شخص مقصود ہی جو اپنے اعضا کو گناہون سے نہ بچاوے پنجم یہ کہ افطار کے وقت حلال غذا اتنی بہت نہ کھاوے کہ پیٹ تن جاوے کیونکہ خدا یتعالی کے نزدیک کوئی ظرف اتنا بُرا نہین جتنا شکم حلال سے پُر ہرا اور ایک وجہ یہ ہی کہ روزہ سے آدمی شیطان کو کسطرح دباویگا اور شہوت کو کیسے توڑیگا جس صورت مین کہ تمام دن کی بھوک پیاس کا تدارک افطار کے وقت کرلیگا اور اکثر ایسا ہوتا ہی کہ کھانے کے اقسام روزہ مین زیادہ ہی ہوتے ہین چنانچہ عادت ٹھہر گئی ہی کہ سب کھانون کو رمضان کے لیے رکھ چھوڑتے ہین اور رمضان مین اتنا کھا جاتے ہین کہ اَور دنون مین کئی مہینے مین بھی نہ کھاوین اور ظاہر ہی کہ روزہ سے مقصود پیٹ کا خالی رکھنا اور خواہش کا توڑنا ہی باین غرض کہ نفس تقوی پر قوی ہو جاوے اور جس صورت مین کہ صبح سے شام تک تو معدہ کو ٹالا یہانتک کہ اُسکی خواہش جوش مین آئی اور رغبت قوی ہوئی پھر لذیذ چیزین کھائین اور خوب سیر کر دیا تو صاف بات ہی کہ اُسکی لذت اور قوت دوبالا ہوگی اور وہ خواہشین اُبھرینگی کہ اگر بالفرض بے روزہ رہتا تو نہ اُبھرتین غرضکہ روزہ کی روح اور اصل یہ ہی کہ جو قوتین کہ برائیون کی طرف کھینچنے کے وسیلے اور شیطان کے داؤ ہین وہ ضعیف ہو جاوین اور یہ بات بدون کم کھانے کے میسر نہین ہوتی یعنی اُتنی ہی غذا کھاوے جتنی بدون روزہ رکھنے کے ہر شب مین معمول تھا اور جس صورت مین کہ دوپہر کی غذا اور شب کی غذا کو ایک ساتھ کھا لیا تو روزہ سے فائدہ نہوگا بلکہ مستحب یہ ہی کہ دن کو بہت نہ سووے تاکہ بھوک اور پیاس کو معلوم کرے اور قوتون کے ضعیف ہونے پر آگاہ ہو اور کچھ ایک ضعف رات کو بھی بنا رہے تاکہ تہجد اور وظائف پر آسانی ہو اور کیا عجب ہی کہ اس صورت مین شیطان اُسکے دل کے گرد نہ پھٹکے اور وہ آسمان کے ملکوت دیکھ لے اور شب قدر اُسی رات کا نام ہی جسمین کچھ ملکوت آدمی پر منکشف ہون اور خدا یتعالی کے قول سے

ح ا بخاری و مسلم بروایت ابو ہریرہ رض ح ۲ احمد بروایت عبید مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسکی سند مین ایک راوی مجہول ہی ۱۲ ت بڑے جاسوس جھوٹ کہنے کو اور بڑے حرام کھانے والے ۱۲ ت کیون نہین منع کرتے اُنکے درویش اور عالم گناہ کی بات کہنے سے اور حرام کھانے سے ۱۲ ت بیشک تم بھی اُنکے برابر ہوے ۱۲ ح ۳ طبرانی بروایت ابن عمر رض بسند ضعیف ۱۲ ح ۴ بہت روزہ دار ایسے ہین کہ اُنکو اُنکے روزہ سے بجز بھوک اور پیاس کے اور کچھ نہین ۱۲ نسائی در مکارم الاخلاق بروایت ابن مسعود ۱۲

بھی یہی مراد ہو کہ فرمایا انّا انزلناہ فی لیلۃ القدر اور جو شخص اپنے دل اور سینے کے درمیان مین غذا کی آڑ کریگا وہ اس سیر ملکوت سے محجوب رہیگا اور جو آدمی اپنا معدہ خالی رکھیگا اُسکو بھی حجاب دور ہونے کے لیے اُسیقدر کافی نہین جبتک کہ اپنی ہمت کو غیر اللہ سے خالی نہ کرے کہ تمام بات یہی ہو۔ اور اس سبکی اصل غذا کی کمی ہو اور اسکا زیادہ بیان غذاؤن کے باب مین انشاءاللہ لکھا جاویگا ششم یہ کہ بعد افطار کے دل خوف ورجا سے وابستہ اور متردد رہنا چاہیے کیونکہ معلوم نہین کہ اُسکا روزہ مقبول ہوکر مقربین کے زمرۂ مین اُسکا شمار ہوا یا روزہ نامنظور ہوا اور خفگی کے مستحقون مین متصور ہوا اور ہر عبادت کے فارغ ہونے پر اسیطرح کا حال ہونا چاہیے چنانچہ حضرت حسن بصری رح سے مروی ہو کہ عید کے روز اُنکا گذر کسی قوم پر ہوا جو ہنس رہی تھی آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے رمضان کے مہینے کو اپنی مخلوقات کے لیے دوڑنے کا میدان مقرر فرمایا ہو کہ سب آدمی اُسکی طاعت کے لیے اُسکے اندر دوڑین تو کچھ لوگ تو آگے بڑھ کر اپنے مطالب کو پہونچگیے اور کچھ پیچھے رہ کر ناامید ہوے پس جس روز مین کہ جلدی کرنے والے اپنے مطلوب کو پہونچے اور باطل والے محروم رہے اُس روز مین ہنسی اور کھیل کرنے والے سے بڑا العجب ہو بخدا اگر حقیقت حال واضح کردیجاوے تو مقبول آدمی کو اتنا سرور ہو کہ اسکو کھیل سے باز رکھے اور نامنظور کو اتنا غم ہو کہ اُسکو ہنسی سے روک دے اور احنف بن قیس سے کسی نے کہا کہ تم بوڑھے بزرگ شخص ہو اور روزہ تمکو ضعیف کردیتا ہی بہتر ہو کہ اُسکے لیے کوئی اور سبیل کرو فرمایا کہ مین روزہ کو ایک بڑے لنبے سفر کے لیے تیار کرتا ہون اور خدا تعالی کی طاعت پر صبر کرنا اُسکے عذاب پر صبر کرنے کی نسبت کہ بہت آسان ہی بالجملہ روزہ مین چھ باتین باطنی یہ تھین جو مذکور ہوئین اب اگر یہ کہو کہ جو شخص شکم اور شرمگاہ کی شہوت سے باز رہنے پر کفایت کرتا ہو اور ان باتون کو بجا نہین لاتا تو فقہا یہ کہتے ہین کہ اُسکا روزہ درست ہی پس اُسکے کیا معنی ہین کہ فقہا درست بتاوین اور تم صحیح نہین بتلاتے تو اسکا جواب یہ ہی کہ ظاہر کے فقہا ظاہر کی شرطون کا اثبات ایسی دلیلون سے کرتے ہین جو باطنی شرطون مین ہماری بیان کی ہوئی دلیلون سے بہایت ضعیف ہین خصوصاً غیبت وغیرہ کے باب مین مگر چونکہ فقہاے ظاہری حکم ایسی چیز پر لگاتے ہین جسمین غافل اور دنیا کے متوجہ لوگ بھی داخل ہوسکین اسلیئے انکو شروط ظاہری کے بموجب صحیح کہنا پڑتا ہی اور علماے آخرت کی غرض صحت سے قبول ہونا ہی اور قبول ہونے سے اُنکی مراد مقصود کو پہونچنا ہی اور وہ یہ سمجھتے ہین کہ روزہ سے مقصود یہ ہی کہ خدا تعالی کے اخلاق مین جو ایک خلق صمدیت ہی یعنی بھوک اور پیاس وغیرہ کا نہونا اُسکو اپنی عادت کرین اور شہوات سے رُکنے مین حتی الوسع فرشتون کی اقتدا کرین کہ وہ شہوات سے پاک ہین اور انسان کا مرتبہ چوپایون کے مرتبہ سے تو اوپر ہی اسلیئے کہ نور عقل سے اپنی شہوت کے توڑنے پر قادر ہی اور فرشتون کے مرتبہ سے نیچے ہی باینوجہ کہ اُسپر شہوات غالب ہین اور اُنکے دبانے مین مبتلا کیا گیا ہی اسی لیے جب کبھی یہ شہوتون مین ڈوبتا ہی تو اسفل السافلین مین اُتر جاتا ہی اور بہائم کے زمرۂ مین لاحق ہوجاتا ہی اور جسوقت کہ شہوات کو اُکھاڑتا ہی تو اعلی علیین کی طرف ابھر کر فرشتون کے کنارہ سے جالگتا ہی اور فرشتے اللہ تعہ کے نزدیک ہین اور جو کوئی اُنکا اقتدا کرتا ہی اور اُنکی سی عادتین اختیار کرتا ہی وہ بھی اُنکی طرح خدا تعالی سے قریب ہوجاتا ہی کہ قریب کا ہمشکل بھی قریب ہی ہوتا ہی اور یہ قرب مکان اور فاصلہ کے اعتبار سے نہین بلکہ صفات کے لحاظ سے ہی پس جبکہ روزہ کی اصل ارباب عقل اور اہل دل کے نزدیک یہ ٹھہری تو ایک غذا کے دیر کردینے اور شام کو دونون کو ایک ساتھ کھالینے اور دن بھر اور شہوات مین دوبے رہنے سے کونسا فائدہ ہی اور اگر اس جیسے روزہ سے بھی فائدہ ہوتا ہی تو اس حدیث شریف کے کیا معنی ہین کہ کم من صائم لیس لہ من صومہ الا الجوع والعطش اور اسیوجہ سے حضرت ابودرداء رضہ نے فرمایا ہی کہ دانا آدمیون کا سونا اور افطار کرنا کیا خوب ہی بیوقوفون کے روزہ اور بیداری کو کیسا بُرا جانتے ہین اہل یقین اور تقوی کا ایک ذرہ مغالطہ والون کی پہاڑون کے برابر عبادت سے افضل اور غالب ہی۔ اور اسیوجہ سے بعض علما نے فرمایا ہی کہ بہت سے روزہ دار افطار کرنے والے ہین اور بہت سے افطار کرنے والے روزہ دار رہتے ہین یعنی افطار کرنے والے روزہ دار وہ لوگ ہین جو اپنے اعضا کو گناہون سے محفوظ رکھکر کھاتے پیتے ہین اور روزہ دار افطار کرنے والے وہ ہین کہ بھوکے پیاسے تو رہتے ہین مگر اپنے اعضا کو مقید نہین رکھتے اور روزہ کے معنی اور اُسکی اصل کے سمجھنے سے یہ معلوم ہوگیا کہ جو کوئی کھانے اور صحبت سے تو بچا رہے اور گناہون کے ارتکاب سے روزہ کو افطار کرے اُسکی مثال ایسی ہی جیسے کوئی وضو مین اپنے کسی عضو پر تین بار مسح کرے کہ ظاہر مین تو تین بار ہوگیا مگر اصل مقصود جو دھونا تھا وہ چھوڑ دیا تو اُسکی نماز بباعث

اُسکی مبالغے کہ اسی پر واپس کیجاویگی اور جو شخص کہ کھانے سے افطار کرے اور اپنے اعضا کو برائیون سے باز رکھے تو اُسکی مثال ایسی ہو کہ وضو مین کوئی اپنے اعضا کو ایک ایک بار دھووے تو اُسکی نماز انشاء اللہ مقبول ہوگی کہ اُسنے اصل فرض کو ادا کیا گو فضیلت کا تارک ہوا اور جو شخص کھانے پینے سے بھی روزہ رکھے اور اعضا سے بھی روزہ رکھے یعنی اُنکو برائیون سے روکے اُسکی مثال ایسی ہو کہ اپنے ہر ایک عضو کو تین بار دھووے تو یہ شخص اصل اور فضیلت دونون کا جامع ہوگا جو مرتبہ کمال ہو اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہو ان الصوم امانۃ فلیحفظ احدکم امانتہ اور جبکہ آپ نے یہ آیت پڑھی ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا تو اپنے دست مبارک کو اپنے کان اور آنکھ پر رکھکر ارشاد فرمایا کہ کان سے سننا اور آنکھ سے دیکھنا امانت ہو اور اگر سننا دیکھنا روزہ کی امانتون مین سے نہوتا تو آپ یہ ارشاد نہ فرماتے کہ اگر کوئی لڑائی کرے تو کہدے کہ مین روزہ دار ہون یعنی مین نے اپنی زبان کو امانت رکھا ہو مین اُسکی حفاظت کرتا ہون تیرے جواب دینے مین اُسکو کیسے چھوڑ دون۔ اور جبکہ معلوم ہوا کہ ہر ایک عبادت کے لیے ایک ظاہری اور ایک باطن اور ایک پوست ہو اور ایک مغز اور اُسکے پوست کے بہت سے درجے ہین اور ہر درجے کے بہت سے طبقات ہین تو اب تمکو اختیار ہو چاہو مغز کو چھوڑ کر پوست پر قناعت کرو یا زمرۂ اہل خرد مین داخل ہونا پسند کرو۔

## تیسری فصل نفل روزہ رکھنے کے بیان مین اور افضلیت کے اعتبار سے نفل روزون کی ترتیب کے ذکر مین۔

واضح ہو کہ روزے کا بہتر ہونا اچھے دنون مین موکد ہوتا ہو اور عمدہ روزون مین سے بعضے تو سال بھر مین پائے جاتے ہین اور بعضے ہر مہینے مین اور کچھ ہر ہفتے مین جو ایام کہ سال مین پائے جاتے ہین وہ رمضان کے بعد روز عرفہ اور روز عاشورہ اور عشرۂ اول ذیحجہ اور عشرۂ محرم ہین اور تمام ماہ حرام روزہ کے لیے عمدہ اوقات ہین اور آنحضرت صلعم شعبان مین اس کثرت سے روزہ رکھتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ماہ رمضان ہو اور ایک حدیث مین ہو کہ بعد رمضان کے روزون کے افضل روزے اللہ تعالے کے ماہ محرم کے ہین اور اسکی وجہ یہ ہو کہ یہ مہینا ابتداء سال ہو اُسکو نیکی سے معمور کرنا بہتر ہو اور توقع ہو کہ سال بھر اُسکی برکت رہے۔ اور ایک حدیث مین ارشاد فرمایا کہ ماہ حرام کا ایک دن روزہ رکھنا اور دنون کے تیس روزون سے بہتر ہو اور رمضان کے ایک دن کا روزہ ماہ حرام کے تیس روزون سے افضل ہو اور ایک حدیث مین ہو کہ جو کوئی ماہ حرام مین سے تین دن روزے رکھے یعنی جمعرات اور جمعہ اور ہفتہ کو تو اللہ تعم اُسکے لیے ہر ایک روز کے عوض مین سات سو برس کی عبادت کا ثواب لکھتا ہو اور ایک حدیث مین ہو کہ جب شعبان کا نصف ہو جاوے تو رمضان تک پھر کوئی روزہ نہین اور اسی جہت سے رمضان سے بیشتر چند روز افطار کرنا مستحب ہو اور اگر شعبان کو رمضان سے ملادے تب بھی جائز ہو کہ آنحضرت صلعم نے ایکبار ایسا کیا ہو اور بہت دفعہ نہین ملایا اور رمضان کے استقبال کی نیت سے دو تین روز بیشتر روزہ رکھنا درست نہین لیکن اُس صورت مین کہ وہ ایام اُسکے معمولی دنون کے روزون سے مطابق آپڑین۔ اور بعض صحابہ نے تمام ماہ رجب مین روزہ رکھنا مکروہ فرمایا ہو اس نظر سے کہ ماہ رمضان کے مشابہ نہوے غرضکہ بہتر مہینے ذی الحجہ اور محرم اور رجب اور شعبان ہین اور حرام مہینے ذیقعدہ اور ذیحجہ اور محرم اور رجب ہین تین انمین سے پے در پے ہین اور رجب تنہا اور جدا ہو اور ان سب مین افضل ماہ ذیحجہ ہو اسلیے کہ اُسمین حج کا روز اور ایام معلومات اور معدودات ہین اور ماہ ذیقعدہ حرام مہینون مین سے ہو اور حج کے مہینون مین سے بھی ہو اور شوال صرف حج کے مہینون مین سے ہو حرام مہینون مین سے نہین اور محرم اور رجب حج کے مہینون مین سے نہین ہین اور ایک حدیث مین ہو کہ کوئی دن ایسے نہین جنمین عمل اللہ تعم کے نزدیک افضل یا محبوب تر ذیحجہ کے دس روز کی نسبت کر ہو کہ اُنمین سے ایک دن کا روزہ سال بھر کے روزون کے برابر ہو اُنمین سے ایک رات کی بیداری شب قدر کے جاگنے کے مساوی ہو لوگون نے عرض کیا کہ اللہ تعالے کی راہ مین جہاد کرنا بھی اُنکے عمل کے برابر نہین آپنے فرمایا کہ جہاد بھی برابر نہین مگر اُس صورت مین کہ اُسکے گھوڑے کی کوچین کاٹی جاوین اور اُسکا خون بہایا جاوے۔ اور جو ایام کہ مہینے مین مکرر ہوتے ہین وہ مہینے شروع اور درمیان اور آخر کے ایام ہین اور مہینے کے درمیان کے روز ایام بیض ہین یعنی تیرھوین چودھوین پندرھوین اور ہفتے کے دنون مین دوشنبہ اور پنجشنبہ اور جمعہ ہین۔ غرضکہ عمدہ ایام یہ ہین انمین روزہ رکھنا اور کثرت سے خیرات کرنی مستحب ہو تاکہ ان اوقات کی برکت سے اُن اعمال کا ثواب دوبالا ہو باقی رہا ہمیشہ کا روزہ رکھنا تو وہ ان سب دنون کو شامل ہو مع زیادتی کے لیکن سالکون کے اس باب مین کئی مذہب ہین بعضے تو ہمیشہ روزہ رکھنے کو مکروہ جانتے ہین اسوجہ سے کہ احادیث سے اُسکی کراہت پائی جاتی ہو۔ اور صحیح یہ ہو کہ اُسکی کراہت دو وجہ سے ہوتی ہو ایک تو یہ کہ عیدین اور ایام تشریق مین بھی افطار نہ کرے جسکا نام صوم دہر ہو۔ دوسرے یہ کہ افطار کے باب مین سنت سے اعراض کرے اور روزے کو اپنے اوپر لازم ٹھہرالے باوجودیکہ اللہ تعم کو اُسکی اجازت

کی بجا آوری اچھی معلوم ہوتی ہو جیسے اور فرائض و واجبات کی تعمیل پسند ہو۔ اور جس صورت مین کہ مدام روزہ رکھنے مین اِن دونون خرابیون مین سے کوئی سی بھی نہو اور آدمی کو اپنے نفس کی بہتری مدام روزہ رکھنے مین معلوم ہوتی ہو تو روزہ مدام رکھے کہ بہت سے صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم نے ایسا کیا ہو اور آنحضرت صلعم سے بروایت حضرت ابوموسی اشعری مروی ہو کہ فرمایا من صام الدہر کلہ ضیقت علیہ جہنم ہکذا وعقد تسعین اور اسکے معنی یہ ہین کہ جہنم مین اُس شخص کے لیے جگہ نہین رہتی اور اس سے کم ایک اور درجہ ہو کہ آدھے دہر کے روزے رکھنے یعنے ایک روز افطار کرے اور ایک روز روزہ رکھے اور یہ امر نفس پر سخت تر ہو اس سے نفس خوب دبتا ہو اور اُسکی فضیلت مین احادیث وارد ہین اسلیے کہ ایسے روزون مین بندہ ایک روز صبر کرتا ہو اور ایک روز شکر چنانچہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مجھپر دنیا کے خزانون کی کنجیان اور زمین کے دفینے پیش کیے گئے مین نے انکو واپس کر دیے اور کہا کہ مین ایک روز بھوکا رہونگا اور ایک روز شکم سیر جب میرا پیٹ بھریگا تو تیری حمد کرونگا اور جب بھوکا ہونگا تو تیری طرف عاجزی کرونگا اور ایک حدیث مین ارشاد فرمایا کہ افضل الصیام صوم اخی داود صلی اللہ علیہ وسلم کان یصوم یوما ویفطر یوما اور اسی کی مویدہ روایت ہو کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضہ روزہ کے باب مین آنحضرت صلعم کی خدمت مین عرض کرتے تھے کہ مین اس سے بھی افضل چاہتا ہون آخر کو آپنے فرمایا کہ ایک روز روزہ رکھ اور ایک روز افطار کر انھون نے کہا کہ مین اس سے افضل چاہتا ہون آپ نے فرمایا کہ اس سے افضل کوئی صورت نہین اور مروی ہو کہ آنحضرت صلعم نے کسی مہینے کے روزے پورے سوائے ماہ رمضان کے کبھی نہین رکھے بلکہ کچھ دن ہر مہینے مین افطار کیا کرتے تھے۔ اور جس شخص سے آدھی عمر کے روزے بھی نہو سکین تو کچھ مضائقہ نہین وہ تہائی عمر کے روزے رکھے یعنے ایک دن روزہ رکھے اور دو روز افطار کرے اور اگر تین دن اول مہینے مین اور تین ایام بیض کے اور تین آخر مہینے مین رکھ لیا کرے تو تہائی بھی ہو جاوین اور عمدہ دنون مین بھی واقع ہون اور اگر دوشنبہ اور پنجشنبہ اور جمعہ کو روزہ رکھا کرے تو یہ بھی تہائی سے کچھ زیادہ ہو جاتے ہین اور جبکہ فضیلت کے اوقات آوین تو کمال کی بات یہ ہو کہ آدمی روزہ کے معنی سمجھے اور جانے کہ روزہ کا مقصود دل کا صاف کرنا اور ہمت کا خدا تعالی کے لیے فارغ کرنا ہو۔ اور جو شخص کہ باطن کی باریکیون کو سمجھتا ہو وہ اپنے حالات مین نظر کرتا رہتا ہو پس بعض اوقات اُسکا حال یہ چاہتا ہو کہ ہمیشہ روزہ رکھے اور کبھی یہ چاہتا ہو کہ ہمیشہ افطار کرے اور کبھی اُسکا حال اس بات کو مقتضی ہوتا ہو کہ افطار کو روزہ کے ساتھ ملا دے اور جب آدمی روزے کے معنے سمجھ لیگا اور طریق آخرت کے چلنے مین دل کے مراقبہ سے اُسکی حد ثابت ہو جاویگی تو پھر اُسکے دل کی بہتری پوشیدہ نہ رہیگی اور دل کی بہتری کے لیے کوئی ترتیب دوامی ضروری نہ ٹھہریگی اور یہین جہت مروی ہو کہ آنحضرت صلعم اتنے روزے رکھتے تھے کہ لوگ کہتے کہ اب افطار نہ کرینگے اور افطار بہیم اتنا کرتے کہ لوگ کہتے کہ اب روزہ نہ رکھینگے اور شب بیداری اتنی کرتے کہ کہا جاتا کہ اب نہ سووینگے اور جسقدر کہ نور نبوت سے آپ کو اوقات کے حقوق ادا کرنے کا حال معلوم ہوتا تھا اُسیقدر ان امور کو بجا لاتے تھے۔ اور بعض علما نے چار روز سے زیادہ بہیم افطار کرنے کو مکروہ فرمایا ہو اور چار روز کی قید عید کے روز اور ایام تشریق کے خیال سے لگائی ہو اور فرمایا ہو کہ چار روز سے زیادہ افطار کرنا دل کو سخت کرتا ہو اور بُری عادتین پیدا کرتا ہو اور شہوات کے دروازون کو کھولتا ہو اور واقع مین اکثر لوگون کے حق مین افطار کی یہی تاثیر ہو خصوصاً جو لوگ دن رات مین دو دفعہ کھاتے ہین اُنکے حق مین بہت مضر پڑتا ہو۔ نفل روزون کی ترتیب مین ہمکو اُسی قدر بیان کرنا مقصود تھا باب اسرار صوم خدا تعالے کی عنایت سے تمام ہوا اسکے بعد اسرار حج کا ذکر ہوتا ہو اللہ تعہ توفیق رفیق فرماوے وہی کافی اور مددگار ہو والحمد للہ اولا و آخرا وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وکل عبد مصطفے۔

## ساتوان باب حج کے اسرار و مہمات کے بیان مین

رباعی احسن سفر کعبہ کی کر کچھ ہمت + ہو سعی رہ حرم سراسر رحمت + اتنا ہی بیان شرف کہ کہتے ہین حسن + پاویگا لاکھ اگر کرے یک طاعت + واضح ہو کہ ارکان اسلام مین سے حج عمر بھر کی عبادت کی خوبی اور کار کا انجام اور اسلام کی تمامی اور دین کا کمال ہو جسمین اللہ تعہ نے یہ آیت نازل فرمائی ہو الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا اور آنحضرت صلعم اسکے باب مین ارشاد فرماتے ہین من مات ولم یحج فلیمت ان شاء یہودیا وان شاء نصرانیا تو ایسی عبادت کا کیا کہنا ہو جسکے نہونے سے دین کا کمال نہ رہے اور اُسکا چھوڑنے والا گراہی مین یہود و نصاری کے برابر ہو جاوے اور جبکہ

اس رکن کی عظمت اتنی ہی تو مناسب معلوم ہوا کہ اسکی شرح اور اسکے ارکان اور سنن اور مستحبات اور فضائل اور اسرار کی تفصیل کی طرف عنان قلم کو پھیرا جاوے اور یہ سب امور انشاء اللہ تین فصلون سے واضح ہو جاوینگے جنمین سے اول مین مکہ معظمہ اور کعبہ شریفہ کے فضائل وغیرہ کا ذکر ہوگا اور دوسری مین ابتداے سفر سے لوٹنے تک کے سب اعمال ظاہری بیان ہونگے اور تیسری مین اسرار خفیہ اور اعمال باطنی لکھے جاوینگے

**فصل اول** مشتمل ہی دو بیانون پر پہلا بیان حج کے فضائل اور کعبہ اور مکہ اور مدینہ زادہا اللہ شرفاً کی فضیلت اور ان مقامات متبرکہ کی طرف سفر کی تیاری کے ذکر مین۔ **حج کی فضیلت** اللہ تعہ ارشاد فرماتا ہی واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق حضرت قتادہ رض نے اسکی تفسیر مین فرمایا ہی کہ جب اللہ تعالے نے حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد فرمایا کہ لوگون کو حج کی اطلاع کردو تو انھون نے پکار کر کہا کہ اے لوگو اللہ تعالے نے ایک گھر بنایا ہی اسکا حج کرو اللہ تعالے نے انکی یہ آواز اولاد آدم مین سے ان لوگون کے کان مین پہونچادی جنکو قیامت تک اسکی مشیت و ارادہ مین حج کرنا نصیب ہوگا اور فرمایا لیشہدوا منافع لہم بعض مفسرین منافع سے یہ غرض کہتے ہین کہ ایام حج کی تجارت اور ثواب آخرت ہی اور بعض اکابر سلف نے جب یہ مضمون سنا تو فرمایا کہ بخدا انکی مغفرت ہوگئی اور اللہ تعالے نے جو شیطان کا قول نقل فرمایا ہی لاقعدن لہم صراطک المستقیم اسکی تفسیر مین بعض مفسرین نے فرمایا ہی کہ صراط مستقیم سے مراد مکہ معظمہ کا راستہ ہی شیطان اسپر بیٹھتا ہی تاکہ لوگون کو اس سے منع کرے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی من حج البیت فلم یرفث ولم یفسق خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ اور فرمایا کہ شیطان عرفہ کے دن سے زیادہ کسی روز مین ذلیل تر اور زیادہ راندہ اور حقیر تر اور غضبناک تر نہین دیکھا گیا اور اسکی وجہ یہی ہی کہ نزول رحمت الٰہی اور بڑے گناہون کو خدا تعالی کا معاف فرمانا اسکی نظر سے گذرتا ہی کہ کہتے ہین کہ بعض گناہ اسطرح کے ہین کہ بدون عرفہ کے ٹھہرنے کے اور کوئی چیز انکا کفارہ نہین اور اس مضمون کو حضرت امام جعفر علیہ السلام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی مستند کیا ہی۔ اور بعض مقرب اہل مکاشفہ نے ذکر کیا ہی کہ ابلیس ملعون ایک آدمی کی صورت مین انکے سامنے آیا کہ دبلا بدن زرد رنگ چشم گریان پشت شکستہ ہی انھون نے پوچھا کس سبب سے روتا ہی کہا کہ یہ وجہ ہے کہ حاجی بدون تجارت کے اسکی طرف نکلے ہین مین یہ کہتا ہون کہ اب تو وہ خدا ہی کو مقصود کر چکے ہین کہین ایسا نہو کہ اللہ تعالے انکو محروم نہ فرما دے مجھے یہی غم ہی پھر انھون نے پوچھا کہ تیرے جسم کے دبلے ہونے کی کیا وجہ ہی اسنے کہا کہ اللہ تعالی کی راہ مین گھوڑون کا ہنہنانا اگر وہ میری راہ مین بولتے تو مجھے اچھا معلوم ہوتا انھون نے پوچھا کہ تیرا رنگ کیون متغیر ہی شیطان نے کہا کہ طاعت پر لوگون کی ایک دوسرے کی مدد کرنے سے اگر وہ ایک دوسرے کی پشتی گناہ پر ملکر کرتے تو مجکو زیادہ تر محبوب ہوتا پوچھا کہ تیری کمر کیون ٹوٹ گئی کہا بندے کی اس دعا سے کہ الٰہی مین تجھسے خاتمے کی بہتری چاہتا ہون تو مین یہ کہتا ہون کہ بڑے افسوس کی بات ہی کہ اگر اس شخص نے اپنے عمل سے عجب بھی کیا تو کہین ایسا نہو کہ اسکی برائی سے واقف ہو جاوے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر سے حج یا عمرہ کے ارادے سے نکلے اور مرجاوے تو اسکے لیے حج کرنے والے عمرہ کرنے والے کا ثواب قیامت تک جاری رہیگا اور جو شخص حرمین شریفین مین سے ایک مین مرجاوے تو وہ نہ حساب کے لیے پیش ہوگا نہ اس سے حساب لیا جاویگا اور اس سے کہا جاویگا کہ جنت مین داخل ہو اور فرمایا حجۃ مبرورۃ خیر من الدنیا بما فیہا وحجۃ مبرورۃ لیس لہا جزاء الا الجنۃ اور فرمایا کہ حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے خدا تعالے کے قاصد اور اسکے مہمان ہین اگر اس سے کچھ مانگتے ہین تو انکو دیتا ہی اور اگر اس سے مغفرت چاہتے ہین تو انکی مغفرت کرتا ہی اور اگر دعا مانگتے ہین تو قبول کرتا ہی اور اگر سفارش کرتے ہین تو انکی سفارش منظور فرماتا ہی۔ اور ایک حدیث مین جو بروایت اہل بیت علیہم السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مسند ہی آیا ہی اعظم الناس ذنبا من وقف بعرفۃ فظن ان اللہ تعالے لم یغفر لہ اور حضرت ابن عباس رض سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس گھر پر ہر روز ایکسو بیس رحمتین اترتی ہین ساٹھ تو طواف کرنے والون کے لیے اور چالیس نماز پڑھنے والون کے واسطے اور بیس اسکو دیکھنے والون کے لیے۔ اور ایک حدیث مین ہی کہ خانہ کعبہ کا طواف بہت کیا کرو کہ وہ بڑی بزرگ چیزون مین سے ہی جسکو تم قیامت کے روز اپنے نامۂ اعمال مین پاؤگے اور اسکی برابر اور کوئی

جیسا کہ مان کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن تھا ۱۲ بخاری و مسلم بروایت ابو ہریرہ ۱۲ ح مالک عن طلحہ بن عبید اللہ بن کریز مرسلاً ۱۲ ح اسکی اصل مجکو نہین ملی ۱۲ ح بیہقی نے شعب الایمان مین بروایت ابو ہریرہ نصف اول روایت کیا ہی اور دارقطنی نے بروایت عائشہ رض نصف ثانی اور دونون ضعیف ہین ۱۲ ح بخاری و مسلم نے بروایت ابو ہریرہ بلفظ الحج المبرور نصف ثانی روایت کیا ہی اور معنی یہ ہین کہ حج مقبول دنیا و ما فیہا سے بہتر ہی اور حج مقبول کا بدلا سوائے جنت کے اور کچھ نہین ۱۲ ح ابن ماجہ بروایت ابو ہریرہ صحیحین مین یہ نہین کہ اگر مانگیں تو انکو دیتا ہی اور سفارش کرین تو قبول کرتا ہی اور بروایت ابن عمر پہلا جملہ بھی ہی ۱۲ ح ابو منصور در مسند فردوس بروایت ابن عمر سند ضعیف اور معنی یہ ہین کہ ...

م کہ خدا تعالے نے اسکی مغفرت نہین کی ۱۲ ح البیہقی در شعب الایمان ۱۲ ح ابن حبان و حاکم بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہ ۱۲

عمل غبطہ کے قابل نہ پاؤگے۔ اور یہین جہت بدون حج اور عمرہ کے اول ہی طواف کرنا مستحب ہی۔ اور ایک حدیث مین آیا ہی کہ جو شخص ننگے پاؤن ننگے بدن سات پھیرے کا طواف کرے تو ایسا ہی جیسا ایک بردہ آزاد کیا اور جو کوئی سات پھیرے طواف کے مینھ برستے مین کرے اُسکے پیشتر کے گناہ بخش دیے جاوینگے اور کہتے ہین کہ عرفہ کے میدان مین اگر اللہ تعو کسی بندے کا کوئی گناہ بخشتا ہی تو جو شخص اُس بندے کی جگہ پر پہونچ جاتا ہی اُسکی بھی مغفرت فرماتا ہی اور بعض سلف کا قول ہی کہ جب عرفہ کا روز جمعہ کے دن پڑتا ہی تو عرفات کے سب حاضرین کو اللہ تعالی مغفرت فرماتا ہی اور عرفہ کو جمعہ کا پڑنا دنیا مین سب دنون سے افضل ہی اُسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج وداع کیا اور آپ عرفات کے میدان ہی مین تھے کہ یہ آیت اُتری۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا اہل کتاب نے کہا کہ یہ آیت اگر ہمپر اُترتی تو جس روز اُترتی ہم اُس روز کو عید مقرر کرتے حضرت عمر رض نے ارشاد فرمایا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ یہ آیت دو عیدون کے دن مین اُتری یعنے عرفہ کے دن اور جمعہ کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُسوقت اُتری کہ آپ عرفات پر تشریف رکھتے تھے۔ اور ایک حدیث مین ارشاد فرمایا کہ اللھم اغفر للحاج ولمن استغفر لہ الحاج اور مروی ہی کہ علی بن موفق نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چند حج کیے وہ کہتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ مجھسے ارشاد فرماتے ہین کہ اے ابن موفق تونے میری طرف سے حج کیا مین نے عرض کیا کہ ہان پھر فرمایا کہ تونے میری طرف سے لبیک کہا مین نے عرض کیا کہ ہان ارشاد فرمایا کہ اُسکا بدلہ مین قیامت مین تجکو دونگا کہ ابھی خلقت حساب کی سختی مین ہوگی اور مین تیرا ہاتھ پکڑکر جنت مین داخل کردونگا اور مجاہد اور دوسرے علمانے فرمایا کہ حاجی جب مکہ معظمہ مین آتے ہین تو فرشتے اونٹون کے سوارون کو تو سلام کرتے ہین اور گدھون کے سوارون سے مصافحہ کرتے ہین اور پیادہ لوگون سے بغلگیر ہوکر ملتے ہین۔ اور حضرت حسن بصری رح کا قول ہی کہ جو شخص رمضان کے بعد مرے یا غزوہ جہاد کے بعد یا حج کے بعد وہ شہید مرتا ہی۔ اور حضرت عمر رض نے فرمایا کہ حاجیون کے گناہ معاف کردیے جاتے ہین اور ذی حجہ اور محرم اور صفر اور ربیع الاول کی بیسوین تک مین جسکے لیے وہ مغفرت کی درخواست کرین اُسکی بھی مغفرت ہوجاتی ہی۔ اور اکابر سلف کا یہ دستور تھا کہ غازیون کو رخصت کرنے کو ساتھ جاتے تھے اور حاجیون کے لینے کو جاتے اور اُنکی دونون آنکھون کے درمیان پیشانی پر بوسہ دیتے اور اُنسے اپنے لیے دعا منگواتے اور پیشتر اسکے کہ وہ مرتکب گناہ ہون یہ باتین کرگذرتے۔ اور علی بن موفق سے مروی ہی کہ وہ کہتے ہین کہ مین نے ایک سال حج کیا اور عرفہ کی شب کو منے کی مسجد خیف مین ٹھہرا مین نے خواب مین دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے سبز لباس پہنے ہوے اُترے اور ایک نے دوسرے کو عبد اللہ کہکر پکارا دوسرے نے کہا کہ لبیک اول نے پوچھا کہ تمکو معلوم ہی کہ اس سال مین ہمارے پروردگار کے گھر کا کتنے لوگون نے حج کیا دوسرے نے کہا کہ مجھے معلوم نہین اول نے کہا کہ چھ لاکھ آدمیون نے حج کیا ہی اب تمکو یہ معلوم ہی کہ اتنون مین سے کتنون کا حج مقبول ہوا ہی دوسرے نے کہا کہ مجھے معلوم نہین اول نے کہا کہ اُن مین سے صرف چھ آدمیون کا حج مقبول ہوا ہی یہ کہکر وہ دونون آسمانون کی طرف اُٹھے یہانتک کہ میری نظر سے غائب ہوگئے مین خوف زدہ جاگا اور نہایت شدت کا غم مجھپر طاری ہوا اور مجھے اپنی فکر ہوئی اور دل مین کہا کہ جب چھ آدمیون ہی کا حج مقبول ہوا ہی تو مین اُن مین کہان ہونگا جب مین عرفہ سے لوٹ کر آیا اور مشعر حرام کے پاس رات کو رہا تو یہی فکر تھا کہ آدمی اس کثرت سے ہین اور حج اتنے تھوڑے لوگون کا مقبول ہوا ہی اتنے مین مجھے نیند آگئی دیکھا تو وہی دونون فرشتے اپنی پہلی صورتون پر اُترے اور ایک نے دوسرے کو پکار کر وہی تقریر سابق پھرسے کی پھر کہا کہ تمھین معلوم ہی کہ اس رات مین ہمارے پروردگار نے کیا حکم دیا ہی اُسنے کہا کہ مجھے معلوم نہین کہا کہ اللہ جلشانہ نے چھ آدمیون مین سے ہر ایک کو ایک ایک لاکھ آدمی دیدیے یعنے اُنکی سفارش اُنکے حق مین مقبول ہوگی ابن موفق کہتے ہین کہ پھر جو میری آنکھ کھلی تو مجکو خوشی زائد از بیان تھی۔ اور ایک حکایت اپنی وہ اور کہتے ہین کہ مین نے ایکسال حج کیا اور جب سب ارکان ادا کر چکا تو مجکو اُن لوگون کا فکر ہوا جنکا حج مقبول نہوا ہوگا پس مین نے دعا کی کہ الٰہی مین نے اپنا حج اور اُسکا ثواب اُس شخص کو دیا جسکا حج مقبول نہوا ہو وہ کہتے ہین کہ رات کو مین نے رب العزت جلشانہ کو خواب مین دیکھا کہ فرماتا ہی کہ اے علی تو میرے سامنے سخاوت جتاتا ہی مین نے سخاوت اور سخیون کو پیدا کیا اور سب سخیون اور بڑے کرم والون سے زیادہ سخی اور جود والا مین ہون اور مجکو جہان کے لوگون کی

نسبت کرجود و کرم کا استحقاق زیادہ تر ہو مین نے جن لوگون کا حج مقبول نہین کیا انکو ایسے لوگون کو دے دیا جنکا حج قبول کیا ہو خانہ کعبہ اور مکہ معظمہ کی فضیلت آنحضرت صلعم فرماتے ہین[1] کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہو کہ اس گھر کا حج ہر سال مین چھ لاکھ آدمی کرینگے اور اگر کم ہونگے تو اللہ تعالیٰ ا فرشتون سے یہ شمار کامل کردیگا اور قیامت کو کعبہ کا حشر ایسی طرح ہوگا جیسے زفاف کے لیے دولھن ہوتی ہو اور جن لوگون نے اسکا حج کیا ہوگا وہ اسکے پردون مین لٹکے ہونگے اور گرد چلتے ہونگے یہانتک کہ کعبہ جنت مین داخل ہوگا اور یہ لوگ اسکے ساتھ جنت مین داخل ہونگے۔ اور ایک حدیث[2] مین ارشاد فرمایا کہ حجر اسود جنت کے یاقوتون مین سے ایک یاقوت ہو اور وہ قیامت مین اسطرح اُٹھیگا کہ اُسکے دو آنکھین ہونگی اور ایک زبان ہوگی جس سے وہ اُس شخص کے لیے گواہی دیگا جس نے اسکو حق اور صدق کے ساتھ بوسہ دیا ہوگا۔ اور آنحضرت صلعم اُسکو بہت بوسہ دیا کرتے تھے۔ اور مروی ہو[3] کہ آپ نے اُسپر سجدہ بھی کیا ہو۔ اور آپ اگر سواری پر طواف کرتے تو اپنے عصا کے سرے کو بوسہ دیتے۔ اور حضرت عمر رضہ نے اسکو بوسہ دیا پھر فرمایا[4] کہ مین جانتا ہون کہ تو پتھر ہو نہ ضرر کرتا ہو نہ نفع پہونچاتا ہو اور اگر مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تجکو بوسہ دیتے نہ دیکھتا تو ہرگز تجکو بوسہ نہ دیتا پھر آپ روئے یہانتک کہ رونے کی آواز بلند ہوئی پھر اپنے پیچھے پھر کر دیکھا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پایا انسے کہا کہ اے ابو الحسن یہ وہ مقام ہو کہ یہان آنسو بہائے جاوین اور دعائین مقبول ہووین حضرت علی رضہ نے فرمایا کہ یا امیر المومنین یہ پتھر ضرر اور نفع کرتا ہو آپ نے پوچھا کہ کسطرح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب اولاد آدم کا عہد لیا تھا تو ایک نوشتہ لکھکر اس پتھر کو کھلا دیا تھا پس یہ ایماندار کے لیے عہد کے پورا کرنے کی اور کافر پر عہد شکنی اور انکار کی گواہی دیگا۔ کہتے ہین کہ بوسہ دینے کے وقت لوگ جو یہ کہتے ہین اللّٰھم ایمانا بک وتصدیقا بکتابک ووفاء بعھدک[5] اُس سے وہی مراد ہو جو حضرت علی رضہ نے ارشاد فرمایا ہو۔ اور حضرت حسن بصری رحہ سے مروی ہو کہ مکہ معظمہ مین ایک دن کا روزہ رکھنا برابر ایک لاکھ روزے کے ہو اور ایک درم کا خیرات کرنا برابر لاکھ درم خیرات کرنے کے ہو اور اسیطرح ہر ایک نیکی لاکھ نیکیون کے مساوی ہو۔ اور کہتے ہین کہ سات پھیرون کا طواف ایک عمرہ کے برابر ہو اور تین عمرے ایک حج کے مساوی ہین۔ اور ایک حدیث صحیح مین وارد ہو[6] کہ عمرۃ فی رمضان کحجۃ معی اور فرمایا[7] انا اول من تنشق الارض عنہ ثم اتی اہل البقیع فیحشرون معی ثم اتی اہل مکۃ فاحشر بین الحرمین اور ایک حدیث مین[8] ہو کہ کہ حضرت آدم علیہ السلام جب افعال حج پورے کر چکے تو اُنسے فرشتون نے ملاقات کر کے کہا کہ اے آدم تمھارا حج مقبول ہوا ہمنے اس گھر کا حج تم سے دو ہزار برس پیشتر کیا ہو۔ اور ایک روایت مین آیا ہو کہ اللہ تعالیٰ ہر شب مین اہل زمین کی طرف نظر کرتا ہو اور سب سے پیشتر اہل حرم کی طرف نظر کرتا ہو اور اہل حرم مین مسجد کعبہ کے لوگون کو پیشتر دیکھتا ہو پس جسکو طواف کرتے دیکھتا ہو اُسکو بخش دیتا ہو اور جسکو نماز پڑھتے دیکھتا ہو اسکی مغفرت کرتا ہو اور جسکو رو بقبلہ کھڑا دیکھتا ہو اُسکی مغفرت کرتا ہو۔ اور بعض اولیا کو مکاشفہ ہوا تو اُنھون نے دیکھا کہ سب گھاٹیان جزیرہ عبادان کو سجدہ کرتے ہین اور جزیرہ مذکور جدہ کی طرف کو سجدہ کرتا ہو۔ اور کہتے ہین کہ جب ہر روز آفتاب ڈوبتا ہو تو خانہ کعبہ کا طواف ایک ابدال ضرور کرتا ہو اور کسی رات کی صبح ایسی نہین کہ اُسمین ایک اوتاد شخص کعبہ کا طواف نہ کرے اور جب یہ بات نہ رہیگی تو زمین پر سے کعبہ کے اُٹھ جانے کا سبب ہوگی لوگ صبح کو اُٹھکر دیکھینگے کہ کعبہ اُٹھ گیا کچھ اُسکا نشان نہ دیکھینگے اور یہ بات جب ہوگی کہ سات برس گذر جاوینگے اور کعبہ کا حج کوئی نہ کریگا پھر قرآن کے حروف مصحفون مین سے اُٹھ جاوینگے لوگ صبح کو دیکھینگے کہ ورق سادے سفید ہین کوئی حروف اُن مین نہین پھر قرآن دلون مین محو کر دیا جاویگا کہ اُسکا ایک لفظ بھی یاد نہ رہیگا پھر لوگ شعرون اور راگون اور ایام جہالت کے اخبار کی طرف میل کرینگے پھر دجال نکلے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُترکر اُسکو قتل کرینگے اور قیامت اُسوقت ایسی قریب ہوگی جیسے پورے دنون کی حاملہ کے بچہ پیدا ہونے کی عنقریب توقع ہوتی ہو۔ اور ایک حدیث[9] مین ہو کہ اس گھر کا طواف بہت کرو پیشتر اس سے کہ اُٹھا لیا جاوے کیونکہ دو دفعہ یہ ڈھایا گیا ہو اور تیسری بار مین اُٹھا لیا جاویگا اور حضرت علی رضہ سے مروی ہو کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہو[10] کہ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہو کہ جب مین دنیا کو خراب کرنا چاہونگا تو اپنے گھر سے شروع کرونگا اول اُسکو خراب کرونگا پھر اسکے بعد دنیا کو خراب کرونگا مکہ معظمہ مین مقام کرنے کی خوبی اور بُرائی علما مین سے جو لوگ خوف کرنے والے اور احتیاط

والے ہین

ح ۱ اسکی اصل مجکو نہین ملی ۱۲ ح ۲ ترمذی بروایت ابن عباس ۱۲ ح ۳ بخاری و مسلم بروایت حضرت عمر رضہ مگر اسمین ذکر سجدہ کا نہین ۱۲ ح ۴ بزار و حاکم بروایت حضرت عمر رضہ ۱۲ ح ۵ اللّٰھم الخ حاکم بروایت عمر رضہ ۱۲ معنی الٰہی مین یہ فعل بجالاتا ہون تجپر ایمان کے باعث اور تیری کتاب کی تصدیق کیلئے اور تیرے عہد کو پورا کرنے کو ۱۲ ح ۶ ایک عمرہ رمضان مین میرے ساتھ کے ایک حج کے برابر ہو مسلم بروایت ابن عباس رضہ ۱۲ ح ۷ ... اور حاکم ... ان لوگون ... مین سے اول ہون جس سے زمین پھٹیگی پھر بقیع والون کے پاس آؤنگا انکا حشر میرے ساتھ ہوگا پھر مکہ والون کے پاس آؤنگا پس دونون حرمون کے بیچ مین حشر ہوگا ۱۲ ح ۸ ... ترمذی و ابن حبان ... ابن عمر رضہ ... ابن عباس ۱۲

ح ۹ ابن حبان وحاکم بروایت ابن عمر رضہ ۱۲ ح ۱۰ اسکی کچھ اصل نہین پائی گئی ۱۲

والے ہین وہ مکہ معظمہ مین ٹھہرنے کو تین وجہون سے بُرا سمجھتے ہین اوّل اُکتا جانے اور خانہ کعبہ کے ساتھ مساوات ہوجانے کے خوف سے کیونکہ یہ بات اکثر دل کی حرارت کو جو حرمت کے باب مین ہوتی ہی فرو کرنے مین تاثیر کرتی ہی اور یہین وجہ حضرت عمر رضہ حاجیون کو حج سے فراغت ہونے کے بعد مارتے اور کہتے کہ اے یمن والو اپنے یمن کو جاؤ اور شام والو شام کو رخصت ہو اور عراق والو عراق کی راہ لو اور اسیوجہ سے حضرت عمر رضہ نے قصد کیا کہ لوگون کو طواف کی کثرت سے منع فرما دین اور فرمایا کہ مجکو یہ خوف ہی کہ لوگ کہین اس گھر سے مانوس نہو جاوین یعنی پھر انکو اسکی حرمت مساوات سی ہوجاویگی دوسری وجہ مقام کو بُرا جاننے کی یہ ہی کہ جُدا ہونے سے شوق اُبھرتا ہی اور پھر آنے کا سامان جمتا ہی کیونکہ اللہ تعالے نے خانہ کعبہ کو مثابۃ للناس وامنًا فرمایا ہی اور مثابہ کے معنے یہی ہین کہ لوگ اسکی طرف بار بار آوین اور اپنی غرض اور حاجت پوری نہ کرنے پاوین اور بعض اکابر نے فرمایا ہی کہ اگر تم کسی اور شہر مین ہو اور تمھارا دل مکہ کا مشتاق ہو اور خانہ کعبہ سے متعلق رہے تو یہ اس بات سے بہتر ہی کہ تم مکہ مین رہ کر مقام سے اکتاؤ اور کسی اور شہر مین تمھارا دل ہو۔ اور بعض سلف کا قول ہی کہ بہت سے آدمی خراسان مین ہین کہ وہ خانہ کعبہ سے بہ نسبت اُسکے طواف کرنے والون کے قریب ہین اور کہتے ہین کہ اللہ تعالے کے کچھ بندے ایسے ہین کہ کعبہ شریفہ خدا تعالے کے تقرب کے لیے اُنکا طواف کرتا ہی۔ تیسری وجہ مکہ مین خطاؤن اور گناہون کے مرتکب ہونے کا خوف ہی کہ اُسمین خطرہ ہی اور ضرور ہی کہ جگہ کی بزرگی کی جہت سے خدا تعالیٰ کے غصہ کا موجب ہو۔ وہیب بن ورد مکی روایت کرتے ہین کہ مین ایک رات حطیم مین نماز پڑھتا تھا مین نے سنا کہ دیوار کعبہ اور پردہ کے بیچ مین سے یہ آواز آتی ہی کہ ای جبرئیل میرے گرد طواف کرنے والے جو جہل کی باتین اور لغو اور لہو کرتے ہین ان امور سے مجکو رنج ہوتا ہی اُنکی شکایت مین اول اللہ سے کرتا ہون پھر تجسے کرتا ہون اگر یہ لوگ ان باتون سے باز نہ آوینگے تو مین ایک پھر پھری ایسی لونگا کہ میرا ہر ایک پتھر اُس پہاڑ پر چلا جاویگا جہان سے جُدا کیا گیا تھا۔ اور حضرت ابن مسعود رضہ فرماتے ہین کہ کوئی شہر مکہ کے سوا ایسا نہین جسمین عمل سے پیشتر صرف قصد پر مواخذہ کیا جاوے پھر یہ آیت پڑھی ومن یرد فیہ بالحاد بظلم نذقہ من عذاب الیم یعنی یہ عذاب دینا صرف ارادہ کرنے پر فرمایا۔ اور کہتے ہین کہ مکہ مین جیسی نیکیان مضاعف ہوتی ہین ویسی بُرائیان بھی مضاعف ہوتی ہین۔ اور حضرت ابن عباس رضہ فرمایا کرتے کہ مکہ مین غلہ خرید کر بند کر رکھنا اور گرانی کا منتظر رہنا حرم مین الحاد کرنے کی قسم سے ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ جھوٹ بھی اسمین داخل ہی اور حضرت ابن عباس رضہ نے فرمایا ہی کہ اگر مین رکیہ مین ستر گناہ کرون اور میرے نزدیک اس سے بہتر ہی کہ مین مکہ مین ایک گناہ کرون اور رکیہ مکہ اور طائف کے درمیان مین ایک منزل ہی اور اسی خوف کی جہت سے بعض مقام کرنے والون کی یہ نوبت ہوئی تھی کہ زمین حرم مین پاخانہ نہ پھرتے تھے بلکہ پاخانہ پیشاب کے لیے زمین حل مین جاتے تھے اور بعض لوگ مہینہ بھر مکہ مین رہے اور اپنے پہلو زمین پر نہ رکھے۔ اور مکہ معظمہ مین ٹھہرنے کی ممانعت کی جہت سے بعض علمانے وہان کے گھرون کا کرایہ مکروہ فرمایا ہی اور تم یہ گمان مت کرنا کہ ٹھہرنے کا مکروہ ہونا جگہ کی فضیلت کے مسلوب ہی اسلیے کہ اس مکروہ ہونے کی وجہ یہ ہی کہ اس جاے پاک کے حقوق ادا کرنے سے خلق کے لوگ قاصر ہین پس جب ہم یہ کہتے ہین کہ مکہ مین مقام نہ کرنا بہتر ہی اسکے یہ معنی ہین کہ وہان ٹھہر کر تقصیر کرنے اور اکتا جانے کی نسبت کر نہ ٹھہرنا اچھا ہی یہ نہین کہ اسکے حقوق ادا کرنے کے ساتھ ٹھہرنے کی نسبت کر بھی اچھا ہو یہ امر کیسے ہوسکتا ہی یہ تو وہ مقام ہی کہ جب آنحضرت صلعم مکہ مین لوٹ کر تشریف لائے تو کعبہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ تو خدا تعالیٰ کی زمین مین بہت بہتر ہی اور تمام جگہون کی نسبت کر مجکو زیادہ محبوب ہی اگر مین تجھ مین سے نکالا نہ جاتا تو ہرگز نہ نکلتا۔ علاوہ ازین خانہ کعبہ کی طرف نظر کرنا عبادت ہی اور مکہ مین نیکیان جب مذکورہ بالا مضاعف ہوتی ہین پھر کیسے ہوسکتا ہی کہ اُسمین نہ ٹھہرنا ٹھہرنے کی نسبت کر مطلق افضل ہو مدینہ منورہ کی فضیلت تمام شہرون پر بعد مکہ کے کوئی جگہ افضل مدینہ طیبہ رسول مقبول صلعم سے نہین کہ اعمال اُسمین بھی مضاعف ہوتے ہین چنانچہ آنحضرت صلعم نے فرمایا صلوۃ فی مسجدی ہذا خیر من الف صلوۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام اور اسیطرح مدینہ منورہ مین ہر ایک عمل ہزار کے برابر ہی اور بعد مدینہ منورہ کے بیت المقدس ہی کہ اُسمین ایک نماز پانسو نمازون کے برابر ہی اور یہی حال اور اعمال کا ہی۔ اور حضرت ابن عباس رضہ آنحضرت صلعم سے راوی ہین کہ آپ نے فرمایا کہ ایک نماز مدینہ کی مسجد مین دس ہزار

نمازون کے برابر ہی اور بیت المقدس مین ایکہزار کے برابر اور مسجد حرام مین ایک لاکھ کے برابر اور فرمایا[۲۱] لایصبر علی لاوائها وشدتها احد الا کنت له شفیعا یوم القیامة اور فرمایا[۲۲] کہ جس سے ہوسکے مدینہ مین مرے وہ ایسا ہی کرے کیونکہ جو کوئی اُسمین مریگا قیامت کو مین اُسکا شفیع ہونگا - اور بعد ان تینون مقامون کے اور جگہین سب برابر ہین بجز گھاٹیون کے کہ اُنمین دشمن کی نگاہبانی کیلیے ٹھہرنے مین بہت فضیلت ہی اور اسی لیے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی[۲۳] لا تشد الرحال الا الی ثلثة مساجد المسجد الحرام ومسجدی هذا والمسجد الاقصی اور بعض علمانے اس حدیث سے دلیل کرکے مقامات تبرک اور علما اور صلحا کی قبرون پر جانے کو منع کیا ہی اور ہمکو معلوم نہین ہوتا کہ انکا استدلال درست ہو بلکہ زیارت قبور کی اجازت ہی چنانچہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی[۲۴] کنت نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها اور حدیث بالا مساجد کے باب مین آئی ہی مشاہد کا حکم ویسا نہین اسلیے کہ مسجدین اُن تین مسجدون کے سوا ایکسی ہین اور کوئی شہر ایسا نہین جسمین مسجد نہو پھر دوسری مسجد مین جانے کے کیا معنے اور مشاہد سب یکسان نہین بلکہ اُنکی زیارت کی برکت اُسیقدر رہوتی ہی جتنے اُن لوگون کے درجے اللہ تعالی کے نزدیک ہوتے ہین ہان اگر آدمی ایسے گانون مین ہو کہ جسمین مسجد نہو تو اُسکو جائز ہی کہ کسی ایسی گانون کی طرف سفر کرے جسمین مسجد ہو اور بالکل اسی مین جا رہے اگر چاہے - پھر ہمکو معلوم نہین کہ یہ کہنے والا انبیا علیہ السلام مثل حضرات ابراہیم وموسیٰ ویحییٰ[۲۱] وغیرہم کی قبرون پر جانے سے بھی منع کریگا کہ نہین اور منع کرنا تو نہایت درجہ کو محال ہی پس جب اُنکی قبرون پر جانا درست کہیگا تو اولیا اور علما اور صلحا کی قبرین بھی اُنھین قبرون کے حکم مین ہین اور بعید نہین کہ اُنکی قبرون پر جانا سفر کی اغراض مین سے ہو جیسے علما کی زیارت زندگی مین مقصود ہوتی ہی یہ حال تو سفر کا ہی اب مقام کا حال سنو کہ مرید کے لیے اگر سفر سے غرض علم کا حاصل کرنا نہو تو بہتر یہ ہی کہ اپنے مکان مین بیٹھا رہے بشرطیکہ وطن مین حال اُسکا درست بنا رہے اور اگر سلامت نہ رہے تو ایسی جگہہ تلاش کرے جسمین اسکو کوئی نہ جانے اور دین سلامت رہے اور بفراغ دل عبادت میسر ہو کہ اُسکے حق مین یہ مقام سب سے افضل ہی چنانچہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی[۲۵] کہ شہر سب اللہ کے ہین اور لوگ سب اُسکے بندے ہین اسصورت مین جسجگہہ مین تو نرمی اور آسانی دیکھے وہان ٹھہر جا اور اللہ تعم کا شکر کر - اور ایک حدیث[۲۶] مین ہی کہ جس شخص کو کوئی چیز روزی ہو اُسکو لازم پکڑے اور جسکی معاش کسی چیز مین کردی گئی ہو اُس سے نہ ہٹے یہانتک کہ وہ چیز اُسپر بدل جاوے اور ابو نعیم کہتے ہین کہ مین نے حضرت سفیان ثوری رح کو دیکھا کہ اپنا توشہ دان مونڈھے پر اور پانی کا کوزہ ہاتھ مین لیے ہین مین نے پوچھا کہ ای ابو عبد اللہ کہان کا ارادہ ہی فرمایا کہ ایسے شہر کو جاتا ہون جہان ایک درم مین اپنا توشدان بھر لون اور ایک روایت مین یہ ہی کہ اُنھون نے جواب دیا کہ مین نے ایک گانون مین ارزانی سُنی ہی اُسمین ٹھہرونگا راوی نے کہا کہ مین نے پوچھا کہ آپ ایسا کرتے ہین فرمایا کہ ہان جب تم کسی شہر مین ارزانی سنو تو اُسکا قصد کرو کہ اس سے تمہارا دین بھی سلامت رہیگا اور فکر کم کرنا پڑیگا - اور کہا کرتے تھے کہ یہ زمانہ خرابی کا ہی گمنام اسمین مامون نہین رہ سکتے مشہورون کا تو کیا ذکر ہی - زمانہ تو نقل مکان کا ہی کہ آدمی ایک گانون سے دوسرے گانون مین اپنے دین کو فتنون سے بچائے پھرے - اور یہ بھی اُنھین کی حکایت ہی کہ فرمایا بخدا مجھے معلوم نہین کہ کونسے شہر مین رہون لوگون نے کہا کہ خراسان مین فرمایا کہ وہان کے مذہب مختلف اور تجویزین خراب ہین لوگون نے کہا کہ شام مین رہیے فرمایا کہ وہان شہرت ہوجاتی ہی کسی نے کہا کہ عراق مین سکونت کیجیے فرمایا کہ وہ ملک ظالمون کا ہی کہا کہ مکہ معظمہ مین رہیے فرمایا کہ مکہ دانائی اور بدن کو تحلیل کرتا ہی اور ایکبار کسی مسافر شخص نے اُنسے کہا کہ مین نے نیت کرلی ہی کہ اب مکہ مین رہونگا مجکو کچھ نصیحت فرمائیے فرمایا کہ تین باتون کی وصیت کرتا ہون اول یہ کہ صف اول مین نماز مت پڑھنا دوم کسی قریشی کی صحبت مت اختیار کرنا سوم صدقہ ظاہر کرکے مت دینا صف اول مین پڑھنے سے اسلیے منع فرمایا کہ آدمی مشہور ہوجاتا ہی یعنی جب غائب ہوتا ہی تو اُسکی تلاش ہوتی ہی اسصورت مین عمل مین زینت اور بناوٹ مل جاتی ہی -

**دوسرا بیان حج کے واجب ہونے اور درست ہونے کی شرطون اور اُسکے رکنون اور واجبات وممنوعات کے ذکر مین** - واضح ہو کہ شرطین چار طرح کی ہین اول حج کے درست ہونے کی شرطین ہین اور وہ دو ہین ایک وقت دوسرے مسلمان ہونا اس سے یہ نکلا کہ اگر لڑکا حج کرے تو اُسکا حج درست ہی اگر وہ تمیز والا ہو تو احرام خود باندھ لے اور اگر چھوٹا ہو تو اُسکی طرف سے اُسکا ولی احرام باندھ لے اور افعال حج کے طواف اور سعی وغیرہ سب اُسکو کرادے اور وقت حج کا ماہ شوال سے لیکر ذیحجہ کی دسوین شب یعنی یوم نحر کی صبح صادق ہونے تک ہی پس جو شخص اس مدت کے سوا اور دنون مین احرام باندھیگا تو حج کا نہو گا بلکہ عمرہ کا ہو گا اور عمرہ کا وقت تمام سال ہی

اگر جو شخص منے کے ایام مین منا سک حج ادا کرنے کا پابند ہو اسکو عمرہ کا احرام نہ کرنا چاہیے اسلیے کہ عمرہ کرلے کے بعد پھر اُس سے منے کے اعمال نہو سکینگے **دوم** حج کے حج اسلام ہوجانے کی شرطین ہین اور وہ پانچ ہین اول مسلمان ہونا دوم آزاد ہونا سوم بالغ ہونا چہارم عاقل ہونا پنجم وقت کا ہونا پس اگر لڑکا یا غلام احرام باندھے اور عرفہ بالغ خواہ آزاد ہوجاوے یا مزدلفہ مین ہو اور صبح صادق سے پیشتر عرفہ کو چلا جاوے تو حج اسلام ہوجاویگا اسلیے کہ حج عرفات پر کھڑے ہونے کا نام ہی اور وہ حالت بالغ ہونے اور آزاد ہونے مین میسر ہوگیا اور ان دونون پر ذبح کرنا قصور کے جانور کا لازم نہ آویگا اور فرض عمرہ کی بھی یہی شرطین ہین سواے وقت کے **سوم** حج کے نفل ہونے کی شرط آزاد اور بالغ کے حق مین یہ ہی کہ حج اسلام سے فارغ ہو کیونکہ حج اسلام مقدم ہی اسکے بعد اُس حج کی قضا ہی جسکو عرفہ کے ٹھہرنے کے وقت فاسد کردیا ہو پھر نذر کا حج ہی پھر دوسرے کی طرف سے نائب ہوکر اگر حج کرے اُسکا مرتبہ ہی پھر حج نفل ہی یہ ترتیب اسیطرح ضروری ہی اور گو نیت اسکے خلاف ہو مگر حج اسیطرح ہوگا یعنے اگر ایک شخص کے ذمہ حج اسلام ہی اور وہ حج نذر کی نیت سے یا دوسرے کی نیابت کرکے احرام باندھے تو اُسکی نیت کا اعتبار نہوگا بلکہ حج اسلام ہوجاویگا **چہارم** حج کے لازم ہونے کی شرطین ہین اور وہ پانچ ہین بلوغ اور اسلام اور عقل اور آزادی اور قدرت اور جس شخص پر حج فرض لازم ہوتا ہی اُسی پر فرض عمرہ بھی لازم ہوتا ہی اور جو شخص زیارت یا تجارت کے لیے مکہ مین جانا چاہے اور لکڑی بیچنے والا نہو تو ایک قول کے بموجب اُسپر احرام باندھنا لازم ہی پھر عمرہ یا حج کے اعمال کرکے احرام کھول ڈالے - اور قدرت کی دو قسمین ہین ایک تو خود اعمال حج کو بجا لانے کے لیے اسکے واسطے کئی باتین چاہیین اول اپنا تندرست ہونا دوم راستہ مین نرخ کی ارزانی اور خوف و خطر کا نہونا خواہ تری کا ہو یا خشکی کا سوم مال اُسقدر ہو ناکہ جانے اور وطن مین لوٹ آنے کو کافی ہو خواہ اُسکے گھر والے ہون یا نہون اسلیے کہ وطن کا چھوڑنا آدمی کو سخت ناگوار ہوتا ہی اور جن لوگون کا نفقہ اسکے ذمہ پر لازم ہی اُنکے لیے بھی اتنے دنون کا خرچ ہو اور اُسقدر پاس ہو کہ اُس سے اپنے قرض ادا کردے اور سواری کے لینے پر خواہ کرایہ کرنے پر قادر ہو خواہ سواری کا جانور علیحدہ ہو یا اگر پرتل کے جانور پر بیٹھ سکے تو اُسی کی قدرت چاہیے - دوسری قسم قدرت کی اپاہج کے حق مین ہی وہ یہ ہی کہ اتنا مال رکھتا ہو کہ اپنی طرف سے دوسرے شخص کو حج کرنے کو بھیجے کہ وہ اپنا حج اسلام کرکے دوسرے سال اُسکی طرف سے حج کرے اور اسصورت مین خرچ سواری پرتل کے جانور کا کافی ہی - اور اگر اپاہج آدمی کا لڑکا راستہ مین اُسکی خدمت کرنے کو تیار ہو تو اُسصورت مین وہ معذور نہ گنا جاویگا بلکہ قدرت والا ہوجاویگا اور اگر بیٹا اپنا مال باپ کے سامنے رکھ دے تو اُس سے وہ قادر نہوگا کیونکہ بدن کی خدمت مین بیٹے کی سعادتمندی ہی اور مال کے دینے مین باپ پر احسان ہی - اور جس شخص کو قدرت ہوجاوے اُسپر حج کرنا واجب ہی اور تاخیر سے جانا اُسکو درست ہی مگر تاخیر کرنے مین خطرہ ہی اگر آخر عمر تک بھی حج نصیب ہوجاویگا تو فرض ساقط ہوجاویگا لیکن اگر بعد لازم ہونے کے حج کرنے سے پیشتر مرجاویگا تو خدا کے سامنے حج کے نہ کرنے سے عاصی ہوکر جاویگا اور حج اُسکے ترکہ مین سے کرایا جاوے گو اُسنے وصیت نہ کی ہو جیسے اور قرضون کا حال ہی کہ وہ بھی بدون وصیت ادا کرنے پڑتے ہین - اور اگر ایک سال مین اُسکو قدرت ہوئی اور لوگون کے ساتھ حج کو نہ نکلا پھر اُسکا مال لوگون کے حج کرنے سے پیشتر جاتا رہا اور یہ شخص بھی مرگیا تو اُسپر حج کا مواخذہ نہوگا - اور جو شخص باوجود توانگری کے حج نہ کرے اور مرجاوے تو اُسکا معاملہ خدا یتعالی کے نزدیک نہایت سخت ہی حضرت عمر رضنے فرمایا ہی کہ مین نے قصد کیا کہ شہرون مین ایک پروانہ بھیجدون کہ جو شخص حج کی قدرت پاکر نہ کرے اُسپر کچھ جزیہ لگا دیا جاوے اور سعید بن جبیر اور ابراہیم نخعی اور مجاہد اور طاوس رضہ سے مروی ہی کہ ہمکو معلوم ہو کہ کسی شخص پر حج واجب تھا اور وہ حج کرنے سے پیشتر مرگیا تو ہم اُسپر نماز نہ پڑھینگے - اور بعض اکابر کا ہمسایہ توانگر تھا مگر اُسنے حج نہین کیا تھا اور مرگیا اُن بزرگ نے اُسکی نماز نہ پڑھی اور حضرت ابن عباس رضہ کہا کرتے تھے کہ جو شخص بدون زکوٰۃ دیے اور بغیر حج کیے مرتا ہی تو دنیا مین پھر آنے کی درخواست کرتا ہی اور یہ آیت پڑھی رَبِّ ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت اعمل صالحا سے غرض آپنے ارشاد فرمایا ہی کہ حج کرون - **اور ارکان حج کے** جنکے بدون حج درست نہین پانچ ہین اول احرام دوم طواف سوم طواف کے بعد صفا و مروہ مین دوڑنا چہارم عرفات مین ٹھہرنا پانچوین ایک قول کے بموجب بال منڈانے اور عمرہ کے ارکان بھی یہی ہین سوا عرفات پر ٹھہرنے کے **اور حج کے واجبات** جنکے چھوڑنیکا

تدارک دم یعنے ذبح کرنا جانور قربانی کا کردیتا ہی وہ چھ ہین اول میقات پرسے احرام کا باندھنا تو جو کوئی بدون احرام میقات سے آگے بڑھ جاویگا اسپر ایک بکری ذبح کرنی لازم ہوگی دوم جمرات کو کنکرین مارنی اُن دونون کے ترک سے سب روایتون کے بموجب دم لازم ہوتا ہی سوم عرفہ مین آفتاب کے ڈوبنے تک ٹھہرنا چہارم رات کو مزدلفہ مین پنجم منٰے مین رات کو رہنا ششم طواف وداع ان چارون کے چھوڑنے سے ایک روایت کے بموجب دم لازم آتا ہی اور دوسری روایت کے بموجب دم دینا لازم نہین بلکہ مستحب ہی اب جاننا چاہیے کہ حج اور عمرہ کے اداکرنے کے تین طور ہین اول افراد جو سب مین افضل ہی اسکی صورت یہ ہی کہ پیشتر صرف حج کرے اور جب فارغ ہوجاوے تو زمین حل مین جاکر احرام باندھے اور عمرہ کرے اور عمرہ کے احرام کے لیے حل مین سے بہتر جگہ جعرانہ ہی پھر تنعیم پھر حدیبیہ اور افراد کرنے والے پر کوئی دم واجب نہین لیکن اگر نفل کرے تو اختیار ہی دوم قران یعنے احرام مین حج اور عمرہ کی نیت ایک ساتھ کرکے کہے لبیک بحجۃ وعمرۃ معًا ایسے شخص کو اعمال حج کرنے کافی ہین انھین مین عمرہ بھی آجاتا ہی جیسے غسل مین وضو آجاتی ہی لیکن اگر طواف اور سعی عرفات کے ٹھہرنے سے پیشتر کرلیگا تو سعی تو دونون مین شمار ہوگی اور طواف حج مین نہ گنا جاویگا کیونکہ حج مین فرض طواف کی شرط یہ ہی کہ عرفات مین ٹھہرنے کے بعد ہو اور قران والے پر ایک بکری ذبح کرنی لازم ہی لیکن اگر مکہ کا رہنے والا ہو تو اُسپر دم نہین ہی کہ اُسنے اپنی میقات کو ترک نہین کیا کیونکہ اُسکی میقات مکہ ہی سوم تمتع ہی اسکی یہ صورت ہی کہ میقات پرسے احرام عمرہ کا باندھے اور مکہ مین حلال ہوکر احرام مین جو امور اُسکو ممنوع ہوگئے تھے حج کے وقت تک اُنسے منتفع ہو پھر حج کا احرام کرلے اور بدون پانچ باتون کے تمتع نہین ہوتا اول شرط یہ ہی کہ مسجد حرام کے حاضرین مین سے نہو اور حاضر سے یہ غرض ہے کہ اسمین اور مسجد حرام مین اتنا فاصلہ نہو جسمین نماز قصر سے پڑھی جاوے یعنے سفر شرعی سے کمتر فاصلہ پر ہو۔ دوسری شرط یہ ہی کہ عمرہ کو حج سے پیشتر کرلے تیسری یہ کہ عمرہ حج کے مہینون مین ہو چوتھی یہ کہ حج کی میقات تک لوٹ کر نہ جاوے اور نہ حج احرام کے لیے اس جیسی مسافت تک لوٹے پانچوین یہ کہ اُسکا حج اور عمرہ ایک ہی شخص کی طرف سے ہون جب یہ پانچون شرطین پائی جاوینگی تو تمتع والا ہوگا اور اُسپر ایک بکری کا دم لازم ہی اور اگر بکری میسر نہو تو تین روزے تو دسوین ذی حجہ سے پیشتر متفرق خواہ ایک ساتھ ایام حج مین رکھ لے اور سات روزے اپنے وطن مین جاکر رکھ لے اور اگر حج کے ایام مین تین روزے نہ رکھے ہون یہانتک کہ وطن کو چلا آیا تو دس روزے خواہ اکٹھے یا متفرق وطن مین رکھ لے اور یہی حال ہی اگر قران کا دم میسر نہو لیسے اُسکے عوض بھی دس روزے رکھے اور افضل ان تینون صورتون مین افراد ہی پھر تمتع پھر قران اور حج کے ممنوعات چھ ہین اول کرتہ اور پاجامہ اور موزہ اور عمامہ کا پہننا بلکہ تہمد اور چادر اور نعلین یعنی چپلیان پہننی چاہیین اگر چپلیان نہون تو جوتیان پہنے اور اگر تہمد نہ ملے تو پاجامہ پہنے اور کمر مین پٹکا باندھنے کا اور کجاوہ کے سایہ مین بیٹھنے کا مضایقہ نہین مگر اپنے سر کو ڈھانپنا نہ چاہیے کہ مرد کا احرام سر مین ہی اور عورت کو ہر ایک سیا ہوا لباس پہننا درست ہی بشرطیکہ اپنے منھ کو ایسی چیز سے نہ چھپاوے جو چہرے پر لگے کہ اُسکا احرام اُسکے چہرے مین ہی دوسرے خوشبو لگانا تو چاہیے کہ جس چیز کو عقلا خوشبو جانتے ہون اُس سے پرہیز کرے اگر خوشبو لگاویگا یا سیا لباس پہنیگا تو اُسپر بکری کا دم لازم آویگا تیسرے بال منڈانا اور کترانا اس سے بھی دم لازم آتا ہی اور سرمہ لگانے اور حمام مین جانے اور فصد کھلوانے اور پچھنون سے خون نکلوانے اور کنگھی کرنے کا مضایقہ نہین چوتھے عورت سے ہم بستر ہونا اور یہ صورت اگر ذبح اور حلق سے پیشتر کریگا تو حج جاتا رہیگا اور بدنہ یعنی اونٹ یا گاے یا سات بکریان ذبح کرنی لازم ہونگی اور اگر بعد ذبح اور سر منڈانے کے صحبت کریگا تو بدنہ لازم آویگا اور حج نہ جاویگا پانچوین صحبت کے لوازم مثل بوس وکنار اور بصورت سے عورتون کو ہاتھ لگانا کہ مذی وغیرہ نکل آوے حرام ہی اور اسمین ایک بکری لازم ہی اور اسیطرح ہاتھ سے منی نکالنے کی صورت مین بکری دینی چاہیے اور احرام والے کو اپنا یا غیر کا نکاح کرنا حالت احرام مین حرام ہی اور اسمین دم نہین ہی کیونکہ اسکا نکاح ہوتا ہی نہین چھٹے جنگل کے شکار کا مارنا کہ جسکا گوشت کھایا جاتا ہو یا وہ حلال اور حرام جانور سے پیدا ہوا ہو پس اگر احرام والا شکار مارے تو اُسپر چارپایون مین سے اُسی صورت کا جانور لازم ہوگا جسکو مارا ہو اور تری کا شکار حلال ہی اور اُس مین کچھ بدلا نہین۔

ف [illegible] ۱۲

## دوسری فصل شروع سفر سے لوٹ آنے تک کے اعمال ظاہری کی ترتیب میں اور اسمین دس بیان ہین

**پہلا بیان** نکلنے کے آغاز سے احرام تک کی سنتون کے ذکر مین اور وہ آٹھ باتین ہین **اول** مال سے متعلق ہو کہ ارادہ سفر کے وقت اول توبہ کرے اور جن لوگون کے حق زبردستی لے لیے ہون اُنکو واپس کردے اور قرضخواہون کے قرض چُکا دے اور جن لوگون کا کھانا وغیرہ اپنے ذمہ ہو اُنکا نفقہ پھرنے تک کے ایام کا مہیا کردے اور جو امانت کسی کی ہو وہ اُسکے حوالے کرے اور مال مین سے حلال اور پاکیزہ اُسقدر ساتھ لے کہ جانے اور آنے کو کافی ہو تنگی کی نوبت نہ آوے بلکہ ایسی طرح ہو کہ ضعفا اور فقرا کے ساتھ بھی بشرط گنجایش سلوک کرسکے اور اپنے نکلنے سے پیشتر کچھ خیرات کرے اور اپنے لیے ایک مضبوط جانور مول لے جو کمزور نہو یا کرایہ کرلے مگر کرایہ کی صورت مین مالک جانور سے سب چیزون کا نام لے دیوے جو لادنی منظور ہون خواہ تھوڑی ہون یا بہت تاکہ اُسکی رضامندی حاصل ہو جاوے **دوم** سفر کے رفیق کے متعلق ہو کہ راہ کے لیے ایک ساتھی ایسا تلاش کرے جو نیکبخت اور خیر دوست اور خیر کا مددگار ہو کہ اگر یہ بھولے تو وہ یاد دلاوے اور اگر یہ یاد کرے تو وہ مدد کرے اگر یہ نامردی کرے تو وہ شجاعت دلاوے اگر عاجزی کرے تو قوت دلاوے اگر اسکا دل تنگ ہو تو وہ صبر پر آمادہ کرے پھر اپنے رفیق جو سفر مین نہ جاوین اُنسے اور اپنے بھائیون اور ہمسایون سے رخصت ہو اور اُنکی دعا کا طالب ہو کہ اللہ تعالےٰ اُنکی دعا مین خیر و برکت کرتا ہے اور رخصت ہونے مین سنت یہ ہو کہ کہے استودع اللہ دینک وامانتک وخواتیم عملک اور آنحضرت صلعم مسافر کو یہ الفاظ فرمایا کرتے تھے فی حفظ اللہ وکنفہ زودک اللہ التقویٰ وجنبک الردے وغفر ذنبک ووجہک للخیر اینما توجہت **سوم** گھر سے نکلنے کے متعلق ہو جب نکلنے کا ارادہ کرے تو چاہیے کہ اول دوگانہ نماز پڑھے اول رکعت مین بعد الحمد کے سورہ کافرون اور دوسری مین سورہ اخلاص اور سلام کے بعد اپنے ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالےٰ سے اخلاص کامل اور نیت صادق سے دعا مانگے کہ آلہی تو ہی سفر مین ہمارا ساتھی ہو اور تو ہی ہمارے گھر اور مال اور اولاد اور یارون مین نائب اور محافظ ہو ہمکو اور اُنکو ہر ایک آفت اور مصیبت سے بچانا اور آلہی ہم اس سفر مین تجھ سے نیکی اور پرہیزگاری کی درخواست کرتے ہین اور ایسا عمل ہمسے ہووے جس سے تو راضی ہو الٰہی ہم تجھ سے سوال کرتے ہین کہ زمین کو ہمارے لیے طے کردینا اور سفر کو ہمپر آسان کرنا اور ہمارے سفر مین ہمارے بدن اور ہمارے دین اور مال کی سلامتی نصیب کرنا اور اپنے گھر کی اور اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت تک ہمکو پہونچانا آلہی ہم تجھ سے سفر کی سختی اور بُری طرح لوٹنے اور گھر والون اور مال اور اولاد اور یارون کے بُرے حال مین دیکھنے سے پناہ مانگتے ہین آلہی ہمکو اور اُنکو اپنی حفاظت مین لے اور ہمسے اور اُنسے اپنی نعمت مت چھین اور جو آرام ہمکو اور اُنکو تو نے دے رکھا ہو اُسکو مت بدل **چہارم** جب گھر کے دروازے پر پہونچے تو کہے بسم اللہ توکلت علی اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ رب اعوذ بک ان اضل او اضل او اذل او اذل او ازل او ازل او اظلم او اظلم او اجہل او یجہل علی آلہی مین اکڑ کی راہ سے اور اترانے اور ریا اور شہرت کے لیے نہین نکلا ہون بلکہ تیرے غضب سے خوف کرکے تیری رضا جوئی کے لیے اور تیرے فرض کے ادا کرنے اور تیرے نبی کی سنت کی پیروی کرنے کو اور تیرے دیدار کے شوق مین نکلا ہون۔ اور جب چلے تو یہ دعا پڑھے اللھم بک انتشرت وعلیک توکلت وبک اعتصمت والیک توجہت اللھم انت ثقتی وانت رجائی فاکفنی ما اہمنی وما لا اہتم بہ وما انت اعلم بہ منی عز جارک وجل ثناءک ولا الہ غیرک اللھم زودنی التقوےٰ واغفر لی ذنبی ووجہنی الخیر اینما توجہت اور جس منزل سے چلا کرے اس دعا کو پڑھ لیا

**پنجم** سواری کے باب مین سنت یہ ہی کہ جب سوار ہو تو یون کہے بسم اللہ و باللہ واللہ اکبر توکلت علی اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ماشاء اللہ کان ومالم یشأ لم یکن سبحان الذی سخر لنا ہذا وما کنا لہ مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون اللہم انی وجہت وجہی الیک وفوضت امری کلہ الیک وتوکلت فی جمیع اموری علیک انت حسبی ونعم الوکیل اور جب سواری پر خوب اطمینان سے جم جاوے اور سواری قابو مین ہو جاوے تو سات بار کہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اور کہے الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ اللہم انت الحامل علی الظہر وانت المستعان علی الامور **ششم** اُترنے کے باب مین یہ مسنون ہے کہ جب تک دھوپ تیز نہو جاوے تب تک نہ اُترے اور رہبت سارا رستہ رات کو طے کر لے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ آخر شب مین چلنا اختیار کرو کہ راستہ رات کو طے ہوتا ہے اتنا کہ دن کو نہین ہوتا اور چاہیے کہ رات کو کم سووے تا کہ اس سے رات کے چلنے پر مدد ملے اور جب منزل معلوم ہونے لگے تو کہے اللہم رب السموات السبع وما اظللن ورب الارضین السبع وما اقللن ورب الشیاطین وما اضللن ورب الریاح وما ذرین ورب البحار وما جرین اسئلک خیر ہذا المنزل وخیر اہلہ واعوذ بک من شر ہذا المنزل وشر ما فیہ اصرف عنی شر شرارہم اور جب منزل مین اُترے تو دو رکعتین نماز پڑھے پھر کہے اللہم انی اعوذ بکلمات اللہ التامات التی لا یجاوزہن بر ولا فاجر من شر ما خلق اور جب رات کی تاریکی چھا جاوے تو کہے یا ارض ربی وربک اللہ اعوذ باللہ من شرک وشر ما فیک وشر ما یدب علیک اعوذ باللہ من شر کل اسد واسود وحیۃ وعقرب ومن شر ساکن البلد ووالد وما ولد ولہ ما سکن فی اللیل والنہار وہو السمیع العلیم **ہفتم** حفاظت کے باب مین یہ چاہیے کہ دن کو احتیاط کرے کہ قافلے سے اکیلا ہو کر نہ چلے کیونکہ عجب نہین کہ کوئی مار ڈالے یا راستہ بھول کر قافلے سے علیحدہ پڑ جاوے اور رات کو سوتے وقت ہوشیاری سے رہے اگر اول شب مین سووے تو اپنے ہاتھ پھیلائے اور اگر آخر شب مین سووے تو ہاتھ کو کسی قدر اُٹھا رکھے اور سر کو ہتیلی پر رکھ کر لیٹے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے سفرون مین اسی طرح سویا کرتے تھے کیونکہ اور طرح پر لیٹنے مین بعید نہین کہ گہری نیند آجاوے اور آفتاب نکل آوے اور اُسکو خبر بھی نہو اور نماز کا فوت ہو جانا حج کے ثواب سے افضل ہو جاوے۔ اور رات کو مستحب یہ ہی کہ دو رفیق نوبت بنوبت حفاظت کرین کہ جب ایک سووے تو دوسرا جاگتا رہے اور پہرا دے اس طرح جو کی دینی مسنون ہی پس اگر رات کو یا دن کو کوئی دشمن یا درندہ اُسپر قصد کرے تو چاہیے کہ آیۃ الکرسی اور شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو اور سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھے اور یہ دعا اُسکا ضمیمہ کرے بسم اللہ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ حسبی اللہ توکلت علی اللہ ماشاء اللہ لا یاتی بالخیرات الا اللہ ماشاء اللہ لا یصرف السوء الا اللہ حسبی اللہ وکفی سمع اللہ لمن دعا لیس وراء اللہ منتہی ولا دون اللہ ملجا کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ قوی عزیز تحصنت باللہ العظیم واستغنت بالحی الذی لا یموت اللہم احرسنا بعینک التی لا تنام واکنفنا برکنک الذی

معہ احمد و ترمذی در شمائل بروایت ابو قتادہ ۱۲ مـ اول دعا کے الفاظ اوپر کی دعاؤن مین مذکور ہوئے نہین لاتا ہی بھلائیان مگر اللہ ماشاء اللہ نہین ٹالتا ہی بُرائی کو مگر اللہ خدا مجکو کافی ہی اور کافی رہا ہی سنا اللہ نے اس شخص

لا یرام اللہم ارحمنا بقدرتک علینا فلا نہلک وانت ثقتنا ورجاؤنا اللہم اعطف علینا قلوب عبادک وامائک برافۃ ورحمۃ انک انت ارحم الراحمین **ہشتم** راستہ مین جب کسی اونچی جگہ پر چڑھے تو مستحب ہی کہ تین بار اللہ اکبر کہکر یہ دعا پڑھے اللہم لک الشرف علی کل شرف ولک الحمد علی کل حال اور جب بستی مین اُترے تو سبحان اللہ کہے اور سفر مین اگر وحشت کا خوف دل پر آوے تو یون کہے سبحان اللہ الملک القدوس رب الملائکۃ والروح جللت السموٰت بالعزۃ والجبروت -

## دوسرا بیان میقات سے لے کر مکہ مین داخل ہونے تک احرام کے آداب مین اور وہ پانچ باتین ہین

اول یہ کہ جب میقات پر پہونچے یعنے اُس مشہور جگہ پر جہان سے کہ لوگ احرام باندھتے ہین تو احرام کی نیت سے غسل کرے اور بدن کو خوب صاف کرے اور سر اور داڑھی مین کنگھی کرے اور ناخن ترشواوے اور موچھین کتراوے اور جو صفائی کی باتین ہم طہارت مین لکھ آئے ہین وہ سب اچھی طرح بجا لاوے دوم یہ کہ سیے ہوے کپڑے اُتار ڈالے اور احرام کے دو کپڑے پہنے اس طرح کہ ایک سفید کپڑے کا تہ بند کرے اور دوسرے کو چادر کہ سفید کپڑا خدائے تعالےٰ کے نزدیک سب کپڑون سے بہتر اور محبوب ہی اور اپنے کپڑون اور بدن مین خوشبو لگاوے اور اسکا کچھ مضائقہ نہین کہ احرام کے بعد اس خوشبو کا جرم رہ جاوے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ مین مشک کی چمک جسکو آپ نے احرام سے پیشتر لگایا تھا بعد احرام کے لوگون نے دیکھی ہی سوم یہ کہ بعد کپڑے پہننے کے اتنا صبر کرے کہ اگر سوار ہو تو سواری اُٹھ کھڑی ہو یا پیادہ ہو تو چلنا شروع کرے اسوقت احرام کی نیت کرے کہ حج کے لیے ہی یا عمرہ کے لیے قران ہی یا افراد جسطرح منظور ہو وہ نیت کرلے اور احرام ہو جانے کے لیے صرف دل سے ارادہ کافی ہی مگر مسنون یہ ہی کہ نیت مین لفظ لبیک بھی اضافہ کرے اور زبان سے یہ کہے لبیک اللہم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک اور اگر زیادہ کہنا ہو تو یون کہے لبیک وسعدیک والخیر کلہ بیدیک والرغباء الیک لبیک بحجۃ حقا تعبدا ورقا اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد **چہارم** جب احرام لبیک کہنے سے منعقد ہو چکے تو مستحب ہی کہ یہ کہے اللہم انی ارید الحج فیسرہ لی واعنی علی اداء فرضہ وتقبلہ منی اللہم انی نویت اداء فریضتک فی الحج فاجعلنی من الذین استجابوا لک وامنوا بوعدک واتبعوا امرک واجعلنی من وفدک الذین رضیت عنہم وارتضیت وقبلت منہم اللہم فیسر لی اداء ما نویت من الحج اللہم قد احرم لک لحمی وشعری ودمی وعصبی ومخی وعظامی وحرمت علی نفسی النساء والطیب ولبس المخیط ابتغاء وجہک والدار الآخرۃ اور احرام کے وقت سے اُسپر وہ چھُون باتین جنکو ہم ممنوعات حج مین اوپر ذکر کر چکے ہین حرام ہو گئین **پنجم** احرام کے قائم رہنے کے لیے از سر نو لبیک کہنا مستحب ہی خصوصاً رفیقون سے ملاقات کے وقت اور لوگون کے اجتماع کے وقت اور چڑھائی اور اُترنے کے وقت اور سوار ہونے اور سواری سے نیچے آنے کے وقت پکار کر لبیک کہنا چاہیے اسطرح کہ نہ گلا پڑے نہ سانس رُکے کیونکہ بہرے اور غائب کو تو پکارتا نہین ہی کہ حاجت اتنے چلانے کی ہو چنانچہ حدیث مین بھی یہ مضمون وارد ہی - اور مسجد حرام اور مسجد خیف اور مسجد میقات مین لبیک کو بلند آواز سے کہنے کا مضائقہ نہین کہ یہ تینون مسجدین ارکان حج کی جگہ ہین مگر اُنکے سوا اور مسجدون مین بدون آواز کے بلند کرنے کے لبیک کہنے کا مضائقہ نہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی چیز تعجب مین ڈالتی تو فرماتے لبیک ان العیش عیش الآخرۃ -

## تیسرا بیان مکہ معظمہ مین داخل ہونے کے آداب مین طواف تک اور وہ چھ امور ہین۔

اول یہ کہ مکہ مین داخل ہونے کے لیے ذی طوی مین غسل کرے اور غسل مستحب مسنون حج مین نو ہین پہلا احرام کے لیے میقات پر دوسرا مکہ مین جانے کو تیسرا طواف قدوم کے لیے چوتھا عرفات مین ٹھہرنے کو پانچوان مزدلفہ مین ٹھہرنے کو چھٹا طواف الزیارۃ کو پھر تین غسل تینون جمرات کے کنکر مین مارنے کے لیے ہین اور جمرۂ عقبہ کی کنکریون کے لیے غسل نہین پھر طواف وداع کے لیے اور امام شافعی نے مذہب جدید مین طواف الزیارۃ اور طواف وداع کے لیے غسل نہین تجویز فرمایا تو اس صورت مین سات ہی غسل رہتے ہین۔ مترجم کہتا ہے کہ غسل شمار مین دس ہوتے ہین غالباً رمی جمار کے جو تین غسل لکھے ہین وہان دو کی جگہ تین لکھے گئے ہین دوم یہ کہ مکہ کے باہر جب حد حرم مین داخل ہو تو یون کہے اللھم ہذا حرمک وامنک فحرم لحمی ودمی وبشری علی النار وآمنی من عذابک یوم تبعث عبادک واجعلنی من اولیائک واہل طاعتک سوم یہ کہ مکہ مین کدا کی گھاٹی سے پانی کے سیل کی طرف جاوے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے راستہ کا بیچ چھوڑ کر اسی راہ کو اختیار فرمایا تھا اسلیے آپ کا اقتدا اس باب مین کرنا بہتر ہے۔ اور جب مکے سے نکلے تو کدی بضم کاف کی گھاٹی سے نکلے یہ گھاٹی کچھ پست ہے اور پہلی اونچی ہے چہارم جب مکہ مین داخل ہو اور بنی حجج کی ردم پر پہونچ جاوے تو اسوقت اسکی نگاہ کعبہ پر پڑیگی اسوقت یہ کہنا چاہیے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللھم انت السلام ومنک السلام ودارک دار السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام اللھم ان ہذا بیتک عظمتہ وکرمتہ وشرفتہ اللھم فزدہ تعظیما وزدہ تشریفا وتکریما وزدہ مہابۃ وزد من حجہ برا وکرامۃ اللھم افتح لی ابواب رحمتک وادخلنی جنتک واعذنی من الشیطان الرجیم پنجم جب مسجد حرام مین داخل ہو تو بنی شیبہ کے دروازے سے جاوے اور یون کہے بسم اللہ وباللہ ومن اللہ والی اللہ وفی سبیل اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جب کعبہ شریفہ سے قریب ہو تو کہے الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اللھم صل علی محمد عبدک ورسولک وعلی ابراہیم خلیلک وعلی جمیع انبیائک ورسلک اور ہاتھ اٹھا کر یہ کہے اللھم انی اسالک فی مقامی ہذا فی اول مناسکی ان تقبل توبتی وتجاوز عن خطیئتی وتضع عنی وزری الحمد للہ الذی بلغنی بیتہ الحرام الذی جعلہ مثابۃ للناس وامنا وجعلہ مبارکا وہدی للعالمین اللھم انی عبدک والبلد بلدک والحرام حرمک والبیت بیتک جئت اطلب رحمتک واسالک مسئلۃ المضطر الخائف من عقوبتک الراجی لرحمتک الطالب مرضاتک ششم یہ کہ بعد اسکے حجر اسود کے پاس جا کر اسکو اپنے ہاتھ سے چھو دے اور بوسہ دیکر یہ کہے اللھم امانتی ادیتہا ومیثاقی وفیتہ اشہد لی بالموافاۃ اور اگر بوسہ دینا نہو سکے تو اسکے سامنے کھڑا ہو کر یہی دعا پڑھ لے پھر طواف کے سوا اور کسی چیز کی طرف میل نہ کرے اور اس طواف کا نام طواف القدوم ہے اور اگر لوگ فرض نماز پڑھتے ہون تو اپنے آپ بھی جماعت مین شریک ہو جاوے پھر طواف کرے

## چوتھا بیان طواف کے ذکر مین جب آدمی طواف قدوم یا اور کوئی طواف شروع کیا چاہے تو چاہیے کہ چھ امور کا لحاظ رکھے۔

اول یہ کہ نماز کی شرطون کی رعایت کرے کہ بے وضو نہو اور کپڑا اور بدن اور طواف کی جگہ پاک ہون اور برہنگی کو ڈھانپے اسلیے کہ خانۂ کعبہ کا طواف بھی نماز ہی ہے مگر خدا تعالے نے اسکے بیچ مین گفتگو کرنی مباح فرمادی ہے اور ابتداے طواف کے پیشتر اضطباع کر لینا چاہیے اسکی صورت یہ ہے کہ

[illegible]

سم تجھ سے درخواست کرتا ہون ۱۲ سم الٰہی مین نے اپنی امانت ادا کی اور اپنے عہد کو پورا کیا تو اس پورا کرنے کا گواہ رہیو ۱۲

۳ اس من پر ۱۲ الٰہی مین تجھ سے سوال کرتا ہون اپنے اس مقام مین اپنے ابتدائے ارکان حج مین کہ تو میری توبہ قبول کر اور میری خطا سے درگذر اور مجھ سے گناہون کا بار اتار دے شکر ہے اللہ کا جسنے مجکو اپنے حرمت والے گھر مین پہونچایا جسکو لوگون کے اجتماع کی جگہ اور پناہ بنایا اور اسکو لوگون کے واسطے برکت والا اور ہدایت نیک کیا الٰہی مین تیرا بندہ ہون اور یہ شہر تیرا شہر ہے اور حرم تیرا حرم ہے اور گھر تیرا گھر ہے مین تجھ سے تیری رحمت مانگنے آیا ہون اور مضطر اور تیرے عذاب سے خوف زدہ اور تیری رحمت کے امیدوار اور تیری رضا کے خواہان شخص کی طرح ۱۲

اپنی چادر کا بیچ داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر دونون پلے بائین مونڈھے پر کرے اس صورت مین ایک کنارہ تو پشت پر لٹکیگا
اور ایک چھاتی پر اور ابتدا ے طواف کے وقت سے لبّیک کہنا موقوف کردے اور طواف مین دو دعائین پڑھے جنکو ہم لکھتے ہین
دوم یہ کہ جب اضطباع سے فارغ ہو چکے تو خانہ کعبہ کو بائین طرف کرے اور حجر اسود کے پاس تھوڑا سا اُس سے ہٹ کر کھڑا
ہو تاکہ شروع طواف مین سارا بدن حجر اسود کے مقابل کو گذر جاوے اور چاہیے کہ اپنے درمیان اور کعبہ شریفہ کے درمیان مین تین
قدم کی مقدار فاصلہ چھوڑ دے تاکہ خانہ کعبہ کے قریب بھی رہے کہ افضل ہی اور شاذروان پر طواف بھی نہو کہ وہ خانہ کعبہ مین سے
ہی اور حجر اسود کے پاس شاذروان زمین سے ملی ہوئی ہی اُسمین دھوکا پڑ جاتا ہی جو اُسکے اوپر کو طواف کرتا ہی اُسکا طواف درست
نہین کیونکہ وہ گویا اندر کعبہ کے طواف کرتا ہی اور حکم اُسکے گرد باہر طواف کرنے کا ہی واضح ہو کہ شاذروان دیوار کعبہ کا عرض ہی
کہ نیو کے پاس سے چوڑا ہی پھر زمین سے اوپر دیوار جو بنائی گئی ہی تو کچھ عرض چھوڑ دیا گیا ہی اُس چھوٹے ہوئے عرض کو شاذروان
کہتے ہین اُسپر طواف نہ کرنا چاہیے غرض کہ بموجب مذکورۂ بالا حجر اسود کے پاس سے طواف شروع کرے سوم یہ کہ ابتداے طواف
مین کہ حجر اسود سے ابھی نہ بڑھا ہو یہ کہے بسم اللہ واللہ اکبر اللہم ایمانا بک وتصدیقا بکتابک ووفاء بعہدک واتباعا لسنۃ نبیک
محمد صلے اللہ علیہ وسلم پھر طواف کرے اور حجر اسود سے بڑھتے ہی خانہ کعبہ کے مقابل پہونچے گا اُسوقت یہ کہے اللہم ہذا البیت
بیتک وہذا الحرم حرمک وہذا الامن امنک وہذا مقام العائذ بک من النار اور مقام کے ذکر کے وقت آنکھ سے مقام ابراہیم
علیہ السلام کی طرف اشارہ کردے اللہم ان بیتک عظیم ووجہک کریم وانت ارحم الراحمین فاعذنی من النار ومن الشیطان
الرجیم وحرم لحمی ودمی علے النار وامنی من اہوال یوم القیمۃ واکفنی مؤنۃ الدنیا والآخرۃ پھر سبحان اللہ اور الحمد للہ کہے یہانتک
کہ رکن عراقی پر پہونچ جاوے اور اُسوقت یون کہے اللہم انی اعوذ بک من الشرک والشک والکفر والنفاق والشقاق وسوء الاخلاق
وسوء المنظر فے الاہل والمال والولد اور جب میزاب پر پہونچے تو کہے اللہم اظلنا تحت عرشک یوم لا ظل الا ظل عرشک اللہم اسقنی
بکاس محمد صلے اللہ علیہ وسلم شربۃ لا اظما بعدہا ابدا اور جب رکن شامی کے مقابل پہونچے تو کہے اللہم اجعلہ حجا مبرورا وسعیا مشکورا وذنبا
مغفورا وتجارۃ لن تبور یا عزیز یا غفور رب اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم انک انت الاعز الاکرم اور جب رکن یمانی کے مقابل ہو تو کہے
اللہم انی اعوذ بک من الکفر واعوذ بک من الفقر ومن عذاب القبر ومن فتنۃ المحیا والممات واعوذ بک من الخزی فے الدنیا والآخرۃ
اور رکن یمانی اور حجر اسود کے بیچ مین یہ کہے اللہم ربنا اتنا فے الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ برحمتک عذاب القبر وقنا عذاب النار اور جب
حجر اسود پر پہونچ جاوے تو کہے اللہم اغفر لے برحمتک اعوذ برب ہذا الحجر من الدین والفقر وضیق الصدر وعذاب القبر اور اسوقت
ایک پھیرا پورا ہوا اسیطرح سات پھیرے کرے اور ہر پھیرے مین یہ دعائین مانگے چہارم یہ کہ پہلے تین پھیرون مین رمل کرے اور

باقی چار مین عادت کے موافق چلے اور رمل کے معنے یہ ہین کہ چلنے مین جلدی کرے اور قدم پاس پاس رکھے اور رمل کی چال دوڑنے سے کم ہوتی ہی اور معمولی طور پر چلنے سے زیادہ ہوتی ہی اور مقصود اضطباع اور رمل سے بیخوف ہونا اور جوانمردی کا ظاہر کرنا ہی اور یہ امر پہلے اسلیے مقرر ہوا تھا کہ کفار اب امید نہ رکھین۔ اور بعد کو یہ سنت[17] جاری ہو گئی اور رمل خانہ کعبہ کے قرب مین افضل ہی لیکن اگر ازدحام کی جہت قرب مین میسر نہو تو فاصلہ سے رمل کرنا بہتر ہی یعنے مطاف کے کنارے پر پہونچ کر رمل کرلے اور تین پھیرے رمل کے ساتھ کرکے خانہ کعبہ کے قریب ازدحام مین ملجاوے اور چار پھیرے معمولی رفتار سے ادا کرے اور اگر حجر اسود کا بوسہ ہر پھیرے مین ممکن ہو تو بہتر ہی اور اگر ازدحام کی وجہ سے نہو سکے تو اپنے ہاتھ سے اشارہ حجر اسود کی طرف کرکے ہاتھ کو بوسہ دے لے اسی طرح رکن یمانی کا بوسہ دینا مستحب ہی اور مروی[خ] ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رکن یمانی کو بوسہ دیتے اور اپنا رخسار مبارک اُسپر رکھتے۔ اور جو شخص بوسہ دینے مین صرف حجر اسود پر اکتفا کرے اور رکن یمانی کو صرف ہاتھ سے چھووے تو یہ صورت بہتر ہی کیونکہ اسکی روایت زیادہ مشہور ہی **پنجم** جب طواف کے ساتون پھیرے ختم ہو چکین تو ملتزم پر آوے یعنے حجر اسود اور دروازہ کعبہ کے درمیان مین کہ یہ مقام دعا کے قبول ہونے کا ہی یہان دیوار سے چمٹ جاوے اور پردون کو پکڑے اور اپنا پیٹ دیوار سے اور دہنا رخسار دیوار پر رکھے اور اپنے ہاتھ اور ہتھیلیان اسپر پھیلاوے اور یون کہے یارب البیت العتیق اعتق رقبتے من النار واعذنی من الشیطان الرجیم واعذنی من کل سوء وقنعنی بما رزقتنی وبارک لی فیما آتیتنی اللہم ان ہذا البیت بیتک والعبد عبدک وہذا مقام العائذ بک من النار اللہم اجعلنی من اکرم وفدک علیک پھر اس مقام پر بہت سی خدا تعالے کی تعریف کرے اور آنحضرت اور تمام انبیا صلے اللہ علیہ وسلم پر بہت درود بھیجے اور اپنے مطالب خاص کے لیے دعا مانگے اور گناہون سے مغفرت کی درخواست کرے بعض اکابر سلف اس مقام پر اپنے خادمون سے کہتے کہ میرے پاس سے علحدہ ہو جاؤ تاکہ مین اپنے پروردگار کے سامنے اپنے گناہون کا اقرار کرون **ششم** یہ کہ جب ملتزم سے فارغ ہو تو چاہیے کہ مقام ابراہیم کے پیچھے دوگانہ نماز پڑھے پہلی مین قل یا ایہا الکافرون اور دوسری مین قل ہو اللہ اور یہ دوگانہ طواف کا ہی زہری نے کہا ہی کہ سنت[خ] ہمیشہ سے یون ہی کہ ہر سات پھیرون پر دوگانہ پڑھے اور اگر بہت سے طواف کیے اور سب کے بعد دو رکعتین پڑھ لے تب بھی جائز ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا[ع] ہی اور سات پھیرے مل کر ایک طواف ہوتا ہی اور طواف کے دوگانہ کے بعد یہ دعا پڑھے[عه] اللہم یسر لی الیسری وجنبنی العسری واغفر لی فی الآخرۃ والاولی اللہم اعصمنی بالطافک حتی لا اعصیک واعنی علی طاعتک بتوفیقک وجنبنی معاصیک واجعلنی ممن یحبک ویحب ملائکتک ورسلک ویحب عبادک الصالحین اللہم حببنی الی ملائکتک ورسلک والی عبادک الصالحین اللہم فکما ہدیتنی الی الاسلام فثبتنی علیہ بالطافک وولایتک واستعملنی طاعتک وطاعۃ رسولک واجرنی من معضلات الفتن پھر حجر اسود پر دوبارہ آوے اور اسکو بوسہ دے کر طواف کو ختم کرے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[ع] ہی کہ جو کوئی خانہ کعبہ کا طواف سات پھیرے کرے اور دو رکعت نماز پڑھے تو ایسا ثواب ہی کہ جیسا بردہ کے آزاد کرنے کا ہوتا ہی۔ صورت طواف کرنے کی یہ تھی جو مذکور ہوئی اس سب مین شروط نماز کے بعد واجب یہ ہی کہ شمار پھیرون کے سارے کعبہ کے گرد سات پورے کردے اور شروع حجر اسود سے کرے اور خانہ کو بائین ہاتھ

رکھے اور طواف مسجد کے اندر اور خانۂ کعبہ کے باہر کرے کہ نہ شاذروان کے اوپر ہو اور نہ حطیم کے اندر کو اور سب پھیرے پیہم کرے اُنمین جدائی معمولی سے زیادہ نہ کرے اور اُسکے سوا اور امور سنت اور مستحب ہین۔

**پانچوان بیان** صفا اور مروہ کے درمیان مین سعی کے ذکر مین جب طواف سے فارغ ہو چکے تو باب الصفا سے نکلا اور یہ دروازہ کعبہ کی اُس دیوار کی سیدھ مین ہی جو رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان ہی پس جب اس دروازہ سے باہر نکلا اور صفا پر پہونچے جو ایک پہاڑ ہی تو اُسکے چند زینون پر چڑھے کہ قدم آدم پہاڑ مذکور کے نیچے نے ہیے ہین آنحضرت صلعم اُبر اتنا چڑھتے تھے کہ آپ کو کعبہ شریف نظر آنے لگا تھا اور شروع سعی کا کوہ صفا کی جڑ سے کافی ہی اور اتنا چڑھنا مستحب ہی لیکن چونکہ بعض سیڑھیان نئی بن گئی ہین تو چاہیے کہ اُنکو اپنے پیچھے نہ چھوڑے اسلیے کہ اُسقدر جگہ سعی مین رہ جائیگی اور سعی کامل نہوگی مترجم کہتا ہی کہ اب کوہ صفا کی جڑ مین اتنی مٹی زیادہ ہو گئی ہی کہ جڑ مین سے بھی کعبہ نظر آتا ہی اور ایک دو سیڑھیون پر چڑھنے سے بھی پس اب احتمال سعی کے ناقص رہنے کا نہین ہی اگر سیڑھیون پر نہ چڑھے۔ غرضکہ ابتداے سعی صفا سے کرکے اُسکے اور صفا کے درمیان مین سات بار سعی کرے اور صفا پر چڑھنے کے وقت کعبہ کی طرف کو منھ کر کے کہے اللہ اکبر اللہ اکبر الحمد للہ علی ما ہدانا الحمد للہ بمحامدہ کلہا علی جمیع نعمہ کلہا لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت بیدہ الخیر وہو علی کل شی قدیر لا الہ الا اللہ وحدہ صدق وعدہ ونصر عبدہ واعز جندہ وہزم الاحزاب وحدہ لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین الحمد للہ رب العالمین فسبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون ولہ الحمد فی السموات والارض وعشیا وحین تظہرون یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ویحیی الارض بعد موتہا وکذلک تخرجون ومن آیاتہ ان خلقکم من تراب ثم اذا انتم بشر تنتشرون اللہم انی اسالک ایمانا دائما ویقینا صادقا وعلما نافعا وقلبا خاشعا ولسانا ذاکرا واسالک العفو والعافیۃ والمعافاۃ الدائمۃ فی الدنیا والآخرۃ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور اللہ جل شانہ سے اس دعا کے بعد جو چاہے دعا مانگے پھر اُتر کر سعی شروع کرے اور یہ کہتا جاوے رب اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم انک انت الاعز الاکرم اللہم آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار اور نرمی کے ساتھ چلے یہانتک کہ سبز میل تک پہنچ جاوے اور یہ میل صفا سے اُترتے ہی ملتا ہی اور مسجد حرام کے کونے پر ہی جبکہ اُسمین اور میل کی سیدھ آنے مین چھ ہاتھ کا فاصلہ رہے جلد چلنا شروع کرے یعنی رمل کی سی چال چلے یہانتک کہ دوسرے میل سبز تک پہونچ جاوے پھر وہان سے نرم چلنا شروع کرے جب مروہ پر پہونچے تو اُسکے زینون پر چڑھے جیسا صفا پر چڑھا تھا اور وہی دعا مانگے جو صفا پر مانگی تھی یہ ایک بار سعی ہوئی اور جب صفا پر دوسری بار آویگا تو دو بار ہوگی اسی طرح سات بار سعی کرے کہ ہر سعی مین سبز میلون کے درمیان مین رمل کرے اور آہستہ چلنے کی جگہ مین آہستہ چلے جیسا اوپر ذکر ہوا اور ہر بار صفا اور مروہ پر چڑھے جب سعی سے فارغ ہو جاوے تو اب طواف قدوم اور سعی سے فارغ ہو گیا اور یہ دونون باتین سنت ہین اور سعی کے لیے پاک ہونا مستحب ہی واجب نہین بخلاف طواف کے کہ اُسمین پاک ہونا واجب ہی اور جب سعی کر چکے تو چاہیے کہ عرفات مین کھڑا ہونے کے بعد پھر سعی دوبارہ نہ کرے بلکہ اسی سعی کو کہ کر چکا ہی رکن ہونے کو کافی سمجھے اسلیے کہ سعی کی شرط یہ نہین کہ وقوف عرفہ کے بعد ہو بلکہ طواف زیارت مین قید بعد وقوف کے ہی ہان سعی مین یہ قید ہی کہ طواف کے بعد ہو خواہ کسیطرح کا طواف کیون نہو۔

**چھٹا بیان** عرفات کے ٹھہرنے کے ذکر مین اور جو امور اُس سے پہلے چاہیین اُنکی کیفیت مین حاجی جسصورت مین کہ عرفہ کے روز عرفات پر پہونچ جاوے تو طواف قدوم اور مکہ مین جانے کے لیے وقوف سے پہلے تیاری نہ کرے بلکہ اول عرفات مین ٹھہرنے کو اختیار کرے ہان اگر عرفہ سے کچھ دنون پیشتر پہونچے تب مکہ مین داخل ہو کر طواف قدوم کرے اور ساتوین ذی حجہ تک احرام باندھے ہوے مکہ مین ٹھہرا رہے پھر امام اُسی تاریخ مین ظہر کے بعد کعبہ شریفہ کے پاس خطبہ پڑھے اور لوگون کو حکم دے کہ آٹھوین تاریخ منے کے جانے کی تیاری کرین اور رات کو وہان رہین اور نوین کی صبح کو وہان سے عرفات

آکر جاوین کہ بعد زوال کے وقوف عرفہ کا فرض ادا کرین کیونکہ وقوف کا وقت نوین کی زوال سے دسوین کی صبح صادق ہونے تک ہی بس چاہیے کہ منی کو لبیک کہتا ہوا نکلے اور مستحب یہ ہی کہ مکہ سے ارکان حج کے لیے تمامی حج تک اگر قدرت ہو تو پیادہ چلے اور مسجد ابراہیم علیہ السلام سے وقوف کی جگہ تک پیادہ چلنے کی بہت تاکید ہی اور افضل ہی پس جب منی مین پہونچے تو کہے اللہم ہذا منی فامنن علی بما مننت بہ علی اولیائک واہل طاعتک اور نوین رات کو منی مین رہے اور یہ مقام منزل اور رات کے رہنے کا ہی کوئی فعل حج اُسوقت مین اُس سے متعلق نہین جب عرفہ کی صبح ہووے تو فجر کی نماز پڑھے اور جب کوہ ثبیر پر آفتاب نکلے تو عرفات کو یہ کہتا ہوا چلے اللہم اجعلنا خیر غدوۃ غدوتہا قط واقربہا من رضوانک وابعدہا من سخطک اللہم الیک غدوت وایاک رجوت وعلیک اعتمدت ووجہک اردت فاجعلنی ممن تباہی بہ الیوم من ہو خیر منی وافضل اور جب عرفات مین آوے تو اپنا خیمہ نمرہ مین جو مسجد کے قریب ہی کھڑا کرے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا خیمہ اُسی جگہ کھڑا کیا تھا اور نمرہ بطن عرنہ کا نام ہی جو موقف اور عرفہ کے اسطرف ہی اور وقوف کے لیے غسل کر ے اور جب آفتاب ڈھل جاوے تو امام ایک خطبہ مختصر پڑھ کر بیٹھ جاوے اور پھر دوسرا خطبہ شروع کرے اور موذن اذان دینے لگے اور اذان مین تکبیر ملاوے اور تکبیر کے ختم ہونے پر امام بھی فارغ ہو جاوے پھر ظہر اور عصر ایک اذان اور دو تکبیرون سے پڑھے اور نماز کو قصر کرے بعد نماز کے موقف مین جاوے اور عرفات مین ٹھہرے اور عرنہ کے وادی مین نہ ٹھہرے اور مسجد ابراہیم کا اگلا حصہ تو عرنہ مین ہی اور پچھلا عرفات مین تو جو کوئی اگلے حصہ مین ٹھہر رہیگا اُسکو عرفات پر ٹھہرنا میسر نہوگا اور عرفات کی جگہ مسجد مین اُن بڑے پتھرون سے معلوم ہوتی ہی جو وہان بچھا دیے گئے ہین اور افضل یہ ہی کہ امام کے قریب پتھرون کے پاس قبلہ رخ سوار ہو کر ٹھہرے اور تحمید اور تسبیح اور تہلیل اور خدا تعالی کی تعریف اور دعا اور توبہ بہت سی کرے اور اس روز مین روزہ نہ رکھے تاکہ تمام روز دعا پڑھنے پر قادر رہے اور عرفہ کے روز لبیک کہنا موقوف نہ کرے بلکہ مستحب یہ ہی کہ کبھی لبیک کہے اور کبھی دعا پر جھکے اور چاہیے کہ عرفات کی طرف سے بدون آفتاب کے ڈوبے ہوے نہ چلے تاکہ رات اور دن عرفات ہی مین اکٹھی کرلے اور ایک یہ فائدہ ہی کہ اگر چاند مین غلطی ہو گئی ہوگی تو دوسرے روز کی شب مین ایک ساعت ٹھہرنا ہو سکیگا غرضکہ احتیاط اسی کی مقتضی ہی اور حج کے فوت ہونے سے بھی مامون رہیگا اور جس شخص کو دسوین کی صبح تک ٹھہرنا نصیب نہوا اُسکا حج جاتا رہا اُسکو چاہیے کہ عمرہ کے اعمال کرکے احرام سے حلال ہو جاوے پھر ایک دم حج کے جلانے کے لیے دے اور دوسرے برس مین اُس حج کی قضا کرے اور اُس روز مین سب سے زیادہ ہمت دعا مین کرے کہ اس جیسی جگہ اور ایسے مجمع مین دعاؤن کے مقبول ہونے کی توقع ہی اور جو دعا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابر سلف سے عرفہ کے روز منقول ہی اسکا مانگنا بہتر ہی تو یون دعا مانگنی چاہیے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وہو حی لا یموت بیدہ الخیر وہو علی کل شئ قدیر اللہم اجعل فی قلبی نورا وفی سمعی نورا وفی بصری نورا وفی لسانی نورا اللہم اشرح لی صدری ویسر لی امری اللہم رب الحمد لک الحمد کما نقول وخیر مما نقول لک صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی والیک مابی والیک ثوابی اللہم انی اعوذ بک من وساوس الصدر وشتات الامر وعذاب القبر

اللھم انی اعوذبک من شر ما یلج فی اللیل وشر ما یلج فی النھار ومن شر ما تھب بہ الریاح ومن شر بوائق الدھر اللھم انی اعوذبک من تحول عافیتک
وفجاءۃ نقمتک وجمیع سخطک اللھم اھدنی بالھدی واغفرلی فی الاٰخرۃ والاولی یاخیر مقصود واسنی منزول بہ واکرم مسئول مالدیہ اعطنی العشیۃ افضل
ما اعطیت احدا من خلقک وحجاج بیتک یاارحم الراحمین اللھم یارافع الدرجات ومنزل البرکات ویافاطر الارضین والسموات ضجت الیک
الاصوات بصنوف اللغات فسالک الحاجات وحاجتی ان لاتنسانی فی دار البلاء اذا نسینی اھل الدنیا اللھم انک تسمع کلامی وتریٰ مکانی و
تعلم سری وعلانیتی ولایخفی علیک شئ من امری انا البائس الفقیر المستغیث المستجیر الوجل المشفق المعترف بذنبہ اسالک مسئلۃ المسکین وابتھل
الیک ابتھال المذنب الذلیل وادعوک دعاء الخائف الضریر دعاء من خضعت لک رقبتہ وفاضت لک عبرتہ وذل لک جسدہ ورغم
لک انفہ اللھم لاتجعلنی بدعائک رب شقیا وکن بی رؤفا رحیما یاخیر المسئولین واکرم المعطین الٰھی من مدح لک نفسہ فانی لائم نفسی الٰھی اخرست
المعاصی لسانی فمالی وسیلۃ من عملی ولاشفیع سوی الامل الٰھی انی اعلم ان ذنوبی لم تبق لی عندک جاھا ولا للاعتذار وجھا ولکنک اکرم الاکرمین الٰھی ان لم اکن
اھلا ان ابلغ رحمتک فان رحمتک اھل ان تبلغنی ورحمتک وسعت کل شئ وانا شئ الٰھی ان ذنوبی وان کانت عظاما ولکنھا صغار فی جنب عفوک
فاغفرھالی یاکریم الٰھی انت انت وانا انا العواد الی الذنوب وانت العواد الی المغفرۃ الٰھی ان کنت لاترحم الا اھل طاعتک فالی
من یفزع المذنبون الٰھی تجنبت عن طاعتک عمدا وتوجھت الی معصیتک قصدا فسبحانک ما اعظم حجتک علی واکرم عفوک عنی فبوجوب حجتک علی
وانقطاع حجتی عنک وفقری الیک وغناک عنی الاغفرت لی یاخیر من دعاہ داع وافضل من رجاہ راج بحرمۃ الاسلام وبذمۃ محمد علیہ السلام اتوسل
الیک فاغفرلی جمیع ذنوبی واصرفنی عن موقفی ھذا مقضی الحوائج وھب لی ماسالت وحقق رجائی فیما تمنیت الٰھی دعوتک بالدعاء الذی علمتنیہ فلا
تحرمنی الرجاء الذی عرفتنیہ الٰھی ما انت صانع العشیۃ بعبد مقر لک بذنبہ خاشع لک بذلتہ مسکین بجرمہ متضرع الیک من عملہ تائب الیک من
اقترافہ مستغفر لک من ظلمہ مبتھل الیک فی العفو عنہ طالب ایاک فی نجاح حوائجہ راج الیک فی موقفہ مع کثرۃ ذنوبہ فیا ملجا کل حی وولی کل مؤمن
من احسن فبرحمتک یفوز ومن اخطا فبخطیئتہ یھلک اللھم الیک خرجنا وبفنائک انخنا وایاک املنا وما عندک طلبنا ولاحسانک تعرضنا ورحمتک
رجونا ومن عذابک اشفقنا والیک باثقال الذنوب ھربنا ولبیتک الحرام حججنا یامن یملک حوائج السائلین ویعلم ضمائر الصامتین یامن لیس معہ رب یدعیٰ
ویامن لیس فوقہ خالق یخشیٰ ویامن لیس لہ وزیر یؤتی ولاحاجب یرشی یامن لایزداد علی کثرۃ السوال الاجودا وکرما وعلی کثرۃ الحوائج الاتفضلا واحسانا

[illegible]

اور اے وہ شخص کہ نہ اسکا کوئی وزیر نہیں جسکے پاس جاویں اور نہ اسکا کوئی دربان جسکو کچھ رشوت دیں اے وہ شخص کہ سوال کی کثرت پر تیرا جود و کرم ہی زیادہ ہوتا ہے اور حاجتوں کی کثرت پر تیرا فضل و احسان ہی بڑھتا ہے۔

[illegible]

اللھم انک جعلت لکل ضیف قری ونحن اضیافک فاجعل قرانا منک الجنۃ اللھم ان لکل وفد جائزۃ ولکل زائر کرامۃ ولکل سائل عطیۃ ولکل راج ثوابا ولکل ملتمس لما عندک جزاء ولکل مسترحم عندک رحمۃ ولکل راغب الیک زلفی ولکل متوسل الیک عفوا وقد وفدنا الی بیتک الحرام ووقفنا بھذہ المشاعر العظام وشھدنا ھذہ المشاھد الکرام رجاء لما عندک فلا تخیب رجاءنا الھنا تابعت النعم حتی اطمانت النفس بتتابع نعمک واظھرت العبر حتی نطقت الصوامت بحجتک وظاھرت المنن حتی اعترف اولیاؤک بالتقصیر عن حقک واظھرت الآیات حتی افصحت السموات والارضون بادلتک وقھرت بقدرتک حتی خضع کل شیء لعزتک وعنت الوجوہ لعظمتک اذا اساء عبادک حلمت وامھلت وان احسنوا تفضلت وقبلت وان عصوا سترت وان اذنبوا عفوت وغفرت واذا دعونا واذا نادینا سمعت واذا اقبلنا الیک قربت واذا ولینا عنک دعوت الھنا انک قلت فی کتابک المبین لمحمد خاتم النبیین قل للذین کفروا ان ینتھوا یغفر لھم ما قد سلف فارضاک عنھم الاقرار بکلمۃ التوحید بعد الجحود وانا نشھد لک بالتوحید مخبتین ولمحمد بالرسالۃ مخلصین فاغفر لنا بھذہ الشھادۃ سوالف الاجرام ولا تجعل حظنا فیہ انقص من حظ من دخل فی الاسلام الھنا انک احببت التقرب الیک بعتق ما ملکت ایماننا ونحن عبیدک وانت اولی بالتفضل فاعتقنا وانک امرتنا ان نتصدق علی فقرائنا ونحن فقراؤک وانت احق بالتطول فتصدق علینا ووصیتنا بالعفو عن ظلمنا وقد ظلمنا انفسنا وانت احق بالکرم فاعف عنا ربنا اغفر لنا وارحمنا انت مولانا ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا برحمتک من عذاب النار۔ اور دعاے خضر علیہ السلام بھی کثرت سے پڑھتا رہے اور وہ یہ ہی یامن لا یشغلہ شان عن شان ولا سمع عن سمع ولا تشتبہ علیہ الاصوات یامن لا تغلطہ المسائل ولا تختلف علیہ اللغات یامن لا یبرمہ الحاح الملحین ولا تضجرہ مسئلۃ السائلین اذقنا برد عفوک وحلاوۃ رحمتک اور اسکے سوا جو دعا اسکو معلوم ہو پڑھے اور مترجم کی دانست مین دعاے حزب الاعظم بہت عمدہ ہی کہ ادعیہ قرآن وحدیث کو شامل ہی اور اپنے لیے اور ماں باپ کے لیے اور سب مسلمان مردوں عورتوں کے لیے دعاے مغفرت کرے اور دعا مین خوب الحاح کرے اور بہت بڑی رغبت سے مانگے کہ اللہ تعالے کے سامنے کوئی چیز بڑی نہین۔ اور مطرف بن عبد اللہ نے عرفہ مین یہ کہا تھا کہ الٰہی تو میری جہت سے سب لوگوں کو نامنظور مت کرنا۔ اور بکر مزنی نے کہا ہی کہ ایک شخص نے ذکر کیا کہ جب مین نے عرفات والوں کو دیکھا تو یہ گمان کیا کہ اگر مین ان مین نہوتا تو سبکی مغفرت ہو جاتی

**ساتوان بیان** وقوف کے بعد کے اعمال یعنے مزدلفہ مین رہنے اور جمرون کو کنکرین مارنے اور ذبح کرنے اور بال منڈانے اور طواف کرنے کے ذکر مین۔ جب آفتاب ڈوبنے کے بعد عرفات سے پھرے تو چاہیے کہ وقار اور آرام کے ساتھ رہے گھوڑے یا اونٹ کو دوڑاوے نہین جیسے بعض لوگونکا دستور ہی کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سواری کے گھوڑے اور اونٹ کے جھپٹانے سے منع فرمایا ہی اور ارشاد کیا کہ اللہ سے ڈرو اور اچھی طرح چلو کہ نہ ضعیف آدمی کو ندو اور نہ مسلمان کو ایذا دو۔ اور جب مزدلفہ مین پہونچے تو اُسکے لیے نہاوے اسلیے کہ مزدلفہ حرم مین سے ہی اس جہت سے اُسمین نہا کر داخل ہونا چاہیے اور اگر اُسمین پیادہ ہوکر داخل ہو تو اور بھی افضل اور حرم کی عزت کے مناسب تر ہی اور رستہ مین لبیک پکارکر کہتا چلے اور جب مزدلفہ مین پہونچے تو کہے اللھم ان ہذہ مزدلفۃ جمعت فیہا السنۃ مختلفۃ نسالک حوائج موتنفۃ فاجعلنی ممن دعاک فاستجبت لہ و توکل علیک فکفیتہ پھر مزدلفہ مین عشا کے وقت مین مغرب اور عشا ایک اذان اور دو تکبیرون سے اکٹھے پڑھے اور عشا کو قصر کرے اور دونون فرضون کے درمیان مین کوئی نفل نہ پڑھے مگر مغرب اور عشا کی نفلین اور وتر بعد دونون فرضون کے پڑھ لے پہلے مغرب کی نفلین پڑھے پھر عشا کی جیسے فرض پڑھی تھی اور اسیطرح جو شخص سفر مین نماز جمع کرے وہ نفلون کو ادا کرے کہ سفر مین نفلون کا چھوڑ دینا ظاہر النقصان ہی اور اُنکو اُنکے اوقات پر ادا کرنے کا حکم دینا خالی از ضرر نہین علاوہ ازین فرض کے تابع نہ رہینگے اور جدا پڑ جاوینگے پس جس صورت مین کہ ایک تیمم سے فرائض کے ساتھ مین نوافل کا ادا کرنا درست ہی تو جمع کے لحاظ سے فرضون کی تبعیت مین اُنکا ادا کرنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور نوافل کا فرضون سے بعض احکام مین جُدا ہونا مثلاً اُنکا ادا کرنا سواری پر جائز ہونا کچھ اس امر کا مانع نہین کیونکہ ہم تو اشارہ کر چکے کہ تبعیت اور حاجت کے باعث ہم اُنکو اسطرح ادا کرنا چاہیے۔ پھر اُس رات مزدلفہ مین رہے اور یہ رات کو رہنا حج کے اعمال مین سے ہی اور اگر کوئی شخص آدھی رات سے پیشتر وہان سے چلا جاوے اور رات کو نہ رہے تو اُسپر دم لازم آویگا اور اس رات کو ورد وظائف مین کاٹنا عمدہ ثواب کی چیزون مین سے ہی بشرطیکہ ہو سکے۔ پھر جب آدھی رات ہو جاوے تو کوچ کی تیاری شروع کرے اور یہان سے کنکرین جمرون کے لیے اُٹھالے کہ یہان نرم پتھر ہین اور ستر کنکرین لیوے کہ بقدر حاجت اُتنی ہی ہونگی اور اگر پڑنے کے احتمال سے زیادہ بھی لے لیوے تو کچھ مضائقہ نہین اور کنکرین ہلکی ہونی چاہیین کہ اُنگلی کی پور پر آسکین۔ پھر نماز صبح اندھیرے مین پڑھے اور اپنی راہ لے یہانتک کہ جب مشعر الحرام پر پہونچے جو مزدلفہ کا آخر ہی تو وہان ٹھہر جاوے اور خوب روشنی ہوجانے تک دعا مانگے اور کہے اللھم بحق المشعر الحرام والبیت الحرام والشہر الحرام والرکن والمقام ابلغ روح محمد منا التحیۃ والسلام وادخلنا دار السلام یا ذا الجلال والاکرام پھر وہان سے آفتاب نکلنے سے پہلے چلدے اور جب اُس جگہ پہونچے جسکو وادی مُحسّر کہتے ہین تو مستحب ہی کہ سواری کو ہانکے یہانتک کہ اُس میدان کے عرض کو طے کر جاوے اور اگر پیادہ ہو تو قدم تیز کرکے چلے اور جب سے صبح دسوین کی ہوجاوے لبیک مین تکبیر کو ملا دیوے یعنے کبھی لبیک کہے اور کبھی تکبیر یہانتک کہ منی مین پہونچے اور جمرات آجاوین اور یہ شمار مین تین ہین پس پہلے اور دوسرے سے بڑھ جانا چاہیے کہ دسوین کو اُنکے ساتھ کوئی کلام متعلق نہین اور جب جمرۂ عقبہ پر پہونچے اور آفتاب بقدر نیزہ اونچا ہو تو جمرۂ مذکور کو کنکرین مارے یہ جمرہ قبلہ رُخ آدمیون کے دہنے طرف راستہ مین پہاڑ کے نیچے ہی اور کنکرین مارنے کی جگہ کچھ اونچی ہی اور کنکرون کے پڑے رہنے سے صاف معلوم ہوتا ہی اور کنکرین مارنے کی صورت یہ ہی کہ قبلہ کی طرف منھ کرکے کھڑا ہو اور اگر جمرہ کی طرف کو منھ کرے تب بھی کچھ مضائقہ نہین اور سات کنکرین ہاتھ اُٹھا کر مارے اور لبیک کی عوض تکبیر کہے اور ہر کنکر کے ساتھ یہ کہے اللہ اکبر علے طاعۃ الرحمن ورغم الشیطان اللھم تصدیقا بکتابک واتباعا لسنۃ نبیک اور جب کنکرین مار چکے تو لبیک اور تکبیر دونون موقوف کردے مگر فرض نمازون کے بعد دسوین کی ظہر سے تیرھوین کی صبح کے بعد تک تکبیر کہتا رہے اور تکبیر نماز کے بعد اسطرح ہی اللہ اکبر اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون لا الہ الا اللہ وحدہ صدق وعدہ ونصر عبدہ وہزم الاحزاب وحدہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اور اس روز دعا کے واسطے جمرہ کے پاس نہ ٹھہرے

بلکہ دعا اپنے مکان پر مانگے پھر اگر اُسکے ساتھ ہدی ہو تو اُسکو ذبح کرے اور بہتر یہ ہی کہ خود اپنے آپ ذبح کرے اور یہ دعا پڑھے بسم اللہ واللہ اکبر اللہم منک وبک والیک تقبل منی کما تقبلت من خلیلک ابراہیم اور قربانی کرنی اونٹ کی افضل ہی پھر گاے کی پھر بکری کی اور ایک اونٹ یا گاے مین چھ شخصون کی شریک ہونے کی نسبت کر بکری افضل ہی اور بکری کی نسبت کر دُمبہ بہتر ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر الاضحیۃ الکبش الاقرن اور سفید رنگ بھورے اور سیاہ کی نسبت کر بہتر ہی حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہین کہ ایک سفید دمبہ قربانی مین دو سیاہ رنگ دُنبون سے افضل ہی۔ اور ہدی اگر نفل ہو تو اُسمین سے کھاوے اور جس جانور مین کوئی عیب ہو اُسکی قربانی نہ کرے اور عیب مانع قربانی کے یہ ہین لنگڑا ہونا نا کیا کان کا کٹا ہوا ہونا کان کا اوپر خواہ نیچے سے چرا ہوا ہونا سینگون کا ٹوٹا ہوا ہونا اگلے پانون کا چھوٹا ہونا خارشتی ہونا کان کا اگلا یا پچھلا حصہ سوراخ دار ہونا اور اتنا دبلا ہونا کہ ہڈیون مین گودا نہ رہے۔ بعد اسکے بال منڈواوے اور اسمین سنت یہ ہی کہ قبلہ رخ بیٹھے اور سر کے اگلے حصے سے شروع کرے اور داہنی طرف کے بال گُدی تک کی اونچی ہڈی تک منڈاوے پھر باقی کو منڈاوے اور یہ کہے اللہم اثبت لی بکل شعرۃ حسنۃ وامح عنی بہا سیئۃ وارفع لی بہا عندک درجۃ اور عورت اپنے بالون کو تھوڑا چھوٹا کر دے اور گنجے کے لیے مستحب ہی کہ سر پر استرہ پھروا دے اور جب جمرہ کو کنکرین مارنے کے بعد بال منڈالے تو پہلا حلال ہونا اُب حاصل ہوگیا اور تمام ممنوعات احرام سواے عورتون اور شکار کے اُسکو حلال ہوگئے۔ اب مکہ مین جا کر طواف کرے جس صورت سے کہ ہمنے لکھا ہی یہ طواف حج مین رکن ہی اور اسکو طواف زیارت بھی کہتے ہین اور اسکے وقت کی ابتدا دسوین شب کے آدھے ہونے کے بعد سے ہی اور اسکا بہتر وقت دسوین تاریخ ہی اور آخر وقت کی کوئی حد نہین جب تک چاہے تاخیر کر دے مگر جب تک یہ طواف نکریگا تب تک کچھ ایک علاقہ احرام کا لگا رہیگا یعنی عورت اُسکو حلال نہوگی اور جب طواف رکن کرلیگا تو اب پورا حلال ہوگیا کہ عورت سے صحبت بھی حلال ہوگئی اور احرام بالکل دور ہوا اور صرف اُب ایام تشریق مین جمرون کو کنکرین مارنا اور رات کو منی مین رہنا باقی رہا اور یہ دونون امر احرام کے دور ہونے کے بعد حج کے اتباع کے طور پر واجب ہین اور طواف الزیارۃ کی صورت مع دوگانہ نماز کے ویسی ہی ہی جیسا ہم طواف قدوم مین لکھ چکے ہین پس جب دوگانہ نماز سے فارغ ہو تو اگر طواف قدوم کے بعد سعی صفا و مروہ کی نہ کی ہو تو اب طواف زیارت کے بعد اسیطرح کرے جیسا ہم لکھ آئے ہین اور اگر سعی کرلی ہو تو وہی سعی رکن ہوگئی اُب دوبارہ نہ کرنی چاہیے۔ اور حلال ہونے کے تین سبب ہین کنکرون کا مارنا اور سر منڈانا اور طواف رکن کرنا اور جب ان تین چیزون مین سے دو لوا کرلے تو ایک حلال ہونا اسکو حاصل ہو جاویگا۔ اور ان تین چیزون کو مع ذبح کے مقدم و موخر کرنے مین کچھ مضائقہ نہین مگر بہتر یہ ہی کہ پہلے کنکرین مارے پھر ذبح کرے پھر سر منڈواے پھر طواف کرے۔ اور امام کے لیے مسنون یہ ہی کہ زوال کے بعد دسوین کو خطبہ پڑھے اور یہ خطبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وداع کا تھا غرضکہ حج مین چار خطبے ہین ایک ساتوین کو ایک نوین کو ایک دسوین کو ایک اول رخصت ہونے کے روز منی سے یعنے بارھوین کو اور یہ چارون خطبے زوال کے بعد ہین اور سب ایک ایک ہین بجز عرفہ کے خطبے کے کہ وہ دو ہین اور دونون کے درمیان مین کچھ دیر بیٹھنا ہی۔ پھر جب طواف زیارت سے فارغ ہوچکے تو رات کے رہنے کے لیے اور کنکرین مارنے کو منے مین لوٹ آوے اور اس رات کو منی مین رہے اور اس رات کا نام لیلۃ القر یعنے شب قرار ہی کیونکہ لوگ اُسکی صبح کو منے مین ٹھہرتے ہین اور چلے نہین جاتے جب گیارھوین تاریخ کو دوپہر ڈھل جاوے تو کنکرین مارنے کے لیے نہاوے اور پہلے جمرہ کا قصد کرے جو عرفات کی طرف سے اول ملتا ہی اور وہ عین سڑک مین ہی اُسپر سات کنکرین مارے اور جب اُس سے آگے بڑھے تو تھوڑا سا راستہ سے علیحدہ ہو کر قبلہ کی طرف مُنہ کرکے کھڑا ہو اور اللہ تعالی کی تحمید اور تہلیل اور تکبیر کرکے حضور دل اور اعضا کی فروتنی کے ساتھ اتنی دیر دعا مانگے جتنی دیر مین سورۂ بقر پڑھتے ہین پھر درمیانی جمرہ کی طرف بڑھے اور اُسکو بھی اول جمرہ کی طرح کنکرین مارے اور ویسا ہی توقف کرے جیسا اول کیا تھا پھر آگے بڑھ کر جمرۂ عقبہ کو سات کنکرین مارے اور اب کوئی کام نکرے بلکہ اپنے اترنے کی جگہ مین آکر رات کو رہے اور اُس رات کو شب نفر اول کہتے ہین جب صبح ہو اور ظہر کی نماز ایام تشریق کے روز دوم یعنی بارھوین تاریخ کی پڑھ چکے تو اُس

روز اکیس کنکرین پہلے دن کی طرح تین ہمردن پر مارے اُسکے بعد اختیار ہی چاہے منیٰ مین ٹھہرے چاہے مکہ کو لوٹ آوے اگر آفتاب کے ڈوبنے سے پیشتر منے سے باہر ہوجاویگا تب تو اُسپر کچھ لازم نہ آویگا اور اگر رات ہونے تک ٹھہرا رہیگا تو اس صورت مین اُسکو باہر جانا جائز نہین بلکہ رات کو منیٰ مین ٹھہرے اور تیرھوین کو اکیس کنکرین بدستور سابق مارے اور اگر رات کو نہ رہیگا اور کنکرین نہ ماریگا تو دم دینا آویگا اور اُسکے گوشت کو صدقہ کردے اور جائز ہی کہ جن راتون مین منے مین شب باش ہو اُنمین خانہ کعبہ کی زیارت کرے لیکن اس شرط سے کہ پھر منی مین رہتے ہوے فرض نمازین امام کے ساتھ مسجد خیف مین پڑھے کہ اُسکا ثواب بہت بڑا ہی اور جب منیٰ سے مکہ کو جاوے تو بہتر ہی کہ محصب مین ٹھہرے اور عصر اور مغرب اور عشا وہان پڑھے اور تھوڑا سا سووے کہ یہ سنت ہی اور بہت سے صحابہ رضہ نے اُسکو روایت کیا ہی اور اگر ایسا نہ کریگا اُسپر کچھ کفارہ دینا نہ آویگا۔

**آٹھوان بیان عمرہ اور اُسکے بعد کے اعمال کے ذکر مین طواف وداع تک۔** جو شخص حج سے پہلے یا پچھلے عمرہ کرنا چاہے تو اُسکو چاہیے کہ نہاکر احرام کے کپڑے پہنے جس صورت سے کہ حج مین مذکور ہوا اور عمرہ کے میقات سے عمرہ کا احرام کرے اُسکے لیے افضل میقات جعرانہ ہی جو مکہ اور طائف کے درمیان مین ایک جگہ ہی بعد اُسکے تنعیم ہی اُسکے بعد حدیبیہ اور احرام کے وقت نیت عمرہ کی کرکے لبیک کہے اور مسجد عائشہ رضہ مین جاکر دو رکعتین نماز پڑھے اور جو دل چاہے دعا مانگے پھر لبیک کہتا ہوا مکہ مین آوے یہانتک کہ مسجد حرام مین داخل ہو مسجد کے اندر گھسکر لبیک کہنا موقوف کرے اور سات پھیرے طواف کرکے سات بار سعی صفا و مروہ کے درمیان کرے جیسے ہم پہلے اُن دونون کو لکھ چکے ہین اور سعی سے فارغ ہوکر سر کے بال منڈاوے اب عمرہ تمام ہوگیا اور جو شخص مکہ مین ٹھہرا ہوا ہو اُسکو چاہیے کہ عمرہ اور طواف بہت کرے اور خانہ کعبہ کی طرف بہت دیکھا کرے۔ اور جب خانہ کعبہ کے اندر جاوے تو چاہیے کہ دو رکعتین دونون ستونون کے درمیان پڑھے کہ یہ صورت افضل ہی اور کعبہ کے اندر ننگے پانون وقار کے ساتھ داخل ہو کسی بزرگ سے پوچھا گیا کہ تم آج اپنے پروردگار کے گھر مین بھی گئے اُنھون نے فرمایا کہ مین اپنے اِن قدمون کو اس قابل نہین جانتا ہی نہین کہ اپنے پروردگار کے گھر کے گرد طواف کرون اس قابل کیسے جانون کہ اُنسے اُس گھر کو پامال کرون مجھے تو معلوم ہی کہ یہ کہان کہان اور کس جگہ تک چلے ہین۔ اور چاہیے کہ زمزم کثرت سے پیوے اور اگر ہوسکے تو اپنے ہاتھ سے کھینچکر پیوے دوسرے کی مدد اُسمین نہو اور خوب سیراب ہوکر پیوے کہ کوکھین چڑھ جاوین اور یہ دعا پڑھے اللھم اجعلہ شفاء من کل داء وسقم وارزقنی الاخلاص والیقین والمعافاۃ فی الدنیا والآخرۃ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین ماء زمزم لما شرب لہ یعنی جس مقصود کے لیے پیا جاوے وہ حاصل ہوتا ہی اسلیے دعا مانگنی چاہیے۔

**نوان بیان طواف وداع کے ذکر مین۔** جب حج اور عمرہ کے بعد دلمین یہ آوے کہ وطن کو چلیے تو چاہیے کہ اپنے سب کام تمام کرے اور سواری کس لے سب سے پیچھے خانہ کعبہ کی رخصت کو رہنے دے اور اُس سے رخصت ہونے کا طریق یہ ہی کہ حسب مذکورہ بالا سات پھیرے کا طواف کرے اور اُسمین رمل اور اضطباع نہ کرے اور طواف سے فارغ ہوکر دو رکعتین مقام کے پیچھے پڑھے اور زمزم کا پانی پی کر ملتزم پر آوے اور دعا اور تضرع کرے اور یون کہے اللھم ان البیت بیتک والعبد عبدک وابن عبدک وابن امتک حملتنی علی ما سخرت لی من خلقک حتی سیرتنی فی بلادک وبلغتنی بنعمتک حتی اعنتنی علی قضاء مناسکک فان کنت رضیت عنی فازدد عنی رضی والا فمن الان قبل تباعدی عن بیتک ھذا وان انصرافی ان اذنت لی غیر مستبدل بک ولا ببیتک ولا راغب عنک ولا عن بیتک اللھم اصحبنی العافیۃ فی بدنی والعصمۃ فی دینی واحسن منقلبی وارزقنی طاعتک ابدا ما ابقیتنی واجمع لی خیر الدنیا والآخرۃ انک علی کل شیء قدیر اللھم لا تجعل ھذا اخر عھدی ببیتک الحرام وان جعلتہ اخر عھدی فعوضنی عنہ الجنۃ اور بہتر یہ ہی کہ اپنی آنکھ خانہ کعبہ سے نہ پھیرے یہانتک کہ اُس سے آڑ ہوجاوے۔

**دسوان بیان مدینہ منورہ کی زیارت اور اُسکے آداب کے ذکر مین۔** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ من زارنی بعد وفاتی فکانما زارنی فی حیاتی

اور فرمایا من وجدہ سعة ولم یفد الی فقد جفانی اور فرمایا من جاءنی زائرا لا یہمہ الا زیارتی کان حقا علی اللہ سبحانہ ان اکون لہ شفیعا پس جو شخص کہ زیارت مدینہ طیبہ کا قصد کرے اُسکو چاہیے کہ راستہ مین درود بہت پڑھے اور جب اُسکی نگاہ مدینہ منورہ کی دیوارون اور درختون پر پڑے تو کہے اللھم ھذا حرم رسولک فاجعلہ لی وقایۃ من النار وامانا من العذاب وسوء الحساب اور پتھریلی زمین کے درمیان غسل کرے اور خوشبو لگاوے اور اپنے عمدہ کپڑے پہنے پھر جب مدینہ طیبہ مین داخل ہو تو تواضع اور تعظیم کے ساتھ داخل ہو اور کہے بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا پھر مسجد کا قصد کرے اور اُسکے اندر جاکر منبر شریف کے پاس دو رکعتین اسطرح پڑھے کہ ستون منبر کو اپنے دہنے شانہ کے مقابل کرے اور مُنہ اُس ستون کی طرف ہو جسکے برابر صندوق ہی اور جو دائرہ کہ مسجد کے قبلہ مین ہی وہ آنکھون کے سامنے ہو کہ یہ جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے کی ہی جب تک کہ مسجد مین کچھ تبدیل نہوئی تھی اور اس باب مین کوشش کرے کہ جسقدر مسجد بڑھانے سے پیشتر تھی اُسمین نماز پڑھے۔ پھر قبر مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آوے اور آپ کے روے مبارک کے بائین کھڑا ہو اسطرح کہ کعبہ کی طرف پشت کرے اور قبر کی دیوار کی طرف منہ کرے اور جو ستون کہ اُس دیوار کے کونے مین ہی اُس سے چار ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑا ہو اور قندیل کو اپنے سر پر کرلے۔ اور یہ مسنون نہین کہ دیوار کو ہاتھ لگاوے یا بوسہ دے بلکہ دور کھڑا ہونا تعظیم کے ساتھ مناسب تر ہی اور یہ کہے السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا نبی اللہ السلام علیک یا امین اللہ السلام علیک یا حبیب اللہ السلام علیک یا صفوۃ اللہ السلام علیک یا خیرۃ اللہ السلام علیک یا احمد السلام علیک یا محمد السلام علیک یا ابا القاسم السلام علیک یا ماحی السلام علیک یا عاقب السلام علیک یا حاشر السلام علیک یا بشیر السلام علیک یا نذیر السلام علیک یا طہر السلام علیک یا طاہر السلام علیک یا اکرم ولد آدم السلام علیک یا سید المرسلین السلام علیک یا خاتم النبیین السلام علیک یا رسول رب العلمین السلام علیک یا قائد الخیر السلام علیک یا فاتح البر السلام علیک یا نبی الرحمۃ السلام علیک یا ہادی الامۃ السلام علیک یا قائد الغر المحجلین السلام علیک وعلی اہل بیتک الذین اذہب اللہ عنہم الرجس وطہرہم تطہیرا السلام علیک وعلی اصحابک الطیبین وعلی ازواجک الطاہرات امہات المومنین جزاک اللہ عنا افضل ما جزی نبیا عن قومہ ورسولا عن امتہ وصلے علیک کلما ذکرک الذاکرون وکلما غفل عنک الغافلون وصلی علیک فی الاولین والآخرین افضل واکمل واعلی واجل واطیب واطہر ما صلے علی احد من خلقہ کما استنقذنا بک من الضلالۃ وبصرنا بک من العمایۃ وہدانا بک من الجہالۃ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد انک عبدہ ورسولہ وامینہ وصفیہ وخیرتہ من خلقہ واشہد انک قد بلغت الرسالۃ وادیت الامانۃ ونصحت الامۃ وجاہدت عدوک وہدیت امتک وعبدت ربک حتی اتاک الیقین فصلے اللہ علیک وعلی اہل بیتک الطیبین وسلم وشرف وکرم وعظم اور اگر کسی نے اپنا سلام کہنے کیلیے کہدیا ہو تو کہے السلام علیک من فلان پھر ایک ہاتھ کی قدر ہٹ کر حضرت ابوبکر صدیق رض پر سلام پڑھے اسلیے کہ آپ کا سر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ مبارک کے پاس ہی اور حضرت عمر رض کا سر حضرت ابوبکر رض کے شانہ کے پاس ہی اسی لیے ایک ہاتھ اور ہٹ کر حضرت عمر رض پر سلام بھیجے اور یہ کہے السلام علیکما یا وزیری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والمعاونین لہ علی القیام بالدین مادام حیا والقائمین فی امتہ بعدہ بامور الدین تتبعان فی ذلک آثارہ وتعملان بسنتہ فجزاکما اللہ خیر ما جزی وزیری نبی عن دینہ پھر ہٹ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے پاس قبر اور اُس ستون کے درمیان مین جو اب بنا ہوا ہی

موربہ کی عبادت کی حتیٰ کہ آپ کو موت آئی پس اللہ تعالیٰ آپ پر درود بھیجے اور آپ کے گھر والون پاک پر اور سلام بھیجے اور شرافت اور کرامت اور عظمت عنایت فرماوے ۱۲ ۵ آپکو سلام پہونچے فلان شخص کی طرف سے فلان

قبلہ رخ کھڑا ہو کر خدائے تعالی کی تحمید اور تمجید کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کثرت سے بھیجے اور کہے تو نے فرمایا ہی اور تیرا قول بجا ہی ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما الٰہی ہم نے تیرا ارشاد سنا اور تیرے امر کی اطاعت کی اور تیرے نبی کے پاس آئے اور اسکو تیری جناب مین اپنے گناہون کے باب مین جنکے بوجھ سے ہماری پیٹھ ٹوٹی جاتی ہی اپنا شفیع کیا ہم اپنی لغزشون سے تائب ہین اور اپنی خطاؤن اور تقصیرات کے مقر الٰہی پس ہماری توبہ قبول کر اور اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہمارے باب مین منظور فرما اور اس حق و منزلت کی بدولت جو تیرے نبی کریم کو تیرے پاس حاصل ہی ہمکو رتبہ بلند عنایت فرما پھر کہے اللّٰہم اغفر للمہاجرین والانصار واغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان اللّٰہم لاتجعلہ آخر العہد من قبر نبیک ومن حرمک یا ارحم الراحمین پھر روضہ مین جاوے یعنے درمیان قبر شریف اور منبر کے جو جگہ ہی اسمین جاکر دو رکعتین پڑھے اور جتنی ہو سکے بہت سی دعا مانگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین ما بین قبری ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ ومنبری علی حوضی اور منبر کے پاس دعا مانگے اور مستحب یہ ہی کہ اپنا ہاتھ نیچے کے رمانہ یعنے پایہ پر رکھ لے جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کی حالت مین اپنا ہاتھ رکھ لیا کرتے تھے - اور مستحب ہی کہ جمعرات کے روز جبل احد کو جاوے اور شہدا کی قبرون کی زیارت کرے یعنی صبح کی نماز مسجد نبوی مین پڑھ کر زیارت کو باہر جاوے اور ظہر پھر مسجد شریف مین آ پڑھے تاکہ کوئی نماز فرض کی جماعت مسجد شریف مین فوت ہونے نہ پاوے اور مستحب ہی کہ ہر روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے بعد بقیع مین جاوے اور حضرت عثمان غنی رض اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی قبر کی زیارت کرے اور اسی مین قبر حضرت امام زین العابدین اور حضرت امام باقر اور حضرت امام جعفر علیہ السلام کی ہی انکے زیارات سے مشرف ہو اور حضرت فاطمہ رض کی مسجد مین نماز پڑھے اور حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت صفیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کی قبرون کی زیارت کرے کہ سب بقیع مین ہین - اور مستحب ہی کہ ہر شنبہ کے روز مسجد قبا مین جاکر نماز پڑھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو کوئی اپنے گھر سے نکلکر مسجد قبا مین آوے اور اسمین نماز پڑھے تو اسکے لیے ایک عمرہ کے برابر ہوگا - اور چاہ اریس کی زیارت کرے کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لب مبارک اسمین ڈالا ہی یہ کنوان مسجد قبا کے متصل ہی اسکے پانی سے وضو کرے اور پیوے اور مسجد فتح مین جاوے جو خندق پر ہی اسی طرح سب مساجد اور زیارات کو جاوے اور کہتے ہین کہ سب زیارات اور مسجدین مدینہ پاک کی تیس ہین اور وہان کے باشندے انکو جانتے ہین تو جسقدر پر جاسکے وہان کا قصد کرے اور اسیطرح جن کنوؤن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کیا کرتے تھے ان پر جاوے اور طلب شفا کے لیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تبرک سمجھکر انکے پانی سے نہاوے اور پیوے اور وہ سات کنوین ہین - اور اگر باوجود حرمت کا حق ادا کرنے کے مدینہ منورہ مین ٹھہر سکے تو اسکا بہت بڑا ثواب ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی لایصبر علی لاوائہا وشدتہا احد الا کنت لہ شفیعا یوم القیامۃ اور فرمایا من استطاع ان یموت بالمدینۃ فلیمت فانہ لن یموت بہا احد الا کنت لہ شفیعا او شہیدا یوم القیامۃ پھر جب اپنے کامون سے فارغ ہولے اور مدینہ سے نکلنے کا قصد کرے تو مستحب یہ ہی کہ قبر شریف کے پاس آوے اور دعاے زیارت جسکا مذکور ہوا پھر پڑھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو اور اللہ تعالے سے دعا مانگے کہ پھر حضرت کی زیارت سے مشرف ہونا نصیب کرے اور اپنے سفر مین سلامت رہنے کی دعا مانگے پھر چھوٹے روضہ مین دو رکعتین نماز پڑھے اور یہ جگہ مسجد کے اندر مقصورہ زیادہ ہونے کے پیشتر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کھڑا ہونے کا مقام ہی جب مسجد سے باہر نکلے تو اول بایان پاؤن باہر رکھے پھر دہنا پاؤن باہر نکالے اور کہے اللّٰہم صل علی

محمد و علی آل محمد و لا تجعلہ آخر العہد بنبیک و حطاوزاری بزیارتہ و اصحبنی فی سفری السلامۃ و یسر رجوعی الی اہلی و وطنی سالماً یا ارحم الراحمین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مجاورون کو جو کچھ مقدور ہو دیوے اور جو مسجدین کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان مین ہین اُنکو تلاش کرے اور اُن مین نماز پڑھے اور وہ بیس جگہ ہین۔

**خاتمہ** سفر سے لوٹنے کی سنتون کے ذکر مین۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ یا حج وغیرہ سے لوٹتے تو ہر ایک زمین بلند پر تین بار اللہ اکبر کہتے اور فرماتے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد و ہو علے کل شئی قدیر آئبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق اللہ وعدہ و نصر عبدہ و ہزم الاحزاب وحدہ اور بعض رواُتون مین یہ الفاظ بھی آئے ہین و کل شئی ہالک الا وجہہ لہ الحکم و الیہ ترجعون تو آدمی کو چاہیے کہ سفر سے لوٹنے مین اس طریقہ مسنون کا استعمال کرے اور جب اپنی بستی نظر آنے لگے تو سواری کو چلاوے اور کہے اللّٰہم اجعل لنا بہا قرارا و رزقاً حسنا پھر اپنے گھر کسی شخص کو خبر کے لیے بھیجدے تاکہ دفعۃً نہ جا پہونچے پہلے سے آنے کی اطلاع کر دینی سنت ہی اور اپنے گھر رات کو نہ آنا چاہیے جب شہر مین داخل ہو تو اول مسجد مین جاوے اور دو رکعتین پڑھے کہ مسنون ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے اور جب اپنے گھر مین جاوے تو کہے توباً توباً لربنا اوباً لا یغادر علینا حوباً جب مکان مین رہنے لگے تو چاہیے کہ جو انعام اللہ تعالیٰ نے اُسپر کیے ہین کہ اپنے گھر اور حرم کی زیارت اور قبر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت روزی فرماوے اُنکو بھولے نہین اور اُن سے غفلت کر کے کھیل اور گناہون مین مبتلا ہو کر اُن انعامون کا ناشکر نہ بنے کہ حج مقبول کی یہ پہچان نہین بلکہ اُسکی علامت یہ ہی کہ حج سے جو واپس آوے تو دنیا مین زاہد اور آخرت مین راغب ہو اور بعد زیارت بیت کے زیارت صاحب بیت کے لیے تیاری کرے۔

## تیسری فصل۔ حج کے آداب دقیق اور اعمال باطنی کے ذکر مین اور اس فصل مین دو بیان ہین۔

**بیان اول** آداب دقیق کے ذکر مین جو شمار مین دس ہین **ادب اول** یہ ہی کہ نفقہ حلال کا ہو اور ہاتھ ایسی تجارت مین نہ لگا ہو جس سے دل بٹے اور ہمت پراگندہ ہو بلکہ ہمت خاص خداے تعالے کے لیے ہو اور دل محض اُسکے ذکر اور اُسکے شعائر کی تعظیم کی طرف راجع اور اطمینان رکھنے والا ہو ایک حدیث مین طریق اہل بیت علیہم السلام سے مروی ہی کہ جب آخر زمانہ ہو گا تو لوگ حج کو چار قسم کے ہو کر نکلینگے بادشاہ سیر تماشا کو اور توانگر تجارت کو اور فقیر مانگنے کو اور قاری شہرت کو۔ اس حدیث مین دنیا کی اُن تمام غرضون کی طرف اشارہ ہی جو حج مین مل سکین اور یہ سب امور ایسے ہین کہ حج کی فضیلت کے مانع ہین اور خاص لوگون کے حج کے زمرہ سے خارج کر دیتے ہین خصوصاً جب یہ صورتین خاص حج ہی سے وابستہ ہون مثلاً مزدوری لے کر غیر کے لیے حج کرے تو اس صورت مین آخرت کے کام پر دنیا کا طالب ہو گا اور پرہیزگار اور اہل دل اس امر کو بُرا جانتے ہین ہان اگر کسی شخص کی نیت مکہ معظمہ مین رہنے کی ہو اور اُسکے پاس سامان وہان تک پہونچنے کا نہو تو اس نیت سے کچھ لینے کا مضائقہ نہین غرضکہ دین کو ذریعہ وصول دنیا کا نہ کرے بلکہ دنیا کو ذریعہ دین کے حاصل کرنے کا بناوے اس صورت مین چاہیے کہ نیت خانۂ کعبہ کی زیارت کی اور اپنے مسلمان بھائی کے اوپر سے فرض ساقط ہونے مین مدد کرنے کی کرے۔ اور ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسے ہی معنون پر محمول ہی کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالے ایک حج کے سبب تین آدمیون کو جنت مین داخل کریگا اول جسنے اُسکی وصیت کی ہو دوم جسنے اُسکو جاری کیا ہو سوم جسنے اپنے بھائی کیطرف سے اُسکو ادا کیا ہو۔ اور ہم یہ نہین کہتے کہ جب آدمی فرض اسلام اپنے ذمہ سے ساقط کر چکے تو اب اُسکو حج کے لیے اُجرت لینی ناجائز اور حرام ہی بلکہ یہ کہتے ہین کہ اولی یہ ہی کہ ایسا نہ کرے اور نہ اس امر کو اپنا پیشہ اور تجارت مقرر کرے اسلیے کہ اللہ تعالیٰ دین کے باعث سے دنیا دیدیتا ہی اور دنیا کے باعث سے دین عنایت نہین کرتا اور اُجرت جسطرح پر مباح ہی اُسکی مثال حدیث شریف مین یون مذکور ہی کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی راہ مین لڑتا ہی اور مزدوری لیتا ہی اُسکی مثال حضرت موسیٰ کی ماں کی طرح ہی کہ اپنے بچہ کو دودھ پلاتی تھین

اور اُسکی اُجرت لیتی تھین۔ تو جو شخص حج کرنے پر اُجرت لینے مین حضرت موسیٰ کی والدہ جیسا ہو تو اُسکو اُجرت لینے کا مضائقہ نہین لینے اسواسطے اجرت لیوے کہ حج پر اور خانۂ کعبہ کی زیارت پر قادر ہو جاوے اور حج اسلیے نہ کرے کہ مزدوری ملیگی۔ جیسے حضرت موسیٰ کی والدہ اجرت اسلیے لیتی تھین کہ اپنے بچہ کو دودھ بھی پلا دیوین اور اُنکا حال بھی لوگون پر مشتبہ رہے **ادب دوم** یہ ہو کہ خدا کے دشمنون کو چٹی دیکر مدد نہ پہونچاوے۔ اور یہ لوگ مکہ معظمہ کے امیرون اور عرب کے سردارون مین سے ہوتے ہین کہ راہون مین بیٹھ کر مسجد حرام کے جانے سے روکتے ہین ایسے لوگون کو مال کا دینا ظلم پر مدد کرنا اور اسباب ظلم کو اُنکے لیے مہیا کرنا ہو تو گویا خود اپنی جان سے اُنکی اعانت کی اسلیے اس چٹی سے بچے رہنے کے لیے کوئی تدبیر ضرور چاہیے اور اگر ہو نسکے تو بعض علما فرماتے ہین کہ حج نفل کو نہ کرنا اور راستہ مین سے لوٹ آنا ان ظالمون کی اعانت کرنے سے بہتر ہو کہ یہ ظلم ایک بدعت نو پیدا ہو اُسکی اطاعت کرنے مین یہ خرابی ہو کہ وہ ایک دستور عام ہو جاویگا اور اُسکے قائم رہنے مین مسلمانون کو ذلت اور خواری ہو کہ جزیہ دینا پڑتا ہو اور واقع مین جوان بزرگ نے فرمایا درست ہو اب اگر کوئی یہ کہے کہ یہ چٹی ہمسے بجبر لیجاتی ہو اور دینے مین ہم مضطر ہین تو اُسکے کچھ معنی نہین کیونکہ اگر آدمی اپنے گھر بیٹھا رہے یا راستہ سے لوٹ جاوے تو اُس سے کوئی کچھ نہین لیتا بلکہ اکثر ایسا ہی ہوتا ہو کہ جسکو کھاتا پیتا دیکھتے ہین اُسی سے زیادہ مانگتے ہین اگر فقرا کے لباس مین ہو تو کوئی نہین طلب کرتا اس سے معلوم ہوا کہ اس اضطرار کی حالت کو خود اپنی طرف کھینچ لیا ہو **ادب سوم** توشہ زیادہ لینا اور بدون تنگی اور اسراف کے بخوشی خاطر میانہ روی کے طور پر دینا اور خرچ کرنا ہو اور اسراف سے ہماری غرض یہ ہو کہ عمدہ کھانے کھاوے اور اقسام آسایش سے جو بہتر ہو مالدارون کی طرح اُسی کو اختیار کرے اور داد و دہش کی کثرت سے اسراف نہین ہوتا کیونکہ کسی کا قول ہو کہ اسراف مین بہتری نہین اور خیرات مین اسراف نہین اور راہ حج مین توشہ کا دے دینا خداے تعالےٰ کی راہ مین خرچ کرنا ہو جسمین ایک درم سات سو کے برابر ہوتا ہو حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا ہو کہ یہ بھی آدمی کے کرم مین سے ہو کہ سفر مین توشہ اچھا رکھے اور فرمایا کرتے کہ حاجیون مین سے افضل وہ ہو جسکی نیت سب سے خالص تر اور نفقہ پاکیزہ اور یقین بہتر ہو اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو الحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ فقیل یا رسول اللہ ما بر الحج فقال طیب الکلام واطعام الطعام **ادب چہارم** فحش اور بدکاری اور لڑائی کا نکرنا چاہیے چنانچہ اللہ تعو فرماتا ہو فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج رفث مین سب طرح کے کلام لغو اور فحش داخل ہین اور عورتون سے باتین اور چہل کرنی اور صحبت کی حالت اور اُسکے لوازم کو ذکر کرنا بھی اسی مین داخل ہین کیونکہ ان امور سے شوق ہمبستری کا ابھرتا ہو جو ممنوع ہو اور ممنوع بات کا شوق دلانے والی چیز بھی ممنوع ہوتی ہو اور فسوق خداے تعالےٰ کی طاعت سے باہر نکلنا ہو کسی طرح کا ہو اور جدال اسکو کہتے ہین کہ خصومت اور بات کاٹنے مین یہانتک مبالغہ کرے کہ کینہ کا موجب ہو اور سر دست ہمت مین پریشانی آجاوے اور حسن خلق کے مخالف پڑے حضرت سفیان ثوری رحہ نے فرمایا ہو کہ جو شخص حج مین فحش بکے اُسکا حج خراب ہو جاتا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھی طرح گفتگو کرنے اور کھانا کھلانے کو حج کے مقبول ہونے کے لیے فرمایا ہو اور بات کاٹنا طیب کلام کے مخالف ہو اسلیے ضرور ہوا کہ آدمی حج کی راہ مین اپنے ساتھی اور ساربان وغیرہ یارون پر بہت اعتراض نہ کرے بلکہ جتنے بیت اللہ کے جانے والے ہون سب سے دبا رہے اور حسن خلق کو اپنے اوپر لازم کر لے اور حسن خلق یہی نہین ہو کہ کسی کو ایذا نہ دے بلکہ یہ ہو کہ اور کی ایذا برداشت کرے۔ اور بعض کا قول ہو کہ سفر کو اسی لیے سفر کہتے ہین کہ وہ آدمیون کے اخلاق کو ظاہر کر دیتا ہو۔ اور اسی جہت سے جب ایک شخص نے حضرت عمر رضہ کے سامنے ذکر کیا کہ مین فلان شخص سے واقف ہون تو آپ نے فرمایا کہ تو کبھی اُسکے ساتھ سفر مین رہا ہو جس سے مکارم اخلاق معلوم ہو جایا کرتے ہین اُسنے عرض کیا کہ ایسا تو نہین ہوا آپ نے فرمایا کہ میری دانست مین تو اُس سے واقف نہین **ادب پنجم** یہ ہو کہ اگر قدرت ہو تو حج پیادہ کرے کہ نہایت افضل ہو حضرت عبد اللہ بن عباس رضہ نے اپنی موت کے قریب اپنے بیٹون کو وصیت کی کہ بیٹو پیادہ حج کرنا کہ پیادہ حاجی کو ہر قدم پر حرم کے حسنات مین سے سات سو حسنات ملتے ہین اُنسے کسی نے پوچھا کہ حرم کے حسنات کیا ہین فرمایا کہ ایک نیکی لاکھ نیکیون کے برابر اور راستہ کی نسبت کر اعمال حج مین اور مکہ سے

۲ حج مقبول کی جزا سوائے جنت کے اور کچھ نہین پس کسی نے آپ سے پوچھا کہ حج کا مقبول ہونا کیا ہو آپ نے فرمایا کہ اچھی طرح بولنا اور کھانا کھلانا ۱۲ احمد بروایت جابر بسند ضعیف اور حاکم مختصراً باسناد صحیح ۱۲ ؎ تو نہین بے پردہ ہونا عورت سے گناہ کرنا جھگڑا کرنا حج مین ۱۲

عرفات تک پیادہ پا چلنا زیادہ تر مستحب ہی اور اگر پیادہ چلنے کے ساتھ اپنے گھر ہی سے احرام بھی باندھ لے تو کہتے ہین کہ یہ حج کا پورا کرنا ہی جسکا حکم اللہ تعم نے فرمایا ہی واتموا الحج والعمرۃ للہ چنانچہ حضرت عمر رضہ اور حضرت علی اور ابن مسعود رضہ نے اِس آیت کی تفسیر مین یہی فرمایا ہی - اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ سوار ہونا افضل ہی کہ اسمین خرچ پڑتا ہی اور نفس تنگ نہین ہوتا اور اپنے آپ کو ایذا کم ہوتی ہی اور احتمال اپنے سلامت رہنے اور حج کے پورا ہونے کا زیادہ تر ہی - اور تحقیق کی رو سے اگر دیکھین تو یہ امر پہلی بات کے مخالف نہین بلکہ تفصیل وار کہنا چاہیے کہ جس شخص پر پیادہ چلنا سہل ہو اُسکو پیادہ جانا افضل ہی اور اگر پیادہ پا ہونے سے ضعیف ہو جاوے یا بدخلقی آ جاوے یا عمل کرنے مین کوتاہی ہو تو اسصورت مین سوار ہونا بہتر ہی جیسے مسافر اور مریض کے حق مین روزہ رکھنا بہتر ہی بشرطیکہ ضعف اور بدخلقی کی نوبت اُنکو نہ آوے - اور بعض علما سے کسی نے سوال کیا کہ عمرہ کو پیادہ جانا بہتر ہی یا ایک درہم کو گدھا کرایہ کر لیا جاوے فرمایا کہ اگر درم دینا اُسکو ناگوار تر ہو تب تو سواری کرایہ کرنی بہ نسبت پیادہ چلنے کے بہتر ہی اور اگر تو انگرون کی طرح پیادہ چلنا شاق معلوم ہوتا ہو تو پیادہ جانا افضل ہی - اِس جواب مین گویا وہ مذہب اختیار کیا جسمین نفس پر مجاہدہ ہو خیر یہ بھی ایک وجہ ہی لیکن افضل یہ ہی کہ پیادہ جاوے اور جسقدر کرایہ مین خرچ ہوتا ہو وہ خیرات کر دے کہ یہ صورت اس سے بہتر ہو کہ کرایہ کرنے والے کو اُسکے چوپایہ کے کام مین لینے کے عوض دے - اور اگر اُسکا نفس اِس بات کو گوارا نہ کرے کہ اپنے اوپر دُہری مشقت پیادہ چلنے اور خرچ کرنے کی لیوے تو پھر وہی صورت ہی جو بعض علما نے ذکر کی ادب ششم یہ ہی کہ بجز پرتل کے جانور کے اور پر سوار نہو اور محمل سے علیحدہ رہے ہان جسصورت مین کہ کسی عذر کے باعث پرتل کے جانور پر سوار نہو سکے تب محمل کا مضائقہ نہین اور پرتل پر سوار ہونے مین دو فائدے ہین اول اونٹ کو آرام دینا کہ محمل سے اُسکو ایذا ہوتی ہی - دوسرے دولتمندون اور متکبرون کی ہیئت سے محفوظ رہنا آنحضرت صلعم[۲۷] نے بوجھ کے اونٹ پر حج کیا تھا اور آپ کے نیچے پرانا پالان اور ایک پرانی چادر تھی جسکی قیمت چار درم تھی اور طواف اُسی سواری پر کیا تاکہ لوگ آپ کی سیرت اور عادت کو دیکھین اور ارشاد فرمایا کہ خذوا عنی مناسکم اور کہتے ہین کہ یہ محمل حجاج کے ایجاد ہین اُسکے عہد کے علما اُنکو برا جانتے تھے چنانچہ سفیان ثوری رح اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ اُنھون نے کہا کہ مین کوفہ سے قادسیہ کو حج کے لیے نکلا اور راہ مین بہت سے شہرون کے رفیق ملگئے مین نے سب حاجیون کو دیکھا کہ پرتل کے اونٹون اور شلیتون اور پالانون پر سوار ہین اُن سب مین بجز دو محملون کے اور مین نے نہین دیکھے - اور حضرت ابن عمر رضہ جب حاجیون کے قافلہ مین حجاج کے ایجاد کیے ہوئے لباس اور محمل دیکھتے تو فرماتے کہ حاجی تھوڑے ہین اور سوار بہت ہین پھر آپنے ایک مسکین خستہ حال کو دیکھا کہ اُسکے نیچے گون ہین فرمایا کہ حاجیون مین یہ شخص بہتر ہی ادب ہفتم یہ ہی کہ خستہ حال اور اُلجھے بال اور غبار آلودہ رہے زینت بہت نہ کرے اور نہ تفاخر اور کثرت مال جتانے کے لوازم پر مائل ہو تاکہ کہین متکبرون اور آرام طلبون کے دفتر مین داخل اور ضعفا و مساکین اور خاص صالحین کے زمرہ سے خارج نہو جاوے کیونکہ آنحضرت صلعم نے فضالہ بن عبید کی حدیث مین ژولیدہ موئی اور پیادہ پائی کے لیے اَمر فرمایا ہی اور تن آسانی اور تنعم سے منع فرمایا اور ایک حدیث مین ارشاد ہی کہ حاجی وہی ہی کہ بال اُلجھے ہون اور بدن مین سے بو آتی ہو اللہ تعم فرماتا ہی کہ میرے گھر کی زیارت کرنے والون کو دیکھو کہ چوڑی اور گہری گھاٹیون سے ژولیدہ مو غبار آلود چلے آتے ہین اور اللہ تعم نے فرمایا ثم لیقضوا تفثہم تفث کے معنے بال اُلجھنے اور غبار آلود ہونے کے ہین اور اُسکے ختم کر دینے سے بال منڈانا اور مونچھین اور ناخن کترانی مراد ہین اور حضرت عمر رضہ نے لشکرون کے سردارون کو نامہ لکھا کہ پرانے کپڑے پہنا کرو اور سختی کی برداشت کی عادت ڈالو اور کسی کا قول ہی کہ اہل یمن حاجیون کے قافلہ کی زینت ہین کیونکہ وہ لوگ انکسار اور ضعف کی حالت اور اکابر سلف کی سیرت پر ہین اور لباس کے باب مین سرخ سے علی الخصوص احتراز کرے اور جسمین شہرت ہو خواہ کسیطرح کا ہو اُس سے عموماً اجتناب چاہیے کہ مروی ہی کہ آنحضرت صلعم اپنے کسی سفر مین تھے آپ کے اصحاب ایک منزل مین اُتر کر اونٹ چرانے لگے آپ نے دیکھا کہ اونٹون کے پالانون پر سرخ چادرین پڑی ہین آپنے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوتا ہی کہ یہ سرخی تمپر غالب ہو گئی ہی راوی کہتے ہین کہ ہم سب اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُن چادرون کو اونٹون کی پشت پر سے اُتار لیا یہانتک کہ بعض اونٹ بھاگ بھی گئے ادب ہشتم یہ ہی کہ چوپایہ کے ساتھ نرمی کرے اور جو چیز اُسکی طاقت سے زیادہ ہو اُسکو نہ لادے اور محمل بھی اُسی کی

حد طاقت سے خارج ہو اور اُسپر سونا اُسکو تکلیف دیتا ہو اور گران گذرتا ہو اہل تقوی کا دستور تھا کہ اونٹون پر سوتے نہ تھے صرف بیٹھے بیٹھے اونگھ جایا کرتے تھے اور چوپایون پر بہت دیر نہ بیٹھتے تھے اُترتے چڑھتے جاتے تھے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اپنی سواریون کی پشت کو چوکیان مت بناؤ۔ اور مستحب ہو کہ صبح اور شام کو سواری کے آرام دینے کے لیے اُتر پڑے کہ یہ امر سنت ہو اور اس باب مین اکابر سلف سے بھی آثار وارد ہین۔ اور بعض بزرگ کرایہ اس شرط پر کرتے کہ سواری سے نہ اُترینگے اور کرایہ پورا دینگے پھر اُتر پڑتے تاکہ جانور کو آرام ملے اور اس بات کا ثواب اپنے نامۂ اعمال مین ہو مالک کے اعمال مین نہ ملے اور جو شخص کسی چوپایہ کو ایذا دیگا اور اُسکی طاقت سے زیادہ لادیگا تو قیامت مین اُس سے مطالبہ اس امر کا ہوگا حضرت ابو درداء نے اپنی موت کے وقت اپنے اونٹ سے کہا کہ مجھ سے اپنے پروردگار کے سامنے جھگڑا مت کرنا مین نے تیری طاقت سے زیادہ کبھی تجھ پر نہین لادا۔ حاصل یہ کہ ہر ایک جاندار چیز مین ثواب ہوتا ہو اسلیے چوپایہ کے حق کو اور کرایہ کرنے والے کے حق کو لحاظ رکھنا چاہیے اور ایک ساعت کے اُتر پڑنے مین چوپایہ کو بھی آرام ملجاتا ہو اور مالک کا دل بھی خوش ہوتا ہو ایک شخص نے حضرت ابن مبارک رح کی خدمت مین عرض کیا کہ آپ میرا خط لیے جایئے اور مکتوب الیہ کو پہونچا دیجیے آپ نے فرمایا کہ مین اُونٹ والے سے پوچھ لون تو لیلونگا کہ مین نے اونٹ کرایہ کیا ہو تو دیکھنا چاہیے کہ خط کے لیجانے سے بھی احتیاط کی جسمین کچھ وزن نہین ہوتا اور تقوی کے باب مین احتیاط کا طریق یہی ہو اسلیے کہ اگر کم کی راہ کھلتی ہو تو پھر بہت پر رفتہ رفتہ نوبت پہونچ جاتی ہو ادب نہم یہ کہ جانور کے ذبح کرنے سے تقرب کرے گو اُسپر واجب نہو اور اسبات مین کوشش کرے کہ جانور نفیس اور موٹا ہو اور اگر یہ قربانی نفل ہو تو خود اُسمین سے کھاوے اور اگر واجب ہو تو نہ کھاوے بعض لوگون نے ومن یعظم شعائر اللہ کی تفسیر مین فرمایا ہو کہ شعائر اللہ کی تعظیم سے مراد عمدہ اور موٹی قربانی کرنے سے ہو۔ اور ہدی کا لیجانا بشرطیکہ کچھ دقت اور مشقت نہو میقات پر سے افضل ہو اور ہدی کے خریدنے مین دام گھٹانے کا فکر نہ کرے کہ اکابر سلف تین چیزون کی گران قیمت دیا کرتے اور کمی قیمت کے تردد کو اُن مین بُرا جانتے آول ہدی دوم قربانی سوم غلام لونڈی کے مول لینے مین کیونکہ اُن مین سے افضل وہی ہو جسکا دام زیادہ ہو اور مالک کے نزدیک نفیس تر ہو۔ اور حضرت ابن عمر رض نے حضرت عمر رض سے روایت کی ہو کہ آپ نے ایک بہت عمدہ نسل دار اونٹنی ہدی مین روانہ کی لوگون نے اُسکے تین سو اشرفیون کو مول لینی چاہی آپ نے آنحضرت صلعم سے اُسکے باب مین عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو اُسکو بیچ کر اُسکے دام سے بہت سے اونٹ لے لون آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نہین اُسی کو ہدی مین روانہ کرو اور یہ اسوجہ سے کہ عمدہ چیز کمتر ہو بہت سی چیزون غیر نفیس سے بہتر ہو اور تین سو اشرفیان قیمت تیس اونٹون کی تھین اور اُن مین گوشت کی کثرت ہوتی مگر قربانی مین گوشت مقصود نہین بلکہ نفس کو بخل کے عیب سے پاک و صاف کرنا اور زیور تعظیم الٰہی سے آراستہ کرنا منظور ہو چنانچہ خود اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہو لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقوی منکم اور یہ بات قیمت کی نفاست سے ہوتی ہو شمار جانورون کا کم ہو خواہ زیادہ۔ اور کسی شخص نے آنحضرت صلعم سے پوچھا کہ حج کی مقبولیت کیا ہو آپ نے فرمایا کہ لبیک پکار کر کہنا اور بدنہ کا نحر کرنا اور حضرت عائشہ رض نے روایت کی ہو کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہو ما من عمل آدمی یوم النحر احب الی اللہ عزوجل من ہراقۃ دما وانہا تاتی یوم القیامۃ بقرونہا واظلافہا وان الدم نفع من اللہ عزوجل بمکان قبل ان نفع بالارض فطیبوا بہ نفسا اور ایک حدیث مین ارشاد فرمایا لکم بکل صوفۃ من جلدہا حسنۃ وکل قطرۃ من دمہا حسنۃ وانہا لتوضع فی المیزان فابشروا ادب دہم یہ ہو کہ جو کچھ زاد وہ وسے اور ہدی مین خرچ کرے اُس سے دل مین خوش ہو اسیطرح اگر کچھ نقصان یا مصیبت مالی خواہ بدنی پہونچے تو اُس سے دل خوش رہے کہ یہ علامتین حج کے قبول ہونے کی ہین اسلیے کہ راہ حج مین مصیبت ہونی ایسی ہو جیسے راہ خدا مین ایک درم دینے سے سات سو کے برابر ہوتا ہو اسطریق مین سختی کا ہونا بمنزلہ جہاد کے راہ مین سختی پہونچنے کے ہو کہ جو ایذا اور نقصان پہونچے سب مین ثواب ہوتا ہو اور اللہ تعالیٰ کے یہان اُنمین سے کوئی تلف نہین ہوتی۔ اور کہتے ہین کہ قبول حج کی علامات مین سے یہ بھی ہو کہ جو گناہ پیشتر کرتا تھا اُنکو چھوڑ دے اور نکمے یارون کے بدلے مین نیکبختون سے بھائی چارہ کرے اور کھیل اور غفلت کی مجلسون کے عوض ذکر اور ہوشیاری کے مجالس اختیار کرے۔

## دوسرا بیان اعمال باطنی کے ذکر مین اور نیت مین اخلاص کی صورت اور مقامات متبرکہ سے عبرت حاصل کرنے کے طریق مین اور اس بات مین کہ

شروع حج سے آخر تک اعمال کے اندر فکر کرنا اور اُنکے اسرار و معانی کہ یاد کرنا کسطرح چاہیے۔ واضح ہو کہ حج مین سب سے اول یہ سمجھنا ہے کہ دین مین اسکا رتبہ کیا ہی پھر اُسکی طرف شوق کا ہونا پھر ارادہ کرنا پھر جو حج کے موانع ہین اُنکو برطرف کرنا پھر احرام کا کپڑا مول لینا پھر توشہ کا خریدنا پھر سواری کا کرایہ کرنا پھر اپنے وطن سے باہر ہونا پھر جنگل مین چلنا پھر میقات پر سے لبیک کے ساتھ احرام باندھنا پھر مکہ مین داخل ہونا پھر بموجب بیان گذشتہ افعال حج کو پورا کرنا ہی اور ان باتون مین سے ہر ایک مین یاد کرنے والے کے لیے تذکرہ ہی اور عبرت حاصل کرنے والے کے لیے عبرت ہی اور مرید صادق کے واسطے تنبیہ اور دانا آدمی کے لیے تعریف اور اشارہ ہی اب ہم انکی کلیدون کی طرف اشارہ کرتے ہین کہ جب اُنکا دروازہ کھلجاویگا اور اُسکے اسباب معلوم ہو جاوینگے تو ہر ایک حاجی کو بقدر اُسکے دل کی صفائی اور باطن کی طہارت اور فہم کی کثرت کے اُنکے اسرار معلوم ہو جاوینگے اب ہر ایک کو بتفصیل سننا چاہیے **فہم** جاننا چاہیے کہ جبتک آدمی شہوات سے پاک نہو اور ضروری چیزون پر اکتفا کر کے لذات سے باز نہ رہے اور تمام حرکات و سکنات مین خاص اللہ تعہ کے لیے نہو رہے تب تک خدا تعالے تک اُسکی رسائی نہین ہو سکتی اور اسی وجہ سے پہلے ملتون کے لوگ خلق سے تنہا ہو کر راہب ہو گئے اور پہاڑون کی چوٹیون پر جا رہے اور خدا تعالے کے ساتھ انس حاصل کرنے کو خلق سے وحشت اختیار کی اور اُسی کی خاطر موجود لذتون کو چھوڑ کر آخرت کی طمع مین اپنی نفسون پر سخت مجاہدے لازم کیے اور خداے تعالےٰ نے قرآن مجید مین اُنکی ثنا فرمائی چنانچہ ارشاد ہی ذٰلک بان منھم قسیسین و رھبانا و انھم لا یستکبرون پس جب یہ بات پُرانی پڑ گئی اور خلق شہوات کی پیروی پر متوجہ ہوئی اور عبادت الٰہی کے لیے خاص ہو رہنے کو چھوڑ کر عبادت مین سستی اختیار کی تب اللہ تعہ نے اپنے نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طریق آخرت کے زندہ کرنے اور پہلے رسولون کے طریقہ پر چلنے کی تجدید کے لیے مبعوث فرمایا ملتون کے لوگون نے آپ سے رہبانیت اور سیاحت کا حال پوچھا کہ آپ کے دین مین ہین یا نہین آپنے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اُن دونون کے عوض ہمکو دو چیزین بدل دین یعنی جہاد اور بلندی پر تکبیر کہنا جس سے مراد حج ہی۔ اور سائحین کو جو کسی نے آپ سے پوچھا تو فرمایا کہ وہ لوگ روزہ دار ہین۔ غرضکہ خداے تعالےٰ نے اس امت پر انعام فرمایا کہ حج کو اُنکے لیے رہبانیت کر دیا پھر خانہ کعبہ کو کتنے شرف عنایت فرمائے کہ اُسکو اپنی ذات پاک کی طرف منسوب کیا اور اپنے بندون کا مقصود اُسکو ٹھہرایا اور اُسکے گرد کی زمین کو اُسکی عظمت اور شان کے لیے حرم بنایا اور عرفات کو ایسا کر دیا جیسے حرم کے سامنے میدان ہوتا ہی پھر اُس جگہہ کی حرمت کی تاکید زیادہ کی کہ اُسکے شکار اور درخت کو حرام کر دیا اور اُسکو ایسا بنا دیا جیسے بادشاہون کا دربار ہوتا ہی کہ زیارت کرنے والے دور دور دراز راہون سے ژولیدہ مو غبار آلود رب البیت کے لیے انکسار کرنے اور اُسکے جلال و عزت کے سامنے خضوع و خشوع سے دبتے چلے آوین اور باوجود اسکے اس بات کے مقر ہون کہ اللہ تعہ اس امر سے منزہ ہی کہ کوئی گھر اُسکو گھیرے یا کوئی شہر اُسکو اپنے درمیان مین لیوے تاکہ اس بات سے اُنکی غلامی اور بندگی بڑھ جاوے اور فرمانبرداری اور انقیاد کامل تر ہو جاوے اور اسی لیے بندون پر حج مین وہ اعمال مقرر فرمائے جنکے ساتھ نفس مانوس نہون اور اُنکی وجہون کو عقلین نہ پا سکین مثلاً پتھرون پر کنکرین مارنا اور صفا مروہ کے درمیان چند بار آمد و رفت کرنا وغیرہ اور ان جیسے اعمال سے کمال غلامی اور بندگی ظاہر ہوتی ہی کیونکہ دوسرے اعمال مین کچھ نہ کچھ نفس کا حظ ہی جیسے زکوۃ مین مثلاً دہش ہی اور اُسکی علت معلوم ہی کہ بخل طبیعت مین نہ رہے اور عقل کو اُسکی طرف رغبت ہی اور روزہ مین کسر شہوت ہی جو شیطان کا آلہ ہی اور دوسرے شغلون سے باز رہ کر عبادت کے لیے فارغ ہو جانا ہی اور نماز مین سجدہ اور رکوع کرنا خدا تعالےٰ کے لیے تواضع کی صورت کے افعال کرنے سے انکسار کرتا ہی اور اللہ تعہ کی تعظیم سے نفسون کو اُنس ہوتا ہی مگر سعی کی پھیرون اور کنکرون کے پھینکنے اور دوسرے اسیطرح کے اعمال مین نہ تو نفس کو کچھ حظ ہی نہ طبیعت کو اُنسے اُنس ہی نہ عقل اُنکی وجہون کی طرف راہ پاتی ہی اسصورت مین اُن اعمال کی بجا آوری کا باعث بجز تعمیل ارشاد اور کچھ نہین کہ امر واجب الاتباع ہی اُسکا ماننا چاہیے اس باب مین عقل کا تصرف بالاے طاق ہو جاتا ہی اور نفس و طبیعت کو اُنکے اُنس کے محل سے پھیرنا پڑتا ہی کیونکہ جتنی چیزون کے معانی عقل سمجھ جاتی ہی تو اُنکی طرف کچھ ایک طبیعت کی رغبت ہوتی ہی اور یہی رغبت اس امر پر مددگار اور اُسکی تعمیل پر اُبھارتی ہی اسیوجہ سے ایسے اوامر کی بجا آوری سے کمال غلامی اور اطاعت ظاہر نہین ہوتی کہ لگاو میل طبیعت کا بھی رہتا ہی

اور یہین وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص حج کے باب مین ارشاد فرمایا تھا لبیک بحجۃ حقا تعبدا و رقا اور یہ الفاظ نماز اور روزہ وغیرہ مین ارشاد نہ فرمائے اور از انجا کہ خواہش حکمت الٰہی کی یہ ہوئی کہ خلق کی نجات کو انکے ایسے اعمال سے وابستہ کرے جو انکی طبیعتون کے خلاف ہون اور یہ کہ نجات کی باگ شرع کے اختیار مین رہے تاکہ اپنے اعمال مین انقیاد کے طریق اور عبادت کی مقتضا پر تردد کرین اسی سبب سے ضرور ہوا کہ جن اعمال کی معانی پر عقلون کو راہ نہین ملتی وہ تزکیہ نفوس کے باب مین سب عبادتون مین سے کامل تر ہون کیونکہ نفسون کو مقتضائے طبع اور اخلاق سے پھیر نا غلامی کا منتا ہی اور تمکو یہ معلوم ہو چکا تو اب سمجھ جاوگے کہ ان افعال عجیب سے نفسون کا تعجب کرنا اسی سبب سے پیدا ہوا کہ انکو عبادات کے اسرار سے غفلت ہی اور اسقدر بیان کرنا اصل حج کے سمجھانے کے لیے انشاء اللہ کافی ہی اور شوق اس بات کے سمجھنے اور ٹھان لینے کے بعد ابھرتا ہی کہ گھر خدای عزوجل کا ہی اور اُسنے اُسکو بادشاہی دربار کی طرح بنایا ہی تو جو اس دربار کا قصد کرتا ہی وہ خداوند کریم کا قصد اور زیارت کرتا ہی اور جو شخص دنیا مین اس گھر کا قصد کرتا ہی شایان ہی کہ اُسکی زیارت ضائع نہو اور مقصود زیارت یعنی دیکھنا دیدار الٰہی کا میعاد معین مین نصیب ہو اسوجہ سے کہ دنیا مین آنکھ کو بوجہ قصور اور فنا کے یہ استعداد نہین کہ دیدار الٰہی کے نور کو قبول کرے اور اُسکی تاب لا سکے اور آخرت مین اُسکو بقا کی مدد ملیگی اور تغیر و فنا سے محفوظ رہیگی اسلیے استعداد نظر اور دیدار کی ہو جاویگی لیکن تاہم بوجہ خانہ کعبہ کے قصد کرنے اور اُسکی طرف دیکھنے کے بموجب وعدہ خداوند کریم کے اُسکو استحقاق رب البیت کے دیدار کا ہو جاویگا اب ظاہر ہی کہ شوق دیدار الٰہی اُسکے سبب کا یعنے دیدار کعبہ کا شائق کر دیگا علاوہ ازین عاشق کو معشوق کی طرف منسوب چیز کی رغبت ہوا ہی کرتی ہی اور کعبہ خدا یتعالے کی طرف منسوب ہی تو بالضرور آدمی کو صرف اسی نسبت کے لحاظ سے اُسکا مشتاق ہونا چاہیے اور ثواب کثیر موعود کے حاصل کرنے کو قطع نظر کرنا چاہیے اور ارادہ کے باب مین یہ جانے کہ مین نے اپنے گھر والون اور وطن کے جدا ہونیکا اور شہوات اور لذات علیحدہ رہنے کا قصد اس غرض سے کیا ہی کہ زیارت خانہ کعبہ کی طرف متوجہ ہون پس اپنے دل مین خانہ کعبہ اور رب البیت کی قدر بہت بڑی سمجھے اور یہ جانے کہ مین نے ایک بڑے رفیع الشان امر کا ارادہ کیا ہی جسکا معاملہ خطرناک ہی اور جو کوئی بڑی بات کا طالب ہوتا ہی وہ بڑے خطرے مین پڑتا ہی اور چاہیے کہ اپنے ارادہ کو خالص اللہ تعم کے لیے کر دے اور ریا اور شہرت سے دور رکھے اور خوب دل مین ٹھان لے کہ ارادہ اور عمل مین سے بجز خالص کے اور مقبول نہو گا اور نہایت لغو اور بری بات ہی کہ آدمی قصد تو بادشاہ کے گھر اور حرم کا کرے اور مقصود اُسکے سوا دوسرا ہو اسلیے اپنے دل مین ارادہ کو اخلاص کے ساتھ درست کر لینا چاہیے اور اخلاص کی صورت یہ ہی کہ جن باتون مین ریا اور شہرت ہو اُنسے کنارہ کرے پس ضرور ہوا کہ جو چیز اعلے اور بہتر ہی اُسکو ادنی سے بدلنے سے احتراز کرے اور قطع علائق کے معنے یہ ہین کہ حقوق حقدارون کے حوالہ کرے اور سب گناہون سے توبہ خالص خدا یتعالے کے لیے کرے اسلیے کہ جو مظلمہ ہی وہ ایک علاقہ ہی اور ہر ایک علاقہ ایسا ہی جیسے کوئی قرضخواہ موجود ہی اور گریبان پکڑ یون کہتا ہو کہ تو کہان جاتا ہی کیا شاہنشاہ کے گھر کا ارادہ رکھتا ہی حالانکہ اُسکے امر کو اپنے گھر مین بجا نہین لاتا اُسکو حقیر جانتا ہی کہ تعمیل نہین کرتا کیا تجھے شرم نہین آتی کہ اُسکے سامنے بندہ گنہگار کی طرح جاتا ہی تاکہ تجھے ہٹا دے اور قبول نہ کرے اگر تجھے اپنی زیارت کے قبول ہونے کی رغبت ہی تو اُسکے حکم کی تعمیل کر اور حقوق جو ظلم سے لیے ہون واپس کر اور اول سب گناہون سے توبہ کر اور اپنے دل کا علاقہ اور طرف التفات کرنے سے قطع کر تاکہ تو اُسکی طرف اپنے دل کے چہرے سے متوجہ ہو جسطرح کہ ظاہر حال سے تو اُسکے گھر کا متوجہ ہی اور اگر تو ایسا نہ کریگا تو اپنے سفر سے تجکو بجز اسکے کہ ابتدا مین رنج اور مشقت ہو اور انجام کو مردود ہونا اور نکالا جانا نصیب ہو اور کچھ حصول نہو گا۔ اور وطن سے علاقہ کو ایسی طرح منقطع کرے جیسے کوئی وہان سے اُٹھا جاتا ہو اور فرض کر لے کہ پھر لوٹ کر نہ آونگا اور اپنے اہل و فرزند کے لیے وصیت لکھدے کہ مسافر اور مال اور جان خطر پر ہوتا ہی [illegible] بجز اُس شخص کے کہ خدا بچاوے اور سفر حج کرنے کے لیے علاقون کو قطع کرتے وقت یہ یاد کرے کہ سفر آخرت کے لیے بھی اسیطرح علاقے چھوٹ جاوینگے اسلیے کہ یہ سفر عنقریب آگے چلا آتا ہی اور سفر حج مین جو کچھ کرے اُس سے سفر آخرت کی آسانی کی طمع کرے کہ قرارگاہ اور بازگشت وہی ہی اسی لیے چاہیے کہ سفر حج کی تیاری کرنے مین سفر آخرت کو نہ بھولے اور توشہ کو حلال جگہ سے ڈھونڈھنا چاہیے۔ اور

جب اپنے نفس مین یہ خواہش پاوے کہ کسیطرح خرچ بہت سا ہو اور باوجود سفر دور و دراز کے بچ رہے اور منزل مقصود تک پہونچنے سے پیشتر اسمین خرابی اور تبدیل نہو تو چاہیے کہ یاد کرے کہ سفر آخرت اس سفر کی نسبت کہین دراز ہی اور اسکا توشہ تقویٰ ہی اور تقویٰ کے سوا جس چیز کو توشہ جانتا ہی وہ مرنے کے وقت سب پیچھے رہ جاویگا اور اُس سے دغا کریگا جیسے پکا کھانا تازہ کہ سفر کے پہلے ہی منزل مین سڑ جاتا ہی اور پھر بھوک کے وقت آدمی حیران اور محتاج رہجاتا ہی کہ کوئی تدبیر نہین بن پڑتی تو اسلیے ضرور ہوا کہ اس بات سے ڈرے کہ کہین ایسا نہو کہ اعمال جو آخرت کا توشہ ہین موت کے بعد اپنے ساتھ نہ رہین اور ریا اور شہرت کی آمیزش اور قصور کی کدورت سے خراب ہو جاوین۔ **اور سواری** جسوقت سامنے آوے اُسوقت اپنے دل مین خدا تعالیٰ کی نعمت کا شکر کرے کہ چوپایون کو ہمارا مسخر کر دیا کہ ہمکو تکلیف نہو اور مشقت ہلکی ہو جاوے اور یہ یاد کرے کہ دار آخرت کی سواری بھی ایک روز اسیطرح سامنے آجاویگی یعنے جنازہ کی تیاری ہوگی کہ اُسپر سوار ہو کر دار آخرت کا کوچ کرنا پڑیگا۔ غرضکہ حج کا حال کچھ ایک مشابہ سفر آخرت کے ہی تو ضرور نظر کرلینا چاہیے کہ حج کی سواری پر سفر کرنا اس قابل ہی کہ سفر آخرت کی سواری کا توشہ ہو سکے کیونکہ سفر آخرت آدمی سے بہت ہی قریب ہی کیا معلوم ہی کہ موت قریب ہی اور اونٹ کی سواری سے پیشتر تابوت پر سوار ہو جاوے اور تابوت کی سواری یقیناً ہوگی اور سامان سفر کا مہیا ہو جانا مشکوک امر ہی تو مشکوک سفر مین احتیاط کرنا اور توشہ اور سواری سے مدد لینی اور یقینی سفر سے غافل رہنا کب زیبا ہی **اور احرام** کے دونون چادرون کے خریدنے کے وقت اپنے کفن کو اور اسمین اپنے لپٹنے کو یاد کرے کیونکہ احرام کی چادر اور تہہ تو اُسوقت باندھیگا کہ خانہ کعبہ کے نزدیک ہوگا اور کیا عجب ہی کہ یہ سفر پورا نہو اور خدا تعالیٰ سے ملاقات کفن مین لپٹے ہوئے ہووے بیشک ہی تو جسطرح کہ خدا تعالیٰ کے گھر کی زیارت بدون مخالف لباس اور ہیئت معمولی کے نہین ہوتی اسیطرح خدا تعالیٰ کی زیارت بھی مرنے کے بعد بجز اس صورت کے نہوگی کہ دنیا کے لباس کے مخالف لباس ہو اور احرام کا کپڑا کفن کے کپڑے کے مشابہ بھی ہی کہ سیا ہوا نہ وہ ہو اور نہ یہ **اور شہر سے نکلنے** مین یہ جانے کہ مین اپنے اہل و وطن سے جدا ہو کر ایسے سفر مین خدا تعالیٰ کیطرف متوجہ ہوتا ہون جو دنیا کے سفرون کے مشابہ نہین تو اُسوقت اپنے دلمین یہ سوچنا چاہیے کہ مین کیا ارادہ کرتا ہون اور کہان جاتا ہون اور کسکی زیارت کو متوجہ ہوتا ہون اور یہ سمجھے کہ مین شاہنشاہ کیطرف اُسکی زیارت کرنے والون کے زمرہ مین متوجہ ہون جو ندا کے ساتھ حاضر ہوئے اور جنکو شوق دلایا گیا تو مشتاق ہوگئے اور جنکو جانے کا حکم ہوا تو علاقون کو قطع کر اور خلقت کو چھوڑ خدا تعالیٰ کے گھر کی طرف جسکی شان عظیم اور قدر رفیع اور امر فخیم ہی متوجہ ہوئے تاکہ رب البیت کی زیارت نہ ہونے کے عوض اُسکے گھر کی زیارت سے دل بہلاوین یہانتک کہ اُنکو اُنکی منتہاے آرزو میسر ہو اور اپنے مولے کے دیدار سے اپنی مراد پاوین اور اپنے دل مین توقع رسائی اور قبول کی کرے نہ اسطرح کہ اپنے اعمال پر بھروسا ہو کہ ہم اتنی دور سے گھر بار چھوڑ کر آتے مین بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسا کرے اور چونکہ اُسنے اپنے گھر کے زیارت کرنے والون کے حق مین وعدہ فرمایا ہی تو توقع کرے کہ وہ اپنے وعدہ کو سچا کریگا اور یہ توقع کرے کہ اگر مین کہ خانہ کعبہ تک نہ پہونچا اور اثناء راہ ہی مین طعمہ اجل ہوا تو خدا تعالیٰ سے ملاقات اُسی حال مین ہوگی کہ اُسکے پاس جا رہا ہون کیونکہ وہ خود فرماتا ہی ومن یخرج من بیتہ مہاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ **اور جنگل** مین گھسکر میقات تک گھاٹیون کے دیکھنے مین وہ احوال یاد کرے جو موت کے باعث دنیا سے نکلکر میقات قیامت تک ہونگے اُسکے ہر ایک حال کو اُسکے ہر کیفیت سے مناسبت کرے مثلاً رہزنون کی دہشت سے منکر نکیر کے سوال کی دہشت یاد کرے اور جنگل کے درندون سے قبر کے سانپ بچھو اور کیڑے دھیان کرے اور اپنے گھر بار اور اقارب سے علیحدہ ہونے سے قبر کی وحشت اور سختی اور تنہائی سوچے غرضکہ اپنے اعمال اور اقوال مین جو خوف کرے اُسکو قبر کے خوفون کے لیے توشہ کرلے۔ **اور میقات** پر احرام اور لبیک کہنے سے یہ جانے کہ لبیک کے معنے یہ ہین کہ خدا تعالیٰ کی پکار پر یہ کہنا کہ مین حاضر ہون تو اُسوقت یہ توقع کرے کہ یہ جواب مقبول ہوا اور خوف کرے کہ کہین یہ نہ کہدیا جاوے کہ لالبیک ولاسعدیک اسلیے ضرور ہوا کہ خوف و رجا کے درمیان متردد رہے اور اپنی تاب و طاقت سے علیحدہ ہو جاوے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر تکیہ رکھے اسلیے کہ لبیک کہنے کا وقت ہی حج کا شروع ہوا اور وہ خطرہ کی جگہ ہی۔ سفیان بن عیینہ کہتے ہین کہ ایکبار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے حج کیا جب آپ نے احرام باندھا اور سواری پر چڑھ بیٹھے تو رنگ زرد ہو گیا اور لرزہ تمام بدن پر آگیا اتنی طاقت نہوئی کہ لبیک کہین کسی نے پوچھا کہ آپ لبیک کیون نہین کہتے فرمایا کہ ڈرتا ہون کہ کہین مجکو یون نہ کہا جاوے لالبیک ولاسعدیک پھر جب آپ نے لبیک کہا

ترجمہ اور جو کوئی نکلے اپنے گھر سے وطن چھوڑ کر اللہ اور رسول کی طرف پھر آ پکڑے اس کو موت [illegible]

تو بیہوش ہو کر سواری پر سے گر گئے اور حج کے پورا کرنے تک یہی کیفیت آپ کی رہی۔ اور احمد بن ابی الحواری کہتے ہین کہ مین ابو سلیمان درانی کے ساتھ تھا جب اُنھون نے احرام باندھا تو ایک میل تک اُسی طرح چلے آئے اور لبیک نہ کہا پھر اُنکو غش آگیا اور افاقہ کے بعد فرمایا کہ ای احمد اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ بنی اسرائیل کے ظالمون سے کہدو کہ میرا ذکر کم کرین کیونکہ اُن مین سے جو مجھکو یاد کرتا ہی مین اُسکو لعنت کے ساتھ ذکر کرتا ہون ای احمد مین نے ایسا سنا ہی کہ جو شخص بوجہ ناجائز حج کرتا ہی اور لبیک کہتا ہی تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہی لا لبیک ولا سعدیک حتی ترد ما فی یدیک[1] تو ہم بھی بیخوف نہین اس سے کہ کہین ہمکو یہی نہ کہا جاوے اور لبیک کہنے والا جب میقات مین لبیک پکار کر کہے اس غرض سے کہ خدا تعالےٰ کی پکار کا جواب دیتا ہون کہ اُسنے فرمایا کہ واذن فی الناس بالحج[2] تو دھیان کرے کہ صور کے پھکنے سے لوگ اسیطرح پکارے جاوینگے اور قبرون سے اُٹھکر میدان قیامت مین جمع ہونگے اور اللہ تعالیٰ کی پکار کا جواب دینگے اور انکی بہت سی قسمین ہونگی کوئی مقرب ہونگے کسی پر غصہ ہوگا بعضے مقبول ہونگے اور بعضے مردود اور ابتدا مین خوف و رجا کے درمیان متردد ہونگے جیسے میقات مین حاجیون کو تردد ہوتا ہی کہ معلوم نہین حج کا پورا کرنا اور اُسکا مقبول ہونا میسر ہوگا کہ نہین اور مکہ مین داخل ہونے کے وقت یہ دھیان کرے کہ اب حرم مامون مین پہونچ گیا اور خداے تعالےٰ سے توقع کرے کہ اسمین داخل ہونے کی بدولت عذاب سے محفوظ رکھیگا اور اس بات کا خوف کرے کہ مبادا قرب کا اہل اگر مین نہوا تو حرم مین آنے سے گناہگار مستحق غصب ٹھہرونگا مگر سب وقتون مین رجا غالب ہونی چاہیے کہ اُسکا کرم عام ہی اور خانہ کعبہ کی شرافت نہایت بڑی اور آنے والے کے حق کی رعایت کیا ہی کرتے ہین اور پناہ مانگنے والے اور دُہائی دینے والے کی حرمت تلف نہین کیا کرتے اور کعبہ پر نظر کرنے کے وقت اُسکی عظمت دل مین حاضر کرے اور فرض کرے کہ گویا رب البیت کو دیکھ رہا ہی اور توقع کرے کہ خداے تعالےٰ نے جسطرح اپنے بیت عظیم کا دیکھنا روزی کیا ہی اُسیطرح اپنی ذات پاک کی طرف دیکھنا نصیب کریگا اور اللہ تعالےٰ کا شکر کرے کہ اُسنے ایسے مرتبہ پر پہونچایا اور اپنے پاس آنے والون کے زمرہ مین داخل فرمایا اور اُسوقت یہ بھی دھیان کرے کہ قیامت مین سب لوگ جنت کی طرف بتوقع اُسمین داخل ہونے کے اسیطرح جھکینگے پھر اُنکے دو فریق ہو جاوینگے کہ بعض کو تو اجازت اندر جانے کی ہوگی اور بعض لوٹا دیے جاوینگے جیسے حاجیون کے دو فریق ہین کہ بعض کا حج مقبول ہی اور بعض کا نامنظور۔ اور جو احوال حج مین پیش آوے اُسکو دیکھکر امور آخرت کی یاد سے غفلت نہ کرنی چاہیے اسلیے کہ حاجیون کے سب حالات پر آخرت کے حالات دلالت کرتے ہین اور کعبہ کے طواف کو نماز تصور کرنا چاہیے اسی لیے دل مین طواف کے وقت تعظیم اور خوف اور رجا اور محبت کو اسطرح حاضر کرنا چاہیے جیسا کہ باب اسرار الصلوۃ مین ہم مفصل لکھ آئے ہین۔ واضح ہو کہ آدمی طواف کی جہت سے اُن مقرب فرشتون کے مشابہ ہو جاتا ہی جو عرش کے گرد جمع ہو کر طواف کرتے ہین۔ اور تم یہ مت خیال کرنا کہ طواف سے مقصود یہ ہی کہ جسم خانہ کعبہ کا طواف کرے بلکہ مقصود یہ ہی کہ آدمی کا ذکر دل رب البیت کا طواف کرے یہانتک کہ ذکر کا آغاز اور انجام اُسی پر ہو جیسے طواف کی ابتدا اور انتہا بیت پر ہوتی ہی۔ اور جاننا چاہیے کہ عمدہ طواف دل کا طواف گرد حضرت الوہیت کے ہی اور خانہ کعبہ عالم ظاہری مین اُس دربار کا نمونہ ہی کیونکہ وہ عالم باطنی مین ہی اور آنکھ سے محسوس نہین ہوتا جیسے عالم ظاہری مین بدن دل کا نمونہ ہی کہ دل عالم غیب مین ہی اور آنکھ سے نہین محسوس ہوتا اور یہ بھی جان کو کہ عالم ظاہری عالم غیب کا زینہ ہی اُس شخص کے حق مین کہ اللہ تعالےٰ یہ دروازہ اُسکے لیے کھول دے اور اسی بات کی طرف اشارہ ہی اس قول مین کہ بیت المعمور آسمان مین کعبہ کے مقابل ہے اور فرشتے اُسکا طواف اسیطرح کرتے ہین جیسے انسان کعبہ کا طواف کرتے ہین۔ اور چونکہ اکثر خلق کا رتبہ اس جیسے طواف سے قاصر ہی لہذا اپنے مقدور بھر اُن فرشتون کی مشابہت کے لیے اُنکو حکم ہوا اور وعدہ اُنسے ہوگیا کہ جو کوئی کسی قوم سے مشابہت کرے وہ اُنھین مین سے ہوگا[3] اور جو شخص فرشتون کے سے طواف پر قادر ہی تو وہ ایسا شخص ہی کہ کہ سکتے ہین کہ کعبہ اُسکی زیارت اور طواف کرتا ہی چنانچہ بعض مکاشفہ والون نے بعض اولیاء اللہ کا حال ایسا ہی دیکھا ہی اور حجر اسود کو بوسہ دینے کے وقت یہ اعتقاد کرے کہ اللہ تعالےٰ سے اُسکی طاعت پر بیعت کرتا ہون اور اب ارادہ پختہ کرے کہ اس عہد کو پورا کرونگا کیونکہ جو شخص بیعت مین دغا کرتا ہی مستحق غضب ہوتا ہی

[1] نہ لبیک تیرا معتبر ہے اور نہ سعدیک جب تک کہ تو وہ چیز شانہ دیوے جو دوسرون کی تیرے قبضہ مین ہی ۱۲ [2] اور پکار دے لوگون کو حج کے واسطے ۱۲ م [3] ابوداؤد بروایت ابن عمر رض ۱۲

حضرت ابن عباس رضنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہو کہ آپ نے فرمایا الحجر الاسود یمین اللہ عزوجل فے الارض یصافح بہا خلقہ کما یصافح والرجل اخاہ اور پردہ کعبہ کو پکڑنے اور ملتزم سے چمٹنے کے وقت یہ نیت کرے کہ بیت اور رب البیت کی محبت اور شوق مین قرب کا طالب ہون اور بدن کے لگنے کو برکت جانے اور یہ توقع کرے کہ جو عضو بدن کعبہ سے ملجاویگا وہ آگ سے محفوظ رہیگا اور پردہ پکڑنے مین یہ نیت ہو کہ طلب مغفرت اور درخواست امان مین الحاح کرتا ہون جیسے کوئی خطاوار جسکا قصور کرتا ہو اُسکے دامن مین لپٹا ہو اور عفو قصور کے لیے اُسکے سامنے انکسار کرتا ہو اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ میرا ملجا اور ماوا بجز تیرے اور کہین نہین اور بدون تیرے کرم اور عفو کے اور کہین ٹھکانا نہین اور اب مین تیرا دامن نہ چھوڑونگا جبتک کہ خطا معاف نہ کردے اور آیندہ کو دامن نہ دے دے **اور سعی** صفا اور مروہ کے درمیان خانہ کعبہ کے چوک کے اندر ایسی ہو کہ جیسے غلام بادشاہ کے محل کے چوک مین باربار آتا جاتا ہو اس نظر سے کہ خدمت مین اپنا خلوص ظاہر کرے اور اس امید سے کہ نظر رحمت سے سرفراز ہووے یا جیسے کوئی بادشاہ کے پاس داخل ہوا اور پھر باہر نکلے اور نہ جانتا ہو کہ بادشاہ میرے باب مین کیا حکم کریگا منظور فرماویگا یا نامنظور تو دربار کے چوک مین باربار آتا جاتا ہو اس امید سے کہ اول دفعہ مین اگر رحم نہ کریگا تو دوسری بار مین مرحمت فرماویگا ؎ سحر ہوسے دو بامداد گر آید کسے بخدمت شاہ ؎ سوم ہر آئینہ در وے کند بہ لطف نگاہ ✦ اور صفا اور مروہ کے درمیان آمد و رفت کرنے کے وقت یہ خیال کرے کہ میدان قیامت مین میزان کے دونون پلون کے بیچ مین اسیطرح پھرنا ہو گا صفا کو حسنات کا پلہ سمجھ لے اور مروہ کو برائیون کا اور پھر خیال کرے کہ دونون پلون کے درمیان اسیطرح آنا جانا ہو گا کہ دیکھیے کونسا پلہ غالب رہتا ہو اور کونسا مغلوب اور عذاب اور مغفرت مین تردد ہو گا کہ کسکا مستحق ہوتا ہون **اور عرفات** پر ٹھہرنے مین جب لوگون کا اژدحام اور آوازون کا بلند ہونا اور زبانون کا اختلاف اور مشاعر کی آمد و رفت مین ہر ایک فرقہ کا اپنے اپنے امامون کے قدم بہ قدم چلنا نظر پڑے تو یہ یاد کرے کہ میدان قیامت مین بھی تمام امتین مع انبیا کے اسی طرح اکٹھی ہونگی اور ہر امت اپنے نبی کی پیروی کرے گی اور انبیا کی شفاعت کی طمع کرینگی اور اس میدان مین قبولیت اور عدم قبولیت کے باب مین حیران رہینگی اور جب آدمی کو عرفہ مین یہ خیال گذرے تو چاہیے کہ اپنے دل کو انکسار اور اللہ کی طرف رجوع کرنا لازم کردے تاکہ فلاح والون اور مرحوم فرقہ کے ساتھ حشر ہو۔ اور اس جگہ اپنی رجا کو قبول ہی سمجھے کیونکہ یہ میدان شریف ہو اور رحمت الٰہی دربار جلال سے تمام خلق پر نازل ہوتی ہو اور اُسکے آنے کا ذریعہ دلہاے عزیز زمین کے اوتادون کے ہوتے ہین اور یہ میدان ابدال اور اوتاد کے گروہ سے کبھی خالی نہین رہتا اور صالحین کے گروہ بھی اسمین ضرور ہوتے ہین پس جب ان لوگون کی ہمتین جمع ہو کر اُنکے دل انکسار و زاری کرتے ہین اور ہاتھ اللہ تعالیٰ کی طرف پھیلاتے ہین اور گردنین اُسکی طرف کو کھینچتی ہین اور ایک ہمت کے ساتھ طلب رحمت کے لیے آسمان کی طرف نگاہ کرتے ہین تو پھر یہ گمان مت کرنا کہ وہ اپنی امید مین محروم رہین اور اُنکی کوشش بیکار جاوے بلکہ اُنپر وہ رحمت نازل ہوتی ہو کہ سب کو ڈھانپ لے اور اسیواسطے کہتے ہین کہ بہت بڑا گناہ یہ ہو کہ آدمی عرفات مین موجود ہو کر یہ گمان کرے کہ خداے تعالے نے میری مغفرت نہین کی اور حج کا راز اور غایت مقصود بھی ہو کہ ہمتون کا اجتماع ہو اور جو ابدال و اوتاد کہ شہرون کے اطراف سے مجتمع ہوتے ہین اُنکے پاس ہونے کے سبب جمع ہمت مین سہارا لیلے۔ غرضکہ رحمت الٰہی کے اُتارنے کا طریق اسکے برابر اور کوئی نہین کہ ہمتین اکٹھی ہون اور ایک وقت مین ایک زمین پر دل ایک دوسرے کی مدد کرین اور کنکرون کے پھینکنے مین یہ قصد کرے کہ غلامی اور بندگی کے ظاہر کرنے کے لیے امر کی طاعت کرتا ہون اور صرف تعمیل ارشاد کے لیے اُٹھتا ہون بدون اسکے کہ اس فعل مین کچھ عقل اور نفس کا حظ ہو پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مشابہت کا قصد کرے کہ اس مقام پر آپ کو شیطان مردود ظاہر ہوا تھا تاکہ آپ کی حج مین کچھ شبہہ ڈالدے یا کسی معصیت مین مبتلا آپ کو اللہ تعالے نے حکم فرمایا کہ اسکے دفع کرنے کو اور اُسکی امید منقطع کرنے کو اُسکے کنکر مارو۔ اب اگر

ح الحجر الاسود یمین اللہ عزوجل [illegible] عبداللہ بن عمر ۱۲

یہ کہو کہ حضرت ابراہیم پر تو شیطان ظاہر ہوا تھا اور آپ نے اسکو دیکھا تھا اسلیے اسکو مارا تھا اور ہمکو تو شیطان ظاہر ہوتا نہین پھر کنکرون کے مارنے سے کیا غرض ہی
تو اسکا جواب یہ ہی کہ یہ شبہہ شیطان کی طرف سے ہی اور اسی نے اسکو تمھارے دل مین ڈالا ہی تاکہ تمھارا ارادہ کنکرین مارنے کا سست پڑ جاوے اور تمھارے
خیال مین یہ آوے کہ یہ فعل ایسا ہی جسمین کچھ فائدہ نہین ایک کھیل کی سی صورت ہی اسمین کیون مشغول ہوتے ہو پس خوب کوشش اور مضبوطی کے ساتھ
شیطان کو ذلیل کرنے کی نیت سے کنکرین مار کر اپنی نفس پر سے دفع کرو اور جانو کہ ہر چند ہم کنکرین بظاہر تھپر پر مارتے ہین لیکن واقع مین شیطان کے
مُنھ پر مارتے ہین اور اُسکی پیٹھ توڑتے ہین کیونکہ اُسکی ذلت اسی مین ہی کہ اللہ تعالے کے ایسے حکم کی بجا آوری کرین جسکی تعمیل مین نفس اور عقل کو کچھ حظ
نہین صرف اُسکی تعظیم ملحوظ ہی اور ہدی کے ذبح کرنے کے وقت یہ جانو کہ یہ فعل بسبب امتثال امر کے باعث تقرب ہی اسی لیے اسکو اور اُسکے اجزا کو
پورا دیکھ لینا چاہیے اور یہ توقع کرنی چاہیے کہ اللہ تعالے اسکے ہر جزو کے عوض مین ہمارے ہر جزو کو آگ سے آزاد کر دیگا کیونکہ وعدہ اسیطرح ہوا ہی پس جسقدر
ہدی بڑی ہوگی اور اُسکے اجزا بہت ہونگے اُسیقدر آگ دوزخ سے رہائی کی صورت زیادہ متصور ہی اور مدینہ منورہ کی دیوارون پر جب نگاہ پڑے
تو یہ دھیان کرنا چاہیے کہ یہ وہ شہر ہی کہ اللہ تعالے نے اسکو اپنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پسند فرمایا اور اُسکو آپ کا دار الہجرۃ بنایا یہ وہ مکان ہی جسمین
آپ نے اللہ تعالے کے فرائض اور سنن مشروع فرمائے اور اُسکے دشمن کے ساتھ جہاد کیا اور اُسکے دین کو ظاہر کیا یہانتک کہ اللہ تعالی نے آپ کو اپنی جوار رحمت
مین بلایا پھر آپ کی قبر اُسمین مقرر کی اور آپ کے دو وزیرون کی قبر جو آپ کے بعد بجا آوری حق مین رہے اُسی مین ٹھہرائی پھر اپنے دل مین تصور
باندھ لو کہ آپ کے قدم مدینہ منورہ مین چلتے پھرتے پڑتے ہونگے اور کوئی پانون رکھنے کی جگہ ایسی نہین جہان آپ کے قدم مبارک نہ آئے ہون اس خیال
کے بعد جو پانون رکھو وہ وقار اور خوف کے ساتھ رکھو اور سوچو کہ مدینہ پاک مین آپ ہر گلی کوچہ مین نکلتے ہونگے اور پھر رفتار مین آپ کی فروتنی اور
وقار کا تصور کرو اور یہ کہ اللہ تعالے نے اپنی معرفت کس درجہ کو آپ کے دل مین ودیعت رکھی تھی اور آپ کے ذکر کو کیسا اونچا کیا کہ اپنے ذکر کے ساتھ
آپ کا ذکر ملا دیا اور جو شخص آپ کی تعظیم نہ کرے گو آپ کی آواز پر اپنی آواز ہی اونچی کرنے سے کیون نہو اُسکے عمل باطل کر دیے پھر یہ دھیان کرو کہ اللہ تعم
نے اُن لوگون پر بڑا احسان کیا جنھون نے آپ کی صحبت پائی اور مشاہدہ جمال اور استماع اقوال سے سعادت حاصل کی اور اپنے حال پر نہایت افسوس
کرو کہ یہ دولت ہمکو نہ ملی اور نہ آپ کے اصحاب رضی کی صحبت نصیب ہوئی پھر یہ دھیان کرو کہ ہمکو دنیا مین تو آپ کی زیارت روزی نہوئی اور آخرت کے
دیکھنے مین شبہہ ہی شاید آپ کی زیارت نگاہ حسرت ہی سے ہو کہ اعمال بد کے باعث ہمکو قبول نہ فرماوین چنانچہ ایک حدیث مین ارشاد فرمایا ہی کہ کچھ لوگ
میرے سامنے لائے جاوینگے اور وہ کہینگے یا محمد یا محمد مین کہونگا کہ الٰہی یہ میرے اصحاب ہین حکم ہوگا کہ تمکو معلوم نہین کہ تمھارے بعد اُنھون نے کیا نیا کام کیا
تب مین کہونگا کہ الگ ہو اور دور ہو پس اگر تمنے بھی آپ کی شریعت کی توقیر نہ کی ہوگی گو ایک ہی دقیقہ مین کیون نہون تو تم بھی اس بات سے مامون نہین
ہو کہ تمھارے اور آپکے درمیان مین دوری ہو جاوے اور آپ کے طریق سے علیحدہ پڑ جاؤ اور باوجود اسکے زیادہ توقع یہی رکھو کہ اللہ تعم تمھارے اور آپکے درمیان مین
دوری نہ ڈالے کہ تمکو ایمان روزی کیا اور آپ کی زیارت کے لیے تمکو تمھارے وطن سے اُٹھا کھڑا کیا کوئی تجارت یا حظ دنیاوی تمکو مقصود نہ تھا صرف آپ کی محبت
اور آپ کے آثار شریفہ کے دیکھنے کا شوق ہوا اسلیے کہ جب آپ کا دیکھنا تمکو نصیب ہوا تو تمھارے نفس نے اسی پر قناعت کی کہ آپ کی قبر کی دیوار ہی نظر پڑ جاوے
جب خدا تعالی نے یہ سامان تمھارے لیے کر دیے تو اب اُسکی رحمت کے شایان یہی ہی کہ تمھاری طرف نظر رحمت سے دیکھے اور جب تم مسجد نبوی مین پہونچو
تو یہ دھیان کرو کہ یہ وہ جگہ ہی کہ اسکو خدا تعالی نے اپنے نبی صلعم اور مسلمانون مین سے اول اور افضل لوگون کے لیے تجویز کیا اللہ تعم کے فرائض اول اسی مقام
مین ادا ہوے یہی زمین ہی جسمین تمام مخلوق سے افضل لوگ حالت حیات مین بھی اور حالت موت مین بھی جمع ہین اسصورت مین ایسی جگہ کے داخل ہوتے ہوے
تمکو بڑی توقع کرنی چاہیے کہ اللہ تعم ہمپر رحم ہی کریگا پھر مسجد مین خشوع اور تعظیم سے داخل ہو اور یہ خطۂ پاک اسی بات کے شایان ہی کہ ہر ایماندار دل سے خشوع کا
طالب ہو چنانچہ ابو سلیمان نقل کرتے ہین کہ حضرت اویس قرنی رح نے حج کیا اور مدینہ منورہ مین داخل ہوے جب مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوے تو اُنسے لوگون
نے کہا کہ قبر شریف آنحضرت صلعم کی یہ ہی آپ سنتے ہی غش کر گئے اور جب افاقہ ہوا تو فرمایا کہ مجکو یہان سے نکالو کہ مجکو وہ شہر اچھا معلوم نہین ہوتا جسمین

محمد صلعم خاک کے اندر ہون۔ اور آنحضرت صلعم کی زیارت اُسیطرح کھڑا ہوکر کرنی چاہیے جیسے ہم لکھ آئے ہین اور آپ کی زیارت موت کے بعد اُسی طرح کرو جیسے زندگی مین کرتے اور آپ کی قبر شریف کے اتنا ہی قریب ہونا چاہیے جیسے آپ کے جسم مبارک سے حالت مین قریب ہوتے اور جسطرح کہ آپ کی زندگی مین آپ کے جسم پاک کو ہاتھ لگانے اور بوسہ دینے مین اختلاف تعظیم اور سوء ادب جانتے بلکہ دور سے کھڑے ہوے آپ کی طرف کو مائل رہتے اسیطرح اب بھی کرنا چاہیے کیونکہ زیارات کو ہاتھ لگانا اور بوسہ دینا نصاریٰ اور یہود کی عادت ہی۔ اور جان لینا چاہیے کہ آنحضرت صلعم کو تمھارے آنے اور کھڑے ہونے اور زیارت کرنے کا علم ہوتا ہی اور تمھارا درود وسلام آپ کی خدمت مبارک مین پہونچتا ہی پس زیارت کے وقت تم آپ کی صورت کریم کو یون خیال کرو کہ تمھارے سامنے لحد مین موجود ہی اور پھر اپنے دل مین آپ کے مرتبہ عظیم کو تصور کرو اور درود وسلام کا آپ کا پہونچنا اس حدیث سے ثابت ہی کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کی قبر پر ایک فرشتہ مقرر کردیا ہی وہ آپ کو آپ کی امت کے لوگون کو سلام پہونچایا کرتا ہی اور یہ بات اُس شخص کے حق مین جو آپ کی قبر شریف پر حاضر نہوا ہو تو جو شخص آپ کی زیارت کے شوق مین قبر کی زیارت پر اکتفا کرنے کے ارادہ سے وطن کو چھوڑ اور جنگلون کو طی کر حضوری مین حاضر ہوگا اُسکا سلام کیسے نہ پہونچیگا۔ اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ من صلی علیّ واحدۃً صلی اللہ علیہ عشراً تو یہ بدلہ تو صرف زبان سے درود کہنے کا ہی تو جس صورت مین کہ آپ کی زیارت کے لیے تمام بدن سے حاضر ہوا اُسکا بدلہ کیسا کچھ ہوگا پھر آنحضرت صلعم کے منبر شریف کے پاس آو اور یہ خیال کرو کہ آپ منبر پر چڑھے کھڑے ہین اور مہاجر اور انصار آپ کے گرد حلقہ کیے ہین اور آپ اُنکو اپنے خطبہ مین خدا تعالی کی طاعت پر ترغیب دلاتے ہین اور اللہ تعالےٰ سے درخواست کرو کہ قیامت مین تمھارے اور آپ کے درمیان ہین جدائی نہ کرے غرضکہ حج کے اعمال مین دل کا وظیفہ یہ ہی جو مذکور ہوا جب اعمال حج سے سب سے فارغ ہو چکے تو چاہیے کہ اپنے دل پر رنج اور خوف کا التزام کرے اور یہ کہ معلوم نہین کہ ہمارا حج مقبول ہوا اور محبوب لوگون کے زمرہ مین رہے یا حج نامنظور ہوا اور نکالے ہوون مین ملائے گئے اور یہ امر اپنے دل اور اعمال سے معلوم کرلے یعنی حج کے بعد اگر اپنے دل کو پاوے کہ دنیا سے زیادہ کنارہ کرنے لگا اور انس باللہ کی طرف زیادہ متوجہ ہوتا ہی اور اعمال شریعت کی میزان کے بموجب سنجیدہ سرزد ہوتے ہین تو قبول ہونے کا اعتماد کرنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ اُسی شخص کا حج قبول کرتا ہی جسکو دوست رکھتا ہی اور جسکو دوست رکھتا ہی اُسکا متولی ہوتا ہی اور اپنی محبت کے آثار اُسپر ظاہر کرتا ہی اور اپنے دشمن ابلیس مردود کا دباؤ اُسپر سے ہٹا دیتا ہی تو جب اسطرح کی باتین ظاہر ہونگی تو معلوم ہوگا کہ حج قبول ہوا اور اگر معاملہ بالعکس ہو تو عجب نہین کہ اس سفر سے آدمی کو بجز مشقت اور سختی کے اور کچھ وصول نہو معاذ اللہ منہا باب اسرار حج تمام ہوا اسکے بعد باب آداب تلاوت مذکور ہوگا والحمد للہ اولاً وآخراً وصلی اللہ علی عبدہ مصطفےٰ

## آٹھوان باب آداب تلاوت قرآن کے بیان مین

| | |
|---|---|
| رباعی منظور اگر تجھے ہی قرب یزدان | ترتیل سے دن رات پڑھا کر قرآن |
| دکھیہ اقرا وارتق ورتل کی حدیث | جو مرتبے قاری کے ہین تجھ پر ہون عیان |

واضح ہو کہ اللہ تعالےٰ کا بڑا احسان بندون پر یہ ہوا کہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اُنکو شرف بخشا اور اپنی کتاب منزل سے اُنکی گردنون مین طوق منت ڈالا یہ وہ کتاب ہی کہ اُسکے آگے اور پیچھے سے باطل اُسپر نہین آتا اہل فکر کو اُس سے گنجایش ہوگئی کہ اُسکے قصے اور خبرون سے عبرت حاصل کرین اور چونکہ اُسمین تفصیل احکام اور تفریق حلال وحرام کی بخوبی ہی اس نظر سے سیدھے راستے اور طریق عمدہ کا چلنا اس سے واضح ہوگیا حقیقت مین ضیا اور نور وہی ہی اور اُسی کے باعث مغالطہ سے نجات ہوتی ہی اور اُسمین ایمان وتوحید دلی کو شفا ہی جیا ردن مین سے جو اُسکے مخالف ہوا اُسکی کمر اللہ نے توڑی اور جس نے اُسکے سوا دوسری کتاب مین علم کو طلب کیا وہ حکم الٰہی سے گمراہ ہوا حبل متین اور نور مبین اور عروۂ وثقی اُسکا نام اور قلیل وکثیر اور صغیر وکبیر پر حاوی ہونا اُسکا کام نہ اُسکے عجائب وغرائب کی کوئی نہایت نہ اہل علم کے نزدیک اُسکے فوائد کی کوئی حد وغایت تلاوت والون کے نزدیک زیادہ پڑھنے سے پرانی نہین ہوتی بلکہ ہر بار لذت جدید دیتی ہے اور اولین اور آخرین کو وہی ہدایت کرتی ہی یہ وہ کتاب ہی کہ جب اُسکو جنون نے سنا تو اپنی قوم کی طرف جلد

رجوع کیا اور اسطرح انکو خبر دی فقالوا انا سمعنا قرآنا عجبا یہدی الی الرشد فآمنا بہ ولن نشرک بربنا احداً - جو اسپر ایمان لایا وہی صاحب توفیق ہی اور جو اسکا قائل ہو وہی اہل تصدیق جسنے اسپر تمسک کیا اسکو ہدایت ملی اور جسنے اسکے بموجب عمل کیا اسنے سعادت و فلاح پائی اور از انجا کہ اللہ تعالیٰ نے اسکے باب مین یہ ارشاد فرمایا انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون - اور دلون اور مصاحف مین اسکے محفوظ رہنے کا سبب روزمرہ کی تلاوت اور اسکے آداب و شروط کی رعایت اور اسمین کے اعمال باطنی اور آداب ظاہری کی محافظت ہی اسی نظر سے ان امور کا بیان کرنا ضروری ہوا چار فصلونمین یہ سب مقصود بیان ہو جائیگا

فصل اول قرآن مجید اور اسکے پڑھنے والون کی فضیلت اور اسکی تلاوت مین تصور کرنے والون کی برائی مین اس فصل مین دو بیان ہین

بیان اول قرآن مجید کی فضیلت کے ذکر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جو شخص قرآن پڑھے پھر یہ جانے کہ کسیکو مجھ سے زیادہ بلا ہوگا تو وہ اس چیز کو چھوٹا جانیگا جسکو خدا تعالیٰ نے بڑا کیا ہی اور فرمایا کہ قیامت کے روز کوئی شفیع خدا تعالیٰ کے نزدیک قرآن سے بڑھکر مرتبہ مین نہین نہ کوئی نبی ہی اور نہ فرشتہ اور نہ کوئی دوسرا شخص اور فرمایا کہ اگر بالفرض قرآن مجید چمڑے مین ہو تو اسکو آگ نہ لگیگی اور فرمایا افضل عبادۃ امتی تلاوۃ القرآن - اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے خلق کے پیدا کرنے کے ہزار برس پیشتر سورۂ طٰہٰ اور یٰس پڑھی جب فرشتون نے قرآن کو سنا تو کہا کہ وہ امت خوش نصیب ہی جسپر یہ اتریگا اور خوشحالی ہی ان دلون کو جو اسکو یاد کرینگے اور ان زبانون کو جو اسکو پڑھینگے اور فرمایا خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ - اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ جس شخص کو قرآن کا پڑھنا مجھ سے سوال کرنے اور دعا مانگنے سے روکتا ہی مین اسکو شکر گزارون کے ثواب سے بہتر عنایت کرتا ہون اور فرمایا کہ قیامت کے دن تین شخص بیشک اسود کے ٹیلون پر ہونگے نہ انکو خوف ہوگا اور نہ ان سے حساب لیا جاویگا یہان تک کہ لوگون کے درمیان کے معاملہ سے فرغت ہو انہین سے ایک وہ شخص ہی جسنے قرآن خدا تعالیٰ کی رضاجوئی کے لیے پڑھا اور لوگون کا امام ہوا اور وہ اس سے خوش رہے اور فرمایا اہل القرآن اہل اللہ خاصتہ - اور فرمایا کہ یہ دل لوہے کی طرح سے زنگ کھا جاتا ہی کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ انکی جلا کی کیا چیز ہی فرمایا کہ قرآن کی تلاوت اور موت کو یاد کرنا اور فرمایا اللہ اشد اذنا الی قاری القرآن من صاحب القینۃ قینتہ - اور آثار اس باب مین یہ ہین کہ حضرت ابوامامہ باہلی رض فرماتے ہین کہ قرآن کو پڑھو اور یہ لٹکے ہوے قرآن تمکو مغالطہ مین نہ ڈالین یعنی اسپر بس مت کرو کہ قرآن ہمارے پاس موجود ہی کہ اللہ تعالیٰ اس دل کو عذاب نہین کرتا جو قرآن کا ظرف ہو اور حضرت ابن مسعود رض نے فرمایا ہی کہ جب تم علم کا ارادہ کرو تو قرآن کو تحصیل کرو کہ اسمین اگلون پچھلون کا علم ہی اور یہ بھی انہین کا ارشاد ہی کہ قرآن کو پڑھو کہ تمکو اسکے ہر حرف پر دس نیکیون کا ثواب ملیگا اور مین یہ نہین کہتا کہ الم ایک حرف ہی بلکہ الف ایک حرف ہی اور لام دوسرا اور میم تیسرا - اور یہ بھی انکا قول ہی کہ تم مین سے جب کوئی اپنے نفس سے درخواست کرے تو قرآن ہی کی کرے اس لیے کہ اگر قرآن سے محبت رکھتا ہوگا اور قرآن اسکو اچھا معلوم ہوتا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوگا اور اگر قرآن سے بغض رکھتا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھتا ہوگا - اور عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ قرآن کی ہر ایک آیت جنت کا ایک درجہ ہی اور تمہارے گھرون کا چراغ ہی اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص قرآن پڑھتا ہی اسکے دونون پہلو مین نبوت مندرج ہو جاتی ہی اتنا فرق ہوتا ہی کہ اس پر وحی نہین آتی - اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ جس گھر مین قرآن پڑھا جاتا ہی وہ گھر کے لوگون پر وسیع ہو جاتا ہی اور اسکی خیر بہت ہو جاتی ہی اور فرشتے اسمین آتے ہین اور شیطان اس سے نکل جاتے ہین اور جس گھر مین قرآن نہین پڑھا جاتا وہ گھر والون پر تنگ ہو جاتا ہی اور اسکی خیر کم ہو جاتی ہی اور فرشتے اس مین سے چلے جاتے ہین اور شیطان آموجود ہوتے ہین - اور امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ مین نے اللہ تعالیٰ کو خواب مین دیکھا اور عرض کیا کہ الٰہی جن چیزون سے تقرب کے طالب تیرا قرب حاصل کرتے ہین ان مین سے افضل کون سی چیز ہی فرمایا کہ ای احمد سب سے افضل میرے کلام سے تقرب چاہنا ہی مین نے عرض کیا کہ الٰہی سمجھنے کے ساتھ یا بدون سمجھے حکم ہوا کہ دونون طرح سے - اور احمد محمد بن کعب قرظی نے فرمایا کہ قیامت کے روز جب آدمی قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ سے

سُنین گے تو یہ معلوم ہوگا کہ گویا پہلے کبھی نہ سُنا تھا۔ اور فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ قرآن کے حافظ کو چاہیے کہ بادشاہ سے لیکر ادنیٰ شخصون تک کسی کی طرف اُسکو حاجت نہو بلکہ خلق کے لوگ اُسکے حاجت مند ہونے چاہییں۔ اور بھی انکا قول ہے کہ جو شخص قرآن کا حافظ ہے وہ اسلام کا علم بردار ہے اُسکو چاہیے کہ لہو اور سہو اور لغو والون کے ساتھ ان امور مین مشغول نہو کہ حق قرآن کی تعظیم اسی بات کو چاہتی ہے۔ اور سفیان ثوری رح فرماتے ہین کہ جب آدمی قرآن پڑھتا ہے تو فرشتہ اُسکی دونون آنکھون کے درمیان بوسہ دیتا ہے۔ اور عمرو بن میمون کہتے ہین کہ جو شخص صبح کی نماز کے بعد قرآن کھول کر سو آیتین پڑھے اللہ تعالیٰ اُسکو تمام دنیا والون کے عمل کے برابر ثواب عنایت فرماتا ہے۔ اور مروی ہے کہ خالد بن عقبہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے سامنے قرآن پڑھیے آپ نے آیت ان اللہ یامر بالعدل والاحسان آخر تک پڑھی اُسنے عرض کیا کہ دوبارہ پڑھیے آپ نے دوبارہ پڑھی اُسنے کہا کہ اِسمین تو حلاوت اور ملاحت ہے اِسکا نیچے کا حصہ مینھ سا برستا ہے اور اوپر کا حصہ بہت ساثمرہ رکھتا ہے اور یہ آدمی کا قول نہین ہے۔ اور حضرت حسن بصری کا قول ہے کہ بخدا کہ قرآن سے بڑھکر کوئی توانگری نہین اور نہ اسکے بعد کوئی احتیاج اور فضیل رح فرماتے ہین کہ جو شخص سورۂ حشر کا آخر صبح کے وقت پڑھے اور اُس روز مر جاوے تو شہیدون کی مُہر اُسکے لیے لگیگی اور جو کوئی اُسکو شام کو پڑھے اور اُس رات مین مرے اُسکا بھی یہی حال ہے۔ اور قاسم بن عبدالرحمن کہتے ہین کہ مین نے ایک عابد سے پوچھا کہ یہان کوئی ایسا نہین جس سے تمکو انس ہو اُسنے اپنا ہاتھ قرآن مجید کی طرف بڑھا کر اُسکو اپنی گود مین رکھ لیا اور کہا کہ یہ انیس ہے اور حضرت علی رضہ ارشاد فرماتے ہین کہ تین چیزین ہین جن سے حافظہ زیادہ ہوتا ہے اور بلغم دُور کرتی ہین اوّل مسواک کرنا دوم روزہ رکھنا سوم قرآن پڑھنا۔

دوسرا بیان غافل شخصون کی تلاوت کی مذمت مین۔ حضرت انس بن مالک رضہ فرماتے ہین کہ بہت لوگ قرآن کی تلاوت کرتے ہین حالانکہ قرآن انکو لعنت کرتا ہے۔ اور میسرہ نے کہا ہے کہ بدکار آدمی کے پیٹ مین قرآن مسافر اور بیکس ہے۔ اور ابو سلیمان دارانی کہتے ہین کہ جب قرآن کے حافظ قرآن پڑھنے کے بعد خدا تعالیٰ کی نافرمانی کرین تو دوزخ کے فرشتے بُت پرستون کی نسبت ایسے ہی حافظون کو جلد پکڑینگے۔ اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ جب آدمی قرآن پڑھتا ہے پھر اَور گفتگو اُسمین ملا دیتا ہے پھر پڑھنے لگتا ہے تو اُس سے کہا جاتا ہے کہ تجکو ہمارے کلام سے کیا علاقہ۔ اور ابن رباح کا قول ہے کہ مین کلام مجید کو یاد کر کے پچتایا اسلیے کہ مین نے سُنا ہے کہ قیامت مین قرآن والون سے وہ سوال ہوگا جو انبیا علیہم السلام سے ہوگا۔ اور حضرت ابن مسعود رضہ فرماتے ہین کہ حافظ قرآن کو بہت باتون سے پہچاننا چاہیے اوّل رات کو جس وقت آدمی سوتے ہون دوم دن کو جسوقت آدمی قصور کرتے ہون سوم اُسکے غم کرنے سے آدمیون کی خوشی کے وقت چہارم اُسکے رونے سے جب کہ لوگ ہنستے ہون پنجم اُسکے سکوت سے جب لوگ اِدھر اُدھر کی باتون مین لگے ہون ششم اُسکے خشوع سے جسوقت آدمی تکبر کرتے ہون اور حافظ قرآن کو چاہیے کہ خاموشی اور نرمی زیادہ رکھتا ہو جفاکار اور بات کاٹنے والا اور غُل اور شور مچانے والے اور سخت نہو اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اس امت کے اکثر منافق قاری ہونگے اور فرمایا کہ قرآن کو اُسوقت تک پڑھ کہ تجکو بُری باتون سے منع کرے اور جب قرآن کی قرات تجکو مانع نہو تو تو اُسکی تلاوت نہین کرتا یعنی ایسا پڑھنا نہ پڑھنے مین داخل ہے۔ اور فرمایا کہ جو شخص قرآن کے محرمات کو حلال جانے اُسکو قرآن کے ساتھ انس نہین ہوا اور بعض سلف کا قول ہے کہ بندہ ایک سورۃ شروع کرتا ہے اور فرشتے اُسپر دعاے رحمت کرتے ہین یہان تک کہ اُس سورۃ کو تمام کرے اور بعض سورۃ شروع کرتے ہین اور فرشتے اُسپر لعنت کرتے رہتے ہین یہان تک کہ اُس سے فارغ ہو کسی نے پوچھا کہ یہ صورت کسطرح ہوتی ہے فرمایا کہ جب اُسکے حلال کو حلال جانیگا اور حرام کو حرام تب اُسپر رحمت بھیجتے ہین ورنہ لعنت کرتے ہین اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ آدمی قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور نادانستہ اپنے آپ کو لعنت کرتا ہے یعنی کہتا ہے اَلا لعنۃ اللہ علی الظلمین حالانکہ اپنے نفس پر ظلم کرنیوالا وہی ہے اور کہتا ہے اَلا لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور خود جھوٹون مین سے ہے۔ اور حضرت حسن بصری رح کا قول ہے کہ تمنے قرآن کو منزلین ٹھہرائی ہین اور رات کو اونٹ مقرر کیا ہے کہ اُسپر سوار ہو کر اپنی منزلین قطع کرتے ہو اور جو لوگ

تمسے پہلے تھے وہ قرآن مجید کو اپنے پروردگار کے فرمان سمجھتے تھے کہ رات کو اُنکے معنی سوچتے تھے اور دن کو اُنکی تعمیل کیا کرتے تھے۔اور حضرت ابن مسعودؓ
نے فرمایا ہی کہ قرآن لوگون پر اسلیے نازل کیا گیا ہی کہ اُسکے بموجب عمل کرین لوگون نے اُسکے پڑھنے پڑھانے کو عمل ٹھہرا لیا ہی کہ ایک شخص شروع سے
آخر تک قرآن پڑھ جاتا ہی یہان تک۔کہ ایک حرف بھی اُس سے نہین رہتا مگر اُسکے بموجب عمل نہین کرتا۔اور حضرت ابن عمر اور جندب رضی اللہ
عنہما کی حدیث مین ہی کہ ہماری اتنی عمر ہوئی ہم مین سے کسی کو ایمان قرآن سے پیشتر مرحمت ہوتا تھا کہ جب آنحضرت صلعم پر نازل ہوتی تھی تو وہ
اُس سورۃ کے حلال اور حرام کو سیکھتا اور امر اور زجر سے واقف ہوتا اور جس مقام پر توقف چاہیے اُسکو جانتا پھر ہمنے ایسے لوگ دیکھے کہ اُنمین سے
کسی کو قرآن ایمان سے پیشتر ملتا ہی کہ الحمد سے لیکر آخر تک پڑھ جاتا ہی اور یہ نہین سمجھتا کہ اسمین امر اور زجر کی کونسی آیتین ہین اور توقف کس جا
مناسب ہی گھاس سی کاٹتا چلا جاتا ہی اور توریت مین آیا ہی کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہی کہ ای میرے بندے تجھے مجھ سے شرم نہین آتی کہ اگر تو
راہ مین ہوتا ہی اور کسی تیرے بھائی کا خط تیرے پاس آتا ہی تو راہ سے کنارہ چلکر بیٹھ جاتا ہی اور خط کو پڑھکر ایک ایک حرف پڑھتا ہی کہ
کہ اسمین سے کوئی مطلب تجھ سے نہین رہتا اور مین نے جو تجھپر یہ اپنی کتاب اُتاری تو دیکھ تیرے لیے کیسا قول کو شرح فرمایا اور کس طرح
ایک بات کو کئی کئی دفعہ ذکر کیا اس لیے کہ تو اُسکے طول اور عرض کو سمجھیگا مگر تو اُس سے روگردانی کرتا ہی بھلا مین تیرے نزدیک تیرے
کسی بھائی سے بھی گیا گذرا کہ اُسکے خط کو غور سے پڑھے اور میری کتاب کو بے پروائی سے ای میرے بندے اگر تیرا کوئی بھائی تیرے پاس آبیٹھتا
ہی تو تو اُسکی طرف بتمام توجہ التفات کرکے ہمہ تن اُسکی گفتگو سنتا ہی اور اگر کوئی بول اُٹھتا ہی یا کوئی اور کام تجکو پیش ہوتا ہی تو تو اُس سے
اشارہ کردیتا ہی کہ ٹھہر و اور کیون مین تیری طرف متوجہ ہون اور تجھ سے باتین کرتا رہون اور تو اپنے دل سے میری طرف سے روگردان

کیا میری قدر اپنے نزدیک اپنے کسی بھائی کے برابر بھی نہین کرتا

دوسری فصل تلاوت کے ظاہری آداب کے بیان مین اور وہ دسؔ ہین-ادب اول قاری کے حال مین ہی کہ باوضو اور بادب اور وقار
کی صورت پر ہو کھڑا ہو یا بیٹھا اور قبلہ رُخ گردن جھکائے ہو نہ چارزانو ہو نہ تکیہ لگائے نہ تکبر کی صورت پر بیٹھا ہو اور تنہا اس طرح بیٹھے جیسے اُستاد
کے سامنے بیٹھتے ہین اور سب حالتون سے بہتر یہ ہی کہ قرآن کو نماز کے اندر کھڑا ہو کر مسجد مین پڑھے کہ یہ تلاوت افضل اعمال مین سے ہی اور اگر
کلام مجید کو بے وضو لیٹ کر پڑھیگا تب بھی ثواب تو ملیگا لیکن یہ ثواب نہو گا جو وضو سے کھڑے ہو کر ہوتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ
قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔اس آیت مین تعریف سب حالتون کی فرمائی مگر قیام کو اول ذکر فرمایا اُسکے بعد
قعود کو اُسکے بعد لیٹنے کو۔حضرت علی رضہ نے فرمایا ہی کہ جو شخص قرآن کی تلاوت نماز کے اندر کھڑا ہو کر کرے اُسکو ہر حرف کے بدلے مین سو نیکیون کا ثواب
ہوگا اور جو شخص نماز کے اندر بیٹھکر قرآن پڑھے اُسکو ہر حرف پر پچاسؔ نیکیون کا ثواب ہوگا اور جو شخص نماز مین نہو اور وضو سے قرآن پڑھے
تو پچیسؔ کا ثواب پاویگا اور اگر بے وضو پڑھیگا تو دسؔ نیکیان ملینگی-اور رات کو اگر قیام ہو تو سب مین بہتر ہی کہ رات کے وقت دل کو جمعیت
خوب ہوتی ہی-حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ سجدون کی کثرت دن کو ہوتی ہی اور زیادہ کھڑا رہنا رات کو-ادب دوم
قرات کی مقدار کے باب مین کہ بہت اور تھوڑا پڑھنے مین لوگون کی عادت جُدا جُدا ہی کوئی دن رات مین ایک ختم کرتا ہی اور کوئی دو اور بعض نے
تین ختم تک پہونچا دی ہی اور بعض لوگ ایک مہینہ مین ایک ختم کرتے ہین اور بہتر یہ ہی کہ مقدار قرات مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس
ارشاد کی طرف رجوع کیا جاوے کہ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِیْ اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثٍ لَمْ یَفْقَہْہُ-اور اُسکی وجہ یہ ہی کہ اس مقدار سے زیادہ پڑھنا تلاوت کما حقہ کا
مانع ہی اور حضرت عائشہ رضہ نے جب ایک شخص کو سُنا کہ قرآن مجید کو بہت جلد پڑھتا ہی تو فرمایا کہ اس شخص نے نہ تو پڑھا نہ چپکا رہا-اور آنحضرت صلعم نے
حضرت ابن عمر رضہ کو ارشاد فرمایا کہ ایک ہفتہ مین ایک ختم کیا کرو اور چند لوگ اصحاب رضہ مین سے ایسا ہی کیا کرتے تھے کہ ایک ہفتہ مین ختم
پڑھا کرتے تھے مثلاً حضرت عثمان و زید بن ثابت اور ابن مسعود اور اُبی بن کعبؓ سب کا یہی دستور تھا غرض کہ ختم کے چار درجے ہین ایک تو یہ

کہ دن رات مین ختم کرین اُسکو تو کچھ لوگون نے مکروہ جانا ہی اور ایک یہ کہ تیس پارون سے ایک ہر روز پڑھکر مہینے مین ایک ختم کرین اور یہ قرأت گویا بہت ہی کم ہی جیسے اول صورت بہت زیادہ تھی اور ان دونون کے درمیان مین دو درجے میانہ ہین ایک تو یہ کہ ہفتہ مین ایک بار ختم کرین اور دوسرے یہ کہ ہفتہ مین دو بار تاکہ تین دن کے قریب مین ایک ختم ہو جاوے - اور اس صورت مین مستحب یہ ہی کہ ایک ختم دن مین پڑھا کرے اور ایک رات کو اور دن والے ختم کو دوشنبہ کے روز صبح کی دو رکعتون مین یا اُن دونون کے بعد تمام کیا کرے اور رات کے ختم کو جمعہ کی شب مین مغرب کی دو رکعتون مین یا اُنکے بعد تمام کیا کرے تاکہ اول روز اور ابتداء شب مین دونون ختم ہو جاوین اس غرض سے کہ اگر ختم شب کو ہوتا ہی تو فرشتے صبح تک قاری پر رحمت بھیجتے رہتے ہین اور اگر دن کو ہوتا ہی تو شام تک یہی حال ہوتا ہی تو ابتداء روز و شب مین ختم سے یہ فائدہ ہی کہ فرشتون کی برکت تمام دن اور رات کو حاوی ہوگی - اور مقدار قرأت کی تفصیل یہ ہی کہ اگر پڑھنے والا عابد ہو اور طریق آخرت کو عمل کے ذریعہ سے طے کرنا چاہتا ہی تو اُسکو نہ چاہیے کہ ایک ہفتہ مین دو ختمون سے کم کرے اور اگر دل کے اعمال سے طے کرتا ہو یا علم کے پڑھانے مین مصروف رہتا ہو تو وہ اگر ایک ہفتہ مین ایک ہی ختم پر اکتفا کریگا تب بھی مضائقہ نہین اور اگر قرآن کے معانی مین نہایت غور کرتا ہو تو اُسکو ایک مہینہ مین ایک ہی ختم کافی ہی اس نظر سے کہ اُسکو مکرر پڑھنے اور معانی سوچنے کی حاجت ہی - ادب سوم تلاوت کی منزلون کے باب مین کہ جو شخص ہفتہ مین ایک ختم کرے وہ قرآن مجید کی سات منزلین کرلے کہ اصحابؓ نے بھی یہی منازل مقرر فرمائی ہین چنانچہ مروی ہی کہ حضرت عثمان رضہ شب جمعہ کو شروع سے لیکر سورۂ مائدہ کے اخیر تک پڑھتے اور شنبہ کی شب کو انعام سے ہود تک اور یکشنبہ کی رات کو سورۂ یوسف سے مریم تک اور دوشنبہ کی شب کو طٰہٰ سے قصص تک اور منگل کی رات کو عنکبوت سے صاد تک اور بدھ کی رات کو زُمر سے سورۂ رحمٰن تک اور پنجشنبہ کی رات کو سورۂ واقعہ سے آخر قرآن مجید تک پڑھتے - اور حضرت ابن مسعود رضہ بھی سات ہی منزلین کرتے تھے مگر اسطرح نہ تھین اُنکی ترتیب جدا تھی - اور کہتے ہین کہ قرآن کی سات منزلین ہین اول منزل سورۂ فاتحہ کی تین۳ سورتون کی دوسری پانچ کی تیسری سات کی چوتھی نو کی پانچوین گیارہ کی چھٹی تیرہ۱۳ کی ساتوین سورۂ قاف سے لیکر آخر تک کی اب ان منازل کو فمی بشوق کہتے ہین کہ ہر حرف شروع منزل کی سورت کا پہلا حرف ہی یعنی فؔ سے فاتحہ اور مؔ سے مائدہ اور یؔ سے یونس اور بؔ سے بنی اسرائیل اور شؔ سے شعرا اور وؔ سے والصافات اور قؔ سے سورۂ قاف صحابہ رضہ نے اسطرح قرآن مجید کی منزلین کی ہین اور اسی طرح پڑھا بھی کرتے تھے اور اس باب مین ایک حدیث بھی آنحضرت صلعم سے مروی ہی[ح] اور یہ بات خمس اور عشر اور اجزا کے بننے سے پیشتر سے ہی یہ ساری چیزین بعد کو ایجاد ہوئی ہین - ادب چہارم لکھنے کے باب مین مستحب ہی کہ قرآن مجید کو خوشخط اور صاف لکھے اور سُرخی سے نقطے اور علامتون کے کرنے کا مضائقہ نہین کہ اسمین زینت اور توضیح اور پڑھنے والون کو غلط پڑھنے سے روکنا ہی - اور حضرت حسن بصری اور ابن سیرین رضہ قرآن مجید مین خمس اور عشر اور جزو کو بُرا جانتے تھے اور شعبی اور ابراہیم سے مروی ہی کہ وہ بھی سُرخی سے نقطے لگاتے اور اُسپر اُجرت لینے کو مکروہ جانتے تھے اور کہتے تھے کہ قرآن کو صاف رکھو اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ان لوگون نے جو ان امور کو مکروہ کہا تو اسوجہ سے کہ کہین رفتہ رفتہ اور زیادتیان نہ بڑھ جاوین اسلیے گو انمین کچھ خرابی نہ تھی مگر اس راہ کے بند کرنے اور تغیر سے قرآن کے محفوظ رکھنے کو ایسا فرمایا اور جس صورت مین کہ ان امور سے کوئی خرابی نہوئی اور سب کے نزدیک یہ ٹھہرا کہ انسے شناخت زیادہ ہو جاتی ہی تو اب انکے استعمال مین کچھ مضائقہ نہین اور انکا نو ایجاد ہونا اس مطلب کا مخل نہین اسلیے کہ اکثر باتین نو پیدا اچھی ہین چنانچہ تراویح کی جماعت کو کہتے ہین کہ حضرت عمر رضہ کی ایجاد ہی اور یہ عمدہ ایجاد اور بدعت حسنہ ہی بُری بدعت وہ ہی جو قدیم سُنت کی ٹکر پر ہو اور سنت کو بدلے دیتی ہو - اور بعض اکابر کہا کرتے کہ مین نقطے دیے ہوے قرآن مجید مین تلاوت کر لیتا ہون مگر خود اُسپر نقطے نہین لگاتا ہون - اوزاعی یحییٰ بن کثیر سے نقل کرتے ہین کہ قرآن مصحفون مین اول صاف تھا پہلے پہل جو بات نئی پیدا ہوئی یہ تھی کہ بؔ اور تؔ پر نقطے دیے اور کہا کہ اسکا مضائقہ نہین کہ یہ قرآن کا نور ہی پھر بعد اُسکے آیتون کی تمامی پر بڑے نقطے ایجاد کیے اور کہا کہ اسکا کچھ مضائقہ نہین کہ اس سے آیتون کا سرا معلوم ہوتا ہی پھر بعد اسکے انجام و آغاز کے نشانات پیدا ہوے ابوبکر ہذلی کہتے ہین کہ مین نے حضرت حسن بصری رح سے پوچھا کہ مصحف مین سُرخ اعراب لگانے

[ح] ابوداؤد و ابن ماجہ بروایت اوس بن حذیفہ رضی اللہ عنہ ۱۲

کیسے ہین اُنھون نے فرمایا کہ قرآن پر اعراب کا کچھ مضائقہ نہین اور خالد حذا کہتے ہین کہ مین حضرت ابن سیرین رضؓ کے پاس گیا اور اُنکو دیکھا کہ اعراب دیے ہوے
قرآن مین تلاوت کرتے ہین حالانکہ اعراب کو بُرا جانتے تھے اور کہتے ہین کہ اعراب حجاج کے نکالے ہوے ہین اور اُسنے قاریون کو بلوایا انھون نے قرآن
کے کلمات و حروف گنے اور اُسکے حصے برابر کرکے تیس پارون مین تقسیم کیا اور نصف و ربع وغیرہ تقسیمین کین - ادب پنجم کلام مجید کو اچھی طرح ٹھہر کر پڑھنا
مستحب ہے کیونکہ ہم عنقریب بیان کرینگے کہ قرأت سے مقصود تفکر ہے پس جب اچھی طرح ٹھہر کر پڑھیگا تو تفکر پر مدد دیگی اور اسی جہت سے حضرت ام سلمہؓ نے
جو آنحضرت صلعم کی قرأت کی صفت بیان کی تو کلمہ کلمہ کو جُدا جُدا بیان[2] فرمایا - اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ مین اگر سورۂ بقر اور آل عمران ٹھہر کر
پڑھون اور اُنکو سمجھتا جاؤن تو اس سے اچھا جانتا ہون کہ سب قرآن کو جلد جلد پڑھ جاؤن - اور یہ بھی اُنھین کا ارشاد ہے کہ مین اگر اذا زلزلت اور
القارعۃ سمجھکر پڑھون تو اس سے بہتر سمجھتا ہون کہ سورۂ بقر اور آل عمران کو گھسیٹ جاؤن - اور مجاہدؒ سے کسی نے پوچھا کہ دو شخص نماز مین کھڑے ہوے
اور برابر ہی کھڑے رہے مگر ایک نے سورۂ بقر ہی پڑھی اور دوسرے نے تمام قرآن پڑھا تو ثواب کسکو زیادہ ہوا فرمایا کہ دونون شخصون کو برابر ثواب ہوا -
اور یاد رکھنا چاہیے کہ ٹھہر کر پڑھنا اسی لیے مستحب نہین ہے کہ اُسکے معنی ہی سمجھے کیونکہ اگر عجمی عربی نہ سمجھتا ہو وہ قرآن کے معنی کیسے سمجھیگا مگر پڑھنا ٹھہر کر اُسکو بھی
مستحب ہے اسلیے کہ ٹھہر کر پڑھنے مین توقیر اور حرمت قرآن کی زیادہ ہے اور جلد پڑھنے کی نسبت اسکا اثر بھی دل مین زیادہ ہوتا ہے - ادب ششم قرأت کے
ساتھ رونا مستحب ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا[3] کہ قرآن کو پڑھو اور گریہ کرو اور اگر رو نہ سکو تو رونی صورت بناؤ اور فرمایا لیس[4] منا من لم یتغن بالقرآن اور صالح مری
کہتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلعم کے سامنے خواب مین قرآن مجید پڑھا آپ نے فرمایا کہ صالح یہ تو قرأت ہوئی پھر رونا کہان ہے - اور حضرت ابن عباسؓ
فرماتے ہین کہ جب تم سجدہ خدا تعالی کا پڑھو تو سجدہ کرنے مین جلدی مت کرو جب تک کہ گریہ نہ کرلو اگر تم مین سے کسی کی آنکھ سے آنسو نہ نکلے تو چاہیے کہ اُسکا
دل زاری کرے - اور بتکلف رونے کی تدبیر یہ ہے کہ اپنے دل پر حزن موجود کرے کہ رونا غم سے ہی پیدا ہوتا ہے آنحضرت صلعم فرماتے ہین[5] کہ قرآن حزن
کے ساتھ اُترا ہے پس جب تم اُسکو پڑھو تو حزن کیا کرو - اور حزن کو دل مین موجود کرنے کی یہ صورت ہے کہ قرآن کی تہدید اور وعید اور عہد و میثاق کو
سوچے اور پھر اُسکے اوامر و نواہی مین اپنی کوتاہی کو خیال کرے تو اس سے ضرور ہی حزن اور گریہ آویگا اگر اس تامل پر بھی صاف دل والون
کی طرح حزن اور گریہ دل مین نہ موجود ہو تو حزن و گریہ کے نہونے کے لیے روے کہ یہ نہایت بڑی سختی ہے - ادب ہفتم یہ ہے کہ آیات کے حقوق
کا لحاظ رہے یعنی جب آیت سجدہ پر گذرے تو سجدہ کرے یا دوسرے سے سجدہ سُنے تو جس وقت پڑھنے والا سجدہ کرے آپ بھی سجدہ کرے بشرطیکہ
طہارت رکھتا ہو اور قرآن مجید مین چودہ[6] سجدے ہین اور سورۂ حج مین دو سجدے ہین اور سورۂ ص مین سجدہ نہین اور ادنی درجہ سجدۂ تلاوت کا
یہ ہے کہ اپنی پیشانی زمین پر لگا دے اور کامل سجدہ یہ ہے کہ تکبیر کہکر سجدہ کرے اور سجدے مین ایسی دعا مانگے جو مناسب آیت سجدہ ہو مثلاً جب یہ آیت
پڑھے خروا سجدا و سبحوا بحمد ربہم وہم لا یستکبرون تو سجدہ مین یہ دعا مانگے[7] اللہم اجعلنی من الساجدین لوجہک المسبحین بحمدک واعوذ بک ان اکون من
المستکبرین عن امرک او علی اولیائک - اور جب یہ آیت پڑھے ویخرون للاذقان یبکون ویزیدہم خشوعا تو یون دعا مانگے[8] اللہم اجعلنی من الباکین
الیک الخاشعین لک - اسی طرح ہر آیت سجدہ کے موافق سجدہ مین دعا پڑھے اور سجدۂ تلاوت مین نماز کی شرطین شرط ہین یعنی ستر عورت اور قبلہ رو
ہونا اور کپڑے کا پاک ہونا اور بدن کا حدث اور نجاست سے طاہر ہونا - اور جو شخص سجدے کے سننے کے وقت طہارت نہ رکھتا ہو وہ جس وقت
طہارت کرے اُس وقت سجدہ کرلے - اور بعضون نے سجدۂ تلاوت کے کمال مین یہ کہا ہے کہ ہاتھ اُٹھا کر نیت تحریمہ کے لیے اللہ اکبر کہے پھر سجدہ
کرنے کے لیے اللہ اکبر کہے پھر سر اُٹھانے کے لیے اللہ اکبر کہے پھر سلام پھیرے اور بعض پڑھانے والون نے سجدۂ تلاوت مین تشہد کو زیادہ کیا ہے
اور اسکی کچھ اصل معلوم نہین ہوتی بجز اسکے کہ نماز پر قیاس کیا ہو اور اس سجدے کا نماز پر قیاس کرنا بعید ہے کیونکہ یہ سجدے کے لیے حکم ہونے
کی جہت سے وارد ہوا ہے تو اسمین لفظ سجدہ ہی کا اتباع چاہیے اور سجدے مین جانے کے لیے اللہ اکبر کہنا البتہ شروع کے مناسب ہے اُسکے سوا
اور امور مین بعید معلوم ہوتا ہے - پھر مقتدی کو چاہیے کہ امام کے سجدہ کرنے کے وقت سجدہ کرلے خود اپنی تلاوت کا اقتدا کی حالت مین نہ کرے -

[1] ح ابوداؤد و نسائی و ترمذی ۱۲
[2] ح ابن ماجہ بروایت سعد بن ابی وقاص ۱۲ س ح نہین ہے وہ ہم مین سے جو قرآن مین خوشحالی نہ کرے ۱۲ بخاری بروایت ابوہریرہ رض ۱۲
[3] ح ابو یعلی و ابو نعیم در حلیہ و بیہقی بروایت ابن عمر بسند ضعیف ۱۲
[4] ش گرپڑے زمین پر سجدہ کرکر اور پاکی ذات کی یاد کرین اپنے رب کی بڑائی کے ساتھ اور وہ بڑائی نہین کرتے ۱۲
[5] ش الٰہی تیری ذات کے لیے مجھکو سجدہ کرنے والون مین اور اپنی حمد کے ساتھ پاکی بولنے والون مین کر اور مین تیری پناہ مانگتا ہون اس سے کہ مین ہون تیرے امر سے تکبر کرنے والا یا تیرے دوستون پر بڑائی جتانیوالا ۱۲
[6] ش اور گرتے ہین ٹھوڑیون پر روتے ہوے اور زیادہ ہوتی ہے اُنکو عاجزی ۱۲
[7] ش الٰہی مجھکو رونے والون سے اپنے سامنے اور فروتنی کرنیوالون سے تیرے لیے ۱۲

ادب ہشتم یہ ہی کہ جب تلاوت شروع کرے اُس وقت کہے اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم رب اعوذ بک من ہمزات الشیاطین واعوذ بک رب ان یحضرون- اور قل اعوذ برب الناس اور سورۂ الحمد پڑھے اور ہر سورۃ کے تمام ہونے پر کہتا جاوے صدق اللہ تعالیٰ وبلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم انفعنا وبارک لنا فیہ الحمد للہ رب العالمین واستغفر اللہ الحی القیوم- اور اثنائے تلاوت مین جب آیت تسبیح پر گذرے تو سبحان اللہ واللہ اکبر کہے اور جب دعا اور استغفار کی آیت آوے تو دعا اور استغفار کرے اور جب آیت رجا آوے تو اُسکی درخواست کرے اور خوف کی آیت پر گذرے تو پناہ مانگے اس سوال وپناہ مانگنے کو زبان سے کہے خواہ دل مین کہلے مثلاً یون کہے نعوذ باللہ اللہم ارزقنا اللہم ارحمنا- حضرت خدیفہ رضہ فرماتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی آپ نے سورۂ بقر شروع کی تو آپ کسی آیت رحمت پر نہ گذرے کہ دعا نہ مانگی ہو اور نہ کسی آیت عذاب پر کہ پناہ نہ مانگی ہو اور نہ کسی آیت تنزیہ پر کہ سبحان اللہ نہ کہا ہو- اور جب تلاوت سے فارغ ہو تو وہ دعا پڑھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ختم کے وقت فرمایا کرتے تھے اور وہ یہ ہی اللہم ارحمنی بالقرآن واجعلہ لی اماما ونورا وہدی ورحمۃ اللہم ذکرنی منہ مانسیت وعلمنی منہ ماجہلت وارزقنی تلاوتہ اناء اللیل واطراف النہار واجعلہ لی حجۃ یارب العلمین- ادب نہم قرائت کا پکار کر پڑھنا ہی اور اتنا پکار کر پڑھنا تو بیشک ضروری ہی کہ اپنی آپ سُنے اسلیے کہ قرائت کے معنی یہ ہین کہ آواز تو حروف سے پارہ پارہ کرے تو آواز کا ہونا ضروری ہی جسکے ٹکڑے ہو وین اور ادنی مرتبہ قراوت کا یہ ہی کہ اپنی آپ سُنے اور اگر خود نہ سُنیگا تو ایسی قرائت سے نماز نہو گی اسلیے وہ داخل قراوت نہین باقی رہا اتنا پکار کر پڑھنا کہ دوسرا شخص سُنے تو وہ ایک طرح سے اچھا ہی اور ایک وجہ سے بُرا- اور آہستہ پڑھنے کے مستحب ہونے پر یہ روایت دلالت کرتی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آہستہ پڑھنے کی فضیلت پکار کر پڑھنے پر اتنی ہی جتنی خفیہ صدقہ دینے کو علانیہ خیرات کرنے پر ہی اور ایک دوسری روایت مین ہی کہ قرآن کو پکار کر پڑھنے والا ایسا ہی جیسے علانیہ صدقہ دینے والا اور اُسکو آہستہ پڑھنے والا ایسا ہی جیسے خفیہ خیرات کرنیوالا- اور ایک حدیث مین عام ارشاد ہی کہ خفیہ عمل علانیہ عمل سے ستر گنا زیادہ ہی اور اسیطرح یہ ارشاد خیر الرزق مایکفی وخیر الذکر الخفی- اور ایک حدیث مین ہی کہ آپنے فرمایا کہ مغرب اور عشا کے درمیان کی قراوت مین ایک دوسرے پر پکار کر مت پڑھو- اور ایک رات سعید بن مسیب رضہ نے مسجد آنحضرت صلعم مین حضرت عمر بن عبدالعزیز کو نماز مین پکار کر کلام مجید پڑھتے سُنا اور آپ خوش آواز تھے حضرت سعید بن مسیب نے اپنے غلام سے کہا کہ اس نمازی کے پاس جاؤ اور کہو کہ اپنی آواز کو پست کرو غلام نے کہا کہ مسجد کچھ ہماری نہین اور اس شخص کا بھی اسمین حق نماز پڑھنے کا ہی مین کیسے منع کرون آپ نے باواز بلند کہا کہ ای نمازی اگر تجکو اپنی نماز سے خداے تعالیٰ مقصود ہی تو اپنی آواز پست کر اور اگر خلق مقصود ہی تو وہ خداے تعالیٰ کے یہان تیرے کسی کام نہ آویگی یہ سُنکر حضرت عمر بن عبدالعزیز چپ ہوگئے اور رکعت کو مختصر پڑھ اور سلام پھیر اپنی جوتیان لیکر مکان کو چلے آئے اور وہ اُسوقت مدینۂ منورہ کے حاکم تھے- اور پکار کر پڑھنے کے مستحب ہونے پر یہ روایت دال ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چند اصحاب کو سُنا کہ رات کی نماز مین قرآن پکار کر پڑھتے ہین آپ نے اُنکے پڑھنے کو درست فرمایا اور ایک حدیث مین ارشاد فرمایا ہی کہ جب تم مین سے کوئی رات سے اُٹھکر نماز پڑھے تو قراوت پکار کر پڑھے کہ فرشتے اور اُس مکان کے جنات اُسکی قراوت سُنتے ہین اور وہی نماز وہ بھی پڑھتے ہین- اور آنحضرت صلعم اپنے اصحاب مین سے تین شخصون پر گذرے جنکے حالات مختلف تھے حضرت ابو بکر رضہ پر گذرے تو اُنکو دیکھا کہ بہت آہستہ پڑھ رہے تھے آپ نے اُنسے پوچھا کہ اسکی کیا وجہ ہی حضرت ابو بکر رضہ نے کہا کہ جس سے مین مناجات کرتا ہون وہ بیشک میری سُنتا ہی- اور حضرت عمر رضہ پر گذرے کہ وہ پکار پکار کر پڑھ رہے تھے آپ نے اُنسے اسکی وجہ پوچھی اُنھون نے عرض کیا کہ مین سوتے شخصون کو جگاتا ہون اور شیطان کو جھڑکتا ہون- اور حضرت بلال رضہ پر گذرے کہ وہ چند آیتین ایک صورت کی اور چند دوسری کی پڑھ رہے تھے اُنسے جو آپ نے سبب پوچھا تو اُنھون نے عرض کیا کہ مین عمدہ کو عمدہ کے ساتھ ملا رہا ہون آپ نے فرمایا کہ تم سبنے خوب کیا اور بہتر کیا

شہ الٰہی مجکو روزی دے ۱۲ شہ الٰہی مجھ پر رحم کر ۱۲ شہ تم پناہ مانگتے ہین اللہ کی ۱۲ اللہ تعالیٰ زندہ اور توانا ہے ۱۲ کہ اور مین بخشش چاہتا ہون اللہ کی جو پروردگار عالمون ہی سب تعریفین اللہ کو ہین برکت دے اور نفع دے ہمکو اُس مین الٰہی سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور پہنچایا رسول نے ... پناہ مانگتا ہون مین اللہ تعالیٰ کی شیطان مردود ... اور پناہ مانگتا ہون ... شیطانون سے ... اے رب مین تری پناہ ...

الفاظ از احیاء ۱۲ شہ الٰہی مجکو رحم کر قرآن سے اور کردے اُسکو میرے لیے امام اور نور اور ہدایت اور رحمت الٰہی یاد کرادے مجکو اُس سے جو مین بھولا ہون اور جتادے مجکو اُس سے جو مین نے نجانا ہو اور نصیب کر مجکو اُسکی تلاوت رات کی گھڑیون مین اور دن کی طرفون یعنی صبح اور شام مین اور کردے تو اُسکو میرے لیے حجت ای پروردگار جہانون کے ۱۲ ابو منصور مظفر بن حسین و ابو بکر ضحاک بروایت داؤد بن قیس منقطعاً ۱۲ شہ ح ابو داؤد و ترمذی و ترمذی بروایت عقبہ بن عامر ۱۲ شہ ح ترمذی بروایت عقبہ بن عامر ۱۲ ح بیہقی در شعب بروایت عائشہ رضہ ۱۲ الح بہتر رزق وہ ہی جو کافی ہو اور بہتر ذکر آہستہ ذکر کرنا ہی ۱۲ احمد و ابن حبان بروایت سعد بن ابی وقاص ۱۲ ح ابو داؤد و از حدیث بیاضی مگر اسمین مغرب اور عشا کے درمیان کی قید نہین ۱۲ ح بخاری و مسلم بروایت عائشہ رضہ و ابو موسیٰ ۱۲ ح ابو بکر بزار و نصر مقدسی بروایت معاذ بن جبل اور یہ حدیث منکر ہی ۱۲ ح ابو داؤد بروایت ابو ہریرہ منقطع ۱۲

جب خفیہ اور علانیہ دونون کے پڑھنے مین احادیث وارد ہین تو انمین تطبیق کی صورت یہ ہی کہ آہستہ پڑھنا ریا سے بعید تر ہی اور بناوٹ کو اسمین
دخل نہین تو جو شخص اپنے نفس پر ریا اور بناوٹ کا خوف رکھتا ہو اُسکے حق مین آہستہ پڑھنا ہی بہتر ہی اور اگر اِس امر کا خوف نہو اور نہ پکار کر پڑھنے سے
کسی دوسرے کے پڑھنے مین خلل ہوتا ہو تو اس صورت مین پکار کر پڑھنا افضل ہی اسلیے کہ اُسمین عمل بہت ہی اور اُسکا فائدہ غیر کو بھی پہونچتا ہے
اور ظاہر ہی کہ جو خیر دوسرے کو بھی پہونچے وہ اُس سے بہتر ہی جو ایک ہی کو پہونچے اور ایک وجہ یہ ہی کہ پکار کر پڑھنا قاری کے دل کو ہوشیار کرتا ہی
اور اُسکی ہمت کو قرآن مین فکر کرنے کے لیے جمع کر دیتا ہی اور اُسکے کان کو اُسکی طرف متوجہ کر دیتا ہی اور نیند کو دفع کر دیتا ہی اور پڑھنے کا مزہ زیادہ ہوتا ہی
اور تکان کم کرتا ہی اور یہ بھی امید ہوتی ہی کہ کوئی سوتا ہوا آواز سُنکر جاگ پڑے تو اُسکی شب بیداری کا باعث پڑھنے والا ہی ہوگا اور بعض اوقات کوئی
غافل بیکار آدمی اُسکو دیکھکر خواب غفلت سے ہوشیار ہوتا ہی اور بمضمون انچہ از دل خیزد بر دل ریزد قاری کی کیفیت اُسکے دل مین اثر کر جاتی ہے اور
کچھ کرنے کا مشتاق ہو جاتا ہی پس اگر قاری کو ان تینون مین سے کوئی ہو تو پکار کر پڑھنا اچھا ہی اور اگر یہ سب نیتین جمع ہو جاوین تو اجر بھی متضاعف ہوگا
کہ نیتون کی کثرت سے اعمال بڑھتے ہین اور اُنکا ثواب متضاعف ہوتا ہی مثلاً ایک کام مین دس نیتین ہون تو اُسمین دس ثواب ہونگے اور اِس بناپر
ہم کہتے ہین کہ قرآن کو مصحف مین دیکھکر پڑھنا افضل ہی کیونکہ اسمین آنکھ کا کام اور مصحف کا دیکھنا اور اُٹھانا زیادہ ہی اِسی وجہ سے اُسکا ثواب بھی زیادہ ہوگا
اور بعضون نے کہا ہی کہ دیکھکر قرآن پڑھنا سات گُنا ثواب رکھتا ہی اسلیے کہ مصحف کا دیکھنا بھی تو عبادت ہی حضرت عثمان رضہ اس کثرت سے مصحف مین تلاوت
کرتے تھے کہ دو قرآن آپکے پاس پھٹ گئے تھے اور اکثر صحابہ رضہ کا یہی دستور تھا کہ دیکھکر تلاوت کرتے تھے اور یہ بُرا سمجھتے تھے کہ کوئی دن ایسا گذرے جسمین
مصحف کو نہ دیکھ لین۔ مصر کے ایک فقیہ حضرت امام شافعی رح کے پاس سحر کے وقت آئے اور آپ کے سامنے قرآن کُھلا ہوا تھا آپ نے اُس فقیہ سے کہا کہ فقہ نے
تمکو قرآن سے روک دیا مجکو دیکھو کہ مین عشا پڑھکر قرآن اپنے سامنے رکھتا ہون اور صبح تک اُسکو نہین بند کرتا۔ ادب دہم قرآن کو خوش آوازی سے پڑھنا
اور قراءت کو سنوار کر ادا کرنا مگر حروف کو اتنا نہ کھینچے کہ الفاظ بدل جاوین یا اُنکے انتظام مین ابتری ہو جاوے بلکہ ایک خوبی اور زینت کے ساتھ پڑھے
کہ سنت ہی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین ح زینوا القرآن باصواتکم۔ اور فرمایا ح ما اذن اللہ لشئی ما اذن لنبی یتغنی بالقرآن۔ اور فرمایا ح لیس منا
من لم یتغن بالقرآن۔ بعضے اِس حدیث سے یہ مراد لیتے ہین کہ استغنا مقصود ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ اِس سے مراد لہجہ کا سنوارنا اور الحان سے
پڑھنا ہی اور لغت والون کے نزدیک صواب کے قریب پچھلے ہی معنی ہین۔ اور ح مروی ہی کہ ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضہ کا
انتظار کرتے تھے وہ دیر کر تشریف لائین آپ نے فرمایا کہ دیر کیون ہوئی اُنھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین ایک شخص کی قراءت سُنتی تھی کہ اُس سے
زیادہ خوش آواز مین نے نہین سُنا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور تشریف لیجا کر اُس شخص کی تلاوت دیر تک سُنکر لوٹ آئے اور فرمایا
کہ یہ شخص ابو حذیفہ کا مولا ہی خدا کا شکر ہی کہ جسنے میری امت مین ایسا شخص کیا۔ اور ایک رات آنحضرت ح صلعم نے حضرت عبد اللہ بن مسعود کی تلاوت
سُنی اور آپکے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما تھے بہت دیر تک کھڑے رہے پھر آنحضرت صلعم نے فرمایا ح من اراد ان
یقرا القرآن غضا کما انزل فلیقراہ علی قراءۃ ابن ام عبد۔ اور ایکبار آپ نے حضرت ابن مسعود رضہ کو فرمایا کہ قرآن مجکو سُناؤ اُنھون نے عرض کیا کہ یا
رسول اللہ آپ پر تو اُترا ہی ہی آپ ہی کو سُناون آپ ح نے فرمایا کہ مجکو یہ اچھا معلوم ہوتا ہی کہ اُسکو دوسرے شخص سے سُنون پس حضرت ابن مسعود رضہ
پڑھتے جاتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چشم مبارک سے آنسو بہاتے تھے۔ اور ایکبار آپ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضہ کا پڑھنا سُنا تو فرمایا ح کہ اِس
شخص کو آل داؤد کی مزامیر مین سے کچھ عنایت ہوا ہی یہ خبر حضرت موسیٰ اشعری کو پہونچی اُنھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر مجکو معلوم ہوتا کہ آپ
سُنتے ہین تو مین آپ کے لیے اور بنا اور سنوار کر پڑھتا۔ اور قاری ہیثم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا وہ کہتے ہین کہ آپ نے مجھ سے
ارشاد فرمایا کہ ہیثم تو ہی ہی جو قرآن کو اپنی آواز سے سنوارتا ہی مین نے عرض کیا کہ ہان فرمایا کہ خدا تعالیٰ تجکو جزائے خیر دیوے۔ اور مروی ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جب جمع ہوتے تو اپنے مجمع مین سے ایک شخص سے کہتے کہ تم کوئی سورت قرآن کی پڑھو۔ اور حضرت عمر رضہ حضرت ابو موسیٰ سے

ح قرآن کو آواز سے / کر دو اپنی آوازون سے / ابوداؤد و نسائی و حاکم / بروایت براء ابن عازب / ح اللہ تعالیٰ اس قدر / کسی چیز کو اس طرح / نہین سنتا جیسا / قرآن کی خوش آوازی / سے کسی نبی کو ۱۲ مسلم / بروایت ابوہریرہ رضہ ۱۲ / ح یہ حدیث ابوداؤد / تلاوت مین اور سنن / ح ابن حبان ۱۲ / بروایت عائشہ رضہ / ح احمد و نسائی / بروایت عمر رضی اللہ عنہ ۱۲ / ح جو شخص چاہے / کہ قرآن آہستہ اور / اچھی آواز سے پڑھے / جیسا اُترا ہی تو اُسکو / چاہیے کہ ابن مسعود کی / قراءت پر پڑھے / ح بخاری و مسلم / بروایت ابن مسعود / رضی اللہ تعالیٰ عنہ / ۱۲ ح بخاری و / مسلم بروایت / ابو موسیٰ ۱۲

کہتے کہ ہمکو ہمارے رب کی یاد دلاؤ حضرت ابو موسیٰ رضہ آپ کے سامنے یہانتک قرآن پڑھتے کہ نماز کا وقت درمیانی ہونے کو آجاتا اُسوقت لوگ کہتے
کہ یا امیر المومنین الصلوٰۃ الصلوٰۃ تو آپ فرماتے کہ ہم کیا نماز مین نہین ہین - یعنی یہ ارشاد اشارہ تھا اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر کہ فرماتا ہے ولذکر اللہ اکبر
اور آنحضرت صلعم فرماتے ہین کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی کتاب مجید مین سے ایک آیت سُنیگا وہ اُسکے لیے قیامت مین نور ہوگی اور ایک حدیث مین ہے کہ اُسکے لیے
دس نیکیان لکھی جاوینگی اور جب سننے والے کو اتنا ثواب ہوا اور پڑھنے والا اِس ثواب کا سبب ہے تو وہ بھی اسمین شریک ہوگا بشرطیکہ اُسکا قصد ریا او رتکلف نہو

**تیسری فصل تلاوت کے اعمال باطنی کے ذکر مین اور وہ دس ہین اول** سمجھنا اصل کلام کا یعنی کلام کی عظمت اور بزرگی کو جاننا اور خدایتعالیٰ
کے فضل و احسان کو خلق پر سمجھنا کہ اُسنے عرش برین سے اس کلام کو ایسے درجہ مین اُتار دیا کہ خلق کی سمجھ مین آجاوے تو اب تامل کرنا چاہیے کہ
خدایتعالیٰ کی مہربانی خلق پر کتنی ہے کہ جو کلام کہ اُسکی صفت قدیم اور اُسکی ذات کے ساتھ قائم تھا اُسکے معانی کو خلق کی سمجھ مین پہونچا دیا اور وہ صفت
حروف واصوات کے بیچ مین پڑ کر کس طرح خلق کو ظاہر ہوگئی حالانکہ حروف واصوات بشر کے صفات ہین لیکن چونکہ بشر کو طاقت نہین کہ بدون ذریعہ
اپنے صفات نفس کے خدایتعالیٰ کے صفات کو سمجھ سکے اسلیے اِن حروف واصوات کے پیرایہ مین اُس صفت کو کردیا اگر بالفرض کلام الٰہی کے
کُنہ جلال حروف کے پیرایہ مین چھپی نہوتی تو عرش بھی اُس کلام کے سُننے پر نہ ٹھہرتا نہ خاک کو تاب اُسکے سُننے کی ہوتی بلکہ اُسکی عظمت اور اشعۂ
نور سے عرش سے فرش تک سب متفرق ہوجاتے - اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدایتعالیٰ ثابت نہ رکھتا تو اُنکو اُسکے کلام سننے کی تاب
نہوتی جیسے پہاڑ کو اُسکی ادنیٰ تجلّی کی طاقت نہوئی اور ریزہ ریزہ ہوگیا اور کلام کی عظمت کا سمجھانا بدون ایسی مثالون کے ممکن نہین جو خلق کی
فہم کی حد تلک ہون اور اِسی نظر سے بعض عارفون نے اُس عظمت کو اسطرح تعبیر کیا ہے کہ کلام الٰہی مین سے لوح محفوظ مین ہر حرف کوہ قاف سے
بڑا ہے اور سب فرشتے اگر اس بات پر متفق ہون کہ اُسکے ایک حرف کو اُٹھا دین تو اُنکو اُسکی طاقت نہو یہانتک کہ اسرافیل علیہ السلام جو لوح محفوظ
کے فرشتے ہین آکر اُٹھا لیتے ہین اور اُنکا اُٹھانا بھی خداے تعالیٰ کے حکم سے ہے نہ اُنکے زور و طاقت سے اللہ تعالیٰ نے اُنکو اُسکے اُٹھانے کی
طاقت دے دی ہے اور اُسمین اُنکو مصروف رکھا ہے - اور باوجود کلام کے عالی درجہ ہونے کے اُسکے معانی فہم انسان مین پہونچین اور آدمی
کم رتبہ ہوکر اُسکے سمجھنے مین ثابت رہے اسکے لیے ایک حکیم نے نہایت پاکیزہ وجہ بیان کی ہے اور ایک مثال لکھی ہے جس مین کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہین کیا وہ یہ ہے کہ اُسنے کسی بادشاہ سے استدعا کی کہ انبیاء علیہم السلام کی شریعت اختیار کرو پادشاہ نے اُس حکیم سے چند باتین
پوچھین اُنکا جواب حکیم نے ایسا دیا جو بادشاہ کی سمجھ مین آسکے پھر بادشاہ نے پوچھا کہ بھلا یہ بتاؤ کہ جو کلام انبیا لاتے ہین اسکو تم دعویٰ کرتے ہو
کہ آدمیون کے کلام نہین بلکہ خداے تعالیٰ کا کلام ہے پھر اُس کلام کو آدمی کیسے سمجھتے ہین حکیم نے جواب دیا کہ ہم دیکھتے ہین کہ جب آدمی کسی چوپایہ
یا پرند کو سمجھانا چاہتے ہین مثلاً آگے بڑھنا یا پیچھے ہٹنا یا سامنے مُنھ کرنا یا پشت پھیرنا وغیرہ اور اُنکو معلوم ہے کہ چوپایون کی سمجھ اِس بات سے قاصر
ہے کہ جو کلام ہمارے نور عقل سے حسن ترتیب اور انتظام نادر کے ساتھ سرزد ہوتا ہے اُسکو سمجھ لیوین تو بالضرور اُنکو بہائم کے درجہ کی طرف اُترنا پڑتا ہے
اور اپنے مقصود کو اُنکے اندر ایسی آوازون سے پہونچاتے ہین جو بہائم کی سمجھ کے مناسب ہون جیسے ٹخ ٹخ کرنا اور سیٹی بجانا اور اُسی کے قریب
دوسری آوازین جنکو جانور سمجھ سکین اسی طرح آدمی بھی کلام الٰہی کو اُسکی ماہیت اور کمال صفات کے ساتھ سمجھنے سے عاجز ہین تو انبیا بھی
اُنکے ساتھ وہی چال چلے جو آدمی چوپایون کے ساتھ برتتے ہین یعنی اُس کلام پاک کو ایسے الفاظ و حروف مین بیان کیا جس سے آدمی اُسکی
حکمت کو سمجھ جاوین جیسے جانور سیٹی وغیرہ سے اُنکے مطالب کو سمجھ لیتے ہین - اور چونکہ حکمت کے معانی ان حروف واصوات مین پوشیدہ ہوتے ہین
اِسی جہت سے اُن معانی کی شرافت اور عظمت کے سبب سے کلام کی عظمت کیجاتی ہے تو گویا آواز حکمت کا جسم اور مکان ہے اور حکمت آواز کیلیے
روح اور جان بس جیسے آدمیون کے جسم روح کے ہونے کے باعث مکرم اور معزز ہوتے ہین اسی طرح کلام کے اصوات و حروف بھی اُن حکمتون
کی جہت سے جو اُنکے اندر ہوتی ہین مشرف مقصود ہوتے ہین اور کلام منزلت بلند اور درجہ رفیع رکھتا ہے غلبہ مین زبردست حق و باطل مین

حکم جاری کرنے والا حاکم عادل اور گواہ پسندیدہ ہو اسی سے امر ہوتا ہو اور یہی نہی کرتا ہو باطل کو یہ تاب نہین کہ حکمت کے کلام کے سامنے ٹھہرے
جیسے سایہ آفتاب کی شعاع کے سامنے نہین ٹھہرتا اور انسانون کو یہ طاقت نہین کہ حکمت کی تہ کے پار ہو جاوین جیسے اُنکو یہ مقدور نہین کہ اپنی
آنکھون کو جسم آفتاب کے پار کردین لیکن آفتاب کی روشنی سے اُنکو اسی قدر ملتا ہو کہ جس سے اُنکی آنکھون مین نور آجاوے اور صرف اپنی حاجتکو
معلوم کرلین غرض کلام کو یہ سمجھنا چاہیے کہ کوئی بادشاہ ہو جسکا چہرہ معلوم نہین ہوتا اور اُسکا حکم جاری ہو یا آفتاب ہو کہ اُسکی روشنی ظاہر ہو اور
اُسکا عنصر پوشیدہ ہو یا ستارہ روشن ہو کہ بعض اوقات جس شخص کو اُسکی چال سے واقفیت نہین اُسکو بھی اُس سے راہ ملجاتی ہو۔ حاصل یہ کہ
کلام نہایت نفیس خزانون کی کلید ہو اور وہ آب حیات ہو کہ جس نے اُسمین سے پیا وہ زندہ جاوید ہوا اور ایسی دوا ہو کہ جسنے اُسکو نوش جان
کیا کبھی بیمار نہوا۔ غرضکہ یہ امر جو حکیم نے بیان کیا ہو معنی کلام کے سمجھانے کے لیے ایک شمّہ ہو اور اِس سے زیادہ بیان کرنا علم معاملہ کے مناسب
نہین اسی لیے اسی قدر پر اقتصار کیا جاتا ہو۔ دوم کلام کرنے والے کی عظمت کہ قاری کو تلاوت قرآن کے شروع کرنے کے وقت اپنے دل مین
متکلم کی عظمت حاضر کرنی چاہیے اور یہ جانے کہ جو کچھ مین پڑھتا ہون یہ آدمی کا کلام نہین اور یہ کہ کلام مجید کی تلاوت مین بہت سا خطرہ ہو اسلیے
کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو لایمسّہ الّا المطہّرون۔ اور جس طرح کہ ظاہر جلد قرآن کی اور اُسکے ورق اِس بات سے محفوظ ہین کہ آدمی کی جلد بدن
طہارت اُسکو لگے اسی طرح اُسکے اندر کے معنی بھی بباعث اُسکی عزت و بزرگی کے دل کے اندر بدون ہر طرح کی ناپاکی سے پاک ہونے کے اور
نور تعظیم و توقیر سے منور ہونے کے نہین آسکتے اور جس طرح کہ ہر ایک ہاتھ جلد مصحف کے چھونے کا شایان نہین اسی طرح اُسکے حروف کی تلاوت
کو بھی ہر ایک زبان لیاقت نہین رکھتی اور نہ ہر ایک دل کو اُسکے معانی کے حاصل کرنے کی قابلیت۔ اور اِسی جیسی تعظیم کی جہت سے عکرمہ
بن ابی جہل جب قرآن مجید کو کھولتے تو بیہوش ہو جاتے اور کہتے کہ یہ کلام میرے پروردگار کا ہو یہ کلام میرے رب کا ہو۔ خالصہ یہ کہ کلام کی
عظمت سے متکلم کی عظمت ہوتی ہو اور متکلم کی عظمت دل مین نہین آتی جب تک کہ اُسکے صفات اور بزرگی اور افعال مین فکر نہ کرین بس جبکہ
قاری کے دل مین عرش اور کرسی اور آسمان اور زمین اور اُنکے درمیان کی چیزین یعنی جن اور انسان اور حیوانات اور درخت آوین اور
جانے کہ ان سب کا پیدا کرنیوالا اور اُنپر قدرت رکھنے والا اور اُنکو روزی دینے والا واحد یکتا ہو اور سب کے سب اُسکے قبضۂ قدرت مین ہین اور اُسکے
فضل و رحمت اور عذاب اور سطوت مین متردد ہین اگر وہ انعام کریگا تو اپنے فضل سے اور اگر عذاب کریگا تو اپنے عدل سے اور اُسی کا یہ ارشاد ہو کہ یہ لوگ بہشت
کے لیے ہین اور مجکو پروا نہین اور یہ لوگ دوزخ کیواسطے ہین اور مجکو پروا نہین اور یہ نہایت عظمت اور بزرگی ہو کہ کسی چیز کی پروا نہو تو ایسی باتون
کے سوچنے سے متکلم کی عظمت دل مین آتی ہو پھر کلام کی تعظیم اُسمین جاگزین ہوتی ہو۔ سوم دل کا حاضر ہونا اور حدیث نفس کا نہونا بعض
مفسرین نے یایحیی خذ الکتب بقوۃ کی تفسیر مین کہا ہو کہ قوت سے مراد کوشش اور اجتہاد ہو اور کتاب کو کوشش سے لینے کے یہ معنی ہین
کہ اُسکو پڑھنے کے وقت اُسی کے لیے ہو رہے اور ہمت کو اُسمین مصروف کردے دوسری چیز مین صرف ہمت نہ کرے۔ اور بعض اکابر سے
کسی نے پوچھا کہ جب تم قرآن مجید پڑھتے ہو تم اپنے نفس مین کسی چیز کی بات کرتے ہو یا نہین فرمایا کہ بھلا قرآن سے زیادہ مجھے کوئی چیز
پیاری ہو جسکی بات مین اپنے جی مین کردن اور بعض اکابر سلف کا دستور تھا کہ جب کوئی سورۃ پڑھتے اور اُسمین دل حاضر نہوتا تو اُسکو
دوبارہ پڑھتے اور یہ صفت حضور دل کی پہلی صفت یعنی کلام کی تعظیم سے پیدا ہوتی ہو کیونکہ جس کلام کو آدمی پڑھتا ہو اگر اُسکی تعظیم
کریگا تو اُس سے اُنس حاصل کریگا اور بشارت کا خواہان ہوگا اور اُس سے غافل نہوگا اور قرآن مجید مین وہی چیزین ہین جنمین
اُنس ہو اور دل لگے بشرطیکہ پڑھنے والا اُسکا اہل ہو پھر کیسے ہو سکتا ہو کہ جو قرآن پڑھے وہ دوسری چیز مین فکر کرنے سے اُنس کا طالب
ہو قرآن تو خود سیرگاہ اور تماشا کا مقام ہو جو شخص سیر کے مقامون کا تماشا کرتا ہوگا وہ اُنکے سوا اور چیزون مین فکر نہ کریگا چنانچہ
کہتے ہین کہ قرآن مین میدان اور بستان اور مقصورے اور عروسین اور دیبا اور گلزار اور سرائین ہین اسطرح کہ میم اُسکے میدان ہین

اور ترقرآن کے بستان اور حٰم اُسکے حجرے اور جن سورتون کے شروع مین سبحان یا یسبح یا سبح ہو اور وہ اُسکی عروسین ہین اور ساتون حٰم
اُسکے دیبا ہین اور مفصل سورتین اُسکے گلزار ہین اور انکے سوا سرائین ہین پس جسوقت قاری میدانون مین داخل ہو اور بوستانون کے
میوے توڑے اور حجرون مین گھسے اور عروسون کو دیکھے اور دیبا پہنے اور گلزار کی گلگشت کرے اور سرایون کی کھڑکیون مین ٹھہرے
تو یہ باتین اُسکو دوسری طرف متوجہ نہونے دینگی اُنھین مین ڈوبا رہیگا اُسکا دل علیحدہ نہوگا نہ فکر بٹیگا - چہارم قرارت مین تامل کرنا
یہ امر حضور دل کے سوا ہو کہ بعض اوقات تلاوت کرنے والا قرآن کے سوا دوسری چیز مین تو فکر نہین کرتا مگر صرف قرآن اپنی زبان سے
سُنتا ہو اُسکو سمجھتا نہین حالانکہ پڑھنے سے مقصود سمجھنا اور تامل کرنا ہو اور اِسی وجہ سے اُسکو ٹھہر کر پڑھنا مسنون ہوا ہو کہ اگر ظاہر مین ٹھہر کر
پڑھیگا تو دل مین سوچتا اور سمجھتا جاویگا - حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ جس عبادت مین سمجھ نہو نہ اُسمین برکت ہوتی ہو اور نہ جس
تلاوت مین تامل ہو اُسمین بہتری ہوتی ہو - اور اگر تلاوت کرنے والا بدون دوبارہ پڑھنے کے معنی مین تامل نہ کرسکے تو چاہیے کہ دوبارہ پڑھے
لیکن امام کے پیچھے ایسا نہ چاہیے کیونکہ اگر یہ ایک آیت کو سوچتا رہیگا اور امام دوسری آیت مین مشغول ہو جاویگا تو بُرا کریگا اور اُسکی
مثال ایسی ہوگی کہ کوئی شخص اُسکے کان مین بات کہے اور یہ ایک ہی لفظ سے تعجب کرنے لگے اور اُسکی باقی گفتگو کچھ نہ سمجھے اور یہی حال
ہو اگر امام رکوع مین ہو اور یہ اُسکی پڑھی ہوئی آیت مین فکر کر رہا ہو بلکہ جس رکن مین جاوے اور جو کچھ پڑھے اُسی کو سوچے دوسری بات
سوچنا داخل وسواس ہو چنانچہ عامر بن عبد قیس سے مروی ہو کہ اُنھون نے فرمایا کہ مجکو نماز مین وسواس ہوا کرتا ہو لوگون نے کہا کہ
دنیا کے معاملات کا وسوسہ ہوتا ہو فرمایا کہ دنیا کے وسوسون سے تو مین اپنے حق مین اُسکو بہتر جانتا ہون کہ نیزون کی بھالین میرے
وار پار کردی جاوین بلکہ وہ یہ صورت ہو کہ میرا دل اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے مین لگ جاتا ہو اور یہ سوچنے لگتا ہو کہ یہان سے کیسے
پھرون - تو دیکھو کہ اُنھون نے اُسکو بھی وسواس جانا اور واقع مین اس اعتبار سے وسواس ہو کہ جس رکن مین آدمی ہو اُسکو سمجھنے نہین دیتا
اور شیطان ایسے لوگون پر بدون اس صورت کے قابو نہین پاتا کہ اُنکو کسی دینی ضرورت مین مشغول کردے اور جو افضل بات ہو اُس سے
روک دے اور جب یہ معاملہ حضرت حسن بصری کے سامنے مذکور ہوا تو فرمایا کہ اگر تم انکا یہ حال سچ کہتے ہو تو ہمپر اللہ تعالیٰ نے یہ احسان نہین کیا
اور مروی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی اور بیس دفعہ اُسکو دُہرایا اور اتنی دفعہ پڑھنے کی یہی وجہ کہ آپ
اُسکے معانی مین فکر کرتے تھے - اور حضرت ابوذر رضہ سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات ہمکو نماز پڑھائی اور تمام رات
ایک ہی آیت کو مکرر پڑھتے رہے اور وہ یہ آیت ہو اِن تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم - اور تمیم داری نے ایک رات
اس آیت مین بسر کردی اَم حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلہم کالذین اٰمنوا وعملوا الصلحٰت سواء محیاہم ومماتہم ساء ما یحکمون - اور سعید بن جبیر رض
نے اس آیت کو پڑھتے پڑھتے صبح کردی وامتازوا الیوم ایہا المجرمون - اور بعض اکابر فرماتے ہین کہ مین ایک سورۃ شروع کرتا ہون اُسمین بعض
بات ایسی مشاہدہ کرتا ہون کہ صبح تک کھڑا رہتا ہون وہ سورت پوری نہین ہوتی - اور بعض اکابر یہ فرمایا کرتے کہ جتنی آیتین مین نہین سمجھتا
اور اُنمین میرا دل نہین ہوتا اُنمین مین ثواب نہین جانتا - اور ابو سلیمان دُرّانی سے منقول ہو کہ اُنھون نے فرمایا کہ مین ایک آیت پڑھتا ہون
اور چار یا پانچ شبین اُسی مین بسر ہو جاتی ہین اگر مین خود اُسمین فکر کرنا نہ چھوڑون تو دوسری آیت کی نوبت ہی نہ آوے - اور بعض اکابر سلف
سے منقول ہو کہ وہ سورۂ ہود مین چھ مہینے رہے اُسی کو مکرر پڑھا کیے اور اُسمین فکر کرنے سے فرصت نہ ملی - اور بعض عارف فرماتے ہین کہ میرا
ختم ایک تو ہفتہ وار ہو اور ایک ہر مہینہ مین اور ایک ہر سال مین اور ایک وہ ہو کہ تیس برس سے مین نے شروع کیا ہو ابھی تک اُس سے فارغ
نہین ہوا - یعنی جس قدر فکر اور تفتیش زیادہ ہو اُسی قدر مدت ختم کی بڑھتی ہو اور یہ بھی اُن بزرگ کا قول تھا کہ مین نے اپنے نفس کو مزدور کے
قائم مقام کر رکھا ہو اسی لیے مین روزینہ پر بھی کام کرتا ہون اور ہفتہ وار بھی اور مشاہرہ اور سالانہ کے اعتبار سے بھی یہ تنجم تفہم ہو یعنی ہر آیت سے

جو مضمون اُسکے لائق ہو اُسکو نکالے کیونکہ قرآن مین ذکر اللہ تعالیٰ کی صفات اور افعال کا اور ذکر انبیا کے احوال اور انکے مکذبین کے حالات کا ہی اور یہ امر کہ وہ کس طرح ہلاک کردیے گئے اور ذکر خدا یتعالیٰ کے اوامر اور نواہی کا اور ذکر جنت و دوزخ کا ہی۔ صفات کی آیتین یہ ہین کہ مثلاً ارشاد ہی لیس کمثلہ شیئ وہو السمیع البصیر۔ اور فرمایا الملک القدوس السلام المومن المہیمن العزیز الجبار المتکبر۔ پس ان اسما اور صفات کے معنون مین تامل کرے تاکہ اُنکے اسرار واضح ہون کہ ہر ایک کے اندر بہت معانی مدفون ہین اور بجز توفیق یافتہ شخصون کے اور کسی کو معلوم نہین ہوتے اور اسی کی طرف حضرت علی رض نے ارشاد فرمایا ہی اپنے اس قول مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بات مجکو خفیہ ایسی نہین بتائی کہ لوگون سے چھپا رکھی ہو مگر حقیقت یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو سمجھ اپنی کتاب کی عنایت کردیتا ہی۔ پس اس فہم کی طلب کا حریص ہونا چاہیے جسکو حضرت علی رض نے ارشاد فرمایا اور حضرت ابن مسعود رض فرماتے ہین کہ جو شخص اولین و آخرین کے علم کا ارادہ کرے اُسکو چاہیے کہ قرآن مجید کے علم کی بحث کرے اور علوم قرآن مین سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے اسما اور صفات کے اندر ہین کہ اکثر لوگون کو اُنہین سے وہی باتین دریافت ہوئی ہین جو اُنکے فہم کے لائق ہین اُنکی تہ کو نہین پہونچے۔ اور افعال اللہ تعالیٰ کے یہ ہین کہ آسمان اور زمین وغیرہ کا پیدا کرنا اور مارنا اور جلانا وغیرہ تو تلاوت کرنے والے کو چاہیے کہ ان افعال سے خدا یتعالیٰ کے صفات سمجھے اسلیے کہ فعل فاعل پر دلالت کیا کرتا ہی اور فعل کی عظمت سے اُسکے فاعل کی عظمت معلوم ہوتی ہی اسلیے یہ چاہیے کہ فعل مین فاعل کا مشاہدہ کرے صرف فعل ہی کا لحاظ نہ رکھے کہ جو کوئی حق کو پہچانتا ہی وہ اُسکو ہر چیز مین دیکھتا ہی کیونکہ ہر چیز اُسی سے ہی اُسی کی ذات سے قائم اور اُسی کی ملک تو واقع مین ہمہ اوست کا سا مضمون کا ہی اور جو شخص اپنی دیکھی ہوئی ہر چیز مین اُسکو نہین دیکھتا اُسنے گویا اُسکو پہچانا ہی نہین اور جسنے اُسکو پہچان لیا ہی اُسنے یہ جان لیا ہی کہ سواے خدا یتعالے کے ہر چیز باطل ہی اور بجز اُسکی ذات کے ہر ایک چیز فانی ہی یہ نہین کہ ثانی الحال باطل ہو جاویگی بلکہ اگر اُسکے وجود کو اُسکی ذات کے اعتبار سے دیکھین تو بالفعل باطل ہی ہان اگر اُسکے وجود کو اِس لحاظ سے دیکھین کہ وہ خدا یتعالیٰ کے باعث اور اُسکی قدرت کی جہت سے موجود ہی تب البتہ اُسکو تبعیت کے طور پر ثبات ہوگا اور مستقل ہوکر تو صرف باطل ہی اور یہ امر علم مکاشفہ کا آغاز ہی اور اسی وجہ سے تلاوت کرنیوالے کو چاہیے کہ جب اللہ تعالیٰ کے یہ ارشاد پڑھے افرأیتم ما تحرثون افرأیتم ما تمنون افرأیتم الماء الذی تشربون افرأیتم النار التی تورون۔ تو اپنی نظر کو آگ اور پانی اور کھیتی اور منی پر کوتاہ نہ کرے بلکہ انکا سب حال سوچے مثلاً منی مین تامل کرے کہ وہ نطفہ ایک ہی اجزا کا تھا اُسکی ہڈیان اور گوشت اور رگین اور پٹھے کیسے بنے اور اعضا مختلف شکلون کے سر اور ہاتھ اور پانون اور جگر اور دل وغیرہ کسطرح ہوگئے پھر اُسمین صفات عمدہ سُننے دیکھنے عقل وغیرہ کے اور بُرے اخلاق مثل غضب اور شہوت اور کفر اور جہالت اور انبیا کا جھٹلانا اور جدل کرنا کیونکر پیدا ہوے جیسے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہی اَوَلم یر الانسان انا خلقناہ من نطفۃ فاذا ہو خصیم مبین۔ تو ان عجائب مین تامل کرے کہ اِنسے ایک اور اعجب العجائب کی طرف ترقی کرجاوے اور یہ وہ صفت ہی کہ جس سے یہ عجائب صادر ہوے ہین غرضکہ مدام جب فعل کو دیکھے اُس سے فاعل کی طرف نظر کرے اور انبیا کا احوال جب سُنے کہ وہ کسطرح جھٹلائے گئے اور ایذا دیے گئے اور اُنہین سے بعض جان سے مارے گئے تو اِس سے خدا یتعالیٰ کی بے پروائی سمجھے کہ اُسکو نہ رسولون کی حاجت ہی نہ اُنکی جنکے پاس رسولون کو بھیجا ہی اور اگر وہ سب کو ہلاک کردے تو اُسکی سلطنت مین کچھ اثر نہوگا اور جب انبیا کی مدد کا حال انجام کو سنے تو یون سمجھے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہی اور حق کی مدد کیا کرتا ہی اور مکذبین کا حال مثل عاد اور ثمود کے جب سُنے کہ اُنپر کیا گذرا تو اُس سے خدا یتعالیٰ کی سطوت اور انتقام سے ڈرے اور اپنے نفس کے باب مین اُن حالات سے عبرت حاصل کرے کہ اگر مین غافل رہونگا اور بے ادبی کرونگا اور اِس مہلت چند روزہ پر بھولونگا تو کیا عجب ہی کہ مجھپر بھی ایسا ہی عذاب ہو اور وہی حکم نفاذ پاوے اور ایسا ہی سوچنا اُسوقت چاہیے کہ جنت اور دوزخ کا وصف سُنے یا اور کوئی قرآن مین کا حال گوش زد ہو اسلیے کہ جتنی باتین اُنمین سے سمجھی جاتی ہین اُنکا بالاستیعاب لکھنا ناممکن ہی اسوجہ سے کہ کوئی اُنکی حد نہین ہر بندہ کو جسقدر نصیب ہوا ہی

ٹ نہین ہی اُسکی طرح کا سا کوئی اور وہی ہی سُنتا دیکھتا ۱۲ ٹ وہ بادشاہ پاک ذات ہی ہر عیب سے سلامت امن دینا پناہ مین لیتا زبردست دباؤ والا صاحب بڑائی کا ۱۲ ٹ بھلا دیکھو جو بوتے ہو ۱۲ ٹ بھلا دیکھو جو پانی ٹپکاتے ہو ۱۲ ٹ بھلا دیکھو جو پانی تم پیتے ہو ۱۲ ٹ بھلا دیکھو تو آگ جو سُلگاتے ہو ۱۲ ٹ کیا دیکھتا نہین آدمی کہ ہمنے اُسکو بنایا ایک بوند سے پھر تبھی وہ ہوگیا جھگڑتا بولتا ۱۲

اُسقدر ملتا ہی اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہی ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین - اور ایک جا ارشاد فرمایا قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددًا - اور اُسکی انتہا نہونے کی جہت سے حضرت علی رضہ نے فرمایا ہی کہ اگر مین چاہون تو الحمد کی تفسیر سے ستر اونٹ بھر دون - اور ہمنے جو ذکر کیا ہی اُس سمجھنے کے طور پر تنبیہ کر دی ہی تا کہ اُسکی راہ کھلے ورنہ اُسکے پورا بیان کرنے کی طمع نہین ہو سکتی اور جو شخص قرآن مجید کے مضامین مین ادنیٰ درجہ کی سمجھ بھی نہ رکھتا ہو تو وہ اُن لوگون مین داخل ہوگا جنکے باب مین اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہی ومنھم من یستمع الیک حتی اذا خرجوا من عندک قالوا للذین اوتوا العلم ماذا قال آنفا اولئک الذین طبع اللہ علی قلوبھم اور پھر وہ موانع ہین جنکو ہم ذیل مین لکھتے ہین - اور بعضون کا قول ہی کہ آدمی مرید نہین ہوتا جب تک کہ جس چیز کو چاہے قرآن مین نہ پالے اور نقصان کو فائدہ سے تمیز نہ کرلے اور مولیٰ کے سبب بندون سے بے پروا نہو جاوے - ششم فہم کے موانع سے یکسو ہونا کہ اکثر لوگ جو قرآن کے معانی سمجھنے سے باز رہے اُسکا سبب یہی ہی کہ شیطان نے اُنکے دلون پر اسباب اور حجاب ایسے ڈال دیے ہین کہ قرآن کے عجائب اُنکو نہین سوجھتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین لولا ان الشیاطین یحومون علی قلوب بنی آدم لنظروا الی الملکوت - اور معانی قرآن کے بھی ملکوت مین داخل ہین اور جو چیز حواس سے غائب ہی اور بدون نور عقل کے نہین معلوم ہوتی وہ ملکوت مین سے ہی اور قرآن کے معانی ایسے ہی ہین - اور سمجھنے کے حجاب چار ہین پہلا یہ کہ ہمت اِس بات کی طرف مصروف ہو کر حروف کو مخرج سے نکالنا چاہیے اور اِس بات کا متولی ایک شیطان ہی جو قاریون پر معین ہی اسلیے کہ اُنکو معانی قرآن کے سمجھنے سے اور طرف پھیر دے تو وہ قاریون کو اسی بات پر آمادہ کرتا ہی کہ حروف کو مکرر سہ کرر ادا کرین اور اُنکے خیال مین بسا دیتا ہی کہ ابھی یہ حرف اپنے مخرج سے نہین نکلا تو جس صورت مین کہ قاری کا تامل صرف حروف کے مخارج ہی پر منحصر ہو تو اُسکو قرآن کے معانی کہان واضح ہونگے اور جو شخص شیطان کے اِس جیسے دھوکے مین آجاتا ہی وہ اُسکا بڑا ہی مسخرہ بنتا ہی - دوسرا یہ کہ کسی مذہب کو سنکر اُسکا مقلد ہوگیا ہو اور اُسکی تعریف کرتا ہو اور اُسکے دل مین اُسکی پچ صرف سُنی ہوئی بات کے اتباع سے جم گئی ہو یہ نہین کہ بصیرت اور مشاہدہ سے دیکھکر اُسکی پچ کرتا ہو ایسے شخص کا حال یہ ہوتا ہی کہ اپنے اعتقاد کی زنجیر مین مقید رہتا ہی کہ وہ اُسکو ٹلنے نہین دیتی اسی لیے اُسکے دل مین بجز اُسکے اعتقاد کے اور چیز خطور نہین کرتی اُسکی نظر صرف اپنی سُنی ہوئی بات پر موقوف ہوتی ہی اور اگر کوئی چمک دُور سے ہو جاتی ہی اور کچھ معنی اُسکے اعتقاد کے خلاف ظاہر ہوتے ہین تو شیطان تقلید اُسپر حملہ کرتا ہی اور کہتا ہی کہ یہ بات تیرے دل مین کیسے گذری یہ تو تیرے اکابر کے عقیدون کے خلاف ہی پس وہ شخص اُن معنون کو شیطان کا فریب جانکر اُس سے دوری کرتا ہی اور اُس جیسے معانی سے احتراز کرتا ہی اور اسیوجہ سے صوفیۂ کرام فرماتے ہین کہ علم حجاب ہی اور علم سے اُنکا مقصود اُن عقائد کا علم ہی جسپر اکثر لوگ صرف تقلید کی جہت سے چلے جاتے ہین یا مذہب کے متعصبون نے کلمات جدل لکھکر اُنکو سکھلا دیے ہین ورنہ علم حقیقی جو کشف اور نور بصیرت کا مشاہدہ ہوتا ہی وہ کسطرح حجاب ہو سکتا ہی منتہاے مطلوب تو وہی ہی اور یہ تقلید کبھی باطل ہوتی ہی اور اِس صورت مین مانع فہم ہی جیسے کوئی عرش پر مستوی ہونے کے باب مین جگہ پکڑنا اور ٹھہرنا اعتقاد کرلے پس اگر صفت قدوسیت مین اُسکے دل مین یہ بات گذرے کہ جتنی باتین خلق پر ہو سکتی ہین وہ سب ایسی پاک ہین تو اُسکے دل مین تقلید اس بات کو جمنے نہ دیگی اور اگر بالفرض جم جاوے تب تو اُس سے دوسرا کشف اور تیسرا اور چوتھا ہوتا چلا جاویگا مگر مقلد اِس امر کو اپنے دل سے بوجہ اپنی تقلید باطل کے جلد دُور کر دیتا ہی - اور بعض اوقات تقلید حق ہوتی ہی اور وہ بھی فہم اور کشف کی مانع ہوتی ہی اسلیے کہ جسمین حق کے اعتقاد کرنے کا خلق کو حکم ہوا ہی اُسکے بہت سے مراتب اور درجے ہین اور اُسکا ایک مبدا ظاہری ہوتا ہی اور ایک تہ باطنی اور جب طبیعت ظاہر پر جم جاتی ہی تو باطن کو تہ تک پہونچنے کی مانع ہوا کرتی ہی جیسا کہ علم ظاہر اور باطن کے فرق بیان کرنے مین ہمنے باب قواعد العقائد مین ذکر کیا ہی تیسرا حجاب یہ ہی کہ کسی گناہ پر مصر ہو یا کبر کے ساتھ موصوف یا دنیا کی خواہش مین کچھ مبتلا ہو کہ یہ چیزین دل کی تاریکی اور زنگ کی موجب ہوتی ہین اور اُنکا حال ایسا ہی جیسے آئینہ پر زنگ لگ جاتا ہی اور پھر ٹھیک ٹھیک عکس اُسمین نہین پڑتا اسی طرح دل پر اگر یہ چیزین رہتی ہین تو امر حق کی تجلی اُسمین

صاف نہین ہوتی اور یہ حجاب دل کے لیے سب مین بڑا ہی اور اِسی سے اکثر لوگ محجوب ہوگئے اور جسقدر کہ شہوات کا انبوہ دل پر زیادہ ہوگا اُسی قدر
معانی قرآن پر زیادہ حجاب اسکی طرف سے ہوگا اور جسقدر دنیا کا بوجھ دل پر ہلکا ہوگا اُسیقدر معانی کی تجلی نزدیک آجاویگی اسلیے کہ دل مثل آئینہ کے ہی
اور شہوات مثل زنگ کے اور معانی قرآنی مثل اُن صورتون کے ہین جنکا عکس آئینہ مین پڑتا ہی اور دل سے ریاضت لینی یعنی شہوات کو دُور کرنا
ایسا ہی جیسے صیقل گر آئینہ کو جلا کردیتا ہی۔ اور اِسی وجہ سے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ جب میری اُمت دینار و درم کو بڑا جانیگی تو اُسمین سے اسلام کی
ہیبت جاتی رہیگی اور جب اچھی بات کا امر کرنا اور بُری بات سے منع کرنا چھوڑ دینگے تو وحی کی برکت سے محروم رہینگے حضرت فضیل فرماتے ہین
کہ اسکے یہ معنی ہین کہ علم قرآن سے محروم رہینگے اور اللہ تعالیٰ نے فہم اور تذکر مین انابت کو شرط فرمایا ہی چنانچہ ارشاد فرمایا تبصرۃ و ذکری لکل عبد
منیب۔ اور فرمایا وما یتذکر الا من ینیب۔ اور فرمایا انما یتذکر اولوا الالباب۔ تو جو کوئی دنیا کے دھوکے کو آخرت کی نعمت پر اختیار کرے وہ صاحبان
عقل سے نہین اور اِسی وجہ سے اسرار قرآنی منکشف نہین ہوتے۔ چوتھا حجاب یہ ہی کہ کوئی تفسیر بظاہر پڑھ لی ہو اور یہ اعتقاد کر لیا ہو کہ جو کچھ حضرت
ابن عباس اور مجاہد رضہ نے کلمات قرآن کی تفسیر بیان کی ہی وہی درست ہی اُنکے بیان کے سوا کلمات کے اور کچھ معنی نہین جو انکے سوا معنی کہے وہ قرآن
کو اپنی عقل سے بیان کرتا ہی جسکی شان مین یہ وارد ہی کہ جو شخص قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ سے تلاش کرلے تو یہ بھی ایک
حجاب ہی اور چوتھی فصل مین ہم یہ بیان کرینگے کہ رائے سے تفسیر کرنے کے کیا معنی ہین اور یہ کہ یہ امر حضرت علی رضہ کے ارشاد کے خلاف نہین کہ اللہ تعالیٰ
کسی بندے کو قرآن مین سمجھ عنایت کردیتا ہی اور ایک یہ کہ اگر معنی ظاہری اور منقول ہی ہوا کرتے تو آدمی اُنمین اختلاف ہی کیون کرتے۔ ہفتم خاص کرنا
اور اُسکی صورت یہ ہی کہ قرآن مین کے ہر خطاب مین فرض کرلے کہ مین ہی مقصود ہون یعنی اگر امر اور نہی سُنے تو فرض کرے کہ حکم مجکو ہوا ہی اور مجھی کو منع
کیا گیا ہی اسی طرح اگر وعدہ اور وعید سُنے اُنکو اپنے حق مین فرض کرے اور اگر پہلے لوگون اور انبیا کے قصے سُنے تو جانے کہ قصے مقصود نہین بلکہ اُنسے عبرت
حاصل کرنی منظور ہی اور یہ غرض ہی کہ اِنکے درمیان مین جو کچھ اپنی حاجت کی بات ہو اُسکو اختیار کرلینا چاہیے کیونکہ قرآن مجید کے جتنے قصے ہین اُنکے
مضامین سے کچھ نہ کچھ فائدہ آنحضرت صلعم اور اُنکی امت کے حق مین ہی اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی ما نثبت بہ فوادک۔ تو تلاوت کرنیوالے کو
فرض کرلینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ جو نبیون کا حال اور ایذا پر اُنکا صبر کرنا اور خدا تعالیٰ کی مدد کے انتظار مین دین پر جمع رہنا بیان فرماتا ہی اس سے ہمارے
دل کا ثابت رکھنا چاہتا ہی اور اِس فرض کرنے اور تخصیص کی وجہ یہ ہی کہ قرآن مجید خاص آنحضرت صلعم ہی کے لیے نہین اُترا بلکہ وہ تمام عالمون کے لیے
شفا اور ہدایت اور نور اور رحمت ہی اور اِسلیے اللہ تعالیٰ نے تمام لوگون کو نعمت کتاب کا شکر کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ ارشاد ہی واذکروا نعمۃ اللہ علیکم
وما انزل علیکم من الکتاب والحکمۃ یعظکم بہ۔ اور فرمایا ولقد انزلنا الیکم کتابا فیہ ذکرکم افلا تعقلون۔ اور فرمایا وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم اور فرمایا
کذلک یضرب اللہ للناس امثالہم۔ اور فرمایا واتبعوا احسن ما انزل الیکم من ربکم۔ اور فرمایا ہذا بصائر للناس وہدی ورحمۃ لقوم یوقنون۔ اور فرمایا ہذا بیان
للناس وہدی وموعظۃ للمتقین۔ اور جبکہ اِن آیات سے معلوم ہوا کہ خطاب سے سب لوگ مقصود ہین اور قاری بھی اُنھین مین سے ہی تو بیشک خطاب مین
شریک ہوگا اسلیے اُسکو فرض کرنا چاہیے کہ اِس خطاب سے مین مقصود ہون اللہ تعالیٰ فرماتا ہی واوحی الیّ ہذا القرآن لانذرکم ومن بلغ۔ محمد بن کعب قرظی
کہتے ہین کہ جس شخص کو قرآن پہونچا تو گویا خداے تعالیٰ نے اُس سے کلام کیا۔ اور تلاوت کرنے والا جب اپنے آپ کو مخاطب سمجھے تو اپنا عمل صرف
سرسری پڑھ لینا مقرر نہ کرے بلکہ اُسکو اسطرح پڑھے جیسے غلام اپنے آقا کا پروانہ پڑھے جسمین اُسنے لکھا ہو کہ اُسکو سوچ سمجھکر اُسکے بموجب کاربند ہونا اور
اِسی جہت سے بعض علما نے فرمایا ہی کہ یہ قرآن ہمارے رب کی طرف سے خطوط عہد و پیمان کے ساتھ آئے ہین کہ اُنکو نمازون مین ہم سمجھین اور تنہائیون مین
اُنپر واقف ہون اور طاعات مین اُنکی تعمیل کرین۔ اور حضرت مالک بن دینار کہا کرتے کہ اے قرآن والو قرآن نے تمھارے دلون مین کیا بویا ہی قرآن
مومن کے حق مین بہار ہی جیسے زمین کے حق مین مینہ بہار ہوتا ہی اور قتادہ رضہ نے فرمایا ہی کہ جس شخص نے قرآن کی ہمنشینی کی وہ یا فائدہ ہی لیکر اُٹھا
یا گھٹی کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ہو شفاء ورحمۃ للمومنین ولا یزید الظلمین الا خسارا۔ ہشتم متاثر ہونا یعنی جس طرح آیتین مختلف مضامین کی آتی جاوین

ایک نصیحت واسطے اُسکو اور سمجھتا وہی ہی جو رجوع رکھے ۱۲ سوچ وہی کرتے ہین جنکو عقل ہی ۱۲ جس سے ثابت کرین تیرا دل ۱۲ اور یاد کرو احسان اللہ کا جو تم پر ہی اور جو اُتاری تم پر کتاب اور کام کی باتین ۱۲ ہم نے اُتاری تمھاری طرف کتاب جسمین تمھارا ذکر ہی کیا تم نہین بوجھتے ۱۲ اور ہم نے اُتاری تجھ پر یادداشت کہ تو کھول دے لوگون کے پاس جو اُترا انکی طرف ۱۲ یون بتاتا ہی اللہ لوگون کو اُنکے احوال ۱۲ چلو بہتر بات پر جو اُتری تمکو تمھارے رب سے ۱۲ یہ سوجھ کی باتین ہین تمھارے رب کی طرف سے اور راہ کی اور مہر اُن لوگون کو جو یقین لاتے ہین ۱۲ یہ بیان ہی لوگون کے واسطے اور ہدایت اور نصیحت ڈر والون کو ۱۲ اور اُتری ہی مجکو یہ قرآن کہ تمکو اِس سے خبردار کرون اور جسکو یہ پہونچے ۱۲ وہ شفا اور مہر ایمان والون کے لیے اور گنہگارون کو یہی بڑھتا ہی نقصان ۱۲

اُسی طرح دل مین مختلف آثار ہوتے جاوین اور جس مضمون کو حزن اور خوف اور رجا کے سمجھے اُسی حالت اور کیفیت سے دل موصوف ہو جاوے اور جب کہ آدمی کی معرفت کامل ہوگی تو اُسکے دل پر اکثر خوف غالب رہیگا کیونکہ آیات قرآنی مین تضییق بہت ہی مثلاً ذکر رحمت و مغفرت کو ایسی شرطون سے وابستہ پاؤگے کہ عارف اُنکے حاصل کرنے سے قاصر ہو دیکھو مغفرت کے باب مین چار شرطین مذکور فرمائین وانی لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحا ثم اہتدیٰ - اور فرمایا والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا وعملوا الصلحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر - اسمین بھی چار شرطین ارشاد فرمائین اور جس جگہ مختصر فرمایا وہان ایک شرط ایسی لگادی ہی کہ وہ سب کی جامع ہو مثلاً فرمایا ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین کہ رحمت کے لیے احسان کی شرط لگادی ہی کہ وہ سب کی جامع ہی اسی طرح اگر کوئی قرآن کو اول سے آخر تک ڈھونڈھے تو ایسے ہی مضامین بہت پاویگا اور جو شخص اِس بات کو سمجھ لیگا اُسکو شایان یہی ہی کہ اُسکا حال خوف اور حزن ہو - اور اِسی وجہ سے حضرت حسن بصری رح نے فرمایا ہی کہ جو بندہ آج قرآن پڑھتا ہی اور اُسپر ایمان رکھتا ہی اُسکا حزن بہت ہو جاتا ہی اور خوشی کم اور رونا زیادہ ہوتا ہی اور ہنسنا تھوڑا اور رنج اور شغل کثرت سے ہو جاتا ہی اور راحت اور بیکار رہنا قلیل - اور وہیب بن الورد کہتے ہین کہ ہمنے اِن حدیثون اور وعظ کی باتون مین نظر کی مگر قرآن کی تلاوت اور تدبّر سے زیادہ کسی چیز کو نہ پایا جس سے دل نرم ہو اور حزن کو خوب کھینچ لاوے - غرضکہ بندہ کا تلاوت سے متاثر ہونا یہ ہی کہ جو آیت پڑھے اُسکی صفت کے ساتھ موصوف ہو جاوے مثلاً آیت وعید یا اور یہان کہ مغفرت کو بہت شرطون پر وابستہ کیا ہی خوف سے اتنا گھُلے کہ گویا مر جاویگا اور جس جگہ وسعت رحمت اور وعدۂ مغفرت ہو وہان اتنا خوش ہو کہ گویا خوشی سے اُڑ جاویگا اور خداے تعالیٰ کے صفات اور اسما کے ذکر کے وقت اپنی گردن اُسکے جلال کے سامنے خضوع کرنے اور اُسکی عظمت کو معلوم کرنے کی جہت سے جھکا دے اور جب کافرون کا ذکر آوے اور اُنکے وہ قول پڑھے جو اللہ پر محال ہین مثلاً اُنکا یہ کہنا کہ خداے تعالیٰ صاحب اولاد ہی یا بی بی رکھتا ہی تو اپنی آواز پست کر دے اور اُنکی گفتگو کی قباحت سے دل مین شرمندہ ہو کر منکسر ہو اور جنت کی صفت کے وقت باطن مین اُسکا شوق اُبھرے اور دوزخ کے حال مذکور ہونے پر اُسکے خوف کے مارے بدن تھرا اُٹھے اور جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن مسعود رض کو ارشاد فرمایا کہ قرآن مجکو سُناؤ تو حضرت ابن مسعود رض کہتے ہین کہ مین نے سورۂ نسا شروع کی جب مین اِس آیت پر پہونچا فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہولاء شہیداً تو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھون سے آنسو جاری ہین آپ نے فرمایا کہ اب بس کرو - اور یہ اسلیے ارشاد فرمایا کہ اِس حالت کے مشاہدہ مین آپ کا دل بالکل مستغرق ہوا اور خوف کرنے والون مین بعض اسطرح کے تھے کہ وعید کی آیتون پر بیہوش ہو کر گر جاتے تھے اور بعض ایسے بھی گذرے کہ آیتون کے سُننے مین انتقال کر گئے ہین حاصل یہ کہ اسطرح کے احوال سے تلاوت کرنے والا صرف نقال نہین رہتا مثلاً جب کہے انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم - اور دل مین خوف نہو تو یہ پڑھنا صرف کلام کا نقل کرنا ہوا اور جب پڑھے علیک توکلنا والیک انبنا والیک المصیر - اور توکل اور انابت کی حالت نہو تو یہ کہنا زبانی حکایت ہوگی اور جب پڑھے ولنصبرن علی ما آذیتمونا - تو چاہیے کہ اُسکا حال صبر خواہ عزیمت ہو تاکہ اِس آیت کے پڑھنے کی کیفیت و حلاوت پاوے اور اگر اِن صفات سے موصوف نہوگا اور اِن حالات مین اُسکا دل بدلتا نہ رہیگا تو تلاوت سے اُسکو صرف زبان کی حرکت کا فائدہ ہوگا اور اپنے نفس کو صریح لعنت کریگا اِن آیتون کے پڑھنے سے الا لعنۃ اللہ علی الظلمین اور کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون اور وہم فی غفلۃ معرضون اور فاعرض عمن تولی عن ذکرنا ولم یرد الا الحیوۃ الدنیا اور ومن لم یتب فاولئک ہم الظلمون - اور سواے اِنکے اور اسی طرح کی آیتون کے پڑھنے سے اپنے آپ کو لعن طعن کریگا اور اِس آیت کا مصداق بنیگا ومنہم امیون لا یعلمون الکتاب الا امانی - یعنی صرف تلاوت ہی جانتے ہین اور اِس آیت کے معنون مین داخل ہوگا وکاین من آیۃ

فی السموات والارض یمرون علیها وهم عنها معرضون۔ اسلیے کہ ان علامتون کا بیان اچھی طرح قرآن مجید مین ہی اور جب پڑھنے والا اُنسے گذر جاوے
اور متاثر نہو تو اُنسے روگردان ہوگا۔ اور بعین وجہ کسی نے کہا ہی کہ جو شخص اخلاق قرآنی سے متصف نہین ہوتا وہ جس وقت کلام اللہ پڑھتا ہی اللہ تعالیٰ
اُسکو پکار کر فرماتا ہی کہ تجکو میرے کلام سے کیا علاقہ تو تو مجھ سے روگردان ہی اگر تو میری طرف رجوع نہین کرتا تو میرے کلام کو مت پڑھ اور گنہگار آدمی جو
قرآن کو مکرر پڑھتا ہی اُسکی مثال ایسی ہی کہ کوئی شخص بادشاہی پروانہ کو دن بھر مین کئی دفعہ پڑھ لیا کرے اور اُسمین حکم ہو کہ ہمارے ملک کو آباد کرو
مگر وہ اُسکے اُجاڑنے مین مشغول ہو اور اُسکے پروانہ کو صرف پڑھ لینے پر اکتفا کرے اور تعمیل اُلٹی کرے پس اگر وہ پروانہ نہ پڑھتا اور حکم کے خلاف کرتا تو
اُسمین بادشاہی پروانہ کی حقارت اور غضب سلطانی کا استحقاق غالباً کم ہوتا اور اس صورت مین تو ظاہر ہی کہ اُسکی حرکت نہایت نازیبا ہی اور اسیوجہ
سے یوسف بن اسباط نے فرمایا ہی کہ مین قرآن کے پڑھنے کا قصد کرتا ہون مگر جب اُسکے مضامین یاد کرتا ہون تو غضب الٰہی سے ڈر جاتا ہون اور
قرآن کی تلاوت کو چھوڑ کر تسبیح اور استغفار پڑھنے لگتا ہون اور جو شخص کہ قرآن پر عمل کرنے سے اعراض کرتا ہی وہ اس آیت کے مطابق ہی فنبذوه وراء
ظهورهم واشتروا به ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون۔ اور اسی جہت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کو اُسوقت تک پڑھو کہ تمھارے دل مالوف
رہین اور جلدین نرم ہون اور جب یہ حال نہ رہے تو پڑھنا موقوف کر دو اور ایک روایت مین ہی کہ اُسکے پاس سے اُٹھ کھڑے ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہی الذین
اذا ذکر اللہ وجلت قلوبهم واذا تلیت علیهم آیاته زادتهم ایمانا وعلی ربهم یتوکلون۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگون مین قرآن کا خوش آواز
وہ ہی کہ جب اُسکو پڑھتے ہوئے سُنو تو جان لو کہ خدا یتعالیٰ سے ڈرتا ہی اور فرمایا کہ قرآن کسی کے مُنہ سے ایسا اچھا نہین معلوم ہوتا جیسا اُس شخص کے مُنہ سے
معلوم ہوتا ہی جو خدا یتعالیٰ سے ڈرتا ہی۔ پس قرآن اسی غرض سے پڑھا کرتے ہین کہ دل پر یہ احوال کھنچ آوین اور اُسکے بموجب عمل کیا جاوے ورنہ صرف
الفاظ پر زبان ہلانے مین کیا محنت ہی اور اسی واسطے بعض قاری کہتے ہین کہ مین نے اپنے اُستاد کو قرآن سُنایا پھر مین دوبارہ اُنکی خدمت مین گیا کہ دوبارہ
سُناؤن اُنھون نے مجکو جھڑک دیا اور فرمایا کہ میرے سامنے پڑھنے کو تو نے عمل ٹھہرا لیا جا خدا کے سامنے پڑھ اور دیکھ کہ تجکو کیا حکم کرتا ہی اور کیا سمجھاتا ہی
اور بعین وجہ صحابہ کا شغل احوال اور اعمال مین ہوتا تھا چنانچہ آنحضرت صلعم کی وفات شریف جب ہوئی تو بیس ہزار صحابی آپ نے چھوڑے
مگر اُنمین سے کل قرآن صرف چھ شخصون نے یاد کیا تھا اُنمین سے بھی دو مین اختلاف ہی اکثر صحابہ ایک سورت یا دو یاد کیا کرتے تھے اور جو شخص کہ
سورۂ بقر اور انعام یاد کر لیتا تھا وہ اُنمین عالم ہوتا تھا۔ اور جب ایک شخص قرآن سیکھنے کو آیا اور اس آیت پر پہونچا فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره و
من یعمل مثقال ذرة شرا یره۔ تو کہا کہ مجھے یہ کافی ہی اور چلا آیا۔ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص اُس حال مین پھرا کہ فقیہ ہی اور واقع مین محبوب
اور رکیاب وہی حالت ہی جو اللہ تعالیٰ ایماندار کے دل پر آیت سمجھنے کے بعد مرحمت فرماتا ہی اور صرف زبان کی حرکت مفید کم ہی بلکہ جو شخص زبان سے
تلاوت کرے اور عمل سے روگردان رہے وہ اس بات کا سزاوار ہی کہ اس آیت کا مصداق ہو ومن اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا ونحشره یوم القیمة
اعمی قال رب لم حشرتنی اعمی وقد کنت بصیرا قال کذلک اتتک ایاتنا فنسیتها وکذلک الیوم تنسی۔ یعنی آیتون کو تو نے ویسے ہی چھوڑ دیا اُنمین تامل کیا
اور نہ اُنکی کچھ پروا کی کیونکہ جو شخص کسی کام مین تقصیر کرتا ہی اُسکو کہا کرتے ہین کہ وہ اُسکو بھول گیا اور تلاوت کما حقہ اسکو کہتے ہین کہ اُسمین زبان اور عقل
اور دل شریک ہون زبان کا کام اُسمین حرفون کا صحیح کرنا اور ٹھہر کر پڑھنا ہی اور عقل کا کام معانی کا بیان کرنا اور دل کا کام حکم ماننے اور جھڑکی قبول کرنے
سے متاثر ہونا تو گویا زبان واعظ ہی اور عقل مترجم اور دل نصیحت قبول کرنے والا۔ نہم ترقی کرنی یعنی تلاوت مین یہان تک ترقی کرے کہ قرآن کو اللہ تعالیٰ
سے سُنے نہ اپنے آپ سے کیونکہ پڑھنے کے تین درجے ہین سب مین ادنیٰ یہ ہی کہ بندہ اپنے آپ کو فرض کرے کہ خدا یتعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوا پڑھتا ہون

اور وہ میری طرف دیکھتا ہی اور میرے پڑھنے کو سُنتا ہی تو اس صورت مین اُسکی حالت سوال اور تملق اور انکسار اور عاجزی ہوگی دُوسرا درجہ یہ ہی کہ اپنے دل سے مشاہدہ کرے کہ گویا اللہ تعالیٰ اُسکو دیکھتا ہی اور اپنے الطاف سے اُسکو خطاب کرتا ہی اور اپنے انعام و احسان سے اُس سے بھید کہتا ہی ایسی صورت مین تلاوت کرنے والے کا مقام حیا اور تعظیم اور سُننا اور سمجھنا ہوگا تیسرا درجہ یہ ہی کہ کلام مین متکلم کو دیکھے اور کلمات مین صفات پر نظر کرے یعنی نہ اپنے نفس کو دیکھے اور نہ اپنی قرأت پر لحاظ کرے اور نہ اپنے منعم علیہ ہونے کے اعتبار سے اپنے اوپر انعام کے متعلق ہونے کا دھیان کرے بلکہ اپنی ہمت اور فکر کو کلام کرنے والے پر منحصر اور موقوف کردے اسطرح کہ گویا متکلم کے مشاہدہ مین غیر کی طرف سے کچھ خبر نہین یہ درجہ مقربون کا ہی اور اس سے پیشتر کے دو درجے اصحاب الیمین کے ہین اور جو قرأت ان تینون درجون کے سوا ہو وہ غافلون کا درجہ ہی اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے درجۂ سوم کو اسطرح ارشاد فرمایا کہ بخدا اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مین اپنی مخلوق کے لیے تجلی فرمائی مگر خلق کے لوگ اُسکو نہین دیکھتے۔ اور ایک بار آپ کو نماز مین ایسی حالت ہوئی کہ بیہوش ہو کر گر پڑے جب آپ کو افاقہ ہوا تو کسی نے اُس حالت کی کیفیت پوچھی آپنے فرمایا کہ مین آیت کو بار بار اپنے دل پر پڑھ رہا تھا یہان تک کہ اُسکو مین نے متکلم سے سُنا پس اُسکی قدرت کے معائنہ کے لیے میرا جسم نہ ٹھہرا۔ اس جیسے درجے مین حلاوت اور مناجات کی لذت بہت ہوتی ہی۔ اور اسی جہت سے بعض حکما نے کہا ہی کہ مین قرآن پڑھا کرتا تھا مگر اُسکی حلاوت نہ پاتا تھا یہان تک کہ مین نے اسطرح پڑھا کہ گویا اُسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنتا ہون کہ آپ اپنے اصحابؓ کو سُناتے ہین پھر ایک درجہ اور اوپر بڑھا اور اسطرح پڑھا کہ گویا حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلعم کو تعلیم کرتے ہین اور مین سُن رہا ہون پھر اللہ تعالیٰ نے ایک اور رتبہ عنایت فرمایا کہ اب مین اُسکو متکلم سے سنتا ہون اور مجکو وہ حظ اور حلاوت نصیب ہی کہ مجھ سے صبر نہین ہو سکتا۔ اور حضرت عثمان اور حذیفہ رضہ نے فرمایا ہی کہ اگر دل پاک ہو جاوین تو قرآن کی قراءت سے سیر نہون اور یہ اسلیے فرمایا کہ دل طہارت کی وجہ سے کلام مین متکلم کے مشاہدہ کی طرف ترقی کرتے ہین اور یہین وجہ ثابت بنانی نے فرمایا ہی کہ بیس برس تو مین نے قرآن مین مشقت ہی اُٹھائی مگر بیس برس اُس سے مجکو دولت حلاوت ملی۔ اور آدمی اگر متکلم ہی کو مشاہدہ کرے اور اُسکے سوا پر نظر نہ ڈالے تو ان ارشادون کی تعمیل کرنیوالا ہوگا اوّل ففروا الی اللہ دوم ولا تجعلوا مع اللہ الٰھا آخر۔ حاصل یہ کہ جو شخص ہر چیز مین خدا تعالیٰ پر نظر کرے وہ اُسکے غیر پر التفات کرنے والا ہوگا اور جو شخص خدائے تعالیٰ کے سوا اور چیز کی طرف ملتفت ہوگا اُسکے التفات مین کسیقدر شرک خفی ہوگا اور توحید خالص اُسکو کہتے ہین کہ ہر چیز مین سوائے خدا تعالیٰ کے اور کچھ نہ دیکھے۔ دہم منقطع ہونا اپنی طاقت و قوت سے یعنی اپنے نفس پر بچشم رضا اور تزکیہ التفات کرنے سے قطع نظر رکھے مثلاً جب صالحین کے لیے وعدہ اور تعریف کی آیتین پڑھے تو اُسوقت اپنے آپ کو اُنمین نہ سمجھے بلکہ اہل یقین اور صدیقین کے لیے وہ مدارج خیال کرے اور اس بات کا شائق ہو کہ اللہ تعالیٰ اُنمین مجکو بھی شامل کرے اور جب غصہ اور خفگی کی آیت اور گناہگارون اور تقصیر والون کی برائی پڑھے تو اُسمین اپنے نفس کو شاہدہ کرے اور یہی فرض کرے کہ یہ خطاب میرے ہی نفس کو ہی تاکہ اُسکو خوف پیدا ہو اور اسیوجہ سے حضرت ابن عمر رضہ فرمایا کرتے کہ الٰہی مین تجھ سے اپنے ظلم و کفر سے مغفرت چاہتا ہون لوگون نے اُنسے پوچھا کہ ظلم تو معلوم ہی کفر سے آپ مغفرت کیسی چاہتے ہین آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اِنَّ الانسان لظلوم کفار یعنی اُسی کفر سے مغفرت چاہتا ہون جسکا ثبوت آدمی مین آیت سے یقینی ہی۔ اور یوسف بن اسباط سے کسی نے پوچھا کہ جب تم قرآن پڑھتے ہو تو کیا دعا مانگتے ہو فرمایا کہ دعا کیا مانگون اپنی تقصیر کی مغفرت ستر بار چاہتا ہون۔ پس جس صورت مین کہ قرأت مین اپنے نفس کو تقصیر کی صورت پر دیکھیگا تو یہ دیکھنا اُسکے قرب کا موجب ہوگا اسلیے کہ جو شخص قرب مین دُوری کا مشاہدہ کرتا ہی اُسکے لیے خوف مرحمت ہوتا ہی اور یہ خوف اُسکو قرب کے ایک ؤر درجہ پر پہونچا دیتا ہی جو اول درجہ سے اعلیٰ ہی اور جو شخص دُوری مین قُرب کا مشاہدہ کرتا ہی تو اُسکو خوف سے مامونی دیجاتی ہی جو انجام کو اُسکو اور درجہ پر جو دُوری مین اول سے نیچے ہوتا ہی پہونچا دیتی ہی اور جس صورت مین اپنے نفس کو بچشم رضا دیکھیگا تو خود اُسکے نفس ہی کا حجاب آمین اور اسرار مین ہو جاتا ہی اور کچھ نہین دیکھتا ہان جس صورت مین کہ اپنے نفس کی طرف التفات چھوڑ دیتا ہی اور بجز خدا تعالیٰ کی قرأت مین اور کوئی چیز مشاہدہ نہین کرتا

له سو بھاگو اللہ کی طرف ۱۲ ته اور نہ ٹھہراؤ اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود ۱۲ ... ته سو مجکو آدمی بڑا بے انصاف ہی ناشکر ۱۲

تب البتہ اُسکو اسرار عالم ملکوت کے واضح ہوتے ہین۔ سلیمان بن ابی سلیمان دارانی کہتے ہین کہ ابن ثوبان نے ایک اپنے بھائی سے اقرار کیا کہ مین تمہارے پاس افطار کرونگا پھر اُنکے پاس جا سکے یہان تک کہ صبح ہوگئی دن نکلے اُنکے بھائی ملے اور کہا کہ تمنے میرے پاس افطار کرنے کا وعدہ کیا تھا مگر تشریف نہ لائے اُنھون نے فرمایا کہ اگر مین تمسے وعدہ نہ کرلیتا تو جس بات سے تمہارے پاس آسکا تمسے نہ کہتا صورت یہ ہوئی کہ جب مین عشا پڑھ چکا تو دل مین کہا کہ تمہارے پاس آنے سے پیشتر وتر بھی پڑھ لون کہ شاید موت پھر فرصت نہ دے جب مین وتر کی دعا پڑھنے لگا تو میرے سامنے ایک سبز باغچہ کردیا گیا جسمین طرح طرح کے پھول جنت کے تھے مین اُنکو صبح تک دیکھتا رہا اسلیے فرصت آنے کی نہوئی۔ اور اس قسم کے مکاشفات اُسیوقت ہوتے ہین کہ آدمی اپنے نفس سے اور اُسکی طرف التفات کرنے سے اور اُسکی خواہشون کا دھیان کرنے سے قطع نظر کرلے۔ پھر یہ مکاشفات کشف والے کے احوال کے بموجب خاص ہوجایا کرتے ہین مثلاً جب آیات رجا پڑھتا ہے اور اُسکے حال پر بشارت غالب ہوتی ہے تو اُسکو جنت کی صورت منکشف ہوتی ہے اور اُسکو ایسی طرح مشاہدہ کرتا ہے کہ گویا آنکھ سے ظاہر مین دیکھ رہا ہے اور اگر اُسپر خوف غالب ہوتا ہے تو دوزخ اُسپر منکشف ہوتی ہے یہان تک کہ اُسکے عذاب طرح طرح کے اُسکو معلوم ہوتے ہین اور اُسکی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید مین کلام نرم اور لطیف اور سخت اور درشت اور مملو از رجا اور پُر از خوف سب طرح کے ہین کیونکہ جیسے اوصاف متکلم کے ہین ویسے ہی کلام مین مضامین ہین اور اُسکے اوصاف مین سے رحمت اور لطف اور انتقام اور گرفت ہین پس یہی صفات کلمات مین پائے جاتے ہین تو جسطرح کے کلمات اور صفات کا مشاہدہ ہوگا اُسیطرح دل کا حال بھی بدلیگا اور اُسی کے موافق ایسی بات کے منکشف ہونے کے لائق ہوجاویگا جو اُسکے حال کے مناسب ہو کیونکہ یہ تو محال ہے کہ سننے والے کا حال ایک ہی رہے اور کلام بدلتا جاوے اسلیے کہ کلام مین متکلم کے صفات کا اثر موجود ہے کوئی جزو اُسکا راضی کا کلام ہے اور کوئی غضب والے کا اور کوئی انعام دینے والے کا اور کوئی انتقام لینے والے کا اور بعض جابر متکبر کا جو پروا نہین کرتا اور بعض شفقت والے مہربان کا جو بیکار نہین چھوڑتا تو ضرور ہے کہ سننے والے کا حال بھی بدلے

**چوتھی فصل** اپنی عقل سے قرآن کے سمجھنے اور بدون نقل کے اُسکی تفسیر بیان کرنے مین شاید تم یہ کہو کہ تم نے سابق مین اسرار قرآن کے سمجھنے اور جو معانی قرآنی صافی دلون کو واضح ہوتے ہین اُنکے باب مین بڑی تاکید کی ہے یہ بات مستحب کیسے ہوسکتی ہے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے[1] من فسر القرآن برایہ فلیتبوء مقعدہ من النار۔ اور اسی وجہ سے جو لوگ ظاہر تفسیر کو جانتے ہین وہ اہل تصوف پر تشنیع کرتے ہین اس باب مین کہ جن کلمات کی تاویل حضرت ابن عباس وغیرہ مفسرین سے منقول نہین وہ لوگ اپنی طرف سے تصوف کے طور پر بیان کرتے ہین بلکہ علاوہ تشنیع کے اس تاویل کو کفر کہتے ہین پس اگر اہل تفسیر کا قول صحیح ہو تو قرآن کے سمجھنے سے بجز اسکے کیا غرض ہے کہ اُسکی تفسیر کو یاد کرلینا چاہیے اور اگر اُنکا قول صحیح نہین تو حدیث مذکورہ بالا کے کیا معنی ہین تو اُسکا جواب یہ ہے کہ جو شخص یہ کہتے ہین کہ قرآن کے معنی وہی ہین جسکا بیان ظاہر تفسیر کرتی ہے تو وہ لوگ اپنے نفس کی انتہا سے خبر دیتے ہین اور اپنا حال بیان کرنے مین درست کہتے ہین مگر اور لوگون کو جو اپنے ہی درجہ اور مقام پر لانے کا حکم کرتے ہین اس باب مین غلطی پر ہین کیونکہ حدیث اور آثار سے یہ ثابت ہے کہ اہل فہم کو قرآن کے معانی مین گنجایش ہے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ خداے تعالی کسی بندے کو سمجھ اپنی کتاب کی عنایت فرماتا ہے اگر قرآن کے معنی سواے ترجمہ منقول کے اور کچھ نہین ہین تو پھر اس سمجھ سے کیا مراد ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے[2] کہ قرآن کے لیے ایک ظاہر ہے اور ایک باطن اور ایک حد ہے اور ایک مطلع اور یہ روایت حضرت ابن مسعود رض سے بھی موقوفاً مروی ہے اور یہ صحابی تفسیر کے عالمون مین سے ہین پس ظاہر اور باطن اور حد اور مطلع کے کیا معنی ہین اور حضرت علی رض نے فرمایا کہ اگر مین چاہون تو الحمد کی تفسیر سے ستر اونٹ بھر دون اس سے کیا مراد ہے ظاہر تفسیر الحمد کی تو بہت تھوڑی سی ہے۔ اور حضرت ابو درداء رض نے فرمایا ہے کہ آدمی فقیہ نہین ہوتا جب تک کہ قرآن کی کئی صورتین نہ کرلے۔ اور بعض علما کا قول ہے کہ ہر آیت کے لیے ساٹھ ہزار فہم یعنی معنی ہین اور جس قدر سمجھنے سے باقی رہ گئے ہین وہ اور بھی زیادہ ہین۔ اور کسی دوسرے کا قول ہے کہ قرآن ستر ہزار دو سو علم پر حاوی ہے اسلیے کہ ہر کلمہ کے لیے ایک علم ہے اور چونکہ ہر ایک کے لیے ظاہر اور باطن اور حد اور مطلع ہے تو چوگنے ہوگئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بسم اللہ الرحمن الرحیم کو بیس بار مکرر پڑھا[3] اُسکے معنی ہی کے سمجھنے کے لیے پڑھا ورنہ اُسکا ترجمہ اور تفسیر تو ظاہر ہی ہے اُسکی تکرار کی کیا حاجت تھی۔ اور حضرت ابن مسعود رض کا فرمانا کہ جو کوئی اگلون پچھلون کا علم چاہے وہ علم قرآن کی

[1] یہ حدیث مع ترجمہ باب العلم کی تیسری فصل مین گذری ۱۲ [2] یہ حدیث باب قواعد العقائد مین گذری ۱۲ [3] اس سے پہلی فصل مین گذری ۱۲

بحث کرے یہ بھی صرف ظاہر تفسیر سے حاصل نہین ہوتا- حاصل یہ ہو کہ خداے تعالی کے افعال وصفات مین تمام علوم داخل ہین اور قرآن مین انکی ذات اور افعال وصفات کا بیان ہو اور ان علوم کی کچھ انتہا نہین اور قرآن مجید مین انکی طرف مجملاً اشارہ کردیا ہو اور انکی تفصیل مین غور کرنا قرآن مجید کے سمجھنے پر منحصر ہو صرف تفسیر ظاہری سے تفصیل کی طرف اشارہ نہین معلوم ہوتا بلکہ جو باتین کہ ناظرین پر مشکل پڑتی ہین خواہ نظریات اور معقولات مین لوگون کا اختلاف ہو قرآن مجید مین اُن سب کی طرف رموز اور اشارات ہین کہ اُنکو بجز اہل فہم کے اور کوئی معلوم نہین کرسکتا اِس صورت مین ظاہر الفاظ کا ترجمہ اور تفسیر ان امور کے لیے کیسے کافی ہونگے اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو اقرأوا القرآن والتمسوا غرائبہ- اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جو حدیث منقول ہو اُسمین ارشاد ہو کہ قسم ہو اُس ذات کی جسنے مجکو نبی برحق کرکے بھیجا کہ میری امت اپنے اصل دین وجماعت کو چھوڑکر بہتر فرقے ہوجاویگی کہ کُل فرقے گمراہ اور بھگانے والے ہونگے اور دوزخ کی طرف بلا دینگے جب یہ صورت پیش ہو تو تم اپنے اوپر قرآن مجید کو لازم پکڑنا کہ اُسمین جو تمسے پہلے ہوگیا ہو اُسکا حال بھی ہو اور جو تمسے بعد ہوگا اُسکا بھی اور جو معاملات تم مین ہین اُنکا حکم بھی اُسمین موجود ہو جو شخص جابرون مین سے اُسکے خلاف کریگا اُسکو خداے تعالی توڑ دیگا اور جو شخص اُسکے سوا دوسری چیز مین علم کا طالب ہوگا اُسکو اللہ تعالی گمراہ کردیگا وہ اللہ تعالی کی حبل متین اور اُسکا نور مبین اور شفاے مفید ہو جسنے اُسکو پکڑا وہ محفوظ رہا جو اُسکا تابع ہوا اُسکو نجات ملی نہ وہ ٹیڑھا ہو کہ وہ درست ہووے اور نہ مائل ہو کہ اُسکو راستی کی حاجت پڑے اُسکے عجائب کبھی منقطع نہین ہوتے اور نہ بہت سا پڑھنے سے پرانا ہو آخر تک اور حضرت خدیفہ رض کی حدیث مین ہو کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے بعد انکو اپنی امت کے اختلاف اور پھٹنے کی خبر دی تو وہ فرماتے ہین کہ مین نے آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ یارسول اللہ اگر مین اُسوقت کو پاؤن تو آپ مجکو کیا حکم فرماتے ہین آپ نے فرمایا کہ کلام اللہ کو سیکھنا اور اُسکے بموجب عمل کرنا کہ نکاس کی صورت وہی ہو مین نے تین بار یہی سوال کیا آپ نے یہی فرمایا کہ کتاب اللہ کو سیکھنا اور جو کچھ اُسمین ہو اُسپر عمل کرنا کہ نجات اُسی مین ہو- اور حضرت علی رض نے فرمایا کہ جو شخص قرآن کو سمجھ جاتا ہو وہ جملہ علوم کو بیان کردیتا ہو اِس سے آپ نے اِس بات کی طرف اشارہ کردیا کہ قرآن مجید تمام علوم کلی کی طرف اشارہ کرتا ہو- اور حضرت ابن عباس رض نے ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً کی تفسیر مین فرمایا ہو کہ حکمت سے مراد قرآن کی سمجھ ہو اور اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہو ففہمنٰہا سلیمان وکلاّ آتینا حکماً وعلماً- اِس آیت مین جو چیز حضرت داؤد وسلیمان علیہما السلام دونون کو عنایت کی اُسکا نام علم وحکم رکھا اور جس بات کو خاص حضرت سلیمان نے سمجھا اُسکا نام فہم فرمایا اور اُسکو حکم اور علم پر مقدم کیا غرضکہ ان امور سے معلوم ہوتا ہو کہ قرآن کے معنی سمجھنے مین بہت بڑی گنجایش ہو اور ظاہر تفسیر قرآنی جو منقول ہو وہ اُسکے مضامین معلوم کرنے کی انتہا نہین ہو کہ اُس سے آگے نہ بڑھ سکین لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا ہو من فسّر القرآن برایہ الخ اور اپنی راے سے تفسیر بیان کرنے کو منع فرمایا اور حضرت ابوبکر صدیق رض نے فرمایا کہ اگر مین قرآن مین اپنی راے سے کچھ کہون تو کونسی زمین مجھے اُٹھاوے اور کون آسمان مجھے چھپاوے اور سواے انکے اور احادیث وآثار جو راے سے تفسیر کہنے کی ممانعت مین وارد ہین وہ دو حال سے خالی نہین یا یہ کہ اُنسے غرض یہ ہو کہ تفسیر کے باب مین نقل اور سننے پر کفایت کرنی چاہیے اور استنباط اپنی عقل سے اور جداگانہ معنی سمجھنے نہ چاہیین یا کوئی اور غرض اِسکے سوا ہو اور یہ غرض ہونی کہ قرآن مین کوئی سواے سُنی ہوئی باتون کے اور کچھ نہ کہے کئی وجہون سے قطعاً باطل ہو وجہ اول یہ ہو کہ سُننے مین یہ شرط ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہوا ہو یا آپ کی طرف منسوب ہو حالانکہ یہ امر قرآن کے تھوڑے ہی حصہ مین پایا جاتا ہو اِس سے یہ لازم آتا ہو کہ جو تفسیر حضرت ابن عباس رض اور ابن مسعود رض اپنی طرف سے کہتے ہین وہ نہ مانی جاوے اور اُسکو بھی کہدیا جاوے کہ یہ تفسیر راے سے ہو کیونکہ انھون نے اسکو آنحضرت صلعم سے نہین سُنا ایسا ہی اُنکے سوا اور اصحاب رض کی تفسیر کا حال جانو دوسری وجہ یہ ہو کہ صحابہ رض اور مفسرین نے بعض آیتون کی تفسیر مین اختلاف کیا ہو اور مختلف قول فرمائے ہین کہ وہ کسی طرح ایک دوسرے سے متفق نہین ہوسکتے اور اُن سب کا آنحضرت صلعم سے سننا محال ہو اور اگر بالفرض کوئی قول

آپ سے سنا ہوا ہوتا تو باقی اقوال متروک ہو جاتے اِس سے قطعاً معلوم ہوتا ہی کہ ہر ایک مفسر نے معنی وہ کہے ہین جو اُسکو استنباط سے سوجھے ہین
یہان تک کہ حروف مقطعات کے باب مین جو سورتون کے شروع مین ہین سات قول مختلف کہتے ہین مثلاً الم مین بعضے کہتے ہین کہ یہ حروف
الرحمن مین کے ہین اور بعض کا قول ہی کہ آ سے مراد اللہ ہی اور ل سے لطیف اور م سے رحیم اور بعض اسکے سوا کہتے ہین اور ان سب کو جمع کرنا
ممکن نہین تو سب مسموع کیسے ہو سکتے ہین - تیسری وجہ یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رض کے حق مین دعا کی اور فرمایا
اللّٰھم فقہہ فی الدین وعلمہ التاویل - پس اگر قرآن کی طرح تاویل بھی مسموع اور محفوظ ہو تو حضرت ابن عباس رض کو اُسکے لیے خاص کرنے کے کیا معنی
ہونگے چوتھی وجہ یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم - اس آیت مین اہل علم کے لیے استنباط ثابت کیا اور ظاہر ہی کہ استنباط
سُنی ہوئی چیز کے سوا ہی اور جتنے آثار کہ ہمنے پیشتر قرآن کے سمجھنے مین نقل کیے ہین وہ سب اس خیال کے خلاف ہین اِس سے معلوم ہوا کہ معنی قرآن مین سننے کی
قید لگانی باطل ہی بلکہ ہر عالم کو جائز ہی کہ قرآن مین سے اپنی فہم اور عقل کے موافق استنباط کرے باقی رہی ممانعت تو اُسکو دو صورتون پر محمول کر سکتے ہین اول
یہ کہ آدمی کو کسی چیز مین ایک راے ہی اور اُسکی طرف میل طبیعی رکھتا ہی پھر قرآن کے معنی اپنی راے اور خواہش کے مطابق کہے تاکہ اُسکا مطلب
درست ٹھہرے اور اگر اُسکی یہ راے نہوتی تو قرآن مین سے یہ معنی اُسکو معلوم نہوتے اور یہ امر کبھی تو علم کے ساتھ ہوتا ہی جیسے کوئی شخص اپنی بدعت کے
درست کرنے کو قرآن کی بعض آیات سے حجت کرتا ہی حالانکہ جانتا ہی کہ آیت سے یہ مراد نہین مگر اپنے مقابل کو دھوکا دیتا ہی اور کبھی یہ نہین
جانتا ہوتا کہ آیت سے یہ مراد نہین مگر چونکہ آیت محتمل کئی وجہ کی ہوتی ہی تو اُسکی راے اُسی طرف کو ڈھلتی ہی جو اُسکی غرض کے مطابق ہو اور اُسی
جانب کو اپنی عقل اور خواہش سے ترجیح دے لیتا ہی تو ایک صورت راے سے تفسیر کرنے کی یہ ہی یعنی اِس تفسیر کا باعث اُسکی راے ہی پڑتی ہی
اگر راے نہوتی تو یہ تفسیر بھی اُسکے نزدیک غالب نہ ٹھہرتی - اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ آدمی کا ایک صحیح مطلب ہوتا ہی اور اُسکے لیے قرآن سے دلیل
تلاش کرتا ہی اور حجت ایسی آیت کو کر دیتا ہی کہ اُسکو معلوم ہی کہ اِس آیت سے یہ مقصود نہین مثلاً اگر کوئی پچھلی رات مین لوگون سے استغفار
کرنے کو کہتا ہو اور اپنی حجت اِس حدیث کو پیش کرے کہ تسحروا فان فی السحور برکۃ - اور کہے کہ تسحر سے مراد ذکر کرنے سے ہی حالانکہ جانتا ہی کہ
اُس سے غرض سحر کھانے سے ہی یا کوئی شخص کسی سخت دل کو مجاہدے کے لیے کہتا ہو اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اذہب الی فرعون انہ
طغیٰ اور اِس سے اشارہ دل کی طرف کرے اور کہے کہ فرعون سے مراد دل ہی ہی تو یہ بھی راے سے تفسیر کرنا ہی اور اِس جنس کی تفسیر کو بعض واعظ
اپنے صحیح مقصودون مین استعمال کرتے ہین اس نظر سے کہ کلام درست ہو جاوے اور سننے والون کو ترغیب ہو تو گو اُنکی نیت صحیح ہوتی ہی مگر
اسطرح کی تفسیر ممنوع ہی اور کبھی اس تفسیر کو فرقۂ باطنیہ اپنے خراب مطالب مین لوگون کے دھوکا دینے اور اُنکو اپنے مذہب مین کرنے کے لیے
استعمال کرتے ہین اور قرآن کے معنی اپنی راے اور مذہب کے مطابق کہہ دیتے ہین حالانکہ قطعاً جانتے ہین کہ یہ معانی مراد نہین - غرضکہ ایک
صورت تو راے سے تفسیر کے منع کی یہ ہوئی جو مذکور ہوئی یعنی راے سے مراد وہ راے ہی جو فاسد اور موافق خواہش نفس کے ہو یہ نہین کہ اجتہاد
صحیح بھی اسمین داخل ہو اور ہرچند راے کا لفظ صحیح اور فاسد دونون کو شامل ہی مگر کبھی راے خاص اُسی کو کہتے ہین جو موافق خواہش نفس کے ہو
دوسری صورت راے سے تفسیر کے منع ہونے کی یہ ہی کہ ظاہر الفاظ عربی کے خیال سے تفسیر قرآن کی طرف مبادرت کرے اور اُسمین سُنا سُنایا کچھ نہو قرآن
کی غریب لفظون سے واقف ہو نہ اُسکے الفاظ مبہم اور مبدل سے ماہر نہ اختصار اور حذف واضمار پر آگاہ نہ اُسکی تقدیم و تاخیر کے قاعدہ سے خبردار ہو
پس جو شخص ظاہر معانی قرآنی سے اچھی طرح واقفیت نہ رکھتا ہوگا اور صرف عربی سمجھنے پر اکتفا کرکے معانی کے استنباط پر مبادرت کرنے لگیگا وہ بیشک
بہت غلطیان کریگا اور راے سے تفسیر کہنے والون کے زمرہ مین داخل ہوگا کیونکہ ظاہر معنی کے جاننے کے لیے نقل اور سماع پہلے چاہیے تاکہ غلطی کے
مقامات سے محفوظ رہے پھر تفسیر ظاہری پختہ ہونے کے بعد البتہ فہم اور استنباط کی گنجایش زیادہ ہو جاتی ہی اور جو الفاظ غریب کہ بدون سننے کے سمجھ مین
نہین آتے وہ بہت سے اقسام ہین ہم اُنمین سے کسیقدر کی طرف اشارہ کیے دیتے ہین تاکہ اُنسے اورون کا حال واضح ہو اور معلوم ہو جاوے کہ ابتدا مین

تفسیر ظاہر کے یاد کرنے مین سُستی درست نہین اور یہ کہ بدون ظاہر کے پختہ کرنے کے باطنی اسرار تک پہونچنے کی طمع نہین ہو سکتی اور جو شخص کہ اسرار قرآنی کے سمجھنے کا دعویٰ کرے اور تفسیر ظاہری مین پختگی حاصل نہ کی ہو اُسکی مثال ایسی ہی جیسے کوئی کسی مکان کے شہ نشین تک پہونچنے کا دعویٰ کرے اور دروازہ مین قدم نہ رکھا ہو یا یہ دعویٰ کرے کہ مین ترکیون کے کلام کے مطالب سمجھ لیتا ہون حالانکہ زبان ترکی کے مقاصد نہ سمجھتا ہو کیونکہ تفسیر ظاہری قائم مقام لغت کی تعلیم کے ہی جو سمجھنے کے لیے ضرور ہی اور جن چیزون مین سُننا ضروری ہی وہ بہت سی ہین اول حذف اور اضمار سے مختصر کردینا جیسے وآتینا ثمود الناقۃ مبصرۃ فظلموا بہا مین ہی کہ اُسکے معنی یہ ہین کہ ایک اونٹنی سوجھانے کو ہمنے ثمود کو دی اُنھون نے اپنے نفسون پر اُسکے مار ڈالنے سے ظلم کیا ظاہر الفاظ عربی کا دیکھنے والا یہ گمان کریگا کہ اونٹنی بینا تھی اندھی نہ تھی اور یہ نہین جانیگا کہ اُنھون نے ظلم کیا کیا اور اپنے اوپر کیا یا غیر پر۔ اور اس ارشاد خداوندی واشربوا فی قلوبہم العجل بکفرہم مین حُب کا لفظ محذوف ہی یعنی گوسالہ کی دوستی اُنکے دلون مین پلادی گئی۔ اور اذا لاذقناک ضعف الحیوٰۃ وضعف الممات مین یہ مراد ہی کہ ہم تجکو زندون کے عذاب کا دونا اور مُردون کے عذاب کا دونا چکھا دینگے یہان عذاب کو حذف کردیا ہی اور زندون اور مُردون کی جگہ حیات اور ممات کو بولا ہی یہ حذف و تبدیل لغت فصیح مین درست ہی اور واسئل القریۃ التی کنا فیہا مین لفظ اہل محذوف اور پوشیدہ ہی یعنی سوال کرو اُس گانوُن کے باشندون سے جسمین ہم تھے اور ثقلت فی السموات والارض مین ثقلت کے معنی پوشیدہ ہوے کے ہین یعنی قیامت آسمان وزمین والون پر پوشیدہ ہی اور جب کوئی چیز مخفی رہتی ہی تو بھاری پڑجاتی ہی اسلیے لفظ کی تبدیل ہوگئی اور اہل کا لفظ حذف کردیا گیا۔ اور وتجعلون رزقکم انکم تکذبون مین شکر کا لفظ محذوف ہی یعنی اپنی روزی دینے کا شکر کرتے ہو کہ جھٹلاتے ہو اور واتنا ما وعدتنا علی رسلک مین السنہ محذوف ہی یعنی دے ہمکو جو اپنے رسولون کی زبان پر وعدہ کیا ہی اور انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ضمیر غائب قرآن کی طرف ہی حالانکہ اُسکا ذکر پیشتر نہین ہوا اسی طرح حتیٰ توارت بالحجاب مین ضمیر آفتاب کی طرف ہی جو پیشتر مذکور نہین اور والذین اتخذوا من دونہ اولیاء ما نعبدہم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ مین یہ مراد ہی کہ وہ یہ کہتے ہین ما نعبدہم الخ یقولون کو یہان سے حذف کردیا ہی اور اس آیت مین فما لھؤلاء القوم لا یکادون یفقہون حدیثا ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک یہ مراد ہی کہ وہ سمجھتے نہین اپنے اس قول کو ما اصابک من حسنۃ الخ اور اگر یہ مراد نہو تو اس آیت کا مضمون اِس ارشاد کے مخالف ہوجاویگا کہ قل کل من عند اللہ حالانکہ اس سے ظاہر مذہب قدریہ فرقہ کا سمجھ مین آتا ہی دوم لفظ بدلا ہوا منقول ہونا جیسے وطور سینین مین سیناء کی جگہ سینین ہی اور سلام علی الیاسین بجاے الیاس کے اور بعضون نے کہا ہی کہ اس سے مراد ادریس ع ہین کیونکہ حضرت ابن مسعود رض کی قراءت مین سلام علی ادراسین ہی۔ سوم لفظ کا مکرر ہونا جو ظاہر مین کلام کے اتصال کو قطع کرتا ہی جیسے اِس آیت مین وما یتبع الذین یدعون من دون اللہ شرکاء ان یتبعون الا الظن کہ اسکے معنی مین ان یتبعون مکرر آیا ہی اور اِس آیت مین قال الملاء الذین استکبروا من قومہ للذین استضعفوا لمن آمن منہم کہ اسمین ایک لام اور ایک ضمیر مکرر ہی اور مراد لمن آمن من الذین استضعفوا سے ہی چہارم مقدم اور موخر ہوجانا الفاظ کا اور یہ مقام غلطی کرنے کا ہی کہ اگر آدمی سمجھ نہ لے تو غلطی کرتا ہی جیسے اِس آیت مین ولولا کلمۃ سبقت من ربک لکان لزاما واجل مسمیٰ کہ اُسکے معنی یہ ہین کہ لولا کلمۃ واجل مسمیٰ لکان لزاما اور اگر یون نہو تو اجل کو منسوب ہونا چاہیے جیسے لزاما ہی اور یسئلونک کانک حفی عنہا مین معنی اسطرح ہین کہ یسئلونک عنہا کانک حفی بہا۔ اور لہم درجات عند ربہم ومغفرۃ ورزق کریم کما اخرجک ربک من بیتک بالحق مین کما اخرجک الخ جملہ سابق قل الانفال للہ والرسول سے مرتبط ہی یعنی غنیمت کے مال تمہارے لیے اسلیے ہوے کہ تم اپنے نکلنے سے راضی ہو اور کافر ناراض ہین پس حکم تقویٰ وغیرہ کا جملہ معترضہ کلام کے بیچ مین آگیا ہی اور اسی طرح کی آیت یہ ہی حتیٰ تومنوا باللہ وحدہ الا قول ابراہیم لابیہ لاستغفرن لک ۔ پنجم لفظ کا مبہم ہونا یعنی کوئی کلمہ یا حرف بہت سے

معنون مین مشترک ہو جیسے شی اور قرین اور امت اور روح وغیرہ کلمات مشترک کی مثال ہین مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ضرب اللہ مثلاً عبداً مملوکاً لا یقدر علی شی - یہان شے سے مراد نفقہ کرنا ہی اس چیز مین سے کہ اُسکو روزی ہوئی ہی اور وضرب اللہ مثلاً رجلین احدہما ابکم لا یقدر علی شی مین شی سے مراد عدل اور راستی کے لیے حکم کرنا ہی اور فان اتبعتنی فلا تسألنی عن شی مین صفات ربوبیت مراد ہین یعنی وہ علوم جنکا پوچھنا عارف کو حلال نہین جب تک کہ زمانہ استحقاق و قابلیت کو شروع نہ کرلے اور ام خلقوا من غیر شی ام ہم الخالقون مین شے سے غرض خالق ہی اور اسکے ظاہر الفاظ سے کبھی یہ وہم ہوتا ہی کہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ جو چیز پیدا ہوتی ہی وہ شی ہی سے پیدا ہوتی ہی - اور لفظ قرین کے مشترک ہونے کی مثال یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وقال قرینہ ہذا ما لدی عتید - اسمین قرین سے مراد وہ فرشتہ ہی جو اُسپر موکل ہی اور اس آیت مین قال قرینہ ربنا ما اطغیتہ قرین سے غرض شیطان ہی اور لفظ امت عربی مین آٹھ طرح پر مستعمل ہی اول بمعنی جماعت جیسے اس آیت مین وجد علیہ امۃ من الناس یسقون - دُوم نبیون کے پیرو جیسے یون کہین کہ ہم امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین سوم وہ آدمی کہ خیر کا جامع اور پیشوا ہو جیسے اس آیت مین ان ابراہیم کان امۃ قانتا للہ حنیفا - چہارم دین جیسے انا وجدنا اباءنا علی امۃ مین - پنجم وقت اور زمانہ جیسے الی امۃ معدودۃ اور وادّکر بعد امۃ مین - ششم قد کے معنون مین جیسے کہتے ہین کہ فلان شخص حسن الامۃ یعنی خوش قد ہی - ہفتم وہ شخص کہ کسی دین مین یکتا ہو کوئی اُسکا شریک اُسمین نہو جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن عمرو بن نفیل کو لشکر کے ساتھ بھیجتے ہوئے فرمایا تھا امۃ وحدہ یعنی امت کا یگانہ اور یکتا ہی ہشتم ما کے معنون مین آتا ہی جیسے کہین ہذہ امۃ زید یہ زید کی ما ہی - اور لفظ روح بھی قرآن مین کئی معنون مین آیا ہی مگر اُنکے ذکر سے ہم طول کلام نہین کرتے - اور حروف مین ابہام کی مثال یہ آیت ہی فاثرن بہ نقعا فوسطن بہ جمعاً یعنی پھر اُٹھاتے اُسمین گرد پھر بیٹھ جاتے اُسوقت فوج مین اسمین اول ضمیر بہ کی سمون کی طرف ہی جو اوپر والعادیات ضبحاً مین مذکور ہی یعنی قسم ہی دوڑتے گھوڑون ہانپتے کی جو سمون سے گرد اُٹھاوین اور دوسری بہ کنایہ غارت سے ہی جو مغیرات صبحا مین ہی یعنی صبح کو دھاڑ دیتے اور فوج مشرکین دھاڑ ڈالتے کی قسم ہی اور فانزلنا بہ الماء فاخرجنا بہ من کل الثمرات مین ضمیر اول ابر کی طرف ہی اور دوسری پانی کی طرف اور اسطرح کے ابہام قرآن مجید مین بیشمار ہین - ششم رفتہ رفتہ بیان کرنا مثلاً شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن مین قرآن کا اُترنا رمضان مین فرمایا مگر اس سے یہ ظاہر نہوا کہ رات کو اُترا یا دن کو پھر انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ سے رات کا اُترنا ثابت ہوا مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ کونسی شب مین اُترا پھر انا انزلناہ فی لیلۃ القدر سے وہ عقدہ بھی حل ہوگیا حالانکہ ظاہر الفاظ آیات اُنہین اختلاف کا گمان ہوتا ہی - غرضکہ یہ امور اسطرح کے ہین کہ بدون نقل اور سُننے کے اور کوئی بات اُنکو کافی نہین اور قرآن مجید اول سے لیکر آخر تک اس قسم کی باتون سے خالی نہین اسلیے کہ وہ لغت عربی مین اُترا ہی تو جتنی قسمین ایجاز اور تطویل اور اضمار اور حذف اور ابدال اور تقدیم اور تاخیر کی عرب کے کلام مین ہین اُن سب پر قرآن بھی حاوی ہی تاکہ اُنکا ملزم ٹھہرے اور عاجز کردے - پس اگر کوئی شخص ظاہر الفاظ عربی کو سمجھکر قرآن کی تفسیر پر مبادرت کرے اور سُننے اور نقل سے اعانت اُن امور مین نہ لیوے تو وہ اُن لوگون مین داخل ہوگا جو قرآن کو اپنی رائے سے تفسیر کرتے ہین مثلاً اُمت کے معنی مشہور سمجھکر اُسکی طبیعت اور رائے اُسی کی طرف مائل ہوا اور جب دوسری جگہ اس لفظ کو سُنے تو اُسکی رائے اُسی طرف جاوے جو مشہور معنی سن رکھے ہین اور اُسکے معنی کی کثرت کی تلاش نہ کرے کہ کتنے مسموع ہین تفسیر البتہ ممنوع ہونے کی صورت ہی نہ اسرار قرآنی کو سمجھنا جیسا پیشتر مذکور ہوا حاصل یہ کہ جب اسطرح کے امور سننے سے معلوم ہو جاوینگے تو ظاہر کی تفسیر یعنی الفاظ کا ترجمہ معلوم ہو جاویگا اور ترجمہ جاننا معانی کے حقائق کے سمجھنے مین کافی نہین - اور حقائق معانی اور لفظی ترجمہ مین فرق ایک مثال سے سمجھ مین آویگا مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی - اسکا ظاہری ترجمہ تو یہ ہی کہ تو نے نہین پھینکا جب پھینکا بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکا اور معنی حقیقی اسکے باریک ہین اسلیے کہ اسمین پھینکنے کا ثبوت اور نفی دونون ہین اور ظاہر مین اجتماع ضدین کی سی صورت ہی جب تک کہ یہ نہ سمجھ لیا جاوے کہ پھینکنا اور اعتبار سے ہی اور نہ پھینکنا اور جہت سے اور جس اعتبار سے کہ

ف اللہ نے بتائی ایک کہاوت ایک بندہ پرایا مال نہیں مقدور رکھتا کسی چیز پر ۱۲ ف اور بتائی اللہ نے ایک مثال دو مرد ہیں ایک گونگا کچھ کام نہیں کرسکتا ۱۲ ف پھر اگر میرے ساتھ رہنا ہے تو مت پوچھیو مجھ سے کوئی چیز ۱۲ ف کیا وہ بن گئے ہیں آپ ہی یا وہی ہیں بنانے والے ۱۲ ف اور بولا اس کے ساتھ والا یہ جو میرے پاس تھا حاضر ہے ۱۲ ف بولا اس کا ساتھی اے رب ہمارے میں نے اسکو شرارت میں نہیں ڈالا ۱۲ ف پایا اس پر ایک جماعت کو لوگوں کی پانی پلاتے ۱۲ ف اصل ابراہیم تھا راہ ڈالنے والا حکم بردار اللہ کا ایک طرف کا ہو رہا ف ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو ایک راہ پر ۱۲ ف نسائی نے کبریٰ میں بروایت زید بن حارثہ و اسماء بنت ابی بکر ۱۲ ف پھر اتارا اس سے پانی پھر اس سے نکالے سب طرح کے پھل ۱۲ ف مہینہ رمضان کا جس میں نازل ہوا قرآن ۱۲ ف ہم نے اسکو اتارا ایک برکت کی رات میں ۱۲ ف ہم نے اسکو اتارا شب قدر میں ۱۲

نہین پھینکا ہی اُس سے خداے تعالیٰ نے پھینکا ہی اور اسی طرح یہ آیت ہی قاتلوهم یعذبهم الله بایدیکم کہ اسمین جب قتل کی نسبت مسلمانون کی طرف ہی تو اللہ تعالیٰ کا فرون کو عذاب دینے والا کس طرح ہی اور اگر یہ کہو کہ خداے تعالیٰ اسوجہ سے عذاب دینے والا ہی کہ مسلمانون کے ہاتھون کو کفار کے قتل کے لیے وہی ہلاتا ہی تو پھر مسلمانون کو قتال کے لیے امر کرنے کے کیا معنی پس ان معنون کی حقیقت علوم مکاشفات کے ایک بڑے سمندر سے معلوم ہوتی ہی ترجمۂ ظاہر الفاظ اسمین کارآمد نہین بلکہ اُسکے معلوم کرنے کا طریق یہ ہی کہ پہلے یہ جانے کہ آدمی کے افعال اُسکی قدرت حادثہ سے وابستہ ہین اور یہ قدرت خداوند کریم کی قدرت سے مرتبط ہی اسیطرح بہت سے باریک علمون کے واضح ہونے کے بعد یہ منکشف ہوگا کہ واقع مین وما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی درست و بجا ہی اور اگر بالفرض اِن معنون کے اسرار دریافت کرنے اور اُسکے مقدمات و لواحق کے باہم مرتبط ہونے مین تمام عمر صرف کردی جاوے تو غالباً اُسکے سب لواحق پورے ہونے کے پیشتر ہی عمر تمام ہو جاوے اور کوئی کلمہ قرآن مجید کا ایسا نہین جسکی تحقیق مین ان جیسے امور کی ضرورت نہوتی ہو مگر علم مین پکّے لوگون کو اُسکے اسرار اسقدر معلوم ہوتے ہین جسقدر اُنکے علم مین کثرت اور دلون مین صفائی اور تامل کرنے کی رغبت مین زیادتی اور طلب مین خلوص ہوتا ہی اور ہر شخص کو ترقی کرنے مین ایک حد ہوتی ہی کہ اُس سے اعلیٰ درجہ ترقی کرسکتا ہی مگر یہ ممکن نہین کہ سارے مدارج طے کر جاوے اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہی قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی اگر سمندر سیاہی بنے اور درخت سب قلم ہو جاوین تب بھی اسرار کلمات الٰہی کے تحریر نہو سکینگے۔ اور اسی وجہ سے لوگ اسرار کی سمجھ مین مختلف ہوتے ہین باوجودیکہ ترجمۂ ظاہری سب جانتے ہین مگر تفسیر ظاہری اسرار کے فہم مین کافی نہین اور اسرار کے سمجھنے کی مثال یہ ہی جو بعض اہل دل آنحضرت صلعم کے سجدے کی حالت مین اِس دعا سے سمجھے ہین اعوذ برضاک من سخطک واعوذ بمعافاتک من عقوبتک واعوذ بک منک لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک یعنی جب آپکو حکم ہوا کہ سجدہ سے قرب حاصل کرو تو آپ نے سجدہ مین قرب پایا اور صفات الٰہی کی طرف نظر کرکے بعض صفات کے ساتھ بعض سے پناہ مانگی یعنی رضا کے ساتھ سخط سے پناہ مانگی اور یہ دونون وصف ہین اسیطرح معافات اور عقوبت دونون صفات ہین کہ اول کی بدولت دوم سے پناہ مانگی پھر آپکا قرب زیادہ ہوا اور پہلا قرب بھی اسی مین مندرج ہوگیا تب آپ نے صفات سے ذات کی طرف ترقی کی اور فرمایا کہ اعوذ بک منک یعنی تیری ذات کی پناہ پکڑتا ہون تجھ سے پھر آپ کا قرب اتنا زیادہ ہوا کہ آپ کو شرم آئی کہ بساط قرب پر ہوکر پناہ مانگتا ہون اُسیوقت ثنا و تعریف کی طرف جھکے اور فرمایا لا احصی ثناء علیک یعنی مین تیری تعریف نہین احاطہ کرسکتا پھر آپ نے جانا کہ یہ بھی قصور ہی کہ ثنا کو اپنی طرف منسوب کیا تب فرمایا انت کما اثنیت علی نفسک تو ایسا ہی جیسا تو خود اپنی ذات کی ثنا کرے غرضکہ اہل دل کے لیے اسطرح کے رموز واضح ہوا کرتے ہین پھر ان رموزون کی اور نہین ہین یعنی قرب کے معنون کو سمجھنا اور قرب خاص سجدہ مین ہونا اور ایک صفت کے ذریعہ سے دوسرے سے پناہ مانگنا اور اُس سے اُسکی ذات کی پناہ پکڑنا وغیرہ اور اسکے اسرار بہت ہین ظاہر لفظون کے ترجمہ سے معلوم نہین ہوتے اور ترجمۂ ظاہری کے مخالف بھی نہین بلکہ اُنسے اسکی تکمیل اور مغز رسی ہوتی ہی اور معانی باطنی سمجھنے سے ہماری مراد بھی یہی ہی یہ مراد نہین کہ وہ معانی ترجمۂ ظاہری کے مخالف ہون باب آداب تلاوت تمام ہوا والحمد لله اولا وآخرا والصلوٰۃ علیٰ کل عبد مصطفےٰ والسلام علیٰ من اتبع الهدیٰ۔ اسکے بعد باب ذکر اور دعاؤن کا مذکور ہوتا ہی۔

## نوان باب ذکر اور دعاؤن کے بیان مین

رباعی ادعونی استجب ہی جب قول خدا ٭ احسن جو کچھی بندہ کرے ہی بیجا ٭ دشمن بھی تو اس در سے نہین ہی محروم ٭ دیکھو کہ پذیرا ہوئی شیطان کی دعا ٭

از انجا کہ بعد تلاوت قرآن مجید کے کوئی عبادت زبانی اس سے بہتر نہین کہ خداے تعالیٰ کا ذکر کیا جاوے اور خالص دعاؤن سے اپنے مطالب اُسکی جناب مین عرض کیے جاوین لہذا بیان کرنا ذکر اور دعا کی فضیلت اور اُنکے آداب شروط کا ضروری ہی اور یہ باتین پانچ فصلون مین مذکور ہونگی۔

اول فصل آیات و احادیث و آثار سے ذکر کی فضیلت اور فوائد کے بیان مین مجمل اور مفصل طور پر اِس فصل مین چار بیان ہین۔

**بیان اول مطلق ذکر کی فضیلت مین** - آیات اِس باب مین یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہو فاذکرونی اذکرکم ثابت بنانی رحمہ نے کہا ہو کہ مجھے معلوم ہو کہ میرا پروردگار مجکو کس وقت یاد کرتا ہو لوگ اُنسے ڈر گئے اور پوچھا کہ آپ یہہ کیسے جانتے ہین فرمایا کہ جب مین اُسکو یاد کرتا ہون وہ مجکو یاد کرتا ہو اور فرمایا اذکروا اللہ ذکراً کثیراً - اور فرمایا فاذا افضتم من عرفات فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام واذکروہ کما ہداکم اور فرمایا فاذا قضیتم مناسککم فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکراً - اور فرمایا الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبہم - اور فرمایا فاذا قضیتم الصلوٰۃ فاذکروا اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبکم - حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس سے مراد ہو کہ رات کو اور دن کو خشکی اور تری مین حضر اور سفر مین توانگری اور مفلسی مین بیماری اور صحت مین باطن اور ظاہر مین ذکر کرتے رہو - اور منافقون کی مذمت مین ارشاد فرمایا ولا یذکرون اللہ الا قلیلاً - اور فرمایا واذکر ربک فی نفسک تضرعاً وخیفۃ ودون الجہر من القول بالغدو والاصال ولا تکن من الغافلین - اور فرمایا ولذکر اللہ اکبر - حضرت ابن عباس رضہ نے فرمایا کہ اِسکے دو معنی ہین ایک یہ کہ جنا تم خداے تعالیٰ کو یاد کرتے ہو اُس سے خداے تعالیٰ کا تمکو یاد کرنا بڑا ہو اور دوسرے یہ کہ خداے تعالیٰ کا ذکر اور تمام عبادتون سے زیادہ ہو اور اِنکے سوا اور بہت آیات ہین اور احادیث اِس باب مین یہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غافلون کے بیچ مین اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ایسا ہو جیسا سوکھے اور ٹوٹے ہوے درختون کے درمیان سبز درخت ہوتا ہو اور فرمایا ذاکر اللہ فی الغافلین کالمقاتل فی الفارین - اور فرمایا ذاکر اللہ فی الغافلین کالحی بین الاموات - اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہو کہ مین اپنے بندے کے ساتھ ہون جب تک وہ مجکو یاد کرے اور میری یاد مین اُسکے ہونٹھ ہلتے رہین - اور فرمایا کہ آدمی کا کوئی عمل عذاب الٰہی سے بچانے والا ذکر اللہ سے بڑھکر نہین صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خداے تعالیٰ کی راہ مین جہاد کرنا بھی نہین آپ نے فرمایا کہ راہِ خدا مین جہاد بھی نہین مگر اُس صورت مین کہ اپنی تلوار سے اتنا مارے کہ ٹوٹ جاوے پھر اُس سے مارے کہ ٹوٹ جاوے پھر اُس سے ضربین لگاوے کہ ٹوٹ جاوے - اور فرمایا کہ جس کسی کو یہ پسند ہو کہ جنت کے گلزارون مین چرے اُسکو چاہیے کہ خداے تعالیٰ کا ذکر بہت کرے - اور کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اعمال مین سے کونسا افضل ہو آپ نے فرمایا کہ افضل یہ ہو کہ ایسے حال مین مرو کہ ذکر اللہ سے تر زبان ہو - اور فرمایا کہ صبح اور شام خداے تعالیٰ کے ذکر سے تر زبان رہو تاکہ صبح اور شام کو ایسے ہو جاؤ کہ تمہارے اوپر کوئی خطا نہو - اور فرمایا کہ صبح اور شام کو خداے تعالیٰ کا ذکر کرنا راہِ خدا مین تلوارون کے توڑنے اور پانی بہانے کی طرح مال کے دینے سے افضل ہو - اور فرمایا کہ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہو کہ جب بندہ مجکو اپنے جی مین یاد کرتا ہو تو مین بھی اُسکو اپنے جی مین یاد کرتا ہون یعنی میرے سوا کسی کو اُسکی خبر نہین ہوتی - اور جب مجکو مجمع مین یاد کرتا ہو تو مین اُسکو اُسکے مجمع سے بہتر مین یاد کرتا ہون اور اگر وہ میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہو تو مین اُس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہون اور اگر وہ میری طرف کو آہستہ چلتا ہو تو مین اُسکی طرف جھپٹتا ہون یعنی جلد دعا قبول کرتا ہون اور فرمایا کہ سات شخص ہین جنکو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ مین جگہ دیگا اُس روز کہ بجز اُسکے اور کوئی سایہ نہو گا - اُنمین سے ایک شخص وہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کو تنہائی مین یاد کیا اور اُسکے خوف سے رویا ہو - اور حضرت ابو درداء رض فرماتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ بھلا مین تمکو وہ بات نہ بتادون جو تمہارے اعمال مین بہتر ہو اور تمہارے مالک کے نزدیک بہت ستھری اور تمہارے درجات مین سب سے اونچی اور تمہارے حق مین سونے اور چاندی کے دینے سے بہتر اور تمہارے لیے اس امر سے بھی بہتر ہو کہ تم اپنے دشمنون سے دو چار ہو اُنکی گردنین مارو اور وہ تمہاری گردنین کاٹین صحابہ رضہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کیا بات ہو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ ذکر کرنا - اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہو کہ جس کسی کو میرا ذکر مجھ سے مانگنے سے روک دیگا اُسکو وہ چیز دونگا کہ جو کچھ مانگنے والون کو دیتا ہون اُس سے بہتر ہو اور آثار اِس باب مین یہ ہین کہ فضیل رح کہتے ہین کہ ہمنے سنا ہو

ف اور ... یاد کرتا رہوں اپنے رب کو ... اور ... صبح اور شام ... ع اور ... ۱۲ وقتون اور ... اور اللہ کی یاد ... بیہقی ... اح ابو نعیم در حلیہ و بیہقی در شعب بروایت ابن عمر بسند ضعیف ۱۲ اح اللہ کا ذکر کرنے والا غافلون مین ... مین مثال ... ہو ... بھاگنے والون مین ... طبرانی در اوسط ... اح ... بجاے المقاتل ... اللہ کا ذکر کرنیوالا غافلون مین مثال زندہ کے ہو مردون مین ۱۲ بخاری و مسلم مین یہ مضمون اور الفاظ ... ابن ماجہ بروایت ابو ہریرہ و حاکم بروایت ابو درداء ۱۲ اح طبرانی بروایت معاذ رض ۱۲ اح ابن ابی شیبہ و طبرانی بروایت معاذ بسند ضعیف ۱۲ اح ابن ... و طبرانی و بیہقی بروایت معاذ رض ۱۲ اح ابو القاسم اصفہانی در ترغیب و ترہیب ۱۲ اح ابن عبد البر در تمہید بروایت انس ... ضعیف ۱۲ اح بخاری و مسلم بروایت ابو ہریرہ ۱۲ اح بخاری و مسلم بروایت ابو ہریرہ رض ۱۲ اح ترمذی ... اح بخاری ... و بیہقی در شعب بروایت عمر بن خطاب ...

کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہی کہ اے ابن آدم تو مجکو ایک ساعت صبح کے بعد اور ایک ساعت عصر کے بعد یاد کر لیا کر مین تجکو ان دونون کے درمیان مین کفایت کرونگا۔ اور بعض علما کا قول ہی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ جس بندہ کے دل پر مطلع ہو کر مین دیکھ لیتا ہون کہ میرے ذکر سے تمسک کرنا اُسپر غالب ہی تو مین اُسکے انتظام کا ذمہ ور ہوتا ہون اور اُسکا ہمنشین اور ہمکلام اور انیس ہو جاتا ہون۔ اور حضرت حسن بصری رح نے فرمایا کہ ذکر دو ہین ایک خدا تعالیٰ کو اپنے جی مین یاد کرنا کہ بجز خدا تعالیٰ کے اور کسی کو علم نہو یہ نہایت عمدہ ہی اور اِسکا ثواب بہت بڑا ہی اور اس سے بڑھکر اللہ تعالیٰ کا اُسوقت یاد کرنا ہی کہ وہ محروم کر دے۔ اور مروی ہی کہ دنیا سے سب نفس پیاسے نکلین گے بجز اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے والون کے اور حضرت معاذ بن جبل رض فرماتے ہین کہ جنت کے لوگ کسی چیز پر حسرت نہ کرینگے بجز اُس ساعت کے جو اُنپر آئی ہو اور اُنھون نے اُسمین ذکر خدا نہ کیا ہو واللہ اعلم

دوسرا بیان ذکر کی مجلسون کی فضیلت مین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ کسی مجلس مین بیٹھکر ذکر الٰہی کرتے ہین تو اُنکو فرشتے گھیر لیتے ہین اور رحمت ڈھانپ لیتی ہی اور اللہ تعالیٰ انکا ذکر اپنے پاس کے لوگون یعنی ملاء اعلیٰ مین کرتا ہی۔ اور آپ نے فرمایا کہ جو لوگ اکٹھے ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہین اور اُس ذکر سے بجز اُسکی رضا کے اور کچھ انکا مقصود نہین ہوتا تو اُنکو ایک منادی آسمان سے پکارتا ہی کہ اُٹھو تمھاری مغفرت ہو گئی اور تمھاری بُرائیان نیکیون سے بدل دی گئین اور آپ نے فرمایا کہ جو لوگ کسی جگہ مین بیٹھکر خدائے تعالیٰ کا ذکر نہ کرینگے اور نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجینگے تو قیامت کو اُنکے لیے حسرت ہو گی۔ اور حضرت داوٗد علیہ السلام نے فرمایا کہ الٰہی جب تو مجکو دیکھے کہ مین ذکر کرنے والون کی مجلس سے غافلون کی مجلس کی طرف بڑھا جاتا ہون تو اُن تک پہونچنے سے پہلے میری ٹانگ توڑ دے کہ یہ بھی منجملہ تیرے احسانون کے ہو گا۔ اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نیک مجلس ایماندار کی بیس لاکھ بُری مجلسون کا کفارہ ہو جاتی ہی۔ اور حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہین کہ آسمان والے اہل زمین کے اُن گھرون کو جنمین خدا تعالیٰ کا ذکر ہوا ہو گا ایسے دیکھینگے جیسے ستارے دیکھے جاتے ہین۔ اور سفیان بن عیینہ رح فرماتے ہین کہ جب لوگ اکٹھے ہو کر خدا تعالیٰ کا ذکر کرتے ہین تو شیطان اور دنیا الگ ہو جاتے ہین اور شیطان دنیا سے کہتا ہی کہ دیکھتی ہی یہ کیا کرتے ہین تو دنیا کہتی ہی کہ انکو لینے دے یہ جب جدے ہونگے مین اُنکی گردنین پکڑ کر تیری طرف لے آؤنگی۔ اور حضرت ابو ہریرہ رض ایک بار بازار مین گئے اور لوگون سے فرمایا کہ تم یہان ہو اور آنحضرت صلعم کی میراث مسجد مین تقسیم ہو رہی ہی لوگون نے بازار کو ترک کیا اور مسجد کو روانہ ہوے وہان کچھ مال نہ دیکھا حضرت ابو ہریرہ رض سے آکر کہا کہ ہمنے تو کوئی میراث بٹتے نہ دیکھی آپنے پوچھا کہ پھر کیا دیکھا۔ اُنھون نے کہا کہ کچھ لوگون کو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہین اور قرآن پڑھتے ہین آپنے فرمایا کہ میراث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی تو ہی۔ اور اعمش ابن ابی صالح سے اور وہ حضرت ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری رض سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے فرشتے نامۂ اعمال کے لکھنے والون کے سوا زمین مین ذکر کے حلقے ڈھونڈھتے رہتے ہین جب کسی قوم کو دیکھتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہین تو ایک دوسرے کو پکارتے ہین کہ اپنے مطلوب کی طرف چلو سب فرشتے وہان آتے ہین اور آسمان دنیا تک ذکر کرنے والون کو گھیر لیتے ہین پھر اللہ تعالیٰ اُنسے پوچھتا ہی کہ تمنے میرے بندون کو کیا کرتے چھوڑا وہ عرض کرتے ہین کہ ہمنے اس حال مین چھوڑا کہ تیری حمد اور بڑائی اور پاکی بیان کرتے ہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ بھلا اُنھون نے مجھے دیکھا ہی وہ کہتے ہین کہ نہین اللہ جل شانہ فرماتا ہی کہ اگر وہ مجھے دیکھ لین تو کیا ہو فرشتے کہتے ہین کہ اگر دیکھ لین تو زیادہ تر تیری تسبیح اور تحمید اور تمجید کرین پھر پوچھتا ہی کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہین وہ کہتے ہین کہ دوزخ سے فرماتا ہی کیا اُنھون نے دوزخ کو دیکھا ہی عرض کرتے ہین کہ نہین فرماتا ہی کہ اگر اُسکو دیکھین تو کیسی ہو عرض کرتے ہین کہ اگر دیکھ لین تو اُس سے زیادہ تر گریزاں اور نفرت کرین پھر پوچھتا ہی کہ وہ کیا مانگتے ہین وہ کہتے ہین کہ جنت کے سائل ہین فرماتا ہی کہ اُنھون نے کیا اُسکو دیکھا ہی عرض کرتے ہین کہ نہین فرماتا ہی کہ اگر دیکھ لین تو کیا ہو عرض کرتے ہین کہ اگر دیکھ لین تو اُسکے زیادہ تر حریص ہو جاوین پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ مین تمکو گواہ کرتا ہون کہ مین نے اُنکو بخش دیا فرشتے عرض کرتے ہین کہ الٰہی انمین فلان شخص تھا وہ اُنکے ارادے سے نہین آیا تھا بلکہ اپنے کسی کام کو آیا تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ یہ وہ لوگ ہین کہ اُنکا ہمنشین اُنکے طفیل مین محروم نہین ہوتا

تیسرا بیان لا الہ الا اللہ کہنے کی فضیلت مین - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کچھ مین نے اور مجھ سے پیشتر کے انبیا نے کہا ہی افضل
ما قلت انا والنبیون من قبلی اسمین سے افضل یہ قول ہی لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ - اور فرمایا کہ جو کوئی ہر روز سو بار کہے لا الہ الا اللہ
وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئی قدیر اُسکے لیے دس بردے آزاد کرنے کے برابر ہوگا اور سو نیکیان اُسکے واسطے لکھی جاینگی
اور سو برائیان اُسکی دور کیجاوینگی اور اُس روز شیطان سے شام تک اُسکو پناہ رہیگی اور اُسکے عمل سے بڑھکر اور کسی کا عمل نہین بجز اُس شخص کے
کہ دس سے زیادہ یہ کلمہ پڑھے اور فرمایا کہ جو شخص وضو اچھی طرح کر کے اپنی آنکھ آسمان کی طرف اُٹھاوے اور کہے اشہدان لا الہ الا اللہ
وحدہ لا شریک لہ واشہدان محمداً عبدہ ورسولہ - تو اُسکے لیے جنت کے دروازے کُھل جاوینگے جونسے مین سے چاہے اندر چلا جاوے
اور فرمایا کہ لا الہ الا اللہ کہنے والون کو نہ قبر مین وحشت ہی نہ قبرون سے اُٹھنے مین گویا کہ مین اُنکو دیکھ رہا ہون کہ نفخ صور کے وقت اپنے سر سے مٹی
جھاڑ رہے ہین اور یہ کہتے ہین الحمد للہ الذی اذہب عنا الحزن ان ربنا لغفور شکور - اور حضرت ابوہریرہ رضہ کو ارشاد فرمایا کہ ای ابوہریرہ جو نیکی
تم کروگے وہ قیامت کے دن وزن کیجاویگی مگر اس بات کی گواہی دینی کہ لا الہ الا اللہ اسکے لیے ترازو نہین رکھی جاویگی اسلیے کہ اگر یہ کلمہ اُس شخص
کے پلہ مین رکھا جاویگا جسنے اُسکو صدق کے ساتھ کہا ہو اور ساتون آسمان اور ساتون زمینین اور اُنکے درمیان کی چیزین دوسرے پلہ مین
رکھی جاوینگی توان سب سے لا الہ الا اللہ ہی جھکتا رہیگا - اور فرمایا کہ اگر صدق کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہنے والا بقدر زمین کے گناہ لاویگا
تو اللہ تعالی اُنکو معاف کردیگا - اور فرمایا کہ ای ابوہریرہ جو شخص مرنے کو ہو اُسکو لا الہ الا اللہ کی شہادت تلقین کرو کہ وہ گناہون کو ڈھا دیتی
ہی حضرت ابوہریرہ رضہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ مرنے والون کے لیے ہی زندون کے لیے کیا صورت ہی فرمایا کہ
اُنکے حق مین زیادہ تر ڈھاتی ہی - اور فرمایا من قال لا الہ الا اللہ مخلصا دخل الجنۃ - اور فرمایا کہ تم سب جنت مین بیشک جاؤگے مگر جو شخص
انکار پیش آوے اور اللہ تعالی سے ایسا بدلے جیسے اونٹ اپنے مالک سے بدل جاتا ہی لوگون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ خدا تعالی سے
انکار کون پیش آتا ہی فرمایا کہ جو لا الہ الا اللہ نہ کہے پس لا الہ الا اللہ کہنے کی کثرت کرو پیشتر اس سے کہ تم مین اور اس کلمہ مین آڑ کردیجاوے
کیونکہ کلمہ توحید اور کلمۂ اخلاص اور کلمۂ تقوی اور کلمۂ طیبہ اور دعوۃ الحق اور عروۃ وثقی یہی اور جنت کا دام بھی وہی ہی - اور اللہ تعالی نے فرمایا
ہل جزاء الاحسان الا الاحسان - اسمین کہا گیا ہی کہ دنیا مین تو احسان لا الہ الا اللہ کا کہنا ہی اور آخرت مین جنت ہی اور ایسے ہی للذین احسنوا الحسنی
وزیادۃ مین کہا گیا ہی - اور حضرت براء بن عازب رضہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی دس بار کہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئی قدیر اُسکو ایک بردے کے آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوگا - اور عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادے سے
روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شخص ایک دن مین دو سو دفعہ کہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئی قدیر -
اُس سے نہ تو وہ سبقت لیجاویگا جو اُس سے پہلے تھا اور نہ اُسکو وہ پاویگا جو اُسکے بعد ہوگا مگر جو کوئی اُسکے عمل سے افضل کریگا وہ البتہ اُس سے پیشی
لیجاویگا اور حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ جو شخص کسی بازار مین کہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وہو علی کل شئی قدیر اُسکے لیے دس لاکھ
نیکیان لکھی جاوینگی اور دس لاکھ برائیان دور ہونگی اور ایک مکان اُسکے لیے جنت مین بنایا جاویگا - اور مروی ہی کہ بندہ جب لا الہ الا اللہ کہتا ہی تو یہ کلمہ اُسکے
نامۂ اعمال کی طرف آتا ہی تو جس خطا پر گذرتا ہی اُسکو مٹاتا جاتا ہی یہان تک کہ جب کوئی اپنی طرح کی نیکی دیکھتا ہی تو اُسکے پہلو مین بیٹھ جاتا ہی - اور حدیث صحیح
مین حضرت ابو ایوب انصاری سے مروی ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی کہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئی قدیر
تو ایسا ہی کہ جیسے چار بردے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے آزاد کیے - اور نیز حدیث صحیح مین حضرت عبادہ بن الصامت رضہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلعم
نے فرمایا کہ جو کوئی رات سے جاگے پھر کہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئی قدیر وسبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ پھر کہے کہ الٰہی تو مجھے بخشدے تو اُسکی مغفرت ہو جاویگی یا دعا مانگیگا تو مقبول ہو گی اور اگر وضو کر کے نماز پڑھیگا تو اُسکی نماز مقبول ہو گی۔

## چوتھا بیان سبحان اللہ اور الحمد للہ اور باقی ذکرون کی فضیلت مین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی ہر نماز کے بعد تینتیس بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ اور تینتیس بار اللہ اکبر کہے اور سو پورا کرنے کو لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شئی قدیر۔ کہے اُسکے گناہ بخشے جاوینگے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہون۔ اور فرمایا جو شخص دن مین سو بار سبحان اللہ وبحمدہ کہے اُسکے گناہ دُور ہو جاوینگے گو سمندر کی جھاگ جیسے ہون۔ اور مروی ہی کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ مجھ سے دنیا نے پشت پھیری اور مین تنگدست ہو گیا آپ نے فرمایا کہ تو فرشتون کی نماز اور خلق کی تسبیح کیون نہین پڑھتا اُس سے تو لوگون کو روزی ملتی ہی اُسنے عرض کیا کہ وہ کیا ہی آپ نے فرمایا کہ صبح صادق کے طلوع سے فجر کی نماز پڑھنے تک کے اندر سو بار سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم استغفر اللہ پڑھ لیا کر دنیا تیرے پاس خوار و ذلیل ہو کر آویگی اور اللہ تعالیٰ ہر کلمہ سے اِس دعا کے ایک فرشتہ پیدا کریگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح قیامت تک کرتا رہیگا اور اُسکا ثواب تجکو ملیگا۔ اور فرمایا کہ جب بندہ الحمد للہ کہتا ہی تو زمین و آسمان کے درمیان کو بھر دیتا ہی پھر جب دوسری دفعہ الحمد للہ کہتا ہی تو ساتوین آسمان سے لیکر سب سے نیچے کی زمین تک پُر کر دیتا ہی پھر جب تیسری بار الحمد للہ کہتا ہی تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہی کہ مانگ تجکو ملیگا۔ اور رفاعہ رزقی رضہ سے مروی ہی کہ ہم ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جب آپ نے رکوع سے اپنا سر اُٹھا کر سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو ایک شخص نے آپ کے پیچھے سے کہا ربنا لک الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ جب آپ نماز سے فارغ ہوے تو فرمایا کہ کون بولا تھا اُس شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین تھا آپ نے فرمایا کہ مین نے کچھ اوپر تیس فرشتون کو دیکھا کہ اُس کلام کی طرف جھپٹے تھے کہ اُسکو کون پہلے لکھے۔ اور فرمایا کہ باقیات الصالحات یہ ہین لا الہ الا اللہ وسبحان اللہ واللہ اکبر والحمد للہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اور فرمایا کہ اگر زمین کے اوپر کوئی شخص کہے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وسبحان اللہ والحمد للہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ تو اُسکے گناہ بخش دیے جاوینگے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہون اسکو ابن عمر رضہ نے روایت کیا ہی۔ اور نعمان بن بشیر روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے جلال اور تسبیح اور تہلیل اور تحمید کا ذکر کرتے ہین تو یہ کلمات عرش کے گرد پھرتے ہین اور شہد کی مکھی کا سا بھنبھناٹ اُنکا ہوتا ہی کہ اپنے پڑھنے والے کا ذکر پروردگار کے پاس کرتے ہین کیا تم سے کسی کو اچھا نہین معلوم ہوتا کہ ہمیشہ اُسکا ذکر اللہ تعالیٰ کے پاس ہوتا رہے اور حضرت ابوہریرہ رضہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مین سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہون تو میرے نزدیک اُس چیز سے بہتر ہی جسپر سورج نکلتا ہی (یعنی دنیا ومافیہا سے بہتر ہی) اور ایک روایت مین لا حول ولا قوۃ الا باللہ زیادہ ہی اور فرمایا کہ یہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہی۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسند کلام یہ چار کلمات ہین سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہکر جونسی شی شروع کرو گے کچھ تمکو خلل نہ کریگا اِس روایت کو سمرہ بن جندب نے روایت کیا ہی۔ اور ابو مالک اشعری روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ طہارت نصف ایمان ہی اور الحمد للہ کہنا میزان کو بھر دیتا ہی اور سبحان اللہ واللہ اکبر آسمان و زمین کے درمیان کو بھر دیتے ہین اور نماز نور ہی اور خیرات کرنا بُرہان ہی اور صبر روشنی ہی اور قرآن تیرے نفع یا نقصان کے لیے حجت ہی سب آدمی صبح کو اُٹھکر یا تو اپنے نفس کو بیچ دیتے ہین پھر اُسکو ہلاک کر دیتے ہین یا اپنے نفس کو خریدتے ہین اور اُسکو آزاد کرتے ہین اور حضرت ابوہریرہ رضہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو کلمے زبان پر ہلکے اور میزان مین بھاری اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیارے ہین سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ اور حضرت ابوذر رضہ فرماتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کونسا کلام محبوب تر ہی آپ نے فرمایا کہ جو کلام اُسنے اپنے فرشتون کے لیے چُن رکھا ہی یعنی سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ اور حضرت ابوہریرہ رضہ سے مروی ہی کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کلام مین سے ان کلمات کو چھانٹ لیا ہی سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ پس جب بندہ سبحان اللہ کہتا ہی تو اُسکے لیے بیس نیکیان لکھی جاتی ہین اور بیس برائیان

نہین ہی ۱۲ مع نسائی و حاکم بروایت ابوسعید و ابوہریرہ لیکن اُنکی روایت مین تیس ہی بجاے بیس کے ۱۲

اُس سے دُور کیجاتی ہین اور جب اللہ اکبر کہتا ہو تب بھی اسی طرح ہوتا ہو اور آخر تک کلمات کو ذکر فرما دیا کہ ہر ایک کے کہنے مین ویسا ہی حال ہے
اور حضرت جابر رضہ سے مروی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی سُبحان اللّٰہ وبحمدہ کہے اُسکے لیے ایک درخت جنت مین
لگایا جاویگا - اور حضرت ابوذر رضہ سے مروی ہو کہ فقرا صحابہ رضہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ دولتمند ثواب
لیگئے وہ نماز پڑھتے ہین جیسے ہم پڑھتے ہین اور روزہ رکھتے ہین جیسے ہم رکھتے ہین اور اپنے بچے ہوے مالون سے خیرات کرتے ہین آپ نے
فرمایا کہ خداے تعالیٰ نے کیا تمہارے لیے کوئی چیز نہین بنائی جس سے تم صدقہ کرو تمہارے واسطے ہر سبحان اللہ کہنا صدقہ ہو اور الحمد للہ کہنا
صدقہ ہو ہر تہلیل صدقہ ہو ہر ایک تکبیر صدقہ ہو اچھی بات کے لیے امر کرنا صدقہ ہو بُری بات سے منع کرنا صدقہ ہو تم مین سے کوئی اپنی بی بی
کے منھ مین لقمہ دے تو یہ اُسکے حق مین صدقہ ہو اور تمہارے لیے بی بی سے ہم بستر ہونے مین صدقہ ہو اُنھون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہمکو
اپنی شہوت کے پورا کرنے مین بھی ثواب ہو آپ نے فرمایا کہ بھلا یہ تو کہو کہ اگر شہوت کو حرام مین صرف کرتا تو گناہ ہوتا کہ نہین اُنھون نے عرض کیا
کہ بیشک گناہ ہوتا آپ نے فرمایا کہ اسی طرح اگر حلال مین اُسکو صرف کریگا تو اُسکو ثواب ہوگا اور حضرت ابوذر رضہ فرماتے ہین کہ مین نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ مالدار ثواب مین ہم سے بڑھ گئے کہ جو ہم کہتے ہین اُسکو وہ بھی کہتے ہین اور وہ خرچ کرتے ہین اور ہم
نہین کرتے آپ نے فرمایا کہ مین تجکو ایسا عمل نہ بتادون کہ جب تو اُسکو کرے تو جو تجھ سے اول ہو اُسکو جالے اور جو تیرے بعد ہو اُسپر فائق ہو
بجز اُس شخص کے کہ تیرے قول کے موافق کہے وہ یہ ہو کہ ہر نماز کے بعد تینتیس ۳۳ بار سبحان اللہ اور اسی قدر الحمد للہ اور چونتیس ۳۴ بار اللہ اکبر
کہ لیا کر - اور بسرہ روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عورتو اپنے اوپر سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ اور سبوح قدوس کہنا
لازم کرلو کہ اُس سے غفلت نہ کرو اور عدد کے شمار عقد انامل سے کیا کرو کہ اُنگلیون کی پورین قیامت کے روز شہادت دینگی اور بولینگی - اور حضرت
عبداللہ بن عمر رضہ فرماتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ سبحان اللہ کہنے کو شمار کرتے جاتے تھے - اور حضرت ابوہریرہ اور ابوسعید
خدری رضی اللہ عنہما نے شہادت دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ بندہ جب کہتا ہو لا الہ الا اللہ واللہ اکبر تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہو کہ
میرا بندہ سچ کہتا ہو کوئی معبود میرے سوا نہین اور مین سب سے زیادہ بڑا ہون اور جب بندہ کہتا ہو لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ تو اللہ تعالیٰ
فرماتا ہو کہ میرے بندہ نے سچ کہا کوئی معبود میرے سوا نہین مین یکتا ہون کوئی میرا شریک نہین اور جب وہ کہتا ہو لا الہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہو کہ میرا بندہ درست کہتا ہو گناہ سے بچنے کی طاقت اور طاعت کے لیے قوت بجز میرے اور کسیطرح نہین اور جو شخص ان کلمات کو
مرنے کے وقت کہے تو اُسکو دوزخ کی آگ نہ لگیگی - اور مصعب بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم مین سے کسی سے
یہ نہین ہوسکتا کہ ہر روز ایکہزار نیکیان کما لیا کرے لوگون نے عرض کیا کہ یہ کیسے ہو آپ نے فرمایا کہ سَو بار سبحان اللہ کہ لیا کرے اُسکے لیے ہزار تو
نیکیان لکھی جائینگی اور ہزار بُرائیان اُس سے دُور کیجاوینگی - اور فرمایا کہ اے عبداللہ بن قیس یا حضرت ابو موسیٰ کو خطاب فرماکر کہا کہ کیا مین
تجکو جنت کے خزانون مین سے ایک خزانہ نہ بتلادون اُنھون نے عرض کیا کہ ارشاد فرمایئے فرمایا کہ کہو لا حول ولا قوۃ الا باللہ - اور حضرت
ابوہریرہ رضہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ کا کہنا جنت کے خزانون مین سے عرش کے نیچے کا ایک عمل ہو جب بندہ
اُسکو کہتا ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہو کہ میرا بندہ اسلام لایا اور فرمانبردار ہوا - اور فرمایا کہ جو شخص صبح کو یہ کہ لیا کرے کہ رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا
وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبینا ورسولا تو ضرور ہو کہ خدا تعالیٰ اُسکو قیامت کے روز راضی کردے - اور ایک روایت مین ہو کہ جو کوئی اِس دعا کو پڑھا کرے
اللہ تعالیٰ اُس سے راضی ہوتا ہو - اور مجاہد رضہ فرماتے ہین کہ جب آدمی اپنے گھر سے نکلتا ہو اور بسم اللہ کہتا ہو تو فرشتہ کہتا ہو کہ تو ہدایت کیا گیا
اور جب کہتا ہو کہ توکلت علی اللہ تو فرشتہ کہتا ہو کہ تو کفایت کیا گیا اور جب کہتا ہو لا حول ولا قوۃ الا باللہ تو فرشتہ کہتا ہو کہ تو حفاظت کیا گیا
پھر اُسکے پاس سے شیطان علٰحدہ ہوجاتے ہین اور کہتے ہین کہ اسپر تمہارا بس نہ چلیگا کہ یہ ہدایت اور کفایت اور حفاظت مین داخل ہوا

لہ ح ترمذی ۱۲
سہ ح مسلم ۱۲
سہ ح ابن ماجہ
وابوالشیخ در ثواب
بروایت ابودرداء
سہ ح ابوداؤد
وترمذی وحاکم ۱۲
ح ابوداؤد
نسائی وترمذی ۱۲
ح ترمذی
نسائی وابن ماجہ
وابن حبان وحاکم ۱۲
ح ترمذی ۱۲
ح نسائی و
ابن حبان وحاکم
ح مسلم
حدیث بالا ۱۲
راضی ہین ساتھ
اللہ تعالیٰ کے رب ہونیکے
اور اسلام کو دین
اور محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو نبی
اور رسول مانتے
ہین ۱۲ ابوداؤد
ونسائی وحاکم
بروایت خادم
آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم
۱۲

اب اگر یہ کہو کہ یہ کیا بات ہو کہ ذکر الٰہی باوجود زبان پر ہلکا ہونے اور تھوڑی مشقت کے ایسا ہوگیا کہ سب عبادتون کی نسبت کر مفید تر اور افضل ہوگیا حالانکہ عبادات مین محنت بہت ہوتی ہی تو اُسکا جواب یہ ہی کہ اس امر کی تحقیق تو بدون علم مکاشفہ کے اور جگہ زیبا نہین مگر جس قدر کا ذکر کرنا علم معاملہ مین گوارا کیا جاتا ہی وہ یہ ہی کہ جس ذکر سے تاثیر اور نفع ہوا کرتا ہی وہ حضور دل کے ساتھ ہمیشہ کو ذکر کرنا ہی اور زبان سے ذکر کرنا اور دل کا غافل ہونا بہت کم نافع ہی ؎ زبان در ذکر و دل در فکر خانہ ۞ چہ حاصل زین نماز پنجگانہ ۞ اور یہی بات احادیث سے بھی معلوم ہوتی ہی اور کسی لحظہ مین ذکر دل کا حاضر ہونا اور پھر دنیا مین مشغول ہو کر خداے تعالیٰ سے غافل ہونا بھی کمتر مفید ہی بلکہ حضور دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے ہمیشہ یا اکثر اوقات سب عبادتون پر مقدم ہی بلکہ اُسی سے سب عبادتون پر شرف ہی اور وہی عملی عبادتون کی علت غائی ہی اور ذکر کا ایک شروع ہی اور ایک انجام ابتداے ذکر تو موجب اُنس و محبت کا ہوتا ہی اور اُسکی انتہا یہ ہی کہ انس و محبت اُسکے موجب ہو جاوین اور اُنھین کے باعث سے ذکر سرزد ہو اور مطلوب بھی یہی انس و محبت ہوتی ہی جو باعث ذکر ہو کیونکہ مرید اپنے ابتداے حال مین کبھی بتکلف اپنے دل اور زبان کو وسواس سے روک کر خداے تعالیٰ کے ذکر مین مصروف کرتا ہی اور اگر بتوفیق الٰہی اُسپر مداومت کرتا ہی تو اُس سے مانوس ہو جاتا ہی اور اُسکے دل مین مذکور کی محبت جم جاتی ہی اور اس بات سے کچھ تعجب نہین کرنا چاہیے کیونکہ یہ امر تو عادت مین بھی مشاہدہ ہوتا ہی کہ اگر کسی شخص کے سامنے ایک غائب شخص کا ذکر کرو اور اُسکی خصلتون کو مکرر سکرر اُسکو سناؤ تو وہ اُس سے محبت کریگا بلکہ کبھی صفت اور کثرت ذکر ہی سے عاشق ہو جاتا ہی پھر جب ابتدا مین بتکلف ذکر سے عاشق ہو جاتا ہی تو انجام کو کثرت ذکر پر مجبور ہو جاتا ہی اسطرح کہ اُس سے صبر نہین کر سکتا کیونکہ قاعدہ ہی کہ جو شخص کسی چیز سے محبت رکھتا ہی اُسکا ذکر زیادہ کیا کرتا ہی اور جو شخص کسی چیز کا ذکر بہت کرتا ہی گو تکلف ہی سے ہو وہ اُسی شی کو محبوب جانتا ہی اسی طرح ذکر الٰہی اول مین تکلف کے ساتھ بھی اس امر کا ثمرہ دیتا ہی کہ مذکور کے ساتھ یعنی خداے تعالیٰ سے آدمی کو انس و محبت ہو جاوے اور انجام کو یہ صورت ہوتی ہی کہ اُس سے صبر نہین کر سکتا تو جو چیز اول مین موجب تھی وہ موجب ہو جاتی ہی اور جو چیز ثمرہ تھی وہ علت ٹھہرتی ہی اور یہی معنی ہین اس قول کے جو بعض اکابر سے مروی ہی کہ مین نے بیس برس قرآن پڑھنے مین تکلیف کھینچی پھر بیس برس اُس سے دولت ملی اور یہ دولت بجز انس و محبت کے اور کسی چیز سے صادر نہین ہوتی اور انس و محبت جبھی حاصل ہوتی ہی کہ بہت مدت تک بتکلف مشقت اُٹھائی جاوے یہان تک کہ تکلف کا امر سرشتی ہو جاوے اور اس امر کو بعید نہ جانو کہ دیکھتے ہی ہو کہ آدمی بعض اوقات کسی چیز کے کھانے مین تکلف کرتا ہی اور اول بدمزگی کے باعث اُسکو برا جانتا ہی اور زبردستی نگلتا ہی مگر اُسپر مداومت کرنے سے اُسکی طبیعت کے موافق پڑ جاتی ہی یہان تک کہ پھر اُس سے صبر نہین کرتا غرضکہ آدمی کا نفس متحمل ہوتا ہی جس طرح کی عادت ڈالو ویسا ہی عادی ہو جاتا ہی اور جو چیز اُس سے اول بتکلف کراؤ آخر کو وہ اُسکے لیے سرشت ہو جاتی ہی پھر جب اللہ تعالیٰ کے ذکر سے انس حاصل ہو جاتا ہی تو اُسکے ماسوا سے منقطع ہو جاتا ہی اور اُسکے سوا وہ چیزین ہین کہ مرنے کے وقت اُنسے جدا ہو جاویگا مثلاً گھر کے لوگ اور مال اور اولاد اور حکومت قبر مین کوئی ساتھ نہو گی اور بجز ذکر الٰہی کے اور کچھ نہ رہیگا پس اگر ذکر الٰہی سے انس رکھتا ہوگا تب تو اُنسے منقطع ہوگا اور جو علاقے کہ اُس سے روکتے تھے اُنکے برطرف ہونے سے لذت پاویگا کیونکہ دنیا کی زندگی مین حاجتون کی ضرورتین ذکر اللہ سے روکتی ہین اور موت کے بعد کوئی مانع نہ رہیگا تو گویا اُسوقت اُسمین اور اُسکے محبوب مین تخلیہ کر دیا جاویگا اس صورت مین اُسکا حال بہت بہتر ہوگا اور اُس قید خانہ سے چھوٹ جاویگا جس مین اپنے انس کی چیز سے رکا ہوا تھا۔ اور اسی جہت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روح القدس نے میرے دل مین ڈال دیا ہی کہ تم جس چیز کو چاہو محبوب کر لو مگر اُسکو تمھین چھوڑنا پڑیگا۔ اس سے مراد وہ چیزین ہین جو دنیا کے متعلق ہون اسلیے کہ مرنے سے آدمی کے حق مین یہی چیزین جاتی رہتی ہین کہ جتنی چیزین زمین پر ہین سب فانی ہین صرف ذات پاک پروردگار کی باقی ہی۔ اور دنیا کا اُسکے حق مین موت کے باعث فنا ہونا اُسوقت تک رہیگا کہ وہ شخص مدت مکتوب کے پورا ہونے پر وقوع مین فنا ہو جاوے۔ اور اس انس سے بندہ اپنی موت کے بعد لذت پاتا رہیگا یہان تک کہ خداے تعالیٰ کے جوار مین نازل ہو کر ذکر سے لقا کی طرف ترقی کر جاوے اور یہ ماجرا قبرون مین سے اُٹھنے اور سینون کے اندر کی باتین معلوم ہونے کے بعد ہوگا۔ اور اس دلیل سے کہ مرنا عدم ہی اُسکے ساتھ ذکر کیسے رہ سکتا ہی

موت کے بعد ذکر الٰہی کے ساتھ رہنے سے انکار نہ کرنا چاہیے کیونکہ مرنے سے آدمی ایسا معدوم نہین ہوتا کہ ذکر کا مانع ہو بلکہ اُسکا معدوم
ہونا صرف دنیا اور عالم ظاہری سے ہی عالم ملکوت سے معدوم نہین ہوتا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول مین کہ القبر اما
حفرۃ من النار او روضۃ من ریاض الجنۃ اور اس حدیث مین ارواح الشھداء فی حواصل طیور خضر اسی بات کی طرف اشارہ ہی جو ہمنے ذکر کی ہی اور
اُس ارشاد مین بھی یہی اشارہ ہی جو آپ نے جنگ بدر کے مشرک مقتولون کو ہر ایک کا نام لیکر فرمایا کہ اے فلان اے فلان جو کچھ تمھارے رب نے وعدہ
کیا تھا اسکو تمنے سچ پایا کہ نہین مجھسے تو جو کچھ میرے پروردگار نے وعدہ کیا تھا اسکو مین نے سچا پایا۔ حضرت عمرؓ نے آپ کے اس قول کو سنکر عرض
کیا کہ یارسول اللہ وہ کیسے سنین اور کیونکر جواب دین وہ تو مر گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہی اُس ذات کی جسکے قبضے مین میری
جان ہی تم میرے کلام کو اُنسے زیادہ نہین سنتے مگر یہی فرق ہی کہ اُنکو جواب دینے کی قدرت نہین اور یہ روایت حدیث صحیح مین ہی۔ یہ ارشاد آپ
کا مشرکین کے باب مین ہی اور ایمانداروں کے لیے آپ نے فرمایا ہی کہ اُنکی روحین سبز جانورون کے پوٹون مین عرش کے نیچے لٹکتی ہین اور یہ حالت
اور جو کیفیت کہ ان الفاظ سے پائی جاتی ہی ذکر الٰہی کے مخالف نہین اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ولاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم
یرزقون فرحین بما آتاھم اللہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم ان لاخوف علیھم ولاھم یحزنون اور ذکر الٰہی کے شرف کی جہت سے رتبہ
شہادت بڑا ٹھہرا اسلیے کہ مقصود خاتمہ ہی اور ہماری غرض خاتمہ سے دنیا کا رخصت ہونا اور اللہ کے سامنے ایسے حال مین آنا ہی کہ دل خدا تعالیٰ مین
ڈوبا ہوا اور اُسکے سوا سے منقطع ہو پس اگر کوئی بندہ اس بات پر قادر ہو کہ اپنی ہمت کو خدا تعالیٰ مین مستغرق کر دے تو اُس سے اس حالت پر مرنا بجز
صف جنگ کے اور طرح پر نہ ہو سکیگا کیونکہ صف جنگ مین اپنی جان اور مال اور اولاد بلکہ تمام دنیا سے طمع جاتی رہتی ہی اسلیے کہ ان چیزون کو زندگی
کے لیے چاہا کرتا ہی اور جب محبت الٰہی اور اُسکی رضا جوئی مین اُسکے دل پر زندگی بیقدر ہو گئی تو ان چیزون کی بھی قدر نہ رہیگی اس سے معلوم ہوا کہ اس سے
بڑھکر خدا تعالیٰ کے لیے ہو رہنے کی اور کوئی صورت نہین اور بہین لحاظ شہادت کا معاملہ بہت بڑا ٹھہرا اور اُسکے فضائل بیشمار وارد ہوے مثلاً جب
احد کی لڑائی مین حضرت عبداللہ بن عمرو انصاری شہید ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے لڑکے حضرت جابرؓ سے فرمایا کہ اے جابر مین
تجھے ایک بشارت دیتا ہون اُنھون نے عرض کیا کہ بہتر خدا آپ کو خیر کی بشارت دے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کو زندہ کر کے اپنے
سامنے بٹھلایا اسطرح کہ اُسمین اور خدا تعالیٰ مین کوئی پردہ نہ تھا پھر فرمایا کہ اے میرے بندے جو کچھ چاہے مجھسے تمنا کر مین تجھکو دونگا تیرے باپ نے
کہا کہ الٰہی میری یہ تمنا ہی کہ تو مجھکو دنیا مین دوبارہ بھیجدے تاکہ مین تیری راہ مین اور تیرے رسول کی اطاعت مین پھر سے مارا جاؤن اللہ تعالیٰ نے
ارشاد فرمایا کہ اس باب مین تو میرا حکم پہلے ہو چکا ہی کہ لوگ دنیا مین ہٹ کر نہ جاوین۔ پھر قتل اُس جیسی حالت پر مرنے کا باعث ہی کیونکہ اگر مارا نہ جاوے
اور مدت تک زندہ رہے تو کیا عجب ہی کہ دنیا کی شہوات اُسکی طرف لوٹ آوین اور اُسکے دل پر جو ذکر الٰہی کا غلبہ ہی اُسپر زور ہو جاوین اور بہین جہت معرفت
والے خاتمہ کے معاملہ سے بہت خوف کرتے رہتے ہین کیونکہ دل ہر چند ذکر الٰہی کو لازم رکھتا ہو مگر تاہم بدلتا رہتا ہی اور کچھ نہ کچھ التفات دنیا کی شہوات
کی طرف رکھتا ہی اور قصور اور سستی عارضی سے خالی نہین ہوتا پس اگر معاذ اللہ آخر حال مین اُسکے دل مین دنیا کا معاملہ صورت پکڑ کر چھا جاوے
اور دنیا سے اسی حالت مین کوچ کر جاوے تو قریب قیاس یہی ہی کہ اُسی معاملہ کا غلبہ اُسکے دل پر باقی رہے اور مرنے کے بعد اُسکا مشتاق
ہو کر دنیا مین پھر سے آنے کی تمنا کرے اور یہ تمنا اُسی جہت سے ہوتی ہی کہ آخرت کا بہرہ کم ہوتا ہی کیونکہ آدمی کی موت اُس حال پر ہوتی ہی جسپر زندگی
کرتا ہی اور حشر اُسپر ہوتا ہی جسپر مرتا ہی اس صورت مین اس خطرہ سے زیادہ بچاؤ کی صورت شہادت کا خاتمہ ہی بشرطیکہ شہید کی غرض مال کا حاصل
کرنا یا بہادری مین مشہور ہو جانا وغیرہ نہو جسکا ذکر حدیث مین آیا ہی کہ ایسے شہید دوزخ مین جاوینگے بلکہ قصد اللہ تعالیٰ کی محبت اور اُسکا بول بالا ہونیکا
ہو اور یہی حالت ہی جو اس آیت مین مذکور ہی ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ اور اسی طرح کا شخص دنیا کو آخرت کے عوض
مین بیچتا ہی اور شہید کا حال کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کی مراد کے موافق ہی اسلیے کہ اُسکا مقصود بجز اللہ تعالیٰ کے اور کچھ نہین اور ہر ایک مقصود معبود

ہوتا ہی اور ہر معبود اِلہ ہی تو شہید اپنی زبان حال سے لا آلہ الا اللہ کہتا ہی کہ اُسکے سوا اُسکا مقصود نہین اور جو شخص کہ یہ کلمہ اپنی زبان سے کہے اور اسکا حال اُس کلمے کے موافق نہو تو اُسکا معاملہ مشیت ایزدی مین ہی اور اُسکے حق مین خطرہ سے مامون نہین اور بوجہ مذکورۂ سابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا آلہ الا اللہ کے کہنے کو سب ذکرون پر فضیلت دی اور بعض جا تو مطلق اُسکے کہنے کو ذکر کیا ہی تاکہ لوگون کو ترغیب ہو پھر بعض جا صدق اور اخلاص کو اضافہ کرکے ارشاد فرمایا چنانچہ فرمایا مَن قال لا آلہ الا اللہ مخلصاً اور اخلاص کے یہ معنی ہین کہ حال بموجب قول زبانی کے ہووے ہم خداے تعالی سے سوال کرتے ہین کہ خاتمہ مین ہمکو اُن لوگون مین سے کردے جو حال اور قال اور ظاہر و باطن مین لا آلہ الا اللہ والے ہون تاکہ ہم دنیا کو ایسی طرح چھوڑین کہ اُسکی طرف ذرا دھیان نہو بلکہ اُس سے دق ہون اور خداے تعالی کی لقا کے خواہان کیونکہ جو کوئی اللہ تعالی کی لقا کو چاہتا ہی اللہ تعالی اُسکی لقا چاہتا ہی اور جو اللہ تعالی سے ملنا بُرا جانتا ہی اللہ تعالی اُسکی صورت دیکھنا بُرا جانتا ہی غرض کہ یہ ذکر کے معانی کے وہ اشارات ہین کہ اُنسے زیادہ علم معاملہ مین بیان نہین ہو سکتا

## دوسری فصل دعا کے آداب و فضیلت مین اور استغفار اور درود شریف کی فضیلت مین اسمین تین بیان ہین

### بیان اول دعا کی فضیلت و آداب مین

اللہ تعالی فرماتا ہی و اذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبو لی اور فرمایا ادعوا ربکم تضرعاً و خفیۃ انہ لایحب المعتدین اور فرمایا قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن ایا ما تدعوا فلہ الاسماء الحسنے اور فرمایا و قال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین اور احادیث اسکے فضل مین یہ ہین کہ نعمان بن بشیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا الدعاء ہو العبادۃ پھر آپ نے ادعونی استجب لکم کو آخر آیت تک پڑھا۔ اور ایک حدیث مین ارشاد ہی الدعاء مخ العبادۃ اور حضرت ابو ہریرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہین کہ آپ نے فرمایا کوئی چیز اللہ کے نزدیک دعا سے بزرگتر نہین۔ اور فرمایا کہ بندہ دعا سے ایک نہ ایک تین باتون مین سے جانے نہین دیتا یا تو اُسکا گناہ بخشا جاتا ہی یا کوئی بہتری سر دست ملجاتی ہی یا کوئی خیر اُسکے لیے ذخیرہ کردیجاتی ہی اور حضرت ابو ذر نے فرمایا کہ نیکی کرنے کے ساتھ دعا اسقدر کافی ہی جیسے کھانے کے ساتھ نمک کی مقدار ہی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی سے اسکے فضل کی درخواست کرو کہ اسکو یہ اچھا معلوم ہوتا ہی کہ اُس سے کوئی مانگے اور بہترین عبادت کشادگی کا منتظر رہنا ہی اور دعا کے آداب دس ہین

**آداب اول** یہ ہی کہ دعا کے لیے اوقات شریف کو تاکتا رہے جیسے سال مین سے عرفہ کا روز اور مہینون مین رمضان کا مہینا اور ہفتہ مین جمعہ کا روز اور رات کی ساعتون مین سحر کا وقت ہی جسکے لیے اللہ تعالی فرماتا ہی و بالاسحار ہم یستغفرون اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اللہ تعالی ہر شب مین جب تہائی پچھلی رات رہتی ہی آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماکر ارشاد فرماتا ہی کہ کوئی ہی مجھسے دعا مانگے اور مین قبول کرون اور کوئی ہی مجھسے مانگے تو مین اُسکو دون اور کوئی ہی کہ مجھسے مغفرت کا خواہان ہو پس مین اُسکو بخشدون۔ اور کہتے ہین کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے جو اپنی اولاد سے کہا تھا کہ سوف استغفر لکم ربی یعنی مین تمہارے لیے اپنے رب سے عنقریب درخواست مغفرت کرونگا تو اس سے اُنکی غرض یہ تھی کہ سحر کے وقت دعا کرین چنانچہ کہتے ہین کہ آپ پچھلے تڑکے اُٹھے اور دعا مانگی اور اُنکی اولاد اُنکے پیچھے آمین کہتی جاتی تھی اللہ تعالی نے اُنکو وحی بھیجی کہ مین نے اُنکا قصور معاف کیا اور اُنکو پیغمبر کردیا

**ادب دوم** یہ ہی کہ عمدہ حالات کو غنیمت جانے حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہین کہ جب راہ خدا مین فوجین دشمنون سے بھڑتی ہین اور مینہ کے برسنے کے وقت اور فرض نماز کے لیے تکبیر کہنے کے وقت آسمان کے دروازے کھل جاتے ہین پس ان وقتون مین دعا مانگنا غنیمت جانو۔ اور حضرت مجاہد فرماتے ہین کہ نمازین بہتر ساعات مین مقرر ہوئی ہین تو اُنکے بعد دعا مانگنا اپنے اوپر لازم کرلو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اذان اور تکبیر کے بیچ مین دعا رد نہین ہوتی۔ اور فرمایا کہ روزہ دار

کی دعا ردنہین ہوتی۔ اور واقع مین اوقات کے بہتر ہونے سے حالات بھی بہتر ہوتے ہین مثلاً سحر کا وقت دل کی صفائی اور اخلاص اور تشویش مین ڈالنے والی چیزون سے خالی ہونے کا وقت ہی اور عرفہ اور جمعہ کا روز ہمتون کے جمع ہونے اور خدا تعالی کی رحمت اُتارنے کے لیے دلون کے متفق ہونیکا وقت ہی۔ اور وقتون کی عمدگی کا یہ ایک سبب ہی کہ حالات اُس سے عمدہ ہوتے ہین باقی اسرار جو اُنمین ہین اُنپر بشر کو واقفیت نہین اور سجدہ کی حالت بھی دعا کے مقبول ہونے کے مناسب ہی حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب حالتون سے زیادہ بندہ اپنے رب سے قریب سجدے کی حالت مین ہوتا ہی پس سجدہ مین دعا کی کثرت کرو۔ اور حضرت ابن عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ مجکو قرآن کا پڑھنا حالت رکوع اور سجدہ مین منع کردیا گیا پس رکوع مین تعظیم اللہ تعالی کی کیا کرو اور سجدہ مین دعا کے لیے خوب کوشش کرو کہ یہ حالت اس بات کی شایان ہی کہ تمھاری دعا قبول ہو **ادب سوم** یہ ہی کہ دعا قبلہ رخ ہو کر مانگے اور اپنے ہاتھ اتنے اونچے کرے کہ بغلون کی سفیدی معلوم ہونے لگے۔ جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کے موقف مین تشریف لائے اور قبلہ رخ ہوکر دعا کرتے رہے یہانتک کہ آفتاب ڈوب گیا۔ اور سلمانؓ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھارا رب حیا والا کریم ہی جب بندہ اُسکی طرف اپنے دونون ہاتھ اُٹھاتا ہی تو وہ حیا کرتا ہی اس سے کہ وہ اُنکو خالی پھیر دے۔ اور حضرت انسؓ روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا مین اپنے ہاتھ اتنے اُٹھاتے کہ آپ کی بغلون کی سفیدی معلوم ہونے لگتی اور دعا مین اپنی دونون اُنگلیون سے اشارہ نہ کرتے۔ اور حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص پر گذرے کہ وہ دعا مانگتا تھا اور اپنی دونون شہادت کی انگلیون سے اشارہ کرتا تھا آپ نے فرمایا کہ ایک انگلی پر اکتفا کر۔ اور حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہین کہ ان ہاتھون کو دعا کے لیے اُٹھاؤ پہلے اس سے کہ زنجیرون مین جکڑے جاوین۔ پھر دعا کے آخر مین چاہیے کہ دونون ہاتھون کو اپنے منھ پر پھیر لے حضرت عمرؓ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب اپنے ہاتھون کو دعا مین پھیلاتے تو اُنکو نہ ہٹاتے جبتک کہ اپنے چہرۂ مبارک پر نہ پھیر لیتے۔ اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا مانگتے تو دونون ہتھیلیان ملا لیتے اور اُنکا اندر کا رخ اپنے مُنھ کی طرف کو رکھتے یہ صورت ہاتھون کی ہوئی اور چاہیے کہ دعا مین اپنی نگاہ آسمان کی طرف کو نہ کرے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ چاہیے کہ کچھ لوگ اپنی نگاہین دعا کے اندر آسمان کی طرف اُٹھانے سے باز رہین ورنہ اُنکی نگاہین اُچک لیجاوینگی **ادب چہارم** آواز کا پست کرنا آہستہ اور پکار کے پڑھنے کے درمیان مین کیونکہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ روایت کرتے تھے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب آئے جب مدینۂ منورہ کے قریب پہونچ گئے تو آپ نے تکبیر کہی اور لوگون نے بھی اللہ اکبر کہا اور آواز خوب بلند کی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو جس شخص کو تم پکارتے ہو وہ نہ بہرا ہی نہ غائب ہی بلکہ وہ تمھارے اور تمھاری سواریون کے گردنون کے درمیان ہی اور حضرت عائشہؓ نے ولاتجهر بصلوتك ولاتخافت بها مین فرمایا ہی کہ مقصود یہ ہی کہ اپنی دعا مین جہر واخفات مت کرو۔ اور خداوند کریم نے اپنے نبی زکریا علیہ السلام کی اس باب مین تعریف فرمائی چنانچہ ارشاد فرمایا اذ نادی ربه نداء خفيا اور فرمایا ادعوا ربكم تضرعا وخفية انه لايحب المعتدين **ادب پنجم** یہ ہی کہ دعا مین قافیہ کا تکلف نہ کرے اسلیے کہ دعا مانگنے کا حال تضرع اور انکسار کرنے والے کا سا ہونا چاہیے اور اسکو تکلف مناسب نہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ عنقریب کچھ لوگ ایسے ہونگے کہ دعا مین حد سے تجاوز کرینگے اور بعض لوگون نے ادعوا ربكم تضرعا وخفية انه لايحب المعتدين کی تفسیر مین فرمایا کہ معتدین کے معنے قافیون مین تکلف کرنے والے ہین۔ اور بہتر یہ ہی کہ دعوات ماثورہ کے سوا اور کچھ نہ مانگے اسلیے کہ ہوسکتا ہی کہ دعا مانگنے مین حد سے تجاوز کر جاوے اور ایسی چیز مانگنے لگے جو مقتضاے مصلحت نہو کہ ہر کوئی اچھی طرح دعا مانگنا بھی نہین جانتا اور اسی لیے حضرت معاذ بن جبل سے حدیث یا اُنھین کا قول مروی ہی کہ علما کی حاجت جنت مین بھی ہوگی جس وقت کہ جنت والون سے کہا جاویگا کہ تمنا کرو تو انکو معلوم نہو گا کہ تمنا کسطرح کرین یہانتک کہ علما سے سیکھ کر تمنا کرینگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ دعا مین سجع سے دور رہو تم مین سے کسی کو یہی کہنا کافی ہے اللھم انی اسئلک الجنۃ وما قرب الیہا من قول وعمل واعوذ بک من النار وما قرب الیہا من قول وعمل اور حدیث مین ہے کہ کچھ لوگ عنقریب ایسے آوینگے کہ دعا اور طہارت مین حد سے تجاوز کرینگے۔ اور بعض اکابر سلف کا گذر ایک واعظ پر ہوا کہ وہ دعا مین قافیہ بندی کر رہا تھا اُنھون نے فرمایا کہ کیا خدا تعالی کے سامنے بلاغت جتاتے ہو گواہ رہو کہ مین نے حبیب عجمی کو دعا مانگتے دیکھا ہے جنکی دعا کی برکت مشہور ہے وہ اپنی دعا مین اس سے زیادہ نہین فرماتے تھے اللھم اجعلنا جیدین اللھم لا تفضحنا یوم القیامۃ اللھم وفقنا للخیر اور آدمی ہر طرف سے آپ کے پیچھے دعا مانگتے تھے اور بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ ذلت اور عاجزی کی زبان سے دعا مانگو نہ فصاحت اور طلاقت کی زبان سے۔ اور کہتے ہین کہ علما اور ابدال مین سے کوئی دعا مین سات جملون سے زیادہ نہین پڑھا کرتے تھے اور اسکا شاہد سورہ بقر کا آخر ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے بندون کی دعا کسی جگہ اس سے زیادہ نہین بتائی جتنی اس رکوع مین ہے۔ اور جاننا چاہیے کہ مراد قافیہ سے کلام کا تکلف سے کہنا ہے کہ یہ امر انکسار اور ذلت کے مناسب نہین اور مطلق قافیہ سے غرض نہین کہ یہ تو دعا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہین اُنمین بھی موجود ہے کہ کلمات مقفی ہین مگر وہ تکلف اور بناوٹ کے ساتھ نہین آمد کے طور پر ہین جیسے اس دعا مین اسئلک الامن یوم الوعید والجنۃ یوم الخلود مع المقربین الشھود والرکع السجود والموفین بالعھود انک رحیم ودود وانک تفعل ما ترید اور اسکے سوا اور دعائین اس قسم کی ہین پس چاہیے کہ جو دعائین حدیث مین منقول ہون اُنھین پر اکتفا کرے یا زبان تضرع اور خشوع سے بدون قافیہ اور تکلف کے دعا کرے کہ خداے تعالی کے نزدیک عاجزی ہی پسند ہے ادب ششم تضرع اور خشوع کرنا اور رغبت اور خوف رکھنا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے انھم کانوا یسارعون فی الخیرات ویدعوننا رغبا ورھبا اور فرمایا ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جب اللہ تعالی کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اُسکو مبتلا کر دیتا ہے تاکہ اُسکا تضرع سنے۔ ادب ہفتم یہ کہ دعا قطعی طور پر کرنے اور قبول ہونے کا یقین کرے اور اس باب مین سچی توقع کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ فرماتے ہین جب تم مین سے کوئی دعا مانگے تو چاہیے کہ یہ نہ کہے کہ الہی تو مجھے بخشدے اگر چاہے اور تو مجھپر رحم کر اگر چاہے بلکہ قطعی درخواست کرے کہ مجھکو بخشدے اور رحم کر کیونکہ اُسپر کوئی زبردستی کرنے والا نہین۔ اور فرمایا کہ جب تم مین سے کوئی دعا مانگے تو چاہیے کہ رغبت بہت کرے کیونکہ خدا تعالی کو کوئی چیز بڑی نہین معلوم ہوتی۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالی سے ایسی طرح دعا مانگو کہ تمکو قبول ہونے کا یقین ہو اور جان لو کہ اللہ تعالی غافل دل کی دعا قبول نہین فرماتا۔ اور سفیان بن عیینہ نے فرمایا ہے کہ تم اپنے نفس کی خرابی سے واقف ہو کر دعا سے باز نہ رہو اور یہ مت جانو کہ ہم برے ہین ہماری دعا قبول نہو گی اسلیے کہ اللہ تعالی نے تو خلق مین سب سے برے یعنی شیطان ملعون کی بھی دعا قبول فرمائی چنانچہ قرآن مین موجود ہے قال رب فانظرنی الی یوم یبعثون قال فانک من المنظرین ادب ہشتم یہ ہے کہ دعا مین مبالغہ کرے یعنی عمدہ حالات مین اُسکی مداومت کرے اور تین بار دعا کے الفاظ کہے کہ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا مانگتے تو تین بار مانگتے اور اگر سوال کرتے تو تین دفعہ کرتے اور چاہیے کہ دعا کے قبول ہونے مین یہ نہ سمجھے کہ دیر ہو گئی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم مین سے کسی کی دعا جب قبول ہو گی کہ جلدی نہ کرے اور یہ نہ کہے کہ مین نے دعا مانگی اور قبول نہوئی اور جب دعا مانگو تو اللہ تعالی سے بہت بار سوال کرو کہ تم کریم سے مانگتے ہو۔ اور بعض کا قول ہے کہ مین بیس برس سے ایک حاجت طلب کرتا ہون اور وہ قبول نہین ہوئی مگر مجکو اُسکے قبول ہونے کی توقع ہے وہ یہ ہے کہ مین نے خداے تعالی سے سوال کیا ہے کہ مجکو بے فائدہ چیز کے چھوڑنے کی توفیق عنایت کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جب کوئی تم مین سے اپنے پروردگار سے کچھ سوال کرے اور معلوم ہو کہ قبول

ہوگیا تو یہ کہے الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات اور جسکے لیے قبول مین کچھ دیر ہو جاوے تو کہے الحمد للہ علی کل حال **ادب نہم** یہ ہے کہ دعا کو
خداے تعالی کے ذکر سے شروع کرے اول ہی سوال نہ کرنے لگے سلمہ بن الاکوع فرماتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہین سنا کہ
آپ نے دعا شروع کی ہو اور پہلے یہ کلمات نہ کہہ لیے ہون سبحان ربی الاعلی الوہاب اور ابو سلیمان دارانی فرماتے ہین کہ جو شخص کچھ حاجت اللہ تعالی سے
مانگنی چاہے اسکو چاہیے کہ اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر اپنی حاجت مانگے پھر خاتمہ درود شریف پر کرے اسلیے کہ اللہ تعالی دونون
درودون کو قبول کرتا ہے تو وہ اس بات سے بزرگ ہے کہ درودون کے بیچ کے مطلب کو چھوڑ دے۔ اور ایک حدیث مین مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اللہ تعالی سے حاجت مانگو تو ابتدا میرے اوپر درود پڑھنے سے کرو کہ اللہ تعالی کا کرم اس امر کا مقتضی نہین کہ اس سے کوئی
دو حاجتین مانگے تو ایک پوری کردے اور دوسری کو نہ کرے روایت کیا اسکو ابو طالب مکی نے **ادب دہم** متعلق باطن سے ہے اور قبول ہونے
کے باب مین اصل وہی ہے یعنی توبہ کرنا اور حقدارون کے حقوق انکو پہونچا کر تمام ہمت سے خداے تعالی کی طرف متوجہ ہونا کہ قبول ہونے مین
سبب قریب یہی ہے۔ کعب احبار سے مروی ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کے عہد مین لوگون مین ایک سخت قحط پڑا حضرت موسی علیہ السلام
بنی اسرائیل کے ساتھ مینہ کے لیے دعا کرنے کو نکلے مگر مینہ نہ برسا پھر آپ تین دن باہر تشریف لے گئے اور بارش نہوئی اللہ تعالی
نے آپ پر وحی بھیجی کہ مین تمھاری اور تمھارے ساتھیون کی دعا قبول نہ کرونگا کہ تم مین چغل خور ہے حضرت موسی نے عرض
کیا کہ الہی وہ کون شخص ہے ہمکو بتا دے کہ اسکو اپنے درمیان سے ہم نکال دین حکم ہوا کہ ای موسی چغلی سے مین تمکو منع کرتا ہون
اور مین ہی پھر چغلی کھاؤن آپ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تم سب چغلی سے توبہ کرو سبھون نے توبہ کی اسوقت مینہ برسا۔
اور سعید بن جبیر کہتے ہین کہ بنی اسرائیل کے کسی بادشاہ کے زمانہ مین قحط پڑا اور لوگون نے مینہ کی دعا مانگی اس بادشاہ نے یہ کہا کہ یا تو خداے
تعالی ہم پر مینہ برساوے ورنہ ہم اسکو ستاوینگے لوگون نے اسکو کہا کہ تم اسکو کسطرح ستا سکتے ہو وہ تو آسمان مین ہے اسنے کہا کہ مین اسکے اولیا
اور طاعت والون کو مار ڈالون گا یہی باعث اسکی ایذا کا ہوگا اللہ تعالی نے انپر مینہ برسا دیا اور سفیان ثوری فرماتے ہین کہ مین نے سنا ہے کہ
بنی اسرائیل مین ایک بار سات برس کی خشکی ہوئی یہانتک کہ مردار اور لڑکون کو کھا گئے اور پہاڑون مین جا جا کر روتے اور تضرع کیا کرتے تھے
پس اللہ تعالی نے انکے پیغمبرون پر وحی نازل کی کہ اگر بالفرض تم میری طرف اتنا چلوگے کہ تمھارے گھٹنے تک گھس جاوین اور تمھارے
ہاتھ آسمان کے بادلون کو لگجاوین اور دعا کرتے کرتے زبانین تھک جاوین تب بھی مین نہ کسی دعا مانگنے والے کی دعا قبول کرون نہ کسی رونے
والے پر ترس کرون جبتک کہ حقدارون کے حقوق انکو نہ پہونچا دوگے جب سب اس امر کے بموجب کاربند ہوے تو اسی روز مینہ برسا اور
حضرت مالک بن دینار فرماتے ہین کہ بنی اسرائیل مین قحط پڑا اور کئی دفعہ مینہ کے لیے باہر نکلے اور مینہ نہ برسا اور انکے پیغمبر پر وحی ہوئی کہ ان سے
کہدو کہ تم میری طرف ناپاک بدنون سے نکلتے ہو اور وہی ہاتھ میرے سامنے پھیلاتے ہو جنسے بہت سے خون کیے ہین اور اپنے پیٹون کو حرام
سے بھر رکھا ہے اب میرا غصہ تمپر بہت زیادہ ہوگیا اور دوری کے سوا تمکو اور کچھ مجھسے ہرگز نہ ملیگا۔ اور ابو الصدیق ناجی کہتے ہین کہ حضرت
سلیمان علیہ السلام ایک بار مینہ کے لیے دعا کرنے کو نکلے دیکھا تو ایک چیونٹی اپنی کمر کے بل پڑی ہے اور پانون آسمان کی طرف کو کرکے کہہ رہی ہے
کہ الہی ہم بھی تیری مخلوقات مین سے ایک مخلوق ہین اور ہمکو تیری روزی سے کسی طرح بے پروائی نہین ہمکو دوسرون کے گناہون کے
عوض مین ہلاک مت کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے لوگون سے فرمایا کہ لوٹ چلو تمکو مینہ تمھارے سوا دوسرے حیوان کی دعا سے مل گیا
اور اوزاعی کہتے ہین کہ لوگ مینہ کے لیے دعا کرنے کو نکلے ان مین بلال بن سعد نے کھڑے ہو کر خداے تعالی کی حمد وثنا کے بعد کہا کہ ای گروہ
حاضرین تمکو اپنے خطاوار ہونے کا اقرار ہے کہ نہین انھون نے کہا کہ بیشک اقرار ہے پھر بلال بن سعد نے کہا کہ الہی ہمنے سنا کہ تو نے اپنی کتاب
مجید مین فرمایا ہے ما علی المحسنین من سبیل یعنی نیک کارون پر کچھ الزام نہین اور ہم تو اپنی برائی کا اقرار کر چکے پس تیری مغفرت ہمین جیسون کے

لیے ہی الٰہی ہمکو مغفرت کر اور ہمپر رحم کر اور ہمپر مینھہ برسا یہ کہکر اپنے ہاتھ اُٹھائے اور لوگون نے بھی ہاتھ اوٹھائے اور پانی برسا اور مالک بن دینار سے لوگون نے کہا کہ آپ ہمارے لیے اپنے پروردگار سے مینھہ کی دعا کیجیے انھون نے فرمایا کہ تم مینھہ مین دیر سمجھتے ہو اور مین پتھرون مین دیر جانتا ہون یعنی خطائین ہماری اس قابل ہین کہ پتھر برسین۔ اور مروی ہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مینھہ کے لیے دعا کرنے کو نکلے جب جنگل مین پہونچے تو آپ نے لوگون سے فرمایا کہ جس شخص نے تم مین سے گناہ کیا ہو وہ لوٹ جاوے اس کہنے پر سب آدمی لوٹ گئے صرف ایک شخص اُس جنگل مین رہ گیا آپ نے اُسکو فرمایا کہ کیا تو نے کوئی گناہ نہین کیا اُسنے عرض کیا کہ مین اور تو کچھ گناہ نہین جانتا مگر یہ البتہ ہوا ہی کہ ایک روز مین نماز پڑھتا تھا اور میرے پاس کو ایک عورت گذری مین نے اُسکو اپنی آنکھ سے دیکھا جب وہ چلی گئی تو مین نے آنکھ مین انگلی ڈالکر نکال لی اور اُس عورت کے پیچھے پھینکدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اُسکو فرمایا کہ تو دعا کر اور مین آمین کہتا جاؤن اُس شخص نے دعا مانگی اُسی وقت آسمان بادلون سے چھپ گیا اور خوب پانی پڑا اور یحییٰ غسانی کہتے ہین کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد مین خشکسالی ہوئی لوگون نے اپنے علما مین سے تین شخص چھانٹے اور اُنکے ساتھ دعا کے لیے نکلے اُنہین سے ایک نے کہا کہ الٰہی تو نے توریت مین فرمایا ہی کہ جو ہمپر ظلم کرے اُسکو ہم معاف کردین الٰہی ہمنے اپنی جانون پر ظلم کیا تو تو ہمکو معاف کر اور دوسرے نے کہا کہ الٰہی تو نے توریت مین فرمایا ہی کہ ہم اپنے غلامون کو آزاد کرین الٰہی ہم بھی تیرے غلام ہین پس تو ہمکو آزاد کر اور تیسرے نے کہا کہ الٰہی تو نے توریت مین ارشاد فرمایا کہ جب ہمارے دروازون پر مسکین آکھڑے ہون ہم اُنکو محروم نہ پھیرین الٰہی ہم بھی تیرے مساکین ہین اور تیرے دروازے پر کھڑے ہین ہماری دعا کو تو نا منظور مت کر اسکے بعد اُنپر مینھہ برسا۔ اور عطا سلمی کہتے ہین کہ ایک سال خشکسالی ہوئی ہم مینھہ کی دعا کے لیے باہر نکلے دیکھا تو سعدون مجنون قبرستان مین ہین اُنھون نے مجھکو دیکھکر کہا کہ کیا دن قیامت کا ہی یا قبرون سے لوگ نکل پڑے مین نے کہا کہ یہ تو کچھ بھی نہین بلکہ مینھہ نہین برستا اسکے لیے دعا کو نکلے ہین اُنھون نے فرمایا کہ ای عطا کونسے دلون سے دعا مانگتے ہو زمینی سے یا آسمانی سے مین نے کہا کہ آسمانی سے اُنھون کہا کہ ہرگز نہین ای عطا کھوٹے سکہ والون سے کہدو کہ کھوٹے دام نہ چلاوین کہ پرکھیا بڑا بینا ہی پھر اُنھون نے اپنی آنکھ سے آسمان کو دیکھکر کہا کہ الٰہی وسیدی ومولائی اپنے شہرون کو اپنے بندون کے گناہون سے ہلاک مت کر بلکہ بطفیل اپنے اسمائے مکنون اور اپنی نعمائے مخزون کے ہمکو کثرت سے شیرین پانی عنایت فرما جس سے تو بندون کو زندہ کرے اور شہرون کو سیراب فرماوے تو ہی ہر چیز پر قادر ہی عطا کہتے ہین کہ سعدون نے یہ دعا تمام نہ کی تھی کہ آسمان سے رعد کی صدا بلند ہوئی اور بجلی چمکی اور پانی موسلا دھار گرنے لگا سعدون وہان سے یہ کہتے ہوئے چلدیے۔ قطعہ زاہد اور اہل عبادت کو ہی واقع مین فلاح ٭ کیونکہ مالک کے لیے کرتے ہین فاقے بہم ٭ چشم بیدار مین اُنکی نہین ہی خواب و خلل ٭ یاد محبوب مین رہتی ہین وہ شب بھر خرم ٭ ہین عبادت مین خدا کی وہ یہانتک مصروف ٭ اُنکو نسبت بجنون کرتا ہی سارا عالم ٭ اور ابن مبارک فرماتے ہین کہ مین ایک سال مدینہ منورہ مین آیا کہ خشکی بہت تھی لوگ دعا کے لیے نکلے مین بھی اُنکے ساتھ نکلا اتفاقاً ایک غلام حبشی آیا کہ ایک موٹی چادر کا تہمد کیے تھا اور دوسری اپنے شانے پر ڈال رکھی تھی وہ میرے برابر بیٹھ گیا مین نے سُنا کہ اُسنے یون کہا الٰہی گناہون کی کثرت سے اور اعمال بد کی جہت سے تیرے نزدیک یہ صورتین ذلیل ہوگئی ہین اور تو نے مینھہ کو آسمان سے روک دیا ہی کہ اس سے اپنے بندون کی تادیب کرے پس ای حلم و وقار والے اور ای وہ شخص کہ تیرے بندے تیری طرف سے نیکی اور احسان کے سوا اور کچھ نہین جانتے ہین تجھسے سوال کرتا ہون کہ تو اُنکو اسی وقت اسی گھڑی پانی دے وہ لڑکا یہی کہتا رہا کہ ابھی اور اسی وقت دے یہانتک کہ آسمان بادلون مین چھپ گیا اور ہر طرف سے مینھہ آیا ابن مبارک کہتے ہین کہ پھر مین فضیل رح کے پاس گیا اُنھون نے مجھکو کہا کہ تم اُداس معلوم ہوتے ہو مین نے کہا کہ ایک بات تھی جسپر دوسرا شخص ہمسے آگے بڑھ گیا اور وہی اُسکا کفیل ہوا ہم تک نوبت نہ پہونچی پھر مین نے اُن سے اُس قصہ کو نقل کیا وہ چیخ مار کر بیہوش گر پڑے اور مروی ہی کہ حضرت عمر رض مینھہ کی دعا کے لیے حضرت عباس رض کو ساتھ لے گئے جب حضرت عمر رض دعا سے فارغ ہوئے تو حضرت عباس رض نے فرمایا کہ الٰہی کوئی بلا آسمان سے بدون گناہ کے نہین اُتری اور نہ بدون توبہ کے کبھی ٹلی اور لوگون نے میری قرابت تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کرکے

مجکو تیرے سامنے کردیا ہو اور یہ ہمارے ہاتھ گناہون کے ساتھ تیری طرف پھیلے ہوے ہین اور ہماری پیشانی کے بال توبہ سے تیری طرف
جھکے ہوئے اور تو وہ نگاہبان ہو کہ بھٹکے ہوون سے بیخبر نہین رہتا اور نہ شکستہ حال کو تلف کے موقع مین چھوڑے اب چھوٹے تضرع کرتے ہین اور
بڑے روتے ہین اور دُھائی کی آوازین بلند ہوئین اور تو باطن اور سب سے زیادہ خفیہ امر کو جانتا ہو الٰہی بس اپنی فریادرسی کی بدولت انکو پانی دے
پیشتر اس سے کہ وہ ناامید ہوکر تباہ ہو جاوین کہ تیری رحمت سے بجز کافرون کے اور کوئی ناامید نہین ہوتا راوی کہتا ہو کہ آپ نے یہ کلام پورا نہین کیا تھا
کہ پہاڑ جیسا بادل گھر آیا اور برسنے لگا دوسرا بیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی فضیلت مین اللہ تعالی فرماتا ہو ان اللہ وملئکتہ
یصلون علی النبیی یاایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما اور مروی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز تشریف لائے اور آپ کے چہرۂ مبارک
پر بشارت معلوم ہوتی تھی آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ تم کیا اس بات سے راضی نہین کہ جو کوئی تمھاری اُمت مین
سے تمپر درود بھیجے تو مین اسپر دس بار رحمت بھیجون اور جو تمپر تمھاری امت مین سے سلام بھیجے تو مین اسپر دس مرتبہ سلام بھیجون۔ اور ایک حدیث
ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھپر درود بھیجے اُسپر فرشتے درود بھیجتے ہین جبتک کہ مجھپر درود پڑھے پس چاہیے کوئی بندہ تھوڑا درود پڑھے یا بہت مرتبے پڑھے
اور فرمایا کہ مجھسے قریب تر آدمیون مین سے وہ ہوگا جو اُنمین سے مجھپر درود بہت پڑھتا ہوگا۔ اور فرمایا کہ ایماندار کو اتنا ہی بخل بہت ہو کہ میرا ذکر اسکے سامنے
ہو اور مجھپر درود نہ پڑھے اور فرمایا کہ جمعہ کے روز مجھپر درود کثرت سے پڑھو۔ اور فرمایا جو شخص میری امت مین سے مجھپر درود بھیجے اُسکے لیے دس نیکیان
لکھی جاوینگی اور اُسکی دس برائیان مٹادی جاوینگی۔ اور فرمایا کہ جو شخص اذان اور تکبیر سنکر یہ دعا پڑھے اللہم رب ہذہ الدعوۃ التامۃ والصلوۃ القائمۃ صل علی محمد
عبدک ورسولک واعطہ الوسیلۃ والفضیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ والشفاعۃ یوم القیمۃ اُسکے لیے میری شفاعت ضرور ہوگی اور فرمایا جو شخص کہ مجھپر لکھنے مین درود پڑھے
تو فرشتے اسکے لیے ہمیشہ مغفرت چاہینگے جبتک میرا نام اس کتاب مین رہیگا۔ اور فرمایا کہ زمین مین کچھ فرشتے پھرتے رہتے ہین وہ میری امت کا سلام مجکو پہونچاتے ہین
اور فرمایا کہ جب کوئی مجھپر سلام بھیجتا ہو تو اللہ تعالی میری روح کو مجھپر واپس بھیجدیتا ہو تاکہ مین اُسکے سلام کا جواب دون۔ اور اصحاب نے عرض
کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم آپ پر درود کسطرح بھیجین آپ نے فرمایا کہ یون کہو اللہم صل علی محمد عبدک وعلی آلہ وازواجہ وذریتہ
کما صلیت علی ابراہیم وال ابراہیم وبارک علی محمد وازواجہ وذریتہ کما بارکت علی ابراہیم وال ابراہیم انک حمید مجید اور مروی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ والسلم کی وفات شریف کے بعد لوگون نے حضرت عمرؓ کو سنا کہ رو رو کر یہ کہتے تھے یارسول اللہ آپ پر میرے ماباپ فدا ہون ایک خرما کے درخت
کا کندہ تھا جسپر آپ خطبہ پڑھا کرتے تھے جب لوگون کی کثرت ہوئی تو آپ نے منبر بنوایا تاکہ آواز سبکو سناوین اُس کندہ نے آپ کے فراق مین
نالہ کیا یہانتک کہ آپ نے اُسپر اپنا ہاتھ رکھدیا تو وہ چُپ ہوگیا اب آپ کی امت کو تو بطریق اولی آپ کے فراق مین زاری کرنا زیبا ہو یارسول اللہ
آپ پر میرے ماباپ فدا ہون آپ کا مرتبہ خداے تعالی کے نزدیک اس درجہ کو پہونچا کہ آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قراردی چنانچہ ارشاد فرمایا
ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ یارسول اللہ آپ پر میرے ماباپ تصدق ہون آپ کا مرتبہ خداے تعالی کے نزدیک اس درجہ کو پہونچا کہ اسنے آپکے
قصور معاف کرنے کا حال آپ سے کہدیا پیشتر اس سے کہ قصور کا حال آپ کو بتادے چنانچہ فرمایا عفا اللہ عنک لم اذنت لہم یارسول اللہ آپ پر میرے
ماباپ فدا ہون آپ کا مرتبہ خداے تعالی کے نزدیک اتنا ہوا کہ آپ کو سب نبیون کے آخر مین مبعوث فرمایا اور سب سے پیشتر آپ کا ذکر اپنی کتاب مین
کیا چنانچہ فرمایا واذ اخذنا من النبیین میثاقہم ومنک ومن نوح وابراہیم وموسی وعیسی الآیہ یارسول اللہ آپ پر میرے ماباپ تصدق ہون آپ کا رتبہ
خداے تعالی کے نزدیک اتنا ہو کہ دوزخ کے لوگ دوزخ کے طبقات مین عذاب مین مبتلا یہ تمنا کرینگے کہ کاش ہمنے آپ کی اطاعت کی ہوتی چنانچہ
انکا حال قرآن مجید مین اسطرح موجود ہو یقولون یالیتنا اطعنا اللہ واطعنا الرسول یارسول اللہ آپ پر میرے ماباپ فدا ہون اگر حضرت موسی بن عمران
کو اللہ تعالی نے ایک پتھر عنایت کیا تھا جس مین نہرین پھوٹتی تھین تو وہ کچھ آپ کی انگلیون سے عجیب تر نہ تھا جنمین سے پانی کے فوارے بہے

رحمت خدا آپ پر ہو یارسول اللہ میرے ماباپ آپ پر تصدق ہون اگر اللہ تعالی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہوا عنایت فرمائی جسکی چال صبح وشام کو ایک ایک مہینے کی راہ تھی تو یہ کچھ آپ کے براق سے عجیب تر نہ تھی جسپر آپ نے ساتوین آسمان تک سیر کر کے اُسی رات نماز صبح ابطح مین پڑھی آپ پر رحمت خدا ہو یارسول اللہ آپ پر میرے ماباپ فدا ہون اگر اللہ تعالی نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو معجزہ مردہ کے زندہ کرنے کا عطا فرمایا تھا تو یہ اس سے عجیب نہین کہ زہر ملی ہوئی بکری بھنی ہوئی آپ سے بولی اور اُسکے دست نے عرض کیا کہ مجکو نہ کھائیے کہ مجھ مین زہر ہے یارسول اللہ میرے ماباپ آپ پر تصدق ہون حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کے لیے یہ دعا مانگی تھی رب لاتذر فی الارض من الکفرین دیارًا اگر آپ ہمارے لیے ایسی ہی دعا فرماتے تو ہم سب ہلاک ہو جاتے حالانکہ پشت آپ کی روندی گئی چہرہ آپ کا مجروح ہوا سامنے کے دانت آپ کے ٹوٹے مگر آپ نے کلمہ خیر ہی فرمایا اور یہ کہا اللھم اغفر لقومی فانھم لایعلمون یارسول اللہ آپ پر میرے ماباپ فدا ہون آپ کی کم سنی اور تھوڑی سی عمر مین اتنے لوگ تابع ہوگئے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے اتنے نہوے باوجودیکہ اُنکا سن بہت تھا اور بہت زندگی پائی اور آپ پر بہت لوگ ایمان لائے اور اُنپر تھوڑے ہی لوگ ایمان لائے یارسول اللہ میرے ماباپ آپ پر قربان ہون اگر بالفرض آپ اپنے پاس بجز اپنے برابر کے اور کسی کو نہ بٹھاتے تو ہمکو ہمنشینی کہان نصیب ہوتی اور اگر آپ اپنے ہمسر سے نکاح کرتے تو ہم دولت مناکحت سے محروم رہتے اور اگر آپ اپنے جیسے شخص کے ساتھ کھانا کھاتے تو ہمکو ساتھ کھانے کا شرف کب میسر ہوتا مگر بخدا آپ نے ہمسے ہمنشینی اور مناکحت کی اور ساتھ کھلایا اور صوف پہنا اور دراز گوش پر سوار ہوئے اور اپنے پیچھے دوسرے کو سوار کیا اور اپنے کھانے کو زمین پر رکھا اور اپنی انگلیان چاٹین اور یہ سب باتین آپ نے فروتنی کے لیے کین خداے تعالی آپ پر رحمت کرے اور سلام بھیجے۔ اور بعض اکابر کہتے ہین کہ مین حدیث لکھا کرتا تھا اُسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ کہ لیتا تھا مگر سلام نہ کہتا تھا مین نے خواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ارشاد فرماتے ہین کہ تو مجھپر صلوٰۃ پوری کیون نہین کہتا اُسکے بعد جب مین نے لکھا آپ پر صلوٰۃ وسلام کہ لیا۔ اور ابوالحسن شافعیؒ کہتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ امام شافعی نے جو اپنے رسالہ مین کہا ہے وصلی اللہ علی محمد کلما ذکرہ الذاکرون وغفل عن ذکرہ الغافلون اُسکو آپ کی طرف سے کیا عوض ملا آپ نے فرمایا کہ یہ عوض ہماری طرف سے ملا کہ میدان قیامت مین حساب کے لیے کھڑا نہ کیا جاویگا تیسرا بیان استغفار کی فضیلت مین۔ اللہ تعالی فرماتا ہے والذین اذا فعلوا فاحشۃً اوظلموا انفسھم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبھم علقمہ اور اسود فرماتے ہین کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید مین دو آیتین ہین کہ جو بندہ گناہ کرے اور اُنکو پڑھے تو اللہ تعالی اُسکا گناہ بخشدیتا ہے ایک یہ آیت جو اوپر گذری اور دوسری یہ ہے ومن یعمل سوءًا اویظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورًا رحیمًا اور اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا اور فرمایا والمستغفرین بالاسحار اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ الفاظ فرمایا کرتے سبحانک اللھم وبحمدک اللھم اغفرلی انک انت التواب الرحیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین کہ جو شخص استغفار کی کثرت کرے اللہ تعالی اُسکے لیے ہر رنج سے کشادگی اور ہر تنگی سے نکاسی کی صورت کر دیتا ہے اور اُسکو ایسی جگہ سے روزی پہونچاتا ہے کہ اُسکو خیال بھی نہو۔ اور فرمایا کہ مین دن مین ستر بار اللہ تعالی سے مغفرت چاہتا ہون اور اُسکے سامنے توبہ کرتا ہون باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف ہو گئے تھے اُسپر بھی آپ استغفار اور توبہ کیا کرتے تھے اور ایک حدیث مین ارشاد فرمایا کہ میرے دل پر میل آجاتا ہے یہانتک کہ مین اللہ تعالی سے ہر دن مین سو مرتبہ مغفرت چاہتا ہون۔ اور فرمایا کہ جو شخص اپنے بستر پر لیٹے ہوئے تین باریون کہے استغفر اللہ العظیم الذی لاالٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ تو اللہ تعالی اُسکے گناہ بخشدیگا گو سمند

سکے جھاگ کے مثل ہون یا عالج کی ریت کے شمار کے برابر یا درختون کے پتون کے موافق یا دنیا کے دنون کے عدد کے مطابق ہون۔ اور ایک دوسری حدیث مین ارشاد ہی کہ جو شخص یہ کہیگا اُسکے گناہ بخشے جاینگے اگرچہ صف جنگ سے بھاگنے والا ہو۔ اور حضرت حذیفہ رض فرماتے ہین کہ مین اپنے گھر والون پر سخت زبان تھا مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ مجکو یہ خوف ہی کہ کہین میری زبان مجکو دوزخ مین نہ داخل کرے آپ نے فرمایا کہ تم استغفار سے غافل کیون ہو مین تو دن مین سو بار استغفار پڑھتا ہون۔ اور حضرت عائشہ رض فرماتی ہین کہ قصۂ بہتان مین مجسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو کسی گناہ کی مرتکب ہوئی ہو تو اللہ تعالی سے مغفرت کی درخواست اور توبہ کر کیونکہ گناہ سے توبہ ندامت اور استغفار ہی ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم استغفار مین یہ فرمایا کرتے تھے

اللھم اغفرلی خطیئتی وجھلی واسرافی فی امری وما انت اعلم بہ منی اللھم اغفرلی جدی وھزلی وخطائی وعمدی وکل ذلک عندی اللھم اغفرلی ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت وما انت اعلم بہ منی انت المقدم وانت المؤخر وانت علی کل شئی قدیر

اور حضرت علی رض فرماتے ہین کہ مین ایسا آدمی تھا کہ جب آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنتا تھا تو اللہ تعالی کو جسقدر اُس سے مجکو فائدہ دینا منظور ہوتا تھا اسقدر نفع پہونچاتا تھا اور جب کوئی آپ کے اصحاب رض مین سے مجھسے حدیث بیان کرتا تو مین اُسکو قسم کھلا لیتا تھا جب وہ قسم کھا لیتا تو مین یقین کر لیتا تھا اور مجسے ایک بار ابو بکر صدیق رض نے حدیث بیان کی اور اُنھون نے سچ فرمایا ہی کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ فرماتے تھے جو بندہ گناہ کرے پھر طہارت اچھی کر کر کھڑا ہو اور دو رکعتین پڑھنے کے بعد اللہ تعالی سے مغفرت چاہے تو اللہ تعالی اُسکا گناہ بخشدیتا ہی پھر آپ نے یہ آیت پڑھی والذین اذا فعلوا فاحشۃ آخر تک۔ اور حضرت ابو ہریرہ رض سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایماندار جب گناہ کرتا ہی تو اُسکے دل مین ایک سیاہ نقطہ ہو جاتا ہی پھر اگر وہ توبہ کرے اور اپنی حرکت سے باز آوے اور استغفار پڑھے تب تو دل اُسکا اُس نقطہ سے صاف ہو جاتا ہو ورنہ اگر گناہ زیادہ کرتا ہی تو وہ نقطہ بڑھتے بڑھتے اُسکے دل پر چھا جاتا ہی اور اسی سیاہی کے چھا جانے کا نام ران ہی جسکا ذکر اِس آیت مین ہی کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون اور یہ بھی اُنھین سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی بندہ کا درجہ جنت مین اُونچا کریگا وہ عرض کریگا کہ الٰہی یہ مرتبہ مجکو کیسے عنایت ہوا حکم ہوگا کہ تیرے لڑکے کے استغفار کی بدولت مِلا جسنے تیرے لیے استغفار پڑھا۔ اور حضرت عائشہ رض راوی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللھم اجعلنی من الذین اذا احسنوا استبشروا واذا اساؤا استغفروا اور فرمایا کہ جب کوئی بندہ گناہ کرے اور کہے اللھم اغفرلی تو اللہ تعالی فرماتا ہی کہ میرے بندے نے گناہ کیا پھر معلوم کیا کہ میرا کوئی رب ہی جو گناہ پر مواخذہ کرتا ہی اور خطا کو معاف کرتا ہی اے میرے بندے جو چاہے سو کر مین نے تجھے بخشدیا۔ اور ایک حدیث مین ارشاد فرمایا کہ جو استغفار کرتا رہتا ہی وہ گناہ پر مصر نہین کہلاتا اگرچہ ایک روز مین ستر بار اُسی گناہ کو کرے۔ اور فرمایا کہ ایک آدمی نے کبھی کوئی نیک کام نہین کیا تھا آسمان کی طرف نظر کر کے کہا کہ میرا ایک رب ہی جو گناہ معاف کرتا ہی اے میرے رب مجھے بخشدے اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ مین نے تجھے بخشدیا۔ اور فرمایا کہ جس شخص نے گناہ کیا پھر جان لیا کہ اللہ تعالی میرے حال پر مطلع ہی تو اُسکا گناہ بخشا جاویگا گو وہ مغفرت کی درخواست نہ کرے اور فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ میرے کل بندے خطاوار ہین مگر جسکو مین معاف کردون پس تم مجھسے مغفرت چاہو مین مغفرت کرونگا اور جو شخص اس بات کا یقین کرے کہ مجھے اُسکے بخشدینے پر قدرت ہی تو مین اُسکو بخشدونگا اور کچھ پروا نہ کرونگا اور فرمایا کہ جو شخص کہ کہے سبحانک ظلمت نفسی وعملت سوءا فاغفرلی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت اُسکے گناہ بخشے جاوینگے اگرچہ چیونٹی کے نال جیسے

ہون۔ اور مروی ہو کہ افضل استغفارون مین سے یہ کلمات ہین اللہم انت ربی وانا عبدک خلقتنی وانا علی عہدک و وعدک ما استطعت اعوذ بک من شر ما صنعت ابوء لک بنعمتک علی وابوء علی نفسی بذنبی فقد ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی ما قدمت منہا وما اخرت فانہ لا یغفر الذنوب جمیعہا الا انت آثار خالد بن معدان کہتے ہین کہ اللہ تعالی فرماتا ہو کہ میرے بندون مین سے مجکو زیادہ محبوب وہ لوگ ہین جو میری محبت کے باعث آپسمین محبت رکھتے ہین اور اُنکے دل مسجدون سے وابستہ ہین اور تڑکے سے اُٹھکر استغفار کرتے ہین یہ وہ لوگ ہین کہ جب مین زمین والون کو سزا دینی چاہتا ہون تو وے یاد آجاتے ہین اسلیے اُنکے طفیل مین زمین والون کو جانے دیتا ہون اور عذاب کو اُنپر سے ہٹا لیتا ہون۔ اور قتادۃؓ فرماتے ہین کہ قرآن مجید تمکو تمھارا مرض اور دوا دونون بتاتا ہو تمھارا روگ تو گناہ ہین اور دوا استغفار۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ جو شخص کہ تباہ ہوتا ہو اُس سے تعجب آتا ہو کہ نجات اُسکے ساتھ ہو پھر کیسے ہلاک ہو جاتا ہو لوگون نے پوچھا کہ نجات کیا ہو آپ نے فرمایا کہ استغفار ہو اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالی نے کسی بندے کے دل مین استغفار نہین ڈالا کہ اُسکو عذاب دینا چاہتا ہو یعنی جسکو عذاب دینا منظور نہین اُسکو استغفار کا الہام کر دیتا ہو۔ اور فضیلؒ کا قول ہو کہ بندے کے استغفر اللہ کہنے کے یہ معنی ہین کہ مجکو معاف کر دے۔ اور بعض علما فرماتے ہین کہ بندہ گناہ اور نعمت کے درمیان ہو ان دونون چیزون کی اصلاح بجز استغفار اور شکر کے نہین۔ اور ربیع بن خثیمؒ کہتے ہین کہ تم مین سے کوئی یون مت کہو کہ استغفر اللہ واتوب الیہ کہ یہ گناہ اور جھوٹ ہوگا اگر اُسکے بموجب کاربند نہوگے بلکہ یون کہا کرو اللہم اغفر لی وتب علی اور فضیلؒ فرماتے ہین کہ استغفار بدون گناہ ترک کرنے کے جھوٹون کی توبہ ہو۔ اور رابعہ عدویہؒ نے کہا ہو کہ ہم لوگون کے استغفار کے لیے بہت سا استغفار چاہیے یعنی دل غافل سے استغفار کرنا بھی ایک گناہ اور ہنسی ہو اسکے لیے اور استغفار کرنا چاہیے۔ اور بعض حکمانے فرمایا ہو کہ جو کوئی ندامت سے پیشتر استغفار کرے تو وہ اللہ تعالی کے ساتھ ہنسی کرتا ہو اور اُسکو اس بات کا علم نہین۔ اور ایک اعرابی کو کسی نے سنا کہ کعبہ کے پردہ سے لپٹا ہوا یہ کہ رہا تھا کہ الٰہی باوجود گناہ پر اصرار کرنے کے میرا استغفار کہنا ملامت ہو اور تیرے عفو کی وسعت کو معلوم کرکے میرا استغفار سے چپ رہنا بھی عاجزی ہو تجکو ہر چند میری پروا نہین مگر تو مجھپر نعمتین اور احسان کرکے میرا دوست بنتا ہو اور میری یہ شامت ہو کہ باوجود تیری طرف محتاج ہونے کے گناہ کرکر تیرا دشمن بنتا ہون اے وہ شخص کہ وعدہ کرتا ہو تو پورا کرتا ہو اور عذاب سے ڈراتا ہو تو معاف فرماتا ہو تو میرے بڑے گناہ کو اپنی بڑی عفو مین داخل کر دے اے ارحم الراحمین اور ابو عبد اللہ وراق کہتے ہین کہ اگر تیرے اُوپر قطرون کے شمار اور سمندر کی جھاگ کے برابر گناہ ہون تو جب تو اپنے رب سے یہ دعا اخلاص کے ساتھ مانگیگا انشاء اللہ تعالی وہ گناہ تجسے دور ہو جاوینگے دعا یہ ہو اللہم انی استغفرک من کل ذنب تبت الیک منہ ثم عدت فیہ واستغفرک من کل ما وعدتک بہ من نفسی ثم لم اف لک بہ واستغفرک من کل عمل اردت بہ وجہک فخالطہ غیرک واستغفرک من کل نعمۃ انعمت بہا علی فاستعنت بہا علی معصیتک واستغفرک یا عالم الغیب والشہادۃ من کل ذنب اتیتہ فی ضیاء النہار وسواد اللیل فی ملاء وخلاء وسر وعلانیۃ یا حلیم اور کہتے ہین کہ یہ استغفار حضرت آدم علیہ السلام کا ہو اور بعضون نے کہا ہو کہ حضرت خضر علیہ السلام کا ہو **تیسری فصل** ماثور دعاؤن کے بیان مین جو اپنے اسباب اور ارباب کی طرف منسوب ہین اور جنکا پڑھنا آدمی کو صبح اور شام اور ہر نماز کے پیچھے مستحب ہو اُنین سے ہم یہان سترہ دعائین لکھتے ہین۔ **پہلی دعا** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو فجر کی سنتون کے بعد آپ سے مروی ہو حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ مجکو حضرت عباس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تھا مین آپ کی خدمت مین شام کو آیا اُسوقت آپ میری خالہ میمونہؓ کے گھر مین تشریف رکھتے تھے پھر آپ شب کو اُٹھکر

نماز پڑھتے رہے جب صبح کی سنتیں پڑھ چکے تو یہ دعا پڑھی اللّٰہم انی اسئلک رحمۃ من عندک تہدی بہا قلبی وتجمع بہا شملی وتلم بہا شعثی وترد بہا الفتی وتصلح
بہا دینی وتحفظ بہا غائبی وترفع بہا شاہدی وتزکی بہا عملی وتبیض بہا وجہی وتلہمنی بہا رشدی وتعصمنی بہا من کل سوا اللّٰہم اعطنی ایمانا صادقا ویقینا لیس بعدہ کفر
ورحمۃ انال بہا شرف کرامتک فی الدنیا والآخرۃ اللّٰہم انی اسئلک الفوز عند القضاء ومنازل الشہداء وعیش السعداء والنصر علی الاعداء ومرافقۃ الانبیاء اللّٰہم
انی انزل بک حاجتی وان ضعف رأیی وقلت حیلتی وقصر عملی وافتقرت الی رحمتک فاسئلک یا قاضی الامور ویا شافی الصدور کما تجیر بین البحور ان تجیرنی
من عذاب السعیر ومن دعوۃ الثبور ومن فتنۃ القبور اللّٰہم ما قصر عنہ رأیی وضعف عنہ عملی ولم تبلغہ نیتی وامنیتی من خیر وعدتہ احدا من عبادک او خیر انت معطیہ
احدا من خلقک فانی ارغب الیک فیہ واسئلک یا رب العالمین اللّٰہم اجعلنا ہادین مہتدین غیر ضالین ولا مضلین حربا لاعدائک وسلما لاولیائک نحب بحبک
من اطاعک من خلقک ونعادی بعداوتک من خالفک من خلقک اللّٰہم ہذا الدعاء وعلیک الاجابۃ وہذا الجہد وعلیک التکلان وانا للہ وانا الیہ راجعون
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یا ذا الحبل الشدید والامر الرشید اسئلک الامن یوم الوعید والجنۃ یوم الخلود مع المقربین الشہود والرکع السجود والموفین بالعہود
انک رحیم ودود وانت تفعل ما ترید سبحان الذی تعطف بالعز وقال بہ سبحان الذی لبس المجد وتکرم بہ سبحان الذی لا ینبغی التسبیح الا لہ سبحان ذی الفضل والنعم
سبحان ذی القدرۃ والکرم سبحان الذی احصی کل شیء بعلمہ اللّٰہم اجعل لی نورا فی قلبی ونورا فی قبری ونورا فی سمعی ونورا فی بصری ونورا فی شعری ونورا فی بشری
ونورا فی لحمی ونورا فی دمی ونورا فی عظامی ونورا من بین یدی ونورا من خلفی ونورا عن یمینی ونورا عن شمالی ونورا من فوقی ونورا من تحتی اللّٰہم زدنی نورا واعطنی نورا واجعل لی نورا
دوسری دعا حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ارشاد فرمایا کہ تم یہ کلمات جو تمام دعاؤں کے جامع اور معنی کے پورے اور مہمات دارین
اور جمیع حاجات کو شامل ہیں اپنے اوپر لازم کر لو اور کہا کرو اللّٰہم انی اسئلک من الخیر کلہ عاجلہ وآجلہ ما علمت منہ وما لم اعلم واعوذ بک من شر کلہ عاجلہ وآجلہ ما علمت منہ
وما لم اعلم اسئلک الجنۃ وما قرب الیہا من قول وعمل واعوذ بک من النار وما قرب الیہا من قول وعمل واسئلک من الخیر ما سالک عبدک ورسولک محمد صلی اللہ علیہ
وسلم واستعیذک مما استعاذک منہ عبدک ورسولک محمد صلی اللہ علیہ وسلم واسئلک ما قضیت لی من امر ان تجعل عاقبتہ رشدا برحمتک یا ارحم الراحمین

**تیسری دعا حضرت فاطمہ زہرا** رضی کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای فاطمہ تجکو کیا چیز مانع ہی میری وصیت سننے سے مین یہ کہتا ہون کہ یون کہا کر یا حی یا قیوم برحمتک استغیث لاتکلنی الی نفسی طرفۃ عین واصلح لی شانی کلہ **چوتھی دعا حضرت ابوبکر صدیق** رضی کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو تعلیم فرمایا کہ اسطرح کہین اللھم انی اسئلک بمحمد نبیک وابراہیم خلیلک وموسی نجیک وعیسی کلمتک وروحک وبکلام موسی وانجیل عیسی وزبور داؤد وفرقان محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین وبکل وحی اوحیتہ او قضاء قضیتہ او سائل اعطیتہ او غنی افنیتہ او فقیر اغنیتہ او ضال ہدیتہ واسئلک باسمک الذی انزلتہ علی موسی صلی اللہ علیہ وسلم واسئلک باسمک الذی تثبت بہ ارزاق العباد واسئلک باسمک الذی وضعتہ علی الارض فاستقرت واسئلک باسمک الذی وضعتہ علی السموت فاستقلت واسئلک باسمک الذی وضعتہ علی الجبال فارست واسئلک باسمک الذی استقل بہ عرشک واسئلک باسمک الطہر الطاہر الاحد الصمد الوتر المنزل فی کتابک من لدنک من الفوز المبین واسئلک باسمک الذی وضعتہ علی النار فاستنارت وعلی اللیل فاظلم وبعظمتک وکبریائک وبنور وجہک الکریم ان ترزقنی القرآن والعلم بہ وتخلطہ بلحمی ودمی وسمعی وبصری وتستعمل بہ جسدی بحولک وقوتک فانہ لاحول ولاقوۃ الا بک یا ارحم الراحمین **پانچوین دعا حضرت بریدہ اسلمی** رضی کی ہی۔ مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو فرمایا کہ ای بریدہ کیا مین تمکو ایسے کلمات نہ سکھادون کہ اللہ تعالی انکو اسی شخص کو سکھایا کرتا ہی جسکے ساتھ اسکو بہتری کرنی منظور ہوتی ہی پھر وہ انکو کبھی نہین بھولتا حضرت بریدہ نے عرض کیا کہ بہتر آپ سکھا دیجیے آپ نے فرمایا کہ کہو اللھم انی ضعیف فقونی رضاک ضعفی وخذالی الخیر بناصیتی واجعل الاسلام منتہی رضائی اللھم انی ضعیف فقونی وانی ذلیل فاعزنی وانی فقیر فاغننی **چھٹی دعا حضرت قبیصہ** رضی کی ہی کہ جب انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ مجکو چند کلمات ایسے سکھلا دیجیے کہ اللہ تعالے انسے مجکو نفع دیوے اسلیے کہ میری عمر زیادہ ہوئی اور بہت سے اعمال کہ مین انکو کیا کرتا تھا اب مین انسے تھک گیا آپ نے فرمایا کہ دنیا کے لیے تو جب صبح کی نماز پڑھ چکو تین مرتبے کہو سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کہ جب تم انکو کہوگے تو غم اور جذام اور برص اور فالج سے مامون رہوگے اور اپنی آخرت کے لیے یہ پڑھا کرو اللھم اہدنی من عندک وافض علی من فضلک وانشر علی من رحمتک وانزل علی من برکاتک پھر آپ نے فرمایا کہ جو بندہ انکو برابر پڑھے گا اور ترک نہ کریگا اسکے لیے جنت کے چار دروازے کھولے جاوینگے کہ جسمین سے چاہے اندر چلا جاوے۔ **ساتوین دعا حضرت ابو درداء** رضی کی ہی۔ انسے کسی نے کہا کہ تمہارا گھر جل گیا اسوقت کہ انکے محلہ مین آگ لگی تھی آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالی ایسا نہین کریگا تین مرتبے انسے یہی کہا گیا اور انھون نے یہی جواب دیا کہ خداے تعالی ایسا نہین کریگا پھر ایک شخص نے آکر انکو اطلاع دی کہ جب آگ تمہارے گھر کے پاس آئی تو بجھ گئی آپ نے فرمایا کہ مجھے پہلے سے معلوم تھا کہ ایسا ہی ہوگا لوگون نے کہا کہ ہمکو معلوم نہین کہ آپ کے دونون قولون

مین سے کونسا عجیب تر ہو آپ نے فرمایا کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو کہ آپ نے فرمایا ہو کہ جو کوئی اِن کلمات کو رات مین یا دن مین کہیگا
اُسکو کوئی چیز ضرر نہ کریگی اور مین نے اُنکو پڑھ لیا تھا اسلیے مجھے یقین تھا کہ میرا نقصان نہوگا وہ کلمات یہ ہین اللھم انت ربی لا الٰہ الا انت علیک توکلت
وانت رب العرش العظیم لا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم ماشاء اللہ کان وما لم یشا لم یکن اعلم ان اللہ علی کل شیٔ قدیر وان اللہ قد احاط بکل شیٔ علما واحصی کل
شیٔ عددا اللھم انی اعوذ بک من شر نفسی ومن شر کل دابۃ انت اخذ بناصیتھا ان ربی علی صراط مستقیم **آٹھوین دعا حضرت ابراہیم خلیل** علی نبینا
وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہو کہ آپ صبح کو اُسکو پڑھا کرتے تھے اللھم ھذا خلق جدید فافتحہ علی بطاعتک واختمہ لی بمغفرتک ورضوانک وارزقنی فیہ حسنۃ تقبلھا
منی وزکھا وضعفھا لی وما عملت فیہ من سیئۃ فاغفرھا لی انک غفور رحیم ودود کریم اور آپ نے فرمایا ہو کہ جو کوئی صبح کو اُٹھکر یہ دعا پڑھ لے تو اُسنے اس روز کا
شکر ادا کر دیا **نوین دعا حضرت عیسیٰ** علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہو کہ آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے اللھم انی اصبحت لا استطیع دفع ما اکرہ ولا
املک نفع ما ارجو واصبح الامر بید غیری ولا تجعل الدنیا اکبر ہمی ولا تسلط علی من لا یرحمنی یا حی یا قیوم واصبحت مرتھنا بعملی فلا فقیر افقر منی اللھم لا تشمت بی عدوی
ولا تسئو لی صدیقی ولا تجعل مصیبتی فی دینی ولا تجعل الدنیا اکبر ہمی ولا تسلط علی من لا یرحمنی یا حی یا قیوم **دسوین دعا حضرت خضر** علیہ السلام کی ہو
کہتے ہین کہ حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام جب حج کے دنون مین ہر سال ملتے تو جدا اُسوقت ہوتے کہ یہ دعا پڑھ لیا کرتے بسم اللہ ماشاء اللہ
لا قوۃ الا باللہ ماشاء اللہ کل نعمۃ من اللہ ماشاء اللہ الخیر کلہ بید اللہ ماشاء اللہ لا یصرف السوء الا اللہ جو کوئی اس دعا کو صبح کو اُٹھکر تین دفعہ پڑھ لیا کرے
وہ جلنے اور ڈوبنے اور چوری سے انشاء اللہ محفوظ رہیگا **گیارھوین دعا حضرت معروف کرخیؒ** کی ہو محمد بن حسان کہتے ہین کہ مجھسے آپ نے
فرمایا کہ مین تجکو دس کلمات سکھائے دیتا ہون پانچ دنیا کے لیے اور پانچ آخرت کے لیے جو کوئی انکو پڑھ کر خداے تعالیٰ سے دعا مانگیگا اللہ تعالیٰ کو انکے ساتھ پاویگا
مین نے عرض کیا کہ آپ انکو میرے لیے لکھدیجیے حضرت معروف کرخیؒ نے فرمایا کہ لکھونگا نہین بلکہ تیرے سامنے کئی بار پڑھ دونگا جیسے بکر بن خنیسؒ نے
میرے سامنے کئی مرتبے پڑھے تھے وہ یہ ہین حسبی اللہ لدینی حسبی اللہ لدنیای حسبی اللہ الکریم لما اھمنی حسبی اللہ الحلیم القوی لمن بغی علی حسبی اللہ الشدید لمن
کادنی بسوء حسبی اللہ الرحیم عند الموت حسبی اللہ الرؤف عند المسألۃ فی القبر حسبی اللہ الکریم عند الحساب حسبی اللہ اللطیف عند المیزان حسبی اللہ القدیر عند الصراط
حسبی اللہ لا الٰہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم اور حضرت ابو درداءؓ سے مروی ہو کہ جو کوئی ہر روز سات بار اس آیت کو پڑھے فان تولوا فقل حسبی اللہ
لا الٰہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم اللہ تعالیٰ اُسکے آخرت کے امر مہم کو کفایت کریگا خواہ وہ اس قول مین سچا ہو یا جھوٹا یعنی خواہ توکل رکھتا ہو یا نہین
**بارھوین دعا عتبہ غلام** کی ہو کہ اُنکو کسی نے خواب مین دیکھا تو فرمایا کہ مین اس دعا کے باعث جنت مین داخل ہوا اللھم یا ہادی المضلین ویا راحم المذنبین
ومقیل عثرات العاثرین ارحم عبدک ذا الخطر العظیم والمسلمین کلھم اجمعین واجعلنا مع الاحیاء المرزوقین الذین انعمت علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء
والصالحین آمین یا رب العالمین **تیرھوین دعا حضرت آدم** علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہو حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ جب اللہ تعالیٰ

نے چاہا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ منظور کرے تو انھون نے سات بار خانہ کعبہ کا طواف کیا اور اُسوقت کعبہ بنا ہوا نہ تھا بلکہ ایک سرخ ٹیلا تھا
پھر اُنھون نے کھڑے ہوکر دو رکعتین نماز پڑھین پھر یہ دعا پڑھی اللھم انک تعلم سری و علانیتی فاقبل معذرتی و تعلم حاجتی فاعطنی سؤالی و تعلم ما فی نفسی فاغفرلی
ذنوبی اللھم انی اسئلک ایمانا یباشر قلبی و یقینا صادقا حتی اعلم انہ لن یصیبنی الا ما کتبتہ علی فارضنی بما قسمتہ لی یا ذا الجلال والاکرام پس اللہ تعالی نے انپر
وحی بھیجی کہ مین نے تمکو معاف کردیا اور جو کوئی تمھاری اولاد مین سے اسی دعا کو پڑھکر مجھسے دعا مانگیگا مین اُسے بخشدونگا اور اُسکے غم اور رنج دور کرونگا
اور مفلسی کو اُسکی دونون آنکھون سے نکال دونگا اور ہر تاجر سے زیادہ اُسکو نفع دونگا اور دنیا اُسکے پاس ذلیل ہوکر آویگی گو وہ اُسکو نہ چاہے
چودھوین دعا حضرت علی کرم اللہ وجہ کی ہی جسکو اُنھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہی کہ آپ نے فرمایا کہ خداے
تعالی ہر روز اپنی بڑائی کرتا ہی اور فرماتا ہی انی انا اللہ رب العالمین انی انا اللہ لا الہ الا انا الحی القیوم انی انا اللہ لا الہ الا انا العلی العظیم انی انا اللہ لا الہ
الا انا لم الد و لم اولد انی انا اللہ لا الہ الا انا العفو الغفور انی انا اللہ لا الہ الا انا مبدی کل شئ والی یعود العزیز الحکیم الرحمن الرحیم مالک یوم الدین خالق الخیر والشر
خالق الجنۃ والنار الواحد الاحد الفرد الصمد الذی لم یتخذ صاحبۃ ولا ولدا الفرد الوتر عالم الغیب والشھادۃ الملک القدوس السلام المؤمن المھیمن العزیز الجبار
المتکبر الخالق الباری المصور الکبیر المتعال المقتدر القھار الحلیم الکریم اہل الثناء والمجد عالم السر واخفی القادر الرازق فوق الخلق والخلیقۃ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ہر کلمہ کے پیشتر انی انا اللہ لا الہ الا انا مذکور فرمایا جیسے ہمنے شروع کے چند اسما مین لکھا ہی پس جو کوئی ان اسما کے ذریعہ سے دعا مانگے اُسکو چاہیے
کہ ہر جگہ انک انت اللہ لا الہ الا انت کہے یعنی انی کی جگہ انک اور انا کی جگہ انت اور جو کوئی ان اسما سے دعا مانگیگا وہ سجدہ کرنے والون اور خشوع
کرنے والون مین لکھا جاویگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور دوسرے انبیا صلوات اللہ
علیہم اجمعین کے پڑوس مین قیامت کے روز رہینگے اور اُسکو آسمان اور زمینون کے عابدون کا ثواب ملیگا پندرھوین دعا ابی المعتمر سلیمان
تیمی کی اور انکی تسبیحات ہین - مروی ہی کہ یونس بن عبید نے اُن لوگون مین سے جو روم مین شہید ہوے تھے ایک شہید کو خواب مین دیکھا اور پوچھا
کہ تمنے اعمال مین سے وہان کونسا زیادہ افضل پایا اُنھون نے فرمایا کہ ابی المعتمر کی تسبیحون کی قدر خداے تعالی کے نزدیک زیادہ ہی اور وہ یہ ہین سبحان
اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ عدد ما خلق وعدد ما ہو خالق وزنۃ ما خلق وزنۃ ما ہو خالق وملاء ما خلق وملاء ما ہو خالق وملاء سمواتہ
وملاء ارضیہ ومثل ذلک واضعاف ذلک وعدد خلقہ وزنۃ عرشہ ومنتھی رحمتہ ومداد کلماتہ ومبلغ رضاہ حتی یرضی واذا رضی وعدد ما ذکرہ بہ خلقہ فی جمیع ما مضی
وعدد ما ہم ذاکروہ فیما بقی فی کل سنۃ وشہر وجمعۃ ویوم ولیلۃ وساعۃ من الساعات وشم ونفس من الانفاس وابد من الآباد من الابد الی الابد ابد الدنیا وابد
الاخرۃ واکثر من ذلک لا ینقطع اولاہ ولا ینفد اخراہ

سولھوین دعا حضرت ابراہیم بن ادہم رح کی ہے۔ ابراہیم بن بشار انکے خادم روایت کرتے ہین کہ ابراہیم بن ادہم رح ہر جمعہ کی صبح اور شام

کو یہ دعا پڑھا کرتے تھے مرحبا بیوم المزید والصبح الجدید والکاتب والشہید یومنا ہذا یوم عید اکتب لنا ما نقول بسم اللہ الحمید المجید الرفیع الودود الفعال فی

خلقہ ما یرید اصبحت باللہ مؤمنا وبلقائہ مصدقا وبحجتہ معترفا ومن ذنبی مستغفرا ولربوبیۃ اللہ خاضعا ولسوی اللہ فی الالٰہیۃ جاحدا والی اللہ فقیرا وعلی اللہ متوکلا

والی اللہ منیبا اشہد اللہ واشہد ملائکتہ وانبیائہ ورسلہ وحملۃ عرشہ ومن خلقہ ومن ہو خالقہ بانہ ہو اللہ الذی لا الٰہ الا ہو وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ

صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما وان الجنۃ حق وان النار حق والحوض حق والشفاعۃ حق ومنکرا ونکیرا حق ووعدک حق ولقاءک حق والساعۃ اٰتیۃ لا ریب فیہا وان

اللہ یبعث من فی القبور علی ذلک احیی وعلیہ اموت وعلیہ ابعث انشاء اللہ اللہم انت ربی لا الٰہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وعلی عہدک ووعدک ما استطعت

اعوذ بک اللہم من شر ما صنعت ومن شر کل ذی شر اللہم انی قد ظلمت نفسی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت واہدنی لاحسن الاخلاق فانہ لا

یہدی لاحسنہا الا انت واصرف عنی سیئہا فانہ لا یصرف سیئہا الا انت لبیک وسعدیک والخیر کلہ بیدیک انا بک والیک استغفرک واتوب الیک اٰمنت

اللہم بما ارسلت من رسول واٰمنت اللہم بما انزلت من کتاب وصلی اللہ علی محمد النبی الامی وعلی اٰلہ وسلم تسلیما کثیرا خاتم کلامی ومفتاحہ وعلی انبیائہ و

رسلہ اجمعین اٰمین یا رب العالمین اللہم اوردنا حوض محمد واسقنا بکاسہ مشربا رویا سائغا ہنیا لا نظما بعدہ ابدا واحشرنا فی زمرتہ غیر خزایا ولا ناکثین للعہد ولا

مرتابین ولا مفتونین ولا مغضوب علینا ولا ضالین اللہم اعصمنی من فتن الدنیا ووفقنی لما تحب وترضی واصلح لی شانی کلہ وثبتنی بالقول الثابت فی الحیٰوۃ

الدنیا وفی الاٰخرۃ ولا تضلنی ان کنت ظالما سبحانک سبحانک یا علی یا عظیم یا باری یا رحیم یا عظیم یا جبار سبحان من سبحت لہ السمٰوات باکنافہا وسبحان من سبحت لہ الجبال

باصدائہا وسبحان من سبحت لہ البحار بامواجہا وسبحان من سبحت لہ الحیتان بلغاتہا وسبحان من سبحت لہ النجوم فی السماء بابراجہا وسبحان من سبحت لہ الشجر باصولہا

وثمارہا وسبحان من سبحت لہ السمٰوات السبع والارضون السبع ومن فیہن ومن علیہن سبحان من سبح لہ کل شیء من مخلوقاتہ تبارکت وتعالیت سبحانک سبحانک

یا حی یا قیوم یا علیم یا حلیم سبحانک لا الٰہ الا انت وحدک لا شریک لک تحیی وتمیت وانت حی لا تموت بیدک الخیر وانت علی کل شیء قدیر ۔

**چوتھی فصل** اُن دعاؤن مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضؓ سے مروی ہین اور اُنکی اسناد مذکور نہ کرینگے اور یہ دعائین ابوطالب مکی اور ابن خزیمہ اور ابن منذر رح کے مجموعون سے انتخاب کی گئی ہین۔ آخرت کے چاہنے والے کو مستحب ہو کہ جب صبح کو اُٹھے تو اُسکا کچھ وظیفہ دعا ہو چنانچہ اُسکا ذکر باب الاوراد مین آتا ہو۔ پس اگر تمکو آخرت کی کھیتی منظور ہو اور جن دعاؤن سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی ہو اُنمین آپ کی پیروی چاہتے ہو تو اپنی دعاؤن کے شروع مین نمازون کے بعد یون کہا کرو سبحان ربی العلی الاعلی الوہاب لاالٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئی قدیر اور تین بار یہ کہو رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا اور یہ کہو اللّٰہم فاطر السمٰوٰت والارض عالم الغیب والشہادۃ رب کل شئی وملیکہ اشہد ان لا الٰہ الا انت اعوذ بک من شر نفسی وشر الشیطان وشرکہ اور کہو اللّٰہم انی اسئلک العفو والعافیۃ فی دینی ودنیائی واہلی ومالی اللّٰہم استر عوراتی وآمن روعاتی واقلنی عثراتی واحفظنی من بین یدی ومن خلفی وعن یمینی وعن شمالی ومن فوقی واعوذ بک ان اغتال من تحتی اللّٰہم لاتؤمنی مکرک ولاتولنی غیرک ولاتنزع عنی سترک ولاتنسنی ذکرک ولاتجعلنی من الغافلین اور تین بار سید الاستغفار پڑھو اللّٰہم انت ربی لاالٰہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عہدک ووعدک ما استطعت واعوذ بک من شر ما صنعت ابوء بنعمتک علی وابوء بذنبی فاغفرلی فانہ لایغفر الذنوب الا انت اور تین بار یہ کہو اللّٰہم عافنی فی بدنی وعافنی فی سمعی وعافنی فی بصری لا الٰہ الا انت اور کہو اللّٰہم انی اسئلک الرضی بعد القضاء وبرد العیش بعد الموت ولذۃ النظر الی وجہک وشوقا الی لقائک من غیر ضراء مضرۃ ولافتنۃ مضلۃ واعوذ بک ان اظلم او اظلم او اعتدی او یعتدی علی او اکسب خطیئۃ او ذنبا لاتغفرہ اللّٰہم انی اسئلک الثبات فی الامر والعزیمۃ علی الرشد واسئلک شکر نعمتک وحسن عبادتک واسئلک قلبا سلیما وخلقا مستقیما ولسانا صادقا وعملا متقبلا واسئلک من خیر ما تعلم واعوذ بک من شر ما تعلم واستغفرک بما تعلم فانک تعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللّٰہم اغفرلی ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت فانک انت المقدم وانت المؤخر وانت علی کل شئی قدیر وعلی کل غیب شہید اللّٰہم انی اسئلک ایمانا لایرتد ونعیما لاینفد وقرۃ عین الابد ومرافقۃ نبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی اعلی جنۃ الخلد اللّٰہم انی اسئلک الطیبات وفعل الخیرات وترک المنکرات وحب المساکین واسئلک حبک وحب من احبک وحب کل عمل یقرب

ترجمۂ ادعیہ فصل چہارم باب نہم

---

قول اس باب کی دوسری فصل مین گذرا ۱۲ ح بخاری ومسلم بروایت مغیرہ بن شعبہ ۱۲ ح فصل اوّل باب الذکر مین گذری ۱۲ ح ابوداؤد وترمذی وحاکم بروایت ابوہریرۃ عن ابی بکر الصدیق ۱۲ ح ابوداؤد ونسائی وحاکم بروایت ابن عمر ۱۲ ح ابومنصور دیلمی بروایت ابن عباس مگر اسمین لاتولنی غیرک نہین اور اسناد ضعیف ہو ۱۲ ح بخاری بروایت شداد بن اوس ۱۲ ح ابوداؤد ونسائی بروایت ابی بکرہ اور نسائی سے کہا ہو کہ جعفر بن میمون اس سند مین ضعیف ہو ۱۲ ح احمد وحاکم بروایت زید بن ثابت ۱۲ ح ترمذی ونسائی وحاکم بروایت شداد بن اوس ۱۲ ح اس باب کی دوسری فصل مین گذری ۱۲ ح نسائی وحاکم بروایت ابن مسعود مگر اسمین وقرۃ عین الابد نہین نسائی نے واسئلک نعیما لاینفد وقرۃ عین لاتنقطع عمار بن یاسر سے روایت کیا ہو ۱۲ ح ترمذی بروایت معاذ مگر اسمین الطیبات نہین طبرانی نے البتہ اسی طرح روایت کیا ہو ۱۲

الی حبک وان تتوب علی او تغفرلی و ترحمنی واذا اردت بقوم فتنۃ فاقبضنی الیک غیر مفتون اللھم بعلمک الغیب وقدرتک علی الخلق احینی ما کانت
الحیوۃ خیرالی وتوفنی اذا کانت الوفاۃ خیرالی واسئلک خشیتک فی الغیب والشہادۃ وکلمۃ العدل فی الرضا والغضب والقصد فی الغنی والفقر والذ
النظر الی وجھک والشوق الی لقائک واعوذبک من ضراء مضرۃ وفتنۃ مضلۃ اللھم زینا بزینۃ الایمان واجعلنا ھداۃ مھتدین اللھم اقسم لنا من خشیتک
ما تحول بیننا وبین معاصیک ومن طاعتک ما تبلغنا بہ جنتک ومن الیقین ما تھون بہ علینا مصائب الدنیا اللھم املا وجوھنا منک حیاء وقلوبنا منک
فرقا واسکن فی نفوسنا من عظمتک ما تذلل بہ جوارحنا لخدمتک واجعلک اللھم احب الینا من سواک واجعلنا اخشی لک ممن سواک اللھم اجعل اول
یومنا ھذا صلاحا واوسطہ فلاحا واٰخرہ نجاحا اللھم اجعل اولہ رحمۃ واوسطہ نعمۃ واٰخرہ مکرمۃ ومغفرۃ الحمد للہ الذی تواضع کل شیٔ لعظمتہ وذل کل شیٔ لعزتہ وخضع
کل شیٔ لملکہ واستسلم کل شیٔ لقدرتہ والحمد للہ الذی سکن کل شیٔ لہیبتہ واظہر کل شیٔ بحکمتہ وتصاغر کل شیٔ لکبریائہ اللھم صل علی محمد وعلی اٰل محمد وازواج
محمد وذریتہ وبارک علی محمد وعلی اٰلہ وازواجہ وذریتہ کما بارکت علی ابراہیم فی العالمین انک حمید مجید اللھم صل علی محمد عبدک ورسولک ونبیک النبی الامی
رسولک الامین واعطہ المقام المحمود الذی وعدتہ یوم الدین اللھم اجعلنا من اولیائک المتقین وحزبک المفلحین وعبادک الصالحین واستعملنا لمرضاتک
عنا ووفقنا لمحابک منا وصرفنا بحسن اختیارک لنا نسئلک جوامع الخیر وفواتحہ وخواتمہ ونعوذبک من جوامع الشر وفواتحہ وخواتمہ اللھم بقدرتک علی تب
علی انک انت التواب الرحیم وبحلمک عنی اعف عنی انک انت الغفار الحلیم وبعلمک بی ارفق بی انک انت ارحم الراحمین وبملکک لی ملکنی نفسی
ولا تسلطہا علی انک انت الملک الجبار سبحانک اللھم وبحمدک لا الہ الا انت عملت سوء او ظلمت نفسی فاغفرلی ذنبی انک انت ربی انہ لا یغفر الذنوب
الا انت اللھم الھمنی رشدی وقنی شر نفسی اللھم ارزقنی حلالا لا تعاقبنی علیہ وقنعنی بما رزقتنی واستعملنی بہ صالحا تقبلہ منی اللھم انی اسئلک العفو والعافیۃ

[illegible]

لح
نسائی وحاکم بروایت عمار
بن یاسر ۱۲ ؁ح ترمذی وحاکم بروایت
ابن عمر ۱۲ ؁ح اسکی اصل مجکو
معلوم نہیں ہوئی ۱۲ ؁ح عبدان
حمید در منتخب وطبرانی بروایت ابن
ابی اوفی ۱۲ ؁ح طبرانی بروایت
ابن عمر بسند ضعیف اور الحمد للہ
الحمد للہ الذی سکن کل شیٔ لہیبتہ
سے آخر تک نہیں ہے ۱۲ ؁ح یہ درود
ہیئت مجموعی اس طرح پر مجکو
نہیں ملا البتہ بخاری کی روایت
میں اللھم صل علی محمد عبدک و
رسولک اور حاکم و بیہقی کی
روایت میں بروایت ابن مسعود
محمد النبی الامی اور نسائی میں
بروایت جابر وابعثہ المقام المحمود
الذی وعدتہ آیا ہے ۱۲ ؁ح اسکی اصل
مجکو نہیں ملی ۱۲ ؁ح اسکی اسناد میں
عاصم بن عبید ہے جسکے صرف
موسیٰ بن عبیدہ راوی ہیں ۱۲ ؁ح اسکی
اصل مجکو نہیں ملی ۱۲ ؁ح اسکی سند
فصل دوم میں گذری ۱۲ ؁ح ترمذی
بروایت عمران بن حصین ۱۲ ؁ح
حاکم نے بروایت ابن عباس اور
الفاظ اسی کے قریب روایت کیے ہیں
۱۲ ؁ح نسائی دریوم ولیلہ وابن
ماجہ بروایت ابی بکر الصدیق ۱۲

وحسن الیقین والمعافاة فی الدنیا والآخرة یا من لا تضره الذنوب ولا تنقصه المغفرة ہب لی ما لا یضرک واعطنی ما لا ینقصک ربنا افرغ علینا صبرا وتوفنا مسلمین
انت ولیی فی الدنیا والآخرة توفنی مسلما والحقنی بالصالحین انت ولینا فاغفر لنا وارحمنا وانت خیر الغافرین واکتب لنا فی ہذه الدنیا حسنة وفی الآخرة ربنا علیک
توکلنا والیک انبنا والیک المصیر ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظالمین ربنا لا تجعلنا فتنة للذین کفروا واغفر لنا ربنا انک انت العزیز الحکیم ربنا اغفر لنا ذنوبنا و
اسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف
رحیم ربنا آتنا من لدنک رحمة وہیئ لنا من امرنا رشدا ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان آمنوا بربکم
فآمنا ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیئاتنا وتوفنا مع الابرار ربنا وآتنا ما وعدتنا علی رسلک ولا تخزنا یوم القیامة انک لا تخلف المیعاد ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا
او اخطأنا ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملته علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا بہ واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین
رب اغفر لی ولوالدی وارحمہما کما ربیانی صغیرا واغفر للمؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منہم والاموات رب اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم
وانت الاعز الاکرم وانت خیر الراحمین وخیر الغافرین وانا للہ وانا الیہ راجعون ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم وحسبنا اللہ ونعم الوکیل وصلی اللہ علی
سیدنا محمد خاتم النبیین وآلہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا وہ دعائیں جنمیں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز سے پناہ مانگی ہے[۲۴] اللہم انی اعوذ بک من البخل
واعوذ بک من الجبن واعوذ بک من ان ارد الی ارذل العمر واعوذ بک من فتنة الدنیا واعوذ بک من عذاب القبر[۲۵] اللہم انی اعوذ بک من طمع یہدی الی
طبع ومن طمع فی غیر مطمع ومن طمع حیث لا مطمع[۲۶] اللہم انی اعوذ بک من علم لا ینفع وقلب لا یخشع ودعاء لا یسمع ونفس لا تشبع واعوذ بک من الجوع فانہ
بئس الضجیع ومن الخیانة فانہا بئست البطانة ومن الکسل والبخل والجبن ومن الہرم ومن ان ارد الی ارذل العمر ومن فتنة الدجال وعذاب القبر و
من فتنة المحیا والممات اللہم انا نسئلک قلوبا اواہة مخبتة منیبة فی سبیلک اللہم انی اسئلک عزائم مغفرتک وموجبات رحمتک والسلامة من کل اثم والغنیمة

[۲۲] ابو منصور در مسند فردوس بروایت علی رض بسند ضعیف
[۲۳] خ ابوداؤد وابن ماجہ بروایت ابو سعید ساکت
[۲۴] خ مسلم احمد بروایت ام سلمة
[۲۵] خ بخاری بروایت سعد بن وقاص
[۲۶] خ احمد و حاکم بروایت معاذ اور کہا کہ اسکی سند ضعیف
[۲۷] خ حاکم بروایت ابن مسعود

من کل بر والفوز بالجنۃ والنجات من النار اللھم انی اعوذبک من التردی واعوذبک من الغم والغرق والھدم واعوذبک من ان اموت فی سبیلک مدبرا و
اعوذبک من ان اموت لطلب الدنیا اللھم انی اعوذبک من شر ما علمت ومن شر مالم اعلم اللھم جنبنی منکرات الاخلاق والاعمال والادوار والاھواء اللھم
انی اعوذبک من جھد البلاء ودرک الشقاء وسوء القضاء وشماتۃ الاعداء اللھم انی اعوذبک من الکفر والدین والفقر واعوذبک من عذاب جھنم واعوذبک
فتنۃ الدجال اللھم انی اعوذبک من شر سمعی وبصری وشر لسانی وقلبی وشر منیی اللھم انی اعوذبک من جار السوء فی جار المقامۃ فان جار البادیۃ یتحول اللھم
انی اعوذبک من القسوۃ والغفلۃ والعیلۃ والذلۃ والمسکنۃ واعوذبک من الکفر والفقر والفسوق والشقاق والنفاق وسوء الاخلاق والسمعۃ والریاء واعوذ
بک من الصمم والبکم والعمی والجنون والجذام والبرص وسیئ الاسقام اللھم انی اعوذبک من زوال نعمتک ومن تحول عافیتک ومن فجارۃ نقمتک ومن جمیع سخطک
اللھم انی اعوذبک من عذاب النار وفتنۃ النار وعذاب القبر وفتنۃ القبر وشر فتنۃ الغنی وشر فتنۃ الفقر وشر فتنۃ المسیح الدجال واعوذبک من المغرم والمأثم اللھم
انی اعوذبک من نفس لا تشبع وقلب لا یخشع وصلوۃ لا تنفع ودعوۃ لا تستجاب واعوذبک من شر العمر والفتنۃ الصدر اللھم انی اعوذبک من غلبۃ الدین وغلبۃ العدو
وشماتۃ الاعداء پانچوین **فصل** ان دعاؤن کے بیان مین جو کسی کام کے واقع ہونے پر مروی ہین ۔ جب تم صبح کو اٹھو اور اذان سنو تو تمکو مستحب ہے کہ جسطرح
ہم ذکر کر چکے ہین اسطرح موذن کا جواب دو اور نیز باب الطہارۃ مین ہم پاخانہ مین جانے اور باہر آنے کی دعائین اور وضو کی دعائین لکھ چکے ہین انکو حسب
موقع پڑھنا چاہیے پھر جب مسجد کو چلو تو کہو اللھم اجعل فی قلبی نورا وفی لسانی نورا واجعل فی سمعی نورا واجعل فی بصری نورا واجعل خلفی نورا وامامی نورا واجعل
من فوقی نورا اللھم اعطنی نورا اور یہ بھی کہو اللھم انی اسئلک بحق السائلین علیک وبحق ممشای ھذا الیک فانی لم اخرج اشرا ولا بطرا ولا ریاء ولا سمعۃ خرجت
اتقاء سخطک وابتغاء مرضاتک فاسئلک ان تنقذنی من النار وان تغفرلی ذنوبی انہ لا یغفر الذنوب الا انت اور جب گھر سے کسی کام کو نکلے تو کہے بسم اللہ رب
اعوذبک ان ظلم او اظلم او اجہل او یجہل علی بسم اللہ الرحمن الرحیم لاحول ولا قوۃ الا باللہ التکلان علی اللہ اور جب مسجد کے دروازے پر پہونچکر اسکے اندر داخل ہونا چاہو تو کہو اللھم صلی علی
سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد وسلم اللھم اغفرلی جمیع ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک اور داخل ہونے مین اپنا داہنا پانو پہلے رکھو ۔ اور اگر مسجد مین کسی کو بیع وشرا کرتے دیکھو تو کہو کہ
خداے تعالی تیری تجارت مین نفع نہ دیوے اور اگر کسی کو مسجد مین دیکھو کہ اپنی کھوئی ہوئی چیز ڈھونڈھتا ہے تو کہو کہ خداے تعالی کرے کہ وہ نہ ملے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کی اجازت فرمائی ہے اور جب صبح کی دو رکعتین پڑھ چکو تو کہو بسم اللہ اللھم انی اسئلک رحمۃ من عندک تھدی بہا قلبی آخر دعا تک
چنانچہ ہم انکو تیسری فصل مین حضرت ابن عباس رض سے لکھ آئے ہین اور جب رکوع کرو تو رکوع مین کہو اللھم لک رکعت ولک خشعت وبک امنت ولک اسلمت
وعلیک توکلت انت ربی خشع لک سمعی وبصری ومخی وعظمی وعصبی وما استقلت بہ قدمی للہ رب العالمین اور اگر چاہو یون کہو سبحان ربی العظیم

تین بار یا کہو سبوح قدوس رب الملٰئکۃ والروح اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھاؤ تو کہو سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد ملاء السمٰوٰت وملاء الارض وملاء ما بینہما وملاء ما شئت من شئ بعد اہل الثناء والمجد احق ما قال العبد وکلنا لک عبد لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد اور جب سجدہ کرو تو کہو اللہم لک سجدت وبک اٰمنت ولک اسلمت سجد وجہی للذی خلقہ وصورہ وشق سمعہ وبصرہ فتبارک اللہ احسن الخالقین اللہم سجد لک سوادی وخیالی واٰمن بک فوادی ابوء بنعمتک علی وابوء بذنبی وہذا ما جنیت علی نفسی فاغفر لی انہ لا یغفر الذنوب الا انت یا یہ کہو تین دفعہ سبحان ربی الاعلیٰ اور جب نماز سے فارغ ہو تو کہو اللہم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام اور جو دعائیں ہم لکھ چکے ہین پھر ان سب کو پڑھو اور جب کسی مجلس سے اٹھو اور کوئی ایسی دعا پڑھنی چاہو کہ مجلس کی بیہودہ باتون کا کفارہ ہو جاوے تو کہو سبحانک اللہم وبحمدک اشہد ان لا الٰہ الا انت استغفرک واتوب الیک عملت سوءا وظلمت نفسی فاغفر لی انہ لا یغفر الذنوب الا انت اور جب بازار مین داخل ہو تو کہو لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وہو حی لا یموت بیدہ الخیر وہو علی کل شئ قدیر بسم اللہ اللہم انی اسئلک خیر ہذہ السوق وخیر ما فیہا اللہم انی اعوذ بک من شرہا وشر ما فیہا اللہم انی اعوذ بک ان اصیب فیہا یمینا فاجرۃ او صفقۃ خاسرۃ اور جب تمھارے اوپر قرض ہو تو کہو اللہم اکفنی بحلالک عن حرامک واغننی بفضلک عمن سواک اور جب نیا کپڑا پہنو تو کہو اللہم کسوتنی ہذا الثوب فلک الحمد اسئلک من خیرہ وخیر ما صنع لہ واعوذ بک من شرہ ومن شر ما صنع لہ اور جب کوئی شگون ایسا دیکھو جو تمکو برا معلوم ہو تو کہو اللہم لا یاتی بالحسنات الا انت ولا یذہب بالسیئات الا انت لا حول ولا قوۃ الا باللہ اور جب چاند دیکھو تو کہو اللہم اہلہ علینا بالامن والایمان والبر والسلامۃ والاسلام والتوفیق لما تحب وترضیٰ ربی وربک اللہ اور کہو ہلال رشد وخیر اٰمنت بخالقک اللہم انی اسئلک خیر ہذہ الشہر وخیر القدر واعوذ بک من شر یوم الحشر اور تین بار اس دعا سے پہلے اللہ اکبر بھی کہہ لے اور جب آندھی چلے تو کہو اللہم انی اسئلک خیر ہذہ الریح وخیر ما فیہا وخیر ما ارسلت بہ واعوذ بک من شرہا وشر ما فیہا وشر ما ارسلت بہ اور جب کسی کی مرنے کی خبر سنو تو کہو انا للہ وانا الیہ راجعون وانا الی ربنا لمنقلبون اللہم اکتبہ فی المحسنین واجعل کتابہ فی علیین واخلفہ علی عقبہ فی الغابرین اللہم لا تحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ واغفر لنا ولہ اور صدقہ دینے کے وقت کہو ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم اور نقصان ہونے کے وقت کہو عسیٰ ربنا ان یبدلنا خیرا منہا انا الی ربنا راغبون اور کامون کے شروع کرنے کے وقت کہو ربنا اٰتنا من لدنک رحمۃ وہیئ لنا من امرنا رشدا رب اشرح لی صدری ویسر لی امری اور آسمان پر نظر کرنے کے وقت کہو ربنا ما خلقت ہذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیہا سراجا وقمرا منیرا اور جب رعد کی گرج سنو تو کہو سبحان من یسبح الرعد بحمدہ والملٰئکۃ من خیفتہ اور اگر بجلی زیادہ تڑپتے دیکھو تو کہو اللہم لا تقتلنا بغضبک ولا تہلکنا بعذابک وعافنا قبل ذلک اور جب آسمان سے پانی برسے تو کہو اللہم سقیا ہنیئا وصیبا نافعا اللہم اجعلہ سبب رحمۃ ولا تجعلہ سبب عذاب اور جب غصہ ہو تو کہو اللہم اغفر لی ذنبی واذہب غیظ قلبی واجرنی من الشیطان الرجیم اور جب کسی قوم سے ڈرو تو کہو اللہم انا نجعلک فی نحورہم ونعوذ بک من شرورہم اور جب جہاد کرو تو کہو اللہم انت عضدی ونصیری وبک اقاتل اور جب کان بولے تو کہو اللہم صل علی محمد ذکر اللہ من ذکرنی بخیر اور جب دیکھو کہ تمھاری دعا قبول ہوئی تو کہو الحمد للہ الذی بعزتہ وجلالہ تتم الصالحات اور جو دعا مقبول ہونے مین دیر ہو جاوے تو کہو الحمد للہ علی کل حال اور جب مغرب کی اذان سنو تو کہو اللہم ہذا اقبال لیلک وادبار نہارک واصوات دعائک وحضور صلواتک اسئلک ان تغفر لی اور جب تمکو کوئی تردد پیش آوے تو کہو اللہم انی عبدک وابن عبدک وابن امتک ناصیتی بیدک ماض فی حکمک عدل فی قضاءک اسئلک بکل اسم ہو لک سمیت بہ نفسک او انزلتہ فی کتابک او علمتہ احدا من خلقک او استاثرت بہ فی علم الغیب عندک ان تجعل القراٰن ربیع قلبی ونور صدری وجلاء غمی وذہاب حزنی وہمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جس کسی کو غم

اور رب قبول کر ہم سے تو ہی ہے اصل سنتا جانتا ۱۲ ش، شاید ہمارا رب بدل دے ہمکو اس سے بہتر ہم اپنے رب سے آرزو رکھتے ہین ۱۲ ش، اے رب دے ہمکو اپنے پاس سے مہر اور بنا ہمارے کام کا بناؤ، اے رب کشادہ کر میرا سینہ اور آسان کر میرا کام ۱۲ ش، اے رب ہمارے تو نے یہ عبث نہین بنایا تو پاک ہے سو ہمکو بچا دوزخ کے عذاب سے، بڑی برکت ہے اسکی جس نے بنائے آسمان مین برج اور رکھا اس مین چراغ اور چاند اجالا کرنے والا ۱۲

غم پیش آوے یہ دعا پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اُسکے تردد کو رفع کرتا ہے اور اُس غم کی جگہ خوشی بدل دیتا ہے پھر کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم اس دعا کو سیکھ لین آپ نے فرمایا کہ بیشک جو کوئی اُسکو سنے اُسکو یاد کر لینا چاہیے اور جب کوئی درد اپنے جسم مین یا کسی دوسرے کے جسم مین پاؤ تو اُسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منتر سے جھاڑ دو کہ آپ کا دستور تھا کہ جب کوئی شخص آپ کے سامنے کسی زخم وغیرہ کی شکایت کرتا تو آپ اپنی انگشت سبابہ زمین پر رکھتے پھر اُسکو اُٹھاتے اور یہ فرماتے بسم اللہ تربۃ ارضنا بریقۃ بعضنا یشفی بہ سقیمنا باذن ربنا اور جب اپنے جسم مین کسی جگہ درد پاؤ تو درد کی جگہ اپنا ہاتھ رکھو اور تین بار بسم اللہ کہو اور سات بار کہو اعوذ بعزۃ اللہ وقدرتہ من شر ما اجد واحاذر اور جب تمکو کوئی مصیبت پہونچے تو کہو لا الہ الا اللہ العلی الحلیم لا الہ الا اللہ رب العرش العظیم لا الہ الا اللہ رب السموت السبع ورب العرش الکریم اور جب سونے کا ارادہ کرو تو وضو کرو دہنے ہاتھ کو سر تلے رکھو اور قبلہ رخ ہو جاؤ پھر چونتیس بار اللہ اکبر اور تینتیس بار سبحان اللہ اور اسی قدر الحمد للہ کہکر یہ کہو اللھم انی اعوذ برضاک من سخطک وبمعافاتک من عقوبتک واعوذ بک منک اللھم انی لا استطیع ان ابلغ ثناء علیک ولو حرصت ولکن انت کما اثنیت علی نفسک اللھم باسمک احیا واموت اللھم رب السموات ورب الارض ورب کل شئ وملیکہ فالق الحب والنوی ومنزل التوراۃ والانجیل والفرقان اعوذ بک من شر کل ذی شر ومن شر کل دابۃ انت آخذ بناصیتھا انت الاول فلیس قبلک شئ وانت الآخر فلیس بعدک شئ وانت الظاہر فلیس فوقک شئ وانت الباطن فلیس دونک شئ اقض عنی الدین واغننی من الفقر اللھم انک خلقت نفسی وانت تتوفاہا لک مماتھا ومحیاہا اللھم ان امتھا فاغفر لھا وان احییتھا فاحفظھا اللھم انی اسئلک العافیۃ فی الدنیا والآخرۃ باسمک ربی وضعت جنبی فاغفر لی ذنبی اللھم قنی عذابک یوم تجمع عبادک اللھم اسلمت نفسی الیک ووجھت وجھی الیک وفوضت امری الیک والجأت ظہری الیک رغبۃ ورہبۃ الیک لا ملجا ولا منجا منک الا الیک آمنت بکتابک الذی انزلت وبنبیک الذی ارسلت اور یہ دعا سب دعاؤن کے آخر مین پڑھنی چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے لیے ایسا ہی ارشاد فرمایا ہے اور اس دعا سے پیشتر یہ پڑھ لینا چاہیے اللھم ایقظنی فی احب الساعات الیک واستعملنی باحب الاعمال الیک تقربنی الیک زلفی وتبعدنی من سخطک بعدا اسئلک فتعطینی واستغفرک فتغفر لی وادعوک فتستجیب لی اور صبح کو جب نیند سے جاگو تو یون کہو الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور اصبحنا واصبح الملک للہ والعظمۃ والسلطان للہ والعزۃ والقدرۃ للہ اصبحنا علی فطرۃ الاسلام وکلمۃ الاخلاص وعلی دین نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وملۃ ابینا ابراہیم حنیفا وما کان من المشرکین اللھم بک اصبحنا وبک امسینا وبک نحیی وبک نموت والیک المصیر اللھم انا نسئلک ان تبعثنا فی ہذا الیوم الی کل خیر ونعوذ بک ان نجترح فیہ سوءا او نجرہ الی مسلم فانک قلت وہو الذی یتوفاکم باللیل ویعلم ما جرحتم بالنہار ثم یبعثکم فیہ لیقضی اجل مسمی اللھم فالق الاصباح وجاعل اللیل سکنا والشمس والقمر حسبانا اسئلک خیر ہذا الیوم وخیر ما فیہ واعوذ بک من شرہ وشر ما فیہ بسم اللہ ما شاء اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ ما شاء اللہ کل نعمۃ من اللہ ما شاء اللہ الخیر کلہ بید اللہ ما شاء اللہ لا یصرف السوء الا اللہ رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا ربنا علیک توکلنا والیک انبنا والیک المصیر اور شام کو بھی یہی دعا پڑھو مگر اصبح کی جگہ امسی کہو اور اسکے ساتھ یہ دعا بھی پڑھو اعوذ بکلمات اللہ التامات واسمائہ کلھا من شر ما ذرأ وبرأ ومن شر کل ذی شر ومن شر کل دابۃ انت آخذ بناصیتھا ان ربی علی صراط مستقیم اور جب آئینہ دیکھو تو یہ کہو الحمد للہ الذی سوی خلقی فعدلہ وکرم صورۃ وجھی وحسنھا وجعلنی من المسلمین اور جب کوئی خادم یا غلام یا کوئی جانور خریدو تو اُسکی پیشانی کے بال پکڑ کر یہ دعا پڑھو اللھم انی اسئلک خیرہ وخیر ما جبل علیہ واعوذ بک من شرہ وشر ما جبل علیہ اور جب نکاح کی مبارکباد دو تو یون کہو بارک اللہ فیک وبارک علیک وجمع بینکما فی خیر اور جب قرض ادا کرو تو جسکو دو اُسکو کہو بارک اللہ لک فی اہلک ومالک اسلیے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ قرض کا عوض یہ ہی کہ قرض دینے والے کا مشکور ہو اور ادا کرے غرض کہ یہ دعائین ہین کہ طالب آخرت کو انکا یاد کر لینا ضرور ہی اور انکے سوا دعائین سفر اور نماز اور وضو کی ہم باب الحج اور باب الطہارۃ اور باب نماز مین لکھ چکے ہین اب اگر یہ کہو کہ دعا سے فائدہ کیا ہی حکم الٰہی کو تو کسی طرح ٹال ہی نہین سکتے تو اسکا جواب یہ ہی کہ دعا سے بلا کا ٹلنا بھی حکم الٰہی ہی دعا بلا کے ٹلنے کا سبب اور رحمت کے کھینچنے کا باعث ہوتی ہی جیسے ڈھال تیر کے روکنے کا سبب ہی اور پانی سبزہ کے نکلنے کا باعث پس جسطرح ڈھال تیر کو ٹال دیتی ہی اور دونون مین مقابلہ ہوتا ہی اسی طرح دعا اور بلا کا مقابلہ ہوتا ہی اور حکم الٰہی کے ماننے سے یہ ضرور نہین کہ آدمی ہتھیار نہ باندھے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہی وخذوا حذرکم یا بیج ڈالنے کے بعد زمین کو پانی نہ دے اور یہ کہے کہ اگر تقدیر مین بیج کا جمنا ہوگا تو جم جاویگا ورنہ نہین جمیگا بلکہ اصل یہ ہی کہ مسببات کا اس باب سے وابستہ ہونا یہ حکم اول ہی جسکے لیے ارشاد فرمایا ہی کلمح البصر او ہو اقرب اور اسکا نام قضا ہی اور پھر آہستہ آہستہ ایک ایک سبب پر مسبب کا مرتب ہوتا جانا دوسرا حکم ہی جو قدر کھلاتا ہی اور جس ذات نے کہ خیر کو مقدر فرمایا ہی کسی سبب پر منحصر رکھا ہی اور شر کو جو بنایا ہی تو اسکے دور کرنے کا ایک سبب رکھدیا ہی اس صورت مین جس شخص کی بصیرت کھلی ہوئی ہی اسکے نزدیک ان باتون مین کچھ مخالفت نہین۔ علاوہ ازین دعا مین جو فائدہ ہی اسکو ہم ذکر کے بیان مین لکھ چکے ہین کہ دعا سے خداے تعالیٰ کے ساتھ دل کی حضوری ہو سکتی ہی جو منتہاے عبادات ہی اور اسی جہت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ دعا عبادت کا مغز ہی اور خلق کا اکثر یہی معاملہ ہی کہ انکا دل ذکر الٰہی کی طرف مائل جبھی ہوتا ہی کہ جب انکو کوئی حاجت یا مصیبت پڑے چنانچہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہی واذا مسہ الشر فذو دعاء عریض پس دعا کی ضرورت تو حاجت کے لیے ہی اور دعا دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف تضرع اور مسکنت کے ساتھ پھیر دیتی ہی اور اسی کے ذریعے سے ذکر حاصل ہوتا ہی جو اشرف عبادات ہی اور یہی وجہ ہی کہ بلا انبیا اور اولیا پر اور افضل شخصون پر زیادہ ہوتی ہی اسلیے کہ وہ دل کو تضرع اور حاجت کے باعث اللہ تعالیٰ کی طرف پھیر دیتی ہی اور اسکی یاد سے غافل ہونے کی مانع ہی اور تونگری اکثر تکبر کا باعث ہوتی ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ان الانسان لیطغی ان راہ استغنی اذکار اور دعاؤن مین سے یہان ہمکو اسی قدر بیان کرنا منظور تھا باقی دعائین کھانے اور سفر اور بیمار پرسی وغیرہ کی انشاء اللہ اپنے اپنے مقام پر مذکور ہونگی باب نہم تمام ہوا اب باب الاوراد خداے تعالیٰ کی عنایت سے شروع ہوتا ہی اسی پر اس اول جلد کا خاتمہ ہی والحمد للہ اولا و آخرا والصلوۃ والسلام علی کل عبد مصطفی **دسوان باب اوراد یعنی اوقات وظائف کی ترتیب اور شب بیداری کی فضیلت مین** رباعی احسن غفلت مین کٹی ہی دن رات ؛ لاتعلم ان مامضے لیس بات ؛ کھوتا ہی خرافات مین کیون عمر عزیز ؛ فاعبد سولاک فی جمیع الاوقات ؛ واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنے بندون کے لیے زمین کو تابع کیا ہی تو اس غرض سے نہین کہ اسکے اونچے مکانون مین رہین بلکہ اس مراد سے ہی کہ اسکو فرودگاہ جانین اور اسمین سے ایسا توشہ حاصل کرین جو انکو انکے وطن اصلی کے سفر مین کام آوے اور عمل اور فضل کے تحفے دنیا مین سے اپنے لیے ذخیرہ کرین اور اسکے پھندون اور مہلک مقامون سے بچے رہین اور جان لین کہ عمر انکو ایسے لیے جاتی ہی جیسے کشتی اپنے سوارون کو لے جاتی ہی کہ اس عالم مین آدمی سب مسافر ہین انکی اول منزل ماننے مین ہوتی ہی اور آخر لحد مین اور وطن سب کا یا جنت ہی یا دوزخ اور عمر سفر کا فاصلہ ہی کہ برس اسکے مرحلے ہین اور مہینے فرسنگ ہین اور دن میل ہین اور سانس قدم ہین اور طاعت اس سفر کی پونجی ہی اور اوقات راس المال ہین اور شہوات اور غرضین اس طریق کے راہزن ہین اور یہان کا نفع یہ ہی کہ دار السلام مین بڑی سلطنت اور پایدار نعمت کے ساتھ خداے تعالیٰ کے دیدار سے کامیاب ہوا اور ٹوٹا یہ ہی کہ طوق اور قید اور عذاب شدید دوزخ کے طبقات کے ساتھ خداے تعالے سے دوری میسر ہو اس صورت مین جو شخص اپنی ایک سانس سے بھی غفلت کرے یہانتک کہ اسمین کوئی طاعت باعث قرب الٰہی نہو تو وہ قیامت کے روز اتنا خسارہ اٹھا دیگا کہ اسکی کچھ حد نہین اور اسی بڑے خطرا ور ہولناک امر کے لیے توفیق والون نے مستعد ہو کر لذات نفسانی کو بالکل چھوڑ دیا اور بقیہ عمر کو غنیمت جانا اور دن اور رات کو ذکر الٰہی مین بسر کرنے کے لیے اور ہر ایک وقت مین جدا جدا وظیفہ مقرر کیا تاکہ خداے تعالے کے قرب کے طالب ہون اور دار القرار کی طرف ساعی اسی

جہت سے طریق آخرت کے علم مین ضرور ہی کہ وظائف کی تقسیم کی تفصیل بیان کیجاوے اور جو عبادات کہ اُنکی تشریح پہلے ہو چکی اُنکو تقادیر اوقات پر بانٹ دیا جاوے اور یہ امر دو فصلون سے واضح ہوگا انشاء اللہ تعالی پہلی فصل اوراد کی فضیلت اور ترتیب اور احکام کے بیان مین بیان اول اس بات کے ذکر مین کہ اوراد پر مواظبت کرتی ہی اللہ تعالی کی طرف کا طریق ہی اور وردون کی فضیلت بھی اسی مین مذکور ہوگی۔ جاننا چاہیے کہ نور بصیرت سے دیکھنے والون نے جان لیا ہی کہ نجات کی صورت بدون اللہ تعالی کی لقا کے نہین اور لقا کی سبیل اسکے سوا کوئی نہین کہ بندہ اللہ تعالی کا محب اور عارف ہو اور اسی حال پر مرے اور محبت اور انس بدون محبوب کے ذکر دامی کے میسر نہین ہوتا اور نہ معرفت بدون اُسکی ذات اور صفات و افعال مین فکر دائمی کے حاصل ہو اور سوا اسکے اور اُسکے افعال کے اور کچھ موجود نہین اور دوام ذکر و فکر جب میسر ہوتا ہی کہ دنیا اور اُسکی شہوات کو رخصت کردے اور اُس سے بجز اُس مقدار کے کہ زندگی کے لیے ضرور ہو علٰحدگی اختیار کرے اور یہ سب باتین اسوقت ہوتی ہین کہ آدمی اپنے تمام رات دن کے اوقات کو ذکر اور فکر مین ڈوبا رکھے اور از انجا کہ نفس کی سرشت مین ہی کہ ایک طرح پر ذکر اور فکر کرنے سے تھک جاتا ہی اور ایک ڈھنگ پر صبر نہین کرتا اور اللہ تعالی نہین تھکتا جبتک کہ بندہ نہ تھکے تو نفس کے اس امر سرشتی کی رعایت سے ضرور ہوا کہ ہروقت مین نئے ڈھنگ کا ورد اسکے لیے مقرر کیا جاوے تاکہ اس تبدیل اطوار سے اُسکی لذت زیادہ ہو اور رغبت بڑھے اور دوام رغبت کے سبب سے مواظبت بھی ہمیشہ کو ہو جاوے اسی وجہ سے اوراد کی تقسیم مختلف طور پر کی گئی ہی۔ غرضکہ ذکر اور فکر تمام اوقات خواہ اکثر کو حاوی ہونی چاہیین کیونکہ نفس اپنی طبیعت سے دنیا کی لذتون کی طرف مایل ہی پس اگر آدمی اپنے نصف اوقات دنیا کی تدبیرات اور اُسکی مباح خواہشون مین مصروف اور نصف اوقات عبادت کے لیے رکھے تو چونکہ پہلے نصف مین میل طبعی کی جہت سے ترجیح موجود ہی تو برابری دونون وقتون کی کب رہی گو دیر کی رو سے برابر ہین لیکن ایک طرف میل طبعی ہونے کی ترجیح ہی کیونکہ دنیا کے کامون پر ظاہر و باطن موافق ہوتے ہین اور دل دنیا کی تلاش مین خوب صاف اور مجرد رہتا ہی اور عبادات کی طرف دل کا پھیرنا بناوٹ اور زبردستی سے ہوتا ہی تو عبادات مین دل کا اخلاص اور حاضر ہونا کبھی میسر ہو جاتا ہی اسلیے جو شخص جنت مین بے حساب جانا چاہے تو اُسکو چاہیے کہ اپنے سارے اوقات طاعت مین مصروف رکھے اور جو کوئی اپنے حسنات کے پلہ کا بھاری رہنا چاہے وہ اپنے اکثر اوقات کو طاعت مین لگائے رہے اور جو کوئی کچھ اعمال نیک کرے اور کچھ بُرے تو اُسکا معاملہ خطرناک ہی تاہم خداے تعالی کے کرم سے امید منقطع نہین اور معاف ہونے کی توقع ہی کہ کیا عجب ہی کہ وہ اپنے جود و کرم سے اُسکو بخشدے۔ اور رات دن کے اوقات کو ذکر اور فکر مین مصروف رکھنا نور بصیرت سے دیکھنے والون کو تو منکشف ہو جاتا ہی لیکن اگر تم اہل بصیرت سے نہو تو اللہ تعالی کا خطاب اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ لو اور نور ایمان سے خیال کر لو کہ اس سے کیا سمجھا جاتا ہی یعنی اللہ تعالی اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجودے کہ وہ سب بندون سے مقرب تر اور درجہ مین سب سے برتر ہین یہ ارشاد فرماتا ہی اِنَّ لَکَ فِی النَّھَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا اور فرمایا وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا وَمِنَ اللَّیْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَیْلًا طَوِیْلًا اور فرمایا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ وَمِنَ اللَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ اور فرمایا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَمِنَ اللَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ اور فرمایا اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّیْلِ ھِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِیْلًا اور فرمایا وَمِنْ اٰنَاۤئِ اللَّیْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّھَارِ لَعَلَّکَ تَرْضٰی اور فرمایا وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئٰتِ پھر اس باب مین تامل کرو کہ جو بندے اللہ تعالی کے کامیاب ہین انکی صفت مین اللہ تعالی نے کیا چیز بیان فرمائی ہی مثلاً ارشاد ہی اَمَّنْ ھُوَ قَانِتٌ اٰنَاۤءَ اللَّیْلِ سَاجِدًا وَّقَاۤئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَۃَ وَیَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اور فرمایا تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا اور فرمایا وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا اور فرمایا کَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ اللَّیْلِ مَا یَھْجَعُوْنَ وَبِالْاَسْحَارِ ھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ اور

فرمایا فسبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون ولہ الحمد فی السموات والارض وعشیا وحین تظہرون یعنی شام وصبح کو اللہ تعالی کی پاکی بیان کرو اور فرمایا ولا تطرد الذین یدعون ربہم بالغداۃ والعشی یریدون وجہہ پس ان آیات مین تامل کرنے سے تمکو معلوم ہو جاویگا کہ اللہ تعالی کی طرف کا راستہ اوقات کی نگرانی اور انکو وردون سے مدام بھرپور رکھنا ہی اور اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی کے نزدیک اُسکے بندون مین سے زیادہ تر محبوب وہ ہین جو سورج اور چاند اور سایون کو ذکر الٰہی کے لیے دیکھتے رہتے ہین اور اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی الشمس والقمر بحسبان اور فرمایا الم تر الی ربک کیف مد الظل ولو شاء لجعلہ ساکنا ثم جعلنا الشمس علیہ دلیلا ثم قبضناہ الینا قبضا یسیرا اور فرمایا والقمر قدرناہ منازل اور فرمایا وہو الذی جعل لکم النجوم لتہتدوا بہا فی ظلمات البر والبحر پس یہ گمان مت کرو کہ آفتاب اور چاند کی رفتار منتظم اور مرتب اور حساب وار ہونے اور سایہ اور روشنی اور ستارون کے پیدا کرنے سے یہ غرض ہی کہ انسے دنیا کے امور پر مدد لیجاوے بلکہ انکو اسلیے بنایا ہی کہ انسے اوقات کی مقدارین پہچانکر انمین طاعات بجا لاؤ اور دار آخرت کی تجارت مین لگو چنانچہ یہ مضمون اس آیت سے سمجھا جاتا ہی وہو الذی جعل اللیل والنہار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا یعنی رات کو ایک دوسرے کی نیابت کرنے کو بنایا تاکہ اگر دونون مین سے ایک مین کچھ عبادت رہ جاوے تو اسکا تدارک دوسرے مین ہو سکے اور بیان فرما دیا کہ یہ امر ذکر و شکر کے لیے ہی نہ اور کسی کام کے لیے۔ اور فرمایا وجعلنا اللیل والنہار آیتین فمحونا آیۃ اللیل وجعلنا آیۃ النہار مبصرۃ لتبتغوا فضلا من ربکم ولتعلموا عدد السنین والحساب اور فضل سے مطلوب ثواب اور مغفرت ہی ہی دوسرا بیان اوقات وظائف کے شمار اور ترتیب کے ذکر مین۔ جاننا چاہیے کہ دن کے ورد سات ہین اور رات کے چار اب ہر ایک کی فضیلت اور مدت وغیرہ کو تفصیل وار سننا چاہیے دن کے وظیفون مین سے پہلے کا وقت صبح صادق کے طلوع سے آفتاب کے وقت تک ہی اور یہ وقت شریف ہی اسکی شرافت ان وجہون سے معلوم ہوتی ہی کہ خداے تعالی نے اسکی قسم کھائی چنانچہ فرمایا والصبح اذا تنفس اور اپنی مدح مین مذکور فرمایا فالق الاصباح اور فرمایا قل اعوذ برب الفلق اور اُسوقت مین سایہ کو سمیٹنے سے اظہار قدرت کیا چنانچہ فرمایا ثم قبضناہ الینا قبضا یسیرا اور یہی وقت ہی کہ آفتاب کے نور پھیلنے سے رات کا سایہ سمٹ جاتا ہی اور لوگون کو اُسوقت مین تسبیح کے لیے ارشاد فرمایا یعنی یہ فرمایا فسبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون اور فرمایا فسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس اور فرمایا ومن اناء اللیل فسبح واطراف النہار لعلک ترضی اور فرمایا واذکر اسم ربک بکرۃ واصیلا اور دن کے اوراد کی ترتیب اس طرح ہی کہ شروع اپنے جاگنے سے کرے یعنے جس وقت جاگے ابتدا ذکر الٰہی سے کر کے کہے الحمد للہ الذی احیانا بعد اماتنا والیہ النشور آخر دعاؤن تک جو ہم پہلے باب مین جاگنے کے بعد پڑھنے کے ذکر مین لکھ آئے ہین اور اثناے دعا مین کپڑے پہنے اور کپڑے کے پہننے مین نیت ستر عورت کی حکم خدا کے موجب اور اُنسے عبادت پر مدد لینے کی کرے اُسکے سوا اور قصد ریا و تکبر وغیرہ کا نہ کرے پھر اگر حاجت ہو تو پاخانہ مین جاوے اور اپنا بایان پاؤن پہلے پاخانہ کے اندر رکھے اور وہ دعائین جو باب الطہارت مین پاخانہ مین جانے اور نکلنے کی ذکر کر چکے ہین پڑھے پھر مسنون طور پر مسواک کرے جیسے پہلے بیان ہو چکا ہی اور وضو سب سنتون اور دعاؤن کے ساتھ کرے جنکا بیان طہارت مین گذر چکا ہی کیونکہ ہم پہلے فرداے عبادت کو اسی لیے لکھ آئے ہین کہ اس باب مین صرف اُنکے مرکب کرنے اور آگے پیچھے ادا کرنے کو ذکر کرین اور جب وضو سے فارغ ہو تو دو رکعتین فجر کی سنتون کی اپنے گھر مین ادا کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے اور سنتون کے بعد خواہ اُنکو گھر مین پڑھے یا مسجد مین وہ دعا پڑھے جو حضرت ابن عباس رض سے مروی ہی اور پیشتر ہم لکھ آئے ہین یعنے اللہم انی اسئلک رحمۃ من عندک تہدی بہا قلبی آخر دعا تک پھر گھر سے مسجد کو چلے اور اُس دعا سے غافل نہو جو مسجد کو چلتے وقت ہم لکھ چکے ہین اور نماز کے لیے جھپٹ کر نہ چلے بلکہ آہستہ تسکین اور وقار کے ساتھ چلے کہ حدیث مین اسی طرح

وارد ہی اور اپنی انگلیون کو ایک دوسرے مین نہ ڈالے اور مسجد کے اندر دہنا پانون پہلے رکھکے جاوے اور مسجد مین جانے کی دعا یاد کرکے پڑہ لے پھر مسجد مین صف اول مین جگہ تلاش کرے بشرطیکہ گنجایش ہو اور لوگون کی گردنین نہ پھاندے نہ کسی کو تکلیف دے جیسے کہ جمعہ کے باب مین اسکا ذکر ہو چکا ہی پھر اگر سنتین فجر کی گھر مین نہ پڑھی ہون تو مسجد مین ادا کرکے اُنکے بعد کی دعا مین مشغول ہو جاوے اور اگر سنتین پڑھ چکا ہو تو مسجد مین دوگانہ تحیت پڑھکر جماعت کا منتظر بیٹھ جاوے اور جماعت کے لیے مستحب اندھیرے سے ادا کرنا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو تاریکی مین ادا فرمایا کرتے تھے اور جماعت کو کسی وقت کی چھوڑنا نہ چاہیے اور خاص کر صبح اور عشا کی جماعت ہرگز نہ چھوڑے کہ اِن دونون مین ثواب زیادہ ہی چنانچہ حضرت انس بن مالک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے نماز صبح کے باب مین ارشاد فرمایا ہی کہ جو کوئی وضو کرکے مسجد کو جاوے کہ اُسمین نماز پڑھے تو اُسکو ہر قدم پر ایک نیکی کا ثواب ہوگا اور ایک برائی اُسکی دور کیجاویگی اور نیکی کا ثواب دس گنا ملا کرتا ہی پھر اگر نماز پڑھکر آفتاب کے نکلنے پر لوٹیگا تو جتنے بال اُسکے بدن مین ہونگے اسقدر نیکیان اُسکے لیے لکھی جاوینگی اور ایک حج مقبول کا ثواب لیکر پھریگا اور اگر اسقدر اور بیٹھے کہ نماز چاشت بھی پڑھ لے تو ہر رکعت کے عوض دس لاکھ نیکیون کا ثواب ملیگا اور جو شخص نماز عشا کو مسجد مین جماعت سے پڑھے تو اُسکو بھی اسی قدر ثواب ہی اور ایک عمرہ مقبول لیکر پھریگا اور اکابر سلف کی عادت تھی کہ مسجد مین صبح ہونے سے پیشتر جایا کرتے تھے چنانچہ ایک تابعی روایت کرتے ہین کہ مین مسجد مین صبح صادق ہونے سے پیشتر گیا دیکھا تو حضرت ابو ہریرہؓ مجھسے پہلے پہونچ چکے ہین اُنھون نے مجکو ارشاد فرمایا کہ بھتیجے اپنے گھر سے اسوقت کس مطلب کو نکلے مین نے عرض کیا کہ صبح کی نماز کے لیے فرمایا کہ تمکو مژدہ ہو کہ ہم ایسے نکلنے اور مسجد مین بیٹھنے کو خدا کی راہ مین جہاد کرنے کے برابر یہ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مین جہاد کے برابر سمجھتے تھے۔ اور حضرت علیؓ سے مروی ہی کہ ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے یہان تشریف لائے اُسوقت مین سوتا تھا اور حضرت فاطمہؓ بھی خواب مین تھین آپ نے فرمایا کہ تم نماز کیون نہین پڑھتے مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہماری جانین خداے تعالے کے قبضے مین ہین جب وہ ہمکو اُٹھانا چاہتا ہی اُٹھ کھڑے ہوتے ہین آپ وہان سے لوٹ گئے اور مین نے سُنا کہ آپ نے اپنا ہاتھ ران مبارک پر مارا اور کہا وکان الانسان اکثر شیٔ جدلا یعنی ہی انسان سب چیز سے زیادہ جھگڑنے کو۔ پھر فجر کی سنتون اور اُنکے بعد کی دعا کے پیچھے استغفار اور تسبیح مین مشغول رہنا چاہیے جبتک کہ تکبیر ہو یعنی ستر بار یون کہے استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم و اتوب الیہ اور سو بار یہ کہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پھر نماز فرض تمام ظاہری اور باطنی آداب کی رعایت سے پڑھے چنانچہ اُنکا ذکر باب نماز مین ہم لکھ آئے ہین۔ جب نماز سے فارغ ہو تو مسجد مین بیٹھکر آفتاب کے نکلنے تک ذکر الٰہی بموجب ترتیب آیندہ کرتا رہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جس جگہ مین مین نماز صبح پڑھون اُسمین میرا بیٹھا رہنا اور نماز سے لیکر آفتاب نکلنے تک ذکر الٰہی کرنا مجکو اس بات سے محبوب تر ہو کہ چار بردے آزاد کردون۔ اور مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تھے تو نماز کی جگہ مین آفتاب نکلنے تک بیٹھے رہتے اور بعض روایات مین ہی کہ آفتاب کے نکلنے کے بعد دو رکعتین پڑھتے تھے۔ اور اُسکی فضیلت مین بہت کچھ وارد ہوا ہی۔ اور حضرت حسنؓ سے مروی ہی کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پروردگار کی رحمت کے ذکر مین فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ اے ابن آدم فجر کی نماز کے بعد ایک ساعت اور عصر کی نماز کے بعد ایک ساعت میرا ذکر کرلے مین تجکو ان دونون وقتون کے درمیان مین کافی ہونگا۔ اور جب اس بیٹھنے اور ذکر کی فضیلت معلوم ہو چکی تو چاہیے کہ آفتاب نکلنے تک بیٹھا رہے اور بات نہ کرے بلکہ آفتاب کے طلوع تک چار طرح کا وظیفہ رکھے اول دعائین دوم ذکر جسکو تسبیح پر پڑھے سوم قرآن کی تلاوت چہارم فکر کرنا دعائین تو نماز سے فارغ ہوتے ہی شروع کردے اور کہے اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد اللہم انت السلام ومنک السلام والیک یعود السلام حینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام پھر دعا وہ

شروع کرے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شروع کیا کرتے تھے یعنے یہ کہے سبحان ربی العلی الاعلی الوہاب لاالہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وہو حی لایموت بیدہ الخیر وہو علی کل شئ قدیر لاالہ الااللہ اہل النعمۃ والفضل والثناء الحسن لاالہ الااللہ ولانعبد الا ایاہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون پھر وہ دعائین پڑھے جنکو ہم تیسری اور چوتھی فصل مین باب نہم کی لکھ آئے ہین اور اگر ہوسکے تو وہ سب پڑھے ورنہ آئمین سے اسقدر یاد کرلے جسقدر کو دیکھے کہ میرے حال کے موافق اور دل کو نرم کرنے والی اور زبان پر ہلکی زیادہ ہین اور ذکر کے کلمات وہ ہین جنکے مکرر پڑھنے مین بہت سے فضائل وارد ہین اور ہمنے طول کلام کی جہت سے انکو نہین لکھا انکے مکرر پڑھنے کا ادنیٰ درجہ تو یہ ہی کہ ہر کلمہ کو تین بار یا سات بار پڑھے اور اکثر یہ ہی کہ سو دفعہ یا ستر مرتبہ پڑھے اور اوسط درجہ یہ ہی کہ دس بار پڑھے پس جسقدر فرصت اور وقت مین گنجایش پاوے اسقدر مکرر پڑھے اور ظاہر ہی کہ زیادہ کا ثواب زیادہ ہوتا ہی اور دس بار پڑھنا اوسط ہی کہ اسپر مداومت ہوسکتی ہی اور کامون مین سے بہتر وہی ہی جو ہمیشہ کو ہوسکے اگرچہ تھوڑا ہو اور جس وظیفہ کی کثیر پر مداومت نہوسکے تو اسکا قلیل مع مداومت کے بہتر ہی اور اسکی تاثیر بھی دلپر زیادہ ہوتی ہی بہ نسبت بہت کے جو ہمیشہ نہوسکے ناغہ کے ساتھ ہو اور تھوڑا وظیفہ جو دائمی ہو اسکی مثال ایسی ہی جیسے پانی کے قطرے زمین پر پے درپے ٹپکتے ہون کہ انسے زمین مین گڑھا پڑجاتا ہی اگرچہ وہان پتھر ہی ہو اور بہت سا وظیفہ جو ناغہ کے ساتھ ہو وہ ایسا ہی جیسے پانی یکبارگی یا کئی دفعہ کرکے دیر دیر کے بعد گرا دیا جاوے کہ اسکی تاثیر کچھ نہ معلوم ہوگی اور یہ کلمات دس ہین اول لاالہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وہو حی لایموت بیدہ الخیر وہو علی کل شئ قدیر دوم سبحان اللہ والحمد للہ ولاالہ الااللہ واللہ اکبر ولاحول ولاقوۃ الا باللہ سوم سبوح قدوس ربنا ورب الملئکۃ والروح چہارم سبحان اللہ العظیم وبحمدہ پنجم استغفر اللہ الذی لاالہ الاہو الحی القیوم واسالہ التوبۃ ششم اللہم لامانع لما اعطیت ولامعطی لما منعت ولاینفع ذاالجد منک الجد ہفتم لاالہ الااللہ الملک الحق المبین ہشتم بسم اللہ الذی لایضر مع اسمہ شئ فی الارض ولافی السماء وہو السمیع العلیم نہم اللہم صل علی محمد عبدک ونبیک ورسولک النبی الامی وعلی آلہ وصحبہ وسلم دہم اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم رب اعوذ بک من ہمزات الشیاطین واعوذ بک رب ان یحضرون تو یہ دس کلمات اگر دس دس بار پڑھے جاوین تو سو مرتبہ ہوجاوینگے اور یہ اس سے بہتر ہی کہ ایک ہی کلمہ کو سو بار پڑھین اسلیے کہ ان کلمات مین سے ہر ایک کے لیے ثواب اور فضیلت علٰحدہ ہی اور دل کو ہر ایک سے ایک طرح کی تنبیہ اور لذت ہی اور ایک کلمہ سے دوسرے کی طرف انتقال کرنے مین نفس کو بھی گونہ راحت اور اکتانے سے امن ہی اور قرارت قرآن مین مستحب یہ ہی کہ وہ آیتین پڑھے جنکے فضائل احادیث مین وارد ہین یعنے سورۃ الحمد اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول سے آخر سورۂ بقر تک اور آیت شہد اللہ انہ لاالہ الاہو اور دو آیتین قل اللہم مالک الملک توتی الملک من تشاء سے بغیر حساب تک اور لقد جاءکم رسول من انفسکم آخر سورہ تک اور لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق آخر سورۂ فتحنا تک اور قل الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا آخر سورۂ بنی اسرائیل تک اور پانچ آیتین سورۂ حدید کے اول کی اور ہو اللہ الذی لاالہ الاہو عالم الغیب والشہادۃ سے آخر سورۂ حشر تک پڑھے۔ اور اگر مسبعات عشر پڑھے یعنی وہ دس چیزین جو حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت ابراہیم تیمی کو بطور تحفہ تعلیم کین اور انکو وصیت کی کہ ان کلمات کو ہر صبح وشام سات سات بار پڑھا کرنا تو اس صورت مین ثواب پورا ملے اور سب عادتون کا ثواب اسکو حاصل ہوجاوے چنانچہ کرز بن وبرۂ جو ابدال مین سے تھے روایت کرتے ہین کہ میرے پاس ایک میرا بھائی شام سے آیا اور مجکو

ح ۱۲ سورۂ فاتحہ کی فضیلت بخاری مین بروایت ابی سعید بن المعلی اور آیۃ الکرسی کی مسلم مین بروایت ابی بن کعب اور بخاری مین ابوہریرہ اور آخر سورۂ بقرہ کی صحیحین مین بروایت ابی مسعود موجود ہی اور شہد اللہ الآیۃ کا فضل ابن حبان نے بروایت ابن مسعود نقل کیا ہی اور اسکی سند مین عمر بن المختار ہی اور مستغفری نے دعوات مین بروایت علی رضی اللہ عنہ فضل اس آیت کا لفظ الاسلام تک روایت کیا ہی اور اسی حدیث مین قل اللہم مالک الملک بغیر حساب تک مروی ہی اور لقد جاءکم رسول الآیۃ کا فضل طبرانی نے دعا مین بروایت انس بسند ضعیف نقل کیا ہی اور لقد صدق اللہ رسولہ کے فضل کی کوئی سند مجکو نہین ملی مگر سورۂ فتحنا کا فضل ابن حبان نے بروایت ابی بن کعب نقل کیا ہی وہ بھی موضوع ہی اور آخر بنی اسرائیل کا فضل احمد و طبرانی نے بروایت معاذ بن انس بسند ضعیف مروی کیا ہی اور پانچ آیتون حدید کا ابو القاسم محمد بن عبد الواحد بروایت علی رضی اللہ عنہ نقل کیا ہی اور سورۂ حشر کی تین آخر آیتون کی فضیلت ترمذی نے بروایت معقل بن یسار نقل کی ہی ۱۲

ایک تحفہ دیا اور کہا کہ بھائی اسکو قبول کرو کہ یہ بہت عمدہ تحفہ ہی مین نے اُنسے کہا کہ بھائی تمکو یہ تحفہ کسنے دیا ہی اُنھون نے کہا کہ مجکو ابراہیم تیمی نے دیا ہی مین نے کہا کہ تمنے ابراہیم سے نہ پوچھا کہ اُنکو کسنے دیا ہی اُنھون نے کہا کہ مین نے ابراہیم سے یہ سوال کیا تھا ابراہیم نے جواب دیا کہ مین صحن کعبہ مین بیٹھا تھا اور تہلیل اور تسبیح اور تحمید مین مشغول تھا کہ اس اثنا مین ایک شخص نے میرے پاس آکر سلام کیا اور میری دہنی طرف بیٹھ گیا مین نے اپنی عمر مین اُس سے زیادہ خوبصورت کوئی نہ دیکھا تھا اور نہ اُسکے کپڑون سے عمدہ کپڑے اور نہ اِسقدر سفید اور خوشبودار دیکھے تھے مین نے اُس سے پوچھا کہ ای بندۂ خدا تم کون ہو اور کہان سے تشریف لائے اُنھون نے فرمایا کہ مین خضر ہون مین نے پوچھا کہ آپ میرے پاس کس غرض سے آئے فرمایا کہ تجسے سلام علیک کرنے آیا اور تجسے مجکو محبت فی اللہ ہی اور میرے پاس ایک تحفہ ہی اُسکو مین تجھے دینا چاہتا ہون مین نے پوچھا کہ وہ کیا ہی فرمایا کہ آفتاب کے نکلنے اور زمین پر پھیلنے سے پیشتر اور غروب سے پہلے سورۂ الحمد اور معوذتین اور اخلاص اور کافرون اور آیۃ الکرسی سات سات بار پڑھا پھر سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر سات بار اور درود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سات بار اور استغفار اپنے لیے اور اپنے والدین اور مومن مردون اور عورتون کے لیے سات بار پھر یہ دعا سات بار اللّٰھم افعل بی وبھم عاجلاً و اٰجلاً فی الدین والدنیا والاٰخرۃ ما انت لہ اہل و لا تفعل بنا یا مولانا ما نحن لہ اہل انک غفور حلیم جواد کریم رؤف رحیم اور خبردار اسکو کسی صبح اور شام مین ترک نہ کرنا مین نے کہا کہ مین یہ چاہتا ہون کہ آپ مجکو بتا دین کہ یہ عطا آپ کو کسنے بخشی آپ نے فرمایا کہ مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحمت فرمائی ہی مین نے کہا کہ مجکو اسکے ثواب سے مطلع فرمائیے فرمایا کہ جب تمکو زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو تو اسکا ثواب پوچھ لینا کہ وہ ارشاد فرماوینگے ابراہیم تیمی کہتے ہین کہ مین نے ایک رات خواب مین دیکھا کہ گویا فرشتے میرے پاس آئے ہین اور مجکو اُٹھا کر لیگئے ہین یہانتک کہ جنت مین داخل کیا اور وہان عجیب و غریب اشیا دیکھین پھر مین نے فرشتون سے پوچھا کہ یہ سب سامان کسکے لیے ہی اُنھون نے کہا کہ جو کوئی تیرا سا عمل کرے اُسکے لیے ہی اور ابراہیم تیمی نے بہت سی چیزین جو جنت مین دیکھی تھین اُنکا بیان بھی کیا اور یہ بھی کہا کہ مین نے وہان کا میوہ کھایا اور پانی پیا پھر میرے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ کے ساتھ ستر پیغمبر اور ستر صفین فرشتون کی تھین کہ ہر صف اِسقدر تھی جیسے پورب اور پچھم کا فاصلہ ہی آپ نے مجکو سلام سے مشرف فرمایا اور میرا ہاتھ پکڑ لیا مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجسے خضر علیہ السلام نے کہا ہی کہ اُنھون نے یہ حدیث آپ سے سُنی ہی آپ نے فرمایا کہ خضر نے درست کہا اور جو کچھ وہ کہتے ہین وہ سب حق ہوتا ہی زمین کے لوگون مین عالم وہی ہی اور ابدال کا سردار ہی اور اللہ تعالیٰ کے لشکرون مین سے ہی جو زمین مین ہین پھر مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جو شخص یہ عمل کرے اور جیسا مین نے اپنے خواب مین دیکھا نہ دیکھے تو جو چیزین مجھے ملی ہین اُنین سے اُسکو بھی کچھ مرحمت ہوگا کہ نہین آپ نے فرمایا کہ قسم ہی مجکو اُس ذات کی جسنے مجکو نبی برحق بھیجا ہی کہ اسکا عامل اگرچہ مجکو نہ دیکھے اور نہ جنت کو دیکھے مگر اُتنا ثواب اُسکو ملیگا کہ اُسکے تمام گناہ کبیرہ جو اُسنے کیے ہونگے بخشے جاوینگے اور اللہ تعالیٰ اُسپر سے اپنا غصہ اور خفگی اُٹھالیگا اور بائین طرف والے فرشتے کو حکم فرماویگا کہ سال بھر تک اُسکی کچھ برائی نہ لکھے اور قسم ہی مجکو اُس ذات کی جسنے مجکو نبی برحق بھیجا ہی اِسپر عمل وہی کریگا جسکو اللہ تعالیٰ نے سعید پیدا کیا ہی اور اِسکو وہی ترک کریگا جسکو اُسنے بدبخت بنایا ہی۔ اور یہ جو کہتے ہین کہ ابراہیم تیمی نے چار مہینے تک نہ کچھ کھایا تھا نہ پیا تھا تو شاید اُسی خواب کے بعد کا حال ہوگا۔ غرض کہ قرأت کا وظیفہ یہ تھا جو مذکور ہوا اگر اسپر اپنی معمولی منزل بھی بڑھا لے یا اِسی قدر پر اکتفا کرے دونون صورتین اچھی ہین کیونکہ قرآن مجید مین ذکر اور فکر اور دعا سب کا ثواب ہی بشرطیکہ تامل کے ساتھ پڑھے جسطرح کہ تلاوت کے ذکر مین ہم اُسکے آداب اور فضائل کا ذکر کر چکے ہین۔ اور فکر کو بھی اپنا ایک معمول کر لینا چاہیے اور جس چیز مین فکر کرے اُسکی تفصیل اور فکر کی کیفیت جلد چہارم کے باب تفکر مین مذکور ہوگی لیکن مجموع فکر دو قسمون مین آجاتی ہین اول یہ کہ ایسی چیزون مین فکر کرے جو علم معاملہ مین اُسکو مفید ہون مثلاً اپنے نفس سے گذشتہ تقصیرون کا حساب لے اور جو روز اُسکے سامنے ہو اُسکے وظائف کی ترتیب کرے اور جتنے امور کہ خیر کے مانع ہون اُنکو دفع کرے اور اپنی خطا یاد کرے اور جن باتون سے عمل مین خلل پڑتا ہی اُنکو سوچے تاکہ

عمل مین اصلاح ہو اور اپنے دل مین خود اپنے اعمال کے باب مین اور مسلمانون سے معاملہ کرنے مین عمدہ نیتون کو حاضر کرے۔ دوسری قسم فکر کی یہ ہی کہ اُن چیزون مین فکر کرے جو علم مکاشفہ مین نافع ہون مثلاً خدای تعالیٰ کی ظاہری اور باطنی نعمتون مین اور اُنکے پے در پے آنے مین فکر کرے تاکہ اُنکی معرفت زیادہ حاصل ہو اور اُنکا بہت سا شکر بن پڑے یا اُسکی سزاؤن اور عقوبتون مین فکر کرے کہ اُس سے معبود کی قدرت کی معرفت بڑھے اور عقوبات وانتقامات سے زیادہ خوف کرے۔ اور ان اُمور مین سے ہر ایک کے بہت سے شعبے ہین کہ بعض لوگون کو اُنمین فکر کرنے کی گنجایش ہوتی ہی اور بعض کو نہین ہوتی کہ اُنکو خوب اچھی طرح جلد چہارم مین ہم لکھینگے۔ اور جب فکر کرنا میسر ہو جاوے تو یہ اشرف عبادات ہی کیونکہ اسمین ذکر الٰہی بھی ہی اور دو باتین زیادہ ہین ایک تو معرفت کا زیادہ ہونا کیونکہ فکر معرفت اور کشف کی کلید ہی دوم محبت کا زیادہ ہونا اسلیے کہ دل محبت اُسی کی کرتا ہی جسکی عظمت کا معتقد ہوتا ہی اور خداے تعالیٰ کی عظمت بدون اُسکے صفات اور عجائب افعال اور قدرت کی معرفت کے منکشف نہین ہوتی تو یہ سلسلہ اسطرح ہوتا ہی کہ فکر سے معرفت ہوتی ہی اور معرفت سے تعظیم اور تعظیم سے محبت۔ اور ہر چند ذکر بھی اُنس کا موجب ہوتا ہی اور اُنس ایک قسم کی محبت ہی ہی مگر وہ محبت جس کا سبب معرفت ہوتی ہی وہ اُنس کی نسبت کہ بہت قوی اور دیرپا اور نہایت بڑی ہوتی ہی جیسے کوئی شخص کسی کے خوبصورتی آنکھ سے دیکھے اور اُسکے حسن اخلاق اور افعال اور خصال حمیدہ پر تجربہ سے مطلع ہو کر عاشق ہو جاوے اور دوسرا شخص ایک غائب آدمی کا حسن وجمال چند بار مجملاً سُنے اور خوبصورتی کی باتین مفصل اُسکو معلوم بھی نہوئی ہون کہ اُسکا فریفتہ ہو جاوے تو پہلے شخص کے عشق کو دوسرے کی محبت سے وہی نسبت ہوگی جیسے عارف کی محبت کو ذاکر غیر عارف کے اُنس سے نسبت ہی کیونکہ مثل مشہور ہی ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ عارف کی محبت ایسی ہی جیسے دیکھنے والے کی ہوتی ہی اور ذاکر کی محبت مثل سُننے والے کی محبت کے ہی یعنی جو لوگ کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر پر دل اور زبان سے مداومت رکھتے ہین اور صرف ایمان تقلیدی سے جو کچھ کہ رسول لائے ہین اُسکی تصدیق کرتے ہین اُنکے پاس خداے تعالیٰ کے محاسن صفات مین سے چند اُمور مجمل ہی ہین جنپر اُنکا اعتقاد دوسرون کے بتلانے سے ہو گیا ہی اور جو لوگ عارف ہین اُنھون نے اِس جمال وجلال الٰہی کو چشم بصیرت سے مشاہدہ کیا ہی جو ظاہری بینائی سے قوی تر ہی اور اُنکو یہ بات میسر نہین ہوئی کہ اُسکے جلال وجمال کی ماہیت پر واقف ہو گئے ہون اسلیے کہ یہ امر تو خلق مین سے کسی کی تاب نہین جو معلوم کر سکے لیکن ہر شخص اُسقدر مشاہدہ کرتا ہی جسقدر کہ اُسکے لیے حجاب دور ہوتا ہی اور جمال حضرت اُلوہیت کی کچھ انتہا نہین اور نہ اُسکے حجابون کی تعداد ہان جن حجابون کو نور کہنا زیبا ہی اور جن تک سالک پہونچکر جاننے لگتا ہی کہ مین اصل تک پہونچ گیا اُنکی تعداد ستر حجاب ہین چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کے ستر پردے نور کے ہین اگر وہ اُنکو اُٹھاوے تو اُسکے چہرے کے انوار جس جس کو اُسکی بینائی پہونچے پھونک دین یعنی تمام خلق کو جلا دین اور یہ حجاب بھی ایک دوسرے کے بعد ترتیب وار ہین اور اُسکے نور آپس مین ایسے مختلف ہین جیسے آفتاب اور چاند اور ستارون کے نور ہین اور ابتدا مین سب سے چھوٹا نور ظاہر ہوتا ہی اُسکے بعد اُس سے زیادہ پھر اُس سے زیادہ اور اسی بنا پر بعض صوفیون نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درجات کے معنی بیان کیے ہین جو اُنکو ترقی کرنے مین ظاہر ہوئے تھے اُنھون نے تفسیر فلما جن علیہ اللیل رای کوکبا کی یہ کہی ہی کہ جب حضرت ابراہیم پر امر مشتبہ ہو گیا تو آپ ایک نور کے حجاب پر پہونچے جو اورون سے کم تھا اسی جہت سے اُسکو ستارہ سے تعبیر فرمایا اور اس آیت مین ستارہ سے مراد یہ ستارے رات کے چمکتے ہوئے نہین اسلیے کہ اُنکو تو عوام مین سے ہر کوئی جانتا ہی کہ رب ہونا ان اجسام کو لائق نہین بلکہ دیکھتے ہی اُنکے خیال مین یہ بات آجاتی ہی پس جس چیز کو عوام خدا نہ کہین اُسکو خلیل اللہ کسطرح خدا کہدیتے اور ان حجابون کو جو نور کہا تو اُس سے یہ روشنی مراد نہین جو آنکھ سے سوجھتی ہی بلکہ اُس سے نور کے معنے وہ مراد ہین جو اس آیت مین مقصود ہین اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح الآیہ اب ہم ان باتون سے عنان قلم پھیرتے ہین کہ یہ علم معاملہ سے خارج ہین اور اِنکی حقیقتون تک پہونچنا بدون کشف کے جو ذکر صاف کے بعد ہوتا ہی میسر نہین اور ایسے لوگ کم ہین جنپر یہ دروازہ مفتوح ہوتا ہی جمہور خلق کو اُنھین اُمور مین فکر میسر ہوتا ہی جو علم معاملہ مین مفید ہون اور اس فکر کا فائدہ بھی بہت ہی اگر یہی میسر ہو جاوے۔ غرض کہ

طالب آخرت کو چاہیے کہ ان چارون چیزون یعنی دعا اور ذکر اور قرارت اور فکر کا وظیفہ صبح کی نماز کے بعد کرلے بلکہ ہر وقت مین نماز معمولی سے فارغ ہونے کے بعد اسکا وظیفہ کرے کہ نماز کے بعد کوئی وظیفہ ان چارون سے بڑھکر نہین اور ان اُمور پر قادر ہونے کی یہ تدبیر ہی کہ اپنے ہتھیار اور سپر لے لیوے یعنی روزہ وہ سپر ہی جس سے شیطان کی راہین تنگ ہوتی ہین اور یہی بڑا دشمن اور خیر کی راہ سے روکنے والا ہی اور صبح صادق ہونے کے بعد سوا فجر کی دو سنتون اور دوگانہ فرض کے آفتاب نکلنے تک اور کوئی نماز نہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب رضی اللہ عنہم اُسوقت مین ذکر مین مشغول رہا کرتے تھے اور یہی بہتر ہی کہ ذکر اُسوقت مین کرے لیکن اگر فرضون سے پیشتر اُسکو نیند کا غلبہ ہو اور نیند بدون نماز کے نہ ٹلے تو اُسکے دفع کرنے کو اگر نماز پڑھیگا تو کچھ مضائقہ نہین **دوسرا وقت** دن کے وظیفہ کا آفتاب نکلنے سے چاشت کے وقت تک ہی اور چاشت سے ہماری مراد یہ ہی کہ آفتاب نکلنے سے زوال کے وقت تک کا نصف ہو جاوے اور یہ وقت اگر دن کو بارہ گھنٹے کا فرض کرین تو تین گھنٹے دن چڑھے ہو جاویگا یعنے چار پہر مین سے ایک پہر گذر یگا اس ایک پہر مین دو وظیفے زائد ہین اول نماز چاشت اور اُسکا حال ہم باب اسرار نماز مین ذکر کر چکے ہین اور بہتر یہ ہی کہ دو رکعتین اشراق کے وقت پڑھے یعنے جب آفتاب زمین پر پھیل جاوے اور بمقدار نصف نیزہ کے بلند ہو جاوے اور چار یا چھ یا آٹھ اُسوقت پڑھے جب آفتاب کی دھوپ سے ریت گرم ہو جاوے اور پانون کو پسینا آنے لگے یعنے پہر دن چڑھے - پس دو رکعتون کا وقت تو وہ ہی جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول مین مراد لیا ہی یسبحن بالعشی والاشراق کیونکہ یہی وقت آفتاب کے چمکنے اور زمین کے بخارات اور غبارات کے مقابلے سے اُونچا ہو کر اُسکا نور کامل ظاہر ہونے کا وقت ہی کہ یہ بخار و غبار اُسکے کامل نور کے مانع ہوتے ہین اور چار رکعتون کا وقت چاشت کبرے ہی جسکی قسم اللہ تعالیٰ نے کھائی ہی اور فرمایا ہی والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے پاس تشریف لائے دیکھا تو وہ اشراق کی نماز پڑھ رہے ہین آپ نے بلند آواز سے فرمایا کہ خبردار ہو کہ اوابین کی نماز کا وقت اُسوقت ہی کہ پانون جلنے لگین اسی بنا پر ہم کہتے ہین کہ جسکو ایک نماز پر اکتفا کرنی ہو اور چاشت و اشراق دونون نہ پڑھے تو چاشت کا وقت بہت افضل ہی گو اصل ثواب اسطرح بھی ملجاتا ہی کہ آفتاب کے نصف نیزہ کے قدر اُونچا ہونے سے لیکر زوال سے کسی قدر پیشتر تک مین پڑھ لے کہ یہ سب وقت دو مکروہ وقتون کے بیچ مین اس نماز کا وقت ہی اور اس تمام وقت کو چاشت ہی کہتے ہین مگر افضل وقت وہی پہر دن چڑھے ہی اور گویا کہ اشراق کا دوگانہ اُسوقت ہوتا ہی کہ مکروہ وقت آفتاب کے نکلنے کا گذر کر نماز کی اجازت کا وقت شروع ہو جاتا ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ آفتاب کے نکلنے کے ساتھ شیطان کا سینگ بھی نکلتا ہی جب آفتاب اونچا ہو جاتا ہی تو شیطان اُس سے علیحدہ ہو جاتا ہی اور کمتر مرتبہ آفتاب کے اُبھرنے کا یہ ہی کہ زمین کے بخارون اور غبارون کے اوپر ہو جاوے اور یہ امر تخمین اور انداز سے معلوم ہو جاتا ہی دوسرا وظیفہ اسوقت مین یہ ہی کہ جو عمدہ کام لوگون کے متعلق ہون اور اُنکی عادت صبح کو کرنے کی ہووے وہ اسوقت بجا لاوے مثلاً کسی بیمار کو پوچھنا اور جنازے کے ساتھ جانا اور نیکی اور تقوی پر مدد کرنی اور مجلس علم مین حاضر ہونا اور کسی مسلمان کی حاجت پوری کرنی یا اور ایسے ہی اُمور خیر کرے اور اگر ان امور مین سے کوئی کرنے کو نہو تو اُنھین چارون وظیفون کی طرف رجوع کرے یعنے دعاؤن اور ذکر اور قرارت اور فکر مین لگے اور اگر چاہے نماز نفل مین مصروف ہو کہ صبح صادق ہونے کے بعد وہ مکروہ تھی مگر اسوقت مکروہ نہین ہی تو اسوقت کے وظیفون مین نماز پانچوان وظیفہ ہو جاویگی مگر فرض صبح کے بعد کل نمازین جنکا کوئی سبب نہو مکروہ ہین اور صبح صادق ہونے کے بعد مستحب یہ ہی کہ صرف دوگانہ تحیت مسجد اور سنتون پر اکتفا کرے اور نفلین نہ پڑھنے لگے بلکہ وہ چارون وظیفہ ادا کرے جو اوپر مذکور ہوئے **تیسرا وقت** دن کے وظیفون کا چاشت سے لیکر زوال تک ہی اور چاشت سے ہماری وہی چوتھائی دن کا چڑھنا اور اُس سے تھوڑا سا پیشتر کا وقت ہی اسطرح کہ ہر تین گھنٹون کے بعد نماز کا حکم ہی مثلاً تین گھنٹے بعد طلوع کے گذرین تو اُسوقت اور اُنکے گذرنے سے پیشتر نماز چاشت ہی اور جب تین گھنٹے اور گذرین تو ظہر ہی اور جب تین اور گذرین تو عصر ہی اور جب تین اور ہون تو مغرب ہی اور چاشت کا مرتبہ طلوع اور زوال کے درمیان مین

۱؎ مسلم کی حدیث مین بروایت زید بن ارقم [illegible] دن کی اور [illegible] جب چڑھجاوے ۱۲ ارشاد الساری بروایت زید بن ارقم اور یہین ذکر بلند آواز سے فرمانے کا نہین واقع اسکی اسناد باب اسرار نماز کے فصل ساتوین مین گذری ۱۲

ایسا ہی جیسے زوال اور غروب کے درمیان مین عصر کا مرتبہ ہو اتنا فرق ہو کہ چاشت فرض نہین اسوجہ سے کہ یہ وقت اسطرح کا ہو کہ لوگ اسمین
اپنے کامون پر جھکے ہوتے ہین اس وجہ سے انپر آسانی رکھی گئی کہ یہ نماز فرض نہوئی اور اس وقت کا وظیفہ بھی وہی چارون اُمور مذکورہ ہین اور دو
باتین زائد ہین اول کمائی مین مشغول ہونا اور معیشت کی تدبیر کرنی اور بازار مین جانا پس اگر یہ شخص سوداگر ہو تو چاہیے کہ صدق اور ایمانداری سے تجارت
کرے اور اگر کوئی پیشہ ور ہو تو خلق کی خیر خواہی اور شفقت مد نظر رکھے اور اپنے سب کامون مین خدای تعالی کا ذکر نہ بھولے اور جب ہر روز کمانے پر
قادر ہو تو اتنی کمائی پر اکتفا کرے جو اُس روز کی حاجت کی قدر ہو جب اتنا ملجاوے کہ اُس روز کی قوت کو کافی ہو تو چاہیے کہ اپنے پروردگار کے گھر مین
جا کر اپنی آخرت کے لیے توشہ حاصل کرے کیونکہ آخرت کے توشہ کی زیادہ ضرورت ہو اور اُس سے نفع لینا دائمی ہو پس ایسی چیز کو حاصل کرنا اُس زیادہ
طلبی سے اہم ہو جو سردست کی حاجت سے زیادہ ہو چنانچہ کہتے ہین کہ ایماندار آدمی تین باتون مین سے ایک نہ ایک کرتا ملتا ہو یا تو مسجد مین نماز وغیرہ
سے اسکو آباد کرتا ہوگا یا اپنے گھر مین لوگون سے کنارہ کیے ہوگا یا کسی اپنی حاجت ضروری مین مصروف ملیگا۔ اور ایسے شخص بہت کم ہین جو یہ جانتے
ہون کہ ضروری چیز کی مقدار کیا ہو اکثر لوگ جن چیزون سے انکو مفر بھی ہوتا ہو انکو بھی یہی ٹھہرا لیتے ہین کہ اُنسے ہمکو مضر نہین اور اسکی وجہ یہ ہو کہ شیطان
انکو مفلسی سے ڈراتا ہو اور بُری باتون کے لیے حکم کرتا ہو تو اُسی کے کہنے کو پذیرا کر کے جو نہین کھاتے اسکو بھی محتاج ہونے کے ڈر سے جوڑ رکھتے ہین
اور اللہ تعالی انکو اپنی مغفرت اور فضل کا وعدہ فرماتا ہو اُس سے روگردانی کرتے ہین اور ذرا راغب نہین ہوتے دوسرا وظیفہ اسوقت کا دوپہر کا سونا ہو
اور وہ سنت ہو اس نظر سے کہ اُس سے رات کے جاگنے پر مدد لے جیسے کہ سحر کھانا اسلیے مسنون ہو کہ دن کے روزے پر اُس سے مدد لیوے پس
اگر رات کو نہ اُٹھتا ہو لیکن دن کو اگر نہین سوتا تو کوئی امر خیر نہین کرتا بلکہ غالبا غفلت والون مین بیٹھکر گپ ہانکتا ہو تو ایسی صورت مین اُسکے حق مین
سونا ہی اچھا ہو بشرطیکہ اُسکی دل لگی اذکار و ظائف مذکورہ سے نہوتی ہو کیونکہ سوتے مین سکوت اور سلامتی تو ہو اور بعض اکابر نے فرمایا ہو کہ لوگون پر
ایک ایسا زمانہ آویگا کہ اُسمین سکوت اور سونا اُنکے سب عملون سے افضل ہوگا اور بہت سے عابد اسطرح کے ہین کہ اُنکا عمدہ حال سونے کی حالت
ہو اور یہ اس صورت مین ہو کہ عبادت مین اخلاص نہ کرتے ہون بلکہ عبادت سے نمود منظور ہو تو جب عابد کا یہ حال ہوگا تو غافل بدکار کا سونا
کیسے اچھا نہوگا۔ حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہین کہ سلف کے اکابر جب سونے کے لیے فارغ ہوتے تو طلب سلامتی کے واسطے اسکو
اچھا جانتے غرض کہ دن کو سلامتی کے طلب اور شب بیداری کی نیت سے سونا ثواب ہو مگر چاہیے کہ زوال سے اتنا پیشتر جاگے کہ نماز کی
تیاری کرتے یعنی وضو کر کے مسجد مین نماز کے وقت سے پیشتر جاوے کہ یہ عمدہ اعمال مین سے ہو اور اگر دن کو نہ سوے اور نہ کمائی مین مشغول ہو
بلکہ نماز اور ذکر مین مصروف رہے تو کیا کہنا ہو کہ دن کے اوقات مین سے عبادت کا افضل وقت یہی ہو اسلیے کہ اسوقت لوگ اپنے پروردگار سے
غافل ہوتے ہین اور دنیا کے ترددات مین مبتلا رہتے ہین تو جو دل اپنے رب کا کام ایسے وقت مین کرے اور بندے اُسکے دروازے سے
علیحدہ ہون وہ اس بات کا مستحق ہو کہ اللہ تعالی اُسکو پاک کرے اور اپنے قرب و معرفت کے لیے پسند فرماوے اور اسوقت کی عبادت کا ثواب
رات کی عبادت کے ثواب کے مثل ہو کہ وہ وقت بھی لوگون کے سونے کی وجہ سے غفلت کا ہو اور یہ وقت خواہش نفسانی کی پیروی اور ترددات
دنیاوی مین مبتلا ہو کر غافل رہنے کا ہو اور یہ عبادت دن کی وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً کے دو معنون مین سے ایک کے مطابق ہوتی ہو
کہ اس سے ایک یہ غرض ہو کہ رات دن کو فصل مین ایک دوسرے کے بعد لاتا ہو اور دوسری غرض یہ ہو کہ ایک کو دوسرے کا نائب کیا کہ آدمی
سے جو ایک مین رہجاوے اسکا تدارک دوسری مین کر لے تو رات کی عبادت کا تدارک اُسوقت مین ہو جاتا ہو جو اُسی وقت کے مشابہ ہو چوتھا
**وقت** دن کے وظیفون کا زوال سے لیکر ظہر کے فرائض اور سنتون سے فارغ ہونے تک ہو اور یہ وقت دن کے سب وقتون سے چھوٹا اور
افضل ہو پس جب زوال سے پیشتر وضو کر کے مسجد مین موجود ہو جاوے تو جس وقت دوپہر ڈھلے اور موذن اذان کہنی شروع کرے تو اُسکی اذان
کے جواب تک صبر کرے پھر اذان اور تکبیر کے درمیان کے وقت کو عبادت مین صرف کرنے کے لیے کھڑا ہو کہ وقت اظہار کا یہی ہو جو ارشاد

ت اور جو ... رات اور دن برابر ہے ۱۲

خداوندی وحین تظہرون مین مراد ہی اور اسوقت مین چار رکعتین پڑھے کہ اُن مین سلام نہ پھیرے اور دن کی تمام نفل نمازون مین بھی ایک نماز ہی کہ بعض علما اسکو ایک سلام سے پڑھنے کو کہتے ہین مگر اس روایت مین طعن کیا گیا ہی۔ اور امام شافعیؒ کے نزدیک یہ ہی کہ انکو بھی اور دن کے نوافل کی طرح دو دو پڑھے اور احادیث صحیحہ[1] مین اسی طرح وارد ہی۔ اور چاہیے کہ ان رکعات کو لمبی لمبی پڑھے کہ اسوقت مین آسمان کے دروازے کھلتے ہین چنانچہ اس باب مین ہمنے حدیث نماز نفل کی فصل مین بیان کی ہی اور چاہیے کہ اُنمین سورۂ بقر پڑھے یا دو سورتین سو سو آیتون کی یا چار سورتین مفصل سے بڑی اور سو آیت کی سورتون سے چھوٹی پڑھے کہ ان گھڑیون مین دعا قبول ہوتی ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھا معلوم ہوتا تھا[2] کہ ان گھڑیون مین آپکا کوئی عمل اوپر جاوے پھر یہ چار رکعتین بڑی بڑی بطور مذکور پڑھنے کے بعد خواہ چھوٹی چھوٹی رکعتین پڑھنے کے بعد ظہر کے فرض جماعت سے پڑھے غرض چار سنتین پیشتر کی چھوڑے نہین جسطرح بن سکے پڑھکر فرض پڑھے اور بعد فرضون کے دو رکعتین پڑھے پھر چار پڑھے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے ذکر کیا ہی کہ فرضون کے بعد اتنی ہی رکعتین بدون فاصلہ کے پڑھی جاوین اور مستحب ہی کہ ان نفلون مین آیۃ الکرسی اور سورۂ بقر کی تمامی کی آیتین اور وہ آیتین جنکو ہم اول وقت کے وظیفہ مین لکھ آئے ہین پڑھے تاکہ انکا پڑھنا دعا اور ذکر اور قرات اور نماز اور تحمید اور تسبیح کو مع وقت کی شرافت کے شامل ہو **پانچوان وقت** دن کے وظیفون کا ظہر کے بعد سے عصر تک ہی اسوقت مین مستحب ہی کہ مسجد مین بیٹھکر ذکر اور نماز یا اور کسی چیز مین مشغول ہو اور عصر کی نماز کے انتظار مین معتکف رہے کہ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا عمدہ اعمال مین سے ہی اور یہ امر پہلے اکابر کا دستور ہی جو کوئی اسوقت ظہر و عصر کے درمیان مسجد مین داخل ہوتا تو نمازیون کی تلاوت کی گونج مکھی کی آواز کی طرح سنتا۔ پس اگر گھر پر رہنے سے دین کی سلامتی اور فکر مین جمعیت زیادہ ہو تو اس صورت مین اُسکے حق مین گھر پر چلا جانا افضل ہی غرضکہ یہ وقت بھی لوگون کی غفلت کا وقت ہی اسکو عمل خیر مین بسر کرنا ایسا ہی جیسا تیسرے وقت مین عمدہ کام کرنا اور جو شخص زوال سے پیشتر سو چکا ہو اسکو اسوقت سونا مکروہ ہی اسلیے کہ دن کو دوبار سونا اچھا نہین۔ اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ تین باتون پر اللہ تعالی بہت غصہ کرتا ہی اول ہنسنا بدون تعجب کے دوم کھانا بدون بھوک کے سوم دن کو سونا بدون شب بیداری کے۔ اور سونے کی مقدار معتدل یہ ہی کہ رات دن کے چوبیس گھنٹے ہوتے ہین اُنمین سے آٹھ گھنٹے رات دن دونون مین سونے مین صرف کرے اور اگر رات کو آٹھ گھنٹے سو چکا ہو تو پھر دن کو سونے کے کچھ معنی نہین ہان اگر رات کو کم سویا ہو تو دن کو اتنا اور سوئے کہ دونون وقت کا سونا آٹھ گھنٹے ہو جاوے کیونکہ آدمی کو یہی کافی ہی کہ اگر ساٹھ برس کی عمر ہو تو بیس برس عمر مین سے کم ہو جاوین اور جس صورت مین کہ آٹھ گھنٹے کل رات اور دن کی تہائی ہی تو ظاہر ہی کہ عمر کی تہائی کم ہو گئی لیکن ازانجا کہ سونا روح کی غذا ہی جیسے کھانا بدن کی غذا ہی اور ذکر اور علم دل کی تو اسی لیے سونے کو بالکل منقطع کر دینا ممکن نہین اور درمیانی مقدار اسکی آٹھ گھنٹے ہین اور اس سے کم کرنا بعض اوقات بدن کو مضطر کر دیتا ہی ہان اگر کوئی جاگنے کی عادت ڈالے تو ہو سکتا ہی کہ رفتہ رفتہ اسکا خوگر ہو جاوے اور اضطراب بھی نہونے پاوے۔ اور یہ وقت زیادہ لمبے وقتون مین سے ہی اور بندون کو اس سے نفع زیادہ ہی اور آصال کا جو ذکر خدا تعالی نے فرمایا ہی چنانچہ ارشاد فرمایا وللہ یسجد من فی السموات والارض طوعا وکرہا وظلالہم بالغدو والآصال اُنمین سے ایک یہ وقت ہی۔ اور جس صورت مین کہ جمادات اللہ تعالی کے لیے سجدہ کرتے ہون تو کیسے ہو سکتا ہی کہ بندہ باوجود عقل کے انواع عبادات سے غافل رہے **چھٹا وقت** اُسوقت سے شروع ہی کہ جیسے عصر کا وقت داخل ہوتا ہی اور سورۂ عصر مین اسی وقت کی قسم اللہ تعالی نے کھائی ہی ایک معنی والعصر کے یہی ہین اور وعشیا وحین تظہرون مین عشی سے دو تفسیرون مین سے ایک کے موجب یہی وقت مراد ہی اور ایسا ہی بالعشی والاشراق مین سمجھنا چاہیے اور اسوقت مین بجز چار رکعتون کے درمیان اذان اور تکبیر عصر کے جیسے ظہر کے فرضون سے پہلے چار رکعتین تھین اور کوئی نماز نہین اُن چار رکعت نفل کے بعد فرض پڑھے اور چارون وظیفون مذکورۂ سابق مین مصروف رہے یہانتک کہ آفتاب دیوارون کی منڈیرون پر چلا جاوے اور زرد پڑ جاوے اور چونکہ اسوقت مین نماز ممنوع ہی تو بہتر یہ ہی کہ تلاوت قرآن کرے اور تامل اور سمجھنے کے ساتھ پڑھے کہ وہ ذکر اور دعا اور فکر سب کو شامل ہی تو ایک تلاوت مین تینون باتین وہ بھی آ جاوینگی تو گویا چارون وظیفون کا ثواب حاصل ہوگا **ساتوان وقت** دن کے وظیفون کا آفتاب کے زرد پڑ جانے کے

[1] ابوداؤد و ابن حبان روایت ابن عمر ۱۲

[2] ابوداؤد و ابن ماجہ روایت ابو ایوب ۱۲

وقت سے شروع ہی یعنی جس وقت آفتاب زمین کے اتنا قریب ہوجاوے کہ زمین پر کے بخار اور غبار اسکے نور کی آڑ ہو جاوین اور روشنی مین زردی آجاوے اسوقت سے ساتوان وقت ہی اور جسطرح کہ پہلا وقت صبح صادق سے آفتاب نکلنے تک تھا اُسی کے مثل یہ وقت ہی کہ یہ غروب سے پیشتر ہی اور وہ طلوع سے پیشتر تھا اور یہی وقت مراد ہی اللہ تعالی کے اس قول مین[ا] فسبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون اور اطراف جو اس ارشاد مین واقع ہی[ت] فسبح واطراف النہار تو دوسری طرف دن کی یہی وقت ہی حضرت حسن بصری فرماتے ہین کہ اکابر سلف اول روز کی نسبت آخر روز کی زیادہ تعظیم کیا کرتے تھے۔ اور بعض اکابر کا قول ہی کہ سلف کے لوگ اول روز کو دنیا کے لیے رکھتے تھے اور آخر کو آخرت کے لیے غرضکہ اسوقت مین تسبیح اور استغفار تو بالخصوص مستحب ہی اور جو باتین ہمنے اول وقت مین لکھی ہین وہ عموماً مستحب ہین مثلاً یون کہنا چاہیے استغفر اللہ الذی لاالٰہ الا ہو الحی القیوم واسألہ التوبۃ اور سبحان اللہ العظیم وبحمدہ اور یہ تسبیح واستغفار کا کہنا اس آیت سے نکالا گیا ہی[ت] واستغفر لذنبک وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار اور استغفار مین وہ نام اللہ تعالی کے لینے اچھے ہین جو قرآن مجید مین ہین جیسے یون کہنا[ت] استغفر اللہ انہ کان غفاراً[ت] استغفر اللہ انہ کان توابا[ت] رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین فاغفر لنا وارحمنا وانت خیر الراحمین فاغفر لنا وارحمنا وانت خیر الغافرین اور آفتاب کے غروب سے پیشتر سورۂ شمس اور سورۂ لیل اور معوذتین کا پڑھنا مستحب ہی اور آفتاب ایسی طرح ڈوبے کہ استغفار پڑھ رہا ہو پھر جب اذان سنے تو یون کہے اللہم ہذا اقبال لیلک وادبار نہارک آخر تک جیسے پہلے مذکور ہوا پھر موذن کا جواب دے اور مغرب کی نماز مین مشغول ہو۔ اور آفتاب کے غروب ہونے پر دن کے اوقات تمام ہو جاتے ہین اب بندے کو اپنے حالات کا ملاحظہ کرکے اپنے نفس کا حساب کا کرنا چاہیے کیونکہ اُسکے طریق مین سے ایک منزل قطع ہو گئی اگر وہ روز گذشتہ روز کے برابر ہوا تو اُسکو خسارہ رہا اور اگر گذشتہ دن کی نسبت یہ بُرا ہوا تو ملعون ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جس روز مین کہ مین خیر کے اعتبار سے زیادہ نہون اُسمین مجھے برکت نہو جیو۔ پس اگر اپنے نفس کو دیکھے کہ تمام دن خیر کی کثرت مین رہا اور تکلف سے بری اور علیحدہ رہا تو یہ ایک مژدہ ہی خدا تعالی کا شکر کرنا چاہیے کہ اُسنے توفیق دی اور اپنے طریق پر قائم رکھا اور اگر دوسری حالت معلوم ہو یعنی دن مین کچھ خیر اچھی طرح نہین پڑی ہو تو پھر رات دن کا نائب ہی چاہیے کہ جو کچھ قصور دن کو ہوا ہو اُسکے تدارک کا قصد کرے کہ نیکیون سے برائیان جاتی رہتی ہین اور خدا تعالی کا شکر کرے کہ اُسنے جسم کو تندرست رکھا اور رات بھر کی زندگی باقی رکھی کہ اُس مین تدارک خطا کا ہو سکتا ہی اور آفتاب کے غروب ہونے پر اپنے دل مین دھیان کرے کہ زندگی کے روز کا بھی ایک آخر ہی کہ اُسمین آفتاب حیات ایسا غروب ہوگا کہ پھر کبھی نہ نکلیگا اور اُسوقت تدارک اور عذر کرنے کا دروازہ بند ہو جاویگا کیونکہ زندگی کے چند روز ہین وہ بیشک گذر جاوینگے موت کا دن اُنکے گذرنے پر آموجود ہوگا سچ ہی۔ صبح ہوتی ہی شام ہوتی ہی+ عمر یونہین تمام ہوتی ہی تیسرا بیان رات کے وظائف کے اوقات کا اور وہ پانچ ہین اول وقت کا شروع آفتاب کے غروب ہونے سے ہی اور اُسکا آخر سرخی شفق کی دور ہونے پر جسکے جانے کے بعد عشا کا وقت آجاتا ہی اسوقت کا وظیفہ یہ ہی کہ مغرب کی نماز پڑھے اور پھر نوافل عشا تک پڑھتا رہے اللہ تعالی نے اسی وقت کی قسم کھائی ہی چنانچہ فرمایا[ا] فلا اقسم بالشفق اور اسوقت مین نماز پڑھنی ناشئۃ اللیل ہی کیونکہ رات کی ابتدا ساعات مین واقع ہوتی ہی اور آیت[ت] ومن اناء اللیل فسبح مین جو آناء آیا ہی اُسمین سے ایک پارہ یہ ہی اور صلوۃ اوابین بھی اسی وقت کی نماز ہی اور آیت[ت] تتجافی جنوبہم عن المضاجع سے بھی یہی نماز مراد ہی چنانچہ حضرت حسن بصری سے مروی ہی اور ابن ابی زیاد نے اس روایت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اسناد کیا ہی کہ آپ کی خدمت مین کسی نے اس آیت کے حال سے سوال کیا آپ نے فرمایا کہ[۱۳] مغرب اور عشا کے درمیان کی نماز مراد ہی پھر آپ نے فرمایا کہ مغرب اور عشا کے درمیان کی نماز اپنے اوپر لازم کرو کہ وہ دن کے لغویات کو دور کرتی اور اُسکے انجام کو اچھا کرتی ہی۔ اور حضرت انس سے کسی نے اسوقت مین سونے کے لیے پوچھا آپنے فرمایا کہ ایسا نہ کر کہ یہ ساعت وہ ہی تتجافی جنوبہم عن المضاجع مین مراد ہی اور اسوقت کی عبادت کی فضیلت ہم عنقریب دوسری فصل مین ذکر کرینگے یہان اسقدر لکھتے ہین کہ اسوقت ترتیب وظیفہ اسطرح کرنی چاہیے کہ مغرب کے بعد دو رکعتین اسطرح پڑھے کہ اول مین سورۂ کافرون اور

ت ۱ سو پاک اللہ کی یاد ہی جب شام کرو اور صبح کرو ۱۲ ت ۲ سو پاکی بول اور دن کی حدون پر ۱۲ ت ۳۔ اور بخشوا اپنا گناہ اور پاکی بول اپنے رب کی خوبیان شام کو اور صبح کو ۱۲ ت ۴ مغفرت چاہتا ہون اللہ سے کہ وہ بہت مغفرت کرنے والا ہی ۱۲ ت ۵ مغفرت چاہتا ہون اللہ سے کہ وہ معاف کرنے والا ہی ۱۲ ت ۶۔ اے پروردگار معاف کر اور مہر کر اور تو بہتر مہر کرنے والا ہی ۱۲ ت ۷ پس تو ہمکو

اور دوسری مین سورۂ اخلاص ہو اور اُن مین نہ کوئی گفتگو حائل ہو نہ اور کوئی کام بلکہ فرضون کے بعد ہی متصل پڑھ لے پھر ان دو کے بعد چار رکعتین پڑھے پھر سرخی شفق کی غائب ہونے تک جو کچھ بن پڑے پڑھ لے اور اگر مسجد گھر سے نزدیک ہو اور عشا کے انتظار مین مسجد مین بیٹھ رہنے کا ارادہ ہو تو ان نوافل کو گھر پر پڑھنے کا مضائقہ نہین ہے اور اگر عشا کا انتظار کرنا منظور ہو تب مسجد مین پڑھنا افضل ہے بشرطیکہ لغو اور تکلف سے بچا ہوا ہو دوسرا وقت عشا کے وقت کی ابتدا سے لوگون کے سونے کے وقت تک ہے اور یہ وقت اندھیرے کے مستحکم ہونے کا آغاز ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسوقت کی قسم کھائی ہے چنانچہ فرمایا واللیل وما وسق یعنے قسم ہے رات کی اور اندھیرے کی جو اسمین جمع ہوتا ہے اور فرمایا اقم الصلوۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل یعنے نماز پڑھ آفتاب کے ڈھلنے سے رات کی تاریکی تک اور تاریکی اُسی وقت زیادہ ہو تو مستحکم ہو جاتی ہے اور اسوقت کے وظائف کی ترتیب تین باتون کی رعایت سے ہوتی ہے اول یہ کہ عشا کے فرضون کے سوا دس رکعتین پڑھے چار تو فرضون سے پیشتر تاکہ اذان و تکبیر کے درمیان کا وقت خالی نہ رہ جاوے اور چھ فرضون کے بعد کہ اول دو رکعتین ہون اور پھر چار رکعتین اور اُن مین قرآن مین سے مخصوص آیتین پڑھے جیسے سورۂ بقر کا آخر اور آیۃ الکرسی اور سورۂ حدید کا شروع اور سورۂ حشر کا آخر اور دوسری اسیطرح کی آیتین - دوم یہ کہ تیرہ رکعتین پڑھے کہ اُنکا آخر وتر ہو کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے رات کو زیادہ سے زیادہ اتنی ہی رکعتین پڑھی ہین اور ہوشیار آدمی تو شروع سب مین ان رکعات کے اوقات ٹھہرا لیتے ہین اور قوی آخر شب کے اوقات اختیار کرتے ہین اور احتیاط اسی مین ہے کہ اول شب اختیار کیجاوے کیونکہ کیا عجب ہے کہ پچھلے کو آنکھ نہ کھلے یا نماز کا پڑھنا بھاری پڑ جاوے ہان جسصورت مین کہ پچھلے کو اُٹھنا عادت ہو جاوے تو البتہ آخر شب مین ان رکعات کا پڑھنا افضل ہے پھر اس نماز مین مقدار تین سو آیتون کی اُن خاص صورتون مین سے پڑھنی چاہیے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اکثر پڑھا کرتے تھے مثلاً سورۂ یٰس اور الم سجدہ اور دخان اور ملک اور زمر اور واقعہ اور اگر نماز مذکور نہ پڑھے تو سونے سے پیشتر ان سب سورتون کی خواہ بعض کی قرارت نکرے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو کچھ ہر شب پڑھا کرتے تھے تین حدیثون مین مروی ہے اُن مین مشہور تر مین سورۂ الم سجدہ اور ملک اور زمر اور واقعہ ہین اور ایک روایت مین زمر اور بنی اسرائیل ہے اور ایک مین یہ ہے کہ آپ مسبحات یعنی حدید اور حشر اور صف اور جمعہ اور تغابن ہر شب پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان مین ایک آیت ہزار آیتون سے بہتر ہے اور علما مسبحات کو چھ قرار دیتے ہین اور سورۂ اعلےٰ کو اول کی پانچ پر زیادہ کرتے ہین اسوجہ سے کہ حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سبح اسم ربک الاعلی کو محبوب جانتے تھے اور وتر کی تین رکعتون مین تین سورتین سبح اسم اور کافرون اور اخلاص پڑھا کرتے تھے اور وترون سے فارغ ہو کر سبحان الملک القدوس تین بار ارشاد فرماتے سوم وتر کا پڑھنا کہ سونے سے پہلے پڑھ لینی چاہیین بشرطیکہ تہجد کی عادت نہو حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہین کہ مجھکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ بدون وتر پڑھے نہ سوؤن - اور اگر تہجد کی عادت ہو تو تاخیر وتر افضل ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کی نماز دو دو رکعت ہین اور جب صبح ہو جانے کا تجکو خوف ہو تو ایک رکعت سے اُسکو طاق کر دے - اور حضرت عائشہ رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وتر اول شب مین پڑھی اور درمیان مین اور آخر مین بھی اور آپ کے وتر کی نوبت سحر تک پہونچی تھی - اور حضرت علی رض نے فرمایا ہے کہ وتر تین طرح پر ہین چاہو تو وتر اول شب پڑھ لو پھر تہجد کی دو دو رکعتین پڑھو یعنے یہ تہجد اپنے پیشتر کے وتر سے ملکر طاق ہو جاویگا اور چاہو وتر ایک رکعت سے پڑھو پھر جب آنکھ کھلے تو اُس مین دوسری رکعت ملاکر جفت کر دو پھر آخر شب مین وتر پڑھو اور چاہو سب سے پیچھے وتر پڑھو تاکہ آخر نماز وتر ہو جاوے یہ حضرت علی رض کا ارشاد ہے اسمین سے اول اور تیسرے طور کا تو مضائقہ نہین مگر دوسرے قول کے بموجب وتر کے توڑنے مین ممانعت آئی ہے اسکو توڑنا نہ چاہیے اور ایک مطلق روایت بھی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شب مین دو وتر نہین - اور جسکو اپنے جاگنے مین تردد ہو تو اُسکے

لیے ایک سہل تدبیر ہی جسکو بعض علمانے مستحسن جانا ہو وہ یہ ہی کہ وتر کے بعد سوتے وقت اپنے بستر پر بیٹھکر دو رکعتین پڑھلے آنحضرت جب اپنے بستر پر جاتے تو یہ دونون رکعتین پڑھتے اول مین اذا زلزلت اور دوسری مین الہاکم التکاثر کیونکہ ان دونون سورتون مین خوف دہانی اور وعید ہی اور ایک روایت مین تکاثر کی جگہ قل یاایہا الکفرون ہی کہ اسمین اورون کی عبادت سے تبری اور عبادت کا محض خدائے تعالے اکیلے کیلیے کرنا ہی غرضکہ ان دونون رکعتون کو پڑھکر اگر پھر آنکھ کھلے تو یہ دونون رکعتین قائم مقام ایک رکعت کے ہوجاوینگی اور پیشتر کے وترون سے ملکر گو یا جفت ٹھہر نیگی اسصورت مین نماز تہجد کے بعد وتر کی ایک رکعت از سر نو پڑھلینی بہتر ہی اور اس امر کو ابو طالب مکی نے مستحسن جانا ہی اور فرمایا ہی کہ اسمین تین عمل ہین ایک زندگی کی توقع کم سمجھنی دوسرے وترون کا ہوجانا تیسرے آخر شب مین وتر کا ہونا اور یہ انکا قول تو درست ہی مگر اسمین ایک شبہہ ہوتا ہی کہ اگر یہ رکعتین پہلے وترون کو جفت کرتی ہین تو بھی حال انکا ہونا چاہیے گو آنکھ نہ کھلے اور وتر اول باطل ہوجانے چاہیین اسکے کیا معنی کہ اگر آنکھ کھلے تب تو وتر کو جفت کرین اور اگر آنکھ نہ کھلے تو نہ کرین ہان اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوجاوے کہ آپ نے ان دو رکعتون سے پیشتر وتر پڑھے ہین اور پھر آخر شب مین وتر کو دوبارہ پڑھا ہی تب البتہ معلوم ہوگا کہ یہ دونون رکعتین ظاہر مین جفت ہین اور باطن مین طاق تو نہ جاگنے کی صورت مین مع وتر وتر خیال کرلیے جاوینگے اور جاگنے کی صورت مین جفت پھر وتر کے سلام کے بعد یہ کہنا مستحب ہی سبحان الملک القدوس رب الملئکۃ والروح جلت السموات والارض بالعظمۃ والجبروت وتعززت بالقدرۃ وقہرت العباد بالموت مروی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اکثر نمازین فرضون کے سوا اوقات شریف تک بیٹھکر ہوتی تھین اور آپ نے فرمایا ہی کہ بیٹھنے والے کو کھڑے ہونے والے کی نسبت کر نصف ثواب ہی اور لیٹنے والے کو بیٹھنے والے کی نسبت کر نصف ثواب ہی اس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ نفل کا لیٹ کر پڑھنا بھی درست ہی **تیسرا وقت** رات کے وظیفون کا سونا ہی اور سونے کو وظیفہ جاننا کچھ مضائقہ نہین اسلیے کہ اگر سونے کے آداب مرعی رہین تو اسکا شمار بھی عبادت ہی مین ہی چنانچہ مروی ہی کہ بندہ جب طہارت پر سووے اور اللہ تعالے کو یاد کرلے تو اپنے بیدار ہونے تک نماز پڑھنے والا لکھا جاویگا یا اسکے لباس بدن مین فرشتہ آجاویگا اگر سونے مین حرکت کرکے خدا تعالے کا ذکر کریگا تو فرشتہ اسکے لیے دعاے خیر کریگا اور خدا تعالے سے اسکے لیے مغفرت چاہیگا اور حدیث مین ہی کہ جب بندہ طہارت کے ساتھ سوتا ہی تو اسکی روح عرش تک اٹھائی جاتی ہی یہ عام بندون کے حق مین ہی تو علما اور صاف دل والون کے لیے کیون نہوگا کہ انکو سونے مین اسرار معلوم ہوتے ہین اور اسیوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ عالم کا سونا عبادت ہی اور اسکا سانس لینا تسبیح ہی اور حضرت معاذ بن جبل رضہ نے حضرت ابو موسی اشعری رضہ سے پوچھا کہ تم شب بیداری مین کیا کرتے ہو انھون نے فرمایا کہ مین تمام رات جاگتا ہون اور کچھ بھی نہین سوتا اور قرآن کو تدریج پڑھتا رہتا ہون یعنی لگاتار نہین پڑھتا تھوڑا سا پارہ ایکبار پڑھا پھر تھوڑی دیر کے بعد ذرا سا پڑھ لیا اور علی ہذا القیاس حضرت معاذ بن جبل رضہ نے فرمایا کہ مین اول تو سوتا ہون پھر جاگتا ہون اور اپنے سونے مین ثواب کی نیت وہی کرلیتا ہون جو جاگنے مین کرتا ہون پھر دونون حضرات نے یہ قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا آپ نے حضرت ابو موسی رضہ کو فرمایا کہ معاذ تم سے زیادہ فقیہ ہی اور سونے کے آداب دس ہین **اول** طہارت اور مسواک کرنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ طہارت کے ساتھ ہوتا ہی تو اسکی روح کو عرش تک لیجاتے ہین اسوجہ سے اسکا خواب سچا ہوتا ہی اور اگر طہارت پر نہین سوتا تو اسکی روح وہان تک پہونچنے سے قاصر رہتی ہی اسوقت جو خواب دیکھتا ہی وہ پراگندہ ہوتا ہی سچ نہین ہوتا اس حدیث مین طہارت سے مراد ظاہر و باطن دونون کی طہارت ہی اور غیب کے حجابون کے برطرف ہونے مین باطن ہی کی طہارت موثر ہی **دوم** یہ کہ مسواک اور وضو کا پانی اپنے سرہانے رکھ لے اور رات کو اٹھنے کی نیت کرلے اور جب آنکھ کھلے جبھی مسواک کرلے بعض اکابر سلف کی جتنے بار رات کو آنکھ کھلتی مسواک کرلیتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ آپ تمام رات مین کئی دفعہ مسواک کرتے ہر سونے کے وقت اور ہر ایک جاگنے کے وقت اور اگر اکابر کو پانی وضو کا نہ ملتا تھا تو صرف اعضا کو پانی سے مسح کرلیتے تھے اور اگر پانی اسقدر بھی نہوتا تو قبلہ رخ بیٹھکر ذکر اور دعا اور خدا تعالی کی نعمتون

۱۲ ابد اسرار تنا زنسا دونل مین گذری ۱ دکت پاکی بیان کرتا ہون مین بادشاہ نہایت پاک فرشتون اور جبرئیل کے پروردگار کی آلہی تو نے آسمانون اور زمین کو عظمت سے ڈھانپ لیا اور جبروت سے اور عزت والا ہی تو قدرت سے اور دبا یا تو نے بندون کو موت سے ۲م بخاری و مسلم بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا

اور قدرت کے اور تفکر میں مشغول ہونا چاہیے کہ یہی قائم مقام تہجد کے ہو جاویگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص اپنے بستر پر آوے اور اُسکی نیت یہ ہو کہ رات سے اُٹھکر نماز پڑھونگا پھر صبح تک اُسکی آنکھ نہ کھلی تو جو کچھ اُسنے نیت کی تھی وہ اُسکے لیے لکھی جاویگی یعنے تہجد پڑھنے کا ثواب ملیگا اور اُسکا سو جانا خدا یتعالیٰ کا صدقہ اُسکے حق میں ہوگا سوم یہ کہ جس کسی کو کچھ وصیت کرنی ہو وہ جبھی سووے جب اپنی وصیت لکھکر سرہانے رکھ لے اسلیے کہ سونے میں قبض روح کا خوف ہی اور جو کوئی بدون وصیت مرجاتا ہی اُسکو عالم برزخ میں بولنے کی اجازت قیامت تک نہیں ہوتی مُردے اُسکے زیارت کو آتے ہیں اور باتیں کرتے ہیں مگر وہ نہیں بولتا تو آپسمیں کہتے ہیں کہ یہ مسکین بدون وصیت کے مرا ہی اور ناگہانی موت کے خوف سے وصیت کر دینی مستحب ہی اور موت ناگہانی مردے کے حق میں تخفیف ہی مگر جو شخص کہ موت کے لیے تیار نہو اور لوگون کے حق سے پشت دوتا رکھتا ہو اُسکے حق میں تخفیف نہیں چہارم یہ کہ ہر ایک گناہ سے توبہ کر کے سب مسلمانون سے صاف دل ہو کر سووے نہ کسی کے ستانے کا ذکر اپنے جی میں کرے نہ اُٹھنے کے بعد کسی گناہ کا ارادہ ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص اپنے بستر پر لیٹے اور کسی کے ستانے کی نیت نہ رکھتا ہو نہ کسی پر کینہ رکھتا ہو تو جو کچھ اُسنے گناہ کیا ہوگا وہ بخشا جاویگا پنجم یہ کہ عمدہ بچھاونے بچھانے سے آرام طلب نہو بلکہ بچھاونے کو ترک کرے یا اُسکے باب میں میانہ روی اختیار کرے بعض اکابر سلف بچھونا بچھانا مکروہ جانتے تھے اور سونے کے لیے اُسکو تکلف سمجھتے تھے اور ارباب صفہ رضی اللہ عنہم سونے کے لیے زمین پر کچھ اپنے نیچے نہ ڈالتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہم خاک ہی سے پیدا ہوے اور اسیمین جاوینگے اور اس امر کو اپنے دلون کی نرمی اور نفسون کی تواضع میں زیادہ موثر جانتے تھے پس اگر کسی شخص کا دل اس مشقت کو گوارا نہ کرے تو وسط درجہ کا بچھونا بچھائے ششم یہ کہ جتبک نیند کا غلبہ نہو تب تک نہ سووے اور نیند کو زبردستی اپنے اوپر نہ لے ہان جسصورت میں کہ آخر شب کو اُٹھنے کے لیے سونے سے مدد چاہے تو البتہ تکلف سو رہنے کا مضائقہ نہیں اکابر سلف کا سونا غلبہ نیند کی حالت میں ہوا کرتا تھا اور کھانا فاقہ کی صورت میں اور بولنا ضرورت کے وقت میں اسی لیے اللہ تعالےٰ نے اُنکا وصف فرمایا کانوا قلیلا من اللیل ما یہجعون اور اگر نیند اتنی غالب ہو کہ نماز اور ذکر کی مانع ہو اور یہ نہ جانے کہ کیا کہ رہا ہی تو چاہیے کہ سو رہے جتبک کہ اپنا قول سمجھنے لگے۔ اور حضرت ابن عباس رض بیٹھکر اونگھنے کو مکروہ جانتے تھے اور ایک حدیث میں ہی کہ رات میں سختی مت کھینچو اور کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ فلان عورت رات کو نماز پڑھتی ہی اور جب اُسپر نیند غالب ہوتی ہی تو ایک رسی میں لٹک جاتی ہی آپ نے اس امر سے ممانعت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی رات میں جسقدر ہو سکے نماز پڑھے اور جب اُسکو نیند کا غلبہ ہو تو سو رہے اور فرمایا کہ عمل مین سے اُسیقدر کرو جسکی طاقت رکھتے ہو کیونکہ اللہ تعالےٰ ہرگز نہیں تھکتا جتبک تم نہ تھکو۔ اور فرمایا کہ اس دین میں سے بہتر وہ ہی جو آسان تر ہو۔ اور کسی نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ فلان شخص نماز پڑھتا ہی اور سوتا نہیں اور روزے رکھتا ہی تو افطار نہیں کرتا آپ نے فرمایا کہ میں تو نماز بھی پڑھتا ہون اور سوتا بھی ہون اور روزہ بھی رکھتا ہون افطار بھی کرتا ہون یہ میرا طریق ہی جو اس طریق سے مُنہ موڑے وہ مجھ سے نہیں۔ اور فرمایا کہ اس دین سے مقابلہ نہ کرو یہ مضبوط ہی اور جو کوئی اس سے مقابلہ کریگا یعنی بہ تکلف اپنی طاقت سے زیادہ کام کا التزام اپنے ذمہ کریگا تو دین ہی اُسپر غالب آویگا پس اپنے نفس کے نزدیک عبادت الٰہی کو بُرا نہ ٹھہراؤ۔ ہفتم یہ کہ قبلہ رخ ہو کر سووے اور قبلہ رخ ہونا دو طرح ہی ایک تو ایسی طرح جیسے مرنے والا لٹایا جاتا ہی یعنی چت لیٹے کہ منہ اور تلوے قبلہ کی طرف رہین اور دوسری طرح لحد میں کی صورت ہی کہ دہنی کروٹ پر لیٹ کر منہ اور سامنے کا حصہ بدن کا قبلہ کی طرف کو کرے ہشتم یہ کہ سونے کے وقت دعا مانگے اور کہے باسمک ربی وضعت جنبی وبک ارفعہ آخر دعاؤن ماثورہ تک جو ہم باب نہم میں لکھ آئے ہین اور مستحب ہی کہ سونے کے وقت خاص آیتین پڑھے مثلاً آیۃ الکرسی اور آخر سورہ بقر اور والٰہکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ہو الرحمن الرحیم ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا بہ الارض بعد موتہا وبث فیہا من کل دابۃ وتصریف الریاح والسحاب المسخر بین السماء والارض لآیات لقوم یعقلون کہتے ہین کہ جو کوئی اس آیت کو سونے وقت پڑھ لیا کرے اللہ تعالےٰ اُسکو کلام مجید یاد کرا دے کہ کبھی نہ بھولے۔ اور سورہ اعراف میں سے یہ آیتین پڑھے ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم

پکارو اُسکو ڈر اور توقع سے بیشک مہر اللہ کی نزدیک ہی نیکی والون سے ۱۲

ح ۱ نسائی و ابن ماجہ بروایت ابو درداء ۱۲ ح ۲ ابن ابی الدنیا ...

بروایت انس اسنادہ ضعیف ۱۲ یعنے بیٹھے رات کو تھوڑا سونے والے ۱۲

ح ۴ ابو منصور دیلمی بروایت انس اسناد ضعیف ۱۲

ح ۵ بخاری و مسلم بروایت ...

ح ۶ بخاری و مسلم بروایت عائشہ ۱۲ ح ۷ یہ حدیث باب العلم میں گذری ۱۲ ح ۸ بخاری و مسلم بروایت انس رض

ح ۹ بخاری نے بروایت ابوہریرہ رض اور الفاظ نقل کیے ہین اور بیہقی نے بروایت جابر دوسرے الفاظ اور احیاء کے الفاظ ان دونون روایتون کے الفاظ سے مخلط ہین ۱۲

اور تمہارا رب اکیلا ہی کسی کی بندگی نہین اُسکے سوا بڑا مہربان ہی رحم والا آسمان اور زمین کا بنانا اور رات دن کا بدلتے آنا اور کشتی جو لیکر چلتی ہی دریا مین جو چیزین کام آوین لوگون کو اور وہ جو اللہ نے اُتارا آسمان سے پانی پھر جلایا اُس سے زمین کو مر گئے پیچھے اور بکھیرے اُسمین سب قسم کے جانور اور پھیرنا

استوی علی العرش یغشی اللیل النہار یطلبہ حثیثا والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العلمین ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ انہ لا یحب المعتدین ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا وادعوہ خوفا وطمعا ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین اور قل ادعوا اللہ سے سورہ بنی اسرائیل کے آخر تک کہ اُنکے پڑھنے سے ایک فرشتہ اُسکے لباس مین داخل ہوکر اُسکی حفاظت کرتا ہی اور اُسکے لیے دعاے مغفرت کرتا ہی اور معوذتین کو پڑھ کر اپنے دونون ہاتھون پر دم کرے اور ہاتھون کو اپنے منھ پر اور تمام بدن پر پھیر لے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اسی طرح مروی ہی اور دس آتیین سورہ کہف کے شروع کی اور دس آتیین اُسکے آخر کی پڑھ لے یہ آتیین رات کو آنکھ کھلنے کے لیے ہین کہ تہجد کے وقت جاگ اُٹھے - اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے نہین معلوم ہوتا کہ جس شخص کی عقل کامل ہو وہ بدون سورہ بقر کی دو آخر کی آیتون کے پڑھے سو رہے اور پچیس بار یہ کہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر تاکہ یہ چارون کلمات ملکر سو بار ہو جاوین نہم یہ کہ سونے کے وقت یہ دھیان کرے کہ سونا ایک طرح کی وفات ہی اور جاگنا ایک طرح کا جی اُٹھنا ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا اور فرمایا وہو الذی یتوفاکم باللیل غرضکہ سونے کو وفات کے نام سے ذکر فرمایا اور جسطرح کہ جاگنے والے کو سونے مین وہ مشاہدات منکشف ہوتے ہین جو اُسکے حالات کے مناسب نہین ہوتے اسیطرح مرنے کے بعد جو شخص اُٹھتا ہی وہ ایسی چیزین دیکھتا ہی کہ کبھی اُسکے دل مین نہ گذری ہون اور نہ حس سے محسوس ہوئی ہون اور نہ زندگی اور موت کے درمیان مین سونا ایسا ہی جیسے دنیا و آخرت کے درمیان مین برزخ ہی لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کہا کہ بیٹا اگر تجکو موت مین شک ہی تو سونا مت جیسے تو سو جاتا ہی ویسے ہی مر جاویگا اور اگر تجکو مرنے کے بعد جی اُٹھنے مین تردد ہی تو سو کر جاگیو مت کہ جیسے سونے کے بعد جاگتا ہی اسیطرح مرنے کے بعد جی اُٹھیگا - اور کعب احبار رضنے فرمایا کہ جب تو سووے تو اپنی داہنی کروٹ پر لیٹ اور مُنھ قبلہ کی طرف کو کر کہ سونا بھی ایک مرنا ہی - اور حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سوتے تو اپنا رخسار مبارک دہنے ہاتھ پر رکھتے اور جانتے کہ اسی رات مین وفات پاؤنگا اور سب سے آخر دعا آپ کی اُسوقت یہ ہوتی اللہم رب السموات السبع ورب العرش العظیم ربنا ورب کل شئی وملیکہ آخر دعا تک جو ہمنے باب الدعوات مین مذکور کی ہی غرضکہ بندے کا حق یہ ہی کہ سونے کے وقت اپنے دل کو ٹٹولے کہ کس بات پر سوتا ہی اور اُسوقت دل پر کیا چیز غالب ہی اللہ تعالی کی محبت اور اُسکے ملنے کی محبت غالب ہی یا دنیا کی محبت زیادہ ہی اور بعد اسکے یقین کرلے کہ میری موت بھی اسی حال پر ہوگی جو دل پر غالب ہی اور اُسی پر حشر ہوگا کہ آدمی جس شخص اور جس چیز سے محبت رکھتا ہی اُسی کے ساتھ رہتا ہی دہم جاگنے کے وقت دعا پڑھنا تو جب کبھی جاگے اور کروٹ لے اُسوقت وہ دعا پڑھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے لا الہ الا اللہ الواحد القہار رب السموات والارض وما بینہما العزیز الغفار اور اس بات مین کوشش کرے کہ سونے کے وقت بھی سب سے پیچھے دل پر خدا یتعالے کا ذکر جاری رہے اور جاگنے کے وقت بھی سب سے اول ذکر اللہ دل پر جاری ہو کہ یہ محبت کی پہچان ہی اور ان دونون حالتون مین دل اُسی چیز کے ساتھ رہیگا جو اُسپر غالب ہو چاہے آزما دیکھے کہ یہ علامت محبت دل کے اندر سے معلوم ہوا کرتی ہی اور یہ ذکر اُسی لیے مستحب ہوے ہین کہ دل کو اللہ تعالے کے ذکر کی طرف کشش ہو پس جب آنکھ کھلے اور اُٹھنا چاہے تو کہے الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور آخر دعا تک جو ہم جاگنے کی دعاؤن مین لکھ آئے ہین **چوتھا وقت** رات کے وظیفون کا آدھی رات کے گذر جانے سے شروع ہوتا ہی اور اسکی انتہا اسوقت تک ہی کہ رات کا چھٹا حصہ باقی رہجاوے اسوقت مین آدمی کو تہجد کے لیے اُٹھنا چاہیے کیونکہ تہجد وہی ہی جو بعد ہجود یعنے خواب کے ہو اور سونا آدھی رات تک ہو گیا اور یہ وقت دن کے اوقات مین سے زوال کے بعد کے وقت سے مشابہ ہی کہ وہ بھی دن کے بیچا بیچ مین ہی اور یہ رات کے ٹھیک درمیان مین اور اسکی قسم اللہ تعالے نے کھائی ہی چنانچہ واللیل اذا سجی یعنی قسم ہی رات کی جب ٹھہر جاوے اور اُسکا ٹھہرنا اور آرام اسی وقت مین ہوتا ہی کہ کوئی آنکھ اُسوقت مین جاگتی نہین بجز اُس ذات پاک کی آنکھ کے جسکو اونگھ اور نیند کچھ نہین اور بعضون نے یہ معنے کیے ہین کہ قسم ہی رات کی جب پھیل جاوے اور لمبی ہو اور کچھ لوگ کہتے ہین کہ سجی کے معنی ہین تاریک ہو بہرحال اُسوقت کی

فضیلت مین کچھ شک نہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ رات کے اجزا مین سے کون سا جُز ہی جسمین دعا زیادہ سُنی جاتی ہی اور مستحق قبولیت
ہوتی ہی آپ نے فرمایا کہ رات کا درمیانی حصہ۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام نے جناب الٰہی مین عرض کیا کہ الٰہی مین یہ چاہتا ہون کہ تیری عبادت کرون
پس سب سے بہتر وقت اسکے لیے کونسا ہی اللہ تعالےٰ نے انکو وحی بھیجی کہ اے داؤد نہ اول شب مین اُٹھ نہ آخر مین کیونکہ جو اول شب مین جاگتا ہی وہ آخر شب
مین سو رہتا ہی اور جو آخر مین جاگتا ہی وہ اول مین نہین جاگتا اِسصورت مین تو رات کے ٹھیک درمیان مین عبادت کر تاکہ تو میرے ساتھ تنہا ہو اور مین تیرے
ساتھ تنہا ہون اور تیری حاجتون کو پورا کرون۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے سوال کیا کہ رات کا کونسا حصہ افضل ہی آپنے فرمایا کہ نصف شب
آخرین بہتر ہی۔ اور آخر شب کے باب مین احادیث مین آیا ہی کہ عرش جھومتا ہی اور جنات عدن سے ہوائین پھیلتی ہین اور آسمان دنیا پر جناب باری کا نزول
اجلال ہوتا ہی اور سوا اسکے اور بہت سے فضائل وارد ہین اور اسوقت کے وظیفہ کی ترتیب یہ ہی کہ جب جاگنے کی دعاؤن سے فارغ ہووے تو بموجب بیان
سابق برعایت آداب دینین وضو کرے اور اُسکی دعائین پڑھتا جاوے پھر اپنی جانماز پر آکر قبلہ رُخ ہوکر کھڑا ہو اور یہ کہے اللہ اکبر کبیرًا والحمد للہ کثیرًا وسبحان اللہ
بکرۃ واصیلًا پھر دس بار سبحان اللہ کہے اور دس بار الحمد للہ اور دس بار لا الہ الا اللہ پھر کہے اللہ اکبر ذو الملکوت والجبروت والکبریاء والعظمۃ والقدرۃ پھر
یہ کلمات کہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ آپ تہجد کے وقت انکو پڑھا کرتے تھے اللّٰھم لک الحمد انت نور السموات والارض ولک الحمد انت
بہاء السموات والارض ولک الحمد انت زین السموات والارض ولک الحمد انت قیام السموات والارض ومن فیھن ومن علیھن انت الحق ومنک
الحق ولقاءک حق والجنۃ حق والنار حق والنشور حق والنبیّون حق ومحمد صلے اللہ علیہ وسلم حق اللّٰھم لک اسلمت وبک اٰمنت وعلیک توکلت والیک
انبت وبک خاصمت والیک حاکمت فاغفرلی ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت وما اسرفت انت المقدم وانت المؤخر لا الہ الا انت اللّٰھم اٰت
نفسی تقواھا وزکھا انت خیر من زکھا انت ولیھا ومولٰھا اللّٰھم اھدنی لاحسن الاعمال فانہ لا یھدی لاحسنھا الا انت واصرف عنی سیئھا لا یصرف عنی سیئھا الا انت
اسالک مسئلۃ البائس المسکین وادعوک دعاء المفتقر الذلیل فلا تجعلنی بدعائک رب شقیًا وکن بی رؤفًا رحیمًا یا خیر المسئولین واکرم المعطین اور حضرت عائشہ
رضہ سے مروی ہی کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رات کو اُٹھتے اور نماز شروع کرتے تو یہ فرماتے اللّٰھم رب جبرئیل ومیکائیل واسرافیل فاطر السموات
والارض عالم الغیب والشہادۃ انت تحکم بین عبادک فیما کانوا فیہ یختلفون اھدنی لما اختلف فیہ من الحق باذنک انک تھدی من تشاء الی صراط مستقیم۔
پھر نماز شروع کرے اور دو رکعتین چھوٹی پڑھے پھر دو دو رکعتین جتنی بن پڑے پڑھ لے اور اگر وتر پہلے نہ پڑھے ہون تو وتر پر خاتمہ کرے اور مستحب ہی کہ جب دو
رکعتون کے بعد سلام پھیرے تو ہر سلام کے بعد سو دفعہ سبحان اللہ کہہ لے تاکہ آرام ملتا جاوے اور نماز کا سرور زیادہ ہو۔ اور صحیح روایت مین آچکا ہی کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز شب مین اول دوگانہ خفیف پڑھا پھر دوگانہ لمبا ادا کیا پھر تیسرا دوگانہ دوسرے کی نسبت کم اور چوتھا
تیسرے کی نسبت کم اور اسیطرح ادا فرمائے یہانتک کہ تیرہ رکعتین ہوگئین۔ اور حضرت عائشہ رضہ سے کسی نے پوچھا کہ آنحضرت صلعم نماز تہجد مین قراءت
آواز سے پڑھتے تھے یا آہستہ آپنے فرمایا کہ کبھی آواز سے اور کبھی آہستہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ رات کی نماز دو دو رکعتین ہین اور جب
تجھکو صبح ہو جانے کا خوف ہو تو ایک رکعت کا وتر ادا کر۔ اور فرمایا کہ مغرب کی نماز دن کی نماز کو طاق کر دیتی ہی تو رات کی نماز کو طاق کرو اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے جو زیادہ سے زیادہ رکعتین تہجد کی پڑھنی ثابت ہوئی ہین وہ تیرہ ہین کہ آپ ان رکعات مین قرآن مجید کا معمولی ورد خواہ مخصوص
سورتون مین سے جو آپکے اوپر ہلکی ہوتین پڑھا کرتے تھے اور یہ مخصوص سورتین بھی ورد ہی کے حکم مین تھین اور جبتک کہ قریبًا رات کا چھٹا حصہ
پچھلا نہ آجاتا تب تک آپ یہ رکعتین پڑھتے رہتے **پانچوان وقت** رات کے وظیفون کا رات کا چھٹا حصہ پچھلا ہی جسکا نام وقت سحر ہی اللہ تعالی فرماتا ہی
وبالاسحار ھم یستغفرون یعنی سحر کے وقت وہ استغفار کرتے ہین اسکے معنی بعض یہ کہتے ہین کہ نماز پڑھتے ہین کیونکہ نماز مین بھی استغفار ہوتا ہی اور یہ

تعالی ہی ۱۲ ج ۸ مسلم ۱۲ ح ۱۹ ای پروردگار جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل کے بنانے والے آسمانون اور زمین کے جاننے والے پوشیدہ اور ظاہر کے تو حکم کریگا اپنے بندون مین جس چیز مین

یہ وقت فجر کے وقت کے قریب ہی جسوقت کہ رات کے فرشتون کے لوٹ جانے اور دن کے فرشتون کے آنے کا وقت ہوتا ہی اور یہ وہ وقت ہی کہ حضرت سلمان رضؓ نے اپنے بھائی ابو درداء رضؓ کو بتایا جس شب کہ حضرت ابو درداء رضؓ کی ملاقات کو تشریف لائے تھے یہ قصہ ایک بڑی حدیث میںؔ مذکور ہی اُسکے آخر مین یہ ہی کہ جب رات ہوگئی تو حضرت ابو درداء رضؓ نماز کو چلے حضرت سلمان نے فرمایا کہ سو رہو وہ سو گئے پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ اُٹھکر چلے اُنھون نے فرمایا کہ سو رہو وہ سو رہے جب صبح کا وقت قریب ہوا اُسوقت حضرت سلمان رضؓ نے اُنکو فرمایا کہ اب اُٹھکر نماز پڑھو پھر دونون نے تہجد پڑھا اور حضرت سلمان رضؓ نے اُنکو فرمایا کہ تمھارے اوپر کچھ حق تو تمھارے نفس کا ہی اور کچھ مہمان کا اور کچھ تمھاری بی بی کا تو سب حقدارون کا حق ادا کرنا چاہیے اور اس کہنے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت ابو درداء کی بی بی نے حضرت سلمان رضؓ سے کہدیا تھا کہ تمھارے بھائی رات بھر نہین سوتے پھر صبح کو دونون صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے اور رات کی گفتگو خدمت مبارک مین عرض کی آپنے فرمایا کہ سلمان رضؓ نے درست کہا غرضکہ یہ پانچوان وقت ہی اسی مین سحر کھانی مستحب ہی یعنے اگر صبح صادق ہو جانے کا خوف ہو تو اُسوقت مین کھاوے اور وظیفہ اُسوقت اور چوتھے وقت کا نماز ہی ہی اور صبح صادق ہو جاوے تو اب رات کے وظیفون کا خاتمہ ہوا دن کے اوقات شروع ہو گئے تو اُسوقت اُٹھکر فجر کی سنتین پڑھے اور یہی معنی ہین اس آیت کے فسبحہ وادبار النجوم یعنی اُسکی پاکی بول اور ستارون کے پیٹھ دیے پیچھے پھر یہ آیت پڑھے شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو والملائکۃ واولوا العلم قائما بالقسط لا الہ الا ہو العزیز الحکیم پھر یہ کہے وانا اشہد بما شہد اللہ بہ لنفسہ وشہدت بہ ملئکتہ واولوا العلم من خلقہ واستودع اللہ ہذہ الشہادۃ وہی لی عند اللہ تعالیٰ ودیعۃ واسألہ حفظہا حتی یتوفانی علیہا اللہم احطط بہا عنی وزرا واجعل لی بہا عندک ذخرا واحفظہا علی وتوفنی علیہا حتے القاک بہا غیر مبدل تبدیلا غرضکہ اوقات کی ترتیب عابدون کے لیے یہ تھی کہ جو مذکور ہوئی اور اکابر سلف اُن باتون کے سوا ہر روز چار باتین اور بھی مستحب جانتے تھے روزہ رکھنا اور صدقہ دینا اگرچہ کم ہی ہو اور بیمار کو پوچھنا اور جنازہ پر حاضر ہونا کہ حدیث شریف مین ہی کہ جو کوئی اِن چار باتون کو ایک دن مین کرے اُسکے گناہ بخشدیے جاوینگے اور ایک روایت مین ہی کہ وہ جنت مین داخل ہوگا اور اگر اتفاق سے اُن چیزون مین سے کچھ میسر ہون اور کچھ نہون تو اُسکو ثواب سب باتون کا نیت کے بموجب ملیگا اور پہلے لوگ اس بات کو بُرا جانتے تھے کہ سارا دن گذر جاوے اور کچھ خیرات نکرین گو ایک خرما یا پیاز یا روٹی کا ٹکڑا ہی کیون نہو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت مین آدمی اپنے صدقہ کے سایہ تلے رہیگا جبتک کہ آدمیون مین حکم اخیر ہو اور ایک حدیث مین ارشاد فرمایا کہ آگ سے بچو اگرچہ خرمے کا ایک ٹکڑا ہی دیکر ہو اور حضرت عائشہ رضؓ نے ایک سائل کو صرف ایک انگور دیا اُسنے لے لیا وہان جو لوگ موجود تھے سبھون نے ایک دوسرے کیطرف تاکنا شروع کیا حضرت عائشہ رضؓ نے اُنکو فرمایا کہ تمکو کیا ہوا ہی اس انگور مین بہت سے ذرون کا وزن ہی یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہی کہ جو ایک ذرہ کے برابر خیر کریگا وہ دیکھ لیگا تو اسمین تو بہت سے ذرے ہین اور اکابر سلف سائل کا پھیر دینا اچھا نہ جانتے تھے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف ایسی ہی تھی ایسا نہین ہوا کہ آپ سے کسی نے کچھ مانگا ہو اور آپنے انکار کر دیا ہو ہان اگر اُسکے دینے پر آپکو قدرت نہوتی تو چُپ ہو جاتے تھے اور ایک حدیث مین ہی کہ ابن آدم صبح کرتا ہی اس حال مین کہ اُسکے بدن کے ہر جوڑ پر ایک صدقہ ہوتا ہی اور بدن مین تین سو ساٹھ جوڑ ہین پس اچھی بات کے لیے تیرا کہنا صدقہ ہی اور بُری بات سے منع کرنا صدقہ ہی اور ضعیف کی طرف سے کفیل ہونا صدقہ ہی اور رستہ بتانا صدقہ ہی اور ایذا کی چیز کا دور کرنا رستے مین صدقہ ہی یہانتک کہ سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ کہنے کو بھی ذکر فرمایا پھر فرمایا کہ دو رکعتین چاشت کی صدقہ ہین ان سب کو ادا کرتا یا یون فرمایا کہ یہ سب اپنے لیے جمع کرنی چاہیین۔

چوتھا بیان اس امر کے ذکر مین کہ حالات کے مختلف ہونے سے اوقات کے معمولات مختلف ہو جایا کرتے ہین۔ جاننا چاہیے کہ جو شخص آخرت کی کھیتی کرنی چاہتا ہی اور طریق آخرت اختیار کرتا ہی وہ چھ حال سے خالی نہین یا عابد ہوگا یا عالم یا طالب العلم یا حاکم یا اہل حرفہ یا موحد کہ واحد پاک مین مستغرق رہے اُسکے سوا اور کی طرف التفات نہ کرے اب ان سب کے معمولی وظائف جدا جدا ہین تفصیل سننا چاہیے اول عابد یعنی وہ شخص کہ محض عبادت کے لیے ہو رہے اُسکے سوا کوئی کام اُسکو نہو اور اگر عبادت کو چھوڑ دے تو نکما بیٹھا رہے اُسکے لیے اوقات و وظائف کی ترتیب وہی ہی جو ہمنے دن رات کے اوقات مین ذکر کی اور یہ بھی کچھ بعید نہین کہ اُسکے وظائف مین اُنکے اختلاف ہو اسطرح کہ اپنے اکثر اوقات کو صرف نماز مین گذری ۱۲

[حاشیہ:] ۱۷ بخاری بروایت ابو جحیفہ ۱۲ ۲ اللہ نے گواہی دی کہ کسی کی بندگی نہین اُسکے سوا اور فرشتون نے اور علم والون نے وہی حاکم انصاف کا کسیکو بندگی نہین سوائے اُسکے زبردست ہی حکمت والا ۱۲ ۳ اور مین گواہی دیتا ہون جس بات کی گواہی دی اللہ نے اپنی ذات کے لیے اور گواہی دے اُسکے فرشتون نے اور علم والون نے اُسکی مخلوق سے اور مین سپرد کرتا ہون اللہ کو یہ گواہی اور وہ میرے لیے اللہ کے پاس امانت ہی اور مین اُس سے سوال کرتا ہون اسکی حفاظت کا یہانتک کہ مارے مجھکو اسپر الٰہی اس گواہی سے گناہ میرے دور کر اور میرے لیے اُسکے سبب اپنے پاس ذخیرہ کر اور اُسکو میرے حفاظت کر اور اسپر مجھکو موت دے یہانتک کہ مین تجھ سے اس گواہی کے ساتھ ملون اور اسمین کچھ تبدیل نہوئی ہو ۱۲ ۴ مسلم بروایت ابو ہریرہ ۱۲ ۵ حدیث باب زکوٰۃ مین گذری ۱۲ ۶ حدیث باب زکوٰۃ مین گذری ۱۲ ۷ مسلم بروایت جابر ۱۲ ۸ مسلم بروایت ابو ذر ۱۲

یا تلاوت مین یا سبحان اللہ کہنے مین مستغرق کردے کہ صحابہ رضہ مین بعض کا وظیفہ ایک دن مین بارہ ہزار دفعہ تسبیح کا تھا اور بعض اُن مین ایسے تھے کہ تیس ہزار بار سبحان اللہ کہتے تھے اور بعضون کا معمول تین سو رکعتون سے لیکر چھ سو اور ہزار رکعت تک کا تھا اور کم سے کم رکعتین جو اُنسے مروی ہین وہ دن رات مین سو رکعتین تھین اور بعضون کا وظیفہ کثرت سے قرآن پڑھنے کا تھا کہ کوئی ایک روز مین ایک ختم کرتا تھا اور کسی سے دن مین دو ختم مروی ہین اور بعض ایسے تھے کہ ایک دن یا تمام رات ایک ہی آیت کے فکر مین گذار دیتے تھے اور اُسکی کو بار بار پڑھے جاتے تھے۔ اور کرز بن دبرہ مکہ معظمہ مین ٹھہرے ہوے تھے تو ایک روز مین ستر طواف سات پھیرون کے کیا کرتے اسی طرح ہر شب مین ستر طواف کرتے تھے اور باوجود اسکے رات مین دو ختم قرآن مجید کے بھی کر لیتے تھے اب اگر اسکا حساب لگاؤ تو دن رات کے طوافون مین قریب تیس کوس کے تو مسافت پڑتی ہی اور ہر سات پھیرون کے بعد دو رکعتین طواف کی جمع کرنے سے دو سو اسی رکعتین ہوتی ہین اور دو ختم قرآن کے ہوے تو بہت بڑی مشقت ہوئی۔ اب اگر یہ کہو کہ ان وظایف مین سے اکثر اوقات کس وظیفہ مین صرف کرنے بہتر ہین تو اسکا حال یہ ہی کہ نماز مین کھڑے ہوکر قرآن مع تامل اور سمجھ کے پڑھنا سب باتون کو شامل ہی لیکن چونکہ اسپر مواظبت کرنی مشکل ہی اسلیے ہر شخص کے حال کے لحاظ سے بہتر وظیفہ مختلف ہوگا۔ اور غرض وظیفون سے دل کا تزکیہ اور پاک کرنا اور زیور ذکر الٰہی سے اُسکو آراستہ کرنا اور ذکر سے اُسکو پرچانا ہی تو طالب کو چاہیے کہ اپنے دل پر غور کرے اور جس بات کا اثر اُسمین زیادہ ہو اُسی پر مواظبت کرے اور جب اُس سے دلکو تھکن اور اُکتانا معلوم کرے تو دوسرا وظیفہ بدل لے اور اسیواسطے اکثر خلق کے حق مین ان امور خیر کا مختلف اوقات مین بموجب تفصیل گذشتہ کے بھانٹنا اور ایک قسم سے دوسری قسم کو بدلتے رہنا ہی ہمکو اچھا معلوم ہوتا ہی اسلیے کہ اکتا جانا سرشت انسانی پر غالب ہی اور ہر ایک شخص کے حالات اس باب مین بھی مختلف ہین مگر جب وظایف کی غرض اور اصل معلوم ہوگئی تو جس وظیفہ سے اصل غرض حاصل ہوتی ہو اُسی کو اُسوقت اختیار کرنا چاہیے مثلاً اگر کوئی تسبیح سنے اور اُسکی تاثیر اپنے دل مین پاوے تو اُسکی تکرار پر مواظبت کرے جبتک اُسکی تاثیر ہو۔ حضرت ابراہیم ابن ادہم بعض ابدال کی نقل کرتے ہین کہ وہ ایک رات دریا کے کنارے نماز پڑھتے تھے کہ ایک آواز بلند تسبیح کی سُنی اور کسی کو نہ دیکھا تب کہا کہ تو کون ہی کہ مین تیری آواز سنتا ہون اور جسم نہین دیکھتا اُسنے کہا کہ مین فرشتہ ہون اور اس دریا پر معین ہون جب سے مین پیدا ہوا ہون اسی تسبیح سے خدا تعالےٰ کی پاکی بولتا ہون پوچھا کہ تیرا نام کیا ہی کہا مہلہیائیل اُن ابدال نے پھر پوچھا کہ اس تسبیح کے پڑھنے والے کا ثواب کیا ہی اُس فرشتے نے کہا کہ جو کوئی اُسکو سو بار پڑھ لے وہ مرنے سے پیشتر اپنی جگہ جنت مین دیکھ لیتا ہی اور وہ تسبیح یہ تھی سبحان اللہ العلی الدیان سبحان اللہ الشدید الارکان سبحان من یذہب باللیل ویاتی بالنہار سبحان من لایشغلہ شان عن شان سبحان اللہ الحنان المنان سبحان اللہ المسبح فی کل مکان پس یہ تسبیح یا اور ایسی ہی اگر طالب کے کان مین پڑے اور دل مین اُسکی تاثیر پاوے تو اُسکا التزام کرلے اور جس چیز سے دل مین اثر ہو اور خیر کا دروازہ اُسکے منہ پر اس سے کھلتا ہو اُسی پر مواظبت کرے دوم عالم جو فتوی دینے اور پڑھانے اور تصنیف کرنے سے لوگون کو فائدہ پہونچاتا ہو تو اسکے اوراد کی ترتیب عابد کے وظایف سے مختلف ہی کیونکہ عالم کو کتابون کا مطالعہ کرنا اور تصنیف کرنا اور پڑھانا ضروری چیزین ہین اور اُنکے لیے وقت درکار ہی پس اگر وہ اپنے سارے اوقات اُنھین امور مین مستغرق کردے تو فرائض و سنن کے بعد اور کوئی چیز اُس سے بڑھ کر نہین اور باب العلم مین جو ہمنے پڑھنے پڑھانے کی فضیلت ذکر کی ہی وہ اسکی دلیل ہی اور کیسے نہو کہ علم مین تو ذکر الٰہی کی مواظبت اور اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول صلعم کے قول مین تامل کرنا ہی ہوتا ہی اور لوگون کو فائدہ پہونچانا اور طریق آخرت بتانا اُسی سے ہوتا ہی اکثر مسائل ایسے ہین کہ اُنہین سے طالب العلم ایک سیکھکر اپنی عمر بھر کی عبادت کی اصلاح کر لیتا ہی اور اگر اُسکو نہ سیکھتا تو سعی رائگان جاتی اور ہماری غرض اُس علم سے جو عبادت پر مقدم ہی وہ علم ہی جو لوگون کو آخرت کی ترغیب دیوے اور دنیا مین اُنکو زاہد کردے اور جب اُسکو سلوک طریق آخرت کی مدد کے لیے سیکھین تو اس باب مین اُنکا ممد ہو اور وہ علوم مراد نہین ہین جنسے مال وجاہ اور لوگون کے درمیان مقبول ہونے کی خواہش زیادہ

ہو اور عالم کے حق مین بھی بہتر یہی ہی کہ اپنے اوقات کو کامون کے لیے بہانٹ دے کیونکہ سارے اوقات تعلیم مین بسر کرنے کی تاب طبیعت کو نہو گی اسصورت مین تقسیم اوقات یون مناسب ہی کہ صبح سے آفتاب نکلنے تک تو ذکر اور وظائف کے لیے کر دے جیسے ہمنے دن کے اوقات مین پہلے وقت کا حال لکھا ہی اور طلوع کے بعد سے دوپہر تک پڑھانے مین صرف کرے بشرطیکہ کوئی شخص آخرت کے لیے پڑھا چاہتا ہو اور اگر ایسا طالب علم نہو تو اسوقت کو فکر مین بسر کرے اور وہ چیزین سوچے جو علوم دینی مین سے اسپر مشکل ہون اسلیے کہ ذکر کرنے کے بعد اور دنیا کے تردداتِ مین مشغول ہونے سے پیشتر دل کی صفائی مشکلات کے سمجھنے پر ممد ہوا کرتی ہی اور دوپہر سے عصر تک تصنیف اور کتابت ہی مین صرف کرے اور اسکو بجز کھانے اور پاخانہ اور فرض نماز اور دن کو تھوڑا سا سونے کے اوقات کے اور کسی وقت مین ترک نہ کرے اور دن کا سونا بھی ایسی صورت مین ہی کہ دن بڑا ہو اور عصر سے آفتاب کے زرد ہونے تک جو کوئی تفسیر اور حدیث اور علم مفید اس سے پڑھے اسکے سننے مین مشغول رہے اور آفتاب کے زرد پڑجانے سے غروب تک استغفار اور تسبیح مین مشغول رہے غرضکہ اول وقت طلوع سے پیشتر کا تو عمل زبانی مین گذریگا اور دوسرا وقت دوپہر تک دل کے عمل مین بسر ہوگا اور تیسرا وقت عصر تک آنکھ اور ہاتھ کے عمل مین تمام ہوگا کہ آنکھون سے مطالعہ کریگا اور ہاتھون سے لکھیگا اور چوتھا وقت عصر کے بعد کا کان کے عمل مین ختم ہوگا تاکہ آنکھ اور ہاتھ آرام لے لین اور نیز بعد عصر کے لکھنے اور مطالعہ کرنے سے کبھی آنکھ کو ضرر بھی ہوا کرتا ہی اور پانچوان وقت زردی کے بعد کا پھر ذکر زبانی مین مصروف ہوگا تو اسصورت مین کوئی حصہ دن کا اعضا کے اعمال سے خالی بھی نہ رہیگا اور سب مین دل بھی حاضر رہیگا۔ اور رات کی تقسیم عالم کے باب مین وہی بہتر ہی جو امام شافعی رضہ نے کر رکھی تھی کہ رات کے تین حصے کرتے ایک تہائی تو مطالعہ اور علم پڑھانے کے لیے دوسری تہائی درمیان شب کی نماز کے لیے اور پچھلی تہائی سونے کے واسطے اور یہ بات تو جاڑون مین ہو سکتی ہی مگر گرمی کے موسم مین غالبًا اسکا تحمل اسکو نہو مگر ایک صورت سے کہ دن کو بہت سا سو لیوے حاصل یہ کہ عالم کے اوقات کی ترتیب ایسی ہونی چاہیے جیسے مذکور ہوئی سوم طالب العلم اسکو طلب علم مین مشغول ہونا ذکر اور نوافل مین لگے رہنے کی نسبت کر اچھا ہی اسی لیے ترتیب اوقات کے باب مین اوسکا اور عالم کا ایک حکم ہی اتنا فرق ہی کہ جسوقت مین عالم افادہ مین مشغول ہو اسوقت طالب العلم استفادہ مین مصروف ہو اور جو وقت عالم کی تصنیف کا ہی اسوقت یہ حاشیہ چڑھانا اور کتابت کرنی اختیار کرے باقی اوقات اسیطرح ہین جیسے ہم اوپر ذکر کر چکے ہین اور جو کچھ ہمنے باب العلم مین علم کی اور اسکے سیکھنے کی فضیلت لکھی ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ علم کا سیکھنا ان وظائف سے بہتر ہی بلکہ اگر کوئی شخص مجلس علم مین حاضر ہو کر یون نہ سیکھے کہ لکھتا جاوے اور یاد کرتا جاوے کہ عالم ہو جاوے بلکہ وہ شخص عوام ہی مین سے ہو تب بھی اسکا ذکر اور واعظ اور علم کی مجلسون مین حاضر ہونا ان وظائف سے کہین اچھا ہی جو ہم بعد صبح اور طلوع کے پیچھے اور دوسرے تمام اوقات مین لکھ آئے ہین کیونکہ ابوذر رضہ کی حدیث مین آچکا ہی کہ مجلس ذکر مین حاضر ہونا ہزار رکعت نماز سے اور ہزار جنازون کے شریک ہونے سے اور ہزار بیمار پرسی سے اچھا ہی اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ جب تم جنت کے گلزار دیکھو تو انمین چرو لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جنت کے گلزار کیا ہین آپنے فرمایا کہ ذکر کے حلقے۔ اور کعب احبار رضہ فرماتے ہین کہ اگر علما کے مجالس کا ثواب لوگون کے سامنے ظاہر ہو جاوے تو اسپر کٹ مرین یہانتک کہ ہر ایک امیر اپنی عمارت چھوڑ دے اور ہر ایک بازاری اپنے بازار سے دست بردار ہو۔ اور حضرت عمر رضہ نے فرمایا ہی کہ آدمی اپنے گھر سے ایسی طرح نکلتا ہی کہ اسپر تہامہ کے پہاڑون کے برابر گناہ ہوتے ہین مگر جب کسی عالم کا کلام سنتا ہی تو اپنے گناہون پر افسوس و ندامت کرتا ہی اور اپنے گھر ایسی طرح لوٹتا ہی کہ اسپر کوئی گناہ نہین ہوتا پس تم علما کی مجلسون سے علیحدہ مت رہو کہ اللہ تعالے نے تمام روے زمین پر کوئی جگہ علما کے مجالس سے بزرگتر نہین پیدا کی۔ اور کسی شخص نے حضرت حسن بصری رح سے کہا کہ مین آپ سے اپنے دل کی سختی کی شکایت کرتا ہون آپنے فرمایا کہ مجالس ذکر مین بیٹھا کر سختی دل جاتی رہیگی۔ اور عمار زاہد نے مسکینہ طفاویہ کو خواب مین دیکھا جو ہمیشہ ذکر کے حلقون مین حاضر ہوتی تھین اور کہا کہ اے مسکینہ مرحبا اسنے کہا کہ اب مسکنت دور ہوگئی اور تونگری آئی عمار نے کہا کہ کہو مسکینہ نے کہا کہ اس شخص کا حال کیا پوچھتے ہو جسکے لیے جنت بالکل مباح کر دیگئی عمار نے کہا کہ یہ درجہ کس سبب سے حاصل ہوا کہا کہ اہل ذکر کے پاس بیٹھنے سے۔ حاصل یہ کہ اگر کسی واعظ خوش کلام پاک سیرت کے کہنے سے دل کے اوپر سے محبت دنیا کی گرہون مین سے ایک بھی کھلجاوے تو یہ اسکی

۱۶ باب اول فصل سوم مین گذری ۱۲ ۲ باب اول العلم مین گذری ۱۲

نسبت کر اشرف اور مفید تر ہی کہ باوجود دل مین دنیا کی محبت ہونے کے بہت سی رکعتین آدمی پڑھے چہارم اہل حرفہ کہ اپنے عیال کے لیے کمائی کا محتاج ہو
اسکو جائز نہین کہ اپنے عیال کو فاقون مار ڈالے اور سارے اوقات عبادتون مین مستغرق کردے بلکہ اُسکو یہی چاہیے کہ کام کے وقت بازار جاوے
اور اپنے پیشہ مین مشغول ہو وہان مناسب یہ ہی کہ اپنے پیشہ مین ذکر آلہی کو نہ بھولے بلکہ تسبیحات اور ذکر اور تلاوت پر مواظبت رکھے کہ یہ باتین کام
کرنے کے ساتھ بھی ممکن ہین البتہ نماز کام کے ساتھ مین نہین ہوسکتی لیکن جس صورت مین کہ باغ وغیرہ کا محافظ ہو تو نماز کا ورد بھی ادا کرسکتا ہی
اور جب مقدار کفایت کما چکے تو چاہیے کہ وہی وظائف معمولی بجالاوے جو اوپر مذکور ہوے اور اگر دن بھر پیشہ مین لگا رہے اور جو اپنی حاجت سے
زائد ہو اُسکو دیڈالے تو یہ اُن اوراد سے بہتر ہی جو ہمنے لکھے ہین کیونکہ جس عبادت کا فائدہ اورون کو بھی پہونچے وہ اُس سے بہتر ہی کہ اُسکا نفع
خاص ایک ہی شخص کو ہو اور صدقہ اور خیرات کی نیت سے کمانا بذات خود ایسی عبادت ہین کہ اللہ تعہ سے نزدیک کرتی ہین پھر اُس سے دوسرون کو
فائدہ پہونچتا ہی اور مسلمانون کی دعا کی برکت حاصل ہوتی ہی اور اِس سے ثواب دونا چوگنا ہو جاتا ہی پنجم حاکم جیسے امام اور قاضی اور مسلمان کے امور کے
نگرانی کا متولی تو ایسے شخص کے حق مین مسلمانون کی حاجتون کا پورا کرنا اور شریعت کے موافق اخلاص کی نیت سے اُنکی غرضین نکالنین اوراد
مذکورہ کی نسبت کر بہتر ہی اسلیے اُسکے حق مین یہ مناسب ہی کہ دن کو تو فرض نماز پر اکتفا کرکے لوگون کے حقوق مین مشغول رہے اور وظائف مذکورہ
کو رات مین ادا کرے جیسے حضرت عمر رض کیا کرتے تھے چنانچہ اُنھون نے ارشاد فرمایا تھا کہ مجکو نیند سے کیا علاقہ کہ اگر مین دن کو سوؤن تو مسلمانون کو تلف
کرتا ہون اور رات کو سوتا ہون تو اپنے نفس کو تباہی مین ڈالتا ہون اور بیان گذشتہ سے تمنے سمجھ لیا ہوگا کہ دو باتین عبادات بدنی پر مقدم ہوتی ہین
اول علم دوسری مسلمانون کے ساتھ نرمی برتنی اسلیے کہ یہ دونون چیزین بذات خود عمل و عبادت ہین اور عبادات مین سے اُنھین کو فضیلت ہوتی ہی
جنکا فائدہ دوسرون کو پہونچے اور نفع پھیلے چونکہ یہ دونون باتین اِسی قسم کی ہین اسلیے عبادات پر مقدم ٹھہرین ششم وہ موحد کہ واحد پاک مین مستغرق
ہو اور اُسکے سوا اُسکو اور کوئی فکر ہی نہ رہا ہو نہ بجز اللہ تعہ کے اور سے محبت کرتا ہو اور نہ اُسکے سوا کسی سے ڈرتا ہو اور نہ کسی دوسرے سے رزق
کی توقع رکھتا ہو اور جب کسی چیز کو دیکھتا ہی تو اُسمین خدا ہی نظر آتا ہی پس جس شخص کا رتبہ اس درجہ پر پہونچ جاوے تو اُسکو اپنے اوقات کے
بانٹنے اور بھانٹنے کی ضرورت نہین بلکہ بعد فرائض کے اُسکے لیے ایک ہی وظیفہ ہی یعنی اللہ تعہ کے ساتھ ہر حال مین دل کا حاضر رہنا یعنی جو
امر اُسکے دل مین گذرے اور جو آواز کان مین پڑے اور جو شی آنکھون کے سامنے ہو سب مین اُسکو عبرت اور فکر مزید حاصل ہو نہ اُسکا کوئی محرک
خدا تعہ کے سوا ہو اور نہ کوئی ساکن کرنے والا ایسے شخص کے جمیع حالات اِس بات کے شایان ہوتے ہین کہ اُسکے زیادتی مراتب کے سبب ہون [illegible]
سے ایسے لوگون کے نزدیک ایک عبادت اور دوسری مین کچھ فرق نہین ہوتا یہی لوگ ہین کہ اللہ تعہ کی طرف گریز کر گئے ہین اور اُنھین کے
حق مین اللہ تعہ کا یہ قول صادق ہوا ہی[ف۱] واذ اعتزلتموہم وما یعبدون الا اللہ فأووا الی الکہف ینشر لکم ربکم من رحمتہ اور اِس آیت مین بھی اُنھین
کی طرف اشارہ ہی انی ذاہب الی ربی سیہدین[ف۲] اور یہ درجہ صدیقون کے رتبہ کی انتہا ہی اِس درجہ پر آدمی نہین پہونچتا ہی مگر بعد اسکے کہ ایک
مدت دراز تک ترتیب وار اوراد کی مواظبت کرے پس طالب آخرت کو نہ چاہیے کہ ان باتون مین سے کچھ سنکر براہ مغالطہ اپنے نفس مین اُنکا مدعی ہو اور اپنی
معمولی عبادتون مین سستی کرنے لگے کیونکہ ایسے لوگون کی پہچان یہ ہی کہ اُنکے دلون مین کوئی وسوسہ نہ کھٹکے نہ گناہ کا خطرہ ہو نہ ہجوم اہوال سے اپنی
جگہ سے ہلین نہ بڑے بڑے اشغال اُنکے مقصود کے حارج ہون پس یہ رتبہ ہر شخص کو کہان نصیب ہی اسصورت مین تمام لوگون کے حق مین اوراد کی ترتیب ویسی
ہی ہی جیسی ہمنے ذکر کی ہی اور جو کچھ ہمنے ذکر کیا ہی وہ سب اللہ تعہ کی طرف کے راستے ہین اللہ تعہ فرماتا ہی[ف۳] قل کل یعمل علی شاکلتہ فربکم اعلم بمن ہو اہدی سبیلا اور راہ پا
سب ہین مگر بعض کو بعض کی نسبت کر ہدایت زیادہ ہی اور ایک حدیث مین[ف۴] ہی کہ ایمان کے تین سو تنتیس طریقے ہین جو شخص کہ اُنمین سے ایک طریق کی
شہادت پر بھی مریگا وہ جنت مین داخل ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ ایمان موافق شمار رسولون کے تین سو تیرہ اخلاق ہین پس جو اپنا مذاکرہ اُنمین سے ایک
خلق پر ہو وہ اللہ کی طرف سے راستے کا سالک ہی حاصل یہ کہ لوگون کے طریقے اگرچہ عبادت کے باب مین مختلف ہین مگر سب راہ پر ہین آیت[ف۵] اولئک الذین

ف۱ اور جب تمنے کنارہ پکڑا اُنسے اور جنکو وہ پوجتے ہین اللہ کے سوا اب جا بیٹھو اُس کھوہ مین پھیلادے تمپر رب تمھارا کچھ اپنی مہر ۱۲ ف۲ مین جاتا ہون اپنے رب کی طرف وہ مجکو راہ دیگا ۱۲ ف۳ تو کہہ ہر کوئی کام کرتا ہی اپنے ڈول پر سو تیرا رب بہتر جانتا ہی کون خوب سوجھا ہی راہ ۱۲ ف۴ طبرانی و بیہقی بروایت مغیرہ بن عبد الرحمن بن عقبہ ۱۲ ف۵ وہ لوگ جنکو یہ پکارتے ہین ڈھونڈھتے ہین اپنے رب تک وسیلہ کہ کون بندہ بہت نزدیک ہی ۱۲

یدعون یبتغون الی ربہم الوسیلۃ ایہم اقرب انکا مصداق ہی اُنمین اگر فرق ہی تو صرف قرب کے درجات مین ہی نہ اصل قرب مین اور سب سے قریب تر اللہ تعہ کی طرف وہ ہین جو سکی نسبت کر زیادہ عارف ہین اور سب سے زیادہ عارف ضرور ہی کہ وہی ہونگے جو اُسکی عبادت زیادہ کرتے ہون کیونکہ جو شخص اُسکو پہچان لیتا ہی وہ دوسرے کی عبادت نہین کرتا۔ اور وظیفون کے باب مین ہر صنف کے حق مین اصل مداومت ہی کیونکہ غرض وظائف سے صفات باطنی کا بدلنا ہی اور عمل کا ایک دو بار کرنا تاثیر کم کرتا ہی بلکہ اُسکا اثر معلوم بھی نہین ہوتا اثر تو سب اعمال پر مترتب ہوا کرتا ہی اور جب ایکبار عمل کر نیکا اثر ظاہر مین معلوم نہین ہوتا اور دوسری بار اور تیسری بار کے کرنے سے اُسکی پشتی جلد نہین کیجاتی تو اول کا اثر بالکل ہی مٹ جاتا ہی اور اُسکا حال فقیہ کا سا حال ہوجاتا ہی جو یہ چاہے کہ مین خوب فقیہ ہو جاؤن کہ وہ بھی بدون بہت سی دفعہ مسائل کے دوہرانے کے فقیہ نہو گا اگر مثلاً ایک رات بیٹھکر مسائل کو دو چار بار کہہ لے اور مہینہ بھر یا ہفتہ بھر چھوڑ دے پھر ایک رات مین محنت کرے تو اُسکا کچھ اثر نہو گا اور اگر اُس محنت کو بہم راتون پر تقسیم کر کے ہر شب تھوڑی تھوڑی محنت کیا کرے تو اُسکا اثر اُسمین ہو گا اور اسی بھید کی جہت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ احب الاعمال الی اللہ ادومہا وان قل اور حضرت عائشہ رضہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کا حال لوگون نے پوچھا تو فرمایا کہ آپ کا عمل دائمی تھا اور جب کوئی عمل آپ کرتے تھے تو اُسکو مستحکم کرتے تھے اور یہین وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جس شخص کو خدا یتعالے نے کسی عبادت کا عادی کر دیا ہو اور وہ اُسکو اکتا کر چھوڑ دے تو اللہ تعہ اُس سے نہایت ناراض ہوتا ہی اور یہی سبب تھا کہ آپ سے جب باہر کے لوگون کے آنے کی جہت سے دو رکعتین رہ گئین تو اُنکو عصر کے بعد تدارک مافات کے لیے پڑھ لیا پھر آئندہ کو وہ دو رکعتین ہمیشہ عصر کے بعد پڑھتے رہے مگر اپنے مکان پر پڑھین مسجد مین نہ پڑھین تاکہ کوئی اس باب مین آپ کی پیروی نہ کرے اِس امر کو حضرت عائشہ اور اُم سلمہ رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہی۔ اب اگر یہ کہو کہ عصر کے بعد کا وقت تو مکروہ ہی اسمین دوسرے شخص کو بھی آنحضرت صلعم کی اقتدا سے یہ دو رکعتین جائز ہین کہ نہین تو اُسکا جواب یہ ہی کہ اسوقت مین نماز کا مکروہ ہونا تین وجہون سے ہم بیان کر چکے ہین اول آفتاب پرستون کی مشابہت سے بچنا یا شیطان کے سینگ نکلنے کے وقت سجدہ سے احتراز کرنا یا اکتانے کے خوف سے عبادت مین آرام کا ملجانا اور یہ تینون صورتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین ہو نہین سکتین اسی لیے اس باب مین دوسرے کو آپکے اوپر قیاس نہین کرسکتے اور اُسکا شاہد یہ ہی کہ آپ نے اِس فعل کو گھر مین کیا تاکہ کوئی آپ کی اقتدا نہ کرے

## دوسری فصل مغرب اور عشا کے درمیان کی عبادت اور رات کی عبادت کی فضیلت مین اور اُن سببون کے ذکر مین جنسے رات کو جاگنا آسان ہو اور رات لے بھاٹنے کی کیفیت اور اُن راتون کے بیان مین جنکا جاگنا اور عبادت کرنا مستحب ہی اور اِس فصل مین پانچ بیان ہین۔

**پہلا بیان** مغرب وعشا کے درمیان کی عبادت وغیرہ کی فضیلت مین حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ خدا یتعالے کے نزدیک سب نمازون مین افضل مغرب کی نماز ہی کہ اُسکو نہ مسافر سے کم کیا نہ مقیم سے رات کی نماز کو اُس سے شروع کیا اور دن کی نماز کو اُس سے تمام کیا پس جو شخص مغرب کی نماز پڑھے اور بعد اُسکے دو رکعتین پڑھے اللہ تعہ اُسکے لیے دو محل جنت مین بنا دے راوی فرماتے ہین کہ مجھے معلوم نہین کہ سونے کے فرمائے یا چاندی کے اور جو شخص اُسکے بعد چار رکعتین پڑھے اللہ تعہ اُسکے بیس برس کے گناہ بخشدے یا چالیس برس کے گناہ فرمائے اور حضرت ام سلمہ رضہ اور حضرت ابو ہریرہ رضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی مغرب کے بعد چھ رکعتین پڑھے تو اُسکے لیے یہ رکعتین ایک برس کامل کی عبادت کے برابر ہونگی یا یہ فرمایا کہ گویا شب قدر کو تمام رات نماز پڑھی۔ اور سعید بن جبیر حضرت ثوبان رضہ سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے آپ کو کوئی کلام نہ کرے تو اللہ تعہ پر شایان ہو گا کہ اُسکے لیے دو محل جنت مین بنا دے کہ اُن دونون مین سے ہر محل کا فاصلہ سو برس کی راہ ہو گا اور دونون کے درمیان مین درخت لگا دیگا کہ اگر اُنمین کو تمام زمین والے پھرین تو سب کی گنجایش کر جاوین۔ اور ایک حدیث مین فرمایا جو شخص مغرب اور عشا کے درمیان مین دس رکعتین پڑھے اللہ تعالے اُسکے لیے ایک محل جنت مین بنا دے پس حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ تب تو ہمارے محل بہت سے ہو جاوینگے آپ نے فرمایا کہ اللہ بہت بڑا ہی اور بڑے فضل والا یا یہ فرمایا کہ اللہ بہت پاک ہی۔ اور حضرت انس بن مالک رضہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز مغرب جماعت مین پڑھے پھر اُسکے بعد دو رکعتین پڑھے اور اس درمیان مین دنیا کے باب مین کچھ نہ بولے اور پہلی

رکعت مین الحمد اور دس آیتین سورۂ بقر کے شروع کی اور دو آئیتین اُسکے درمیان کی یعنی والٰہکم الٰہ واحد سے لقوم یعقلون تک اور پندرہ بار قل ہو اللہ پڑھے
پھر رکوع اور سجدہ کر کے جب دوسری رکعت کو کھڑا ہو تو الحمد اور آیۃ الکرسی اور دو آیتین اسکے بعد اولٰئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون تک اور تین
آیتین سورۂ بقر کے آخر کی للہ ما فی السموات وما فی الارض سے آخر سورۃ تک اور قل ہو اللہ احد پندرہ بار پڑھے تو انکا ثواب حدیث مین اسقدر ذکر
فرمایا کہ خارج از حصر ہی اور کرز بن دبرہ جو ابدال مین سے ہین کہتے ہین کہ مین نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہا کہ مجکو کوئی ایسی چیز بتاؤ کہ مین اُسکو
ہر شب کیا کرون اُنھون نے فرمایا کہ جب تم مغرب پڑھو تو عشا کے وقت تک نماز ہی مین رہا کرو اور کسی سے کلام مت کرو اور دھیان نماز ہی مین رکھو
اور ہر دوگانہ کے بعد سلام پھیرو اور ہر رکعت مین ایکبار الحمد اور تین بار سورۂ اخلاص پڑھو اور جب عشا کی نماز سے فارغ ہو تو اپنے مکان کو چلے
آؤ اور کسی سے کلام نہ کرو اور دو رکعتین مکان پر پہونچکر پڑھو ہر رکعت مین الحمد ایکبار اور قل ہو اللہ سات بار پھر سلام پھیرنے کے بعد سجدہ کرو اور سات بار
اللہ تعالے سے مغفرت کا سوال کرو اور سات بار پڑھو سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پھر اپنا سر سجدے سے اُٹھا کر
برابر بیٹھ جاؤ اور ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا پڑھو یاحی یاقیوم یاذا الجلال والاکرام یا الٰہ الاولین والآخرین یارحمٰن الدنیا والآخرۃ ورحیمہما یارب یارب یارب یا اللہ یا اللہ یا اللہ
پھر کھڑے ہو جاؤ اور ہاتھ اُٹھا کر یہی دعا مانگو پھر جہان چاہو قبلہ رخ دہنی کروٹ لیٹ رہو اور آنحضرت صلعم پر درود پڑھو اور درود اتنا پڑھو کہ پڑھتے پڑھتے سو رہو مین نے
کہا کہ مین یہ چاہتا ہون کہ آپ یہ بتادین کہ آپ نے یہ دعا کس سے سُنی ہی اُنھون نے فرمایا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دعا کی وحی
ہوئی تھی اور آپ نے ایک شخص کو تعلیم فرمائی تھی مین اُسوقت آپ کی خدمت مین گیا تھا اور آپ کے پاس موجود تھا یہ معاملہ میرے سامنے ہوا پس
جس شخص کو آنحضرت صلعم نے سکھائی تھی اُس سے مین نے سیکھی ہی اور کہتے ہین کہ جو کوئی اس دعا اور اس نماز پر حسن یقین اور صدق نیت سے مداومت
کرے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے نکلنے کے پیشتر خواب مین دیکھے اور بعض لوگون نے جو اس عمل کو کیا تو خواب مین دیکھا کہ جنت مین
داخل کیے گئے اور وہان انبیا علیہم السلام کو دیکھا اور اُسی جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے شرف یاب ہوے اور آپنے اُنسے گفتگو
فرمائی اور تعلیم فرمایا۔ حاصل یہ کہ اسوقت کی عبادت کی فضیلت مین بہت کچھ وارد ہوا ہی یہانتک کہ کسی نے عبید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مولے
سے پوچھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سواے نماز فرض کے اور کسی نماز کے لیے بھی حکم فرماتے تھے کہ نہین اُنھون نے فرمایا کہ ہان مغرب اور عشا کے
درمیان کی نماز کے لیے ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ اور ایک حدیث مین ارشاد فرمایا کہ جو کوئی مغرب اور عشا کے درمیان مین نماز پڑھے تو یہ نماز اوابین
کی ہی اور اسود کہتے ہین کہ مین جب کبھی حضرت ابن مسعود رض کی خدمت مین اُسوقت حاضر ہوا تو اُنکو نماز پڑھتے دیکھا مین نے آپ سے اسکی وجہ پوچھی
آپ نے فرمایا کہ یہ وقت غفلت کا ہی اسلیے اسمین نماز پڑھتا ہون۔ اور حضرت انس رض اس نماز پر مواظبت فرماتے اور کہتے کہ یہ ناشئۃ اللیل یعنی رات
کی طاعت ہی اور اسی کے باب مین یہ آیت اُتری ہی تتجافی جنوبہم عن المضاجع اور احمد بن ابی الحواری کہتے ہین کہ مین نے ابو سلیمان دارانی رحہ سے
پوچھا کہ آپ کے نزدیک یہ بہتر ہی کہ مین دن کو روزہ رکھون اور مغرب وعشا کے درمیان مین کھانا کھاؤن یا یہ اچھا ہی کہ دن کو افطار کرون اور
اُسوقت مین نماز پڑھون آپ نے فرمایا کہ روزہ بھی رکھو اور نماز بھی پڑھو مین نے کہا کہ اگر دونون نہوسکین فرمایا کہ دن کو افطار کرو اور اسوقت مین نماز پڑھو

## دوسرا بیان رات کے جاگنے اور عبادت کرنے کی فضیلت مین

- آیتین اس باب مین یہ ہین ان ربک یعلم انک تقوم ادنیٰ من ثلثی اللیل
ونصفہ وثلثہ الآیہ اور فرمایا ان ناشئۃ اللیل ہی اشد وطأ واقوم قیلا اور فرمایا تتجافی جنوبہم عن المضاجع اور فرمایا امن ہو قانت اٰناء اللیل ساجداً
وقائما یحذر الآخرۃ ویرجو رحمۃ ربہ اور فرمایا والذین یبیتون لربہم سجداً وقیاما اور فرمایا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ بعضون نے اس نماز کو شب کی
نماز کہا ہی کہ اُسپر صبر کرنے سے مجاہدہ نفس پر استعانت لیجاتی ہی اور احادیث بھی اُسکے فضائل مین بہت ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہین کہ شیطان تم مین سے ایک شخص کی گُدّی پر جب وہ سوتا ہی تین گرہین لگا دیتا ہی اور ہر گرہ پر یہی پھونک دیتا ہی کہ ابھی رات
بہت ہی سو رہ پس اگر وہ شخص جاگے اور خدا تعالے کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھلجاتی ہی اور اگر وضو کرے تو دوسری گرہ ڈھیلی ہوتی ہی

اور اگر نماز پڑھی تو تیسری گرہ کھلجاتی ہی اور صبح کو سرور کے ساتھ طیب النفس اُٹھتا ہی ورنہ نفس کا خبیث اور سُست اُٹھتا ہی۔ اور ایک حدیث[17] مین ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کا مذکور ہوا کہ وہ تمام رات سوتا رہا یہانتک کہ صبح ہوگئی آپ نے فرمایا کہ اُس شخص کے کان مین شیطان نے پیشاب کردیا۔ اور ایک حدیث مین ارشاد فرمایا کہ شیطان کے پاس ایک سونگھنی اور ایک چٹنی اور ایک انجن ہی جب وہ کسی کو سونگھنی سونگھا دیتی ہی تو اُسکی عادت بُری ہوجاتی ہی اور جسوقت چٹنی چٹاتا ہی اُسکی زبان تیز اور فحش ہوجاتی ہی اور جب انجن لگا دیتا ہی تو رات کو صبح تک سوتا رہتا ہی اور فرمایا کہ دو رکعتین اگر بندہ پچھلی رات کے درمیان مین پڑھے تو اُسکے لیے دنیا و مافیہا سے بہتر ہین اور اگر مین اپنی اُمت پر اُنکو مشکل نہ جانتا تو اُنپر اُن دونون رکعتون کو فرض کردیتا۔ اور حدیث صحیح مین حضرت جابر رضہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان من اللیل ساعۃ لایوافقہا عبد مسلم یسال اللہ تعالے فیہا خیراً الا اعطاہ آیاہ اور ایک روایت مین یہ الفاظ ہین یسال اللہ خیراً من امر الدنیا والآخرۃ اعطاہ ایاہ وذلک فی کل لیلۃ۔ اور مغیرہ بن شعبہ رضہ روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اتنا کھڑے ہوے کہ آپ کے پاؤن پھٹ گئے لوگون نے عرض کیا کہ آپکے تو اگلے پچھلے سب گناہ بخشے گئے آپ اتنی مشقت کیون فرماتے ہین آپ نے فرمایا کہ کیا مین بندہ شکرگزار نہون۔ اسکے مضمون سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ جواب آپ کا رتبہ کی زیادتی سے کنایہ ہی اسلیے کہ شکر باعث مزید نعمت ہی چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہی لان شکرتم لازیدنکم اور حضرت ابوہریرہ رضہ کو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم اگر یہ چاہتے ہو کہ خدا تعالی کی رحمت تمپر زندہ رہنے اور مردہ ہونے اور قبر مین رہنے اور مرنے کے بعد جی اُٹھنے کے حال مین رہے تو رات سے اُٹھکر نماز پڑھو اور اس نماز سے اپنے پروردگار کی رضا چاہو ای ابوہریرہ اپنے گھر کے کونون مین نماز پڑھو تمھارے گھر کا نور آسمان مین ایسا ہوگا جیسے چھوٹے اور بڑے ستارون کی روشنی زمین کے باشندون کے پاس ہی۔ اور فرمایا کہ رات کی عبادت کو اپنے اوپر لازم کرلو کہ وہ تمسے پیشتر کے نیک بختون کا طریقہ ہی اور اسمین یہ خوبیان ہین کہ خدا تعالی کی نزدیکی اور گناہون کا دور ہونا اور بدن مین سے روگ کا دفع رہنا اور گناہون سے محترز رہنا اُس سے نصیب ہوتا ہی اور فرمایا کہ جس شخص کی عادت رات کو نماز پڑھنے کی ہو اور نیند اُسکو غالب ہوجاوے اور نہ پڑھ سکے تو اُسکے لیے ثواب اُسکی نماز کا لکھا جاویگا اور سونا اُسکو فائدہ مین رہا۔ اور حضرت ابوذر رضہ کو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم سفر کا ارادہ کرتے ہو تو اُسکے لیے کچھ سامان کرتے ہو اُنھون نے عرض کیا کہ ہان آپ نے فرمایا کہ پھر سفر طریق قیامت بے سامان کیسے ہوگا ای ابوذر مین تجکو وہ بات بتادون جو اُس روز تیرے کام آوی اُنھون نے عرض کیا کہ فرمایئے قربان ہون آپ پر میرے ماباپ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن کی شدت حرارت کے لیے ایک روز روزہ رکھ اور رات کی تاریکی مین قبر کی وحشت کے واسطے دو رکعتین ادا کر اور بڑے بڑے امور کے لیے حج کر اور کچھ صدقہ کسی مسکین کو دے یا کوئی حق بات ہی کہدے یا کسی بُری بات سے سکوت کر۔ اور مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین کوئی شخص تھا کہ جب لوگ پڑکر سو جاتے تو وہ اُٹھکر نماز پڑھتا اور قرآن کی تلاوت کرتا اور دعا مانگتا کہ ای دوزخ کے پروردگار مجکو اُس سے پناہ دے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین مذکور ہوئی آپ نے فرمایا کہ جب وہ ایسا کہے مجھے خبر کرنا چنانچہ آپ تشریف لیگئے اور اپنے آپ اُسکی دعا سنی جب صبح ہوتی تو اُس سے فرمایا کہ میان تو جنت خدا تعالے سے کیون نہین مانگتا اُسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا یہ رتبہ نہین اور نہ میرے عمل اس قابل ہین یہ کہکر وہ تھوڑا ہی ٹھہرا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اُترے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اُس شخص سے کہدو کہ اللہ تعالے نے اُسکو دوزخ سے پناہ دی اور جنت مین داخل کیا۔ اور مروی ہی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر فرمایا کہ عبداللہ بن عمر اچھے شخص ہین اگر رات کو نماز پڑھا کرین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عمر رضہ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کا مقولہ کہدیا اُنھون نے آیندہ سے رات کے جاگنے اور نماز کا التزام کرلیا چنانچہ نافع آپ کے غلام کہتے ہین کہ آپ رات کو نماز پڑھتے اور مجھسے پوچھتے کہ نافع سحر ہوگئی مین کہتا کہ نہین ہوئی پھر آپ نماز پڑھنے لگتے پھر فرماتے کہ نافع سحر ہوگئی مین کہتا کہ ہان تو آپ بیٹھکر استغفار پڑھتے رہتے یہانتک

[17] بخاری و مسلم ... طبرانی ... بزار ... سمرہ بن جندب ... اور دونون کی سند ضعیف ہی ... محمد بن نصر مروزی بروایت حسان بن عطیہ ... اس حدیث کا ترجمہ اور سند آخر بیان سوم مین ہی ... بخاری و مسلم ... طبرانی و بیہقی بروایت ابوامامہ ... چوتھی فصل مین گذری ... ابن ابی الدنیا ... کتاب تہجد ... سری بن مخلد ... مرسلاً اور مروزی نے اس سے ...

کہ صبح صادق ہو جاتی- اور حضرت امام زین العابدین رضؓ سے مروی ہو کہ حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام نے ایک روز جو کی روٹی پیٹ بھر کر کھائی
اُس رات جو ورد معمولی پڑھا کرتے تھے اُس سے سو گئے یہان تک کہ صبح ہو گئی اللہ تعالیٰ نے اُنپر وحی بھیجی کہ اے یحییٰ کیا تونے کوئی گھر میرے گھر سے
اچھا پایا یا کوئی ہمسایہ میرے ہمسایہ سے بہتر تجکو ملگیا اے یحییٰ قسم ہو اپنی عزت کی اگر تو جنت کو ایک دفعہ بھی جھانک لے تو مارے اشتیاق کے تیری
چربی پگھل جائے اور تیری جان نکل جاوے اور اگر دوزخ کی طرف ایک مرتبہ جھانکے تو تیری چربی پگھلے اور آنسوؤن کی جگہ پیپ سے رووے اور
ٹاٹ کے عوض لوہا پہنے- اور کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ فلان شخص رات کو تو تہجد پڑھتا ہو اور صبح کو اٹھکر چوری
کرتا ہو آپ نے فرمایا کہ رات کی نماز اُسکو اُسکے عمل سے روک دیگی- اور ایک حدیث مین ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رحم کرے اُس مرد پر کہ رات سے
اُٹھکر نماز پڑھے پھر اپنی بی بی کو جگاوے اور وہ بھی نماز پڑھے اور اگر وہ نہ اُٹھے تو اُسکے مُنھ پر پانی چھڑک دے اور اللہ تعالیٰ رحم کرے اُس عورت پر
کہ رات سے اُٹھکر نماز پڑھے اور اپنے شوہر کو جگاوے اور وہ بھی نماز پڑھے اور اگر نہ اُٹھے تو اُسکے مُنھ پر پانی کا چھینٹا دے اور ایک حدیث مین
ارشاد فرمایا کہ جو شخص رات کو جاگے اور اپنی بی بی کو جگاوے اور دونون دوگانہ نماز ادا کرین تو خداے تعالیٰ کے زیادہ تر ذاکرین اور
ذاکرات مین لکھے جاوینگے- اور فرمایا کہ فرض نماز کے بعد سب مین افضل نمازِ شب ہو اور حضرت عمر رضؓ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جو شخص اپنے ورد یا اُسمین سے کسی قدر سے رات کو سو جاوے پھر فجر اور ظہر کے درمیان مین اُسکو پڑھ لے تو اُسکے لیے ایسا ہی لکھا جاویگا
کہ گویا رات سے پڑھا ہو- اور آثار بھی اِس باب مین بہت ہین حضرت عمر رضؓ اپنے رات کے ورد مین کوئی آیت خوف کے مضمون کی پڑھتے
تو گر جاتے یہان تک کہ بہت دنون آپ کی عیادت کیجاتی جیسے بیارون کی عیادت ہوتی ہو- اور حضرت ابن مسعودؓ جب لوگ سو جاتے تو
اُنکے پڑھنے کی آواز صبح تک مکھی کی بھِنبھناہٹ کی طرح سُنی جاتی- اور کہتے ہین کہ ایک رات سفیان ثوری رح نے کھانا پیٹ بھر کھایا پھر فرمایا
کہ گدھے کو جب گھاس زیادہ دیا جاتا ہو تو کام بھی زیادہ لیا جاتا ہو پس صبح تک عبادت کرتے رہے- اور طاؤس رح جب اپنے بستر پر لیٹتے
تو اُسپر ایسے اُچھتے جیسے دانہ بھوننے کے وقت اُچھلتا ہو پھر اُچھلکر اُس سے علحدہ ہوتے اور صبح تک نماز پڑھتے پھر فرماتے ع عابد کی نیند
یادِ جہنم مین اُڑ گئی + اور حضرت حسن بصری رح فرماتے ہین کہ ہم کوئی کام زیادہ سخت رات کی محنت اور اُس مال کے دینے سے نہین جانتے
پھر کسی نے اُنسے پوچھا کہ یہ کیا بات ہو کہ تہجد گزارون کے چہرے اَور لوگون سے اچھے ہوتے ہین آپ نے فرمایا اسلیے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ
کے ساتھ تنہا ہوتے ہین اِسی لیے اللہ تعالیٰ اُنکو اپنے نور مین سے کسی قدر پہنا دیتا ہو اور کوئی نیک بخت اپنے کسی سفر سے پھر کر آئے اُنکے لیے
بستر بچھایا گیا اُسپر سو رہے یہان تک کہ اُنکا ورد شب کا فوت ہو گیا اُنھون نے قسم کھائی کہ آیندہ کو کبھی بستر پر نہ سوؤن گا- اور عبد العزیز ابن
ابی رواد رات کے اپنے بستر کے پاس آتے اور اُسپر ہاتھ پھیر کر کہتے کہ تو نرم تو ہو مگر بخدا کہ جنت مین تجھسے بھی نرم تر ہو پھر ساری رات نماز
پڑھتے رہتے- اور فضیل رح کا قول ہو کہ جب رات میرے سامنے آتی ہو تو اول اول اُسکی درازی سے مجھے خوف لگتا ہو مگر مین قرآن شروع
کر دیتا ہون تو اپنی حاجت پوری بھی نہین کرتا کہ صبح ہو جاتی ہو- اور حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ جب آدمی کوئی گناہ کرتا ہو تو اُسکے سبب سے
رات کے اُٹھنے سے محروم رہتا ہو اور فضیل رح فرماتے ہین کہ جب تم سے رات کا جاگنا اور دن کو روزہ رکھنا نہو سکے تو جان لو کہ تم محروم ہو
اور تمھارے گناہ بہت ہو گئے ہین- اور صلہ بن اشیم رح تمام رات نماز پڑھتے جب سحر ہوتی تو دعا کرتے کہ الٰہی مجھ جیسا شخص جنت کیسے طلب کرے
لیکن اپنی رحمت سے مجکو دوزخ سے پناہ دے- اور ایک شخص نے کسی حکیم سے کہا کہ مجھ سے شب بیداری نہین ہو سکتی اُسنے کہا کہ بھائی دن کو
خدا تعالیٰ کی نافرمانی مت کر پھر شب بیداری نہ کرنے کا مضائقہ نہین- اور حسن بن صالح کے پاس ایک لونڈی تھی اُنھون نے ایک قوم کے ہاتھ
اُسکو بیچ ڈالا جب آدھی رات ہوئی وہ لونڈی اُٹھی اور کہا کہ اُٹھو گھر والو نماز پڑھو اُنھون نے کہا کہ کیا صبح ہو گئی جو نماز پڑھین لونڈی نے پوچھا
کہ تم فرض نماز کے سوا اور کوئی نماز نہین پڑھتے اُنھون نے کہا کہ نہین وہ لونڈی حسن کے پاس آئی اور کہا کہ آقا ے من تُونے مجکو ایسے لوگون کے ہاتھ

بھیج دیا جو تہجد نہین پڑھتے مجکو واپس کرلو چنانچہ اُنھون نے اُسکو ہٹالیا اور دام پھیر دیے - اور ربیع کہتے ہین کہ مین امام شافعی رضہ کے مکان مین بہت راتون سویا ہون مین نے دیکھا کہ آپ رات کو بہت تھوڑا سوتے تھے اور ابو الجویریہ کہتے ہین کہ مین حضرت امام ابو حنیفہ رضہ کے ساتھ چھ مہینے رہا ہون اِس عرصہ مین کوئی شب ایسی نہین ہوئی کہ آپ نے زمین پر اپنی کروٹ لگائی ہو - اور حضرت امام ابو حنیفہ رضہ کا دستور تھا کہ نصف شب عبادت کیا کرتے تھے لیکن ایکبار کچھ لوگون کے پاس گذر ہوا تو اُنھون نے آپس مین ذکر کیا کہ یہ شخص تمام رات عبادت کرتا ہی آپ نے اپنے دل مین کہا کہ میری صفت وہ بیان کرتے ہین جو مین کرتا نہین اِسی لیے آیندہ کو تمام رات عبادت کرنے لگے اور کہتے ہین کہ رات کو آپ کے لیے کوئی بستر نہ تھا اور کہتے ہین کہ مالک بن دینار رضہ نے ایک رات اِس آیت کو پڑھ پڑھ صبح کر دی[ف] ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلہم کالذین آمنوا وعملوا الصلحت سواء محیاہم ومماتہم ساء ما یحکمون - اور مغیرہ بن حبیب کہتے ہین کہ مین نے مالک بن دینار کو دیکھا کہ اُنھون نے بعد عشا کے وضو کیا پھر اپنی جانماز پر کھڑے ہو کر اپنی ڈاڑھی پکڑی اور آنسوؤن سے گلا رک گیا پھر یہ کہنا شروع کیا کہ الٰہی مالک کے بڑھاپے کو دوزخ پر حرام کر دے الٰہی تجھے تو معلوم ہی کہ جنت مین کون رہیگا اور دوزخ مین کون رہیگا تو مالک اِن دونون فریقون مین سے کونسا ہی اور ان دونون گھرون مین سے مالک کا گھر کونسا ہی اِسی طرح صبح صادق ہونے تک کہتے رہے - اور مالک بن دینار کہتے ہین کہ ایک رات مین اپنا وِرد بھول گیا اور سو رہا خواب مین دیکھا کہ ایک عورت نہایت خوبصورت ہاتھ مین رقعہ لیے ہی اور مجھ سے کہتی ہی کہ تمکو اچھی طرح پڑھنا آتا ہی مین نے کہا کہ ہان اُسنے وہ رقعہ مجھے دیا دیکھا تو اُسمین اِس مضمون کا ایک قطعہ تھا قطعہ تمھین کیا لہو مین ڈالا لذا اُنذا و امانی نے ۞ کہ دھویا نقش حور جنتی دل کے سفینے سے ۞ بہار عمر دائم ہی نہین ہی موت جنت مین ۞ ملو حورون سے اور اُنکو لگاؤ اپنے سینے سے ۞ اُٹھو اب خواب غفلت سے کہ اِس سونے سے بہتر ہی ۞ تہجد مین ہو قرآن کی تلاوت کر قرینے سے ۞ اور کہتے ہین کہ مسروق نے حج کیا اور تمام سفر مین رات کو صرف سجدہ ہی کرنے مین بسر کردی اور ازہر بن مغیث جو بڑے تہجد گزارون مین ہین کہتے ہین کہ مین نے خواب مین ایک عورت دیکھا کہ وہ دنیا کی عورتون کے مشابہ نہ تھی مین نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے کہا کہ مین حورون مین سے ہون مین نے کہا کہ تو مجھ سے نکاح کرالے اُسنے کہا کہ تو میرے مالک سے منگنی کا پیام کر اور میرا مہر دے دے مین نے پوچھا کہ تیرا مہر کیا ہی اُسنے کہا کہ بہت سا تہجد پڑھنا - اور یوسف بن مہران کہتے ہین کہ مین نے سُنا ہی کہ عرش کے نیچے ایک فرشتہ مرغ کی صورت ہی جسکے پنجے موتی کے اور رخسار سبز زبرجد کے ہین جب اول تہائی رات جاتی ہی تو وہ اپنے بازو پھڑپھڑا کر بانگ دیتا ہی اور کہتا ہی کہ جاگنے والے اُٹھین اور جب آدھی رات گذرتی ہی تو بازو ہلا کر چیختا ہی اور کہتا ہی کہ تہجد پڑھنے والے اُٹھین - اور جب دو تہائی شب گذرتی ہی تو دونون بازو بجا کر بولتا ہی کہ نماز پڑھنے والے اُٹھین اور جب صبح صادق ہو جاتی ہی تو بازوؤن کو ایک دوسرے پر مار کر آواز کرتا ہی کہ غافل لوگ اپنے اوپر اپنے گناہ لیے اُٹھین - اور کہتے ہین کہ وہب بن منبہ یمانی نے تیس برس اپنا پہلو زمین پر نہین رکھا اور کہا کرتے تھے کہ اگر مین اپنے مکان مین شیطان کو دیکھون تو میرے نزدیک اِس سے بہتر ہی کہ اُسمین بستر دیکھون کیونکہ اُسکو دیکھنے سے نیند آتی ہی اور اُنکے پاس ایک چمڑے کا تکیہ تھا جب اُنکو نیند کا غلبہ ہوتا تو اپنا سینہ اُسپر رکھکر چند جھونکے لے لیتے پھر نماز مین لگ جاتے اور بعض اکابر کا قول ہی کہ مین نے پروردگار جل شانہ کو خواب مین دیکھا اور سُنا کہ یہ ارشاد فرماتا ہی کہ قسم ہی اپنی عزت اور جلال کی مین سلیمان تیمی کی خوابگاہ بہت بہتر کرونگا اُسنے میرے لیے چالیس برس عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی ہی - اور کہتے ہین کہ سلیمان تیمی کا مذہب یہ تھا کہ جب نیند کا اختلاط دل مین ہو جاوے تو وضو جاتا رہتا ہی اور بعض کتب پیشین مین خدا تعالی کا ارشاد مذکور ہی کہ فرماتا ہی کہ میرا بندہ جو حقیقت مین میرا بندہ ہی وہ ہی کہ اپنے اُٹھنے کے لیے مرغ کی آواز کا انتظار نہ کرے

**تیسرا بیان** اُن اسباب کے ذکر مین جنسے رات کا اُٹھنا سہل ہو - واضح ہو کہ رات کا اُٹھنا خلق پر مشکل ہی مگر جن لوگون کو خداے تعالی توفیق دیتا ہی کہ اُسکے سہل ہونے کی ظاہری اور باطنی شرطون کو بجا لاتے ہین اُنپر کچھ دشوار نہین اب جاننا چاہیے کہ ظاہری شرطین اسکے لیے چار ہین اول یہ کہ کھانا بہت نہ کھاوے کیونکہ بہت کھانے سے پانی بہت پیویگا پھر نیند بہت آویگی اور اُٹھنا بھاری پڑجاویگا بعض مشائخ ہر شب دسترخوان پر کھڑے ہو کر کہتے کہ اے گروہ مریدان بہت مت کھاؤ ورنہ پانی بہت پیوگے اور بہت سا سوؤگے پھر مرنے کے وقت بہت سا پچھتاؤ گے

ف کیا خیال رکھتے ہین جنھون نے کمائی ہین بُرائیان کہ ہم کردینگے انکو برابر اُنکے جو یقین لائے اور کیے بھلے کام ایکسا اُنکا جینا اور مرنا بُرے دعوے ہین جو کرتے ہین ۱۲

اور معدہ کا غذا کی ثقالت سے ہلکا رہنا ایک بڑی اصل ہی **دوم** یہ کہ دن کو اپنے نفس پر ایسی مشقت کے کام نہ ڈالے جن سے اعضا چور ہو جاوین اور پیچھے
سُست پڑ جاوین کیونکہ اس وجہ سے بھی نیند آتی ہی **سوم** یہ کہ دن کو سونا نہ چھوڑے کہ رات کے اُٹھنے کے لیے یہ سونا سُنت ہی **چہارم** یہ کہ
دن کو بہت سے گناہ نہ کرے کیونکہ گناہون کا ارتکاب دل کو سخت کرتا ہی اور بندہ مین اور سامان رحمت مین حائل ہوتا ہی ایک شخص نے حضرت حسن رح
سے کہا کہ مین آرام سے سوتا رہتا ہون اور رات کے اُٹھنے کو دوست رکھتا ہون اور وضو کا پانی تیار رکھتا ہون پھر مجھے کیا ہوا ہی کہ جاگتا نہین آپنے
فرمایا کہ تیرے گناہون نے تجھے روک رکھا ہی- اور حضرت حسن رح جب بازار مین جا کر لوگون کی آواز اور بیکار باتین سُنتے تو فرماتے کہ میری دانست مین
اِن لوگون کی رات بُری ہی کیونکہ یہ دن کو نہین سوتے اور سفیان ثوری فرماتے ہین کہ مین ایک گناہ کے عوض مین پانچ مہینے تک تہجد سے محروم رہا
لوگون نے پوچھا کہ وہ کونسا گناہ تھا فرمایا کہ مین نے ایک شخص کو روتے دیکھکر اپنے جی مین کہا کہ یہ ریا کار ہی- اور بعض اکابر کہتے ہین کہ مین کرزبن وبرہ
کے پاس گیا اُسوقت وہ روتے تھے مین نے پوچھا کہ کہین سے کوئی خبر مرگ آپ کے کسی قریب کی آئی ہی فرمایا کہ اِس سے بھی سخت بات ہی مین نے
کہا کہ آپ کے کہین درد ہی جو ایذا دیتا ہی فرمایا کہ اِس سے بھی سخت ہی مین نے کہا کہ وہ کیا ہی فرمایا کہ میرا دروازہ بند ہی اور پردہ چھوٹا ہوا ہی اور
رات کا وِرد مین نے نہین پڑھا اور اِسکی وجہ بجز اِسکے نہین کہ مین نے کوئی گناہ کیا ہی اور یہ اِسلیے کہ خیر نیکی کی طرف بُلاتی ہی اور بدی شر کی طرف
داعی ہی اور یہ دونون اگر تھوڑے بھی ہون تو بہت کی طرف کھینچتے ہین اور اِسی وجہ سے ابو سلیمان دارانی نے فرمایا ہی کہ کسی شخص سے جماعت کی
نماز بدون کسی نماز کے فوت نہین ہوتی- اور فرمایا کرتے تھے کہ رات کو احتلام ہونا ایک سزا ہی اور خیانت کے معنی دوری کے ہین- اور بعض علما
فرماتے ہین کہ اے سکین جب تو روزہ رکھے تو دیکھ لے کہ کس کے پاس افطار کرتا ہی اور کس چیز پر افطار کرتا ہی کیونکہ بندہ ایک ایسا لقمہ کھاتا ہی جس سے
اُسکا دل پہلی حالت سے بدل جاتا ہی اور پھر حالت اصلی پر نہین لوٹتا- غرضکہ گناہ سب موجب سختی دل ہوتے ہین اور تہجد سے مانع ہین خصوص
حرام کی غذا کی تاثیر اسمین بہت ہی اور دل کی صفائی اور اُسکو خیرات کی طرف جنبش دینے مین جسقدر حلال کا لقمہ اثر کرتا ہی اُسقدر دوسری چیز
نہین کرتی اور اِس بات کو جو لوگ دلون کے نگران ہین تجربہ اور شریعت کی شہادت سے جانتے ہین- اور یہین وجہ بعض اکابر فرماتے ہین کہ بہت سے
لقمے ایسے ہین کہ تہجد کے مانع ہوتے ہین اور اکثر نگاہ ایسی ہین کہ سورت کے پڑھنے کے مانع ہین اور بندہ ایک غذا کھاتا ہی اور ایک کام کرتا ہی جس سے
برس روز کے تہجد سے محروم ہو جاتا ہی اور جس طرح کہ نماز فحش اور بُرائی سے روکتی ہی اِسی طرح فحش اور بُرائی بھی نماز سے اور تمام خیر کے کامون سے
روکتی ہی اور ایک محبس کے داروغہ نے ذکر کیا ہی کہ مین دینور کے بندی خانہ کا کچھ اوپر تیس برس داروغہ رہا جو کوئی رات کو گرفتار ہو کر آتا مین اُسکا
حال پوچھتا کہ اُسنے نماز عشا بجماعت پڑھی ہی یا نہین لوگ یہی کہتے کہ نہین پڑھی مین جان لیتا کہ یہی وجہ اِسکی گرفتاری کی ہوئی- اِس سے یہ معلوم
ہوتا ہی کہ جماعت کی برکت فحش اور بُرائی کے ارتکاب کی مانع ہی اور باطن کے اسباب بھی تہجد کے اُٹھنے کے لیے چار ہین **اول** دل کا مسلمانون
کے کینے اور بدعتون اور ترددات دنیاوی سے صاف ہونا اسلیے کہ جس شخص کا فکر دنیا کی تدبیر مین ڈوبا رہتا ہی اُسکو رات کو اُٹھنا نصیب نہین ہوتا
اور اگر اُٹھتا ہی تو نماز مین تامل نہین کرتا اپنے ترددات ہی مین مبتلا رہتا ہی اور وہی وسوسے اُسکے دل کو گھیرے رہتے ہین جیسے شیخ سعدی نے
لکھا ہی **شعر** شب چو عقدِ نماز بر بندم ✤ چہ خورد بامداد فرزندم ✤ **دوم** دل پر ہر وقت خوف کا غالب رہنا اور جینے کی توقع کم ہونی کیونکہ جب
آخرت کی ہولون اور دوزخ کے طبقات کو سوچیگا تو اُسکی نیند اُڑ جاویگی اور خوف بڑھ جاویگا جیسا طاؤس رح کا قول ہی **مصرع** عابد کی نیند
یادِ جہنم مین اُڑ گئی ✤ اور جیسے مروی ہی کہ ایک غلام صہیب نام بصرہ مین تھا تمام رات جاگا کرتا اُسکی مالک نے اُس سے کہا کہ تیرا رات بھر کا جاگنا دن کے
کام کرنے کا حارج ہی اُسنے کہا کہ صہیب کو جب دوزخ کی یاد آتی ہی تو اُسکو نیند نہین آتی اور ایک دوسرے غلام سے کہ وہ بھی رات بھر نہ سوتا تھا
کسی نے کہا کہ رات بھر کیون جاگتا ہی اُسنے جواب دیا کہ جب مین دوزخ کو یاد کرتا ہون تو مجکو خوف زیادہ لگتا ہی اور جب جنت کو یاد کرتا ہون
تو شوق زیادہ ہوتا ہی اِسلیے سو نہین سکتا اور ذوالنون مصری رح نے ایک قطعہ اِس مضمون کا فرمایا ہی **قطعہ** قرآن جو کہ حادی ہی وعدہ وعید کا

مانع ہی شب مین اہل تلاوت کو خواب سے ؛ سمجھے ہین وہ کلام شہنشاہ اسلیے ؛ گردن جھکائے رہتے ہین اور دل کباب سے ؛ اور یہ بھی قطعہ اسی
مضمون کا ہی قطعہ خواب غفلت مین جو تو سوتا ہی سُن ای غافل ؛ ایکدن خواب کی کثرت سے تجھے ہو حسرت ؛ تجکو معلوم نہین قبر مین مرنے
کے بعد ؛ مدتون تک تجھے سونے کی ملیگی فرصت ؛ یا گناہون کا ترے واسطے وان ہو بستر ؛ خیر کے کامون کا یا ہو ویگا فرش راحت ؛
یا تجھے موت کے شبخون سے ہو حاصل امن ؛ پڑتی کثرت سے ہی مامون پہ اُسکی آفت ؛ اور حضرت ابن مبارک رح نے اِس مضمون کا قطعہ فرمایا ہی
قطعہ شب کی تاریکی کی ہوتی ہی اُٹھانی محنت ؛ صبح تک پھر تو عبادت ہی مین وہ ہوتے ہین ؛ خوف سے نیند اُڑی اسلیے ہین شب بیدار ؛
امن دنیا مین ہی جن لوگون کو وہ سوتے ہین ؛ سوم یہ کہ اُن آیات واخبار وآثار سے جو رات کے جاگنے کی فضیلت مین مذکور ہوے جاگنے کا
ثواب معلوم کرے اور اپنی توقع اور شوق ثواب کو مستحکم کرے تاکہ طلب مزید اور جنت کے درجات کی رغبت اِس شوق سے جوش کرے چنانچہ
مروی ہی کہ کوئی نیکبخت جہاد سے لوٹ کر اپنے گھر آئے اُنکی بی بی نے بستر تیار کیا اور اُنکی منتظر رہی وہ بزرگ مسجد مین جاکر صبح تک نماز پڑھتے رہے
صبح کو اُنکی بی بی نے اُنسے کہا کہ ہمکو مدت سے تمھارا انتظار تھا اب جو تم آئے تو صبح تک نماز پڑھتے رہے اُنھون نے کہا کہ مین جنت کی ایک
حور کے سوچ مین تمھارا رات بھر اُسکے اشتیاق مین جاگتا رہا اور گھر اور بی بی کو بھول گیا۔ چہارم جو سب باعثون مین اشرف ہی وہ اللہ تعالیٰ کی
محبت اور اس بات پر اعتقاد قوی کرنا ہی کہ عبادت مین جو حرف بولتا ہون اُس سے اپنے پروردگار کے ساتھ مناجات کرتا ہون اور وہ میرے
حال پر مطلع ہی اور اُسکے ساتھ جو کچھ دل مین خطرہ ہو اُسکو مشاہدہ کرے اور جانے کہ یہ خطرے اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے ساتھ خطاب کے
ہین پس جب اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی تو اُسکے ساتھ خلوت کو بھی پسند کریگا اور اُس سے مناجات کرنے سے لذت پاویگا اور یہی لذت حبیب
سے مناجات کی کثرت سے جاگنے کا باعث پڑیگی اور اِس لذت کو کچھ بعید نہ جاننا چاہیے کیونکہ عقل اور نقل دونون اسکے شاہد ہین دلیل عقلی تو یہ ہی
کہ جو شخص دوسرے پر خوبصورتی کی جہت سے عاشق ہو یا بادشاہ کو اُسکے انعام کی جہت سے چاہتا ہو اُسکے حال کو تامل کرو کہ خلوت مین اپنے
محبوب کے ساتھ رہنے اور اُسکی مناجات سے کیسی لذت پاتا ہی کہ نیند تک اُسکو رات بھر نہین آتی۔ اب اگر یہ کہو کہ خوبصورت آدمی کو تو دیکھنے
سے لذت ہوا کرتی ہی خداے تعالیٰ تو معلوم نہین ہوتا تو اِسکا جواب یہ ہی کہ اگر محبوب شخص خوبصورت پردہ کی آڑ مین یا اندھیرے مکان مین ہو
تب بھی عاشق کو صرف اُسکے پاس ہونے سے لذت ہوتی ہی اگرچہ اُسکی طرف نہ دیکھے اور نہ اور کسی امر کی طمع ہو اور عاشق کو اسی مین مزہ ہوتا ہی
کہ اپنی محبت اُسکے سامنے بیان کردے اور اپنی زبان سے اُسکا ذکر ایسی طرح کرے کہ معشوق بھی سُنے کہ یہ میرا ذکر کرتا ہی گو اُسکو عاشق کی یہ باتین
معلوم ہون مگر عاشق کو اُنہین مزہ ملتا ہی اب اگر یہ کہو کہ عاشق اپنے معشوق کے جواب کا منتظر رہتا ہی اور جب اُسکا جواب سُنتا ہی تو اُس سے لذت
پاتا ہی اور اللہ تعالیٰ کا کلام تو نہین سُنتا اُسمین کیسے لذت ہوگی تو اُسکا جواب یہ ہی کہ اگر عاشق کو یہ معلوم ہوتا ہی کہ معشوق جواب نہین دیتا اور سُنکر
چُپ ہو رہتا ہی تب بھی اُسکو اپنے حالات کہدینے اور مافی الضمیر کو پیش کردینے کی لذت ہی ہوتی ہی چنانچہ کسی کا شعر ہی بیت تغافل تو مرا بہ تمام
از لطفت ؛ کہ این ہر کس و آن خاص از برای من ست ؛ اور اہل یقین کو جو اثناے مناجات مین دل پر کیفیتین وارد ہوتی ہین وہ اُنکو خداے تعالیٰ
کی طرف سے سمجھتے ہین اور اُنسے لذت پاتے ہین جیسے کوئی بادشاہ کے پاس خلوت مین ہو کر رات کے وقت اپنی حاجتین اُس سے کہے اور
اُسکے انعام کی توقع سے لذت پاوے اور چونکہ اللہ تعالیٰ سے توقع رکھنی زیادہ سچی ہی اور جو چیز اُسکے پاس ہی وہ دوسرون کے پاس کی چیز سے
زیادہ تر پایدار اور مفید ہی تو پھر اپنی حاجتون کو اُس پر پیش کرنے سے خلوت مین لذت کیسے نہو گی اور دلیل نقلی اِس لذت کی یہ ہی کہ شب بیدار
اپنے رات کے جاگنے سے لذت پاتے ہین اور اسی وجہ سے رات کو کوتاہ جانتے ہین جیسے عاشق شب وصل کو کوتاہ سمجھتے ہین چنانچہ کسی شب بیدار
سے پوچھا کہ رات کو آپ کا کیا حال رہتا ہی اُنھون نے کہا کہ مین نے تو اِس بات کا کبھی لحاظ نہین کیا کیونکہ رات مجھے اپنی صورت دکھاتی ہی
اور ڈھلی جاتی ہی مین سوچنے بھی نہین پاتا کہ رات ہی۔ اور دوسرے شب بیدار نے فرمایا ہی کہ مین اور رات گھوڑدوڑ کے دو گھوڑے ہین

کہ کبھی صبح تک مجھ سے آگے نکل جاتی ہو اور کبھی مجکو فکر سے علیحدہ کر دیتی ہو- اور ایک اور شخص سے پوچھا گیا کہ رات تمپر کس کیفیت سے ہوتی ہی
اُنھون نے فرمایا کہ ایک گھنٹہ کی شب ہوتی ہو جسمین میری دو حالتین ہوتی ہین کہ جب اندھیرا آتا دیکھتا ہون تو خوش ہوتا ہون ابھی یہ خوشی
پوری نہین ہوتی کہ صبح ہو جانے کا غم کرتا ہون- اور علی بن بکار کہتے ہین کہ چالیس برس سے مجھے اور کسی چیز کا غم نہین بجز صبح ہو جانے کے
کہ ایکدم کے دم مین صبح ہو جاتی ہو- اور فضیل بن عیاض رح فرماتے ہین کہ جب آفتاب ڈوبتا ہو تو مین خوش ہوتا ہون کہ اپنے پروردگار سے
خلوت نصیب ہوگی اور جب آفتاب نکلتا ہو تو رنج کرتا ہون کہ لوگ میرے پاس آوینگے- اور ابو سلیمان دارانی رح فرماتے ہین کہ شب بیدار انکو
رات مین زیادہ مزا ہو بہ نسبت اہل لہو کے اپنے لہو مین رہنے کے اور اگر رات نہوتی تو مین ہرگز دنیا مین رہنا پسند نہ کرتا اور یہ بھی انھین کا
ارشاد ہو کہ اگر بالفرض اللہ تعالیٰ شب بیدارون کو اُنکے اعمال کے ثواب کے عوض وہ لذت عنایت فرماوے جو اُنکو شب بیداری مین
ہوا کرتی ہو تو اُنکے اعمال کے ثواب سے یہ لذت زیادہ ہو- اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ دنیا مین کوئی ایسا وقت نہین جو اہل جنت کے
مزے کے مشابہ ہو مگر ہان جو مناجات کی حلاوت کہ رات کو عاجزی والون کے دلون مین ہوتی ہو وہ البتہ جنت کی نعمتون کے مشابہ ہو-
اور بعض اکابر فرماتے ہین کہ مناجات کی لذت دنیا مین سے نہین بلکہ وہ جنت کی چیز ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اُسکو اپنے دوستون کے لیے ظاہر کیا ہو
اور اُنکے سوا دوسرے کو وہ نصیب نہین ہوتی اور ابن منکدر فرماتے ہین کہ دنیا کی لذتون مین سے تین باقی ہین اول رات کا جاگنا دوم
بھائیون سے ملنا سوم جماعت مین نماز پڑھنا- اور ایک عارف فرماتے ہین کہ اللہ تعالیٰ سحر کے وقت مین شب بیدارون کے دلون کی طرف
نظر کرتا ہو اور اُنکو نور سے بھر دیتا ہو تو فوائد اُنکے دلون پر اُترکر روشن ہوتے ہین پھر اُنکے دلون سے نور زائد غافلون کے دلون کی طرف پھیلتا ہو
اور کسی عالم قدیم کا قول ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کسی صدیق کو وحی بھیجی کہ میرے بندون مین سے کچھ لوگ ایسے ہین کہ وہ مجھ سے محبت رکھتے ہین اور
مین اُنسے اور وہ میرے مشتاق ہین اور مین اُنکا اور وہ میرا ذکر کرتے ہین اور مین اُنکا اور وہ میری طرف دیکھتے ہین اور مین اُنکی طرف پس اگر تو اُنکے
طریقہ کے مطابق عمل کریگا تو مین تجکو دوست رکھونگا اور اگر تو اُنسے منحرف ہوگا تو تجھپر نہایت درجہ کو خفا ہونگا اُس صدیق نے عرض کیا کہ
الٰہی اُن بندون کی پہچان کیا ہو فرمایا کہ دن کو تو سایہ کی تاک ایسی رکھتے ہین جیسے چرواہا بھیڑی کی تاک رکھتا ہو اور دن ڈوبنے پر ایسے ٹوٹتے ہین
جیسے پرند اپنے گھونسلے پر ٹوٹتا ہو جب اُنپر رات آجاتی ہو اور اندھیرا گھلجاتا ہو اور ہر ایک دوست اپنے دوست کے ساتھ تنہا ہوتا ہو تو وہ لوگ اپنے
پانؤن میرے لیے کھڑے کرتے ہین اور چہرون کو میرے سامنے زمین پر رکھتے ہین اور میرے کلام سے میرے ساتھ مناجات کرتے ہین اور میرے
انعام کے واسطے میرے سامنے خوشامد کرتے ہین اُسوقت کوئی چیختا ہو کوئی روتا ہو کوئی آہ کرتا ہو کوئی دم شکایت بھرتا ہو جو کچھ وہ میرے لیے
مشقتین اُٹھاتے ہین وہ میری آنکھون مین ہو اور جو کچھ میری محبت مین محنت کے شاکی ہین وہ مین سب سُنتا ہون میری اول عطا اُنکو یہ ہو کہ
اپنا کچھ نور اُنکے دلون مین ڈال دیتا ہون تو وہ میرا حال بتاتے ہین جیسے مین اُنکا حال بتاتا ہون اور دوسری عطا میری یہ ہو کہ اگر ساتون آسمان اور
ساتون زمینین اور اُنکے درمیان کی چیزین اُنکے مقابل مین ہون تو مین اُن سب کو اُنکے سامنے کم جانون اور تیسری عطا یہ ہو کہ مین اپنے
چہرے سے اُنکی طرف متوجہ ہوتا ہون تو بتاؤ کہ جسکی طرف مین ایسی طرح متوجہ ہون کوئی جان سکتا ہو کہ مین اُسکو کیا دیا چاہتا ہون- اور مالک
بن دینار رح فرماتے ہین کہ جب رات سے اُٹھکر آدمی تہجد پڑھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اُس سے قریب ہو جاتا ہو- اور اکابر سلف جو نرمی اور حلاوت
اور انوار اپنے دلون مین پاتے تھے تو اسکی وجہ یہی جانتے تھے کہ دل کو نزدیکی پروردگار کی ہوتی ہو اور اِس امر کا ایک بھید اور تحقیق ہو باب محبت
مین اُسکا بیان اشارۃً آویگا- اور مروی ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہو کہ ای میرے بندے مین تیرے دل کے پاس ہوگیا اور تو نے میرا نور غیب مین دیکھا
اور کسی مرید نے اپنے اُستاد سے شکایت کی کہ مین رات بھر جاگتا ہون کوئی تدبیر ایسی فرمائیے کہ نیند آجاوے اُستاد نے فرمایا کہ بیٹا رات اور دن مین
اللہ تعالیٰ کی رحمت کی لپٹین ہوا کرتی ہین بیدار دلون کو لگتی ہین سوتے دلون کو نہین پہونچتی اُن لپٹون کے لگنے کی تدبیر کر مرید نے کہا کہ اُستاد

خوب تدبیر بنائی کہ نہ دن کو سوؤن نہ رات کو۔ جاننا چاہیے کہ ان لپٹون کی توقع رات کو زیادہ ہی اسلیے کہ رات کے جاگنے مین دل کی صفائی اور دوسرے کامون سے علٰحدگی ہوتی ہی اور حدیث صحیح مین حضرت جابر رض سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات مین ایک ایسی ساعت ہی کہ جو بندہ مسلمان اُسکو پاتا ہی اور اُسمین اللہ تعالیٰ سے بہتری طلب کرتا ہی اللہ تعالیٰ اُسکو عنایت ہی کرتا ہی۔ اور ایک روایت مین ہی کہ بہتری امر دنیا اور دین کا طالب ہو تو اُسکو دے دیتا ہی اور یہ بات ہر شب مین ہی۔ اور شب بیدارون کی غرض یہی ساعت ہی اور وہ تمام شب مین معین نہین کہ کس وقت ہی جیسے شب قدر رمضان کے مہینہ مین اور جمعہ کے دن کی ساعت معلوم نہین اور رحمت کی لپٹون کی ساعت وہی ہی واللہ اعلم

**چوتھا بیان شب کے حصون کی تقسیم کے بیان مین**۔ جاننا چاہیے کہ رات کا جاگنا مقدار کے اعتبار سے سات طرح پر ہی **اول** یہ کہ تمام شب جاگے یہ طور تو ایسے زبردست لوگون کا ہی جو خاص خدا تعالیٰ کی عبادت کے لیے ہو رہے ہین اور اُسکی مناجات سے لذت پاتے ہین اور شب بیداری اُنکی غذا اور اُنکے دلون کی جان ہو گئی ہی اسی جہت سے وہ کثرت بیداری سے نہین تھکتے اور سونا دن کو مقرر کیا ہی جس وقت لوگ کام کاج مین ہون پہلے اکابرین سے کچھ لوگون کا دستور ایسا ہی تھا وہ لوگ عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھا کرتے تھے ابو طالب مکی رح نے بیان کیا ہی کہ یہ بات بر سبیل تواتر و اشتہار چالیس تابعینون سے منقول ہی اور اُنمین بعض ایسے بھی تھے کہ چالیس برس تک اس امر پر مداومت کی مثلاً سعید بن المسیب اور صفوان بن سلیم مدینہ منورہ کے اور فضیل بن عیاض اور وہیب بن الورد مکہ معظمہ کے اور طاؤس اور وہب بن منبہ یمن کے اور ربیع بن خثیم اور حکم کوفہ کے اور ابو سلیمان دارانی اور علی بن بکار شام کے اور ابو عبداللہ خواص اور ابو عاصم عباد کے یعنی مختلف قبیلون کے اور حبیب ابو محمد اور ابو جابر سلمانی فارس کے اور مالک بن دینار اور سلیمان تیمی اور یزید رقاشی اور حبیب بن ثابت اور یحییٰ گریہ کنندہ بصرہ کے اور کہمس بن منہال جو ایک مہینہ مین نوے ختم قرآن مجید کے کرتے اور جو آیت نہ سمجھتے تو رجوع کرتے اور دوبارہ پڑھتے اور مدینہ منورہ کے باشندون مین سے ابو حازم اور محمد بن منکدر بھی ایسے ہی تھے اور انکے سوا اَور تھے جنکا شمار بہت ہی **دوم** یہ کہ نصف شب جاگے اِس قسم کے لوگ سلف مین بیشمار ہین جنھون نے نصف شب کے جاگنے پر مواظبت کی ہی اور اِس باب مین عمدہ طریق یہ ہی کہ شب کی اول تہائی اور پچھلا چھٹا حصہ سونے مین بسر کرے تاکہ عبادت اور جاگنا شب کے درمیان بیچا بیچ مین ہووے کہ یہ صورت افضل ہی **سوم** یہ کہ تہائی شب جاگے اِس صورت مین نصف شب اول اور چھٹا حصہ پچھلی شب مین سووے حاصل یہ کہ آخر شب مین سونا اچھا ہی اس وجہ سے کہ اُس سے صبح کو اُونگھ نہین آتی اکابر سلف صبح مین اُونگھنے کو مکروہ جانتے تھے دوسرا فائدہ یہ ہی کہ آخر شب مین سونے سے چہرے پر زردی کم آتی ہی اور انگشت نمائی کم ہوتی ہی پس اگر اکثر شب جاگے اور سحر کو سو رہے تو زردی چہرہ بھی کم ہوگی اور اُونگھ بھی تھوڑی ہوگی حضرت عائشہ رض فرماتی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب آخر شب مین وتر پڑھ چکتے تو اگر آپ کو حاجت اپنی ازواج کی ہوتی تب اُنسے قربت فرماتے ورنہ جانماز پر لیٹ جاتے یہان تک کہ بلال رض آپ کو نماز کی اطلاع دیتے۔ اور یہ بھی حضرت عائشہ رض سے مروی ہی کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پچھلی سحر کے وقت جب دیکھا ہی سوتے ہی پایا ہی۔ بعض اکابر سلف نے کہ اُنمین سے ابو ہریرہ رض بھی ہین فرمایا ہی کہ یہ لیٹنا صبح سے کچھ پہلے سنت ہی۔ اور اسوقت کا سونا مکاشفہ اور مشاہدہ کا سبب ہی کہ غیب کے پردون کے پیچھے سے اہل دل کو ہوا کرتا ہی اور ایک یہ بھی اس سے فائدہ ہی کہ اتنے آرام ملنے سے دن کے وظائف مین سے اول وظیفہ پر مدد ملتی ہی۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام اس طرح رات کو جاگتے کہ پچھلی نصف شب مین سے تہائی جاگتے اور چھٹا حصہ پچھلی شب کا سوتے **چہارم** یہ کہ رات کا چھٹا حصہ یا پانچوان حصہ جاگے اسکے لیے افضل یہ ہی کہ نصف آخر شب مین ہو اور بعضون نے کہا ہی کہ رات کا پچھلا چھٹا حصہ جاگے **پنجم** یہ کہ جاگنے کا کچھ اندازہ نہو کیونکہ مقدار شب ٹھیک ٹھیک یا تو نبی کو وحی کی جہت سے معلوم ہو سکتی ہی یا اُس شخص کو جو ہیئت جانتا ہو اور چاند کی منزلین پہچانتا ہو اور ایک آدمی کو اُسکے دیکھنے کے لیے مقرر کردے کہ جب اِس مقام پر چاند ہو تو جگانا تو اسمین بھی یہ دقت ہی کہ ابر کی راتون مین کھنڈت پڑیگی

لہذا ایسے جاگنے کے لیے مناسب یہ ہی کہ اول شب مین اتنا جاگے کہ اُسکو نیند آجاوے پھر جب آنکھ کھلے تب اُٹھکر عبادت کرے اور جب نیند کا غلبہ ہو تو سو رہے اِس صورت مین ایک شب مین دو بار سونا اور دو بار جاگنا ہوگا اور رات کی محنت اُٹھانی اسی کا نام ہی اور سب اعمال سے سخت اور افضل یہی ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک بھی یہی تھی - اور حضرت ابن عمرؓ اور دوسرے اولوالعزم صحابہؓ اور بہت سے تابعینون کا طریق یہی تھا - اور بعض سلف کے اکابر فرمایا کرتے کہ سونا اول ہی بار کا ہی اگر مین جاگ کر پھر سو رہون تو خدا تعالےٰ میری آنکھ کو کبھی نہ سُلاوے - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جاگنا مقدار کے اعتبار سے ایک نہج پر نہ تھا کبھی آپ نصف شب جاگتے کبھی تہائی کبھی دو تہائی کبھی چھٹا حصہ اور سال کی تمام راتون مین اسی طرح مختلف طور ہوتا چنانچہ سورۂ مزمل مین دو جگہ ارشاد خداوندی سے یہ بات معلوم ہوتی ہی مثلاً فرمایا اِنَّ رَبَّکَ یعلم انک تقوم ادنیٰ من ثلثی اللیل نصفہ وثلثہ - دو تہائی سے قریب تر گویا ایک نصف اور بارھوان حصہ پس اگر نصفہ اور ثلثہ کو کسرہ دیا جاوے تو نصف اور ثلث دو تہائی کا مراد ہوگا اور تہائی اور چوتھائی سے قریب ہو جاویگا اور اگر نَصَب دیا جاوے تو نصف اللیل اور اُسکا سوم حصہ مراد ہوگا - اور حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسوقت اُٹھا کرتے تھے کہ جب آواز مرغ کی سُنتے تھے اس حساب سے چھٹا حصہ شب کا اور اُس سے کم ہوتا ہی - اور ایک صحابی سے مروی ہی کہ مین نے سفر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز شب کو خوب دیکھا ہی آپ بعد عشا کے تھوڑا سا سو رہے پھر جاگے اور آسمان کے کنارون کو دیکھکر فرمایا ربنا ماخلقت ہذا باطلاً یہان تک کہ انک لاتخلف المیعاد تک پہونچ گئے پھر اپنے بستر مین سے ایک مسواک کھینچی اور مسواک کرکے وضو کیا اور نماز پڑھی یہان تک کہ میری دانست مین اُسقدر عرصہ ہو گیا جسقدر کہ آپ سوئے تھے پھر آپ لیٹ رہے حتیٰ کہ مین نے کہا کہ جس قدر آپ نے نماز پڑھی تھی اُسی قدر سوئے پھر آپ جاگے اور جو اول بار آیت پڑھی تھی وہی اِس بار پڑھی اور جو کچھ پہلے کیا تھا وہی اس دفعہ کیا ششم جو کمتر مقدار جاگنے کی ہی یہ ہی کہ بقدر چار رکعتون یا دو رکعتون کے جاگے یا یہ کہ وضو کرنا دشوار ہو تو قبلہ رُخ ایک ساعت ذکر و دعا مین مشغول ہو کر بیٹھے تو یہ شخص خدائے تعالیٰ کی رحمت اور فضل سے تہجد گزارون کے زمرہ مین لکھا جاویگا - اور ایک اثر مین آیا ہی کہ رات کو نماز پڑھ اگرچہ مقدار بکری کے دودھ نکالنے کے ہو غرضکہ تقسیم شب کے یہ طریق ہین طالب آخرت اُنمین سے جو اپنے اوپر آسان دیکھے اُسکو اختیار کرلے ہفتم یہ کہ جس صورت مین رات کے ٹھیک درمیان مین اُٹھنا دشوار ہو تو چاہیے کہ مغرب اور عشا کے درمیان کے وقت کو اور عشا کے بعد کے وقت کو عبادت سے خالی نہ چھوڑے پھر صبح صادق سے پیشتر سحر کے وقت اُٹھ کھڑا ہو ایسا نہو کہ صبح صادق سونے کی حالت مین ہو جاوے تو اِس صورت مین رات کی دونون طرفون مین جاگنا اور عبادت ہو جاویگی اور چونکہ مقدار شب کی طرف اس بیان مین لحاظ تھا تو اِن مراتب کی ترتیب موافق وقت کی زیادتی اور کمی کے ہی لیکن پانچوین اور ساتوین طریق مین مقدار کی طرف لحاظ نہین کیا گیا اِس لیے اُسکا حال آگے پیچھے ہو جانے مین ترتیب مذکورۂ سابق کی طرح نہین کیونکہ ساتوان مثلاً اُس وقت سے کم نہین جو ہم چھٹے طریق مین لکھ آئے ہین اور نہ پانچوان طریق چوتھے کی نسبت کم ہی

**پانچوان بیان** برس مین جتنے دن اور جتنی راتین عمدہ ہین اُنکے ذکر مین - واضح ہو کہ جو راتین کہ فضیلت اُنمین زیادہ ہی اور اُنمین جاگنا اور عبادت کرنا بتاکید مستحب ہی وہ برس مین پندرہ راتین ہین طالب آخرت کو اُنسے غافل نہونا چاہیے کہ وہ راتین خیر کی اوقات اور تجارت کی جگہین ہین اور جس صورت مین کہ تاجر موسم سے غافل رہیگا تو اُسکو فائدہ نہ ملیگا اور جب طالب عمدہ اوقات سے بیخبر ہوگا تو فلاح نہ پاویگا ان پندرہ کی تفصیل یہ ہی کہ چھ راتین ماہ رمضان المبارک مین ہین پانچ تو اخیر عشرہ کی طاق راتین یعنی ۲۱ اور ۲۳ اور ۲۵ اور ۲۷ اور ۲۹ اِس وجہ سے کہ اُنمین شب قدر تلاش کیجاتی ہی اور ایک سترھوین شب رمضان ہی کہ جسکی صبح کو یوم الفرقان اور یوم التقی الجمعان ہوا اُسی روز مین جنگ بدر ہوئی اور ابن الزبیر رضہ نے فرمایا ہی کہ یہ رات شب قدر ہی اور باقی نو راتین یہ ہین اول ماہ محرم کی پہلی شب دوم شب عاشورا

سوم اول شب ماہ رجب چہارم پندرھوین شب ماہ مذکور پنجم ستائیسوین شب ماہ مسطور جو شب معراج ہی اور اس شب مین ایک نماز حدیث مین وارد ہی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص اس رات مین عمل نیک کرے اُسکو سو برس کی نیکیان ملینگی پس جو شخص اس رات مین بارہ رکعتین پڑھے اور ہر رکعت مین الحمد اور قرآن کی ایک سورت پڑھے اور دو دو رکعتون کے بعد التحیات پڑھتا جاوے اور سلام سب رکعتون کے بعد پھیرے پھر سو دفعہ کہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اور سو بار استغفار پڑھے اور سو دفعہ درود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھے اور اپنے لیے دین و دنیا کے امور مین سے جو چاہے دعا مانگے اور صبح کو روزہ رکھے تو اللہ تعالی اُسکی سب دعا مقبول فرماویگا بشرطیکہ دعا گناہ کے باب مین نہو ششم پندرھوین شب ماہ شعبان کی اُسمین سو رکعتین ہین ہر رکعت مین الحمد کے بعد سورۂ اخلاص دس مرتبے پڑھے اکابر سلف اس نماز کو ترک نہ کرتے تھے چنانچہ نفل نماز کے ذکر مین ہم اُسکو لکھ آئے ہین ہفتم شب عرفہ ہشتم و نہم عیدین کی راتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جو شخص عیدین کی دونون راتون مین عبادت کرے اُسکا دل نہ مریگا جس روز کہ دل مرینگے۔ اور برس کے دنون مین عمدہ دن اُنیس ہین جنمین وظائف کا پیاپے پڑھنا مستحب ہی پہلا عرفہ دوم عاشورا تیسرا ستائیسوان دن رجب کا جو بہت بڑا شرف رکھتا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جو شخص ستائیسوین تاریخ رجب کو روزہ رکھے اُسکے لیے اللہ تعالی ساٹھ مہینے کے روزے لکھ دیتا ہی اور یہ وہ روز ہی جسمین حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر رسالت لیکر اُترے تھے چوتھا سترھوان دن رمضان مبارک کا جو بدر کی لڑائی کا دن ہی پانچوان پندرھوان روز شعبان کا چھٹا جمعہ کا روز ساتوان عید کا روزا اور دس دن ذیحجہ کے جو ایام معلومات کہلاتے ہین اور چونکہ عرفہ پہلے گذر چکا تو یہ نو روز رہے اور تین دن ایام تشریق یعنی گیارھوین بارھوین تیرھوین ذیحجہ کی جنکو ایام معدودات کہتے ہین اور حضرت انس رضی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ جب جمعہ اچھی طرح گذرتا ہی تو سب دن اچھے گذرتے ہین اور جب ماہ رمضان سلامت رہتا ہی تو تمام سال سلامت رہتا ہی۔ اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ جو شخص دنیا مین پانچ روز اپنی لذتون مین رہیگا وہ آخرت مین لذت نہ پاویگا اور ان پانچ روز دن سے اُنکی مراد دو روز عید کے اور ایک جمعہ اور ایک عرفہ اور ایک عاشورا ہی اور ہفتہ کے دنون مین سے بہتر روز پنجشنبہ اور دوشنبہ ہی جنمین اعمال خداوند تعالی کی طرف اُٹھائے جاتے ہین اور روزہ رکھنے کے لیے جو مہینے اور دن اچھے ہین اُنکی فضیلت ہم باب الصوم مین لکھ آئے ہین اب دوبارہ بیان کرنے کی ضرورت نہین واللہ اعلم

جلد اول احیاء العلوم کی خداے تعالی کی عنایت سے پوری ہوئی اِسکے بعد دوسری جلد آتی ہی اور اُسکا شروع کھانے کے آداب سے کرینگے

بعون اللہ تعالی وحسن توفیقہ والحمد للہ اولاً وآخراً وظاہراً وباطناً وصلی اللہ علی کل عبد مصطفی وعلی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ ائمۃ الہدی۔

## خاتمۃ الطبع از مولوی سلیم اللہ سلمہ اللہ

الحمد للہ والمنہ کہ کتاب مستطاب احیاء العلوم مصنفہ امام غزالی رحمۃ اللہ کے جلد اول کا نفیس ترجمہ مذاق العارفین مترجمہ مولانا العلامۃ محمد احسن نانوتوی سلمہ اللہ ماہ رمضان المبارک ۱۳۰۸ھ مطابق ماہ اپریل ۱۸۹۱ء مین مطبع اودھ اخبار لکھنؤ جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی ای۔ مین طبع ہوا۔

جسٹرڈ نمبر ۵۰۴

ح ابو موسی نے ذکر کیا ہی کہ ابو محمد خباز نے بروایت محمد بن فضل عن ابان عن انس رض مرفوعاً نقل کیا ہی اور محمد بن فضل اور ابان دونون ضعیف ہین اور حدیث ستر ہوی ۱۲ ح ابن ماجہ بروایت ابو امامہ بسند ضعیف ۱۲ ح ابو موسی مدنی بروایت شعیم بن یوسف ۱۲ ح باب اسرار نماز کی پانچوین فصل مین گذری ۱۲